بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: مَنۡ اَحۡیٰی سُنَّتِیۡ فَقَدۡ اَحَبَّنِیۡ وَمَنۡ اَحَبَّنِیۡ کَانَ مَعِیَ فِی الۡجَنَّۃِ. (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص: ۶۴)

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے　　ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

برکات شریعت

(برائے خواتین)

مؤلف

حافظ وقاری مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب
(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

پیش کش: ادارہ معارف اسلامی

ناشر:
مکتبۂ طیبہ
مرکز اسماعیل حبیب مسجد، ۱۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔۳-۴۰۰۰۰۳

نام کتاب : برکات شریعت (برائے خواتین)
تالیف : حافظ وقاری مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب
صفحات : ۱۱۴۶
کمپوزنگ : سید سفیان نوری وسید حامد رضوی (متعلمین جامعہ حرا انجم العلوم)
پروف ریڈنگ : مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا سید عمران قادری نجمی، مولانا جاوید نجمی
پیش کش : ادارہ معارف اسلامی (تصنیفی وتالیفی ادارہ تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی)
اشاعت اوّل : بہ موقع عالمی سالانہ سُنّی اجتماع، اکتوبر ۲۰۱۱ء
تعداد :
قیمت :
ناشر : مکتبۂ طیبہ، ۱۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔۳

ملنے کے پتے

نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔۳
ناز بکڈپو، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔۳
اقرأ بکڈپو، ۳۰/بی، نور منزل، محمد علی روڈ، ممبئی۔۳

پہلا حصہ

عورت مختلف ادوار میں

دوسرا حصہ

ایمان و عقیدہ

تیسرا حصہ

طَہارت کا بیان

چوتھا حصہ

عبادات

پانچواں حصہ

معاملات

چوتھا باب

شوھر کے حقوق

پانچواں باب

والدین کے حقوق

چھٹا باب

صلہ رحمی کے فضائل

ساتواں باب

پڑوسیوں کے حقوق

چھٹا حصہ

تذکیر و تزکیہ

پہلا باب

ذکرِ الٰہی کی برکتیں

دوسرا باب

اخلاص نیت کا بیان

تیسرا باب

ریا و سُمعَہ پر وعیدیں

چوتھا باب

برکات خشیت الٰہی

پانچواں باب

برکاتِ تقوٰی

چھٹا باب

فضائل توبہ

ساتواں باب

دنیا کی حقیقت

آٹھواں باب

ذکر موت

نواں باب

عالَم برزخ کا بیان

ساتواں حصہ

فضائل و آداب

پہلا باب

فضائلِ "بسم اللہ"

دوسرا باب

تلاوتِ قرآن کے فضائل

تیسرا باب

فضائل علم و عالمات

چوتھا باب

فیضان درود و سلام

پانچواں باب

امر بالمعروف و نھی عن المنکر

چھٹا باب

عبادت کی راتیں

ساتواں باب

ایصال ثواب کا بیان

حصہ ہشتم

معاشرتی ذمے داریاں و برائیاں

پہلا باب

معاشرتی ذمے داریاں

پہلی فصل

تربیتِ اولاد

دوسری فصل

اولاد کے حقوق

تیسری فصل

امانت و خیانت کا بیان

حمد باری تعالیٰ

عاشقِ رسول سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا — تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا — کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخۡتُ فِیۡہِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا — وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا — تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا — کرو قسمتِ عطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا — نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضؔا ترے دل کا پتا چلا بمشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا — یہ نہ پوچھ کیسا پایا

☆☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

کلام: حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو — جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہ — عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

عرش وفرش و زمان و جہت اے خدا — جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ ترا
ذرے ذرے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا — قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو — جن و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر ایک ہے سو بسو — بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

طائران جناں میں تری گفتگو — گیت تیرے ہی گاتے ہیں وہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق، کوئی کہتا ہے ہُو — اور سب کہتے ہیں لا شریک لہ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

خواب نوریؔ میں آئیں جو نورِ خدا — بقعۂ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل، چہرہ ہو پُر ضیا — نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

قصیدہ بردہ شریف

از: علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ — مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ — وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ — اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَ لَا نَعَمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ — حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً — تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

یَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ — سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا — وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عَنْ عُمَرَ — وَ عَنْ عَلِیٍّ وَّ عَنْ عُثْمَانَ ذِی الْكَرَمِ

وَ الْاٰلِ وَ الصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ — اَهْلِ التُّقٰی وَ النُّقٰی وَ الْحِلْمِ وَ الْكَرَمِ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَ اغْفِرْ لِقَارِئِهَا — سَأَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

نعت پاک

کلام: عاشق رسول اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں، روتے ہنسا دیے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے، آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضؔا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیے ہیں

یا نبی آپ ہو

از:مولانا محمد شاکر علی نوری (امیرِ سُنّی دعوتِ اسلامی)

دردِ دل کی دَوا یا نبی آپ ہو
غم زدوں کی صدا یا نبی آپ ہو
کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر مِرا
ایک ٹھنڈی ہوا یا نبی آپ ہو
کیسے سمجھے کوئی مرتبہ آپ کا
عقل سے ماوَرا یا نبی آپ ہو
میری مشکل پڑے خود ہی مشکل میں جب
میرے مشکل کُشا یا نبی آپ ہو
یوں تو دنیا میں آئے بہت سے نبی
خاتم الانبیاء یا نبی آپ ہو
اُدْنُ مِنّی سے واضح ہوا بالیقیں
خاص عبدِ خدا یا نبی آپ ہو
ہم گنہ گاروں کا ہم سیہ کاروں کا
حشر میں آسرا یا نبی آپ ہو
ایک شاؔکر ہی کیا انبیا و مَلَک
سب کے حاجت روا یا نبی آپ ہو

ترانۂ سُنّی دعوتِ اسلامی

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

فضلِ خدا سے ہم ہو جائیں دین کی خدمت کے لائق
تحریک سُنّی دعوت ہو دنیا میں سب پر فائق
بارِ الٰہا ہم کو بنا دے سرورِ عالم کا عاشق
تبلیغِ پیغامِ رسالت ہم سب صبح و شام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

نورِ شریعت سے ہوں روشن ہر مومن کے قلب ونظر
خیر ہو غالب تیرے کرم سے مٹ جائے دنیا سے شر
اتنا ہو احسان خدایا ہم سب اہلِ سنت پر
سنت سے سرکار کی روشن ہم اپنے ایام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

ایک بنا دے نیک بنا دے ہم سب اہلِ سنت کو
جذبِ باہم ثقل کا مرکز کر دے سُنّی دعوت کو
عظمتِ رفتہ پھر سے عطا کر اپنے نبی کی اُمّت کو
رشتۂ الفت میں بندھ جائیں ہر اک کا اکرام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

ایک ہی رستہ ہم سب کا ہے ہم سب کی ہے منزل ایک
ایک ہی کشتی میں بیٹھے ہیں ہم سب کا ہے ساحل ایک
تبلیغِ اسلام میں جتنے لوگ ہوئے ہیں شامل ایک
آؤ قدم سے قدم ملائیں تبلیغِ اسلام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

آج کا انساں بھٹک رہا ہے وہم و خیال کی ظلمت میں
دور بہت منزل ہے اب تک گم ہے دشتِ وحشت میں
فرض ہے اہلِ ایماں پر اس دورِ کفر و ضلالت میں
تبلیغِ توحید کریں اور تردیدِ اوہام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

مولا! تیرے در سے عطا ہم سب کو خلوصِ نیت ہو
دنیا کی ہو طلب نہ مقصد اپنی شہرت و عزت ہو
دین کے نام پہ سب کچھ قرباں کر دیں ایسی غیرت ہو
یومِ جزا میں رب کی رضا کا حاصل ہم انعام کریں

سُنّی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں

☆☆☆

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

فروغِ اسلام کا معاملہ ہو یا محبتِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنی جان عزیز قربان کر دینے کا، تربیتِ اولاد کا معاملہ ہو یا امورِ زندگانی کی درست انجام دہی کا، خواتین اسلام مردوں سے کبھی پیچھے نہیں رہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے بھی مردوں کے شانہ بشانہ شجرِ اسلام کی خدمات کا زریں کارنامہ انجام دیا ہے اور اپنی قربانیوں سے اسلام کو ہرا بھرا کیا ہے۔ دنیا کی وہ قومیں جو اسلام کی شمع کو گل کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتیں وہ جانتی ہیں کہ اگر امت مسلمہ کا یہ طبقۂ نسواں بے راہ روی کا شکار ہو گیا تو ان کے بطن سے کوئی داعیِ دین یا مجاہدِ اسلام کبھی تولد نہ ہوگا اس لیے پوری توانائی اسی طبقۂ نسواں کو بگاڑنے پر خرچ کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے آزادیِ نسواں کے نعروں کے ذریعے، ماڈلنگ کے ذریعے، بیوٹی پارلرس کے ذریعے، فیشن کے ذریعے اور انٹرنیٹ (Internet) پر فیس بُک (Facebook)، ٹویٹر (Twitter) وغیرہ پر دوستی (Friendship) کے ذریعے آج اس طبقۂ محترم یعنی طبقۂ نسواں کو اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے دور کر کے عہدِ جاہلیت کی بے وقعت اور مظلوم ومقہور قوم کی طرف لے جانے کی ناکام سعی کی جا رہی ہے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب جب اس قسم کی کوششیں کی گئیں تو خاتونِ جنت کی کسی نہ کسی کنیزہ کے بطن سے کوئی نہ کوئی داعیِ اسلام پیدا ہوا جس نے پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے بھرپور جد وجہد کی اور تاریخ میں وہ بچہ اپنی ماں کی تربیت اور زہد وتقویٰ نیز نالۂ نیم شبی کی بنیاد پر محافظِ اسلام بن گیا۔

خواتین کے دعوتی وعلمی کارناموں کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج امت مسلمہ تک ایک چوتھائی اسلام اگر پہنچا ہے تو وہ صرف اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وسیلے سے پہنچا ہے، انسانوں میں سب سے پہلے اگر چہرۂ نبوت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کسی کو نصیب ہوا ہے تو وہ بھی طبقہ نسواں کی عظیم خاتون ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی ہے۔اسی طرح سب سے پہلے قرآن مقدس سننے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا۔ دعوت حق کو سب سے پہلے قبول کرنے والی ذات کو دیکھنا ہو وہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکل میں نظر آتی ہے،راہ خدا میں جان قربان کرکے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا ثبوت دینے والی ذات اگر کوئی نظر آتی ہے تو وہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکل میں ایک خاتون ہی ہمیں نظر آتی ہے۔رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا شوہر، بھائی، بیٹا قربان کرنے والی ذات اگر ہمیں نظر آتی ہے تو وہ بھی ایک صحابیہ ہی نظر آتی ہیں، بلکہ نسل مصطفیٰ اگر جاری ہے تو وہ بھی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے،اگر آج حجاج صفاومروہ کی سعی کر کے ارکان حج وعمرہ ادا کرتے ہیں تو یہ ایک خاتون ہی کی سنت کو زندہ کرتے ہیں جو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یادگار ہے۔تقوی وطہارت میں بصرہ کی سرزمین پر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں جو اپنی عظمتوں کا لوہا منوا چکی ہے اور اپنے معاصرین میں جس نے بلند وبالا مقام حاصل کیا ہے وہ رابعہ بصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ہے۔ان کو یہ بلند مقام قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور اس کو عام کرنے کی جد وجہد کی بنیاد پر ملا وہ قرآن کی اس آیت کریمہ کی عاملہ تھیں ’’وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، وہ قرآن کی تلاوت کی عادی تھیں، وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد ادا کرتیں، ان کی زبان ذکر الٰہی وذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے تر رہتی تھی، وہ خوف خدا عزوجل سے اتنا روتیں کہ ان چہرہ اس بات کی شہادت دیتا کہ وہ اخلاق وکردار کے بلند مقام پر فائز تھیں۔ایسی خواتین کے سبب سے اسلام کا حسن بے نقاب ہوتا گیا اور دنیا اسلام کی عظمتوں کو تسلیم کرتی رہی۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ حضور سیدنا غوث اعظم ہوں یا حضور خواجہ غریب نواز، حضرت مخدوم ماہمی ہوں یا حضرت محبوبِ الٰہی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہوں یا حضور مفتی اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ان سب کے پیچھے کسی نہ کسی خاتون کا کردار ضرور نظر آئے گا۔اللہ رحم وکرم فرمائے کہ آج بہت ساری ماؤں کو فیشن سے فرصت نہیں اور بہت ساری بیویوں کو اپنے شوہر سے جھگڑنے سے فرصت نہیں (الا ماشاء اللّٰہ) تو ظاہر ہے ایسی مائیں اور ایسی بیویاں کہاں سے آئیں گی کہ جن کی گود میں مجاہدین اسلام پرورش پارہے ہوں لیکن الحمد للّٰہ اب بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ایسے پرفتن ماحول میں بھی بہت ساری بندیاں ایسی ہیں جو آج بھی کافی حد تک اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد رکھتی ہیں، اسی یاد کے سائے میں وہ دین وسنیت کے فروغ کے لیے جد وجہد کر رہی ہیں اور انہیں یہ اچھی طرح احساس ہے کہ آج ہمیں جو کچھ عزت ملی ہے وہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی ہے اور انہوں نے ہی ایک عورت کو ہر حیثیت سے قابلِ عزت بنایا خواہ وہ ماں کی شکل میں ہو یا بیٹی کی شکل میں یا بہن یا بیوی کی شکل میں۔واللہ اسلامی معاشرے میں جتنی عورتیں باعزت ہیں کسی معاشرے میں اتنی باعزت نہیں ہوں گی۔بس اسی عزت کو مغربی قوتیں دیکھ نہیں پارہی ہیں اور خواتین اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش میں شب وروز لگی ہوئی ہیں۔

افسوس! آج کا ماحول اس قدر پراگندہ ہو چکا ہے کہ بعض خواتین کا کردار اسلام کی عظمت وشوکت اور قوم مسلم کی تباہی کا ذریعہ بن چکا ہے، اے خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی کنیزو! آج سے آپ کو کوشش اور محنت کرنی ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جذبے سے سرشار ہونا ہے، اسلامی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اسی لیے (برکات شریعت برائے خواتین) ترتیب دی گئی ہے الحمد للہ عزوجل حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل کوشش کی گئی ہے کہ خواتین سے متعلق تمام ضروری مسائل اور معلومات کو اس کتاب میں شامل کیا جائے۔ عبادات کے علاوہ جن اہم باتوں کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے ''عورت اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد'' عورت بحیثیت ماں، عورت بحیثیت بیوی، عورت بحیثیت بیٹی، والدین کے حقوق، شوہر کے حقوق وغیرہ

اگر اس کا درس خواتینِ اسلام روزانہ اپنے گھروں اور محلوں میں خواتین کو دیں گی تو ان شاء اللہ گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہوگی اور مسلمانوں کا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ بن جائے گا اور اہل مغرب کی منصوبہ بندی اور دسیسہ کاری اپنی موت مرجائے گی جو وہ صدیوں سے خواتین اسلام کو بے عزت کرنے کے لیے کرتے آرہے ہیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو اور آپ کے ذریعے معاشرے میں ایک صالح انقلاب پیدا ہوجائے کہ سنی دعوت اسلامی کے قیام کا بنیادی مقصد اور اس کتاب کا محرک بھی یہی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

اس کتاب کی ترتیب میں ادارہ معارف اسلامی کے اہم ارکان مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا سید عمران قادری نجمی، مولانا عبداللہ اعظمی نجمی اور مولانا محمد جاوید رضا نجمی نے اپنا بھرپور تعاون پیش کیا، ساتھ ہی مولانا جاوید رضا نجمی نے سافٹ ویئر لائبریری اور اصل کتابوں کی مدد سے بڑی محنت اور جاں فشانی کے ساتھ اس کتاب میں بیان کردہ مواد پر تحقیق وتخریج کی۔ میرے شکریے کے مستحق ہیں حضرت علامہ مفتی محمد زبیر برکاتی مصباحی، حضرت علامہ مفتی محمد توفیق احسنؔ برکاتی اور مولانا صادق رضا مصباحی کہ ان حضرات نے کتاب کے

مسودے کا مطالعہ کیا اور اپنے گراں قدر تاثرات سے نوازا۔ مولا عزوجل مذکورہ تمام حضرات کو اپنی شان کے مطابق اجر و ثواب عطا فرمائے۔ آمین

امید ہے کہ آپ کو یہ کتاب پسند آئے گی اور آپ اپنی دعاؤں میں اس فقیر نوری کو اور رفقائے ادارۂ معارف اسلامی کو ضرور یاد رکھیں گی۔

فقیر کو اپنی علمی بے مائیگی اور استعداد کی کمی کا اعتراف ہے، کتاب میں وہ کچھ تو نہ لکھا جاسکا جس سے مضامین کا حق ادا ہوتا، لیکن ایک کمزور بندے کی حقیر کوشش ہے، جس سے مقصود محض تبلیغ و اشاعت دین اور رضائے الٰہی و رضائے رسول کا حصول ہے۔

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں التماس ہے کہ زیر نظر کتاب ''برکاتِ شریعت برائے خواتین'' میں کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت محسوس کریں تو آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا خیال رکھا جاسکے۔

محمد شاکر علی نوری

امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی

۱۱ر شوال ۱۴۳۲ھ

تقریظ جلیل

از: افتخار العلما حضرت علامہ افتخار احمد صاحب قبلہ مصباحی
شیخ الحدیث دار العلوم قادریہ غریب نواز
لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و شفیعنا و حبیبنا محمّد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و سلم و اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین

حضرت علامہ حافظ وقاری محمد شاکر نوری رضوی امیر سُنّی دعوتِ اسلامی جماعت اہلِ سنت کے قابل رشک علما میں سے ہیں، اعلائے کلمۃ اللّٰہ کے سلسلے میں وہ اپنی تحریروں، تقریروں اور سرگرمیوں میں امتیازی شان کے مالک ہیں۔ ان کی خدمات کا دائرہ ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ ان کی نگارشات بڑی وقیع، اہم اور قرآن وسنت کی روشنی سے منور ہوتی ہیں۔ ان کا اسلوب دل کش، موثر اور جاذب قلب ہوتا ہے۔ جو فرماتے یا لکھتے ہیں اپنی ذات کو اس کا اولین مخاطب کرتے ہیں اس لیے بے شمار پروانے ان کی شمعِ حیات کے گرد رقصاں اور نثار ہونے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ان کے رشحات قلم سے رونما ہونے والی متعدد نگارشات اس حقیقت پر شاہدِ عدل ہیں۔

اب یہ نئی کتاب ''برکات شریعت برائے خواتین'' ان کے قلم کا عظیم شاہ کار ہے۔

اس کتاب کے عناوین میں سے خاص کر ''عورت مختلف ادوار میں''، ''فضائل ومسائل حج''، ''شادی کی غلط رسمیں''، ''معاشرتی ذمے داریاں''، ''معاشرتی برائیاں'' وغیرہ تحقیقی اور دل کو موہ لینے والے ہیں۔ سارے عناوین پر قرآنی آیات اور احادیث طیبہ کے کلمات مبارکہ کی بہتات وفراوانی ہے۔

مجھے امید قوی ہے کہ خواتین اسلام حضرت امیر سُنّی دعوتِ اسلامی کی اس کاوش و نگارش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی، اس سے بھر پور استفادہ کریں گی اور اس کے ذریعے اپنی عملی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں گی۔

رب قدیر اپنے حبیب گرامی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقے حضرت مولانا شاکر علی رضوی کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ان کو اور ان کے رفقائے کار کو سعادت دارین کی دولت لازوال سے بہرہ ور فرمائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ و امام رسلہ سیدنا و شفیعنا و حبیبنا محمد و علٰی اٰلہ و صحبہٖ اجمعین و سلم تسلیما کثیرا۔

افتخار احمد قادری
خادم حدیث نبوی
دار العلوم قادریہ غریب نواز
لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ
۲۹ رشوال المکرّم ۱۴۳۲ھ

تقریظ جلیل

از: فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد زبیر قادری برکاتی مصباحی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم ،امابعد!

کتاب مستطاب ''برکات شریعت برائے خواتین'' میرے ہاتھوں میں ہے جس کو میں نے بالاستیعاب تو نہیں البتہ مختلف مقامات سے پڑھا ضرور۔ کتاب کافی ضخیم ہے اور مواد کے اعتبار سے جامع بھی۔ یہ کتاب اس قدر مفید ہے کہ جس میں خواتین اسلام کے مخصوص مسائل کے متعلق احکام شرع اور فضائل کی معلومات بھی ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت عقائد اہل سنّت وجماعت کا حسین گل دستہ بھی ہے۔

یہ کتاب جہاں دینی معلومات کا عطر مجموعہ ہے وہیں کنیزانِ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تبلیغ دین کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے۔ تبلیغ دین جس طرح مومن مردوں کی ذمے داری ہے اسی طرح مومنہ عورتوں کی بھی ذمے داری ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں مخاطب مومنہ عورتیں بھی ہیں۔

غالبًا حضرت امیر سُنّی دعوتِ اسلامی قبلہ زید مجدہٗ نے اسی مقصد کے تحت اس کتاب کی تالیف فرمائی ہے نیز تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی کی جانب سے برائے خواتین جہاں درس کا اہتمام ہوتا ہے وہاں اس کتاب کے ذریعے بھرپور استفادہ کیا جاسکے۔

البتہ درس دینے والی مبلغات سے ضروری گزارش یہ ہے کہ اس کتاب کو اچھی

طرح سے پڑھ کر کسی مستند ومعتمد سُنّی صحیح العقیدہ عالمہ یا عالم دین سے مسائل سمجھ کر ہی دوسروں کے سامنے بیان کریں ورنہ غلط مسئلہ بیان کرنے کی وجہ سے عذاب کی مستحق ہوں گی۔

کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں کافی محنت وجاں فشانی سے کام لیا گیا ہے اور مقاصد اسلام کو پیش کرنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ بے نیاز میں فقیر برکاتی دعا گو ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے، امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے اسے بہترین وموثر ذریعہ بنائے اور مؤلف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر انہیں دنیا وآخرت کی کامیابی سے ہم کنار فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم

فقیر برکاتی

محمد زبیر برکاتی مصباحی عفی عنہ

۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۳۲ھ

تقریظ جلیل

از: فاضل جلیل حضرت مفتی محمد توفیق احسؔن برکاتی مصباحی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم ،امابعد!

عورت صنف نازک ضرور ہے لیکن تشکیلِ معاشرہ میں اس کے اہم رول سے انکار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ عورت کو تہذیب وثقافت کی بنیاد گزار بھی تسلیم کیا گیا ہے، شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔ ’’وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ‘‘

ایک کامیاب سماج کی تشکیل وتعمیر میں عورت انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے، قوموں کی بے پناہ ترقیوں اور افراد وقوم کی کردار سازی میں اس کی کاوشیں قابل قدر ہیں جسے کسی قیمت پر جھٹلایا نہیں جاسکتا اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ بچے کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہوا کرتی ہے اور گھر اور خاندان کا ماحول اچھا ہو یا برا، بچے کی شخصیت وکردار واخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے اور یوں ایک بچہ اچھا یا برا بنتا جاتا ہے، ماحول دینی ہوتا ہے، اخلاقی قدروں سے افرادِ خانہ آراستہ ہوتے ہیں، ان کے میٹھے بول اور شائستہ لب ولہجے اور زبان وبیان سب کچھ اس بچے کے لیے نمونۂ عمل بنتے ہیں، بقول مفکر اسلام علامہ قمرالزماں اعظمی دام ظلہ:

’’انسانی معاشرہ جب سے وجود میں آیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک معاشرہ اچھا ہو یا برا، نقصان دہ ہو یا مفید، تعمیری ہو یا تخریبی، ہر جگہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی عورت نظر آتی ہے‘‘۔

اس لیے اگر عورت کو معاشرے کی خشتِ اوّل قرار دیا جائے تو بے جا نہیں ہے،

ایک خاتون کے حسن اخلاق، حسن معاشرت، عمدہ عادات واطوار پورے معاشرے کو اپنے اثرات تقسیم کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ عورت تعلیم یافتہ ہو، مہذب ومتمدن ہو، صالح قدروں سے آراستہ ہو، دینی مزاج رکھتی ہو، صوم وصلوٰۃ کی پابند ہو، اپنے سرپرستوں کا اِکرام بجالاتی ہو، خوفِ خدا دل میں رکھتی ہو، محبتِ رسول خدا سے اس کا قلب جگ مگا رہا ہو، زندگی گزارنے کے تمام تر اچھے اور مفید طریقوں سے واقف ہوتا کہ اس کی گود میں پلنے والا بچہ انہیں خوبیوں کا مالک بن سکے، اس لیے ضرورت ہے کہ خواتین کو دینی مزاج دیا جائے، انہیں مذہبی شعور سے لیس کیا جائے، انہیں خوش سلیقہ بنایا جائے، انہیں شریعت کے بنیادی مسائل سکھائے جائیں اور یہ کام کوئی ایسی کتاب ہی کرسکتی ہے جو صنف نازک کے ساتھ پیش آنے والے مسائل کے واضح بیان پر مشتمل ہو، ابھی جس کتاب کا مسودہ راقم کے پیش نظر ہے وہ اس اہم ضرورت کو پوری کرتی دکھائی دیتی ہے۔ تحریک سنی دعوت اسلامی کے روح رواں حضرت مولانا حافظ وقاری محمد شاکر نوری رضوی دام ظلہ النورانی کی مرتبہ کتاب ’’برکات شریعت برائے خواتین‘‘ خود انہیں کی کتاب ’’برکات شریعت مطبوعہ ممبئی‘‘ کا نقش ثانی ہے، جو اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے ایک منفرد المثال کہی جاسکتی ہے، جس کے ابواب، فصول اور حصص میں حیرت انگیز تنوع ہے، فضائل ومسائل کی تفصیلات، عقائد ومعاملات ومعمولات کی کامل وضاحت اور ان سب کے حوالوں کی کثرت صاحب کتاب کی وسعت مطالعہ، اخاذ ذہن اور فکری ترفع پر دال ہے۔ آیات قرآنیہ، تفسیر اور احادیث وسیر کی مستند وموقر کتب سے پیش کیے گئے فضائل اور کتب فقہ سے لیے گئے مسائل شرعیہ کا حسین انتخاب بڑا بھلا معلوم دیتا ہے اور مطالعہ پر ابھارتا ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قرآنی آیتوں کا واضح ترجمہ ’’کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن‘‘ (از امام احمد رضا قادری) سے پیش کیا گیا ہے جو مجدد اعظم کی عظمتوں اور

خداداد صلاحیتوں اور اعلیٰ علمی لیاقتوں کا لافانی شاہ کار ہے اور قرآن کی معنیاتی فضا کو اپنے اندر منعکس کرتا ہے۔

ان متنوع ابواب کی رنگارنگی اور جامعیت سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، زبان میں سادگی، اسلوب میں روانی اور بیان میں عمدگی ہے۔ لب ولہجہ انتہائی شائستہ اور اندازِ تخاطب خواتین کے مزاج سے ہم آہنگ ہے اور تکلم میں بھی ایک خاتون کا رنگ شامل ہے، صاحب کتاب نے کہیں بیٹے کی حیثیت سے اسلامی ماؤں سے مودبانہ گزارشات پیش کی ہیں کسی جگہ باپ کی حیثیت سے اسلامی بیٹیوں کو مخاطب کیا ہے اور کہیں دردمند بھائی کی حیثیت سے اپنی اسلامی بہنوں کو محبت بھرے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی ہے، اس لیے سمجھانے، تلقین کرنے یا حکم کرنے کا تینوں انداز اس کتاب میں نظر آتا ہے جو اپنی جگہ پر بالکل موزوں ہے۔

افہام وتفہیم کے لیے احادیث مبارکہ اور کتب تواریخ سے پیش کیے گئے سچے اور مستند واقعات نے تو سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، امیر سنی دعوت اسلامی مولانا محمد شاکر نوری رضوی کی اس سے قبل بھی کئی مفید اور کارآمد کتابیں مختلف موضوعات پر شائع ہوئی ہیں۔ ان موضوعات میں اصلاح معاشرہ، سیرت وسوانح اور اصلاحِ عقائد کا نام پیش کیا جاسکتا ہے اور ضرورت بھر سرمایۂ علم اُمت مسلمہ کے لیے ذخیرہ اندوز ہوا ہے اور اس سے قبل دو کتابیں خاص خواتین اسلام سے متعلق، ایک ''خواتین کا عشق رسول'' اور دوم ''خواتین کے واقعات'' مرتب کر کے شائع کی تھیں، یہ دونوں کتابیں مختصر ہی سہی لیکن اصلاح کے جذبے کے تحت مرتبہ ان کتابوں میں خواتین کے مزاج وذوق کے مطابق دینی باتوں کو یکجا کیا گیا ہے اور جس کا خاطر خواہ فائدہ بھی سامنے آیا ہے۔ برکات شریعت برائے خواتین اسی سلسلہ اصلاح طبقہ نسواں کی ایک اہم کڑی ہے جو کئی اعتبار سے جامع اور مفید کہی جاسکتی ہے۔

صاحب کتاب دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف، شعر وشاعری اور تحریک وتنظیم کے لیے اپنی عظیم شناخت رکھتے ہیں اور ان چنیدہ میدانوں میں جذبہ خالص کے ساتھ اپنے معاونین کے ہمراہ اپنی خداداد صلاحیتوں کا حتی المقدور استعمال کر رہے ہیں اور اللہ ورسول کے کرم، اساتذہ کی دعاؤں اور سادات وعلما کی سرپرستی کی بدولت بے پناہ کامیاب ہیں۔

ان کی کتابوں نے اپنی کامیاب اشاعت کے کئی قلعے فتح کیے ہیں، امید ہے کہ یہ کتاب بھی بھرپور پذیرائی کی مستحق ہوگی، ہماری مائیں اور بہنیں کامل دیانت داری اور ذوق وجذبے کے ساتھ اس کو مطالعہ کی میز پر سجاتی نظر آئیں گی۔

اللہ عزوجل صاحب کتاب کی ان تمام کاوشات کو قبولیت سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

توفیق احسن برکاتی

نیرول، نوی ممبئی۔

۲۶ر شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ بروز اتوار

برکات شریعت: ایک شخصی تاثر

از: فاضل جلیل حضرت مولانا صادق رضا مصباحی، ممبئ

عام انسانی تصور یہ بن چکا ہے کہ مرد کے مقابلے میں عورت کی حیثیت ثانوی درجے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اساسی تصور ہی درست نہیں ہوگا تو اس پر مبنی اعمال کی سمت بھی صحیح نہ ہوگی۔ یہ صرف اور صرف اسلام ہے کہ وہ دونوں کے لیے نفس واحدہ (سورۂ نساء: آیت ۱/، سورۂ انعام: آیت ۹۸/، سورۂ اعراف: آیت ۱۸۹/، سورۂ لقمان آیت ۲۸/، سورۂ زمر: آیت ۶/) کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ اس بلیغ اصطلاح کی روشنی میں مرد کو عورت سے کسی بھی معاملے میں کم تر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب دونوں کو ایک جان سے پیدا کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ جذبات میں یکسانیت ہوگی، خواہشات بھی ایک سی ہوں گی، مطالبات اور تقاضے بھی یکساں ہوں گے، عزتِ نفس میں بھی دونوں برابر ہوں گے اور ان دونوں کے لیے عدالتی و شرعی احکام و مصالح میں بھی کسی قسم کی تفریق کی گنجائش روا نہ ہوگی۔ اس تناظر میں مغرب کے اس نعرے اور بعض مغرب زدہ مشرقیوں کے اس پروپیگنڈے کی ہوا نکل جاتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہیں دیے ہیں۔ مطالعۂ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ اسلام نے عورتوں کی مردوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی رعایت کی ہے۔ اسلام عملی دین ہے وہ خالی منصوبے نہیں بناتا اور محض لائحۂ عمل ہی مرتب نہیں کرتا بلکہ ان پر عمل کرنے کی سختی سے تلقین بھی کرتا ہے۔ عورتیں چوں کہ صنفِ مخالف کی حیثیت رکھتی ہیں اس لیے ان کی نفسیات اور مزاج کی رعایت کرتے ہوئے قانونِ اسلام میں عورتوں کے لیے کچھ

نرمی رکھی گئی ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مرد اور عورت کے لیے صنفی امتیاز پر مبنی الگ الگ قانون ہیں۔

عورتیں ہمارے معاشرے کا اہم ترین حصہ ہوتی ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عورتیں ہی دراصل معاشرے کی بنیاد ہوتی ہیں اس لیے ان کو نظر انداز کر کے تعمیری معاشرے کی تشکیل ممکن ہے اور نہ نسلِ نو کی تربیت کے فرائض صحیح طور پر انجام دیے جاسکتے ہیں۔ ایک اچھے معاشرے کی ضمانت اسی بات پر منحصر ہوتی ہے کہ اس کی عورتیں کیسی ہیں اس لیے اسلام نے معاشرے کو صالحیت سے ہم رشتہ کرنے کا قدم قدم پر حکم دیا ہے اور اس کے لیے جہاں مردوں کو ذمے دار بنایا ہے وہیں عورتوں پر بھی کچھ فرائض عائد کیے ہیں بلکہ اگر اس ضمن میں غور کیا جائے تو عورتوں کو کچھ زیادہ ہی اہمیت دی گئی ہے۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جب تک گھر میں اسلامی ماحول پیدا نہیں کیا جائے گا تب تک ہمارا معاشرہ خزاں رسیدہ رہے گا۔ اس کے لیے خواتین بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی بنیادی پتھر پر اخلاق، کردار، سیرت اور شخصیت کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اگر عمارت میں اس پتھر کو غلط طریقے سے نصب کیا گیا تو عمارت کی مضبوطی کی ضمانت فراہم نہیں کی جاسکتی۔ آج دنیا میں جو اخلاقی بحران ہے، کردار و عمل میں بے راہ روی ہے، افکار و خیالات کی زمین زلزلوں سے لرز رہی ہے اور ہمارے معاشرے کا بدن زخموں سے چھلنی ہو چکا ہے تو اس کی صرف اور صرف بنیادی وجہ یہی ہے کہ ماؤں نے افرادِ معاشرہ کی تربیت میں کہیں نہ کہیں کوتاہی ضرور کی ہے۔ مفاسد اور نقائص کے در بند کرنے کے لیے اسلام نے ترجیحی طور پر ایسی عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے جو دین دار ہو۔ اگر معاشرہ پاکیزہ بنانا ہے تو اس کے لیے ہمیں ایسی لڑکیوں کا انتخاب کرنا ہوگا جو جذبۂ اسلامی سے آشنا ہوں۔ یہ تصور بالکل غلط ہے کہ بچے کی تربیت کا مرحلہ بچے کی پیدائش کے بعد شروع ہوتا ہے بلکہ اچھی تربیت کرنے

سے پہلے جو کام ضروری ہے وہ یہی ہے کہ نیک اور صالح بیوی کا انتخاب کیا جائے اور پھر اس کے بعد تذکیر وتذکیہ کے لیے جو چیزیں معاشرے کو مضبوط اور صالح اقدار وروایات سے ہم کنار کرتی ہیں وہ عمدہ ترین اصلاحی کتابیں بھی ہیں اور باعمل واعظین کی تقریریں بھی۔ یہ لٹریچر اور یہ تقریریں انہیں ان کے ذمے داریوں سے آگاہ کرتی ہیں، انہیں ان کی ذات کا عرفان کراتی ہیں، انہیں کچھ کر گزرنے کا حوصلہ عطا کرتی ہیں اور ان کی روح کی تربیت کا سامان فراہم کرتی ہیں۔

اس سیاق میں دعوت وتبلیغ کی عالمی تحریک سنی دعوت اسلامی کے بانی امیر سنی دعوت اسلامی محترم حضرت مولانا حافظ محمد شاکر نوری صاحب قبلہ مدظلہ کی مرتب کردہ کتاب ''**برکات شریعت برائے خواتین**'' ہمارے مذکورہ مندرجات کی میزان پر بالکل کھری اترتی ہے۔ حضرت امیر سنی دعوت اسلامی نے اس کتاب میں عورتوں سے متعلق تمام مسائل کا بہت اختصار اور جامعیت کے ساتھ احاطہ کیا ہے اور خواتین کی نفسیات کے مطابق مواد (Content) کو یک جا کیا ہے۔ یہ کتاب خواتین خصوصاً مبلغات کے لیے ایک بیش قیمت تحفہ ہے یقیناً اس سے ان کی شخصیت نکھرے گی، خواتین اپنے بچوں کی تربیت بھی صحیح خطوط پر عمل میں لاسکیں گی اور ہماری اسلامی قدریں جو ہم سے روٹھ کر دور جا چکی ہیں وہ ہمارے گلے لگ جائیں گی۔ مبلغین کے لیے بھی ''**برکات شریعت**'' درسی کتاب کے طور پر عرصہ ہوا شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہے۔ ضرورت تھی کہ خواتین خصوصا مبلغات کے مزاج، افکار، نفسیات، مطالبات، خواہشات اور تقاضوں کے مدنظر رکھ کر ایک نصابی کتاب مرتب کی جائے۔ اللہ کا کرم کہ حضرت امیر سنی دعوت اسلامی نے ''**برکات شریعت برائے خواتین**'' لکھ کر ایک اہم ضرورت کو پورا کیا اور ایک عمدہ انتخاب ہمارے سامنے رکھ دیا۔ یہ کتاب خواتین کی شخصی، عائلی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اس کے مختلف ابواب میں عورتوں

کو پیش آنے والے اہم اور ضروری مسائل کا کامیابی کے ساتھ احاطہ کر دیا گیا ہے۔ عورت اگر ماں ہے تو معاشرے میں اس کی ذمے داری کیا ہے، اگر بیوی ہے تو اس کے فرائض کیا ہیں اور اگر بہن اور بیٹی ہے تو اس کے واجبات کیا ہیں۔ ان سارے پہلوؤں پر حضرت موصوف الذکر نے بڑی خوش اسلوبی اور سادگی سے اسلام کا پیغام واضح کرنے کی کامیاب سعی کی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ یقیناً بہت کامیاب سعی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

سنی دعوت اسلامی اور امیر سنی دعوت اسلامی اپنی دعوتی خدمات، اصلاحی تحریکات، تبلیغی مساعی اور تذکیری جد وجہد کی بنیاد پر برصغیر سے نکل کر دیگر براعظموں میں حیرت انگیز کامیابیوں کے نقوش مرتسم کر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک نے اپنی غیر معمولی اصلاحی کوششوں سے تاریخ کو چہرے کو ضیا بخشی ہے اس سے انکار انصاف ودیانت سے انحراف ہوگا۔ بیس سال قبل یہ تحریک وجود میں لائی گئی اور تب سے اب تک اس نے سلکِ تاریخ میں کامرانیوں کے وہ گہر پروئے ہیں کہ برصغیر کی دعوتی واصلاحی تاریخ اس کا تذکرہ کیے بغیر ہمیشہ نامکمل سمجھی جائے گی۔ آج عالم یہ ہے کہ مختلف سمتوں میں تحریک کا کام پھیلا ہوا ہے اور بڑی برق رفتاری سے اس کے قدم آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔

امیر سنی دعوت اسلامی مولانا محمد شاکر نوری صاحب قبلہ بے حد مصروف شخصیت کا نام ہے تنظیم کے بہت سارے کام ہیں جو ان کے دماغ سے ہر وقت چمٹے رہتے ہیں اور انہیں ہر وقت متحرک رکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ سارے کام حسن وخوبی سے اپنی منزل کو پہنچ رہے ہیں۔ ان کا ذہنی سفر ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں جاری رہتا ہے۔ ہمارے حضرت موصوف ملکی وغیر ملکی دعوتی دوروں کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اپنی فیض رسانی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر چکے ہیں۔ ان کی تقریبا دو درجن کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین کی میز پر سج چکی ہیں۔ مجھے امید ہی نہیں یقین کامل ہے کہ

مبلغات کے لیے تیار کیا گیا یہ دعوتی و اصلاحی کورس علم کے ساتھ ساتھ ان کی فکر کو بھی روشن کرے گا اور ان کے عمل کو بھی روشنی دے گا اور پھر اس روشنی میں گم گشتگانِ راہ اپنی منزل مقصود تک بآسانی راہ یاب ہوسکیں گے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سنی دعوت اسلامی زمانے کے آخری سرے تک امت مسلمہ کے لیے چراغ کا کام دیتی رہے اور ہمارے ممدوح حضرت نوری صاحب قبلہ اس چراغ میں ہمیشہ تیل ڈالنے کا کام کرتے رہیں۔

دعا گو و دعا جو

صادق رضا مصباحی

مولانا آزاد روڈ، ناگ پاڑہ، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

درس دینے کا طریقہ

سب سے پہلے درج ذیل درود پاک بلند آواز سے پڑھائیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

اس کے بعد بطور تمہید درج ذیل سطور کے ذریعہ سامعات کے ذہن کو اپنی طرف متوجہ کریں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج درود شریف (یا جس موضوع پر درس دے رہی ہوں اس کا تذکرہ کریں) سے متعلق چند فرامین خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر برکاتِ شریعت کے جس باب سے درس دینا ہو، اس میں سے ایک درس اور

اس کی تشریح اسی طرح کریں جیسا کہ برکاتِ شریعت میں کی گئی ہے۔مثلاً بسم اللہ کے باب سے ایک روایت اور اس کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے، اس کو پڑھیں اور اندازِ بیان کو ذہن نشیں کرلیں۔

قیصر شاہِ روم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے مستقل دردِ سر رہتا ہے۔آپ میرے لیے کوئی دوا بھیجئے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جب بھی اس ٹوپی کو وہ اپنے سر پر رکھتا اس کا دردِ سر جاتا رہتا اور جب اسے اتار دیتا پھر دردِ سر شروع ہوجاتا۔اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک کاغذ ملا جس پر ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ لکھا ہوا تھا۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! بڑے بڑے طبیب جن بیماریوں کے علاج سے عاجز ہیں، ان کا علاج بھی اللہ عزوجل کے کلام میں ہے۔اے کاش! ہمارا لگاؤ قرآن مقدس سے ہوجاتا اور اپنی بیماریوں کا علاج دواؤں کے ساتھ ساتھ ہم اللہ کے کلام سے بھی کرتے، جو یقیناً شافی ہے، لیکن افسوس! ہمارا ایمان اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ ہمیں طبیبوں کی دوا پر تو بھروسہ ہوتا ہے لیکن اللہ کے کلام پر کامل بھروسہ نہیں ہوتا۔جس کی وجہ سے ہمیں تاثیر نظر نہیں آتی۔اللہ جل شانہ ہم سب کو قرآن مقدس سے فیض حاصل کرنے اور اپنے جائز کاموں کے آغاز میں ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح روزانہ اپنے گھر میں گھر کے افراد کو جمع کر کے ۵ سے ۷ منٹ تک درس دیں۔ان شاءاللہ گھر میں دینی ماحول پیدا ہوگا۔

ہفتہ واری اجتماع کا طریقہ

☆ ہفتہ واری اجتماع کے لیے کوئی خاص جگہ متعین کرلیں اور خواتین میں اس کی خوب تشہیر کریں کہ فلاں جگہ پر فلاں دن فلاں وقت میں ہفتہ واری اجتماع ہوتا ہے۔

☆ اجتماع کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کریں، جہاں پر اجتماع والے دن مرد نہ رہتے ہوں اور اگر کسی کا گھر ہو تو گھر کی عورتوں سے گفتگو کرکے اس وقت کا انتخاب کرلیں، جب اس گھر میں مرد نہ رہتے ہوں۔

☆ ہر مبلغہ تلاوتِ قرآنِ مقدس یا نعت شریف یا بیان وغیرہ سے پہلے مذکورہ درود شریف حاضرات کو ضرور پڑھالیں۔

☆ سامعات کو ”اے خاتونِ جنت کی کنیزو!“ کہہ کر مخاطب کریں۔

☆ کوئی عالمہ یا مبلغہ ترتیل کے ساتھ قرآن مقدس کی کوئی چھوٹی سورت یا چند آیتیں تلاوت کریں۔

☆ جو نعت شریف پڑھنی ہو پہلے سے ہی اس کی تیاری کرلیں۔نعت شریف باوضو درمیانی آواز سے پڑھیں اور پڑھتے وقت یہ خیال رہے کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی سنا رہی ہیں۔کوئی بھی نعت گانوں کی طرز پر ہرگز نہ پڑھیں۔

☆ اجتماع میں ۵ سے ۷ منٹ برکاتِ شریعت سے درس بھی دیں۔

☆ بیان نہایت ہی سادہ ہو، لفاظی سے پرہیز کریں۔قرآنی آیات و احادیث اور ان کا ترجمہ اچھی طرح یاد کریں۔جس موضوع پر بیان کرنا ہو، مستند کتابوں سے اس کی اچھی طرح تیاری کریں۔جو موضوع اختیار کریں، اس کی مکمل وضاحت کریں۔مقصد بیان اپنی اور حاضر خواتین کی اصلاح کے ساتھ رضائے الٰہی و رضائے رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی ہو۔

مبلغات درج ذیل عناوین پر بیان کریں، عالمات اس سے مستثنیٰ ہیں

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خوفِ خدا، اطاعتِ الٰہی، قربانی، عقیقہ، توبہ، محبتِ الٰہی، محبت

رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، فضائل درود شریف، تلاوتِ قرآن کی فضیلت، فضائل صحابہ واولیا، فضائل علم وعلما، موت اور اس کے متعلقات، جھوٹ کی لعنتیں، غیبت، چغلی، حسد، کینہ، ریا، تکبر، زنا وغیرہ کے عذاب، اخلاص وتواضع، حسن اخلاق، عفو ودرگزر وغیرہ کے فضائل و فوائد، ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، بھائی بہنوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق وغیرہ۔ مذکورہ تمام موضوعات فضائل و مسائل کے ساتھ بیان کیے جائیں۔

☆ ہفتہ واری اجتماع کا جدول پہلے ہی تیار کرلیں اور علاقائی مبلغات کو ان کی ذمے داریوں سے آگاہ کردیں۔ مبلغات اپنی ذمے داریاں بہ حسن وخوبی نبھائیں۔

☆ اجتماع کے اختتام پر اجتماع میں شریک نئی خواتین سے ملاقات کریں اور آئندہ ہفتہ زیادہ خواتین کے ساتھ شرکت کا وعدہ لیں۔

☆ اندازِ ملاقات سنتوں کے مطابق اور سنجیدگی سے بھرپور ہو، ہنسی مذاق اور لغویات سے مکمل اجتناب کریں اور وقت ضائع کرنے سے بھی ضرور اجتناب کریں۔

☆ درس وبیان کے لیے درجِ ذیل کتابوں سے استفادہ کریں۔

احیاء العلوم، فتاویٰ رضویہ مترجم، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت، مکاشفۃ القلوب، برکاتِ شریعت، انوار الحدیث، گنجینۂ رحمت، مشکوٰۃ المصابیح، نزہۃ القاری شرح بخاری، اشعۃ اللمعات شرحِ مشکوٰۃ، کیمیائے سعادت، انوارِ سنت، مدارج النبوۃ، تاریخ اسلام، دین مصطفیٰ، تمہید ایمان، المصباح الجدید وغیرہا۔ ساتھ ہی ہر مبلغہ کے پاس کنز الایمان ترجمۂ قرآن برائے مطالعہ ضرور ہونا چاہیے۔

☆ اجتماع کے بعد حلقے لگائیں، جس میں درس وبیان، نعت شریف پڑھنے، تلاوتِ قرآن مقدس وغیرہ کا طریقہ ذوق رکھنے والی خواتین کو سکھائیں۔ یہ حلقہ آدھے گھنٹے سے

زیادہ کا نہ ہو۔

اجتماع کی وقتی ترتیب

۵؍منٹ تلاوت قرآن، ۱۰؍منٹ نعت شریف، ۱۰؍منٹ نئی مبلغات کی تربیت کے لیے، ۵؍منٹ درس برکاتِ شریعت، ۲۵؍منٹ مرکزی بیان، ۱۰؍منٹ سنتیں، ۱۰؍منٹ دعائیں، ۲۰؍منٹ ذکر ودعا وصلوٰۃ وسلام اور ۳۰؍منٹ حلقہ۔

سہ ماہی تربیتی کورس

سہ ماہی تربیتی کورس کا طریقہ یہ ہے کہ تین مہینے میں درج ذیل باتیں یاد کرلی جائیں۔ اس کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ گھر کی کوئی ذمہ دار خاتون روزانہ کورس کرنے والوں کے اذہان کے مطابق ایک ایک سبق کے طور پر تھوڑا تھوڑا یاد کرنے کے لیے دیں، دوسرے دن سبق سن کر آگے یاد کرنے کو دیا جائے۔

☆ قرآن مقدس کا ناظرہ ترتیل کے ساتھ نیز کم از کم دس سورتیں زبانی۔

☆ پانچ کلمے، ایمان مجمل، ایمانِ مفصل (مع ترجمہ)

☆ ثنا، التحیات، درود ابراہیمی، دعاے ماثورہ، دعاے قنوت۔

☆ غسل، وضو، نماز (شرائط، واجبات، سنتیں مع مسنون طریقہ)

☆ دس سنتیں مع آداب۔ کھانا کھانے کی سنتیں، پانی پینے کی سنتیں، راستہ چلنے کی سنتیں، گفتگو کرنے کی سنتیں، سونے اور سوکر اٹھنے کی سنتیں، چھینک اور جماہی کی سنتیں، سلام کرنے کی سنتیں، مصافحہ کرنے کی سنتیں، بیت الخلا میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی سنتیں، گھر میں آنے اور جانے کی سنتیں۔

☆ پانچ دعائیں۔ گھر سے باہر نکلنے کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، دعائیں زیادہ یاد کریں تو بہتر ہوگا۔

☆ مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف اچھی طرح یاد کریں۔

ایمان، کفر، شرک، منافق، مرتد، ملحد، فرض، واجب، سنت، مستحب، مندوب۔

☆ ارکانِ اسلام (ایمان، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ) کی قدرے تفصیل۔

☆ ضروری عقائد کی تفصیل، بدمذہبوں کے عقائد ونظریات سے محفوظ رہنے کا طریقہ۔

☆ اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ رذیلہ کی قدرے تفصیل۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات یعنی اُمہات المومنین، آپ کی اولاد، خلفاے راشدین، عشرۂ مبشرہ وغیرہ کے اسماے گرامی زبانی یاد کریں۔

☆ اسلامی بارہ مہینوں کے نام۔

☆ چالیس حدیثیں مع متن وترجمہ۔

نوٹ: اجتماع کو مزید مستحکم کرنے کا طریقہ یا دعوت وتبلیغ کے کام میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے حل کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر خطوط کے ذریعہ رابطہ کریں یا درجِ ذیل ای میل آئی ڈی (E-mail id) پر ای میل کریں۔

دفتر کا پتہ

دفتر سُنّی دعوتِ اسلامی، سید عاشق شاہ بخاری مسجد، پہلا منزلہ، ١٢٨ رشید امارگ، چارنل، ڈونگری، ممبئی۔٩

دفتر سُنّی دعوتِ اسلامی، فائن مینشن، فرسٹ فلور، ١٣٢ رکامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔٣

E-mail: sdiheadoffice@gmail.com

Website: www.sunnidawateislami.net

☆☆☆

پہلا حصہ

عورت مختلف ادوار میں

اسلام کی آمد سے قبل دنیا کے ہر گوشے میں عورتیں طرح طرح کے مظالم کی شکار تھیں، اسلام کی آمد نے انہیں محترم کیا اور پوری دنیا میں ان پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے، ان کا سدِّ باب کیا۔

اسلام سے پہلے پوری روئے زمین وحشت وبربریت، ظلم وستم اور فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن چکی تھی۔ انسانیت تڑپ رہی تھی، آدمیت کا جنازہ نکل چکا تھا۔ ہرسو اور ہرسمت شیطانیت کا ننگا ناچ ناچا جارہا تھا، دنیا بھر میں خصوصاً ملکِ عرب میں امن وچین، اطمینان وسکون اور راحت وسرور سے لوگ محروم ہو چکے تھے اور اس کے لیے ترس رہے تھے اور بالخصوص اسلام سے پہلے عورتوں کا بہت بُرا حال تھا، دنیا کی نگاہ میں عورتوں کی کوئی عزت ووقعت نہ تھی، مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہشات کو پوری کرنے کا ایک کھلونا ہے۔ عورتیں دن رات مردوں کی ہرطرح کی خدمت کرتی تھیں، مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے، بلکہ جانوروں کی طرح ان کو مارتے پیٹتے تھے، اسلام سے پہلے عورت پر جو ظلم وستم ڈھائے گئے اسے سن کر آج

بھی پتھر دل انسان موم ہوجائے گا کیوں کہ ہر بلا ومصیبت کو عورتوں پر آزمایا گیا، اور اس کا استحصال کیا گیا عورت پر سب سے بڑا ظلم تو یہی تھا کہ دنیا میں اس کے آنکھ کھولتے ہی اس کے ماں باپ بجائے اس کے کہ اس سے پیار ومحبت کرتے، اس کی پرورش کرتے، اس کو زندہ درگور کردیتے تھے، اور جو عورت بچ جاتی اس پر طرح طرح کا ظلم وستم کرتے۔ غرضیکہ اس وقت عورت کی مجبوری اور لاچاری کا یہ عالم تھا کہ نہ کوئی ان کو دلاسہ دے کر خوش کرنے والا تھا، اور نہ کوئی ان کے آنسو پونچھنے والا تھا۔ کئی سوسال تک ظلم رسیدہ پریشان حال عورتیں آنسو بہاتی رہیں، سسکتی، کڑھتی اور اپنی قسمت کا رونا روتی رہیں۔ عورتوں سے متعلق چند اقوام کے نظریات ملاحظہ کریں۔

عورت یونانیوں کی نظر میں

اسلام سے پہلے جس قوم کو سب سے تہذیب یافتہ مانا جاتا تھا وہ اہل یونان تھے۔ اس قوم کے ابتدائی دور میں عورت پاک دامن تھی۔ اس کی عصمت ایک قیمتی چیز تھی۔ جس کو قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی وہ زندگی کے تمام شعبوں میں تہذیب وثقافت سے محروم تھی اور اخلاقی نظریہ، قانونی حقوق اور معاشرتی برتاؤ کے اعتبار سے عورت کی حیثیت بہت گری ہوئی تھی اور بہت ذلیل وخوار تھی، یہاں تک کہ لوگ اسے ”رِجْسًا مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ“ کہتے تھے۔ البتہ عام یونانیوں کے گھروں میں پردے کا رواج تھا۔ لیکن قانونی اعتبار سے عورت ان کے نزدیک ایک ایسے سامان کی مثل تھی جس کو بازاروں میں خریدنا اور بیچنا جائز تھا، اس کی مکمل آزادی اور تہذیبی مقام ومرتبہ کو چھین لیا گیا تھا، میراث میں اس کے لیے کوئی حصہ متعین نہ تھا، وہ پوری زندگی مردوں کے ظلم وستم کے آگے زندگی گزارتی۔ شادی کے پورے معاملات کا مالک مرد ہوتا وہ جس سے چاہتا عورت کی شادی کردیتا۔ نہ اس میں عورت کی رائے لینا ضروری سمجھتا اور نہ ہی اس میں عورت کی اختیار کا کچھ

دخل تھا اور اگر کسی عورت کے پاس کسی طرح کا مال وزر ہوتا، تب بھی وہ اپنی مرضی سے اسے خرچ نہ کرسکتی تھی بلکہ اسے مردوں کی اجازت لینا ضروری ہوتا اگر مرد راضی ہوتا تو وہ خرچ کرتی ورنہ صبر کرتی۔ نکاح کو فسخ کرنے کا پورا اختیار مردوں کے پاس تھا اور چند مخصوص حالتوں کو چھوڑ کر عورت کو طلاق مانگنے کا بھی حق نہ تھا۔ اگر کوئی عورت طلاق کا مطالبہ کرتی تو اس پر طرح طرح کا ظلم وستم ڈھایا جاتا اور اگر وہ طلاق حاصل کرنے کے لیے کورٹ وکچہری کا رخ کرنے کا ارادہ کرتی تو مرد پہلے ہی سے اس کی گھات میں بیٹھ جاتا اور اس کو پکڑ کر پھر گھر لے آتا۔ یہ اس زمانے کا حال ہے جب یونانی قوم خوب طاقت ور تھی اور پورے زور کے ساتھ عروج وترقی کی طرف جا رہی تھی اس دور میں اخلاقی خرابیاں ضرور تھیں مگر ایک حد کے اندر تھیں۔

لیکن جب یونانیوں کو وہ عروج وارتقا نصیب ہوا جس کی نظیر اس سے قبل پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی تو عورتوں کے حالات بھی بدلنے لگے۔ پہلے عورتیں مردوں سے ملنے سے کتراتی تھیں لیکن ترقی کے بعد عورتیں مردوں کے ساتھ محفلوں اور کانفرنسوں میں شریک ہونے لگیں۔ یونانیوں کے ذوقِ جمال اور حسن پرستی نے ان کے اندر شہوانیت کی آگ کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ وہ اپنے اس ذوق کا اظہار جن مجسموں اور آرٹ کے عریاں نمونوں میں کرتے تھے۔ وہی ان کی شہوانیت کو اور زیادہ ہوا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے ذہن سے یہ بات ہی نکل گئی کہ شہوت پرستی بھی کوئی اخلاقی برائی ہے۔ فواحش ومنکرات ان میں اس درجہ سرایت کر گئی تھی کہ اخلاق کا درس دینے والے والے بڑے بڑے فلاسفر بھی زنا اور فحش کو غلط نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ فاحشہ کا کوٹھا یونانی سوسائٹی کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ طبقوں تک ہر ایک کا مرکز ومرجع بنا ہوا تھا۔ مورخین، شعراء، اہل ادب اور ماہرین فنون سب کے سب عورت ہی کے ارد گرد گھومتے تھے وہ نہ صرف علم وادب کی محفلوں کی جان تھی بلکہ

بڑے بڑے سیاسی معاملات بھی اس کے حضور طے ہوتے تھے اور ان کے نزدیک نکاح ایک غیر ضروری چیز تھا بلکہ ان کا یہ کہنا تھا کہ مرد بغیر نکاح کے کسی بھی عورت سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ بلکہ حد تو یہ ہے کہ وہ جس دیوتی آفرودیت (Aphro Dite) کی پرستش کرتے تھے اس کی داستان ان کے خرافات میں یہ تھی کہ ایک دیوتا کے ہوتے ہوئے اس کے مزید تین دیوتاؤں سے تعلق تھے اور اس کے علاوہ ایک انسان کو بھی اس کی جناب میں سرفرازی کا حق حاصل تھا اور اسی کے بطن سے محبت کا دیوتا کیوپڈ پیدا ہوا جو ان دیوی صاحبہ اور ان کے غیر قانونی یار کی لگاؤ کا ثمرہ تھا۔ یہ اس قوم کی معبودہ تھی اور اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو قوم ایسے کیریکٹر کو نہ صرف بہ طور مثال (آئیڈیل) مانے بلکہ معبودیت تک کا درجہ دے دے اس کا معیار اخلاق کتنا بلند ہوگا اور ان کی خرافات وفحاشی صرف یہیں پر جا کر ختم نہ ہوئی بلکہ دن بہ دن اور زیادہ ہوتی گئی اور وہ انحطاط وپستی کا شکار ہوتے رہے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ یونانی قوم میں عمل لوط ایک وبا کی طرح پھیلا اور ان کے مذہب نے اس کا شاندار استقبال کیا اور معلمینِ اخلاق نے اس کو دو شخصیتوں کے درمیان دوستی کا مضبوط رشتہ قرار دیا۔ سب سے پہلے دو یونانی انسان جو اس قدر کے مستحق سمجھے گئے وہ سوڈیس اور استیوگیشن تھے ان کے اہل وطن نے ان کے مجسمے بنا کر ان کی یاد تازہ رکھی۔

عورت رومیوں کی نظر میں

یونانیوں کے بعد جس قوم کو دنیا میں عروج نصیب ہوا وہ اہل روم تھے۔ زمانۂ قدیم میں وہاں باپ پر یہ لازم نہ تھا کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کو اپنے خاندان میں شامل کرے۔ بچے کی پیدائش کے بعد نومولود کو اس کے سامنے رکھ دیا جاتا اگر وہ اسے اٹھا لیتا تو یہ دلیل ہوتی کہ وہ اسے اپنے خاندان میں شامل کر لیا ہے۔ ورنہ اسے کسی کھلی جگہ یا پھر کھلے میدان میں ڈال دیا جاتا۔ پھر اگر وہ نومولود لڑکا ہوتا تو جس کا دل چاہتا اسے اٹھا کر اپنی فیملی

میں شامل کرلیتا اوراگرلڑکی ہوتی تو بھوک اور پیاس سے دم توڑ دیتی یا پھر ٹھنڈی یا گرمی برداشت نہ کرنے کی وجہ سے خود ہی ختم ہوجاتی۔ان کے نظام معاشرت کانقشہ یہ تھا کہ مرد اپنے خاندان کا سربراہ ہوتا وہ کسی بھی اجنبی کو اپنے فیملی میں داخل کرسکتا تھا اوراپنے لڑکوں میں سے جسے چاہے نکال سکتا تھا اوراس کا اختیار وغلبہ اپنے لڑکوں اورلڑکیوں پر موت تک رہتا تھا اگر چہ وہ بالغ ہی کیوں نہ ہوجائے اوراسی طرح بیوی، بہواور پوتا، پوتیوں پر بھی اسے کامل اختیار ہوتا تھا۔وہ ان میں سے جسے چاہے بیچ سکتا تھا یا بیچنے سے انکار کرسکتا تھا۔

اسی طرح ان کوسزا دینے کامکمل اختیار ہوتا تھا اگر چہ قتل ہی کیوں نہ کرڈالے اور یہ قانون جوستان (متوفی ۵۶۵ء) کے ابتدائی دورتک رہا۔لیکن پھراس نے جوقانون بنایا اس کی روشنی میں باپ کا حق صرف اتنا ہوتا تھا کہ وہ ان کوادب وتہذیب کے زیور سے آراستہ کرے اورمختلف علوم وفنون سے لیس کرے اورمرد جو کہ خاندان کا سردار ہوتا تھا وہ خاندان کے تمام اموال کا مالک ہوتا تھا۔اس کے علاوہ کسی کی بھی اس پر ملکیت نہ ہوتی وہ ان کوایسے سامان کی طرح سمجھتا جنہیں خاندان کے مال ودولت کو بڑھانے کے لیے بنایا گیا ہے اوراس کومکمل اختیار ہوتا تھا کہ وہ لڑکوں اورلڑکیوں کا جس سے چاہے نکاح کردے ان سے اجازت لینا ان کے لیے کوئی ضروری نہ تھا اوراگرکوئی عورت خود اپنی محنت سے کچھ کمالیتی اس میں بھی اس کا اختیار نہ ہوتا بلکہ اس کی ہر چیز پر خاندان کے سردار کا اختیار ہوتا اوراس کے کمائے ہوئے مال ودولت کوخاندان کے سردار کے مال میں شامل کرلیا جاتا تھا اوراس سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا کہ وہ بالغ ہے یا پھر شادی شدہ ہے۔

البتہ اس صدی کے آخر میں یہ قانون پاس ہوا تھا کہ وہ مال ودولت جو میراث میں اپنی والدہ سے پائے گی اس مال کواس کے باپ کے مال سے الگ رکھا جائے گا۔لیکن باپ کو اس کے استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا مکمل حق ہوگا اور جب لڑکی کو اپنے

خاندان کے سردار کے غلبہ سے چھٹکارامل جائے گا تواس صورت میں باپ اپنی لڑکی کے تمام مال ودولت کوتین حصوں میں تقسیم کرے گا جس میں سے دوحصہ خود رکھ لے گا اورایک حصہ اپنی لڑکی کودے گا۔جوسُتان کے زمانے میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ لڑکی جو مال خود اپنی محنت سے کمائے گی وہ لڑکی کی ہی ملکیت میں رہے گا اوراسی طرح اگرخاندان کے سردار کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ذریعہ کمائے گی تو وہ بھی اسی کی ملکیت میں رہے گا۔ ہاں وہ مال جو خاندان کے سردار نے اسے دیا ہوگا اس پر سردار کا ہی حق ہوگا اورلڑکی اس میں سے کچھ بھی خرچ کرنے میں اس کے اجازت کی پابند رہے گی۔

عورت یہودیوں کی نظر میں

یہود کے بعض گروہ عورتوں کواپنے خادم کی طرح سمجھتے تھے اوراس کے باپ کومکمل اختیار ہوتا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو جسے چاہے فروخت کردے اوراگراس کو بیٹا ہوتا تو لڑکی وراثت سے محروم ہوجاتی، اسے کچھ بھی نہ ملتا۔البتہ باپ اپنی زندگی میں اس کوتھوڑا بہت عطیہ دے دیتا تھا اور جب لڑکی بھائی کے موجود ہونے کی وجہ سے میراث سے محروم ہوجاتی تھی تو بھائی اس کا نان ونفقہ دیتا تھا اور شادی کے وقت مہر بھی دیتا تھا اوراگر باپ زمین چھوڑتا تو اسے زمین بھی دے دی جاتی تھی، لیکن اگر باپ مالِ منقول چھوڑتا تو بھائی نہ اسے نان ونفقہ دیتا اور نہ ہی مہر دیتا۔ اگر چہ وہ کثیر اموال ہی کیوں نہ چھوڑے اور یہودی عورت پرلعنت وملامت کرتے تھے۔ان کا ماننا تھا کہ عورت ہی کی وجہ سے آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی اور تورات میں آیا ہے کہ عورت موت سے زیادہ خطرناک ہے اور جوعورت سے بچ جائے گا وہ اللہ کی نظر میں صالح ہوگا اور وہ ایام حیض ونفاس میں عورت سے نفرت کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ اگران دنوں میں عورت کسی چیز کوچھولیتی تو وہ چیز کوبھی رات تک نجس سمجھتے تھے اوراگرکوئی مردان کے ساتھ سوجاتا تو وہ بھی رات تک نجس ہوجاتا۔

عورت عیسائیوں کی نظر میں

عیسائیوں نے جب رومانی معاشرے میں فحاشی ومنکرات کو عام وشائع دیکھا اور معاشرے کو برے اخلاق کی طرف مائل دیکھا تو بہت خوف زدہ ہوگئے اوران تمام افعال کا ذمہ دارانہوں نے عورت کوقرار دیا۔کیوں کہ عورتیں سوسائٹی میں نکلتی تھیں اورلہو ولعب میں مصروف ہوجاتی تھیں اورمردوں میں جس سے چاہے میل وملاپ رکھتی تھیں اوران لوگوں نے شادی کوایسی گندگی قرار دیا جس سے دوری اختیار کرنا ہرانسان کے لیےضروری تھااوران کاعقیدہ یہ تھا کہ کنوارا اللہ رب العزت کی نظرمیں شادی شدہ سے زیادہ معزز ومکرم ہوتا ہے اور پوری سوسائٹی میں انھوں نے اس بات کا اعلان کروادیا کہ عورت شیطان کے داخل ہونے کا دروازہ ہےاورتمام لوگوں پراس کے جمال وخوب صورتی سے بچنالازم ہے۔کیوں کہ خوبصورتی،فتنہ انگیزی اوردھوکہ دہی کے لیے ابلیس کا سب سے بڑا ہتھیار ہےاور پادری ترتولیان کا ماننا تھا کہ عورت ہی کے ذریعہ شیطان انسانوں کےنفس میں داخل ہوتا ہےاورفتنہ وفساد برپا کرتا ہے۔

اورسوستانم پادری کا کہنا تھا:عورت ایک شر کا نام ہےجس سے ہرانسان کو بچنا ضروری ہےاور یہ ایک ایسی آفت ہےجس میں ہرانسان رغبت رکھتا ہے۔یہ خاندان اورگھر والوں کے لیے ایک عظیم خطرہ ہےاورایک قاتل محبوبہ ہےاورملمع کی ہوئی مصیبت ہےاور عیسائی عورت کوقابلِ نفرت سمجھتے تھے۔اس پرطرح طرح کے مظالم ڈھاتے تھے،عورت کے وجود کوتسلیم کرنا بھی اُن کے نزدیک گناہ سمجھا جانے لگا تھاحتی کہ ۵۷۶ء میں فرانسیسیوں نے ایک کانفرنس اس مسئلہ کےحل کے لیے منعقد کی کہ عورت میں روح ہے یانہیں،ایک پادری نے یہاں تک سوال کیا کہ عورت کا شمار بنی نوع انسان میں بھی ہے یانہیں؟ خوداس نے

عورتوں کوانسانوں میں شامل کرنے سے انکار کردیا،اخیر میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ عورت انسان ہی ہےلیکن صرف آدمیوں کی خدمت کے لیےاس کو پیدا کیا گیا ہے۔البتہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کواس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔

اہل مغرب اسی طرح عورتوں سے بغض وکینہ رکھتے رہےاورایک لمبے زمانے تک ان کوحقوق سے محروم رکھا یہاں تک کہ جب فارسیوں کا زمانہ آیا تو انہوں نے عورتوں کو معاشرے میں کچھ مقام ومرتبہ دیااوران کی شان کوکچھ بلند کیا کیوں کہ وہ عورتوں کے دلدادہ تھے۔لیکن اس کے باوجود شوہروں کی اجازت کے بغیرعورتوں کواپنے اموال میں تصرف کرنے کا اختیار نہ تھا۔

ایک اورقابل ذکر بات یہ ہے کہ انگریزوں کے قانون کے مطابق ۱۸۰۵ءتک مرد کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنی بیوی کو بیچ دے اور بیوی کو بیچنے کی قیمت ۶ پنس مقرر کی۔ (ہندوستانی ساڑھے چارروپیہ) یہاں تک کہ ۱۹۳۱ء میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو پانچ سو پاؤنڈ میں بیچ دیااور جب یہ معاملہ کورٹ میں پہنچا تواس کے وکیل نے اس کے دفاع میں کہا کہ انگلینڈ کا قانون سوسال پہلے تک مردکو بیوی بیچنے کا اختیاردیتا ہے۔تو کورٹ نے جواباً کہا یہ ۱۸۰۵ء میں منسوخ کردیا گیا تھااور بعد میں بیوی کو بیچنے پر پابندی لگادی گئی تھی پھرکورٹ نے بیوی کو بیچنے والے کودس مہینے کی سزا سنائی۔

عورت عہد جاہلیت میں

اسلام سے پہلے عرب کی عورتوں کا بہت براحال تھا کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔ تمام حقوق وکرامات سے وہ محروم تھیں۔زمانۂ جاہلیت میں عورت کوکسی چیز کے مالک بننے کا حق حاصل نہ تھا۔عورتوں کوکوئی وارثت نہ ملتی تھی،صرف مردوں کووارث بننے کاحق حاصل تھا، اس پراُن کی دلیل یہ تھی کہ وہ ہتھیار اُٹھاتے ہیں،قبیلوں کا دفاع کرتے ہیں جب کہ عورت

صرف کھاتی، پیتی ہے اور خاندان والوں کے لیے بوجھ ہوتی ہے اور اس معاشرے میں عورتوں کو محض میراث سے محروم کرنے پر اکتفانہ کیا گیا بلکہ وہ عورت کو بھی وراثت میں سامان کی طرح بانٹ دیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عورت کا شوہر مرجاتا تو شوہر کے ورثا اس عورت کے حقدار ہوتے، اگر وہ چاہتے تو ان میں سے کوئی اس سے شادی کر لیتا تھا یا جس سے چاہتے اُسی سے اس کی شادی کرا دیتے اور چاہتے تو نہ کراتے۔ اس طرح عورت کے سسرال والے اُس کے میکے والوں سے زیادہ اس پر حق رکھتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○

(ترجمہ) اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (سورۂ نسا، آیت: ۱۹)

(بخاری شریف، حصہ ششم، ص: ۴۴، مطبوعہ موسستہ الرسالۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا اور اُس کی باندی ہوتی تو اس کا کوئی دوست اس باندی پر کپڑا ڈال دیتا، اب کوئی دوسرا شخص اس باندی پر دعویٰ نہیں کرسکتا تھا یہ شخص اگر وہ باندی خوبصورت ہوتی تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر بدہیئت ہوتی تو اسے اپنے پاس تاحیات روکے رکھتا۔ (تفسیر طبری، جلد ششم، ص: ۱۰۴، موسستہ الرسالۃ)

ان کے یہاں طلاق کا کوئی عدد متعین نہ تھا اور بیوی کی تعداد بھی غیر متعین تھی اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسا نظام تھا جو مردوں کو عورتوں پر ظلم و جبر سے منع کرے بلکہ ہر قسم کی بڑائی اور فضیلت ان کے نزدیک صرف مردوں کے لیے تھی اس میں عورتوں کا حصہ نہ تھا حتی کہ عام معاملات زندگی میں بھی مرد اچھی چیزیں خود رکھ لیتے اور بے کار چیزیں عورتوں کو دیتے۔ اہل عرب کے اس طرز عمل کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے:

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ (ترجمہ) اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ نرا ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا نکلے تو وہ سب اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ اُنہیں اُن کی باتوں کا بدلہ دے گا، بے شک وہ علم حکمت والا ہے۔ (سورۂ انعام، آیت: ۱۳۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عرب کے مردوں کے لیے خاص چیز دودھ تھی جو وہ اپنی عورتوں کے لیے حرام قرار دیتے تھے اور اُن کے مرد ہی اسے پیا کرتے تھے اسی طرح جب کوئی بکری نر بچہ جنتی تو وہ ان کے مردوں کا ہوتا اور اگر بکری پیدا ہوتی تو وہ اسے ذبح نہ کرتے، یوں ہی چھوڑ دیتے تھے۔ اور اگر مردہ جانور ہوتا تو سب شریک ہوتے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

ابوجعفر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں سدی سے نقل کیا ہے: ان جانوروں سے زندہ پیدا ہونے والا بچہ خالص ان کے مردوں کے کھانے کے لیے ہوتا اور عورتوں کے لیے حرام ہوتا اور مردہ پیدا ہونے والے بچے کو مرد و عورت سب کھاتے، (اس طرح وہ مردوں کو ترجیح دیا کرتے تھے)۔ (تفسیر طبری، حصہ: ۱۲، ص: ۱۴۸)

اور نہ ہی اس کو شوہر اختیار کرنے کا کوئی حق حاصل تھا بلکہ عرب کے سرداران و

معززین اپنی لڑکیوں کی شادی کے بارے میں آپس میں مشورہ کرتے اور جس سے چاہے اس سے کردیتے۔

جب کسی آدمی کا انتقال ہوجاتا اور اس کی بیوی اور لڑکے موجود ہوتے تو سب سے بڑے لڑکے کو اپنی ماں سے شادی کرنے کا بہ نسبت غیروں کے زیادہ حق ہوتا وہ اپنے باپ کے بقیہ اموال کی طرح اپنی ماں کو وراثت کا حصہ سمجھتا۔ پس اگر وہ اپنی ماں سے شادی کرنا چاہتا تو اس پر کپڑا ڈال دیتا ورنہ اس کی ماں کو اختیار ہوتا وہ جس سے چاہتی شادی کرلیتی۔

دورِ جاہلیت میں مشرکین عورت کو کسی رتبے اور مقام کا اہل نہ سمجھتے تھے اس لیے وہ لڑکی کے پیدا ہونے پر غصہ ہوتے، حالاں کہ وہ یہ جانتے تھے کہ نظام کائنات کے تحت شادیوں کے لیے لڑکی کی پیدائش ضروری ہے اس کے باوجود اس نظام کے خلاف اس حد تک چلے جاتے کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔

قرآن کریم میں ان قوموں کے طرزِ عمل کے خلاف آیت اتری ہے کہ جب ان کے ہاں کسی بچی کی ولادت ہوتی تو وہ غضب ناک ہوتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اس قبیح عادت کو اس طرح بیان کیا ہے: وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ o يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ o (ترجمہ) اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصّہ کھاتا ہے لوگوں سے چُھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلّت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔ (سورۂ نحل، آیت: ۵۸-۵۹)

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم قبیح کو قرآن حکیم دوسرے مقام پر اس طرح بیان کرتا ہے: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ o بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ o (ترجمہ) اور جب زندہ دبائی

ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی۔ (سورۂ تکویر، آیت: ۸-۹)

مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت قیس بن عاصم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیٹیوں کو زمانۂ جاہلیت میں زندہ دفن کردیا کرتا تھا۔ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر بیٹی کی طرف سے ایک غلام آزاد کردو۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں بہت سے اونٹوں کا مالک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ہر بیٹی کی طرف سے ایک اونٹ کی قربانی دو۔

(تفسیر ابن کثیر، حصہ ہشتم، ص: ۳۳۵، ناشر: دار طیبہ للنشر والتوزیع)

ایک روایت کے مطابق انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو ہر لڑکی کے بدلے ایک اونٹ قربان کردے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے بارہ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہر ایک کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کی تلقین فرمائی۔

اور بعض لوگوں کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے قتل کردیتے تھے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں اس فعل قبیح سے ان کو منع کیا: وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا o (ترجمہ) اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔ (سورۂ اسراء، آیت: ۳۱)

یہ عادت قبیحہ تمام عرب میں تو نہیں تھی لیکن بعض قبیلے ایسا کرتے تھے اور قبیلۂ قریش اس سے مستثنیٰ تھا اور عربوں کے یہاں کئی طریقے کی شادی کا رواج تھا۔ ان میں سے

کچھ کو ہم بیان کرتے ہیں۔

۱) دوستی کی شادی:

اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور اس کے بعد یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی۔ آج بھی یہ طریقہ مغربی معاشرے میں رائج ہے۔

۲) بدلے کی شادی:

یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی ماتحتی میں رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرمادی۔

۳) بیوی کا تبادلہ:

ایک رواج یہ تھا کہ دو مرد اپنی اپنی بیویوں کا آپس میں تبادلہ کر لیتے تھے اور اس کا نہ عورت کو علم ہوتا اور نہ ہی اس سے رائے لی جاتی اور نہ مہر و ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصر سی مجلس میں یہ سب کچھ طے پا جاتا تھا۔

۴) نکاحِ بُعولت:

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا، اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا کئی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت (خاوند ہونا) سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال ومتاع جیسی ہوتی۔

۵) نکاحِ استبضاع:

اس کا مطلب ہے فائدہ اٹھانے کے لیے عورت مہیا کرنے کا نکاح یعنی ایک شخص

اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تاکہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ٹھہر جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آجاتی۔

۶) اجتماعی نکاح:

اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس وپیش کے آجاتے پھر وہ جسے چاہتی (پسند کرتی یا اچھا سمجھتی) اس سے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

یہ زمانۂ جاہلیت کی عورت کا حال تھا، اس معاشرے میں گنتی کی چند عورتیں ہی ایسی تھیں جنہیں مالک بننے کا حق ملا اور وہ جائیداد کی مالک تھیں، جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ یہ اپنی تجارت کی بھی مالک تھیں، لیکن یہ انفرادی واقعہ ہے، مجموعی طور پر ایام جاہلیت میں عورت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

عورت اسلام میں

جب ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو محسن انسانیت اور تمام کائنات کے لیے رحمت تھے، خدا کی طرف سے دینِ اسلام لے کر آئے، تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم وستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند وبالا ہو گیا کہ صرف عبادات ومعاملات ہی نہیں بلکہ زندگی اور موت کے ہر مرحلے اور ہر موڑ پر عورتیں مردوں کی دوش بدوش کھڑی ہو گئیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر فرما دیے۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا تمام صحابۂ کرام کو درس دیا اور ان کے حقوق دلانے کے لیے اسلامی قانون کی

ماتحتی میں عدالتیں قائم کیں اور عزت و وقار، مرتبہ، ملکیت وغیرہ ہر وہ چیز عورتوں کو عطا کر دیا جس سے وہ اسلام سے پہلے محروم تھیں۔

عورت قرآن میں

آج بعض متعصب، کوتاہ نظر، کم عقل لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہیں دیے ہیں۔ اس نے مردوں کو ہر معاملے میں برتر رکھا ہے اور عورتوں سے زیادہ حقوق دیے ہیں، لہٰذا ہم یہاں چند آیتیں پیش کرتے ہیں جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ اسلام نے مرد وعورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے درجے میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی درجے میں رکھا ہے، اسی طرح انسانیت کی تکوین میں عورت مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا o (ترجمہ) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑ ا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (سورۂ نسا، آیت:۱)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا o (ترجمہ) وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑ ا بنایا کہ اس سے چین پائے۔ (سورۂ اعراف، آیت:۱۸۹)

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے: خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا o (ترجمہ) اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا۔

(سورۂ زمر، آیت:۶)

اس کا معنی یہ ہے کہ عورت اور مرد کو الگ الگ چیز سے پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ دونوں میں اس میں معاملے میں برابری ہے۔ اس طور پر کہ دونوں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیدا کیے گئے ہیں اور ان کو اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے۔

یہاں اس بات کی جانب بھی اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اسی آیت کریمہ سے ان بعض متعصب اہل مغرب کے دعویٰ کا بطلان بھی ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عورت میں کوئی روح نہیں ہے۔

(۲) عورت پر سے دائمی معصیت کی لعنت ہٹا دی گئی اور اس پر سے اس تہمت کا داغ دور کر دیا گیا جو اس پر برسوں سے لگا تھا وہ یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ماننا تھا کہ آدم علیہ السلام کی لغزش کا سبب حضرت حوا تھیں اور یہی قول ان دونوں مذہب کی تحریف شدہ کتاب توریت وانجیل میں بھی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: سانپ روے زمین کا سب سے زیادہ حیلہ ساز جانور ہے۔ اس نے عورت سے کہا کیا یہ سچ ہے کہ اللہ رب العزت نے تمہیں جنت کا پھل کھانے سے منع کر دیا ہے تو عورت نے سانپ کو جواب دیا، ہم جنت کا ہی پھل کھاتے ہیں البتہ وہ درخت جو جنت کے بیچ و بیچ ہے اس کا پھل کھانے سے اللہ رب العزت نے منع کیا ہے اور کہا ہے اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ تب سانپ نے عورت سے کہا تم اسے کھانے کے بعد مرو گے نہیں بلکہ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم اللہ ہی کی طرح خیر وشر کو جاننے والے ہو جاؤ گے۔ تب عورت کو یہ خیال آیا کہ یہ درخت کا پھل کھانے کے قابل ہے۔ پس عورت نے ایک پھل توڑا اور کھا لیا پھر آدم علیہ السلام کو دیا اور انہوں نے بھی کھا لیا۔ اللہ رب العزت نے فوراً آدم کو ندا فرمائی، اے آدم! کیا تو نے اس درخت سے کھایا ہے جس سے میں نے تجھے کھانے سے منع کیا تھا، آدم علیہ السلام نے جواب دیا جس

عورت کو تو نے میرے ساتھ بنایا ہے اسی نے مجھے کھانے کے لیے دیا تھا تو میں نے کھالیا، پھر اللہ رب العزت نے عورت کو مخاطب کیا کہ تو نے ایسا کیا ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ سانپ نے مجھے بہکایا اور اسی کے بہکاوے میں آ کر میں نے کھالیا تو اللہ رب العزت نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا، تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔

گویا نہ صرف یہ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنت سے نکلنے کا سبب عورت کو بتایا جا رہا ہے بلکہ حمل اور اولاد کی پیدائش کی تکالیف کو عورت کی سزا بتایا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بیانات سے عورت کے وقار اور مرتبے میں اضافہ تو ہوتا نہیں۔ دوسری طرف اگر اس حوالے سے قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام ان تکالیف کو عورت کی عظمت اور وقار میں اضافے کا سبب بتاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان آیات مبارکہ کا مطالعہ کیجیے:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا. (ترجمہ) اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ (سورۂ احقاف، آیت: ۱۵)

اسی طرح سورۂ لقمان میں آتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔ (سورۂ لقمان، آیت: ۱۴)

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ماں بننے کے عمل کی عظمت اور

اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے عورت کو اس حوالے سے انتہائی اعلیٰ اور ارفع مقام عطا کرتا ہے۔

جب قرآن نازل ہوا تو اس نے عورت کو ان تمام برائیوں سے بری قرار دیا اور اس نے صراحت کر دی کہ وسوسہ دلانے والا سانپ نہیں تھا، بلکہ شیطان مردود تھا۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے ایک ساتھ پھل کھایا جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس اس نے نہ مانا تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے بے شک تیرے لیے جنّت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں ہمیشہ جینے کا پیڑ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے تو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں اور جنّت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی پھر اسے اس کے رب نے چُن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قرب خاص کی راہ دکھائی۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت: ۱۱۷)

اس آیت سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ صرف عورت ہی اس کی ذمہ دار نہ تھی بلکہ دونوں تھے۔

(۳) یہودیوں کے نزدیک جب کوئی عورت حاملہ ہوتی اور اس کے بعد اگر وہ لڑکے کو جنتی تو وہ حیض کی طرح سات دنوں تک نجس ہوتی آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جاتا اور پھر تینتس دنوں تک وہ اپنے مکمل پاک ہونے کا انتظار کرتی اور مکمل پاک ہونے سے پہلے نہ کسی مقدس چیز کو وہ چھو سکتی تھی اور نہ ہی اس کے قریب تک جا سکتی تھی اور اگر عورت لڑکی جنتی تو دو ہفتوں تک نجس رہتی اور ۶۶ دنوں تک مکمل پاک ہونے کا انتظار کرتی رہتی۔ جب ان میں

سے کسی کی عورت حائضہ ہوتی تو وہ جس چیز کو چھو لیتی وہ بھی رات تک نجس ہو جاتی اور جو شخص اس کے بستر کو چھو لیتا وہ اپنے کو دھوتا اور نہاتا اور وہ بھی رات تک نجس رہتا اور اگر کسی ایسے بستر اور سامان کو مرد چھو لیتا جس پر عورت بیٹھتی تو رات تک وہ بھی نجس ہو جاتا اور اگر ایام حیض میں کوئی مرد اس کے ساتھ سو جاتا تو سات دن تک وہ نجس ہو جاتا لیکن قرآن کریم نے صرف حیض کے خون کو گندگی سے تعبیر کیا اور حالت حیض میں مردوں کو عورتوں سے جماع کرنے سے منع کیا لیکن نہ ان کے ساتھ کھانے سے منع کیا اور نہ کسی اور چیز سے ارشاد ربانی ہے: وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ o

(ترجمہ) اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو وہ اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے اور نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی، یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جب یہودی ہم کو اس طرح کے طعنے دیتے ہیں تو پھر ہم ایام حیض میں اپنی عورتوں سے جماع ہی کیوں نہ کیا کریں۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ کا رنگ متغیّر ہو گیا۔ ہم لوگوں نے سوچا کہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب دونوں سے ناراض ہو گئے ہیں وہ دونوں (ڈر کر) مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ آیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر دودھ پلایا، تب ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے ناراض نہیں ہوئے۔ (ابوداؤد شریف، جلد اول، ص: ۶۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: میں حائضہ ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری گود سے ٹیک لگا کر قرآن مجید پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد شریف، جلد اول، ص: ۶۷)

آپ ہی بیان کرتی ہیں: میں پانی پیتی پھر وہی برتن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیتی، آپ اس جگہ سے پانی پیتے جہاں سے میں نے پانی پیا تھا حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی اور میں ہڈی سے گوشت کھاتی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیتی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی جگہ سے اس ہڈی سے گوشت کھاتے جہاں سے میں نے کھایا تھا حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ (ابوداؤد شریف، جلد اول، ص: ۶۷)

(۴) حق زندگی میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

جاہلیت میں جب کسی عورت کو لڑکی ہوتی تو اس کے مرد پر کیا کیفیت طاری ہوتی تھی اسے قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ o يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ط اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ o

(ترجمہ) اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منھ کالا رہتا ہے اور وہ غصّہ کھاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلّت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

(سورۂ نحل، آیت:۵۸)

اسلام سے پہلے نہ جانے کتنی لڑکیاں صحراؤں میں زندہ درگور کردی گئیں اور ایک جاہلی باپ یہ خیال کرتا تھا کہ لڑکی صرف بوجھ اور شرم و عار کا باعث ہوتی ہے۔لیکن جب اسلام آیا تو اس نے فعل قبیح کی پرزور مذمت کی ارشاد ربانی ہے: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (ترجمہ) اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے۔کس خطا پر ماری گئی۔ (سورۂ تکویر، آیت:۸-۹)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ ان کو قتل ہونے سے بچایا، یہ فعل قبیح تو اسلام کے آتے ہی ختم ہوگیا لیکن آج ہم جس دور میں جی رہے ہیں جسے سائنس وٹکنالوجی کا دور کہا جاتا ہے۔اس دور میں ایک نئے طریقے سے عورتوں کو قتل کیا جارہا ہے۔آج بے شمار لوگ مشینوں کے ذریعے پہلے ہی پتا لگا لیتے ہیں کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اگر لڑکا ہوتا ہے تو خوش ہوجاتے ہیں اور لڑکی ہوتی ہے تو اسے فوراً خفیہ طور پر گرا دیتے ہیں۔یہ ایک ہی بار نہیں کرتے ہیں بلکہ جب جب انہیں لڑکی کے تعلق سے پتا چلتا ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان تناسب دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔خود ہمارے ہندوستان میں ایک ہزار لڑکے کے مقابلے میں اس وقت صرف ۷۷۷ لڑکیاں ہی ہیں۔

(۵) اسلام نے مردوں اور عورتوں کو شرعی معاملے میں یکساں مکلّف بنایا ہے اور ان کو بغیر کسی فرق کے اخروی جزا کا مکلّف بنایا ہے۔اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ. (ترجمہ) تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو۔ (سورۂ آل عمران، آیت:۱۹۵)

اور ارشاد فرمایا: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ (ترجمہ) اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا۔ (سورۂ نسا، آیت:۱۲۴)

اور ارشاد فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (ترجمہ) اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی یہی ہے بڑی مراد پانی۔ (سورۂ توبہ، آیت:۷۲)

ایک جگہ ارشاد فرمایا: (ترجمہ) جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا نیگ دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔ (سورۂ نحل، آیت:۹۷)

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہوا: (ترجمہ) مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ (سورۂ نور، آیت:۳۰)

اسی طرح ایک جگہ فرمایا: (ترجمہ) اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور وہ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت

والے مرد نہ ہوں یا وہ بچّے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور
سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے
سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ نور، آیت:۳۱)

ایک جگہ فرمایا: (ترجمہ) بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے
اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچّے اور سچّیاں اور صبر والے اور صبر والیاں
اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے
والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے
والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش
اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۂ احزاب، آیت:۳۵)

ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہوا: (ترجمہ) اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو
پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ
مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (سورۂ احزاب، آیت:۳۶)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہوا: (ترجمہ) تاکہ اللہ عذاب دے منافق مَردوں اور
منافق عورتوں اور مشرک مَردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مَردوں
اور مسلمان عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ احزاب، آیت:۷۳)

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد ہوا: (ترجمہ) تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی
نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی
مانگو اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا۔ (سورۂ محمد، آیت:۱۹)

ایک جگہ پر فرمایا: (ترجمہ) تاکہ ایمان والے مَردوں اور ایمان والی عورتوں کو
باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور ان کی برائیاں ان

سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (سورۂ فتح، آیت:۵)

ایک جگہ ارشاد فرمایا: (ترجمہ) اور عذاب دے منافق مَردوں اور منافق عورتوں اور
مشرک مَردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بُرا گمان رکھتے ہیں انہیں پر ہے بُری گردش اور
اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنّم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی بُرا
انجام ہے۔ (سورۂ فتح، آیت:۶)

مذکورہ آیات کے علاوہ بھی متعدد آیتیں اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح
اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو اسلام لانے کی طرف ایک ساتھ بلایا ہے۔ چناں چہ سب
سے پہلے ایمان لانے والی عورت حضرت خدیجہ ہیں۔ جس طرح مردوں میں سب سے پہلے
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ یہ عزت
و شرف جو عورت کو حاصل ہوا تھا دین نصرانیہ میں اس کی نظیر بھی نہیں مل سکتی۔

(۲) اسی طرح مرد اور عورت دونوں حدود شرعیہ اور سزاؤں میں بھی برابر ہیں ایسا نہیں
ہے کہ مرد گناہ کرے گا تو اسے الگ حد جاری ہوگی، ارشاد ربانی ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ
فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
(ترجمہ) اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا
اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۳۸)

اور ارشاد فرمایا: اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ
لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ
لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (ترجمہ) جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر
ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور
پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ (سورۂ نور، آیت:۲)

اور اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر چہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ (حدیث افک) میں دو مردوں، حسان بن ثابت مسطح اور ایک عورت حمنہ بن جحش پر اسی کوڑے لگائے گئے تھے اور اسی طرح باقی سزاؤں اور حدوں میں بھی ہے۔

(۷) اسلام نے بیع وشرا اور مالی تصرف میں مرد اور عورت کو برابر کے حقوق دیے ہیں۔ یعنی جس کا مال ہے اسی کو تصرف کرنے کا اختیار ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔ ایک عاقل بالغ شخص کو مکمل قانونی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مال میں آزادانہ تصرف کرے مثلاً بیع یا ہبہ کرنے یا کسی کو وصیت کے مسئلے میں یا وکیل بنانے یا مال کو رھن رکھنے اور اس کے علاوہ دیگر مالی تصرف میں اور اسی طرح عاقل بالغ عورت کو بھی مکمل تصرف کا اختیار دیا گیا ہے چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اور اس کے باپ یا شوہر یا بھائی یا بہن کسی کو اسے منع کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ وہ جائز کام ہو اور شریعت اسلامی میں کسی بھی شوہر کو اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور جو مرد کو بیوی پر حاکم بنایا گیا ہے۔ وہ حق شخصی ہے نہ کہ مالی۔

(۸) اسلام نے عورت اور مرد دونوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ دونوں دین فطرت پہ پیدا کیے گئے ہیں، جیسا کہ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ق وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o (ترجمہ) اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔ (سورۂ روم، آیت: ۳۰)

(۹) اسلام نے مرد عورت دونوں کو کرامت و بزرگی میں برابر رکھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا o (ترجمہ) اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔ (سورہ اسراء، آیت: ۷۰)

(۱۰) اسی طرح اسلام نے دونوں کو بہترین صورت میں پیدا کرنے میں بھی برابر رکھا جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ o (ترجمہ) بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔ (سورۂ تین، آیت: ۴)

(۱۱) جب اللہ رب العزت نے سترِ عورت واجب کیا تو ایک ساتھ دونوں پہ واجب کیا ایسا نہیں کہ صرف عورت پر واجب کیا اور مردوں کو آزاد چھوڑ دیا جیسا کہ اسلام سے پہلے دیگر اقوام کا طریقۂ کار تھا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ط وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى لا ذٰلِكَ خَيْرٌ o (ترجمہ) اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا۔

(سورۂ اعراف، آیت: ۲۶)

(۱۲) اسی طرح اسلام نے شیطان کے فتنے سے بچنے کا دونوں کو حکم دیا، قرآن ارشاد فرماتا ہے: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ o (ترجمہ) اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اتروا دیے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

(سورۂ اعراف، آیت:۲۷)

(۱۳) اور اسی طرح انبیائے کرام کو بھی مرد اور عورت دونوں کی طرف مبعوث کیے گئے۔ ایسا نہیں کہ کوئی پیغمبر صرف مردوں کے لیے آیا ہو اور عورتوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو، یا پھر عورتوں کے لیے آیا ہو اور اس کا مردوں سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (ترجمہ) اے آدم کی اولاد! اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔ (سورۂ اعراف، آیت:۳۵-۳۶)

(۱۴) عزت اور رازداری کا حق: معاشرے میں عورتوں کی عزت اور عفت و عصمت کی حفاظت ان کے رازداری کے حق کی ضمانت میں ہی مضمر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو رازداری کا حق عطا فرمایا اور معاشرے کے دیگر افراد کو اس حق کے احترام کا پابند کیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس

ہو یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ (سورۂ نور، آیت:۲۷)

خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی دستور تھا کہ جب آپ کسی کے یہاں جاتے تو باہر سے السلام علیکم فرماتے، تاکہ صاحبِ خانہ کو معلوم ہو جائے اور وہ آپ کو اندر آنے کی اجازت دے دے۔ اگر پہلی بار کوئی جواب نہ ملتا تو دوسری مرتبہ السلام علیکم کہتے۔ اگر اب بھی کوئی جواب نہ ملتا تو تیسری مرتبہ پھر یہی کرتے اور اس کے بعد بھی جواب نہ ملنے پر واپس تشریف لے جاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حسبِ معمول السلام علیکم کہا۔ حضرت سعد نے جواب میں آہستہ سے وعلیکم السلام کہا جو آپ سن نہ سکے۔ اسی طرح تینوں بار ہوا۔ آخر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خیال کر کے واپس جانے لگے کہ غالباً گھر میں کوئی نہیں تو حضرت سعد دوڑ کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے گئے اور عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ کُنْتُ اَسْمَعُ تَسْلِیْمَکَ وَ اَرُدُّ عَلَیْکَ رَدًّا خَفِیًّا لِتُکْثِرَ عَلَیْنَا مِنَ السَّلَامِ. (ترجمہ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے جواب تو دیا تھا لیکن آہستہ سے، میں یہ چاہتا تھا کہ آپ زیادہ سے زیادہ بار ہمارے لیے دعا کریں۔ (کیوں کہ السلام علیکم بھی سلامتی کی دعا ہے۔)

(ابوداؤد شریف، حصہ چہارم، ص:۳۴۷)

انہی معنوں میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ فَلْیَرْجِعْ. (ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص (کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے) تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ واپس چلا آئے۔ (ابوداؤد شریف، حصہ چہارم، ص:۳۴۵)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلام کے جواب میں صاحبِ خانہ مکان کے اندر سے نام وغیرہ پوچھے تو فوراً اپنا نام بتانا چاہیے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناگواری سے فرمایا: میں ہوں، میں ہوں اور باہر تشریف لے آئے، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض میں ہوں جواب دینے کو ناپسند فرمایا۔

(۱۵) ملکیت اور جائیداد کا حق: اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا۔ وہ نہ صرف خود کما سکتی ہے بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. (ترجمہ) اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورۂ نساء، آیت: ۳۲)

(۱۶) حرمتِ نکاح کا حق: اسلام سے قبل مشرکینِ عرب بلا امتیاز ہر عورت سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ باپ مر جاتا تو بیٹا ماں سے شادی کر لیتا۔ جصاص نے احکام القرآن (جلد دوم ص: ۴۸) میں سوتیلی ماں سے نکاح کے متعلق لکھا ہے: وَ قَدْ كَانَ نِكَاحُ امْرَأَةِ الْاَبِ مُسْتَفِيْضًا شَائِعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. (ترجمہ) اور باپ کی بیوہ سے شادی کر لینا جاہلیت میں عام معمول تھا۔

اسلام نے عورتوں کے حقوق نمایاں کرتے ہوئے بعض رشتوں سے نکاح حرام

قرار دیا اور اس کی پوری تفصیل بیان فرمائی۔ ارشادِ ربانی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ز وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ لا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o (ترجمہ) حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ نساء، آیت: ۲۳)

عورت کے عائلی حقوق

(۱) ماں کی حیثیت سے حق:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کی جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے کا سب سے زیادہ مکرم ومحترم مقام عطا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ، عرض کی: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کی: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کی: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم ص:۲)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری والدہ ہیں؟ عرض کیا ہاں، والدہ ہیں۔ فرمایا: فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلِهَا . (ترجمہ) اپنی والدہ کی خدمت کرو جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ (سنن نسائی، حصہ ششم ص:۱۱)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ''عورت پر کس کا حق زیادہ ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا پھر میں نے عرض کیا ''اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الرَّجُلِ قَالَ اُمُّهٗ'' مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کی والدہ کا۔

(المستدرک للحاکم، حصہ چہارم ص:۱۶۷، ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۲) بیٹی کی حیثیت سے حق:

جس معاشرے میں بیٹی کی پیدائش کو ذلت و رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو احترام وعزت کا مقام عطا کیا۔ اسلام نے نہ صرف معاشرتی و سماجی سطح پر بیٹی کا مقام بلند کیا بلکہ اسے وراثت کا حق دار بھی ٹھہرایا، ارشادِ ربانی ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۝

(ترجمہ) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا۔

(سورۂ نساء، آیت:۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ میرے پاس آئی میرے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی میں نے وہ اسے دے دیے اور اس نے وہ کھجور دو حصہ کر کے اپنی بیٹیوں کو دے دی اور خود نہ کھائی پھر کھڑے ہو کر چل دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: جو کوئی ان لڑکیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جائے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے آڑ بنیں گی۔ (بخاری شریف، حصہ دوم ص:۱۱۰)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس لڑکی ہو پھر اس کو زندہ نہ دفنائے اس کو ذلیل وخوار نہ سمجھے نہ لڑکے کو اس پر فوقیت دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔

(ابوداؤد شریف، حصہ چہارم ص:۳۳۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش کرے پھر ان کو تعلیم دے۔ ان کا نکاح کر دے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے واسطے جنت ہے۔

(ابوداؤد شریف، حصہ چہارم ص:۳۳۸)

(۳) بہن کی حیثیت سے حق:

قرآن حکیم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی و سماجی حقوق کا تعین کیا گیا ہے، وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ (ترجمہ) اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔ (سورۂ نسا، آیت:۱۲)

دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے: (ترجمہ) اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتوی دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔ (سورۂ نسا، آیت:۱۷۶)

(۴) بیوی کی حیثیت سے حق:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے تسلسل و بقا کے لیے ازدواجی زندگی اور خاندانی رشتوں کو اپنی نعمت قرار دیا: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (ترجمہ) اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں۔ (سورۂ نحل، آیت:۷۲)

دوسرے مقام پر بیوی کے رشتے کی اہمیت اور اس سے حسن سلوک کی اس طرح

تاکید فرمائی گئی: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ. (ترجمہ) روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو۔

(سورۂ بقرہ، آیت:۱۸۷)

رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ ۔(ترجمہ) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۸۰۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ. (ترجمہ) عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، اس سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص:۲۶)

(۲۰) مہر کا حق:

اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا۔ عورت کے حق ملکیت میں جہیز اور مہر کا حق بھی شامل ہے۔ قرآن حکیم نے مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا بلکہ اُنہیں تلقین کی کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں، کیوں کہ وہ عورت کی ملکیت بن چکا ہے: وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ

اِحۡدٰهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـًٔا اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ○ (ترجمہ) اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اُسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے۔ (سورۂ نسا، آیت: ۲۰)

ایک مقام پر ارشاد ربانی ہوا: لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ اَوۡ تَفۡرِضُوۡا لَهُنَّ فَرِيۡضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوۡهُنَّ ۚ عَلَى الۡمُوۡسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الۡمُقۡتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ○ (ترجمہ) تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۳۶)

(۲۱) خلع کا حق:

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بداخلاقی، مکاری یا اُس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اُسے ناپسند کرے اور اُسے خوف ہو کہ حدود اللہ کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور یہ کسی عوض کے بدلے ہوگا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے: فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ۚ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ (ترجمہ) پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۹)

شریعتِ مطہرہ نے طلاق کو صرف شوہر کا حق قرار دیا ہے، کیوں کہ شوہر ہی خاص

طور سے رشتۂ زوجیت قائم رکھنے کا خواہاں ہوتا ہے اور وہ زوجیت کی بنا پر کافی مال خرچ کر چکا ہوتا ہے، اس لیے وہ طلاق نہ دینے کو ترجیح دیتا ہے کیوں کہ طلاق کی صورت میں اسے مؤخر شدہ مہر اور عورت کے دوسرے مالی حقوق ادا کرنا پڑتے ہیں۔

چونکہ بیوی پر شوہر کے کوئی مالی حقوق واجب نہیں ہوتے، اس لیے شریعت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے اور عورت کے لیے خلع کا حق رکھا ہے تا کہ اس کے پاس بھی تفریق کا حق موجود ہو۔

عورت کے اس حق کو احادیث مبارکہ میں یوں بیان کیا گیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میں کسی بات پر ثابت بن قیس سے ناخوش نہیں ہوں، نہ ان کے اخلاق سے اور نہ ان کے دین سے، لیکن میں اسلام میں احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کا باغ دیدو اور ان سے طلاق لے لو۔

(بخاری شریف، جلد ہفتم، ص: ۶۴)

تاہم اگر شوہر صحیح ہو اور عورت کے تمام شرعی حقوق پورے کرتا ہو تو اس حالت میں خلع لینا دُرست نہیں ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَيُّمَا امۡرَأَةٍ سَاَلَتۡ زَوۡجَهَا الطَّلَاقَ فِيۡ غَيۡرِ مَا بَأۡسٍ فَحَرَامٌ عَلَيۡهَا رَائِحَةُ الۡجَنَّةِ. (ترجمہ) جو کوئی عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص: ۶۶۲)

خلع عورت کا ایسا حق ہے کہ جب عورت خلع لے لیتی ہے تو اپنے نفس کی مالک ہو

جاتی ہے اور اُس کا معاملہ خود اُس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے، کیوں کہ اس شخص کی زوجیت سے آزادی کے لیے اس نے مال خرچ کیا ہے۔

خلع کو عورت کے لیے مرد سے چھٹکارے کا ذریعہ بنایا گیا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور اُس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو گویا یہ طلاق کی طرح عورت کے پاس ایک حق ہے اس میں عورت کو شوہر سے لیا ہوا مہر واپس کرنا ہوتا ہے۔

☆☆☆

دوسرا حصہ

ایمان و عقیدہ

یہ بات مسلّمات میں سے ہے کہ جب تک ایمان درست نہ ہو، اس وقت تک کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے ایمان وعقیدہ کے باب کو دیگر ابواب پر مقدم رکھا گیا ہے۔

پہلا باب

عقائد

اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ o یہ ہے اللہ عزوجل تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، ہر چیز کا بنانے والا، تو اسے پوجو، وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (سورۂ انعام، آیت:۱۰۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال سیاہ تھے، نہ اس پر سفر کی کوئی علامت دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ آ کر نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے۔ پھر کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ نبیِ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور کعبۃ اللہ کا حج کرے، اگر تو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر ان کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) اللہ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور بھلی، بُری تقدیر کی تصدیق کرے۔ اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا "مجھے احسان کے بارے میں بتائیے"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (احسان یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو (کم از کم اتنا خیال ہو کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ (مسلم شریف، جلد اول، ص:۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اسلام، ظاہری اعمال کا نام ہے (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے، وغیرہا کا) اور ایمان نام ہے اعتقادِ باطن کا (مثلاً اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا) اور اسلام و ایمان کے مجموعے کا نام دین ہے"۔

ایمان باللہ اور اس کے تقاضے

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس کا تقاضا یہ ہے کہ

مومنہ بندی اپنے معبودِ برحق کے ہر حکم کی تابع وفرمانبردار رہے اور اس کے نائب مطلق، نبیِ آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر آپ کی لائی ہوئی شریعت کے احکامات کی پابند رہے تاکہ وہ رضائے الٰہی کی حقدار ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۝

(ترجمہ) بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

(سورۂ حٰم سجدہ، آیت:۳۰)

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا: استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امرونہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص پیدا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔ استقامت کے معنٰی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ذیل آیت مذکورہ)

آئندہ صفحات میں ہم توحید، رسالت، ملائکہ، موت و مابعد موت، حساب و کتاب، جنت و دوزخ وغیرہا سے متعلق سچے اسلامی عقائد اور چند فرقہائے باطلہ کا ذکر کر رہے ہیں، تاکہ اس کے مطالعہ سے آپ کا ایمان پختہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق عقائد

☆ اللہ عزوجل ایک ہے۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

☆ وہی واجب الوجود ہے، وہ ازلی اور ابدی ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

☆ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں، مگر پوری دنیا اس کی محتاج ہے۔

☆ جس طرح اس کی ذات قدیم (فنا نہ ہونے والی)، ازلی اور ابدی ہے (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے) اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔

☆ اس کی ذات وصفات کے علاوہ سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں اس نے بنایا تو موجود ہوئیں۔

☆ اس کی ذات وصفات کے علاوہ دنیا کی کسی بھی چیز کو قدیم ماننا یا حادث ہونے میں شک کرنا کفر ہے۔

☆ نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کی کوئی بی بی۔ جو اسے باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے، بلکہ جو اس کے لیے باپ، بیٹا یا بی بی ہونا ممکن مانے وہ بھی گمراہ وبدمذہب ہے۔

☆ وہ حَــــیُ ہے، یعنی خود زندہ ہے اور پوری کائنات کی زندگی اسی کی قدرت میں ہے، جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے موت دے۔

☆ وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔ جو چیزیں محال ہیں اللہ عزوجل ان سے پاک ہے کہ اس کی قدرت انہیں شامل ہو۔

☆ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر قسم کے عیب ونقصان مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، بے حیائی وغیرہا سے پاک ہے۔ یہ سمجھنا کہ محال چیزوں پر قادر نہ ہوگا، تو اس کی قدرت ناقص ہو جائے گی محض باطل خیال ہے کہ اس میں قدرت کا کچھ نقصان نہیں۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ اللہ کی قدرت کے تحت ہونے کی اس کے اندر صلاحیت ہی نہیں۔

☆زندہ ہونا، قادر ہونا، سننا، دیکھنا، کلام فرمانا، علم، ارادہ یہ تمام باتیں اس کی ذاتی صفتوں میں سے ہیں، مگر اس کا سننا کان سے نہیں، اس کا دیکھنا آنکھ سے نہیں، اس کا کلام فرمانا زبان سے نہیں، کیوں کہ کان، آنکھ، زبان یہ ساری چیزیں جسم کے اجزا ہیں اور وہ جسم سے پاک ہے۔

☆چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کو بھی دیکھتا ہے، باریک سے باریک آواز کو بھی سنتا ہے۔

☆اس کی تمام صفتوں کی طرح اس کا کلام بھی قدیم ہے۔لہٰذا جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے امام اعظم و دیگر ائمہ کرام نے اسے کافر کہا، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس کی تکفیر ثابت ہے۔

☆اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، ہمارا پڑھنا، لکھنا اور ہماری آواز حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا، جو لکھا وہ قدیم ہے۔

☆ازل سے لے کر ابد تک ساری موجود چیزوں کو اس کا علم گھیرے ہوئے ہے۔دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو بھی جانتا ہے۔اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

☆اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، روزی حقیقۃً وہی دیتا ہے، ملائکہ وغیرہم وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

☆اس نے جو چاہا کیا، جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہے گا کرے گا، اس کے ارادے سے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔وہ جو کرتا ہے یا کرے گا عدل و انصاف ہے، ظلم سے پاک و صاف ہے۔

☆آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔نہ چاہے تو لاکھوں آنکھیں مل کر بھی دن میں پہاڑ کو نہ دیکھ سکیں۔

☆مظلوم کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔

☆نفع اور نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے، اس کی مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔مگر اچھے کام پر خوش ہوتا ہے اور برے کام سے ناراض۔

☆اس کے ہر کام میں بہت ساری حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

☆وہ جہت، مکان، زمان، حرکت، سکون، شکل و صورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔

☆ہر بھلائی، برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور ویسا ہی لکھ دیا۔تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔

☆دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن ہے۔رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، بلکہ اولیائے کرام کے لیے بھی ممکن ہے۔

☆☆☆

تقدیر سے متعلق عقائد

☆قضا (تقدیر) کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قضائے مبرم حقیقی (۲) قضائے معلق محض (۳) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم۔

☆جو قضائے مبرم ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی ناممکن ہے، اگر اللہ عزوجل کی بارگاہ کے محبوبین کبھی اتفاقاً اس سلسلے میں بارگاہ خداوندی میں کچھ عرض کرتے ہیں، تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

☆جو قضا معلّق ہے اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے۔

☆جو قضائے معلّق شبیہ بہ مبرم ہوتی ہے اس تک خواص اکابرین کی رسائی ہوتی ہے۔سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ ”میں قضائے مبرم کو رد

کر دیتا ہوں‘‘۔

☆ تقدیر کے مسائل میں غور وخوض کرنا اور اس سلسلے میں بحث ومباحثہ کرنا سخت منع ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی عظیم شخصیتوں کو بھی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقدیر کے سلسلے میں بحث کرنے سے منع فرمایا۔

☆ بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے اللہ کی جانب سے توفیق سمجھے اور جو برائی سرزد ہو اس کو اپنے نفس کی شامت سمجھے۔

☆☆☆

انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق عقائد

☆ نبی اس انسان کو کہتے ہیں، جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھے راستے پر چلانے کے لیے وحی بھیجی ہو۔

☆ تمام انبیا انسان اور مرد ہی تھے، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔

☆ نبی کو خواب میں جو چیزیں بتائی جائیں، وہ بھی وحی ہیں۔ ان کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

☆ اولیائے کرام کے دلوں میں سوتے یا جاگتے میں جو باتیں اِلقا ہوتی ہیں (ڈال دی جاتی ہیں) انہیں اِلہام کہتے ہیں۔

☆ وحی انبیا کے لیے خاص ہے، جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کافر ہے۔

☆ نبوت محض اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملتی ہے، کوئی شخص عبادت و ریاضت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کرسکتا۔

☆ تمام انبیائے کرام کو اللہ عزوجل نے تمام بُرے اخلاق سے پاک پیدا فرمایا، تمام اچھے اخلاق کا جامع فرما کر ولایت کے تمام درجے طے کروایا۔ نسب وجسم، قول وفعل، حرکات

وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ فرمایا جو نفرت کا سبب بنیں۔ انہیں عقلِ کامل عطا فرمایا، جو کہ اوروں کی عقلوں سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ کسی حکیم اور فلسفی کی عقل کسی نبی کی عقل کے لاکھوں حصہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

☆ تمام انبیا اور تمام فرشتے معصوم ہیں کہ اللہ عزوجل نے گناہوں سے ان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، جس کے سبب ان سے گناہوں کا صادر ہونا محال ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ کوئی امام معصوم نہیں، یہ اور بات ہے کہ ان سے گناہ سرزد نہ ہوا ہو، مگر ہو تو شرعاً محال نہیں۔

☆ انبیائے کرام اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد ہر اس کام سے جو مخلوق کے لیے نفرت کا سبب بنے، جیسے جھوٹ، جہل، ظلم، خیانت نیز ہر ایسے کام سے جو کہ مروت اور انسانیت کے خلاف ہیں، اسی طرح تمام صغائر وکبائر گناہوں اور شرک وکفر سے منزہ اور پاک رہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب بندوں تک پہنچا دیے۔

☆ بندوں تک احکامِ خدا کے پہنچانے میں انبیائے کرام سے سہو اور کسی قسم کی بھول محال ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا فرمایا۔ یعنی زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ اللہ عزوجل کے علم غیب اور انبیا علیہم السلام کے علم غیب میں فرق یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہے اور انبیا علیہم السلام کو اللہ کے دیے سے حاصل ہے۔

☆ اولیائے کرام کو بھی انبیائے کرام کے واسطہ سے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

☆ انبیائے کرام تمام مخلوق، یہاں تک کہ تمام فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

☆ تمام انبیائے کرام کی تعظیم فرضِ عین، بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ سی

توہین بھی کفر ہے۔

☆سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

☆انبیا کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، لہٰذا ان کی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ تعدادِ معین پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہوگا اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ عزوجل کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

☆نبیوں کے مختلف درجے ہیں، ان میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور تمام انبیا میں افضل ہمارے آقا و مولا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا۔ یہ پانچوں حضرات دیگر تمام انبیا و مرسلین، فرشتے، انسان و جن اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

☆تمام انبیا اللہ عزوجل کے حضور عظیم مقام و مرتبہ والے ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ (معاذ اللہ) وہ حضرات اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار کی مثل ہیں، کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

☆نبی اپنی نبوت کے دعویٰ کے ثبوت میں عام طور پر محال باتوں کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور منکرین نبوت کو ان کے مثل پیش کرنے کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اس نبی کے دعوے مطابق اس امر کو ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں، اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔

☆جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے

مطابق ظاہر نہیں کرسکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

☆تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں، جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے۔ ان کی زندگی شہدا کی زندگی سے بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں جاتے آتے ہیں۔ اللہ کے وعدہ کے سچے ہونے کے لیے انہیں صرف ایک آن کے لیے موت آتی ہے۔

☆☆☆

حضور ﷺ سے متعلق عقائد

☆دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ عزوجل نے کسی خاص قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انسانوں، جنوں، فرشتوں، حیوانات، جمادات سب کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔

☆صرف انسانوں ہی پر نہیں، بلکہ تمام مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے وہ کافر ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

☆دوسروں کو علیحدہ علیحدہ جو کمالات عطا ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اللہ عزوجل نے ان تمام کمالات کو جمع فرما دیا اور ان کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کمالات عطا فرمائے جن میں اور کسی کا حصہ نہیں۔

☆کسی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل ہونا محال ہے۔ جو کسی خاص صفت میں کسی کو

حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل بتائے ، گمراہ یا کافر ہے۔

☆حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اپنا محبوبِ اکبر بنایا کہ تمام مخلوق اللہ کی رضا چاہتی ہے اور اللہ عزوجل حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

☆حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے معراج بھی ہے۔

☆رات کے ایک بہت ہی کم وقفہ میں مسجدحرام سے مسجدِ اقصیٰ اور وہاں سے ساتوں آسمان اورعرش وکرسی ، بلکہ عرش سے بھی اوپر اپنے حقیقی جسم کے ساتھ تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل کا وہ قرب آپ کو حاصل ہوا کہ کسی انسان یا فرشتے کو نہ کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

☆معراج کی رات حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حقیقی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے جمال کو دیکھا اور اللہ عزوجل کے کلام کو بلاواسطہ سنا۔

☆قیامت کے دن شفاعت کبریٰ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ یعنی جب تک آپ شفاعت کا دروازہ نہ کھولیں گے کوئی شخص شفاعت نہ کرسکے گا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیگر لوگ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شفاعت لے جائیں گے۔

☆یہ شفاعت کبریٰ مومن، کافر، نیک، گنہگار سب کے لیے ہے کہ میدان محشر میں جب سب لوگ حساب کے انتظار میں ہوں گے اور وہ وقت بہت ہی سختی کا ہوگا ،لوگ تمنا کریں گے کہ حساب جلد ہوجائے خواہ جنت ملے یا جہنم ،سب لوگوں کو اس بلا سے نجات حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ملے گی۔

☆اس شفاعت پر تمام اولین وآخرین ،موافقین ومخالفین ،مومنین وکافرین سب حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد کریں گے ،اسی کا نام مقام محمود ہے۔

☆شفاعت کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً بہت سے لوگ ایسے ہوں گے ،جنہیں بے حساب جنت میں داخل فرمائیں گے۔ جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ بہت سے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہوگا اور جہنم کے مستحق ہوں گے، ان کو جہنم سے بچائیں گے۔ بہت سوں کو شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے۔ بہت سارے لوگوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بہت سوں کے عذاب میں تخفیف کروائیں گے۔

☆حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی اصل ہے، بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے، جب تک حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں، باپ، اولاد اور تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو، آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

☆حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی فرض نماز میں ہو اور حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے یاد فرمائیں، تو فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہوجائے، پھر یہ کتنی ہی دیر تک حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، بلکہ وہ اسی طرح نماز ہی میں ہے۔

☆حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ایمان کا جز ہے۔ آپ کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت فرض تھی، جب آپ دنیا میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اسی طرح فرضِ اعظم ہے۔

☆جب حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو مکمل خشوع وخضوع اور انکساری کے ساتھ با ادب ہوکر سنیں اور حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

☆بعض لوگ اختصار کے لیے ''صلعم'' یا ''ص'' لکھتے ہیں یہ محض ناجائز وحرام ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول، فعل، عمل یا حالت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائبِ مُطلق ہیں، ساری دنیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصرف میں ہے۔ جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں۔

☆احکام تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضے میں ہیں، یعنی جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں کے نبی ہیں اور تمام انبیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں، سب نے اپنے زمانے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں کام کیا۔

☆انبیاے کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئی ہیں، ان میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی لغزشِ پیغمبرانہ ہی کی برکت ہے کہ اگر وہ صادر نہ ہوتی تو آپ جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں نازل ہوتیں، نہ رسول آتے۔ لہٰذا تلاوتِ قرآن اور روایتِ حدیث کے سوا انبیاے کرام علیہم السلام کی لغزشوں کا ذکر سخت حرام ہے۔

☆انبیاے کرام علیہم السلام کی لغزشیں صِدِّیقین کی نیکیوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔

☆☆☆

آسمانی کتابوں سے متعلق عقائد

☆بہت سے نبیوں پر اللہ عزوجل نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔

☆ چار کتابیں بہت مشہور ہیں (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور (۴) قرآن مقدس ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

☆اللہ کی کتابوں میں سب سے افضل قرآن مقدس ہے کہ وہ سب سے افضل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

☆اللہ کی کتابوں میں افضل ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارے لیے اس کا ثواب زیادہ ہے، ورنہ اللہ عزوجل ایک، اس کا کلام ایک، اس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔

☆سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب اللہ کے کلام ہیں، ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

☆اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ عزوجل نے اُمت کے سپرد کی تھی، ان سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی، بلکہ ان کے شریروں نے ان میں اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔

☆ان کتابوں کی کوئی بات ہمارے سامنے پیش ہو، تو یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ قرآنِ مقدس کے احکام کے موافق ہے، تو اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو اس بات کا یقین کریں گے کہ یہ ان کی تحریفات میں سے ہے۔

☆ قرآن مقدس کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمۂ کرم پر رکھا ہے، لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے۔

☆ قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے یوں ہی قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا۔

☆منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے، جب میعاد پوری ہو جاتی ہے، تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے۔

☆☆☆

ملائکہ سے متعلق عقائد

☆فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔اللہ عزوجل نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں، اختیار کر لیں۔کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔

☆فرشتے اللہ کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔

☆اللہ عزوجل انہیں جو حکم فرماتا ہے وہ وہی کرتے ہیں۔اس کے حکم کے خلاف نہ جان بوجھ کر نہ ہی بھولے سے کبھی کچھ نہیں کرتے۔فرشتے نہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت۔

☆ان کی تعداد اللہ عزوجل اور اس کے بتائے سے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

☆چار فرشتے بہت مشہور ہیں (۱) حضرت جبریل علیہ السلام جو انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں اللہ عزوجل کے پیغام پہنچاتے تھے۔(۲) حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔(۳) حضرت میکائیل علیہ السلام جو پانی برسانے اور روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔(۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام جنہیں ملک الموت کہتے ہیں، وہ روح نکالنے پر مقرر ہیں۔

☆کسی فرشتے کی ادنی گستاخی بھی کفر ہے، اسی طرح کسی دشمن یا برے شخص کو دیکھ کر یہ کہنا کہ ملک الموت یا عزرائیل آ گیا، یہ بھی کفر سے قریب ہے۔

☆فرشتوں کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کا نام ہے، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

☆☆☆

جِنوں سے متعلق عقائد

☆جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں، ان میں سے بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔

☆ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں، شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔

☆انسانوں کی طرح یہ بھی عقل والے، روح و جسم والے ہوتے ہیں، ان میں بھی توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔

☆ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر ان کے کفار انسانوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور ان میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سنی بھی ہیں اور بد مذہب بھی۔ انسانوں کی بہ نسبت ان میں فاسقوں کی تعداد زیادہ ہے۔

☆ان کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان ہے، کفر ہے۔

☆☆☆

عالَمِ بَرزَخ سے متعلق عقائد

☆دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو اس میں رہنا ہوتا ہے۔

☆برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

☆ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے، اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے، نہ کمی۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے، اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کر لیتے ہیں۔

☆مرنے کے بعد بھی روح اور بدن کا تعلق باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا رہتی ہے۔

☆جس طرح دنیا میں آسائشیں بدن پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذت روح کو پہنچتی ہے،

تکلیف بدن پر وارد ہوتی ہے، مگر اذیت روح کو بھی پہنچتی ہے، اُسی طرح عالم برزخ میں بھی ہوگا۔

☆ مرنے کے بعد مسلمانوں کی روح اپنے مرتبہ کے مطابق مختلف مقاموں میں رہتی ہے۔ بعض کی قبر پر، بعض کی زمزم شریف کے کنویں میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے یا دوسرے یا ساتویں آسمانوں پر، بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں میں اور بعض کی اَعلٰی عِلِیّین میں۔

☆ روح کہیں بھی ہو اپنے جسم سے اس کا بدستور تعلق رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی، پہنچانتی اور اس کی بات سنتی ہے۔

☆ کافروں کی روحیں اپنے مرتبوں کے مطابق ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہوت میں جو کہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اس کے بھی نیچے سِجّین میں۔

☆ کافروں کی روحیں کہیں بھی ہوں جو اس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اسے دیکھتی، پہچانتی اور بات سنتی ہیں۔ مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں کہ قید ہیں۔

☆ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا، جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

☆ موت کا معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، روح مرتی نہیں ہے، جو روح کو فنا مانے بد مذہب ہے۔

☆ جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں، اس وقت اس کے پاس نہایت ہی ہیبت ناک دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ مردے کو جھڑک کر نہایت ہی سختی کے ساتھ اُٹھاتے ہیں اور کڑک آواز میں تین سوالات

کرتے ہیں۔

☆ پہلا سوال مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟) دوسرا سوال مَا دِيْنُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟) تیسرا سوال مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ (ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟)

☆ مردہ اگر مسلمان ہے، تو پہلے سوال کا جواب دے گا رَبِّيَ اللّٰهُ۔ (میرا رب اللہ ہے۔) اور دوسرے کا جواب دے گا: دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ۔ (میرا دین اسلام ہے۔) اور تیسرے سوال کے جواب میں کہے گا: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔)

☆ اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ جنت کی ہوا اور خوشبو اس کی طرف آتی رہے گی اور جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا سو جا جس طرح دولہا سوتا ہے۔

☆ کافر سوالوں کے جواب نہ دے سکے گا اور کہے گا: هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَاَقُوْلُ۔ (افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا)

☆ اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو اور پھر اس پر طرح طرح کا عذاب ہوگا۔

☆ قبر کا عذاب جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے۔ جسم اگرچہ جل جائے، گل جائے، مگر اس کے

اصلی اجزا (جو کہ ریڑھ کی ہڈّی میں نہایت ہی باریک ہوتے ہیں، جنہیں خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جاسکتا ہے) قیامت تک باقی رہیں گے، انہیں پر عذاب وثواب مرتب ہوں گے اور قیامت کے دن انہیں کے ذریعہ دوبارہ اللہ عزوجل اپنی قدرتِ کاملہ سے پہلے کی طرح جسم بنائے گا اور اس میں دوبارہ روح لوٹائی جائے گی۔

☆ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو، اس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پہنچے گا۔

☆ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام، علمائے دین، شہدا، حافظِ قرآن جو کہ قرآن کے احکام پر عمل کرتے ہوں، جو منصب محبت پر فائز ہیں، وہ جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی ہو اور وہ لوگ جو کہ درود شریف کی کثرت کرتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی۔

☆ جو کوئی انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ (معاذ اللہ) وہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکبِ توہین ہے۔

☆☆☆

قیامت اور حشر کا بیان

☆ زمین، آسمان، جن، انسان اور فرشتے سب ایک دن فنا ہوجائیں گے، صرف اللہ عزوجل کی ذات باقی رہے گی۔ اسی دن کو قیامت کہتے ہیں۔

☆ قیامت سے پہلے اس کی چند نشانیاں ظاہر ہوں گی:

(۱) تین جگہ آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔

(۲) علم اٹھ جائے گا یعنی علما اٹھا لیے جائیں گے۔

(۳) جہالت کی کثرت ہوگی۔

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی۔

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

(۶) بڑے دجال کے علاوہ تیس اور دجال ہوں گے کہ وہ سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ ان میں سے بعض گزر چکے ہیں جیسے **مُسَیلَمہ کَذَّاب، طَلِیحَہ بن خُوَیلَد، اَسوَد عَنسی** اور غلام احمد قادیانی وغیرہم۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

(۸) ملک عرب میں کھیتی، باغ اور نہریں ہوجائیں گی۔

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا، جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مہینے کی طرح، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ دن کی طرح اور دن ایسا ہوجائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی۔

(۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا اور اس کو تاوان سمجھیں گے۔

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔

(۱۳) مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

(۱۴) مسجد میں لوگ چلائیں گے۔

(۱۵) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

(۱۶) اگلوں پر لعن طعن کریں گے اور ان کو برا کہیں گے۔

(۱۷) درندے، جانور انسانوں سے بات چیت کریں گے، بلکہ چابک کا سرا اور جوتے کا تسمہ بھی کلام کرے گا، اس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا، بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اسے خبر دے گی۔

(۱۸) کم درجے کے لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔

(۱۹) دجّال ظاہر ہوگا، چالیس دن میں حرمین طیبین کے علاوہ پوری دنیا کی سیر کرے گا، اس کا فتنہ بہت سخت ہوگا، اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا، جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک آگ ہوگی، جس کو وہ جنت کہے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا، اسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا، اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ مردے جلائے گا، زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا، جادو کے زور سے اسی قسم کے بہت سے کرشمے دکھائے گا۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر یعنی کافر لکھا ہوگا، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔

(۲۰) امام مہدی کا ظہور۔ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا غلبہ ہوگا، اس وقت تمام ابدال، بلکہ ساری دنیا کے اولیائے کرام سمٹ کر حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر جائیں گے، صرف انہیں دو جگہوں پر اسلام ہوگا۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، ابدال کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوں گے، حضرت امام مہدی وہیں ظاہر ہوں گے، تمام اولیائے کرام ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے، پھر وہ تمام لوگوں کو لے کر ملک شام تشریف لے جائیں گے۔

(۲۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر اتریں گے۔ صبح کا وقت ہوگا، فجر کی نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مہدی کو امامت کا حکم دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے دجال لعین پگھلنا شروع ہوگا، وہ بھاگے گا، آپ پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، وہ جہنم رسید ہو جائے گا۔ آپ کے زمانے میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا، تو وہ قبول نہ کرے گا۔ اس زمانے میں دشمنی، بغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔ پوری دنیا میں صرف دین اسلام ہوگا اور صرف مذہب اہل سنت ہوگا۔ آپ کے زمانے میں بچے سانپ کے ساتھ کھیلیں گے، شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ آپ چالیس

سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی۔ وفات کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کر کے مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جائیں گے، اس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے، دنیا میں فساد اور قتل و غارت مچائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ عزوجل ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا، جس سے وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ پھر ایک قسم کے پرندے ظاہر ہوں گے جو ان کی لاشوں کو پھینک آئیں گے۔

(۲۳) اس وقت بہت برکت ہوگی، یہاں تک کہ ایک انار کو ایک جماعت مل کر کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے، دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت پیئے گی، ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ اور ایک بکری کا دودھ خاندان بھر کو کافی ہوگا۔

(۲۴) ایک دھواں ظاہر ہوگا جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہوگا۔

(۲۵) دَابَّۃُ الاَرض نکلے گا، یہ ایک قسم کا جانور ہے۔ اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان اور انگوٹھی سے کافروں کی پیشانی پر سخت کالا دھبا لگائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان اور کافر علانیہ طور پر پہچانے جائیں گے۔ یہ علامت کبھی بدلے گی نہیں، جو کافر ہے وہ کبھی ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے وہ ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

(۲۶) سورج پچھّم سے نکلے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد کسی کا مسلمان ہونا یا توبہ کرنا معتبر نہ ہوگا۔

(۲۷) قیامت سے چالیس سال پہلے ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں

کے نیچے سے گزرے گی۔اس سے مسلمانوں کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔پھر انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

☆ قیامت کی سب نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد چالیس سال تک کسی کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا، جس میں دنیا میں صرف کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ ایک دن سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔شروع شروع میں اس کی آواز باریک ہوگی، پھر دھیرے دھیرے تیز ہوتی جائے گی۔لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے، بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور تمام فرشتے بھی فنا ہوجائیں گے۔اللہ عزوجل کی ذات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔

☆ پھر اللہ عزوجل جب چاہے گا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرما کر حکم دے گا، وہ دوبارہ صور پھونکیں گے۔صور پھونکتے ہی تمام اگلے پچھلے، فرشتے، انسان، جن، حیوان سب موجود ہوجائیں گے۔

☆ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور سے اس طرح باہر نکلیں گے کہ آپ کے داہنے ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر اور بائیں ہاتھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ ہوگا، پھر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے قبرستانوں میں جتنے مسلمان ہیں سب کو ساتھ لے کر آپ میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

☆ حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہوگا۔

☆ دنیا میں جو روح جس جسم میں تھی، اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

☆ جسم کے اعضا اگر چہ مرنے کے بعد بکھر گئے تھے یا مختلف جانوروں نے کھا لیا تھا، اللہ

عزوجل اپنی قدرت سے سب کو جمع فرما کر اٹھائے گا۔

☆ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، غیر ختنہ شدہ اٹھیں گے۔

☆ میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔

☆ زمین تانبے کی ہوگی اور سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔بھیجے کھولتے ہوں گے اور پسینہ اتنا زیادہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہوجائے گا، پھر جو زمین جذب نہ کر سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر تک، کسی کے گلے تک اور کافروں کے منہ تک چڑھ کر لگام کی طرح جکڑ جائے گا، جس میں وہ ڈبکیاں کھائیں گے۔

☆ پیاس اتنی شدید ہوگی کہ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہوجائیں گی۔بعض لوگوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔

☆ ہر شخص اپنے گناہوں کے مطابق تکلیف میں مبتلا ہوگا۔

☆ جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی، اس مال کو خوب گرم کر کے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔

☆ جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی، اس کو لٹایا جائے گا، اس کے جانور قیامت کے دن خوب موٹے تازے ہوکر آئیں گے اور اپنی سینگوں سے مارتے ہوئے اور پیروں سے روندتے ہوئے اس کے اوپر سے گزریں گے۔یہ حال اس وقت تک رہے گا جب تک لوگوں کا حساب نہ ہوجائے۔

☆ کوئی شخص کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔بھائی بھائی سے بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، ہر کوئی اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا، کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔

☆ یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن پچاس ہزار

برس کا ہوگا۔

☆ اہل محشر آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے، جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اپنی فریاد لے کر پہنچیں گے اور آپ سے سفارش کے لیے عرض کریں گے۔ آپ فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، وہ بھی فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی حاضر ہوں گے، وہ حضرات بھی یہی فرمائیں گے۔ پھر لوگ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں گے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے: اَنَا لَهَا (میں اسی کام کے لیے ہوں) یہ فرما کر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ (اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔ مانگو، جو کچھ مانگو گے، ملے گا۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

☆ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے۔ اب تمام انبیا اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

☆ اولیائے کرام، شہدا، علما، حفاظ، حجاج، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔

☆ حساب کے مختلف درجے ہوں گے۔ کسی سے نہایت ہی آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے

گا، پھر اللہ عزوجل اپنے کرم یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ کچھ لوگوں سے سختی کے ساتھ حساب لیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا اس کے گناہوں کی گواہی دیں گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

☆ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں، گنہ گاروں کے بائیں ہاتھ میں اور کافروں کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے نکال کر اس میں دیا جائے گا۔

☆ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا۔ اس حوض کی لمبائی، چوڑائی ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگا۔ اس پر گنتی میں ستاروں سے بھی زیادہ برتن ہوں گے۔ جو اس کا پانی ایک مرتبہ پیئے گا، پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

☆ میزان ایک ترازو ہے، جس پر لوگوں کے اچھے اور برے اعمال وزن کیے جائیں گے، مگر یہ دنیاوی ترازو کے برخلاف ہوگا کہ اس کا جو پلہ بھاری ہوگا، وہ اوپر کی طرف اٹھے گا۔

☆ قیامت کے دن اللہ عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا، جہاں تمام اگلے پچھلے لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔

☆ قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا عطا ہوگا، جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام مومنین اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

☆ جنت میں جانے کا جو راستہ ہے اسے ''پل صراط'' کہتے ہیں، یہ جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

☆لوگ پل صراط پر اپنے اعمال کے اعتبار سے گزریں گے۔جس کے اعمال بہت اچھے ہوں گے، وہ نہایت ہی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔جس کے اعمال برے ہوں گے وہ نہایت ہی دھیمی رفتار کے ساتھ۔ جو جہنمی ہوں گے وہ گزر نہ سکیں گے بلکہ جہنم میں گر جائیں گے۔

☆قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے لیے پریشان ہوں گے۔کبھی میزان پر تشریف لائیں گے، وہاں جس کی نیکیوں میں کمی ہے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے۔کبھی حوضِ کوثر پر آئیں گے، پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔کبھی پل صراط کے پاس آئیں گے اور گرتوں کو بچائیں گے۔

☆سب سے بڑی جو نعمت قیامت کے دن مسلمانوں کو ملے گی، وہ یہ کہ اسے اللہ عزوجل کا دیدار نصیب ہوگا۔سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

☆جنت و دوزخ بنائے جا چکے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ قیامت کے دن بنائے جائیں گے۔

☆☆☆

جنت سے متعلق عقائد

☆جنت ایک گھر ہے، جسے اللہ عزوجل قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد ایمان والوں کو رہنے کے لیے عطا فرمائے گا۔

☆جنت میں ایسی نعمتیں اور راحت کے ایسے ایسے سامان ہوں گے، جن کے بارے میں کوئی دنیا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

☆جنت میں سو درجے ہیں، ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور ہر درجہ اتنا وسیع ہے کہ اگر تمام عالم کو ایک ہی درجہ میں جمع کر دیا جائے، تو آسانی کے ساتھ سما جائیں۔

☆جنت میں سونے، چاندی، ہیرے اور قسم قسم کے جواہرات سے بنے ہوئے محل ہیں۔

☆جنت میں چار دریا جاری ہیں۔ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا اور چوتھا شرابِ طہور کا اور اس میں سے نہریں نکل کر ہر گھر میں جاری ہیں۔

☆جنت میں جنتیوں کو ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے دیے جائیں گے۔جب کچھ کھانے یا پینے کو ان کا جی چاہے گا، فوراً وہ چیزیں ان کے پاس حاضر کر دی جائیں گی۔

☆وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل وغیرہا چیزیں بالکل نہ ہوں گی۔ایک خوشبودار ڈکار آئے گی اور سب کھانا ہضم ہو جائے گا۔

☆ہر شخص کو سو آدمیوں کے برابر کھانے، پینے اور جماع کرنے کی طاقت دی جائے گی۔

☆جنتیوں کی زبانوں پر ہر وقت سانس کی طرح تسبیح جاری ہوگی۔

☆سب جنتیوں میں آپس میں اتفاق ہوگا۔کسی قسم کا اختلاف، بغض، حسد اور کینہ نہ ہوگا۔

☆جنتیوں کے سر کے بالوں، پلکوں اور بھوؤں کے علاوہ بدن پر کہیں بال نہ ہوگا، تیس سال کے نظر آئیں گے، کبھی اس سے زیادہ نہ دکھائی دیں گے۔نہ ان کے لباس پرانے ہوں گے اور نہ ہی کبھی ان کی جوانی فنا ہوگی۔

☆اللہ عزوجل جنت کے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا، تمام جنتی اس طرح صاف صاف خدائے تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جیسے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔

☆جنتی جب ایک دوسرے سے ملنا چاہیں گے، تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

☆جنت میں صرف نعمتیں اور آرام ملے گا، تکلیف نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی رنج و غم ہوگا۔

☆☆☆

دوزخ سے متعلق عقائد

☆ جہنم بھی ایک گھر ہے جو کافروں، گنہ گاروں بدکاروں کے لیے بنایا گیا ہے۔

☆ اس میں قسم قسم کے عذاب اور سزائیں دی جائیں گی۔ سب سے کم درجے کا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی، جس سے دماغ اس طرح کھولے گا، جیسے تانبے کی پتیلی میں پانی اُبالا جائے۔

☆ دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستر گنا ٹھنڈی ہے۔ جہنم کی آگ کو ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا تو سفید ہوگئی پھر ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا تو سیاہ ہوگئی۔ اب بالکل کالی ہے۔

☆ دوزخ کتنی گہری ہے، اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے، تو ستر سال میں بھی تہ تک نہیں پہنچے گی۔ جب کہ اگر انسان کے سر کے برابر سیسے کا گولہ صبح کو آسمان سے زمین پر پھینکا جائے، تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، جب کہ زمین وآسمان پانچ سو برس کے فاصلے پر ہیں۔

☆ جہنم میں مختلف طبقات، وادی اور کنویں ہیں۔ بعض وادی ایسی ہیں، جن سے جہنم بھی دن میں ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔

☆ بڑے بڑے سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔ بڑے بڑے گرزوں سے جہنمیوں کو مارا جائے گا۔ تلچھٹ کی طرح کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ اس کے منہ سے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی کی وجہ سے چہرے کی چمڑی گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ اسے پلایا جائے گا۔

☆ کانٹے دار تھوہڑ (ایک زہریلا پھل) کھانے کو دیا جائے گا، وہ گلے میں جا کر پھنس جائے

گا، اس کو اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، ان کو وہی کھولتا پانی دیا جائے گا، جس کے پیٹ میں جاتے ہی ساری آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔

☆ پیاس بھی نہایت شدت کی ہوگی کہ کھولتے ہوئے پانیوں پر بھی جہنمی بہت زیادہ پیاسے اونٹ کی طرح ٹوٹیں گے۔

☆ جہنمی اپنی جان سے عاجز آ کر جہنم کے داروغہ سے کہیں گے: اپنے رب سے کہو کہ ہمارا کام تمام کردے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار سال کے بعد کہیں گے کہ مجھ سے کیا کہتے ہو، اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے۔ پھر سب مل کر اللہ عزوجل کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار سال تک جواب نہ دے گا، ہزار سال کے بعد فرمائے گا دور ہو جاؤ، جہنم میں پڑے رہو، مجھ سے بات نہ کرو۔

☆ اس وقت سب جہنمی ہر قسم کی خیر سے ناامید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے۔ پہلے آنسو نکلے گا، جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون روئیں گے۔ روتے روتے گالوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

☆ جب سب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم میں صرف وہ رہ جائیں گے، جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے، اس وقت جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ایک منادی جنتیوں اور دوزخیوں کو پکارے گا، دونوں جھانکیں گے، پھر ان سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ کہیں گے ہاں، یہ موت ہے۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور وہ منادی کہے گا: اے اہل جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں ہے اور اے اہل دوزخ! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں آئے گی۔

☆☆☆

ایمان و کفر

☆جو باتیں ضروریات دین میں سے ہیں سچے دل سے ان کی تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔

☆ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔

☆ضروریات دین وہ دینی مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت، دوزخ، حشر ونشر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اوران کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا نہ ہونا وغیرہا۔

☆عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو علما کے طبقے میں شمار نہ کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت میں رہتے ہوں اور دینی مسائل کی طرف ذوق رکھتے ہوں۔

☆اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ ضروریاتِ دین کیا ہیں، تو اسے اجمالی طور پر اس طرح ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اسلام میں جو باتیں ہیں، سب حق ہیں۔

☆اصل ایمان صرف دل سے تصدیق کرنا ہے، البتہ زبان سے اقرار کا موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا، مگر اس نے اقرار نہ کیا، تو کافر ہی شمار کیا جائے گا۔

☆اعمال کا ایمان میں کوئی دخل نہیں، یعنی نماز پڑھنے، روزہ رکھنے یا صدقات وخیرات کرنے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، جب تک دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار نہ کرے۔

☆ایسے کام جو ایمان کے منافی ہوں، ان کے کرنے سے کفر لازم آئے گا۔ مثلاً بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا، قرآن شریف یا کعبہ شریف کی توہین کرنا، کسی سنت کو ہلکا بتانا، زُنّار (وہ ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں) باندھنا، سر پر چُرکی رکھنا، پیشانی پر تِلَک (صندل یا زعفران کا نشان) لگانا، جس چیز کا حلال ہونا قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہو، اسے حرام کہنا، جس چیز کا حرام ہونا قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہو اسے حلال کہنا وغیرہ۔

☆ایمان اور کفر کی کوئی درمیانی صورت نہیں، یعنی آدمی یا تو ایمان والا ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔

☆صرف زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے اور دل میں اسلام کا انکار کرنے کو نفاق کہتے ہیں، یہ بھی خالص کفر ہے۔

☆اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی واجب الوجود ماننے یا عبادت کے لائق جاننے یا کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شریک ٹھہرانے کو شرک کہتے ہیں۔ شرک، کفر کی بدترین قسم ہے۔

☆کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرنا یا کسی مردہ کافر کو مرحوم یا مغفور یا بیکُنٹھ باشی کہنا بھی صریح کفر ہے۔

☆کسی مسلمان کے بارے میں جب تک بالکل یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے کفر کیا، اس کو مسلمان جاننا اور کسی کافر کے بارے میں جب تک بالکل یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ایمان لایا، اسے کافر جاننا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اس کے خلاف کرنا بھی کفر ہے۔

☆اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک فرقہ جنتی ہوگا، باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں (یعنی سنت کے پیروکار)۔

☆جو فرقہ ناجی ہے اس کا نام ''اہل سنت وجماعت'' ہے، اس کے علاوہ بہت سے فرقے پیدا ہوئے ان کا ذکر کرنا مناسب ہے تا کہ ان کے فریب سے بچا جا سکے۔

☆☆☆

دوسرا باب

فرقہ ھائے باطلہ

حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب ضرور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی بہتر جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہوں گے؟ فرمایا: وہ جماعت ہوگی۔ (ابن ماجہ حصہ دوم، ص:۱۳۲۲)

قادیانی

یہ فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہے۔ اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہایت ہی بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کی۔ خود نبوت کا دعویٰ کرنا کافر اور جہنمی ہونے کے لیے کافی تھا، مگر اس نے اس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر پر لیا جو کہ سیکڑوں کفر کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کی کتابیں مثلاً ازالۂ اوہام، انجام آتھم، انجام، دافع البلاء، براہین احمدیہ، اربعین، معیار، کشتیِ نوح، اِعجازِ احمدی، دافع الوساوس وغیرہا ان کے کفریہ عقائد اور اللہ عزوجل اور اس کے محبوب بندوں کی شانوں

میں گستاخیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے چند کفریہ عقائد پیش کرتے ہیں۔

ازالۂ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ پر ہے ''خدائے تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی''۔

انجام آتھم کے صفحہ ۵۲ پر ہے ''اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا، قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو''۔

دافع البلا کے صفحہ ۶ پر ہے ''مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ اَنْتَ مِنِّی وَ اَنَا مِنْكَ۔'' (یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے، تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)

ازالۂ اوہام کے صفحہ ۶۸۸ پر ہے ''انبیا سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو وخطا ہے، مثلاً اس خواب کی بنا پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے، جو بعض مومنوں کے لیے موجب ابتلا کا ہوئی تھی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل درمنزل طے کر کے اس بلدہ مبارکہ تک پہنچے، مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اس وقت رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسر آ جائے گا اور بلا شبہ رسول اللہ صلعم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا، تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائبِ سفر اٹھا کر مکہ معظّمہ میں پہنچے''۔

اس عبارت سے مرزا صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الہام و وحی کی تعبیر سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی تھی۔ جب کہ ہر اہل خرد یہ جانتا ہے کہ یہ سفر بے شمار حکمتوں اور منفعتوں سے پُر تھا اور اس کے فوائد تادم حال اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کو میسر آ رہے ہیں۔

اسی مفہوم کی ایک عبارت ازالۂ اوہام کے صفحہ ۸ پر موجود ہے، ملاحظہ ہو ''حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں''۔

اسی طرح ازالۂ اوہام صفحہ ۶۲۹ پر ہے ''ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا''۔

قرآن مقدس کے تعلق سے اسی ازالۂ اوہام کے صفحہ ۲۶-۲۸ کے درمیان لکھا کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ عبارت یہ ہے ''ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کیے ہیں''۔ ایک دوسرے مقام پر ہے ''قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے، ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانۂ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے، لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے''۔

اپنے آپ کو خدا کہلوانے کی بھی ناپاک کوشش کی، وہ بھی عیسائیوں سے، جیسا کہ اپنی کتاب معیار کے صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے ''اے عیسائی مشنریو! اب رَبُّنَا الْمَسِیْحُ مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے''۔ اس عبارت میں اللہ عزوجل اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی شانوں میں کھلی گستاخی موجود ہے۔

اسی کتاب معیار کے صفحہ ۱۳-۱۴ پر ہے ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام

غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ کیسا مسیح ہے، جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے''۔

اسی طرح اپنی کتاب کشتیِ نوح کے صفحہ ۵۶ پر ابن مریم علیہ السلام کی شان اقدس میں کھلی گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے ''اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا، تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا''۔

اسی طرح اپنی کتاب اعجاز احمد کے صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے ''اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی، بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں''۔

دافع البلا کے صفحہ ۴ پر لکھتا ہے ''مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیوں کہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حَصُور'' رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے''۔

قادیانیوں کے درج بالا عقائد کے علاوہ اور بھی ان کے متعدد کفریہ عقائد ذکر کرنے کے بعد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ فرماتے ہیں ''غرض اس دجال قادیانی کے مزخرفات

کہاں تک گنائے جائیں، اس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان ان چند خرافات سے اس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس نبی اولوالعزم کے فضائل، جو قرآن میں مذکور ہیں، ان پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے۔ تعجب ہے ان سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجال کے متبع ہو رہے ہیں یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں اور سب سے زیادہ تعجب ان پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں۔ کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حاشَ لِلّٰہِ!''

☆☆☆

رافضی

یہ فرقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں کھلی گستاخیاں کرتا ہے، یہاں تک کہ ان پر لعن طعن کو یہ لوگ اپنا اصل شیوہ سمجھتے ہیں، بلکہ چند صحابۂ کرام کو چھوڑ کر باقی سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتہائے راشدہ کو خلافت غاصبہ کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ان حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے فضائل وغیرہ بیان کیے ان کو بزدلی پر محمول کرتے ہیں۔ اس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''جو کام بندے کے حق میں فائدہ مند ہو اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اسے کرنا پڑے گا''۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اطہار (امام حسن و حسین وغیرہما) رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں'' اور یہ بالاجماع کفر ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے''۔ یہ عقیدہ بھی بالاجماع کفر ہے کہ قرآن عظیم کی صریح آیت کا انکار ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم

دیتا ہے، پھر یہ معلوم کر کے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچھتا ہے''۔ یہ بھی یقینی کفر ہے کہ خدا کو جاہل بتاتا ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے عقائد ہیں، جن کی بنیاد پر یہ فرقہ کافر گردانا جاتا ہے اور اس کے متبعین حدودِ اسلام سے خارج مانے جاتے ہیں۔

☆☆☆

وہابی دیوبندی

اس فرقے کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔ (بخاری شریف، باب ما قیل فی الزلازل والآیات)
چنانچہ یہ فرقہ ۱۲۰۹ھ میں ظاہر ہوا۔ اس کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا، جس نے پورے عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت سے فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا، صحابۂ کرام، ائمہ، علما اور شہدا کی قبریں کھود ڈالیں، حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کا نام ''صنم اکبر'' (یعنی سب سے بڑا بت) رکھا۔ اسی خبیث محمد بن عبدالوہاب نے ''کتاب التوحید'' نام سے ایک کتاب لکھی، پھر اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' نام سے اس کا اردو ترجمہ کر کے ہندوستان میں شائع کیا۔ ہندوستان میں وہابیت پھیلانے والا اسماعیل دہلوی ہی ہے۔

وہابیوں کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر و مشرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بات بات پر بلا وجہ مسلمانوں پر کفر و شرک کا حکم لگایا کرتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۵ پر یہ حدیث نقل کیا کہ ''آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھا لے گی'' اس کے بعد یہ لکھا کہ ''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا'' یعنی وہ ہوا چل گئی اور اب پوری دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا، مگر اس کو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس صورت میں وہ اور اس کے ماننے والے بھی تو کافر ہی مانے جائیں گے۔

اس مذہب کا رکن اعظم اللہ عزوجل کی توہین اور اللہ کی بارگاہ کے مقرب بندوں کو

حقیر بتاناہے،لہٰذاہر معاملہ میں یہ وہی پہلو اختیار کرتے ہیں،جس میں کسی نہ کسی طور پر ان کی شانوں میں نقص وعیب ظاہر ہوتاہو۔

اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۹ پر لکھتاہے ''ہماراجب خالق اللہ ہے اوراس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا،تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتاہے،دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتااور کسی چوہڑے چمار کا تو کیاذکر۔''

ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی عطا سے اس کے انبیااور اولیا (علیہم الصلوٰۃ و السلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) مشکل کشائی اور حاجت برآری فرماتے ہیں۔تقویۃ الایمان میں ایک تو اس مسلمہ عقیدہ کا انکار کیا دوسرے ان حضرات طیبین و طاہرین کی شانوں میں ''چوہڑے چمار'' جیسے گھناؤنے الفاظ استعمال کیے۔کیا یہ کسی مسلمان کی شان ہوسکتی ہے؟

صراط مستقیم صفحہ ۹۵ پر لکھاہے ''بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ست وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است''۔

(ترجمہ) تاریکیاں تو بہت ہیں لیکن سب برابر نہیں،بلکہ ایک تاریکی دوسری تاریکی سے بڑھ کر ہے۔اسی بناپر نماز میں زنا کے خیال سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال بہتر ہے اور اپنے پیر یا کسی اور بزرگ کی طرف خواہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف خیال لے جانا،اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بہ درجہا زیادہ بُرا ہے''۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر موجود ہے ''روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا،اقبال وادبار دینا،حاجتیں برلانی،بلائیں ٹالنی،مشکل میں دستگیری کرنی،یہ سب اللہ

ہی کی شان ہے اور کسی انبیا،اولیا،بھوت،پری کی یہ شان نہیں۔جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے،سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے،خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے،ہر طرح شرک ہے''۔

ان وہابیوں کے نزدیک لفظ ''شرک'' بہت سستا ہے،جب چاہتے ہیں جس جگہ چاہتے ہیں چسپاں کر دیتے ہیں۔درج بالا عبارت اولاً تو کئی زاویوں سے اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ثانیاً انبیا،اولیا (علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو بھوت،پری کی کٹیگری میں رکھنا،ان حضرات کی کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ثالثاً قرآن مقدس،احادیث مبارکہ اور واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے مقرب بندے اپنی حیات طیبہ میں بھی اور بعد وصال بھی اللہ کے فضل اور اس کی عطا کردہ طاقت سے مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر ہے ''گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا،یعنی وہاں شکار نہ کرنا،درخت نہ کاٹنا،یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں،پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے،اس پر شرک ثابت ہے،خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہے،یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے،ہر طرح شرک ہے''۔

ان کا یہ عقیدہ حدیث مبارکہ کے بالکل مخالف ہے،کیوں کہ متعدد حدیثوں میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا،اس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ کیا جائے''۔ (بخاری شریف،باب برکۃ صاع النبی ومدہ)

تقویۃ الایمان صفحہ ۸ پر ہے ''پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے

برابر نہ جانتے تھے، بلکہ اسی کی مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے''۔

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ مانے کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں گے، تو (معاذ اللہ) وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ جب کہ عقیدۂ شفاعت قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور مختلف احادیث مبارکہ سے ثابت بھی ہے، صحابۂ کرام، تابعین وائمۂ دین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اعتقاد بھی ہے۔ تو گویا ان وہابیوں نے ان حضرات گرامی کو بھی ابوجہل کے برابر مشرک قرار دیا۔

اس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، چنانچہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں، اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یکروزہ'' میں اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا ثابت مانا ہے، بلکہ ان کے ایک سرغنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ ''وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔ اس عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا ہے اور جھوٹ بول چکا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص یہ (صریح کلمۂ کفر) بکے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، تو ان کے عقیدے کے مطابق وہ کافر تو بہت دور کی بات ہے فاسق بھی نہیں کہلائے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی نہیں مانتے، جب کہ یہ صریح کفر ہے کہ بکثرت احادیث مبارکہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کا معنی ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' یا اس قسم کے الفاظ فرما کر یہ واضح فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔

جب کہ وہابیہ کا یہ کہنا ہے کہ خاتم النبیین سے آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے، تو گویا (معاذ اللہ) انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عوام میں شمار کیا، یہ بھی کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ چنانچہ تحذیر الناس صفحہ ۲ پر مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کوئی فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے''۔

خاتم النبیین کا معنی ان وہابیوں کے نزدیک نہ جانے کون سی چیز ہے اور نہ جانے اہل فہم سے ان کے نزدیک کون لوگ مراد ہیں، جو اس معنی کو سمجھتے ہیں۔ اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ پر ہے ''بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔ پھر صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی میں بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی اور غلام احمد قادیانی وغیرہم جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، جیسا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ قیامت تک کل تیس مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے، وہابیوں کے اس عقیدہ کے مطابق ان کا دعویٰ نبوت کرنا درست ہوگا اور معاذ اللہ ان کی سرکوبی کرنے والے صحابہ، ائمہ، علما اور مومنین سب کے سب حق کے خلاف محاذ آرائی کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔ جب کہ بکثرت احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ حدیث رسول اور عقائد اہل سنت کے بالکل

خلاف ہونے کی وجہ سے صریح کفر ہے۔

اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۵ پر ہے کہ ''انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔

ان وہابیوں کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم تو وسیع ہے، مگر (معاذ اللہ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وُسعتِ علم ماننا ان کے نزدیک شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے، بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وُسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

درج بالا عبارت میں اولاً تو شیطان اور ملک الموت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں بڑا بتایا، ثانیاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب محیط ماننا نص قطعی کے خلاف اور شرک مانا، جب کہ ملک الموت اور شیطان کے لیے اسے نص سے ثابت بتاتے ہیں، تو گویا ان کے نزدیک شیطان اور ملک الموت علم میں خدا کے شریک ہوئے اور یہ نص قطعی سے ثابت بھی ہوا کہ وہ خدا کے شریک ہیں۔ ثالثاً یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب نہ ہونے پر نص قطعی ہے۔ (معاذ اللہ) یہ عقائد ہر اعتبار سے عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں اور ان میں شان رسالت میں کھلی ہوئی توہین اور گستاخی ہے۔

اسی طرح حفظ الایمان صفحہ ۷ پر لکھا ہے ''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل

غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے''۔

درج بالا عبارت میں تو ان وہابیوں نے حد ہی کر دی کہ ہر ایرے غیرے، ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا علم ثابت مانتے ہیں، جس سے صاف طور پر شان رسالت کی تنقیص ظاہر ہوتی ہے۔

اس فرقے کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع نہیں فرمایا، بلکہ قرآن و حدیث سے ان کا جواز بھی ثابت ہے، ان کو ممنوع کہنا تو درکنار، ان پر شرک و بدعت کا حکم لگا دیتے ہیں۔ مثلاً مجلس میلاد شریف، قیام، ایصالِ ثواب، زیارتِ قبور، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منور پر حاضری دینا، بزرگوں کا عرس کرنا وغیرہا۔ میلاد شریف کے تعلق سے براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ پر تو یہ ناپاک الفاظ لکھ دیے:

''پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکت قبیحہ، قابل لوم و حرام و فسق ہے، بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بتاتے ہیں''۔

☆☆☆

وهابی غیر مُقلّدین

یہ فرقہ بھی فرقۂ وہابیہ کی ایک شاخ ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں کے چند عقائد کے علاوہ باقی تمام عقائد میں غیر مقلدین بھی شریک ہیں، بلکہ ان چند عقائد میں بھی بایں طور شریک ہیں کہ وہ انہیں کافر و مرتد نہیں جانتے۔ جب کہ ان وہابیوں کے بارے میں حکم ہے کہ

جوان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔غیر مقلدین کے چند عقائد وہابیوں سے مختلف ہیں کہ یہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ، ایک راہ نکالتے ہیں کہ تقلید کو حرام اور بدعت کہتے ہیں۔ ائمہَ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شانوں میں گستاخیاں کرتے اوران حضرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ لوگ قیاس کا انکار کرتے ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔اسی طرح تقلید کا بھی انکار کرتے ہیں، جب کہ تقلید کا مطلقاً انکار کرنا بھی کفر ہے۔اس لیے کہ مطلق تقلید فرض اور تقلید شخصی واجب ہے۔

☆☆☆

تیسرا باب

متفرقات

امامت کا بیان

☆امامت کی دو قسمیں ہیں (۱) امامت صُغریٰ (۲) امامت کُبریٰ۔

☆امامت صغریٰ نماز کی امامت کو کہتے ہیں۔

☆امامت کبریٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مطلق نیابت کو کہتے ہیں۔یعنی جسے امامت کبریٰ حاصل ہوگی، اسے شریعت کے مطابق تمام مسلمانوں کے دینی و دنیوی معاملات میں عام تصرف کرنے کا اختیار ہوگا۔

☆اس امامت کی چھ شرائط ہیں، مسلمان ہونا، آزاد ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، قادر ہونا، قرشی ہونا۔

☆روافض نے جو ہاشمی، علوی اور معصوم ہونے کو شرط قرار دیا ہے، اس سے ان کا مقصد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت سے انکار کرنا ہے۔حالاں کہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔

☆حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ان کی خلافتیں تسلیم کی ہیں۔

☆امام کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، جب کہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو کہ خلاف شرع کاموں میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

☆نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے۔ ان حضرات کو خُلَفائے رَاشِدِین اور ان کی خلافت کو خلافتِ رَاشِدہ کہتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

☆تمام انبیا و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات، انسانوں اور جنوں اور فرشتوں سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں، پھر حضرت عمر فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

☆جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ و بدمذہب ہے۔

☆ان کی خلافت کی ترتیب ان کی فضیلت کے اعتبار سے ہے، یعنی جو پہلے ہی سے اللہ کے نزدیک سب سے افضل تھا، اسے اللہ عزوجل نے سب سے پہلے خلافت عطا فرمایا۔

☆تمام صحابۂ کرام اہل خیر اور عادل ہیں، ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

☆کسی بھی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا گمراہی اور بدمذہبی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوسفیان (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ بہت ساری جنگیں لڑیں)، ان کی بیوی ہندہ (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم کے چچا کو شہید کروا کر ان کا کلیجہ کھایا تھا)، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جن حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ جنگ کی)، حتی کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا) کی شانوں میں بھی برا بھلا کہنا تبرّا اور کھلی گستاخی ہے۔ کہنے والا رافضی ہے، اگرچہ اپنے آپ کو سُنّی بتائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سے محض انکار کرنا ہی فقہا کے نزدیک صریح کفر ہے۔

☆کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبے کا ہو، کسی صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

☆تمام صحابۂ کرام جنتی ہیں، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غمگین نہ کرسکے گی۔

☆صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ انبیا تھے اور نہ ہی فرشتے کہ معصوم ہوں، ان میں بعض سے لغزشیں ہوئیں، مگر یہ اللہ عزوجل کا اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ ان پر ان حضرات کی گرفت نہیں فرمائے گا، جیسا کہ قرآن مقدس کی آیتوں سے ظاہر ہے۔

☆اللہ عزوجل جو کہ علیم وخبیر ہے، جب اس نے ان سے بے عذاب جنت وثواب کا وعدہ فرمایا تو دوسرے کو کیا حق ہے کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے؟

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے کے عین مطابق خلافتِ حقّہ راشدہ تیس سال رہی، امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی۔ پھر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

☆امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے سب سے پہلے بادشاہ ہیں۔ پانچویں خلیفۂ راشد

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فسق وغیرہ کا طعن کرنا کسی صورت سے صحیح نہیں ہوسکتا۔

☆ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں خطائے اجتہادی واقع ہوئی، مگر ان حضرات نے بالآخر رجوع فرمایا۔ لہٰذا ان پر بھی کسی قسم کی لعن طعن کسی صورت میں درست نہیں۔

☆ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعلیٰ درجے کے شہدا میں سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ اور بد دین ہے۔

☆ یزید پلید فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب تھا۔ البتہ اس کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے سے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت فرمایا ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت ہمارے لیے لائق اقتدا واطاعت ہیں، ان کی محبت ہم پر ضروری ہے، جو ان سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون ہے۔

☆ اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ و دیگر تمام ازواج مطہرات و بنات طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنھن جنتی ہیں اور انہیں تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

☆ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی کی گواہی قرآن مقدس نے دی ہے۔

☆☆☆

وِلایَت کا بیان

☆ ولایت اللہ عزوجل کے ایک قرب خاص کو کہتے ہیں، جسے اللہ عزوجل اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

☆ ولایت محض اللہ عزوجل کی عطا سے ملتی ہے، نیک اعمال اکثر اللہ عزوجل کی اس عطا کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں، مگر ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص عبادتیں اور نیکیاں کر کے اس قرب خاص کو حاصل ہی کر لے گا۔ بعض بندوں کو اللہ عزوجل شروع ہی سے ولی بنا کر پیدا فرماتا ہے۔

☆ بے علم کو ولایت نہیں ملتی، اب علم چاہے بطور ظاہر اسے حاصل ہو یا یہ مرتبہ عطا کرنے سے پہلے اللہ عزوجل اسے علم لدُنّی سے نواز دے۔

☆ جتنے ولی پچھلی امتوں میں گزر چکے، ان تمام سے افضل امت محمدیہ کے اولیائے کرام ہیں۔ پھر اس امت کے اولیا میں بھی معرفت اور قرب الٰہی میں خلفائے اربعہ سب سے افضل ہیں۔

☆ طریقت اور شریعت الگ الگ نہیں، بلکہ طریقت شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل مُتَصَوِّف (بناوٹی صوفی) جو یہ کہتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، یہ محض گمراہی ہے۔ اس گمان سے اپنے آپ کو شریعت کے احکام سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔

☆ کوئی ولی کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، شرعی احکام اس پر بہر حال نافذ ہوں گے۔ البتہ جو مجذوبیت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے، تو چوں کہ وہ غشی کی حالت میں رہتا ہے اور اس کی عقلِ ظاہری زائل ہو جاتی ہے، اس وجہ سے شرعی احکام سے وہ غیر مکلّف ہوتا ہے، مگر ایسے شخص کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

☆ اولیائے کرام کو اللہ عزوجل بہت بڑی طاقت عطا فرماتا ہے، ان حضرات کو اختیارات و تصرفات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

☆ ان کو علم غیب بھی عطا کیا جاتا ہے، بلکہ بعض حضرات کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ کا علم عطا ہو جاتا ہے، مگر سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ اور توسل ہی سے ملتا ہے۔

☆اولیاے کرام سے جو کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ حق ہیں، ان کا انکار گمراہی ہے۔

☆مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر لینا وغیرہا کرامتیں اولیاے کرام سے ممکن ہیں۔ سواے ان معجزوں کے جن کے بارے میں ممانعت ثابت ہو چکی ہے، جیسے قرآن کے مثل کوئی دوسری سورت لانا، دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا وغیرہما۔ جو کوئی اپنے یا کسی ولی کے لیے ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

☆اولیاے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد بھی فرماتے ہیں۔

☆اولیاے کرام کو دور و نزدیک سے مدد کے لیے پکارنا ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا طریقہ ہے۔

☆اولیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ بعد وفات ان کا علم، ادراک، سننا، دیکھنا وغیرہ حیات ظاہری کی بہ نسبت زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔

☆انہیں ایصال ثواب اور نذر و نیاز کرنا مستحب اور بہت ساری برکتوں کا باعث ہے۔

☆اولیاے کرام کا عرس منانا، یعنی قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، نعت خوانی، وعظ و ایصال ثواب کرنا اچھی چیز ہے۔

☆جو چیزیں شرعاً ناجائز ہیں، وہ تو بہر حال ناجائز ہی ہیں، مزارات اولیا کے پاس اور زیادہ مذموم ہیں۔

☆عام طور پر مسلمانوں کو اولیاے کرام اور مشائخ عظام سے عقیدت ہوتی ہے اور ان سے مرید ہونے میں اپنے لیے فلاح دارین سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج کل کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے پیری مریدی کا جال بھی پھیلا رکھا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ جب مرید ہونا ہو، تو پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیں، ورنہ اگر کوئی بد مذہب

رہا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

☆پیر کے لیے چار باتیں شرط ہیں، بیعت ہونے سے پہلے ان کا لحاظ ضرور کریں:

(۱) سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

(۳) فاسقِ مُعْلِن نہ ہو۔

(۴) اس کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ملتا ہو۔

☆☆☆

شرعی اصطلاحات

نماز اور اس کے متعلقات بیان کرنے سے پہلے چند ضروری اصطلاحیں قابل ذکر ہیں، تاکہ مسائل کے سمجھنے میں آسانی ہو:

فرضِ اِعتِقادی: اس کو کہتے ہیں جو دلیل قطعی (ایسی دلیل جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) سے ثابت ہو۔ اس کا انکار کرنے والا احناف کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کا فرض ہونا عوام و خواص میں مشہور ہو، تو اس کے انکار کرنے والے کے کافر ہونے پر اجماع قطعی ہے۔ اس منکر کے کفر میں جو شک و شبہہ کرے، وہ خود کافر ہو جائے گا۔ جو کوئی کسی فرض اعتقادی کو بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر ایک بار بھی چھوڑے، فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب اور جہنم کا مستحق ہے۔ جیسے نماز، روزہ، رکوع، سجدہ، وغیرہ۔

فرضِ عَمَلی: اس کو کہتے ہیں جس کی دلیل ایسی قطعی تو نہ ہو مگر مجتہدین کی نظر میں ان دلیلوں کا اس قدر یقین ہو کہ اس کے کیے بغیر انسان بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔ فرض عملی اگر کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو بغیر اس کے وہ عبادت باطل ہوگی، بلا وجہ اس کا انکار فسق و گمراہی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص شرعی دلیلوں میں غور و فکر کا اہل ہو اور شرعی دلیل کے ذریعہ اس کا انکار

کرے تو کر سکتا ہے۔ جیسے ائمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں۔ مثلاً احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شوافع کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔

واجبِ اِعتِقادی: اس کو کہتے ہیں جس کا ضروری ہونا ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ فرض عملی اور واجب عملی، واجب اعتقادی ہی کی دو قسمیں ہیں۔

واجبِ عَمَلی: اس واجب اعتقادی کو کہتے ہیں کہ بغیر اس کے کیے بھی بریٔ الذمہ ہونے کا احتمال ہو، مگر غالب گمان اس کے ضروری ہونے پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا ادا کرنا ضروری ہو تو عبادت بغیر اس کے ناقص رہے گی، مگر ادا ہو جائے گی۔ کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار چھوڑنا گناہ کبیرہ۔

سُنّتِ مُؤَکّدہ: اسے کہتے ہیں جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، مگر بیان جواز کے لیے کبھی کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ اس کا کرنا ثواب کا باعث اور ترک کرنے پر عتاب اور ترک کرنے کی عادت بنانے والا عذاب کا مستحق ہوگا۔

سنت غیر مؤکدہ: اسے کہتے ہیں جس کا ترک کرنا شریعت کی نظر میں ناپسند ہو، مگر اس حد تک نہیں کہ اس کے ترک پر عذاب کی وعید ہو۔ اس کا کرنا ثواب کا باعث اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو عتاب کا موجب نہیں۔

مُستَحب: وہ ہے جو شریعت کی نظر میں پسند ہو، مگر اس کا چھوڑنا ناپسند نہ ہو، چاہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علمائے کرام نے پسند فرمایا، اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کوئی عتاب نہیں۔

مباح: جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہو، نہ کرنے پر ثواب اور نہ ہی نہ کرنے پر کوئی عتاب۔

حرام قطعی: یہ فرض کے مقابل ہے، اس کا ایک بار بھی جان بوجھ کر کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے اور بچنا فرض اور ثواب۔

مکروہ تحریمی: یہ واجب کے مقابل ہے، اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے۔ چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

اِسَائَت: یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے، اس کا کرنا برا ہے، کبھی کبھی کرنے والا عتاب کا مستحق اور عادت بنانے والا عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تَنزِیہی: یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے، اس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں، مگر کرنے پر عذاب بھی نہیں۔

خِلافِ اَولیٰ: یہ مستحب کے مقابل ہے، اس کا نہ کرنا بہتر مگر کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(بہار شریعت)

☆☆☆

نوٹ: اس حصے کا سارا مواد بہار شریعت (مصنفہ: حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ) سے ماخوذ ہے۔

تیسرا حصہ

طَہارت کا بیان

طہارت کا معنی ہے پاکیزگی، صفائی اور ستھرائی۔ نماز کے لیے پاک صاف اور ستھرا ہونا اولین شرائط میں سے ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔ طہارت میں چند چیزیں آتی ہیں، نمازی کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا، باوضو ہونا، نمازی کے بدن اور کپڑے اور نماز کی جگہ کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا وغیرہ۔ نماز کی صحیح ادائیگی کے لیے نمازی کا طہارت کے مسائل سے بھی اچھی طرح آشنا ہونا ضروری ہے، تاکہ ان کی روشنی میں نماز کی ادائیگی کی جائے اور نماز درست ادا ہو۔

بعض خواتین مسائل سے ناآشنا ہونے کی بنیاد پر طہارت کے معاملے میں مکمل احتیاط نہیں برتتیں۔ یاد رکھیں مسائل کا معلوم نہ ہونا کوئی عذر نہیں ہے، بلکہ جسے مسائل نہیں معلوم ان کے لیے مسائل سیکھ کر عبادات کو صحیح طور پر ادا کرنا لازم ہے۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں (۱) طہارت صُغرٰی (۲) طہارت کُبرٰی۔ طہارت صغری وضو ہے اور طہارت کبری غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدثِ اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہوتا ہے ان کو حدثِ اکبر کہتے ہیں۔

پَہلی فصل

نجاست کا بیان

☆ نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) نجاستِ غلیظہ (۲) نجاستِ خفیفہ۔
☆ انسان کے بدن سے نکلنے والی وہ چیزیں، جن کے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہو جاتے ہیں وہ نجاست غلیظہ ہیں۔
☆ انسان کا پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے وغیرہ نجاست غلیظہ ہیں۔
☆ حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی اور سُور وغیرہ کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید نجاست غلیظہ ہیں۔
☆ ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری اور اونٹ کی مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ نجاست غلیظہ ہیں۔
☆ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت، شیر، کتے وغیرہ درندے چوپایوں کا لعاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔
☆ دودھ پیتا لڑکا ہو یا لڑکی، ان کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اس سلسلے میں خواتین بہت بے احتیاطی برتتی ہیں اور چھوٹے بچوں کے پیشاب کو صرف ایک بار پونچھ دینے کے بعد یہ سمجھتی ہیں کہ زمین وغیرہ پاک ہوگئی، جب کہ اسے بھی اچھی طرح دھلنے کا حکم ہے۔
☆ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری اور بھیڑ وغیرہ ان کا پیشاب، اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی نجاست خفیفہ ہے۔

☆ جن پرندوں کا گوشت حرام ہو، جیسے کوا، چیل، شکرا، باز، بہری وغیرہ کی بیٹ بھی نجاست خفیفہ ہے۔

نجاست غلیظہ اور خفیفہ کا حکم

☆ نجاست غلیظہ اگر بدن یا کپڑے پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے کہ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

☆ نجاست غلیظہ اگر بدن یا کپڑے پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا واجب ہے کہ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اس نماز کو دہرانا واجب ہوگا۔

☆ نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہے، تو اس کا پاک کرنا سنت ہے۔ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگئی، مگر خلاف سنت ہوئی، ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

☆ نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے جس حصے پر لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے، مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم ہے یا آستین میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے تو معاف ہے اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

☆ کپڑے یا بدن پر جو نجاست لگی ہے، اگر دَلدار ہے جیسے پاخانہ، گوبر وغیرہ تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں، بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ البتہ اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کرنا بہتر ہے۔

☆ اگر نجاست پتلی ہو، جیسے پیشاب، منی وغیرہ تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ طاقت

سے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

☆ واشنگ مشین میں کپڑے دھلے جائیں تو جو نجس کپڑے ہیں ان کو پہلے باہر ہی تین مرتبہ دھل کر تینوں مرتبہ اچھی طرح نچوڑ لیں، پھر مشین میں ڈالیں، ورنہ مشین کے اندر موجود سارے کپڑے نجس ہو جائیں گے۔

☆ لانڈری والے اکثر اپنے پاس موجود سارے کپڑوں کو ایک بڑے ڈرم میں بھگوتے ہیں، پھر دھلتے ہیں، جس میں نجس اور پاک ہر قسم کے کپڑے شامل ہوتے ہیں، لہٰذا اس سلسلے میں بھی احتیاط ضروری ہے اور اگر لانڈری میں دھلانا ہی ہو تو بہتر یہ ہے کہ دھل کر آنے کے بعد کپڑوں کو اپنے گھر پر تین مرتبہ اچھی طرح دھل کر نچوڑ لیں، پھر سکھا کر پہنیں۔

(ملخص از بہارِ شریعت حصہ دوم)

☆☆☆

دوسری فصل

حیض، نفاس اور استحاضہ کے مسائل

بالغہ عورت کے بدن میں فطری طور پر کچھ خون زیادہ پیدا ہوتا ہے، جو کہ حمل کی حالت میں بچے کی غذا میں کام آتا ہے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ بن جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں عورت کو کافی کمزوری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حمل کے زمانے میں اور بچے کے دودھ پینے کے ابتدائی زمانے میں وہ خون نہیں آتا۔ حمل اور دودھ پلانے کے علاوہ دیگر اوقات میں اگر وہ خون بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی، اسی لیے اطبا کا کہنا ہے کہ اگر حیض کا خون بند ہو جائے تو فوری علاج کروایا جائے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک عورت کے آگے کے مقام سے خون آتا ہے۔ ان دونوں خونوں کے علاوہ بھی کبھی کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ چوں کہ یہ خون ناپاک ہیں، اس لیے شریعت نے ان کے جاری ہونے کے ایام کے احکام و مسائل بیان کیے ہیں، جن کا جاننا ہر عورت کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس لیے ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ خواتین اسلام ان احکام و مسائل کو سیکھ کر ان کے مطابق عمل کریں۔

حیض، نَفَاس اور اِستِحاضہ کی تعریف

☆ بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری کا بچہ پیدا ہونے کے سبب نہ ہو، اسے حیض کہتے ہیں۔

☆ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون (زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں تک) آتا ہے، اسے نفاس کہتے ہیں۔

☆ بیماری کی وجہ سے جو خون آئے، اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (عام کتب فقہ)

حیض، نَفَاس اور اِستِحاضہ کی صورتیں

☆ حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے بہتر گھنٹے ہے۔ جو خون اس سے کم مدت میں بند ہو گیا، وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

☆ حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا، تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے، تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد جو خون آیا، وہ استحاضہ ہے اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آ چکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی، تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا، وہ استحاضہ ہے۔ مثلاً اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی، اس بار دس دن آیا، تو دسوں دن حیض ہے اور اگر بارہ دن خون آیا، تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضہ کے۔

☆ اگر کسی کی ایک حالت مقرر نہ تھی، بلکہ کبھی چار دن، کبھی پانچ دن حیض آیا کرتا تھا، تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔

☆ کم سے کم نو برس کی عمر سے عورت کو حیض شروع ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچپن

سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ (حیض واولاد سے ناامید ہونے والی) کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے، وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے، اسی طرح پچپن برس کی عمر کے بعد جو خون آئے، وہ بھی استحاضہ ہے، لیکن اگر کسی عورت کو پچپن برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا، تو اس کو حیض مان لیا جائے گا۔

☆ حمل والی عورت کو جو خون آیا، وہ استحاضہ ہے۔

☆ دو حیضوں کے درمیان، یوں ہی نفاس اور حیض کے درمیان کم از کم پورے پندرہ دنوں کا فاصلہ ضروری ہے۔ اگر حیض یا نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آ گیا، تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

☆ حیض کے چھ رنگ ہیں (١) سیاہ (٢) سرخ (٣) سبز (٤) زرد (٥) گدلا (٦) مٹیالا۔ خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔

☆ نفاس کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آدھا گھنٹہ بھی خون آیا، تو وہ نفاس ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔

☆ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا، تو اگر اسے پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا، تو چالیس دن رات نفاس ہے، باقی استحاضہ۔ اگر پہلی عادت معلوم ہو، تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے، وہ استحاضہ ہے۔ مثلاً تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی، مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا، تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے اور پندرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ (جنتی زیور، ص: ١٨٣-١٨٤)

حیض و نفاس کے احکام

☆ حیض والی عورت کو حائضہ، نفاس والی کو نُفَسا اور استحاضہ والی کو مُستحاضہ کہتے ہیں۔

☆ حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں، ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ ان ایام کے ختم ہونے کے بعد روزوں کی قضا کرنا لازم ہے اور حج یا عمرہ کے موقع پر طواف کے لیے حیض و نفاس کے ختم ہونے کا انتظار کیا جائے گا، جب ختم ہو جائیں تب طواف کیا جائے۔

☆ حائضہ اور نُفَسا کو قرآن مقدس کا چھونا بھی جائز نہیں۔

☆ قرآن کے علاوہ دوسرے تمام وظائف، کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے، بلکہ مستحب یہ ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے، جتنی دیر میں نماز پڑھا کرتی تھی، تا کہ عادت باقی رہے۔

☆ حیض و نفاس کی حالت میں ہم بستری (جماع) حرام ہے۔

☆ روزے کی حالت میں اگر حیض یا نفاس شروع ہو گیا، تو وہ روزہ جاتا رہا، حیض و نفاس سے فارغ ہونے کے بعد اس کی قضا رکھے۔ روزہ اگر فرض تھا تو قضا فرض ہے اور اگر نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

☆ نفاس کی حالت میں عورت کو زچّہ خانے سے نکلنا جائز ہے، یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جوٹھا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ ہندوستان میں بعض جگہوں پر جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں، بلکہ ان برتنوں کو الگ کر دیتی ہیں اور ان برتنوں اور حیض و نفاس والی عورت کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھیں، یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں، ایسی بیہودہ رسموں سے

مسلمان عورتوں کو بچنا لازم ہے۔

☆ اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہو جائے، اگرچہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو، وہ نہ نماز پڑھتی ہیں، نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھیں۔

☆ رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اٹھی تو حیض کا اثر دیکھا، تو اسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا، رات ہی سے حائضہ نہیں مانی جائے گی۔

☆ حیض والی عورت صبح سو کر اٹھی اور اس وقت حیض کا کوئی نشان نہ پایا تو رات ہی سے پاک مانی جائے گی۔ (جنتی زیور، ص:۱۸۴-۱۸۷)

استحاضہ کے احکام

☆ استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے، نہ روزہ اور نہ ہی ایسی عورت سے صحبت حرام ہے۔ استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے گی، روزے بھی رکھے گی، مسجد حرام میں داخل بھی ہو سکتی ہے، کعبہ کا طواف بھی کر سکتی ہے، قرآن مقدس کی تلاوت بھی کر سکتی ہے، وضو کر کے قرآن شریف کو چھو بھی سکتی ہے اور اسی حالت میں شوہر اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے۔

☆☆☆

تیسری فصل

استنجا کے آداب و مسائل

پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد نجاست کی جگہوں کو پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے اہل قُبا کی تعریف میں یہ آیت نازل فرمائی:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ o (ترجمہ) اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔ (سورۂ توبہ، آیت:۱۰۸)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ عزوجل نے تمہاری ثنا فرمائی، تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم بڑا استنجا تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں، اس کے بعد پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ استنجا کے لیے ڈھیلے کے ساتھ پانی استعمال کرنے والوں کو اللہ عزوجل نے پسند فرمایا، اس لیے کہ اس میں کمالِ طہارت ہے اور پاکی حاصل کرنے میں مبالغہ ہے۔

پیشاب کے چھینٹے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا، آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے

اور کسی (ایسی) بڑی بات (جس سے بچنا مشکل ہو) کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹے سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۵۳)

افسوس! آج ہمارے درمیان یہ باتیں عام ہو چکی ہیں۔ پیشاب کرتے وقت ہمیں خاص طور پر احتیاط برتنی چاہیے کہ پیشاب کے چھینٹے ہمارے اوپر نہ اڑیں، ورنہ یہ عذاب قبر کا باعث بنے گا۔

دوسری بات جو اس حدیث میں بیان کی گئی، وہ یہ ہے کہ چغل خوری عذاب قبر کا باعث ہے۔ یہ خصلت بھی خواتین کے درمیان کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جہاں دو عورتیں جمع ہوئیں، ان کے درمیان کانا پھونسی شروع ہو جاتی ہے کہ فلانی نے ایسا کیا، فلانی نے ویسا کیا، جب کہ اس سے نہ دینی اور نہ ہی دنیوی کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اپنے دلوں میں خوف خدا پیدا کریں اور مذکورہ دونوں باتوں سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

استنجا کا طریقہ

☆ پیشاب کے بعد استنجا کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی، کنکر یا چھٹے، پرانے پاک کپڑے سے پیشاب سکھائیں، پھر پانی سے دھو ڈالیں۔

☆ پاخانہ کے بعد استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی، کنکر یا پتھر کے تین، پانچ یا سات ٹکڑوں سے پاخانہ کی جگہ صاف کر لیں پھر پانی سے دھو ڈالیں۔

☆ استنجا کا ڈھیلا اور پانی بائیں ہاتھ سے استعمال کریں۔

☆ کسی قسم کے کھانے، ہڈی، گوبر، لید، کوئلہ اور جانوروں کے چاروں سے استنجا کرنا منع ہے۔

☆ کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو، گھاٹ پر، پھل دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو، سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں،

قبرستان میں، راستے میں، جس جگہ جانور بندھے ہوں، جہاں وضو یا غسل کیا جاتا ہو، ان سب جگہوں پر پاخانہ یا پیشاب کرنا منع ہے۔

☆ پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے، ہمارے ملک میں اُتر یا دکھن کی طرف کرنا چاہیے۔ (بہارِ شریعت حصہ دوم)

استنجا کے آداب

☆ استنجا کے لیے سر ڈھانک کر جائیں۔

☆ بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَآئِثِ

(ترجمہ) اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔

☆ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم داخل کریں۔

☆ بیٹھ کر استنجا کریں اور بائیں قدم پر زور دے کر بیٹھیں۔

☆ نکلتے وقت پہلے دایاں قدم نکالیں اور باہر نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

غُفۡرَانَکَ. اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ.

(ترجمہ) اے اللہ میری تیری مغفرت چاہتی ہوں۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے اذیت دور فرما کر مجھے عافیت بخشی۔

(بہارِ شریعت حصہ دوم)

☆☆☆

چوتھی فصل

وضو کے فضائل و مسائل

اللہ عزوجل قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ o (ترجمہ) اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

(سورۂ مائدہ، آیت: ۶)

وضو نماز کے لیے اس حد تک ضروری ہے کہ نماز کی صحت وضو کے بغیر ممکن ہی نہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو محدث (بے وضو) ہو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک کہ وضو نہ کرلے۔

(بخاری شریف، حصہ نہم، ص:۲۳، ناشر دار طوق النجاۃ)

اسی طرح حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً اِلَّا بِطُھُوْرٍ'' اللہ تعالیٰ کسی نماز کو بغیر طہارت قبول نہیں فرماتا۔ (ابن ماجہ شریف، حصہ اول صفحہ: ۱۵۵، ناشر داراحیاء الکتب العربیۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حدث دو طرح کے ہیں، ایک حدثِ اکبر دوسرا حدثِ

اصغر۔ حدثِ اکبر وہ ہے جس کی بناپر غسل واجب ہوجاتا ہے جیسے احتلام ہونا، جماع کرنا وغیرہ اور حدثِ اصغر وہ ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے جیسے ہوا خارج ہونا، منہ بھر قے ہونا وغیرہ۔ پہلی حدیث میں جو حدث کا ذکر ہے اس سے مراد حدثِ اصغر ہے یعنی اگر کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ وضو کیے بغیر نماز ادا کرے تو اس کی نماز بارگاہِ خداوندی میں غیر مقبول ہوتی ہے، کیوں کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے اور جب نماز کی صحت کی شرط ہی نہیں پائی گئی تو نماز صحیح نہیں ہوئی اور جب نماز صحیح نہیں ہوئی تو بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی نہ ہوسکے گی۔

نماز کی کنجی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ'' جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ (سنن ترمذی، حصہ اول، ص:۱۰، ناشر شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے وضو کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی اور نماز کے بغیر جنت میں داخلہ نہیں مل سکتا۔

جنت کے آٹھ دروازے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہوکر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے تو وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے صاف) ہوجائے گا جس دن وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

(مصنف ابن عبدالرزاق الصنعانی، حصہ اول، ص:۴۵، ناشر المکتب الاسلامی، بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ اچھی طرح وضو کرکے دل کو حاضر رکھتے ہوئے نماز ادا کرنے والے کو اللہ عزوجل گناہوں سے اس طرح پاک فرما

دیتا ہے جیسے ابھی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے پھر اس نے ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' پڑھا تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (مصنف ابن عبدالرزاق الصنعانی، حصہ اول،ص:۴۵)

اس حدیث سے مراد یا تو یہ ہے کہ التحیات میں جو کلمۂ شہادت پڑھا جاتا ہے اس وقت جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یا یہ کہ سلام پھیرنے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

گناہ جھڑتے ہیں

وضو کی برکت سے بدن سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ'' جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ (مسلم شریف، حصہ اول،ص:۲۱۶)

حضرت عبداللہ صنابحی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی وضو کرے کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے تو اس کے ناک اور منہ سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنا چہرہ دھلتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کے کناروں سے بھی نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے سر کا

مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے پیر دھلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے پیر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پیروں کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کا مسجد تک چلنا اس کے لیے مزید ثواب وبلندئ درجات کا باعث ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ شریف، حصہ اول،ص:۱۰۳، ناشر دار احیاء الکتب العربیۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں گناہ کے جھڑنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد گناہِ صغائر ہیں، کیوں کہ کبائر توبہ کے ذریعہ معاف ہوتے ہیں۔ البتہ جن کے گناہِ صغائر نہیں ہوتے صرف گناہِ کبائر ہوتے ہیں تو وضو کرنے کی برکت سے ان کے کبائر میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جن کے صغائر وکبائر دونوں گناہ نہیں ہوتے اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے ان کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔

اپنی چمک زیادہ کرو

وضو کی برکت سے قیامت کے دن اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور جو لوگ اچھی طرح وضو کرتے ہیں اور ہمیشہ باوضو رہنے کے عادی ہیں وہ آسانی سے پہچانے جاسکیں گے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ'' قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ، ہاتھ اور پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔ (بخاری شریف، حصہ اول،ص:۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے اور ہر نماز کے وقت اگرچہ وضو ہو دوبارہ وضو کر لیا کرے، تو جتنی زیادہ مرتبہ وضو کرے گا اس کے

اعضا اتنے ہی زیادہ چمکتے ہوں گے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اعضائے وضو جتنا دھلنے کا حکم ہے اس سے زیادہ دھلے جائیں، جیسا کہ دوسرے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تَبۡلُغُ الۡحِلۡيَةُ مِنَ الۡمُؤۡمِنِ حَيۡثُ يَبۡلُغُ الۡوَضُوۡءُ" مومن کے وضو کا پانی جہاں جہاں پہنچے گا، وہاں تک اس کے عضو کو مزین کر دیا جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۲۱۹)

حوضِ کوثر پر استقبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ دَارَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَ وَ اِنَّا اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمۡ لَاحِقُوۡنَ وَدِدۡتُّ اَنَّا قَدۡ رَاَيۡنَا اِخۡوَانَنَا" (تم پر سلامتی ہو اے مومنوں کے گھر اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، مجھے اپنے بھائیوں کی زیارت سے مسرت ہوئی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میرے ساتھی ہو، ہمارے بھائی وہ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کی امت میں جو لوگ بعد میں آنے والے ہیں ان کو آپ کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ سیاہ رنگ کے خچروں کے درمیان اس کے چمکدار رنگ والے خچر ہوں، تو کیا وہ اپنے خچر کو نہیں پہچان سکے گا؟ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ نے فرمایا: وہ لوگ قیامت میں اس طرح آئیں گے کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضا چمکتے ہوں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان کا استقبال کروں گا۔

(مسلم شریف، حصہ اول، ص:۱۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنی خوش نصیب ہوگی وہ خاتون، اللہ عزوجل کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حوضِ کوثر پر جس کا استقبال کریں گے اور یہ فضیلت کیسے

حاصل ہوگی؟ وضو کرنے کی وجہ سے کہ آثارِ وضو سے جب اعضا چمکتے ہوں گے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہچان لیں گے کہ یہ میری امت کی ایک خاتون ہے، جو پنج وقتہ نمازوں کے لیے وضو کیا کرتی تھی۔ لہٰذا ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں، تاکہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کی حقدار ہوسکیں۔ اللہ عزوجل ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کا حصہ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِسۡبَاغُ الۡوُضُوۡءِ شَطۡرُ الۡاِيۡمَانِ" اچھی طرح وضو کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ (نسائی شریف، حصہ پنجم، ص:۵، ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں اِسباغُ الوضو سے مراد وضو کے تمام فرائض وسنن ومستحبات کو اچھی طرح سے ادا کرنا اور تمام مکروہات سے بچتے ہوئے وضو کرنا ہے۔ اس حدیث میں وضو کو ایمان کا ایک حصہ فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ محدثین کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایمان باطن کو پاک کر دیتا ہے اور وضو ظاہر کو پاک کر دیتا ہے لہٰذا وضو کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔

فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اچھی طرح وضو کرنے کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں، لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لیے فرمایا وضو ایمان کا ایک حصہ ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيۡعَ اِيۡمَانَكُمۡ" اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے اور چوں کہ صحت نماز کے لیے طہارت شرط ہے اس لیے طہارت نماز کے لیے بہ منزلۂ جز ہے۔ اس لیے فرمایا وضو نماز کا جز

ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تصدیق بالقلب اوراطاعت ظاہرہ دونوں ایمان کے جز ہیں اور طہارت ایمان کو متضمن ہے، جو کہ اطاعت ظاہرہ ہے اس اعتبار سے فرمایا وضو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

دس نیکیاں

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا''مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشَرُ حَسَنَاتٍ'' جوشخص وضو پر وضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(ابوداؤدشریف،جلداول،ص:۱۶،ناشر:المکتبۃ العصریۃ،صیدابیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو کرنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا، تھوڑی سی محنت اور توجہ سے دس نیکیاں حاصل ہورہی ہیں۔کل بروزِ قیامت ہمیں نیکیوں کی کس قدر ضرورت ہوگی کہ ان کی کمی یا زیادتی ہمارے لیے جہنم یا جنت کا سبب بنیں گی، وضو پر وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرلینا۔ایسا کرنے والے کو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دس نیکیاں عطا کی جائیں گی۔لہٰذا کوشش کریں کہ ہرنماز کے لیے نیا وضو کرلیا کریں۔

جنت میں قدموں کی آھٹ

ایک دن صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا اے بلال! کس عمل کے سبب جنت میں تم مجھ سے آگے آگے جارہے تھے، میں رات جنت میں گیا، تو تمہارے پاؤں کی آہٹ میں نے اپنے آگے پائی۔حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میں جب اذان کہتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا ہے، وضو کرلیا کرتا ہوں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسی

سبب سے۔ (ترمذی شریف،حصہ پنجم،ص:۶۲۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو چیزوں کے پابند تھے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے قدموں کی آہٹ اپنے آگے آگے پائی۔(۱)اذان کے بعد دو رکعت نماز (نفل) پڑھنا (۲) ہمیشہ باوضو رہنا۔ہم بھی اگر ان دو چیزوں کی پابند ہوجائیں، تو ہمیں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے متعدد فضائل وفوائد حاصل ہوں گے۔حدیث شریف میں تو وضو کی محافظت اور ہمیشہ باوضو رہنے کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''لاَ يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ'' وضو کی حفاظت صرف مومن کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ،حصہ اول،ص:۱۰۱)

گناہ مٹانے کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتاؤں، جس سے تمہارے گناہ مٹ جائیں اور جس سے تمہارے درجات بلند ہوجائیں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مسجد کی طرف جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تم ان چیزوں کے پابند ہوجاؤ۔

(مسلم شریف،حصہ اول،ص:۲۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ وہ اعمال ہیں، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بلند فرماتا ہے۔کیوں کہ دنیا میں اللہ عزوجل نے ہمیں آزمائش کے لیے پیدا فرمایا ہے، زندگی کے ہر موڑ پر ہمارا امتحان ہورہا ہے، لہٰذا اللہ عزوجل کی رضا کے لیے اگر ہم نے تکلیف کے مرحلے میں بھی اس کی اطاعت وفرماں برداری کی غرض سے اچھی طرح

وضو کیا، تو گویا ہم نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم اللہ کے حکم کے سامنے ہر حال میں اپنی گردن ڈالنے کے لیے تیار ہیں اور ہم اپنے امتحان میں کامیابی کی راہ پر ہیں اور جب ہمیں دنیا کے امتحان میں کامیابی مل گئی، تو ان شاء اللہ آخرت میں بھی اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمادے گا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

حضور ﷺ کا وضو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور وضو کرنا شروع کیا۔ پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار اپنے چہرے کو دھویا پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر دایاں پیر ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر انہوں نے کہا جس طرح میں نے وضو کیا ہے اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وضو کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور دوران نماز سوچ بچار نہ کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے کہا ہمارے علما کہتے ہیں نماز کے لیے جو وضو کیے جاتے ہیں ان سب میں یہ کامل ترین وضو ہے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۲۰۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تعلیم امت کے لیے مبعوث فرمایا، انہوں نے ہمیں سارے معاملات میں شرعی احکام کی تعلیم فراہم کی ہے۔ اسی طرح آپ نے خود وضو کر کے ہمیں وضو کا طریقہ بھی سکھا دیا۔ آج بہت سی خواتین جلد بازی کی وجہ سے صحیح طور پر وضو نہیں کرتیں، جس کی بنیاد پر انہیں وضو کے فضائل نہیں حاصل ہو پاتے۔ ہمیں چاہیے کہ جب کبھی وضو کرنا ہو اچھی طرح وضو کریں۔

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا، سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہوگیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔

(دار قطنی، حصہ اول، ص:۱۲۴، ناشر موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ'' جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھا اس کا وضو کامل نہیں۔ (ترمذی شریف، حصہ اول، ص:۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا کتنی فضیلت کا باعث ہے کہ پانی ہم بدن کے چند اجزا پر بہائیں گی، مگر بسم اللہ کی برکت سے اللہ عزوجل ہمارے پورے بدن کو پاک فرمادے گا۔ یہاں پاک ہونے سے مراد گناہوں سے پاک ہونا ہے، جیسا کہ مذکور ہوا کہ وضو کے ذریعہ گناہ جھڑتے ہیں، لہٰذا وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینے سے اللہ عزوجل ہمارے پورے بدن سے گناہوں کو مٹادے گا۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی، اس کا وضو کامل نہیں یعنی اس کا وضو تو ہو جائے گا، مگر وضو کے ذریعہ جو فضائل وفوائد اسے حاصل ہونے والے تھے وہ اسے حاصل نہیں ہو سکیں گے۔ لہٰذا وضو کرنے سے قبل ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھنے کی عادت بنالیں۔

دائیں جانب سے شروع کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِذَا لَبِسْتُمْ وَ اِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِاَیَامِنِکُمْ'' جب کپڑا پہنو یا وضو کرو تو اپنے داہنے سے شروع کرو۔ (ابوداؤد شریف، حصہ چہارم، ص:۷۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دائیں جانب سے شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ دھلا جائے پھر بایاں ہاتھ، اسی طرح پہلے دایاں پیر دھلا جائے پھر بایاں پیر اور قمیص پہننے میں پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالا جائے، پائجامہ پہننے میں پہلے دائیں طرف پیر ڈالا جائے۔ اس میں صرف وضو یا کپڑا پہننے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر کام کی شروعات دائیں طرف سے کرنا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَانِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَ تَرَجُّلِهٖ وَ تَنَعُّلِهٖ.** (ترجمہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں تک ممکن ہوتا ہر حال میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے اپنے وضو میں، جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں بھی۔ (صحیح ابن خزیمہ، حصہ اول، ص:۱۲۲) لہٰذا کوشش کریں کہ ہر کام کی ابتدا دائیں جانب سے کریں اور خصوصاً وضو میں اعضا کو دھلنے کی شروعات دائیں جانب سے کریں۔

مسواک بھی کر لیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ**"، مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔ (بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۳۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ**"، اگر مجھے مومنین پر دشوار نہ لگتا، تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پہلی حدیث میں مسواک کے دو فوائد ذکر کیے گئے۔ ایک دنیوی فائدہ کہ اس سے منہ ستھرا ہو جاتا ہے اور دوسرا اخروی فائدہ کہ اس کے ذریعہ اللہ

عزوجل کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دوسری حدیث میں امت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رغبت دلائی کہ مسواک مجھے اس حد تک محبوب ہے کہ اگر امت کی دشواری کا احساس نہ ہوتا، تو ان پر مسواک کرنا لازم کر دیا جاتا۔ اس سے مسواک کی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسواک کرنا خود ایک اہم سنت کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیوی و اخروی فوائد کا بھی حامل ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے وقت مسواک کر لیا کریں، اگر مسواک نہ میسر ہو تو کم از کم اپنی انگلیوں کو مسواک کی جگہ استعمال کر لیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**تُجْزِئُ مِنَ السِّوَاكِ الْاَصَابِعُ**" انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، حصہ اول، ص:۶۶، ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مگر یاد رکھیں کہ انگلی کا استعمال کرنا اگرچہ مسواک کی جگہ کافی ہوگا، مگر مسواک کی فضیلت نہیں حاصل ہو پائے گی، لہٰذا کوشش کریں کہ مسواک ہی استعمال کیا جائے۔

مسواک کا مسنون طریقہ

☆ کم از کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کریں اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولیں۔

☆ مسواک نہ بہت نرم ہو، نہ سخت۔ پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔

☆ مسواک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو، اتنی چھوٹی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔

☆ مسواک داہنے ہاتھ سے استعمال کریں اور اس طرح ہاتھ میں لیں کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھیں۔

☆ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کریں، لمبائی میں نہ کریں کہ مسوڑے زخمی ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت صاف کریں، پھر بائیں جانب کے اوپر کے، پھر

دائیں جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔

☆جب مسواک کرنا ہو، اسی طرح جب مسواک کرلیں تو اسے دھولیں، زمین پر پڑی نہ چھوڑیں، بلکہ کھڑی رکھیں اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔

☆اگر دانت نہ ہوں تو مسوڑوں پر انگلی پھیرلیں۔

مسواک کے فوائد ایک نظر میں

حدیث پاک اور سائنس دانوں کے تجربہ کے مطابق مسواک کے متعدد فوائد ہیں، علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مسواک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ مسواک کرنے والے کے لیے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

☆بڑھاپے میں تاخیر کرتی ہے۔ ☆بصارت کو تیز کرتی ہے۔

☆ مسواک کی بہترین خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے سوائے موت کے۔ ☆پل صراط پر چلنے میں تیزی بخشتی ہے۔

☆منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ ☆رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

☆ملائکہ کو خوش کرتی ہے۔ ☆منہ کی گندگی کو دور کرتی ہے اور کیڑے لگے ہوئے دانت کو صحیح کرتی ہے۔ ☆دانتوں کو چمکدار کرتی ہے۔

☆مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

☆ کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ ☆بلغم کو کاٹتی ہے۔

☆نماز کے اجر وثواب کو بڑھاتی ہے۔

☆ قرآن کے راستے یعنی منہ کو صاف کرتی ہے۔

☆ فصاحت کو بڑھاتی ہے۔ ☆معدہ کو قوت دیتی ہے۔

☆ شیطان کو ناراض کرتی ہے۔ ☆نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔

☆صفرا (ایک زرد رنگ کا کڑوا مادہ) کو کاٹتی ہے۔

☆بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ☆روح کے نکلنے کو آسان کرتی ہے۔

اسی طرح علامہ حسن بن عمار علیہ الرحمہ مسواک کے فوائد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

☆مسواک کرنا فرشتوں کو خوش کرتا ہے۔

☆فرشتے مسواک کرنے والے کے چہرے کے نور کے سبب اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

☆مسواک کرنے والا جب نماز کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں۔

☆مسواک کرنے والا جب مسجد سے نکلتا ہے، حاملینِ عرش فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے۔

☆انبیا اور رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

☆اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری پر بدن کو قوت دیتا ہے۔

☆جسم سے مُضِر حرارت کا ازالہ کرتا ہے۔

☆قضائے حاجت پر مدد کرتا ہے۔

☆مسواک کرنے والے کے لیے قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔

☆لحد میں مونس وغمخوار ہوتی ہے۔

☆مسواک پر مداومت کرنے والے کے لیے اس دن کا بھی اجر لکھا جاتا ہے جس دن اس نے کسی مجبوری کی وجہ سے مسواک نہیں کی۔

☆جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

☆جہنم کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں۔

☆فرشتے مسواک کرنے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ انبیا علیہم السلام کی پیروی کرنے

والا اوران کے طریقے پر چلنے والا ہے۔

☆ مسواک کرنے والا اس دنیا سے پاکیزگی کی حالت میں نکلتا ہے۔

☆ حضرت ملک الموت علیہ السلام مسواک کرنے والے کی روح قبض کرنے کے وقت اسی صورت میں آتے ہیں جس صورت میں انبیا واولیا کے پاس آتے ہیں۔

☆ دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبی مکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کیا جاتا ہے اور وہ رحیقِ مختوم (خالص شہد کا مہر شدہ مشروب) ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! انسان کا کوئی بھی عمل دو مقصد کے لیے ہوتا ہے۔ یا تو اس کا اس میں کوئی دنیوی فائدہ ہوتا ہے یا آخرت کی کوئی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ مسواک کرنا ایسا عمل ہے جس میں دنیا کے بھی متعدد فوائد مضمر ہیں اور آخرت کے بھی مختلف فضائل پوشیدہ ہیں، جیسا کہ آپ نے مذکورہ سطور میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا ہمیں ہر نماز سے قبل مسواک کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔

انگلیوں کا خلال

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خَلِّلُوْا اَصَابِعَکُمْ بِمَاءٍ قَبْلَ اَنْ یُّخَلِّلَهَا اللّٰهُ بِالنَّارِ'' اپنی انگلیوں کا خلال کرو قبل اس کے کہ اللہ عزوجل اس کے درمیان آگ ڈال دے۔ (مصنف عبدالرزاق الصنعانی، حصہ اول، ص:۲۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں کے خلال کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ انگلیوں کا خلال نہ کرنے کی وجہ سے جہنم کی آگ انگلیوں کے درمیان ڈال دی جائے گی۔ لہٰذا وضو کرتے وقت ہمیں اپنی انگلیوں کا خلال بھی کر لینا چاہیے۔ خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے

درمیان سے گزارا جائے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے۔

وضو سائنس کی نظر میں

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں وضو کرنے کا کیوں حکم ہوا، وضو میں مخصوص اعضا کے دھلنے میں ہمیں کیا فوائد میسر آتے ہیں۔ مشہور حکیم و سائنسداں حکیم طارق محمود چغطائی اپنی تصنیف ''سنت نبوی اور جدید سائنس'' میں تحریر کرتے ہیں: وضو (طہارت) ایک ایسا اسلامی امتیازی عمل ہے، جو کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا، ایسا عمل جس سے بدن کے وہ حصے صاف ہوں جن کے ذریعہ امراض جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہی اندام امراض کے پھیلنے اور پھولنے کا ذریعہ ہیں۔ امراض کے کنٹرول کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان راستوں کی حفاظت کی جائے۔ وضو ان راستوں کا محافظ ہے، جن کے ذریعہ صحت کا دشمن جسم میں داخل ہوتا ہے، شاید ایسا محافظ کسی کو ملے۔ (ص۲۴)

اب اعضائے وضو کے دھلنے کے فوائد علیحدہ علیحدہ بیان کیے جا رہے ہیں، تاکہ ہمیں یہ بات بالکل واضح طور پر سمجھ میں آجائے کہ وضو سے کون کون سے دنیوی فوائد میسر آتے ہیں۔

ہاتھوں کا دھونا: دورانِ وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں کیوں کہ ہاتھوں کے بعد کلی کرنی ہے اور اگر ہاتھ گندے اور جراثیم آلودہ ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں جا کر متعدد امراض کا باعث بن جائیں گے۔

موجودہ مشینی دور میں انسان بہت مصروف ہوگیا ہے، ایسے مصروف انسان کے لیے ہر کام کرنا ضروری ہے۔ اب بعض اوقات یہی ہاتھ کیمیکلز کو لگتے ہیں، اگر یہی کیمیکلز کچھ وقت ہاتھوں کو لگے رہیں تو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ بالکل یہی کیفیت ایسے کاروباری حضرات

کی ہے جن کے ہاتھ ہر وقت کسی نہ کسی چیز میں اٹکے اور بھرے رہتے ہیں اور یہی حالت اگر صبح سے شام تک رہے تو ہاتھ بہت جلد جلدی (چمڑی کے) امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر ہاتھوں کو نمازوں کے بہانے وضو کے دوران دھویا نہ جائے تو مندرجہ ذیل امراض کے پھیلنے کے قوی خطرات ہیں:

۱۔ جلد کا رنگ اور اس کی بیماریاں (Skin & diseases of skin)

۲۔ گرمی کے دانے (Prickly heat)

۳۔ ایگزیما (Eczema)

۴۔ جلدی سوزش (Infections of skin)

۵۔ پھپھوندی کی بیماریاں (Diseases of fungus)

الغرض جب کوئی وضو کے لیے ہاتھوں کو دھوئے گا، تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں (Rays) ایک ایسا حلقہ بنالیں گی، جس کے نتیجے میں ہمارے اندر گردش کرنے والا برقی نظام تیز ہو جائے گا اور برقی رو جس کے الیکٹرک ریز (Electric rays) ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہو جائیں گے۔ صحیح طریقہ سے وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

کلی کرنا: کلی دراصل اس چیز کا نام ہے کہ ہمیں جو پانی استعمال کرنا ہے، وہ صحت کے لیے نقصان دہ تو نہیں، کیوں کہ ہاتھ پانی کو چھوتے ہیں اور کلی سے رنگ، بو اور ذائقہ کی پہچان ہو جاتی ہے۔

کھانا کھاتے وقت غذائی ذرات دانتوں میں اٹک کر رہ جاتے ہیں اور پھر وہ غذائی ذرّات متعفن (Septic) ہو کر ایک خاص شکل اختیار کر لیتے ہیں اور لعاب دہن کے ذریعہ

معدہ میں پہنچتے رہتے ہیں اور یہی متعفن مادہ (Septic materiac) دانتوں اور مسوڑوں کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ کلی اور مسواک سے یہ امراض لاحق نہیں ہوتے۔

ہوا میں متعدد مہلک امراض کے جراثیم ہیں، جو دیکھے نہیں جا سکتے، لیکن وہ جراثیم ہمارے منہ میں ہوا کے راستے جاتے رہتے ہیں اور لعاب کی وجہ سے چپک جاتے ہیں، اگر ان کو صاف نہ کیا جائے تو وہ مندرجہ ذیل امراض کا باعث بنتے ہیں۔

(۱) ایڈز (Aids) کی ابتدائی علامات میں منہ پکنا بھی شامل ہے۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا (Cheilosis angular stomatitis) ہونٹوں اور منہ کی داد قوبا (moniliasis, candidis) منہ میں پھپھوند کی بیماریاں (چھالے وغیرہ)

الغرض کلی ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان ایسے امراض سے بچ جاتا ہے جس مرض میں انسان نہ دین کا رہتا ہے اور نہ دنیا کا۔ مزید یہ کہ کلی کے ساتھ غرارہ ہے جس کے ذریعہ نمازی کی ٹانسلز اور گلے کے بے شمار امراض سے حفاظ ہوتی ہے، حتی کہ گلے میں بار بار پانی پہنچانا انسان کو گلے کے کینسر سے بچاتا ہے۔

ناک میں پانی ڈالنا: ناک سانس لینے کا واحد راستہ ہے اور جس ہوا میں سانس لیتے ہیں اس کے اندر متعدد امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں اور ناک کے راستے انسانی جسم میں بآسانی گزر جاتے ہیں۔ اب اگر یہی جراثیم دھول، گرد وغبار جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعہ صبح سے شام تک پہنچتی رہتی ہے تو جلد خطرناک امراض پھیلنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں حتی کہ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لیے ناک کا دھونا بہت مفید اور مجرب ہے۔

اب ہم وضو کی برکت سے دن میں پانچ بار ناک صاف کرتے ہیں، اس لیے ممکن ہی نہیں کہ کسی قسم کے جراثیم ناک میں پرورش پا سکیں، کیوں کہ ناک انسانی جسم میں ایک

نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے، ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے۔

جو کوئی وضو کرتے وقت ناک کے اندر پانی ڈالے، پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو ناک کے اندر غیر مرئی رووں کی کارکردگی کو تقویت پہنچاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ متعدد پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

چہرہ دھونا: ایک مریض کا چہرہ ہر وقت گرم رہتا تھا، ٹھنڈی دوائیں ہر قسم کی انٹی الرجی (Ant-Allergy) ادویات استعمال کیں، لیکن افاقہ نہ ہوا۔ اس کو نماز پڑھنے اور ہر نماز کے بعد نیا وضو کرنے کی تاکید کی گئی اور درود شریف پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر منہ پر پھیرنے کو کہا گیا، مریض حیرت انگیز طریقے سے جلد تندرست ہو گیا۔

دھوئیں میں کئی خطرناک کیمیکلز مثلاً سیسہ (Lead) وغیرہ ہوتے ہیں جو اگر مستقل یا کچھ عرصہ تک جلد پر جمے رہیں، تو جِلدی امراض اور الرجی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ وضو کرتے وقت دن میں پانچ مرتبہ چہرہ دھلا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ امراض کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

امریکن کونسل فار بیوٹی (American council for beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈی بیچر نے عجیب انکشاف کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں، ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔

چہرے کے الرجی کے مریض اگر چہرے کو وضو کے وقت اچھی طرح دھوئیں تو الرجی کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ الرجی سے بچنے کے لیے چہرے کو بار بار دھویا جائے اور ایسا صرف وضو کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

چہرے کو تین بار دھونے کی حکمت یہ ہے کہ پہلے چہرے پر پانی ڈال کر میل نرم کریں، دوسرے پانی سے اس کی میل اترے گی اور تیسرے پانی سے چہرہ دھل کر صاف و شفاف ہو جائے گا۔ وضو کرنے کے بعد بھنویں پانی سے تر ہو جاتی ہیں۔ میڈیکل کے اصول کے مطابق اگر بھنوؤں میں نمی رہے تو آنکھوں کے ایک ایسے خطرناک مرض سے انسان بچ جاتا ہے، جس میں آنکھ کے اندر رطوبت زجاجیہ کم یا ختم ہو جاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہو جاتا ہے۔

کہنیوں تک ہاتھ دھونا: جسم کا یہ حصہ ہمیشہ ڈھکا رہتا ہے، اگر اس حصے کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کہنی پر تین قسم کی بڑی رگیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق بالواسطہ دل، دماغ اور جگر سے ہے۔ جب ہم کہنی تک دھوئیں گے تو ان تینوں اعضا کو تقویت پہنچے گی اور وہ امراض وعلل سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔

مسح کرنا: قبلہ انجینئر نقشبندی مدظلہ العالی کے مواعظ سے ایک واقعہ رقم ہے: ہمارے ایک دوست فرانس گئے، وہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں وضو کر رہا تھا کہ ایک آدمی غور سے کھڑا دیکھ رہا تھا، میں نے محسوس تو کر لیا، لیکن میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کر لیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ (بڑا عجیب سا سوال تھا) میں نے کہا کہ دو یا چار ہیں، بہر حال مجھے تو پتہ ہی نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار کرتا ہوں۔ وہ حیران ہوا اور کہنے لگا: یہاں مینٹل (دماغی امراض کے لیے) ہسپتال ہیں، میں اس میں سرجن ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں، تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ پھر کہنے لگا میری تحقیق

یہ ہے کہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں اور ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں کنڈکٹر (Conductor) بن کر آرہی ہیں اور رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جاتی ہیں۔ میں نے جو ریسرچ کی ہے اگر بال بہت بڑھادیے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی (Condensation) پیدا ہوجاتی ہے اور انسان کے جسم پر پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے ڈاکٹر نے سوچا اس جگہ (یعنی مسح کی جگہ) کو دن میں دو چار بار ضرور تر رکھا جائے۔ کہنے لگا ابھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے، لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا ہے، اس لیے وہ ڈاکٹر کہنے لگا آپ لوگ پھر کیسے پاگل ہوسکتے ہیں۔

پاؤں کا دھونا: ایک سرجن کا شوگر کے مریضوں کو کہنا ہے کہ آپ جس طرح اپنے چہرے کی حفاظت کرتے ہیں اس طرح پاؤں کی حفاظت کریں کیوں کہ شوگر کے مریض کو پاؤں کی انفیکشن زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مریض بند جوتا استعمال کرتا ہے اور صرف صبح وشام جوتا کھولتا ہے اور یورپ کے ترقی یافتہ لوگ کئی کئی دنوں تک جوتا نہیں کھولتے بلکہ رات کو جوتوں سمیت سوجاتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد پاؤں کے امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اب اسلام نے دن میں پانچ دفعہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا حکم دیا ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی جرثومہ اٹکا نہ رہ جائے۔

ھائی بلڈ پریشر اور وضو: شرعی حکم ہے کہ جب غصہ ہو تو وضو کرلو، طبی حکم ہے کہ جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو وضو کرلو۔ اب ان دونوں احکامات اور علامات کو ملائیں تو تحقیق کی نئی راہ کھلتی ہے۔ غصے میں بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے اور دل کے مریض کا جب بلڈ پریشر ہائی

ہوتا ہے، تو ان دونوں امراض کا علاج وضو ہے۔

ایک ماہر امراض قلب کہنے لگے: میرا تجربہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو وضو کراؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو، لازمی کم ہوگا۔

بچا ھوا پانی: کتب احادیث میں لکھا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی شفا ہے۔ اس ضمن میں Q.M.C. کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا تو اس کا اثر مندرجہ ذیل اعضا پر پڑتا ہے:

☆ اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہوجاتی ہے۔

☆ ناجائز شہوت کو ختم کرنے کے لیے میرا آزمودہ ہے۔

☆ قطرات بعداز پیشاب کے مرض کے لیے شفا کا ذریعہ ہے۔

☆ جگر، معدہ اور مثانہ کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔

مغربی جرمنی کا سمینار

ڈاکٹر نور احمد نور صاحب (نشتر میڈیکل کالج، ملتان) فرماتے ہیں: مغربی ممالک میں مایوسی یا ڈپریشن کا مرض جس تیزی سے عام ہو رہا ہے، ہر محلے میں پاگل خانے موجود ہیں اور نفسیاتی امراض کے ماہر سب سے زیادہ مصروف رہتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں یہ مرض بہت کم پایا جاتا ہے، خاص طور پر جن کا تعلق دین سے زیادہ ہے۔ چنانچہ مغربی ممالک کے ڈاکٹروں نے اس کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ چند سال قبل فیصل آباد گیا تو وہاں کے پنجاب میڈیکل کالج کے سامنے ایک فزیوتھراپسٹ نے دکان کھولی، ان سے ملاقات ہوئی، اس نے ڈپلومہ مغربی جرمنی سے کیا تھا۔ مجھے بتایا اس کو دورانِ تعلیم جرمنی کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ مایوسی کا علاج انہوں نے ادویات کے علاوہ اور طریقوں میں دریافت کیا ہے۔

چنانچہ مغربی جرمنی میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع تھا کہ مایوسی یا ڈپریشن (Depression) کا علاج دواؤں کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے کیا جاسکتا ہے؟ ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے ڈپریشن کے چند مریضوں کو روزانہ پانچ بار منہ دھلائے اور کچھ ماہ بعد ان کی بیماری کم ہوگئی۔

اس ڈاکٹر نے مایوسی کے مریضوں کا دوسرا گروپ لیا، جس کے ہاتھ منہ اور پاؤں روزانہ پانچ مرتبہ دھلوائے تو اس گروپ میں مایوسی کے مریضوں کو بہت افاقہ ہوا۔ اپنے مقالے کے آخر میں اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مرض مسلمانوں میں کم اس لیے ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ منہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتے ہیں یعنی وضو کرتے ہیں۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس:۲۴۔۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سائنس کی تحقیق کے مطابق وضو کے سارے اجزا حکمت و فوائد سے بھرپور ہیں، لہٰذا پنج وقتہ نمازوں کے لیے وضو کیا کریں، تاکہ ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوسکیں۔ اسلام نے ہمیں ایسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم اس کی قدر کریں تو متعدد دینی و دنیوی فوائد سے بہرہ ور ہوسکتی ہیں۔

فرائض وضو

اللہ عزوجل نے وضو کے تعلق سے جو آیت نازل فرمائی ہے، اسی میں وضو کے چاروں فرائض کا بھی ذکر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۶)

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

۱) منہ دھونا یعنی شروع پیشانی (جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) سے ٹھوڑی تک لمبائی میں اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چوڑائی میں جلد کے ہر حصے میں کم از کم ایک مرتبہ پانی پہنچانا۔

۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں، اگر کہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

۳) سر کا مسح کرنا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، مسح کرنے کے لیے ہاتھ تر ہونا چاہیے، خواہ ہاتھ میں تری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کرلیا ہو۔

۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں پندرہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹) دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو دھل جائے (۱۴) کانوں کا مسح کرنا (۱۵) مکروہ باتوں سے بچنا۔ (جنتی زیور:۱۶۱)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت ہے، ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) جو اعضا جوڑے ہیں مثلا دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں، مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہیے۔ یوں ہی

دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہیے۔ (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرا لینا (۹) صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں (۱۵) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ قطرے بدن پر نہ ٹپکیں (۱۶) ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت حاضر رہنا (۱۷) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ، درود شریف اور کلمۂ شہادت پڑھنا (۱۸) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز (بہ نیت تحیۃ الوضو) پڑھنا۔ (جنتی زیور، ص:۱۶۱،۱۶۲)

وضو کے مکروہات

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو میں ہم جانے انجانے میں کچھ ایسے کام بھی کر بیٹھتی ہیں، جن کے کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ درج ذیل چند باتیں وضو میں مکروہ ہیں، ان کے کرنے سے ہمیں بچنا چاہیے تاکہ وضو کے مکمل فضائل و فوائد ہمیں حاصل ہو سکیں۔

☆ نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔

☆ وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا۔

☆ قبلہ کی طرف کلی کا پانی یا ناک یا کھکھار یا تھوک ڈالنا۔

☆ بے ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔

☆ ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔

☆ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنتیں ادا نہ ہوں۔

☆ ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

☆ منہ پر پانی مارنا۔

☆ وضو کے قطروں کو کپڑے یا مسجد (جائے نماز) میں ٹپکنے دینا۔

☆ وضو کی کسی سنت کو چھوڑ دینا۔ (قانونِ شریعت، ص:۳۷، ناشر مکتبہ شمسیہ جونپور)

وضو کو توڑ دینے والی چیزیں

پیشاب یا پاخانہ کرنا، پیشاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا، بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر ایسی جگہ بہنا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، کھانا یا پانی یا خون یا پت کی منہ بھر قے ہو جانا، اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں، بے ہوش ہو جانا، غشی طاری ہو جانا، کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھڑائیں، دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی یا کیچڑ کا نکلنا، رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ (جنتی زیور، ص:۱۶۳)

وضو کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کریں، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کریں، اس طرح کہ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت مانجیں، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر دائیں جانب کے نیچے کے دانت، پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملیں، پھر بائیں ہاتھ میں لوٹے کو پکڑ کر داہنے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائیں، پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائیں اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی پہنچنے سے نہ رہ جائیں۔ اگر

حوض سے وضو کررہی ہوں، تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائیں اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائیں اور اگر نل سے وضو کررہی ہوں تو نل کے نیچے اچھی طرح مل کر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھلیں۔ پھر تین بار کلی اس طرح کریں کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے، اگر روزہ دار نہ ہوں تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کریں۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ناک میں ڈال کر اسے صاف کریں اور سانس کی مدد سے تین بار داہنے ہاتھ سے ناک کے نرم بانسوں تک پانی چڑھائیں، پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئیں کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر پہلے داہنے ہاتھ پر اور پھر بائیں ہاتھ پر سرِ ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور کھال کے ہر حصے پر تین بار پانی بہائیں، پھر سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھیں اور سر کے اوپری حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتی ہوئی لے جائیں اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں، پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتی ہوئی پیشانی تک واپس لائیں۔ مسح کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتی ہوئی لے جائیں اور بس۔ پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کریں اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصے کا مسح کریں اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کریں پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملیں اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور کھال کے ہر حصے پر تین تین بار پانی بہائیں اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگلیوں میں اس طرح خلال کریں کہ داہنے پاؤں کی

چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کریں اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ ہر عضو کو دھوتے وقت درود شریف اور آگے آنے والی دعائیں پڑھتی رہیں۔ (انوار الحدیث، ص:۱۳۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو کا جو طریقہ مذکور ہوا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے یا صحیح طور پر ادا نہ ہونے سے وضو نہیں ہوتا، فرائض کے علاوہ دیگر باتیں سنت یا مستحب ہیں کہ ان کے کرنے میں ثواب اور چھوڑ دینے سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں فرائض مکمل احتیاط سے ادا کرنا چاہیے اور مستحبات کو بھی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے ہماری نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

وضو کی دعائیں

اے خاتون جنت کی کنیزو! اب وضو کرتے وقت ہر ہر عضو کے دھلتے وقت کی مخصوص دعائیں ذکر کی جارہی ہیں۔ ان کو اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ عزوجل وضو کے وقت کی جانے والی دعا کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے گا۔

☆ کلی کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! قرآن مقدس کی تلاوت، تیرے ذکر، تیرے شکر اور تیری اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔

☆ ناک میں پانی ڈالتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ لَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بدبو سے بچا۔

☆ منہ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہوجائیں گے، اس دن میرے چہرے کو سفید فرما۔

☆ داہنا ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور مجھ سے آسان حساب لے۔

☆ بایاں ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَ لَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دے اور نہ ہی میری پیٹھ کے پیچھے سے۔

☆ سر کا مسح کرتے وقت: اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! مجھے اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ عطا فرما، جس دن تیرے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔

☆ کانوں کا مسح کرتے وقت: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو اچھی باتیں سن کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

☆ گردن کا مسح کرتے وقت: اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میری گردن آگ سے آزاد فرما۔

☆ داہنا پاؤں دھوتے وقت: اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! پل صراط پر مجھے اس دن ثابت قدم فرما، جس دن لوگوں کے پیر پھسل جائیں گے۔

☆ بایاں پاؤں دھوتے وقت: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ سَعْيِیْ مَشْكُوْرًا وَّ تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، میری کوششوں میں مجھے کامیاب فرما اور میری تجارت کو میرے لیے نفع بخش فرما۔

☆ وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور ستھروں میں سے کر دے۔

☆ وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھیں۔ (ترجمہ) اے اللہ! تو پاک ہے اور تیرے لیے حمد ہے۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتی ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔

☆ کلمۂ شہادت پڑھیں۔

☆ سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

دعاؤں کے فضائل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کہے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ" اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم شریف، حصہ اول ص:۲۰۹)

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا) اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے،

وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (جامع ترمذی، حصہ اول، ص:۷۷)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا مستحب ہے۔ یہ متفق علیہ ہے اور بہتر ہے اس کے ساتھ متصلاً یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ“ جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ”سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ“ جیسا کہ امام نسائی نے ”عمل الیوم واللیلۃ“ میں روایت کیا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ اذکار غسل کرنے والے کے لیے بھی مستحب ہیں۔ (شرح النووی علی مسلم، حصہ سوم، ص:۱۲۱)

شیطان کے وسوسے سے بچنے کے لیے

اے خاتون جنت کی کنیزو! ولہان ایک شیطان کا نام ہے، جو وضو میں وسوسہ ڈالتا ہے، اس کے وسوسہ سے بچنے کے لیے ہمارے اسلاف نے متعدد طریقے بیان فرمائے ہیں۔ ان میں چند کا ذکر کیا جا رہا ہے:

(۱) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔ (۲) لَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا۔ (۳) سورۂ ناس پڑھنا۔ (۴) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھنا۔ (۵) ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ پڑھنا۔ (۶) سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَّ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ پڑھنا۔ (۷) وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف کرنا بھی دافع وسوسہ ہے۔

تَحِیَّۃُ الوضو

وضو کے بعد کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ الوضو پڑھنا مستحب ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْئَہٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلٌ عَلَیْھِمَا بِقَلْبِہٖ وَ وَجْھِہٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ“ اگر کوئی مسلمان (مرد یا عورت) اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز (بہ نیت تحیۃ الوضو) پڑھ لے، ظاہر و باطن کی درستگی کے ساتھ تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۲۰۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نماز تحیۃ الوضو کا طریقہ بھی عام نفل نمازوں ہی کی طرح ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ نماز وضو کرنے کے فوراً بعد پڑھنی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھنے میں تھوڑا سا وقت صرف ہوگا، مگر اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ ہمارے لیے جنت واجب فرما دے گا، تو کیوں نہ تھوڑی سی محنت صرف کر کے اتنا بڑا فائدہ کمایا جائے۔

وضو میں احتیاط

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے عبدالرحمٰن! اچھی طرح مکمل وضو کرو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ“ (خشک) ایڑیوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۲)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے قدم میں خشکی دیکھی تو فرمایا ”وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ“ ایڑیوں کے لیے ہلاکت کا عذاب ہے۔ (شرح معانی الآثار، حصہ اول، ص:۳۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو کرتے وقت اعضائے وضو کے دھلنے میں بے حد احتیاط ضروری ہے کہ جن اعضا کا دھونا فرض ہے، ان میں کسی کے دھلنے میں اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ باقی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: کسی عضو کے دھونے کا یہ معنی ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ نا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس سے وضو ہوگا۔ اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

وضو کے چند اہم مسائل

مسئلہ: اگر وضو نہ ہو تو نماز، سجدۂ تلاوت، نمازِ جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لیے وضو کرنا فرض ہے اور طواف کے لیے وضو واجب ہے۔

مسئلہ: غسلِ جنابت سے پہلے اور جنبی کو کھانے، پینے، سونے کے لیے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کی زیارت، وقوفِ عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: سونے کے لیے، سو کر اٹھنے کے بعد، میت کے نہلانے کے بعد، جماع سے پہلے، جب غصہ آجائے اس وقت، زبانی قرآنِ عظیم پڑھنے کے لیے، حدیث اور علم دین پڑھنے یا پڑھانے کے لیے، دینی کتابیں چھونے کے لیے اور سترِ غلیظ چھونے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

وضو کے پانی

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف اور اولے کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو اور پانی

کا نام بدل گیا ہو، جیسے پانی میں شکر مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی یا کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا جس کے بدن میں بہتا خون ہوتا ہے، اگرچہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون (بچا ہوا) ہو، ان سب پانیوں سے وضو جائز نہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ دوم)

وضو کے متفرق مسائل

☆ انسان کے بدن سے جو رطوبت نکلے اور اس سے وضو نہ ٹوٹے وہ نجس نہیں۔ جیسے خون کہ بہہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ منہ بھر نہ ہو، پاک ہے۔

☆ دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے، اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اور وہ نجس بھی ہے۔ بہت سے عورتیں غافل ہونے کی وجہ سے دوپٹے وغیرہ سے دکھتی ہوئی آنکھوں کو پوچھ لیا کرتی ہیں اور اسے آنسو سمجھتی ہیں، یہ ان کی غلطی ہے اور ایسا کیا تو کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا۔

☆ وضو کرنے کے دوران اگر ہوا خارج ہوئی، یا کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو نئے سرے سے وضو کرنا ہوگا۔

☆ چُلّو میں پانی لینے کے بعد حدث لاحق ہوا، تو وہ پانی بے کار ہو گیا، کسی عضو کے دھلنے میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

☆ منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا، اگر کسی نے لوٹے یا کٹورے سے منہ لگا کر کلی کے لیے پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور پورا پانی نجس ہو گیا، بلکہ ایسی صورت میں چلو سے پانی لے کر کلی کریں، پھر ہاتھ دھو کر کلی کے لیے پانی لیں۔

☆ اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا، تو اگر زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہو تو اس کو دھولیں اور اگر اکثر ایسا ہوا کرتا ہے، تو اس کو شیطان کا وسوسہ سمجھیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ اسی طرح اگر وضو کے بعد شک واقع ہو، تب بھی اس کا کچھ خیال نہ کریں۔

☆ باوضو کو اگر شک ہو کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا، تو اسے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ کرلینا بہتر ہے، جب کہ یہ شبہہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو۔ اگر وسوسہ کے طور پر ہوتا ہے، تو احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں، بلکہ شیطان کی پیروی کرنا ہے۔

☆ یہ یاد ہے کہ کوئی عضو دھونے میں چھوٹ گیا، مگر یہ یاد نہیں کہ کون سا عضو ہے، تو بایاں پاؤں دھولیں۔

☆ میانی میں تری دیکھی، مگر یہ معلوم نہیں کہ پانی ہے یا پیشاب، تو اگر زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہے تو اس جگہ کو دھولیں اور وضو کرلیں اور اگر بار بار ایسا ہوتا ہے، تو اسے شیطان کا وسوسہ سمجھیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وضو کے فضائل و مسائل کے حوالے سے جو باتیں گوش گزار کی گئیں، انہیں اپنے دل کے نہاں خانوں میں جگہ دیں اور جس طرح وضو کرنے کا طریقہ ہمارے علمائے کرام نے بیان کیا ہے، اسی کے مطابق وضو کریں۔ خاص طور پر جن جگہوں تک پانی کا خود سے پہنچنا دشوار ہوتا ہے، ان تک پانی پہنچانے کے لیے ان پر ہاتھوں کو ملیں اور مکمل احتیاط کے ساتھ وضو کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں مسائل سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکرم التسلیم

☆☆☆

پانچویں فصل

غسل کے احکام و مسائل

مذہب اسلام پاکیزگی اور ستھرائی کی مکمل تاکید کرتا ہے، خواہ ظاہری صفائی ہو یا باطنی اور اللہ عزوجل بدن اور دل کے ستھروں کو محبوب رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے وضو، غسل اور تیمّم وغیرہ کو مشروع فرمایا۔ غسل کے وجوب کے حوالے سے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا. (ترجمہ) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۶)

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا. (ترجمہ) اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں۔ (سورۂ نسا، آیت:۴۳)

نبی کریم ﷺ کا غسل

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت فرماتے تو اس طرح شروعات کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے،

پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے، پھر پورے بدن پر پانی بہاتے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۵۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا میں تعلیم امت کے لیے تشریف لائے تھے اور آپ کی حیاتِ طیبہ ہماری زندگی کے ہر مرحلے کے لیے مشعل راہ ہے۔ ہم پر بہت بڑا احسان ہے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ نے ہمیں ہر چیز سکھا دیا۔ اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کریں اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت دھوئیں، پھر استنجا کی جگہ دھوئیں، خواہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو، پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست لگی ہو اسے دھوئیں، پھر نماز کی طرح مکمل وضو کریں، لیکن اگر ایسی جگہ غسل کر رہی ہوں جہاں پر پانی جمع ہو رہا ہے تو پیر نہ دھوئیں، بلکہ ایسی صورت میں پیر غسل سے فراغت کے بعد دھونا ہے، اس کے بعد سر اور بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لیں، پھر تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہائیں، پھر بائیں مونڈھے پر تین مرتبہ، پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائیں، پورے بدن پر ہاتھ پھیریں اور ملیں۔ نہانے میں قبلہ کی طرف رخ نہ ہو، ایسی جگہ نہائیں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے اور نہانے کے دوران کسی سے بات چیت نہ کریں اگرچہ پردے کے پیچھے ہو۔ (قانونِ شریعت ملخصًا)

غُسل کے فرائض

غسل کے فرائض تین ہیں، ان میں سے ایک میں بھی کمی ہوئی تو غسل نہ ہوگا، ان ساری جگہوں پر اچھی طرح پانی بہہ جانا چاہیے۔

(۱) **کُلّی کرنا:** اس طرح کہ منہ کے ہر پرزے، ہر گوشے، ہونٹ سے حلق تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اکثر خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کلی کہتے ہیں، اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے۔ اس طرح غسل نہ ہوگا۔ بلکہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلق کے کنارے تک پانی پہنچانا فرض ہے۔

☆ دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو، جو پانی بہنے سے روکے تو اس کا چھڑانا ضروری ہے۔ اگر چھڑانے میں کوئی تکلیف یا حرج نہ ہو جیسے گوشت کے ریشے وغیرہ۔ اگر چھڑانے میں حرج ہو، دانتوں یا مسوڑوں میں تکلیف پہنچنے کا خوف ہو تو معاف ہے۔ جیسے بہت پان کھانے کی وجہ سے دانتوں کی جڑوں میں جو چونا وغیرہ جم جاتا ہے، وغیرہ۔

☆ ہلتا ہوا دانت تار سے یا اُکھڑا ہوا دانت کسی مسالے وغیرہ سے جمایا گیا اور پانی تار یا مسالے کے نیچے نہ پہنچے، تو معاف ہے۔

(۲) **ناک میں پانی ڈالنا:** دونوں نتھنوں کی نرم جگہ تک پانی چڑھانا ضروری ہے، بال برابر بھی جگہ دھلنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے، تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ اسی طرح ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

☆ بُلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اگر تنگ ہے تو ہلانا ضروری ہے، ورنہ نہیں۔

(۳) **تمام ظاہرِ بدن پر پانی بَہانا:** سر کے بالوں سے پیر کے تلوؤں تک، جسم کے ہر پرزے، ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا فرض ہے۔ اکثر خواتین سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ غسل ہو گیا، حالاں کہ بعض اعضا ایسے ہیں

کہ جب تک ان کے دُھلنے میں خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے، نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت حصہ دوم)

احتیاط ضروری ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دے گا، اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی۔ تین بار یہی فرمایا۔

(ابوداؤد شریف، حصہ اول، ص:۶۳)

بدن کے کچھ اعضا ایسے ہیں، جن کے دھلنے میں خاص طور پر احتیاط ضروری ہے کہ اگر انہیں مکمل توجہ کے ساتھ نہ دھلا جائے تو ان تک پانی کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور غسل صحیح نہیں ہوتا۔

(۱) گندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنا۔ چوٹی کھولنا ضروری نہیں، مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کھولنا بھی ضروری ہوگا۔

(۲) کان کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے پھر اگر تنگ ہے تو بالی کو ہلانا ضروری ہے ورنہ نہیں۔

(۳) کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا منہ اور کان کے پچھلے حصے کو بال ہٹا کر دھلنا۔

(۴) ٹھوڑی اور گلے کے جوڑ تک بے منہ اٹھائے پانی نہیں پہنچ پائے گا۔

(۵) بغیر ہاتھ اٹھائے بغلوں تک پانی نہیں پہنچ پائے گا۔

(۶) ڈھلکی ہوئی پستان اٹھا کر دھونا۔

(۷) پستان اور پیٹ کے جوڑ تک پانی پہنچانا۔

(۸) ران اور پیروں کا جوڑ کھول کر دھوئیں۔

(۹) دونوں سرین ملنے کی جگہ، خصوصاً جب کھڑی ہو کر نہائیں۔

(۱۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب کہ بیٹھ کر نہائیں۔

(۱۱) فرج خارج کے چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک۔

(۱۲) شرمگاہ کے اوپری حصہ کے گوشت کا ہر پرت جو کھولنے سے کھل سکے۔

(۱۳) شرمگاہ کے نچلے حصہ کے گوشت کا ہر پرت کا نچلا حصہ۔

(۱۴) اس حصے کے نیچے کی خالی جگہ۔ غرض کہ فرج خارج کے ہر گوشے، پرزے، کونے کا خیال لازم ہے، ہاں فرج داخل کے اندر انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں، بہتر ہے۔

(بہارشریعت حصہ دوم)

پردہ لازمی ہے

حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَیِیٌّ سِتِّیرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ. (ترجمہ) بے شک اللہ عزوجل بہت حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی نہائے تو اسے پردہ کرنا لازم ہے۔ (ابوداؤد شریف، حصہ اول، ص:۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ بات ہر کوئی تسلیم کرتا ہے کہ جن اعضا کو چھپانا ضروری ہے، ان کی نمائش بے حیائی کا کام ہے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ ایک عورت کسی عورت کو بھی اپنے اعضاے ستر دکھا نہیں سکتی۔ آج خواتین میں یہ بات عام ہے کہ کئی خواتین ایک ساتھ مل کر نہاتی ہیں اور اسے بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا، لیکن اگر شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے، تو یہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا باعث ہے۔ پھر ایک باحیا عورت کو کس قدر احتیاط کرنی چاہیے،

وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس لیے غسل کرنے میں پردے کا خصوصی اہتمام کریں کہ کسی دوسری عورت کی نظر بھی آپ کے اعضائے عورت پر نہ پڑے۔

غسل کی سنتیں

(۱) غسل کی نیت کرنا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھونا۔ (۳) استنجا کی جگہ دھونا، خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ (۴) بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو، اسے دور کرنا۔ (۵) نماز کی طرح وضو کرنا۔ (۶) بدن پر تیل کی طرح پانی ملنا، خاص کر جاڑے کے موسم میں۔ (۷) داہنے مونڈھے پر، پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر اور تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔ (۸) نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ ہونا۔ (۹) تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا اور ملنا۔ (۱۰) نہاتے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرنا۔ (۱۱) نہاتے وقت کوئی دعا وغیرہ نہ پڑھنا۔ (۱۲) نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لینا۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، ملخصًا)

جن باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے

موجبات غسل سمجھنے سے پہلے درج ذیل باتوں کو سمجھنا ضروری ہے:

☆ شہوت کے ساتھ جو گاڑھا پانی پیشاب کے راستے سے نکلتا ہے، اس کو منی کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے کے بعد شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ مردوں کی منی سفید اور عورتوں کی منی زردی کی طرف مائل ہوتی ہے۔

☆ پیشاب کے بعد یا کبھی کبھی بھاری چیز اٹھانے کے وقت پیشاب کے مقام سے پتلا پانی نکلتا ہے، اس کو ودی کہتے ہیں۔

درج ذیل باتوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے:

(۱) مَنی کا نکلنا۔

☆ منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

☆ منی اگر شہوت سے جدا نہ ہوئی، بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غسل واجب نہیں، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی، مگر کسی نے اپنے عضو مخصوص کو دبا کر یا کسی اور صورت سے منی کو نکلنے سے روک لیا، پھر جب شہوت جاتی رہی تو چھوڑ دیا، اب منی باہر ہوئی تب بھی غسل واجب ہے کہ منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا پایا گیا۔

☆ اگر تھوڑی منی نکلی اور پیشاب کرنے، سونے یا چالیس قدم چلنے سے پہلے نہالی اور نماز پڑھ لیا، اب بقیہ منی نکلی تو غسل واجب ہے کہ یہ اسی منی کا حصہ ہے جو اپنے محل سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی۔ پہلے جو نماز پڑھی تھی ہوگئی، اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

☆ تھوڑی منی نکلی، پھر پیشاب کرنے یا چالیس قدم چلنے یا سونے کے بعد غسل کی، پھر منی بلا شہوت نکلی تو غسل ضروری نہیں کہ یہ پہلی کا بقیہ نہیں کہی جائے گی۔

(۲) اِحتلام۔

☆ احتلام یعنی سوکر اٹھی اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے، اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔

☆ اگر یقین ہے کہ یہ منی نہیں، بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ خواب یاد ہو اور انزال (منی نکلنے) کی لذت خیال میں ہو، غسل واجب نہیں۔

☆ اگر خواب یاد ہے، مگر منی کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں تو غسل واجب نہیں۔

☆ جب تک منی فرج داخل سے نہ نکلے، غسل واجب نہیں۔

(۳) دخول۔

☆ مرد کے عضو تناسل کے سرے کا عورت کے آگے یا پیچھے کے مقام میں داخل ہونے سے دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا۔ چاہے شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے اور انزال

ہو یا نہ ہو۔

☆ کسی عورت نے اپنی شرم گاہ میں انگلی داخل کیا یا جانور کا عضوتناسل یا ربڑ یا مٹی وغیرہ کی کوئی چیز عضوتناسل کی طرح بنا کر داخل کیا، تو اگر چہ یہ کام برے ہیں، مگر جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں۔

☆ جماع کے بعد عورت نے غسل کیا پھر اس کی شرم گاہ سے مرد کی بقیہ منی نکلی تو اس سے غسل واجب نہ ہوگا، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ منی نکلنے، احتلام ہونے اور حشفہ کے غائب ہونے کی وجہ سے جس پر غسل فرض ہوتا ہے، اس کو جُنُبی کہتے ہیں اور ان اسباب کو جَنَابت کہتے ہیں۔

(۴) حیض سے فارغ ہونا۔

(۵) نفاس کا ختم ہونا۔

☆ حیض اور نفاس کے ختم ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

☆ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون ہر مہینہ عادی طور پر نکلتا ہے، اس کو حَیض کہتے ہیں۔ اس کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

☆ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون نکلتا ہے، اس کو نفاس کہتے ہیں، اس کی اَقلِّ مدت کچھ بھی نہیں اور اکثر مُدت چالیس دن ہے۔

☆ بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ آیا، تب بھی غسل واجب ہے۔

☆ جس پر غسل واجب ہے اسے نہانے میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جنبی ہو، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

☆ غسل فرض تھا اور اتنی تاخیر کر چکی کہ نماز کا آخری وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گی تو گنہ گار ہوگی۔

غسل کب سنت، کب مستحب

☆ جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے۔

☆ وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے لیے، حرم شریف کی حاضری کے لیے، مسجد نبوی شریف کی حاضری کے لیے، طواف، منٰی میں داخل ہونے کے لیے، جمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن، شبِ برأت، شبِ قدر اور عرفہ کی رات، مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے، مُردہ نہلانے کے بعد، مجنون کو جُنون سے اِفاقہ کے بعد، غشی سے افاقہ کے بعد، نشہ ختم ہونے کے بعد، گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیے، سفر سے واپس لوٹنے کے بعد، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ ہے تو ان سب صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کے متفرق مسائل

☆ کوئی عورت مجامعت کے بعد کھانا کھانا چاہتی ہے، تو وضو کر لے یا ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے۔ اگر ایسے ہی کھا پی لیا تب بھی کوئی گناہ نہیں، مگر مکروہ ہے اور محتاجی کا باعث ہے۔

☆ رمضان میں اگر رات کو جنبی ہو، تو بہتر یہی ہے کہ طلوع فجر سے پہلے نہا لے۔ اگر نہ نہائی تب بھی روزہ میں کوئی نقصان نہیں، مگر مناسب یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے غرغرہ کر لے اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھالے کہ یہ دونوں کام روزے میں نہ ہو سکیں گے۔

چند اہم مسائل

☆ جس کو نہانے کی ضرورت ہو، اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگر چہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا ایسی تعویذ یا انگوٹھی چھونا جس پر قرآن مقدس کی آیت لکھی ہو، جیسے حروف مقطعات کی انگوٹھی، یہ ساری باتیں حرام ہیں۔

☆ اگر قرآنِ عظیم جزدان میں ہو، تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں۔ اسی طرح رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا، جونہ اپنا تابع ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے۔

☆ کرتے کی آستین، دوپٹے کا آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے، تو دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں، جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

☆ بے وضو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو، اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔

☆ بے غسل یا بے وضو فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر کسی کپڑے سے چھوا، اگر چہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حرج نہیں، مگر جس جگہ آیت لکھی ہو، وہاں ہاتھ لگانا حرام ہے۔

☆ بے وضو اور جنابت کی حالت میں درود شریف اور دعائیں پڑھنے میں یا اذان کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ دوم)

☆☆☆

چھٹی فصل

تیمم کا بیان

اسلام وہ دین ہے، جو اپنے ماننے والوں پر اسی قدر بوجھ ڈالتا ہے، جس قدر برداشت کرنے کی ان میں طاقت ہوتی ہے۔ خود اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا . (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت کے مطابق ہی مکلّف فرماتا ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۶)

کبھی کبھی ایسے حالات درپیش ہوتے ہیں، جن میں وضو یا غسل کرنا دشوار ہوتا ہے، کبھی پانی نہ ملنے کی وجہ سے، کبھی بیماری کے بڑھ جانے کے خوف سے، تو کبھی ہلاکت کے خوف کی بنیاد پر۔ ایسی صورتوں میں شریعت نے تیمّم کی راہ رکھی ہے کہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لیا جائے۔ یہ وضو اور غسل کے قائم مقام ہو جائے گا۔ تیمّم کے تعلق سے اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ. مَايُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ.

(ترجمہ) اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو یا تم میں کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے

صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا، تو پاک مٹی سے تیمّم کرو، تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے، ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

(سورۂ مائدہ، آیت:۶)

تیمم کب مشروع ہوا؟

سن ۵/ہجری میں غزوہ بنی مُصْطَلَق ہوا، اس سے واپسی میں جب لشکرِ اسلام نے رات کو ایک جنگل میں پڑاؤ ڈالا، جہاں پانی نہ تھا اور صبح وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا، وہاں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہوگیا، اس کی تلاش کے لیے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اقامت فرمائی۔ صبح ہوئی تو پانی نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمّم نازل فرمائی۔ اس پر حضرت اُسَیْدْ بن حُضَیْر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے آلِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے، تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے۔ پھر اونٹ اٹھایا گیا، تو اس کے نیچے ہار ملا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ذیل سورۂ نسا آیت:۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت پر بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کے تعلق سے بتا دیتے۔ انہیں اس بات کو ذہن نشیں کر لینا چاہیے کہ یہاں پر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اختیار فرمانا متعدد حکمتوں کا باعث ہے، انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے تیمّم کا حکم بھی نازل فرمایا ہے۔

امت محمدیہ کی فضیلت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ: جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلٰئِكَةِ، وَ جُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا، اِذَا

لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، ہمیں تین باتوں میں (دوسری امتوں کے) لوگوں پر فضیلت ملی ہے (۱) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کی طرح کی گئیں۔ (۲) ہمارے لیے پوری روئے زمین مسجد بنادی گئی۔ (۳) جب ہم پانی نہ پائیں اس وقت زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنادی گئی۔ (مسلم شریف، حصہ اول ص:۳۷۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت سے پتہ چلا کہ تیمّم اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اور اللہ عزوجل کا اس امت پر یہ غایت کرم ہے کہ اس نے اس امت کے لیے تیمّم مشروع فرمادیا ہے۔

تَیمُّم کے فرائض

تیمّم میں تین باتیں فرض ہیں:

(۱) نیت کرنا۔

(۲) پورے منھ پر ہاتھ پھیرنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

☆ اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اس کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

تیمم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دِل میں تیمّم کی نیت کریں، یا زبان سے اس طرح کہیں: نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى. (میں نے اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے تیمّم کی نیت کی) پھر بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کرکے زمین پر ماریں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں، پھر اس سے سارے منھ کا مسح کریں، پھر دوبارہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے کہنیوں سمیت ملیں۔ مسح میں اس بات کا خیال ہو کہ ہاتھ کے ہر حصے پر دوسرا ہاتھ پھر جائے،

حتی کہ انگلیوں کا خلال بھی کریں۔ تیمّم کا یہی طریقہ وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

(قانونِ شریعت)

نَواقضِ تیمم

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے، ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز پانی پر قدرت ہو جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم)

کن چیزوں سے تیمم جائز اور کن چیزوں سے ناجائز ہے

☆ پاک مٹی، پتھر، ریت، مُلتانی مٹی، گیرو، کچی یا پکی اینٹ، مٹی کی دیوار، پتھر کی دیوار، اینٹ کی دیوار، چونے کی دیوار سے تیمّم کرنا جائز ہے۔

☆ سونا، چاندی، تانبا، پیتل، لوہا، لکڑی، المونیم، جستہ، کپڑا، راکھ اور ہر قسم کے غلے اور اناج سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔

☆ جو چیزیں آگ میں پگھل جاتی ہیں یا جل کر راکھ ہو جاتی ہیں، ان چیزوں سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔

☆ جن چیزوں سے تیمّم جائز نہیں، ان پر گرد جم گئی ہو، تو اس گرد سے تیمّم جائز ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ دوم)

تیمم کب جائز ہے

☆ جب پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔

☆ ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور گرم پانی میسر نہ ہو سکے، تو تیمّم جائز ہے۔

☆ ایسی جگہ موجود ہے جہاں سے چاروں طرف ڈیڑھ ڈیڑھ کلومیٹر تک پانی کا پتہ نہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔

☆ سردی اتنی سخت ہو کہ پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا مر جانے کا قوی اندیشہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔

☆ کنواں موجود ہے، مگر پانی نکالنے کے لیے ڈول یا رسی موجود نہیں، تو تیمّم جائز ہے۔

☆ اگر غسل کی حاجت ہے اور ایسے وقت میں آنکھ کھلی کہ صرف وضو کر کے نماز پڑھنا ممکن ہے، تو جسم پر اگر کہیں نجاست لگی ہو، تو دور کریں اور وضو کر کے نماز پڑھیں پھر غسل کے بعد نماز دوبارہ پڑھیں۔ (بہارِ شریعت حصہ دوم)

متفرق مسائل

☆ تیمّم کا جو طریقہ اوپر بیان ہوا، وہی طریقہ وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

☆ اگر وضو اور غسل دونوں کے لیے تیمّم کرنا ہو، تو ایک ہی تیمّم دونوں کے لیے کافی ہوگا، دونوں کے لیے الگ الگ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ دوم)

☆☆☆

چوتھا حصہ

عبادات

عبادت کوئی بھی ہو، اگر اس کے تقاضوں کے مطابق اسے ادا نہ کیا جائے تو اس کے اصل فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ اسی لیے اگلے صفحات میں عبادات کے فضائل و مسائل بیان کیے جا رہے ہیں۔

پہلا باب

نماز کے فضائل و مسائل

نماز سب سے اہم عبادت ہے اور ایمان لانے کے بعد مؤمنین ومؤمنات پر سب سے عظیم فریضہ ہے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے، انہیں شرائطِ نماز کہتے ہیں۔ نماز کے لیے چھ باتیں شرط ہیں (۱) طہارت (۲) ستر عورت (۳) وقت (۴) استقبال قبلہ (۵) نیت (۶) تکبیر تحریمہ۔ اسی طرح نماز کی ادائیگی کے لیے چند باتوں کا ہونا ضروری ہے، انہیں فرائض یا ارکان کہتے ہیں۔ نماز میں سات چیزیں فرض ہیں (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجود (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) خروج بِصُنعِہٖ۔ اگلے صفحات میں ہم سب سے پہلے نماز کے فضائل اور نماز ترک کرنے پر قرآن وحدیث میں وارد وعیدیں، پھر اس کے بعد نماز کے مسائل اور نماز پڑھنے کی ترکیب ذکر کریں گے۔

پہلی فصل

نماز کے فضائل

اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مومنہ پر سب سے اہم فریضہ نماز کی ادائیگی ہے۔ چنانچہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور حجِ بیت اللہ کرنا۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۵)

سب سے پہلے نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وہ ارشادات ملاحظہ کریں جن کو پڑھ کر ہمارے دلوں میں نماز کی عظمت و محبت اور اس کی ادائیگی کا جذبہ پیدا ہو۔ قرآنِ مقدس میں جا بجا نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۚ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

(ترجمہ) وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بن دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۲-۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! قرآنِ مقدس جو پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے، اسی قرآنِ مقدس نے پرہیزگاروں کی صفات بھی بیان فرمائی ہیں، جن میں سے سب سے اہم صفت نماز قائم کرنا ہے۔ یاد رکھیں کہ نماز افضل العبادات ہے اور کوئی چاہے کتنا ہی پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، اگر وہ نماز کا پابند نہیں تو وہ ہرگز ہرگز متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ جتنے بھی انبیاے کرام علیہم السلام اور اولیاے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان تشریف لائے، سب نماز کے پابند رہے اور نماز کی دعوت بھی دیتے رہے۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس کی دوسری آیتوں سے واضح ہے۔ آج نماز کے معاملے میں خواتین انتہائی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتی ہیں، جب کہ اگر ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں، تو پتہ چلے گا کہ نماز کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا کیا انعام ہیں اور نماز کے چھوڑ دینے پر کیسی سخت سزائیں ہیں؟

حضرت ابراهیم علیہ السلا م کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور اپنی ذریت کے واسطے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان الفاظ میں دعا فرمائی: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ. (ترجمہ) اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے۔ (سورۂ ابراہیم، آیت:۴۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ آیتِ کریمہ سے سبق ملتا ہے کہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے نماز کے قائم رکھنے کی دعا کرتے تھے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو معمارِ کعبہ ہیں اور خلیل اللہ بھی ہیں اور حج جیسے اہم فرض کی ادائیگی میں مرکزی کردار کے مالک ہیں، وہ نماز کے ادا کرنے سے متعلق صرف دعا ہی نہیں کرتے، بلکہ اس کی قبولیت کی بھی دعا کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضرتِ خلیل علیہ السلام کی نگاہ میں نماز کی اہمیت کیا تھی؟ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے لیے اور اپنی

اولاد کے لیے صرف دنیوی فوائد اور عیش و عشرت ہی کی دعا کرتی ہیں۔ کاش! ہم انبیائے کرام کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز قائم کرنے کی جدوجُہد کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی نمازوں کا پابند بناتیں۔

باپ کی بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان حکیم نے اپنے صاحب زادے کو جو نصیحت کی تھی، اللہ عزوجل نے اسے قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان فرمایا: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ. اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔ (سورۂ لقمان، آیت:۱۷)

حضرت لقمان جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، جن کے اقوال حکمت و دانائی سے بھرے ہوئے ہیں، انہیں کا ایک قول اللہ رب العزت نے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا۔ وہ قول کیا ہے؟ یہی کہ اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ والدین کو اپنی اولاد کے لیے دنیوی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ دینی امور کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم خود بھی نماز کی پابند رہیں گی اور اپنی اولاد کو بھی پابندِ نماز بنانے کی کوشش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہماری اولاد کو اور تمام اہلِ خانہ کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ

خالقِ کائنات نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ. بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت:۱۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یوں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کا ذریعہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ

ہے۔ بندہ جس طرف نگاہ ڈالے اسی کی جلوہ گری ہے۔ اس کی بے شمار نعمتیں ہیں، جن کو دیکھ کر بندہ خدا کو یاد کر سکتا ہے۔ لیکن غور فرمایئے کہ مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے اپنی یاد کے لیے نماز کا حکم دیا۔ کیوں کہ نماز کی حالت میں انسان کا پورا وجود خالقِ کائنات کے سامنے جھکا ہوتا ہے۔ اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہوتی ہے، اس کی نگاہ سجدے کی جگہ پر ہوتی ہے اور دل انوار وتجلیاتِ ربّانی کا مرکز بن جاتا ہے۔ ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر انسان صرف اپنے خالق کا نیاز مند بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر حال میں نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صاحب اقتدار کی ذمے داری

اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم میں بندوں کی ذمے داریاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں، تو نماز برپا رکھیں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔ (سورۂ حج، آیت:۴۱)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اربابِ اقتدار کی ذمے داریوں کو بیان فرمایا ہے کہ صاحب اقتدار کی سب سے اہم ذمے داری یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اقامتِ صلوٰۃ کا نظام قائم کریں۔ اس لیے کہ نماز ایسی عبادت ہے، جس میں ہر قسم کی تربیت موجود ہے۔ وقت کی پابندی، صف بندی، صفائی، اتباع اور پیروی وغیرہ۔ نماز کے ذریعہ جہاں روحانی سکون ملتا ہے، وہیں اس کے ذریعہ اچھی ورزش بھی ہوجاتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں اقامتِ صلوۃ کا جذبہ پیدا فرمائے۔

نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے

ربِ قدیر نے ایک اور مقام پر نماز کے فوائد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ ۔ اور نماز قائم فرماؤ، بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (سورۂ عنکبوت، آیت: ۴۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت میں موجودہ دور کی پریشانیوں کا حل موجود ہے۔ اس لیے کہ آج ہر صاحب ایمان کو اس بات کی فکر ہے کہ بے حیائی اور برائیوں کے سیلاب سے کیسے بچا اور دوسروں کو کیسے بچایا جائے۔ ربِّ قدیر نے ہمیں دن و رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا، نماز ادا کرنے والی بندی دن میں پانچ وقت اپنے بدن سے لے کر کپڑوں تک کی پاکیزگی کا خیال رکھتی ہے۔ ایک نمازی خاتون دن میں پانچ مرتبہ اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتی ہے اور اسے یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ اگر میں اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کروں گی تو ربِّ قدیر کی بارگاہ میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گی؟ بس اسی زندہ احساس کی یہ دولت وہ نمازی خاتون بہت سے گناہوں، بے حیائی کے کاموں اور اپنے مولیٰ کی ناراضگی سے بچ جاتی ہے۔

احادیث میں نماز کی اہمیت

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے قرآنِ مقدس کی چند آیات سے نماز کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ بخوبی لگا لیا ہوگا اور اب رسول گرامی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کو پڑھیں اور نماز کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

جنتی ہونے کی بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک اَعرابی (دیہاتی) آیا، اس نے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے

کرلوں، جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھ اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، نہ میں اس (عمل) پر کچھ زیادتی کروں گا، نہ اس سے کچھ کم کروں گا۔ جب واپس ہوا، تو نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے، وہ اس (اعرابی) کو دیکھ لے۔

(بخاری شریف، حصہ دوم، ص: ۱۰۵)

مذکورہ حدیث شریف میں کئی اعمال کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ایک سب سے اہم اور افضل عمل نماز ہے۔ نماز قائم کرنے والا اتنا عظیم ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جنتی فرمایا ہے۔ جس کسی کو خواہشِ جنت ہو اسے چاہیے کہ وہ نماز کی پابندی کرے، اپنے آپ کو ترکِ نماز سے بچائے، روزوں کی پابند بنے، زکوٰۃ فرض ہو تو اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ ان شاء اللہ ان اعمال کی پابند خاتون دنیا ہی میں جنت کی بشارت کی مستحق بن جائے گی۔

نماز اور گناہوں کی مغفرت

حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: مجھ سے ایک شخص نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے، حق تعالیٰ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کی آنکھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب معاف فرما دیتا ہے۔ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے فرمایا بخدا میں نے یہ مضمون نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کئی دفعہ سنا ہے۔

(الترغیب والترہیب، حصہ اول، ص:۱۴۵، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم انسان ہیں اور ہم سے گناہ ہونا ممکن ہے اور آج کے اس پرفتن ماحول میں گناہوں کا سیلاب پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، جہاں راہ چلنے سے لے کر کسی قسم کی تقریب میں شریک ہونے تک آوارگی، بدتمیزی، بے حیائی سب کچھ موجود ہے، ایسے میں دامن کو گناہ سے بچانا نہایت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور اپنے بندوں کی کمزوری کو جانتا ہے۔ لہٰذا فرمایا: دن میں پانچ مرتبہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ میں کریم ہوں۔ تم عاجزی کے ساتھ آدابِ بندگی بجالاؤ، میں طاقت والا رب ہوں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے مدینہ کے کنارے ایک عورت کو گلے لگا لیا اور صحبت کی حد تک نہیں پہنچا۔ میں حاضر ہوں، میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی، تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا، وہ شخص کھڑا ہو کر چل دیا، اس کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ایک آدمی کو بھیج کر اس کو بلایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ o (ترجمہ) نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں۔ یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں۔ یہ ماننے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ (سورۂ ہود، آیت:۱۱۴)

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کیا یہ اسی کے لیے

ہے؟ فرمایا: سارے لوگوں کے لیے ہے۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۱۱۶)

پتہ چلا کہ نماز کے صدقے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن آج نماز کے حوالے سے اس امت کا حال دیکھا جائے تو (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ) بے پناہ سستی۔ خدارا نماز کے حوالے سے سستی نہ کریں، بلکہ بھرپور چستی کا مظاہرہ کریں اور نماز کے ذریعہ اپنے گناہوں کو مٹاتی رہیں۔

ایک اور روایت میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے، تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! اٹھو اور جہنم کی اُس آگ کو بجھاؤ جس کو تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ (دین دار لوگ) اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے صبح سے ظہر تک کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح عصر کے وقت، پھر مغرب اور عشا کے وقت (غرض کہ ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشا کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس کے بعد بعض لوگ برائیوں (زنا کاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز، وظیفہ، ذکر وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دہم، ص:۱۴۱، مکتبۃ ابن تیمیۃ، قاہرہ)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خدارا! اپنے رب کی بارگاہ میں سر جھکانے میں کوتاہی نہ کرو۔ پابندی سے نماز پڑھو، ضرور اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم جل جلالہ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرشتوں کا خیر مقدم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں رات اور دن کو فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں

جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری ہوتی ہے، ان سے ان کا رب پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے) تم نے میرے بندوں کو کس طرح چھوڑا ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۱۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہونے کا وقت فجر اور عصر کا وقت ہے۔ اگر کوئی بندی فجر اور عصر کی نماز ادا کرے تو معصوم فرشتے رب کے حضور اس بندی کا ذکر نمازی کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی بندی کے سر بہ سجود ہونے کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے اور جب وہ خوش ہو جائے تو یقیناً اپنی رحمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ فجر اور عصر کا وقت نہایت ہی اہم ہے، فجر کے وقت نیند کا غلبہ اور عصر کے وقت دیگر مصروفیات ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے نماز چھوٹنے کا خدشہ رہتا ہے، لیکن اگر کوئی بندی نماز ادا کر لیتی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

گناہ جھڑتے ہیں

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے، جب کہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے، آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا، ان سے پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے کہا: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ. مسلمان بندہ اگر نماز پڑھتا ہے اور اس سے اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو جس طرح اس درخت سے پتے گر رہے ہیں، اسی طرح اس سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف، حصہ اول، ص:۱۸۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی بہترین مثال بیان فرمائی کہ اگر کوئی حساس ہے، جسے دل میں گناہوں کی خلش محسوس ہوتی ہے، اسے تسلی دی جا رہی ہے کہ تم پنج وقتہ نماز کی پابندی کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو اس طرح مٹا دے گا، جس طرح درخت کی شاخوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اقامت صلوٰۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازی کے لیے نماز کی دعا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑا ہوا اور رکوع، سجود اور قراءت صحیح طور پر کیا تو نماز کہتی ہے اللہ تیری حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی۔ پھر آسمانوں تک جاتی ہے اور اس کے لیے روشنی اور نور ہوتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہاں تک وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچ کر صاحب نماز کی شفاعت کرتی ہے۔ لیکن جب وہ نماز پڑھنے والا رکوع، سجود اور قراءت صحیح سے نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جیسے تو نے مجھے برباد کیا پھر آسمان تک جاتی ہے تو آسمان کا دروازہ اس کے لیے بند کر دیا جاتا ہے اور بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۵۰۱، ناشر مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ نماز کو صحیح ڈھنگ سے پڑھنے کی کیا فضیلت ہے اور نماز کو سستی اور کاہلی کے ساتھ ادا کرنے کا کیا نقصان ہے۔ بہت ساری خواتین ایسی ہیں جو نماز تو پڑھتی ہیں لیکن تھوڑا سا وقت بچانے کے لیے یا کاہلی کی وجہ سے صحیح طور پر وضو نہیں کرتیں یا نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا نہیں کرتیں۔ جب ہمیں نماز پڑھنا ہی ہے تو کیوں نہ صحیح طور پر پڑھیں تاکہ ہم نماز کے فضائل و برکات سے

بہرہ ور ہو جائیں۔ یاد رکھیں! اگر ہم نے نماز کے لیے صحیح طور پر وضو نہیں کیا یا نماز کے ارکان کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا تو وہ نماز اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگی اور قیامت کے دن ہمارے منہ پر ماردی جائے گی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ نماز کے سارے ارکان بالکل چستی کے ساتھ خوش دلی سے ادا کریں۔

آپ نے نماز کے فضائل ملاحظہ فرمایا جس سے نماز کی اہمیت آپ پر واضح ہوگئی۔ مجھے امید ہے کہ آج سے آپ پختہ عزم کریں گی کہ آپ سے کسی بھی حال میں نماز نہیں چھوٹے گی۔ یقین جانیں نماز کی پابندی میں بے شمار فضائل وفوائد موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں نماز کی مکمل پابندی کرنے اور نماز کے سارے ارکان اچھی طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆

دوسری فصل

ترک نماز پر وعیدیں

نماز کی ادائیگی یقیناً بے شمار فضائل وفوائد کی باعث ہے، لیکن جہاں اس کی ادائیگی میں دینی ودنیوی فوائد وفضائل ہیں، وہیں اس سے غفلت برتنے پر طرح طرح کی وعیدیں بھی قرآن وحدیث میں مروی ہیں۔ اس لیے آئندہ سطور میں قرآن مقدس کی آیات، احادیث مبارکہ اور واقعات کی روشنی میں ترک نماز پر وعیدوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے، تاکہ ہماری جو ماں بہنیں نماز چھوڑنے کی عادی ہیں، اس کے مطالعہ کرنے کے بعد اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کریں اور نمازوں کی پابند ہو جائیں۔

غافل نمازی کے لیے ''ویل'' ہے

اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. تو ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

(سورۂ ماعون، آیت: ۴-۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! منافقین، جنھوں نے بہ ظاہر تو اپنے آپ کو مسلمانوں کے زمرے میں شامل کر رکھا تھا، لیکن ان کے دلوں میں قیامت پر ایمان نہیں تھا، اس لیے نماز کے بارے میں بڑی غفلت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ''سَاهُوْنَ'' ''غَافِلُوْنَ'' کے معنی میں ہے، یعنی نماز کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی، نماز ادا ہوگئی تو ہوگئی، نہ ہوئی تو انہیں

ذرا بھی دکھ نہیں۔ اگر نماز پڑھتے تو کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہوتے اور اگر نہیں پڑھتے تو کسی عذاب کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اگر لوگوں میں گھر گئے تو نماز پڑھ لی، تنہا ہوئے، تو ہضم کر گئے۔ یا نماز پڑھتے تو ہیں، لیکن صحیح وقت پر ادا نہیں کرتے۔ یونہی بیٹھے گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور جب وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا، تو تیزی سے اٹھتے اور تین چار ٹھونگ مار کر فارغ ہو جاتے یا نماز میں جس خشوع، خضوع کی ضرورت ہے، اس کی انہیں ہوا تک نہیں لگی ہوتی، عبادت وذکر الٰہی کی لذت سے کبھی سرشار نہیں ہوتے۔

یہ سب غفلت کی قسمیں ہیں، سچی مومنہ کو چاہیے کہ ان تمام باتوں سے پرہیز کی پوری پوری کوشش کرے۔ حضرت عطا نے بڑی پیاری بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَالَ عَنْ صَلَاتِهِمْ وَلَمْ یَقُلْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ ۔یعنی اللہ کا شکر ہے کہ عن صلوتھم فرمایا فِیْ صَلٰوتِهِمْ نہیں فرمایا، کیوں کہ اس صورت میں معنٰی یہ ہوتا کہ ویل ہے ان کے لیے جو نماز میں سہو کرتے ہیں، پھر شاید ہی کوئی نمازی اس ویل سے محفوظ رہتا، کیوں کہ ہر مسلمان کو اثنائے نماز میں سہو ونسیان سے کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، حصہ بستم، ص:۲۱۲)

لیکن صاحب روح البیان اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز کو ترک کرتے ہیں سہو سے اور اس کی طرف قلت التفات سے اور یہ منافقین کا یا فاسقین کا کام ہے، یہی عَنْ کا مطلب ہے۔

(تفسیر روح البیان، حصہ دہم، ص:۵۲۲)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز میں سستی کرنے والوں کے لیے ویل ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نمازوں میں سستی کرتے اور وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔

آپ اندازہ لگائیں کہ جب نماز میں سستی کرنے کی بنیاد پر اتنا سخت عذاب ہے، تو جو خواتین نماز سرے سے پڑھتی ہی نہیں، ان کے لیے کس قدر دردناک عذاب ہوگا۔

جھنم میں لے جانے والا عمل

جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں پہنچ جائیں گے، اس وقت جنتی جہنمیوں سے جہنم میں جانے کے اسباب پوچھیں گے۔ اس گفتگو کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ان الفاظ میں بیان فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ o اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ o فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَ لُوْنَ o عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ o مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ o قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ o وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ o وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ o وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ o

(ترجمہ) ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے، مگر داہنی طرف والے، باغوں میں پوچھتے ہیں، مجرموں سے، تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ (سورۂ مدثر، آیت:۴۲)

ان آیتوں کی تفسیر میں صاحب ضیاء القرآن حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اہل جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم کی پاداش میں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا گیا؟ وہ جواب دیں گے: ہمارے دو قصور تھے، جن کی ہم یہ سزا بھگت رہے ہیں (جن میں سے ایک یہ ہے) کہ اپنے ربّ کریم کو سجدہ نہیں کرتے تھے، اکڑے اکڑے رہتے تھے، کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ جس کریم کے کرم کے صدقے یہ زندگی عزت وآرام سے گزر رہی ہے اسے سجدہ بھی کرنا چاہیے، اس کی عبادت بھی ضروری ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد پنجم، ص:۴۲۴-۴۲۵، ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

تارکین صلوٰۃ کے لیے غَیٌ ہے

رب قدیر کا فرمان عالی شان ہے: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ (ترجمہ) تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے، جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے، عن قریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ (سورۂ مریم:۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر لحظہ جلال خداوندی سے ترساں اور لرزاں رہتے اور آنکھیں اشک فشاں رہتیں، لیکن ان کے بعد بعض جانشین ایسے بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اسلاف کرام کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا، مستحبات و مندوبات کی پابندی تو کجا! نماز جیسے فرض کو بھی انہوں نے پسِ پشت ڈال دیا یا تو سرے سے اس کی فرضیت ہی کے قائل نہ رہے یا فرضیت کا انکار تو نہیں کیا، لیکن اسے ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کی یا اسے ادا تو کیا، لیکن اس کے آداب و شرائط کو نظر انداز کر دیا اور ارشاداتِ الٰہیہ کی بجا آوری کی جگہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔ وہ یاد رکھیں انہیں اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا (۱) نماز کو ضائع کیا۔ یعنی ترکِ صلوٰۃ اور بے رغبتی سے فاسق ہوئے، یا بے وقت اور غلط پڑھ کر فاجر ہوئے، یا نماز تو صحیح پڑھی مگر غیبت، چغلی، حسد و بغض کر کے اپنے نامہ اعمال سے نیکیاں برباد کر کے خاسر ہوئے یہ تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ضائع کرنے کا معنیٰ یہ نہیں کہ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں، بلکہ یہ کہ اس کو موخر کر کے پڑھتے ہیں۔

(۲) دوسری چیز جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ خواہشات نفسانی میں

پڑ گئے۔ سب سے بڑی خواہش نفس کفر و شرک ہے۔

(۳) تیسری چیز جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ یہ ہے کہ غیّ میں ڈالے جائیں گے۔ ایسوں کے لیے دنیا میں بھی غی ہے اور آخرت میں بھی، دنیوی غی ذلّت، خسارہ اور شر ہے۔ اُخروِی غی، جہنم کی ایک سب سے نیچے والی وادی ہے، جس کے سخت عذاب سے دوزخ کے دوسرے طبقے خود پناہ مانگتے ہیں یا جہنم کا ایک کنواں جو بہت گہرا ہے یا جہنم کی ایک بڑی نالی جس میں جہنمیوں کی پیپ و خون، بول و براز اور اس کی بدبو کا عذاب ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ عذاب اس کے لیے ہے، جو توبہ کیے بغیر مر جائے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنی بھیانک وادی غی ہے؟ کیا ہم میں سے کسی کے اندر اس کے عذاب کے برداشت کرنے کی طاقت ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، تو ہمیں چاہیے کہ نماز ضائع کرنے اور خواہشات کی پیروی کے جرم سے اپنے آپ کو ہر حال میں بچائیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمین و مسلمات کو نمازوں کی محافظت اور خواہشات کی پیروی سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

احادیث میں ترکِ نماز پر وعیدیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهٖ، فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَ اَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ (ترجمہ) سب سے پہلی چیز جس کا بندے سے حساب ہوگا، وہ نماز ہے۔ اگر وہ درست رہی تو اس نے نجات پائی اور اگر اس میں کمی رہی تو وہ خائب و خاسر ہوا۔ (نسائی شریف، حصہ اول، ص:۲۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ربِّ قدیر جل جلالہ ہی ہمیں رزق دیتا ہے۔ اسی نے ہمیں زندگی عطا فرمائی اور اسی نے ہم کو دن اور رات میں پانچ مرتبہ نماز کی ادائیگی کا حکم بھی

دیا۔اب اگر کوئی اس کا رزق کھا کر اس کی عطا کردہ زندگی سے بھرپور لطف اندوز ہو کر بھی اس کی بارگاہ میں سر نہ جھکائے، تو وہ کتنی بڑی احسان فراموش کہلائے گی۔ اس لیے یاد دہانی کرائی جارہی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔لہٰذا ہم سب کو نماز کی پابندی کرنی چاہیے، تاکہ کل بہ روز قیامت شرمندگی سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل ہو سکے۔ یاد رکھیں! اگر ہم نے پہلے سوال کا جواب صحیح دیا، تو امید ہے کہ دوسرے سوالات کے جواب بھی آسان ہو جائیں گے اور اگر پہلے سوال ہی کے جواب میں کمی واقع ہوگئی تو پھر اگلے سوالات کے جوابات کا کیا ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:**اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ.** نماز دین کا ستون ہے،جس نے اس کو ترک کیا اس نے دین کو مسمار کیا۔

(التفسیر المنیر للزحیلی،جلد ہفتم،ص:۲۹۴،ناشر دار الفکر المعاصر، دمشق)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہمارے بچے کسی قیمتی چیز کو توڑ دیں تو ہم کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہیں اور ان پر ناراضگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے ان کو زدوکوب کرنے لگتی ہیں۔ اپنے گھر کی قیمتی چیزوں کا تو ہمیں احساس ہے، مگر دین جو سب سے قیمتی چیز ہے، اس کا ہمیں احساس نہیں۔آج ہمارے گھر کا ہر فرد (اِلّا ماشاء اللہ!) دن اور رات میں پانچ مرتبہ دین کو مسمار کر رہا ہے، لیکن ہم اس پر برہم نہیں ہوتی ہیں، کیوں کہ خود ہم بھی اس جرم میں مبتلا ہیں۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا اور تارکینِ نماز کو دین ڈھانے والا فرمایا۔کوئی مسلمان خاتون کبھی یہ نہیں چاہے گی کہ اس کی ذات سے دین ڈھانے کا جرم سرزد ہو، لہٰذا نماز کی پابندی کر کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

فرعون و ہامان کے ساتھ حشر

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز پنج گانہ کی ان کے متعین اوقات میں طہارتِ کاملہ کے ساتھ پابندی کی، اس کے لیے قیامت میں نور اور حجت ہوگی اور جس نے نمازیں ضائع کیں، اس کا حشر فرعون وہامان کے ساتھ ہوگا۔

(ابن حبان، حصہ چہارم، ص:۳۲۹، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ نماز کی حفاظت کرنے والے کے لیے نور ہوگا، یعنی قبر کی تاریک وادی اور پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، جس پر سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا، ایسے موقع پر نماز نور اور روشنی کا کام دے گی اور یہ نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نمازی کے عابد، ساجد، اور مومن ہونے کی دلیل ہوگی اور اللہ نہ کرے کہ کوئی مسلمان خاتون بے نمازی ہو، تو اس کو مولیٰ تعالیٰ ان بدبختوں کے ساتھ رکھے گا، جو اس کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ ان بدنصیبوں کا جرم یہ تھا کہ تکبر کی وجہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سر نہ جھکاتے تھے اور خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) اب آپ ہمیں بتائیں کیا کوئی مسلمان خاتون یہ پسند کرے گی کہ اس کا حشر فرعون وہامان جیسے دشمنانِ خدا کے ساتھ ہو؟ اگر نہیں تو آؤ آج ہی ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرلیں کہ آج سے ہماری کوئی نماز نہیں چھوٹے گی۔

ذمۂ خدا و رسول سے محروم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَا تَتْرُکِ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا، فَاِنَّہٗ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ.** جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو، اس لیے کہ جس نے جان

بوجھ کر نماز چھوڑ دیا، اللہ کے ذمہ سے نکل گیا۔
(المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ہشتم ص:۵۸، ناشر دار الحرمین، القاہرہ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ نے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت عالم بنا کر دنیا میں بھیجا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کسی کی مصیبت کے مُداوا بن کر تشریف لائے۔ چرند و پرند سے لے کر شجر و حجر سب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے سہارے جی رہے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ جو رسول دونوں جہاں کی ضرورت بن کر آئے۔ اگر آپ نے کسی کے اوپر سے دست کرم کھینچ لیا، تو پھر اس پر کون کرم کرے گا؟ خود خدائے تعالیٰ بھی اس پر کرم کی نظر نہیں فرمائے گا، جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نظر پھیر لیں گے۔

لہٰذا نماز کو ترک کرنے سے گریز کریں، تاکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ بھی ملے اور آپ کے ذمہ کرم پر دونوں جہاں میں اطمینان سے رہ سکیں۔

اعمال مردود ہوجائیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی۔ اگر وہ پوری ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے تمام اعمال قبول کرلیے جائیں گے اور اگر وہ ناقص ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے سارے اعمال رد کردیے جائیں گے۔ (نسائی شریف، حصہ اول، ص:۲۳۳)

مذکورہ حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ بہت سارے نفلی اعمال میں ہم بہت ہی چستی کا مظاہرہ کرتی ہیں، مگر نماز کے معاملہ میں بے پناہ سستی کرتی ہیں۔ کبھی وقت گزار کر ادا کرنا، کبھی لاغر و ناتواں کی طرح ادا کرنا، کبھی نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، کبھی بڑی ہی تیزی کے ساتھ پڑھ لینا وغیرہ ہماری عادتوں میں سے ہے۔

یاد رکھیں! قیامت میں سب سے پہلے نماز کا معاملہ پیش ہوگا اور اس کی درستگی پر دوسرے اعمال مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نماز اچھی طرح ادا کریں، تاکہ قیامت کے دن نماز کی درستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دیگر اعمال بھی قبول فرمالے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح طور پر نماز کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

کفر کے قریب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۳)

اسی طرح حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ. جس شخص نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی، اس نے کفر کیا۔ (مسند بزاز، حصہ دہم، ص:۸۱، ناشر مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ)

فَقَدْ كَفَرَ کا مطلب یہ بتایا گیا کہ وہ کفر کے قریب ہوگیا، کیوں کہ وہ نماز چھوڑ بیٹھا، حالانکہ نماز دین کا ستون ہے اور یقین کی بنیاد ہے۔ فَقَدْ كَفَرَ کا ایک مطلب یہ ہے کہ ''اس نے کافر کا کام کیا'' کیوں کہ کافر بھی نماز نہیں پڑھتا ہے اور اس نے بھی نہ پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی، تو کافروں جیسا کام کیا (مسند بزاز، حصہ دہم، ص:۲۹۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر ہمارے پاس دولت ہو تو ہم اس کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتیں۔ دولت کہاں محفوظ ہوگی، کیسے محفوظ ہوگی، اس میں اضافہ کیسے ہوگا، اس کے سلسلے میں ہمیشہ فکر مند رہتی ہیں لیکن ایمان کے حوالے سے اتنی فکر نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ قرآنِ مقدس اور احادیث مبارکہ میں تحفظ ایمان پر متعدد

ارشادات موجود ہیں۔ حدیث مذکور میں فرمایا گیا کہ جس نے نماز کو قصداً ترک کیا اس نے کفر کیا یعنی اس کا ایمان اب خطرے میں پڑ گیا۔ ترک نماز کی عادت سے اب کفر کے قریب تو پہنچ گیا کہیں اس کا ایمان بھی نہ چلا جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نماز میں چستی اور اس پر مداومت کریں تا کہ ہمارا ایمان محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

قضائے صلوٰۃ پر وعیدیں

اے خاتون جنت کی کنیزو! اب چند روایتیں پیش کی جارہی ہیں جن میں نماز چھوڑنے پر وعیدیں مروی ہیں۔

☆ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ ہو گئے۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۱۵)

☆ ایک روایت میں ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ اگر وہ قضا ہوگئی تو گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال ومتاع سب تباہ ہو گئے اور وہ ہے نماز عصر۔

(نسائی شریف، حصہ اول، ص: ۲۳۸)

☆ جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۱۵)

☆ جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کا گھرانا اور مال ہلاک ہو گیا۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۹۹)

☆ بعض محدثین سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: تم یوں دعا مانگا کرو اے اللہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم نہ بنا پھر فرمایا: جانتے ہو کہ بد بخت ومحروم کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: کون ہوتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم؟ آپ نے فرمایا: جو انسان تارک نماز ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ترکِ نماز پر وعیدیں آپ ملاحظہ کر چکیں۔ آپ اندازہ

لگائیں کہ نمازوں کا چھوڑنا کس قدر برا عمل ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوڑنے والوں کو شقی اور بد بخت فرمایا۔ اس لیے آج ہی عہد کریں کہ آج کے بعد ہماری ایک نماز بھی قضا نہیں ہوگی بلکہ ہم ہر نماز کو اس کے مستحب وقت میں ادا کرنے کی بھر پور کوشش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں شقی اور بد بخت ہونے سے بچائے اور نمازوں کی مکمل پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تارک نماز واقعات کی روشنی میں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز نہ پڑھنے والوں کے منہ کالے کیے جائیں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے، جسے لَمْلَمْ کہا جاتا ہے، جس میں سانپ رہتے ہیں، ہر سانپ اونٹ کی طرح موٹا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے سفر کے برابر لمبا ہوتا ہے، وہ بے نمازی کو ڈسے گا اور اس کے جسم میں ستر سال تک اس کا زہر جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، حصہ اول، ص: ۲۲۷، ناشر دارالفکر)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہمیں معمولی مچھر کا کاٹنا برداشت نہیں ہو پاتا اور ایک مچھر کے کاٹنے پر کس قدر تکلیف ہوتی ہے، اس کا ہمیں بھرپور اندازہ ہے۔ تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے سانپ کے کاٹنے کا عذاب کیسے برداشت ہو سکے گا۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ماننے کا دعوی کرتی ہیں، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں نہیں مانتیں۔ کتنا احسان فرمایا ہے ہم پر تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہمیں قیامت کے ہولناک عذاب سے آگاہ فرما دیا، ورنہ کیسے پتہ چلتا کہ کس گناہ کی کیا سزا ہے؟ اب جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ نماز چھوڑنے کی سزا یہ بھی ہوگی کہ سانپ ڈسے گا اور سانپ کتنا بھیانک ہوگا وہ بھی بتا دیا، تو ہماری ذمے داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو نماز کی پابند بنا کر سانپ وغیرہ کے عذاب سے اپنے کو محفوظ کر لیں۔

قبر میں شعلے

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں قبر میں گرگئی، جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی۔ چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد قبر پر پہنچا اور اسے کھودا تاکہ تھیلی نکال لے، اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین اور روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھا ہے، اس کی ماں رونے لگی اور کہا تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور نمازوں کو تاخیر سے پڑھتی تھی۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۳۹۴-۳۹۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نماز میں سستی کرنے کے سبب قبر میں آگ کے شعلوں کا عذاب دیا جائے گا، جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے پتہ چلا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر ایسی جگہ ہے جہاں کوئی رشتہ دار ہماری مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم نماز کی پابندی بھی کریں اور سستی کے ساتھ اور بے وقت نہ پڑھیں۔

نام جہنم کے دروازے پر

حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے، اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، جس میں اس کا جانا ضروری ہے۔ (حدیث ابی الفضل الزہری، حصہ اول، ص:۴۶۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی کنیز کا نام جہنم کے دروازے پر لکھا ہو! اللہ اکبر، نماز چھوڑنا کتنا بڑا جرم ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تارک نماز سے اس قدر ناراض ہوتا ہے کہ مختلف قسم کے عذاب

میں اسے گرفتار کرتا ہے، انہیں میں سے قبر کا عذاب بھی ہے۔ اور ہم جانتی ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے عذاب کے برداشت کرنے کی قوت ہم میں نہیں، پھر کیوں ایسا کام کریں جس کی وجہ سے بڑے سے بڑے عذاب میں گرفتار کی جائیں۔ لہٰذا آؤ عہد کریں کہ ان شاء اللہ آج کے بعد ترک نماز کے جرم سے پرہیز کریں گی اور پابند صلوٰۃ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سر مونڈنے کا حکم

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عبدالعزیز مصر کے گورنر تھے، انہوں نے اپنے لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے مدینہ میں حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں دے دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز میں تاخیر کر دی تو ان کے استاذ نے ان سے باز پرس کرتے ہوئے پوچھا تم نے آج نماز میں تاخیر کیوں کی؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا، بال سنوار رہا تھا اس لیے ذرا دیر ہوگئی۔ ان کے استاذ نے فرمایا: اچھا اب بالوں کی آرائش میں اتنا شغف ہو گیا ہے کہ اس کو نماز پر ترجیح دی جاتی ہے، اس کے بعد استاذ نے ان کے والد کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ حضرت عبدالعزیز کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسی وقت ایک آدمی کو مصر سے مدینہ روانہ کر دیا، جس نے آکر سب سے پہلے ان کے سر کے بال مونڈے، اس کے بعد بات چیت کی، کیوں کہ ان کے والد کا یہی حکم تھا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! کیا جذبہ تھا اللہ والوں کا کہ نماز میں تاخیر تک کو گوارا نہیں کرتے تھے اور جو چیز نماز میں تاخیر کا سبب بنی اسے ہی تن سے جدا کروا دیا۔ اس سے اولیائے کرام کا شوق نماز اور اولاد کے سلسلے میں تربیت کا جذبہ سمجھ میں آتا ہے۔ ہم ذرا اپنے بارے میں غور کریں کہ کیا ہم میں بھی یہ جذبہ موجود ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ آرام کی وجہ سے

ہو یا فضول گوئی کی وجہ سے یا بننے سنورنے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے، تو بھی پروا نہیں کرتیں اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ۔ مذکورہ واقعے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے اور نماز کے معاملے میں اپنی اولاد کے لیے بھی فکر مند ہونا چاہیے اور ان کی نگرانی کرنی چاہیے۔ اللہ ہم سب کو نماز کے معاملے میں غفلت سے بچائے اور وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیطان دور بھاگے

ایک شخص جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس کے ساتھ شیطان ہو گیا، چنانچہ اس شخص نے نہ تو فجر کی نماز پڑھی، نہ ظہر وعصر کی اور نہ ہی مغرب وعشا کی، رات کو جب سونے کا وقت ہوا تو شیطان نے اس سے کہا کہ میں تم سے دور ہونا چاہتا ہوں، اس نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا: اس لیے کہ میں نے صرف ایک سجدہ نہیں کیا تھا اور وہ بھی آدم علیہ السلام کو اور تو نے دن بھر میں کئی سجدے خدا ہی کو نہ کیے، تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ جب ایک سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مجھ پر لعنت کا عذاب مقرر کر دیا گیا ہے، تو تجھ پر اتنے سجدے چھوڑنے سے خدا جانے کیسا دردناک عذاب نازل ہو، جس میں کہیں میں بھی نہ مارا جاؤں۔

(مکاشفۃ القلوب)

اے خاتون جنت کی کنیزو! شیطان جس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا گیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے رجیم (مردود) کہا وہ بھی تارکین نماز سے دور بھاگتا ہے۔ اب آپ سوچیں کہ بے نمازی کتنا برا انسان ہے کہ شیطان بھی اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا، لہٰذا اپنے دلوں میں سجدوں کی تڑپ پیدا کریں اور نماز میں کوتاہی نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی تکلیفوں میں گرفتار فرمائے گا اور کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ترک نماز کی مصیبت سے بچائے۔

بے نمازی زانی سے بھی بد تر ہے

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے نبی اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیے کہ وہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما لے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا میں نے اس کو قتل کر دیا، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے بد بخت نکل جا، کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں جلا نہ دے۔ چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی، اس وقت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ تم نے گناہوں سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کر دیا ہے؟ کیا تم نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرئیل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس سے برا وہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۳۹۴، ناشر: رضوی کتاب گھر، دہلی)

اے خاتون جنت کی کنیزو! زنا کو ہر معاشرے میں برا عمل سمجھا جاتا ہے، لیکن نماز کو زنا سے بھی بدتر عمل قرار دیا گیا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے نماز چھوڑنے کی اس قدر عادت بنا لی ہے کہ کئی کئی نمازیں چھوٹ جانے کے باوجود ہمارے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔ آج ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں اور عزم مصمم کریں کہ آج کے بعد سے ہماری ایک بھی نماز نہیں چھوٹے گی۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں توبہ کرنے اور نمازوں کی پابندی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

تیسری فصل

نماز کا طریقہ اور مسائل

مذہب اسلام نے عبادات کے لیے طریقے اور مسائل متعین کیے ہیں کہ ان کے مطابق کرنے سے وہ عبادت صحیح ادا ہوتی ہے اور اس کے برخلاف ادا کی جائے تو اس میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، جس کی بنیاد پر اس کی ادائیگی کے باوجود اس کا مکمل ثواب حاصل نہیں ہوتا اور وہ عبادت اگر فرض ہے تو ذمے سے ساقط بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کا سیکھنا اور جاننا ہر کسی پر ضروری ہے، تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر صحیح طور پر ان عبادات کو ادا کر سکیں اور ان کے فوائد وفضائل حاصل کر سکیں۔

اذان کے جواب کے مسائل

☆ جب کوئی اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے یعنی موذن جو کلمہ کہے اس کے بعد سننے والی بھی وہی کلمہ کہے۔

☆ حَیَّی عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّی عَلَی الْفَلاَحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہیں، بلکہ اتنا اور اضافہ کریں مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔

☆ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَ بِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہیں۔

☆ جنبی اور بے وضو عورت بھی اذان کا جواب دے۔

☆ حیض ونفاس والی عورت اور جماع یا قضائے حاجت میں مشغول مرد وعورت اذان کا

جواب نہ دیں۔

☆ جب اذان ہو تو سلام، بات چیت، سلام کا جواب اور ہر قسم کے کام موقوف کر دیں، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دیں، اذان کو غور سے سنیں اور جواب دیں۔

☆ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر (معاذ اللہ) خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔

☆ راستہ چلتے وقت اذان کی آواز آئی، تو اتنی دیر کھڑی ہو جائیں اور جواب دیں۔

☆ اگر کوئی کئی اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی اذان کا جواب دینا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

☆ جب موذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے، تو سننے والی درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَ الْبَصَرِ۔

☆ نماز کی اذان کے علاوہ دوسری اذانوں کا بھی جواب دیا جائے، جیسے بچے کے کان میں دی جانی والی اذان۔

نماز کی شرطیں

☆ نماز صحیح ہونے کے لیے چھ باتیں شرط ہیں کہ جب تک یہ باتیں نہ پائی گئیں، نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (۱) طہارت (۲) ستر عورت (۳) اِستِقبالِ قبلہ (۴) وقت (۵) نیت (۶) تکبیر تحریمہ۔ ہر ایک کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

طہارت

☆ طہارت کی مکمل تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے، لہٰذا اس کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

سَترِ عورت

☆ ستر کا معنی ہے چھُپانا اور عورت بدن کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے۔ سترِ عورت کا معنی ہے بدن کے اس حصہ کو چھُپانا جس کا چھپانا شرعاً فرض ہے۔

☆ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر، تنہائی میں ہو یا کسی کے سامنے۔ بلا ضرورت ستر کھولنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

☆ ستر عورت نماز کے لیے شرط ہے، یعنی بدن کے اس حصے کو چھپائے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہو سکتی۔

☆ عورت کے لیے پورا بدن چھپانا فرض ہے، سوائے پانچ اعضا کے (۱) چہرہ (۲،۳) دونوں ہتھیلیاں (۴،۵) دونوں پیروں کے تلوے۔

☆ عورت کے لیے لٹکے ہوئے بال، گردن اور کلائیاں بھی چھپانا ضروری ہے۔

☆ عورت جب خلوت میں ہو اور نماز کی حالت میں نہ ہو، تو اس کے لیے سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک چھپانا واجب ہے، محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے، لیکن نماز کی حالت میں، خواہ خلوت میں ہو یا کسی کے سامنے پڑھے، مذکورہ پانچ اعضا کے علاوہ پورا بدن چھپانا واجب ہے۔

☆ غیر محرم کے سامنے نماز کے علاوہ پورے بدن، چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کو بھی چھپانے کا حکم ہے۔

☆ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں۔ کسی نے اس کو پہن کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ اسی طرح دوپٹے سے اگر بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

☆ جس کپڑے سے بدن کی ہیئت معلوم ہوتی ہو، جیسے آج کے زمانے میں چُست چوڑی دار پائجامہ، ایسا کپڑا نماز کے علاوہ بھی لوگوں کے سامنے پہننا سخت منع ہے۔

☆ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضروری ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے۔ اگر پاک کپڑے ہیں، یا ناپاک کپڑے کو پاک کرنے پر قدرت ہے، اس کے باوجود کسی نے ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔

☆ نماز کے علاوہ نجس کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں، اگر چہ پاک کپڑا موجود ہو۔ لیکن اگر کپڑے پر ایسی نجاست لگی ہو جو چھوٹ کر بدن پر لگ جائے گی، تو پاک کپڑا ہوتے ہوئے اس کو پہننا درست نہیں۔

☆ اگر پاک کپڑا نہ ہو اور پاک کرنے پر قدرت بھی نہ ہو، تو نماز اور غیر نماز میں وہی نجس کپڑا پہننا واجب ہے۔

☆ جن اعضا کو چھپانا فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، تو نماز ہوگئی۔ اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لی، تب بھی نماز ہوگئی۔ اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا یا جان بوجھ کر کھولا، اگر چہ فوراً چھپا لیا، تب بھی نماز نہیں ہوگی۔

☆ نماز شروع کرتے وقت عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہا اور اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لی، تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

☆ چند اعضا میں کچھ کچھ حصے کھلے رہے، جو ہر عضو کی چوتھائی سے کم ہیں، مگر سب کو ملانے پر ان کھلے ہوئے اعضا میں سب سے چھوٹے کی چوتھائی کے برابر ہے، تو نماز نہ ہوگی۔ جیسے عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو دونوں کو ملا کر کان کی چوتھائی کے برابر ہو جائے گا، اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔

عورت کے تیس (۳۰) اعضائے عورت

☆ عورت کے اعضائے عورت کل تیس ہیں۔ (۱) سر، یعنی پیشانی کے اوپر سے گردن کی شروعات تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، عام طور پر جتنے حصے میں بال جمتے ہیں۔

(۲) لٹکے ہوئے بال۔ (۳،۴) دونوں کان الگ الگ عورت ہیں۔ (۵) گردن، اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶،۷) دونوں شانے الگ الگ عورت ہیں۔ (۸،۹) دونوں بازو الگ الگ عورت ہیں اور ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰،۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک الگ الگ عورت ہیں۔ (۱۲) سینہ، یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستانوں کی نچلی حد تک، دونوں پستانوں کے درمیان کی جگہ اس میں شامل ہے۔ (۱۳،۱۴) دونوں ہاتھوں کی پیٹھ۔ (۱۵،۱۶) دونوں پستانیں جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا تھوڑی اٹھی ہوں کہ سینہ سے الگ ہیئت نہ پیدا ہوئی ہو تو سینے ہی میں شمار کی جائیں گی۔ (۱۷) پیٹ یعنی سینے کے نیچے سے ناف کی نچلی حد تک، ناف بھی پیٹ ہی میں شمار کی جائے گی۔ (۱۸) پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینے کے مقابل سے کمر تک۔ (۱۹) دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے۔ (نوٹ: بغل کے نیچے سینے کی نچلی حد تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینے میں اور پچھلا حصہ شانوں میں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے نیچے کا جو حصہ کمر تک ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں شامل ہے) (۲۰،۲۱) دونوں سرینیں الگ الگ عورت ہیں۔ (۲۲) پیشاب کا مقام۔ (۲۳) پاخانہ کا مقام۔ (۲۴،۲۵) دونوں رانیں، گھٹنے بھی ان میں شامل ہیں۔ (۲۶) ناف سے لے کر شرمگاہ تک کا حصہ اور اس کے مقابل پیٹھ کی جانب کا حصہ مل کر ایک عورت ہے۔ (۲۷،۲۸) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت الگ الگ عورت ہیں۔ (۲۹،۳۰) دونوں تلوے الگ الگ عورت ہیں۔

☆ یہ اعضائے عورت جو گنائے گئے، ان میں سے کسی کا بھی چوتھائی حصہ کھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

☆ عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں، مگر فتنے کی وجہ سے غیر محرموں کے سامنے منہ کھولنا منع ہے۔

اِستقبالِ قبلہ

☆ استقبالِ قبلہ کا معنی ہے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرنا اور دورانِ نماز کعبہ ہی کی طرف منہ ہونا۔

☆ نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ کیا جائے، کعبہ کی طرف محض رخ ہو۔ اگر کسی نے (معاذ اللہ) کعبہ کے لیے سجدہ کیا، تو حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر عبادت کی نیت کی، تو کفر کیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کفر ہے۔

☆ اگر ۴۵ ڈگری سے زیادہ چہرہ قبلہ کی سمت سے پھر گیا، تو نماز نہ ہوگی۔

☆ جو کوئی قبلہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہے، اس کے لیے جس طرف ممکن ہو، رخ کر کے نماز پڑھ لے، نماز ہو جائے گی اور اعادہ بھی ضروری نہیں۔

☆ چلتی ہوئی کشتی یا ہوائی جہاز میں نماز پڑھیں تو تکبیر تحریمہ کہتے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں، پھر جیسے جیسے وہ گھومتے جائیں، آپ بھی اپنا منہ پھیرتی رہیں، اگرچہ نفل نماز ہو۔

☆ چلتی ہوئی ٹرین میں کسی نے فرض نماز ادا کی تو نماز نہ ہوگی۔ اگر ٹرین ٹھہری ہے تو اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ ہاں وقت نکلنے کا خوف ہو تو چلتی ٹرین میں نماز پڑھ لی جائے، پھر رکنے کے بعد اس کا اعادہ واجب ہوگا، اس سے اس کے ذمے نماز قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

نماز کے وقتوں کا بیان

فجر کا وقت:

☆ فجر کا وقت صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے سورج کی کرن چمکنے سے پہلے تک ہے۔

☆ صبح صادق اس روشنی کو کہتے ہیں جو پورب کی جانب سے، جہاں سے سورج نکلنے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ

تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اُجالا ہو جاتا ہے۔

☆ ہمارے ملک میں صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک کا وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ۔ نہ اس سے کم ہوگا، نہ زیادہ۔

☆ فجر کا وقت کب شروع ہوتا ہے، اس کو پہچاننا دشوار ہے۔ خاص کر جب کہ گرد وغبار ہو یا چاندنی رات ہو۔ لہٰذا ہمیشہ سورج طلوع ہونے کا خیال رکھیں کہ آج جس وقت طلوع ہوا، دوسرے دن اسی حساب سے مذکورہ بالا وقت کے اندر اندر نماز فجر ادا کی جائے۔

ظہر کا وقت:

☆ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے، جب ہر چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ دوگنا ہو جائے۔

☆ ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، جو اس دن سورج کے بالکل نصف النہار (دن کے بیچوں بیچ والے حصے) میں پہنچنے کے وقت ہوتا ہے۔

☆ نصف النہار کی دو قسمیں ہیں (۱) نصف النہار شرعی۔ یہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ اس کو ضحوہ کُبریٰ بھی کہتے ہیں۔ (۲) نصف النہار عرفی۔ یہ سورج طلوع ہونے کے وقت سے غروب ہونے کے وقت تک ہوتا ہے۔ اس کو استوائے حقیقی بھی کہتے ہیں۔

عصر کا وقت:

☆ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد یعنی سایہ اصلی کے علاوہ دوگنا سایہ ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے تک عصر کا وقت ہوتا ہے۔

☆ ہمارے ملک میں عصر کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے۔

مغرب کا وقت:

☆ سورج غروب ہونے کے بعد سے شَفَق کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت ہوتا ہے۔

☆ سورج ڈوبنے کے بعد پچھّم کی طرف جو سُرخی ہوتی ہے اس کے ڈوبنے کے بعد، مغرب سے اتر اور دکھن کی طرف ایک سفیدی پھیل جاتی ہے۔ مذہب اَحناف میں اُسی سفیدی کا نام شفق ہے۔ ہمارے ملک میں یہ وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵/منٹ ہوتا ہے۔

☆ ہر دن فجر اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

عِشا اور وِتر کا وقت:

☆ شفق کے ڈوبنے کے بعد سے صبحِ صادق تک عشا اور وتر کا وقت ہوتا ہے۔

☆ شفق کے ڈوبنے کے بعد مشرق و مغرب کی لمبائی میں پھیلی ہوئی جو سفیدی ہوتی ہے، اُس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ صبح کاذب کی طرح ہے۔

☆ عشا اور وتر کا وقت اگرچہ ایک ہی ہے، مگر پھر بھی ان میں ترتیب فرض ہے، یعنی اگر کسی نے عشا سے پہلے وتر پڑھ لی تو نہ ہوئی۔

☆ جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق کے ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جائے (جیسے بلغار اور لندن کہ ان جگہوں پر ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں، جن میں عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشا اور وتر کی قضا پڑھیں۔

نماز کے مُستحب اوقات

☆ عورتوں کے لیے فجر کی نماز اولِ وقت میں پڑھنا مستحب ہے، باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب مردوں کی جماعت ختم ہو جائے تو پڑھیں۔

☆ سردی اور بہار کے موسم میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ گرمی اور پت جھڑ کے دنوں میں تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔

☆ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر نہ کریں کہ سورج میں زردی آجائے۔ زردی آنے سے مراد وہ وقت ہے کہ سورج پر بغیر کسی تکلف کے نگاہ ٹھہرنے لگے۔

☆ آج کے زمانے کے حساب سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج میں زردی اس وقت آجاتی ہے جب غروب کو بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں۔

☆ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ مستحب وقت کے دو حصے کر کے دوسرے حصے میں پڑھی جائے۔

☆ بادل کے دنوں کے علاوہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنا ہمیشہ مستحب ہے۔

☆ مغرب کی نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

☆ بغیر عذر (مرض وسفر وغیرہ) اتنی تاخیر سے مغرب کی نماز پڑھنا کہ تارے جھلملانے لگیں، مکروہ تحریمی ہے۔

☆ عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے۔

☆ عشا کی نماز سے پہلے سونا اور عشا کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے۔ ضروری باتیں اور قرآن کی تلاوت، ذکر، دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔

☆ اسی طرح طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان ذکر الٰہی کے علاوہ ہر بات مکروہ ہے۔

☆ جس کو بیدار ہونے پر مکمل اعتماد ہو، اس کے لیے رات کے آخری حصے میں وِتر پڑھنا مستحب ہے۔ ورنہ سونے سے پہلے ہی پڑھ لے۔ پھر اگر آخری حصے میں آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے، وتر کا اعادہ جائز نہیں۔

☆ بادل کے دنوں میں عصر اور عشا میں تعجیل (جلدی پڑھنا) مستحب ہے اور باقی نمازوں

میں تاخیر مستحب ہے۔

☆ حج کے دنوں میں عرفہ میں ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں پڑھی جائیں گی اور مزدلفہ میں مغرب اور عشا عشا کے وقت میں۔ عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ باقی اور کسی بھی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔

☆ اگر عذر یا بیماری کی وجہ سے کوئی اس طرح پڑھے کہ ایک نماز کو اس کے اخیر وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں پڑھے، جب کہ حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت ہی میں ادا ہو جائیں تو درست ہے۔

نماز کے لیے مکروہ اوقات

☆ طلوع، غروب اور نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا۔ اسی طرح سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو بھی جائز نہیں۔

☆ اس روز کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو، تو اگرچہ سورج ڈوبتا ہو، پڑھ لے۔ مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔

☆ طلوع سے مراد سورج کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نظر نہ ٹھہر سکے۔ اس کی مقدار کنارہ چمکنے سے تقریباً ۲۰ منٹ تک ہے، غروب سے مراد جب سورج پر نگاہ ٹھہرنے لگے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا وقت ہے۔ یہ وقت بھی تقریباً ۲۰ منٹ ہے اور نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی اور نصف النہار حقیقی کے درمیان کا حصہ ہے۔ اس کی مقدار ۳۹ سے ۴۷ منٹ ہے۔

☆ مکروہ وقتوں میں اگر کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ مکروہ وقت ختم ہو جائے۔ اگر مکروہ وقت ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے۔

☆ ان وقتوں میں قضا نماز ناجائز ہے، اگر کسی نے قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے

اور غیر مکروہ وقتوں میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض تو ساقط ہو جائے گا، مگر گنہ گار ہوگی۔

☆ ان وقتوں میں کسی نے نفل نماز شروع کی، تو وہ نماز واجب ہوگئی، مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں لہٰذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ کامل میں قضا کرے۔ اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوئی اور اب قضا واجب نہیں۔

☆ ان وقتوں میں قرآن کی تلاوت کرنا بھی بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہیں۔

نیت

☆ نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ صرف جاننا نیت نہیں، بلکہ دل میں پکا ارادہ کرنا ضروری ہے۔

☆ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں۔ اگر کسی نے دل میں ظہر کی نماز پڑھنے کا پکا ارادہ کیا، مگر زبان سے نیت کے الفاظ دہراتے وقت لفظ عصر نکل گیا تو ظہر کی نماز میں کوئی خرابی نہیں۔

☆ نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کہ کون سی نماز پڑھ رہی ہے، تو بغیر سوچے ہوئے، فوراً بتا دے۔ اگر یہ کیفیت نہیں، تو اس کو نیت نہیں کہیں گے اور نماز نہ ہوگی۔

☆ زبان سے نیت کے الفاظ دہرا لینا مستحب ہے اور اس میں عربی کی تخصیص نہیں، فارسی یا اردو میں بھی کہا جا سکتا ہے۔

☆ زبان سے نیت کے الفاظ دہراتے وقت ماضی کا صیغہ استعمال کریں، یعنی نَوَیْتُ یا میں نے نیت کی کہیں، مضارع کے صیغے نہ استعمال کریں، یعنی اَنْوِیْ یا میں نیت کرتی ہوں نہ کہیں۔

☆ تکبیر تحریمہ یعنی لفظ اللہ اکبر کہتے وقت نیت کا دل میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

☆ کسی نے نماز شروع کرنے کے بعد دل میں اس نماز کا ارادہ کیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اور

نماز نہ ہوگی۔

☆ فرض میں فرض کی، سنت میں سنت کی، نفل میں نفل کی، تراویح میں تراویح کی اور دیگر نوافل میں ان کی نیت کریں۔

☆ جس وقت کی فرض نماز پڑھ رہی ہے، نیت میں اس وقت کی تعیین بھی ضروری ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ اگر کسی نے وقت کی تعیین نہ کی اور یہ نیت کر لی کہ اس وقت جو نماز فرض ہے، اس کو ادا کرنے کی میں نیت کر رہی ہوں، تب بھی نماز ہو جائے گی۔

☆ بہتر یہ ہے کہ نیت میں یہ کہے کہ میں نے آج کے دن کی فلاں نماز کی نیت کی۔

☆ نیت میں رکعت کی تعداد متعین کرنا کوئی ضروری نہیں۔ اگر کسی نے بھول کر ظہر میں تین رکعت اور مغرب میں چار رکعت کہہ دیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

☆ فرض نمازیں قضا ہوئی ہوں، تو ان کو ادا کرنے میں دن کی تعیین کرنا ضروری ہے کہ پیر کے دن کی ظہر یا منگل کے دن کی عصر وغیرہ۔ اس صورت میں مطلق قضا کی نیت کرنا کافی نہیں۔

☆ اگر بہت سی نمازیں قضا ہوگئی ہیں اور تاریخ وغیرہ بھی معلوم نہیں، تو اس طرح نیت کریں کہ میرے ذمہ جو سب سے پہلی فجر کی نماز رہ گئی ہے، میں نے اس کو ادا کرنے کی نیت کی۔ وغیرہ۔

☆ وتر میں صرف وتر کی نیت کافی ہے، ہاں وتر میں واجب کی نیت بھی کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

☆ سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر اور سجدۂ سہو کرتے وقت بھی نیت کرنا اور سجدے کی تعیین کرنا بھی ضروری ہے۔

☆ نماز خالصاً اللہ کے لیے شروع کی، پھر (معاذ اللہ) دل میں ریا پیدا ہوگئی، تو نماز ہو جائے گی، یعنی فرضیت ادا ہو جائے گی، اگرچہ ثواب سے محرومی ہے۔

☆ نماز کے لیے ریا کی دو صورتیں ہیں (۱) لوگوں کے سامنے ہے تو پڑھ لی ورنہ پڑھتی نہیں۔ (۲) لوگوں کے سامنے ہے تو اچھی طرح پڑھ رہی ہے، ورنہ یہ کیفیت نہیں رہتی۔ پہلی صورت میں کل ثواب سے محرومی ہے، دوسری صورت میں اصل نماز کا ثواب ملے گا، مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ البتہ دونوں صورتوں میں نماز ہو جائے گی۔

☆ نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہی تھی، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال آیا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتی تھی کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا، تو اس کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کرے۔

تکبیر تحریمہ

☆ لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

☆ تکبیر تحریمہ کہتے ہی نماز شروع ہو جاتی ہے، اگرچہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

☆ لفظ اللّٰہ اکبر کہنے سے پہلے سے نماز ختم کرنے تک نماز کی باقی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

نماز کا طریقہ

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پیروں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑی ہو جائیں اور جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت کر کے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اس طرح لے جائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کے اوپر دائیں ہتھیلی رکھیں اور ثنا پڑھیں:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

پھر تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں اور آمین کہیں۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین

آیتیں پڑھیں یا ایک آیت جو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو۔ اب اللّٰہ اکبر کہتی ہوئی رکوع میں جائیں اور صرف اس قدر جھکیں کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں۔ گھٹنوں پر زور نہ دیں اور ہاتھ کی انگلیاں ملی رہیں اور پیٹھ اور دونوں پیر جھکے رہیں مردوں کی طرح خوب سیدھی نہ کریں۔ رکوع میں کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہیں، پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائیں، اس کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہیں، پھر اللّٰہ اکبر کہتی ہوئی سجدے میں جائیں، اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ناک پھر پیشانی رکھیں اس طرح کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین پر جمائیں اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں اور دونوں پیر پیچھے نکال دیں۔ ہتھیلیاں بچھی ہوں اور ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہیں۔ پھر سر اٹھائیں اور دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھ جائیں اور ہاتھ رانوں پر رکھیں پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی سجدے میں جائیں اور پہلے کی طرح سجدہ کر کے پھر سر اٹھائیں، پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑی ہو جائیں۔ اب صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قراءت شروع کریں پھر پہلے کی طرح رکوع، سجدہ کر کے دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھ جائیں اور تشہد پڑھیں۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُه. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ وَ رَسُوْلُه۔

(ترجمہ) تمام تحیتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت نازل ہو اور برکتیں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں

گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہد پڑھتے ہوئے جب کلمہ لا کے قریب پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دیں اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائیں، مگر اس کو ہلائیں نہیں اور کلمہ الا پر گرا دیں اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیں۔
اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں، تو اٹھ کھڑی ہوں اور اسی طرح پڑھیں مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْدُ کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ اب آخری قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریں گی، اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌo اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌo

(ترجمہ) اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

پھر دعاے ماثور پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَ ارْحَمْنِیْ. اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُo

(ترجمہ) اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر۔ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔
یا کوئی اور دوسری دعاے ماثورہ پڑھیں۔ اس کے بعد داہنے مونڈھے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہیں پھر بائیں طرف، اب نماز پوری ہوگئی۔
نماز کا یہ طریقہ جو بیان ہوا اس میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب ہیں کہ ان کو قصداً چھوڑنا گناہ اور چھوڑنے کی صورت میں نماز کا پھر سے پڑھنا واجب ہے اور بھول کر چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا اور بعض باتیں سنت مؤکدہ ہیں کہ جن کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ جن کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔

فرائض نماز

نماز میں سات باتیں فرض ہیں، ان کو نماز کے ارکان بھی کہتے ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) (۴) رکوع (۵) سجود (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) خروج بِصُنْعِہٖ۔ اب ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ کریں:

تَکْبِیْرِ تَحْرِیْمَہ:

☆ تکبیر تحریمہ درحقیقت نماز کی شرط ہے، مگر چوں کہ نماز کے دوسرے افعال سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں بھی اس کا شمار ہوتا ہے۔

☆ نماز کے تمام شرائط کا تکبیر تحریمہ سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اگر اَللّٰہُ اکبر کہہ چکی اور کوئی ایک شرط بھی مفقود ہے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔

☆ لفظ اللہ کے ہمزہ کو کھینچ کر آللہ کہنا، اسی طرح لفظ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبر کہنا، یوں ہی

لفظ اکبر کی با کے بعد الف بڑھا کر اکبار پڑھنا حرام ہے۔

قیام:

☆ کم سے کم قیام یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے، تو گھٹنے تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھی کھڑی ہو۔

☆ فرض، وتر اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے کہ شرعی عذر کے بغیر اگر یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گی، نہ ہوں گی۔

☆ اگر قیام کر سکتی ہے، مگر سجدہ نہیں کر سکتی، تو بہتر ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ ایسی صورت میں کھڑی ہو کر بھی اشارے سے سجدہ کرتے ہوئے پڑھ سکتی ہے۔

☆ کھڑے ہونے میں اگر ہلکی پھلکی تکلیف ہو، تو قیام ساقط نہ ہوگا۔

☆ اگر کچھ دیر ہی کھڑی ہو سکتی ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لے، پھر بیٹھ جائے۔

☆ آج کل عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہلکا سا بخار آیا، یا ہلکی سی تکلیف ہوئی، تو خواتین بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتی ہیں، جب کہ وہ کھڑی ہو کر پڑھ سکتی ہیں، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ ایسی نمازوں کو دہرانا فرض ہے۔

قراءت:

☆ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنت، وتر اور نفل کی ہر رکعت میں ایک آیت کی مقدار قرآن کی تلاوت کرنا فرض ہے۔

☆ قراءت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں کہ ہر حرف دوسرے حرف سے ممتاز ہو جائے۔

☆ قراءت میں اتنی آواز ہو کہ اگر کوئی مانع یعنی شور و غل نہ ہو تو خود سن سکے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ سورتوں کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔

رکوع:

☆ اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے، تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یہی رکوع ہے۔

سُجود:

☆ زمین پر پیشانی اور ناک کی ہڈی جما دینے کو سجدہ کہتے ہیں۔ ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

☆ سجدے میں پیر کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا سجدے کے لیے شرط ہے۔ اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پیر زمین سے اٹھے رہے، تو نماز نہ ہوئی، بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، تب بھی نماز نہ ہوئی۔

☆ کسی نے کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا، تو اگر پیشانی جم گئی، یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے، تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

☆ ایسی جگہ سجدہ کیا، جو قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل زیادہ اونچی ہے، تو سجدہ نہ ہوگا۔

قعدۂ اخیرہ:

☆ نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رَسُوْلِہٗ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

☆ چار رکعت والی فرض نمازوں میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا اور کھڑی ہوگئی، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے، بیٹھ جائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆ پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا، تو فرض باطل ہو گیا۔ اب ایک رکعت اور ملا لے اور یہ چھ رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆ فجر میں دوسری رکعت کے بعد نہ بیٹھ سکی اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ

بیٹھ سکی اور چوتھی کا سجدہ کرلیا، تب بھی فرض باطل ہوکر نفل ہوگیا۔ فجر میں ایک رکعت اور ملالے اور فجر، مغرب دونوں میں اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا باقی ہے اور کرلیا تو فرض ہے کہ سجدے کے بعد پھر تشہد کی مقدار بیٹھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا، مگر تشہد واجب ہے۔ یعنی اگر کسی نے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہوگیا، مگر گنہگار رہوئی۔ نماز کا اعادہ واجب ہے۔

خروج بِصُنعِہٖ:

☆ قعدۂ اخیرہ کے بعد قصداً نماز کے منافی کوئی کام کر کے نماز سے باہر نکلنے کو خروج بصنعہٖ کہتے ہیں۔

☆ قعدۂ اخیرہ کے بعد لفظ سلام کہہ کے نماز سے باہر نکلنا واجب ہے، لہٰذا اگر کسی نے اس کے علاوہ کسی اور کام سے نماز سے باہر نکلنا چاہا، تو نماز باطل اور واجب الاعادہ ہوگی۔

☆ نماز کے منافی کوئی بات بلا قصد پائی گئی تو نماز باطل ہوجائے گی، جیسے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد تیمّم والی پانی پر قادر ہوگئی، یا پٹی پر مسح کی ہوئی تھی اور زخم اچھا ہوکر وہ پٹی گرگئی وغیرہ۔

نماز کے واجبات

کسی بات کا نماز میں واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جان بوجھ کر چھوڑنے سے نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہوگی۔ اگر بھول کر ان میں سے ایک یا کئی چھوٹ جائیں تو قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے (سجود سہو) کرنے سے نماز ہوجائے گی۔ درج ذیل باتیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ (۲) سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھنا۔ (۳) فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت، نفل اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت یا تین چھوٹی آیتیں

ملانا۔ (۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔ (۵) الحمد اور سورت کے درمیان (آمین اور بسم اللہ کے علاوہ) کسی دوسری چیز کا نہ ہونا۔ (۶) قراءت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ (۷) ایک سجدے کے بعد فوراً دوسرا سجدہ کرنا۔ (۸) تعدیلِ ارکان یعنی سارے ارکان کو سکون واطمینان سے ادا کرنا۔ (۹) قومہ یعنی رکوع سے سیدھی کھڑی ہونا۔ (۱۰) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھی بیٹھنا۔ (۱۱) قعدۂ اولیٰ، اگر چہ نماز نفل ہو۔ (۱۲) ہر قعدے میں پورا تشہد پڑھنا۔ (۱۳) فرض، واجب اور سُنَن مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ نہ پڑھنا۔ (۱۴) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، ایک لفظ بھی نہ چھوٹے، ورنہ واجب کا ترک کرنا لازم آئے گا۔ (۱۵) لفظ السلام دو بار کہنا۔ (۱۶) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۷) دعائے قنوت سے پہلے اللہ اکبر کہنا۔ (۱۸) ہر سرّی نماز میں آہستہ قراءت کرنا۔ (۱۹) ہر واجب اور فرض کا اس کی جگہ پر ادا کرنا۔ (۲۰) ہر رکعت میں ایک ہی مرتبہ رکوع کرنا۔ (۲۱) ہر رکعت میں دو ہی مرتبہ سجدہ کرنا۔ (۲۲) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔ (۲۳) آیتِ سجدہ پڑھی، تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ (۲۴) اگر سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو کرنا۔

☆ کسی قعدے میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے، تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ آیت سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے میں بھول کر تین آیت یا اس سے زیادہ کی تاخیر ہو گئی، تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ الحمد للہ اور سورۂ کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار چُپ رہی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ الحمد للہ کا ایک لفظ بھی چھوٹ گیا، تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ کسی رکعت کا ایک سجدہ بھول گئی، تو جب یاد آئے کر لے، اگر چہ سلام کے بعد یاد آئے اور نماز کے منافی کوئی کام نہ کیا ہو۔

☆ ایک رکعت میں بھول کر تین سجدے کیے، یا دو رکوع کیے یا قعدہ اولیٰ بھول گئی، تو سجدۂ سہو کرے۔

☆ فرض، وتر، سنن مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں اگر بھول کر تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا یا اس سے زیادہ کہہ لیا تو سجدۂ سہو کرے۔

☆ نماز کے فرائض اور واجبات کے علاوہ جو باتیں نماز کے طریقے میں بیان ہوئیں، وہ یا سنت ہیں یا مستحب، ان کو جان بوجھ کر نہ چھوڑا جائے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی نماز دہرانے کی، لیکن دہرانا بہتر ہے۔ سنن و مستحبات کی پوری تفصیل بہارِ شریعت وغیرہ بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

مُفسِدات نماز

☆ مُفسِداتِ نماز وہ باتیں ہیں، جن کے ارتکاب سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

☆ بات کرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا نماز کو فاسد کر دے گا، چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر۔

☆ کسی کو چھینک آئی اور نمازی نے جواب کی نیت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا یا قرآن کے الفاظ سے کسی کو جواب دیا، تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ کسی نے بلا عذر کھنکارا اور دو حروف پیدا ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ اگر کسی وجہ سے کھنکارا، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

☆ نماز میں قرآن شریف سے یا کہیں لکھا ہوا ہو، اس سے دیکھ کر پڑھنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆ عمل کثیر جو کہ نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نہ ہی نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز کو فاسد کر دے گا۔ (جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ

ہونے کا غالب گمان ہو، اس کو عمل کثیر کہتے ہیں اور اگر دور سے دیکھنے والے کو اس کے نماز میں ہونے یا نہ ہونے کا شبہہ ہو، تو اس کو عمل قلیل کہتے ہیں۔)

☆ ستر کھولے ہوئے یا قدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسدِ نماز ہے۔

☆ ستر کھولنے سے مطلقاً نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ فوراً ڈھانک لے، اس میں وقفے کی بھی ضرورت نہیں۔

☆ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دے گا، جان بوجھ کر کھائے یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی، اس کو نگل گئی، اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ دانت سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے، تو اس کو نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (نماز اور روزے کے لیے غلبے کی علامت یہ ہے کہ نگلنے پر حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو اور وضو میں رنگ کا اعتبار ہے۔)

☆ بغیر کسی عذر کے قبلہ کی جہت سے سینے کو پھیر لینا نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆ عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو چھوا، عورت کی نماز فاسد ہو گئی۔

☆ کسی رکن کو ترک کیا اور اس نماز میں اس کو ادا نہ کیا یا بلا عذر کسی شرط کو ترک کیا، تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ قعدۂ اخیرہ کے بعد نماز کا چھوٹا ہوا سجدہ یا سجدۂ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے

بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆ کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا، اس کا اعادہ نہ کیا، تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆ ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، اس طرح کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا، پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا، پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو اس کو ایک ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا۔

☆ کسی نے تکبیر میں لفظ اللہ کے ہمزہ کو کھینچ کر آللہ کہا، یا لفظ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبر کہا، یا لفظ اکبر کی با کے بعد الف بڑھا کر اکبار کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔

نمازِ وتر

☆ نماز وتر واجب ہے اور اس کا وقت عشا کی فرض کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

☆ وتر کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح پڑھی جاتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھنے کے بعد مونڈھوں تک دونوں ہاتھ لے جائیں اور اللہ اکبر کہتی ہوئی ہاتھ واپس لاکر ناف کے نیچے باندھ لیں، پھر دعائے قنوت پڑھیں۔ اس کے بعد اور نمازوں کی طرح رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیر دیں۔

☆ دعائے قنوت یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ، وَ نُوْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَيْکَ وَنُثْنِي عَلَيْکَ الْخَيْرَ كُلَّه وَنَشْكُرُکَ وَلَا نَكْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ يَّفْجُرُکَ. اَللّٰهُمَّ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّي، وَنَسْجُدُ وَاِلَيْکَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰى عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہم تجھ سے مدد طلب کرتی ہیں، تجھی سے مغفرت چاہتی ہیں، تجھ پر ایمان لاتی ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتی ہیں، ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتی ہیں، تیرا شکر ادا

کرتی ہیں اور ناشکری نہیں کرتیں۔ ہم جدا ہوتی ہیں اور اس شخص کو چھوڑتی ہیں، جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتی ہیں، تیرے ہی لیے نماز پڑھتی ہیں، تیرے لیے سجدہ کرتی ہیں، تیری طرف دوڑتی ہیں، تیری رحمت کی امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتی ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

☆ جس کو دعائے قنوت نہ یاد ہو وہ یاد کرے، جب تک یاد کر رہی ہو، اس مدت میں یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ترجمہ) اے ہمارے رب! ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

☆ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی، تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆ اگر جان بوجھ کر دعائے قنوت چھوڑ دی، تو نمازِ وتر نہ ہوگی، اعادہ ضروری ہے۔

☆ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو نہ قیام کی طرف لوٹے اور نہ رکوع میں پڑھے، بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

قضا نماز

☆ کسی عبادت کو اس کے مقررہ وقت پر بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد عمل میں لانے کو قضا کہتے ہیں۔ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے اور وتر کی قضا واجب ہے۔

☆ فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہوا اور اسی دن زوال سے پہلے پڑھیں، تو سنت کی بھی قضا کریں اور زوال کے بعد پڑھیں تو سنت کی قضا نہیں۔

☆ چھ یا اس سے زیادہ نمازیں قضا ہوئیں، تو ان کو ادا کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، مگر جلد سے جلد ان کو ادا کر لینا چاہیے۔

☆ نمازیں قضا ہوگئیں، تو ان کو ادا کرنا ضروری ہے۔ جب تک ادا نہیں کریں گی، بری الذمہ نہیں ہوسکتیں۔

☆ جس دن اور جس وقت کی نماز قضا ہو، اس دن اور اس وقت کی نیت قضا میں ضروری ہے۔ مثلاً اگر جمعہ کے روز فجر کی نماز قضا ہوئی تو اس طرح نیت کریں میں نے جمعہ کے فجر فرض کی دو رکعت نماز قضا کی نیت کی، اللہ تعالیٰ کے لیے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر۔ اسی پر دوسری نمازوں کی نیتوں کو قیاس کرنا چاہیے۔

☆ اگر مہینہ، دو مہینہ یا سال، دو سال کی نمازیں قضا ہو جائیں، تو اس صورت میں جو نماز، مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے، تو اس طرح نیت کریں کہ میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمہ باقی ہیں، ان میں سے پہلے ظہر فرض کی نیت کی، اللہ تعالیٰ کے لیے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر۔ اسی پر دوسری نمازوں کی نیتوں کو قیاس کرنا چاہیے۔

☆ جو رکعتیں ادا میں سورت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، وہ قضا میں بھی سورت کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورت کے پڑھی جاتی ہیں، وہ قضا میں بھی بغیر سورت کے پڑھی جائیں گی۔

☆ بعض خواتین شبِ قدر یا رمضان کے آخری جمعہ کو قضائے عمری کے نام سے دو یا چار رکعتیں پڑھتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ عمر بھر کی قضا اسی ایک نماز سے ادا ہوگئی، یہ خیال باطل ہے۔ جب تک ہر ایک نماز کی قضا الگ الگ نہ پڑھیں گی، بری الذمہ نہ ہوں گی۔

☆ بعض خواتین بہت سی فرض نمازیں، جو ان سے قضا ہوگئی ہیں، انہیں ادا نہیں کرتی ہیں اور نفل نمازیں پڑھتی ہیں، ان کو چاہیے کہ جلد سے جلد ان نمازوں کو ادا کریں۔ پھر اگر ممکن ہو تو نفل بھی پڑھیں، ورنہ نفل کی جگہ پر اپنی قضا نمازوں ہی کو ادا کریں۔

بیمار کی نماز

☆ اگر بیماری کے سبب کھڑی ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتیں کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا کھڑی ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ہوتا ہے، جو برداشت سے باہر ہے، تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر پڑھیں۔

☆ اگر خادمہ یا لاٹھی یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑی ہوسکتی ہیں، تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں، اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھیں گی، تو نہیں ہوگی۔

☆ اگر کچھ دیر کھڑی ہوسکتی ہیں، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں، تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اُتنا کہیں، پھر بیٹھیں، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

☆ بیماری کی وجہ سے اگر رکوع سجدہ بھی نہیں کرسکتیں، تو اس صورت میں اشارہ سے رکوع سجدہ کریں۔ سجدہ کے اشارے میں رکوع کے مقابل سر کو زیادہ جھکائیں۔

☆ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتی ہیں، تو لیٹ کر نماز پڑھیں، اس طرح کہ چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پیر کریں، مگر پھیلائیں نہیں، بلکہ گھٹنے کھڑے رکھیں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کرلیں اور رکوع و سجدہ سر جھکا کر اشارہ سے کریں، یہ صورت افضل ہے۔

☆ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتیں، تو یہ بھی جائز ہے کہ داہنے یا بائیں کروٹ لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کریں۔

☆ اگر سر سے اشارہ بھی نہ کرسکیں، تو نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے، حتیٰ کہ سخت بیماری کی حالت میں بھی نہیں۔ اسی لیے شریعت مطہرہ نے بیماری کے لحاظ سے نماز کے ارکان کی ادائیگی میں تخفیف کی ہے۔ یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے، اللہ عزوجل آزماتا ہے کہ

مصیبت اور بیماری کے وقت میں بھی میری کون سی بندی ایسی ہے جو میرے سامنے سر جھکانے سے بھاگتی ہو۔لہٰذا ہر حال میں اپنے آپ کو نماز کی پابند رکھیں۔

سنت اور نفل نمازیں

☆ سنتیں دو طرح کی ہیں۔(۱) سنن مؤکدہ جن کو سنن ہُدیٰ بھی کہتے ہیں اور (۲) سنن غیر مؤکدہ، جن کو سنن زوائد بھی کہتے ہیں۔

☆ سنن مؤکدہ ان سنتوں کو کہتے ہیں جن کے ادا کرنے پر شریعت میں تاکید ہے۔

☆ سنن غیر مؤکدہ ان سنتوں کو کہتے ہیں جن کی ادائیگی پر شریعت کی جانب سے تاکید نہیں، مگر ادا کرنا بہتر ہے۔

☆ نفل ان نمازوں کو کہتے ہیں جن کے ادا کرنے میں ثواب ہے، مگر نہ کرنے میں کوئی عذاب اور گناہ نہیں۔

☆ فجر کے فرض سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے فرض کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے فرض کے بعد دو رکعتیں اور عشا کے فرض کے بعد دو رکعتیں ایک سلام سے سنن مؤکدہ ہیں۔

☆ عصر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں اور عشا کے فرض سے پہلے چار رکعتیں سنن غیر مؤکدہ ہیں۔

☆ ظہر کے فرض اور سنتوں کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے فرض اور سنت کے بعد دو رکعتیں، عشا کے فرض اور دو رکعت سنت کے بعد دو رکعتیں اور وتر کے بعد دو رکعتیں نفل ہیں۔

☆ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت صلوۃ الاوابین، وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو، دو رکعت نماز اشراق، کم سے کم دو رکعت یا زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نماز چاشت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوۃ التسبیح، نماز استخارہ اور نماز حاجت

وغیرہ بھی سنن زوائد ہیں۔

☆ فجر کی دو رکعت سنت سب سے زیادہ موکد ہے۔

☆ طلوع، غروب اور دوپہر، ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب اور نہ نفل۔(اس کی تفصیل نماز کے وقتوں کے بیان میں گزری۔)

☆ اگر اس روز کی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے، تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے۔

☆ طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان سوائے دو رکعت سنتِ فجر کے، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو وغیرہ کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

☆ نماز عصر پڑھنے کے بعد سے مغرب کی فرض پڑھنے کے درمیان نفل منع ہے۔

☆ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے، لیکن اگر کھڑی ہو کر پڑھنے پر قدرت ہو، تو کھڑی ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

☆ بیٹھ کر نماز پڑھیں، تو رکوع کرنے میں پیشانی جھکا کر گھٹنوں کے سامنے لائیں اور سرین نہ اٹھائیں کہ سرین اٹھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

☆ بیٹھ کر نماز پڑھیں، تو سجدہ ویسے ہی کریں، جیسے کہ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں کرتی ہیں۔

☆☆☆

نوٹ: اس فصل کے سارے مسائل بہارِ شریعت سے ملخصًا لیے گئے ہیں۔

چوتھی فصل

نفل نمازوں کے فضائل

اللہ عزوجل نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ چنانچہ خود اس نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ میں نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ (سورۂ ذاریات، آیت: ۵۶) عبادت کی کئی قسمیں ہیں، ایک وہ جن کا کرنا فرض ہے کہ ان کو ادا کیے بغیر چھٹکارا ہی نہیں، انہیں فرائض کہتے ہیں۔ عبادت کی ایک قسم نفل بھی ہے کہ اس کا کرنا ضروری تو نہیں ہوتا، لیکن ادا کرنے سے بہت سے فضائل و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

آئندہ سطور میں نمازِ نوافل کی مختلف صورتیں اور ان کو ادا کرنے سے حاصل ہونے والے فضائل و فوائد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس امید پر کہ آپ انہیں پڑھ کر، ان پر عمل کر کے فضائل و برکات سے مالا مال ہو سکیں گی۔

قرب خدا کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شئے سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا، جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعے سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے محبوب

بنا لیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۰۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کی ذات کسی چیز کی محتاج نہیں، ہم اگر اس کی عبادت کریں تو اس عبادت سے اللہ عزوجل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے اور نہ ہی وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے۔ اگر ہم اللہ کی عبادت کریں گی، تو اس میں ہمارا ہی فائدہ ہوگا۔ کیوں کہ اس نے دنیا کو آزمائش گاہ اور آخرت کی کھیتی بنایا ہے، اب وہ اپنی بندیوں کو آزماتا ہے کہ کون اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کے شکر میں اس کی بارگاہ میں سجدۂ بندگی ادا کرتی ہے اور اس دنیا میں اپنی آخرت کے لیے فصل تیار کر لیتی ہے۔ مذکورہ حدیث کے مطابق اگر کوئی خاتون فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی پابندی کرے، تو رب اس سے اس قدر راضی ہو جاتا ہے اور اسے خود سے اس قدر قریب کر لیتا ہے کہ پھر وہ جو مانگے اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے۔

رات میں نفل نماز پڑھنے کے فضائل

دن میں نفل کی ادائیگی سے بہتر رات میں نفل نماز پڑھنا ہے۔ قرآن مقدس میں رات میں نفل ادا کرنے والوں کی فضیلت صراحت سے مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ٥ اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔ (سورۂ فرقان، آیت: ۶۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت کا تعلق "وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا" سے ہے۔ چند آیتوں میں اللہ عزوجل نے اپنے خاص بندوں کی صفتیں بیان فرمائیں، جن میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو سجدوں اور قیام میں گزارتے ہیں۔ پھر اخیر میں ان کے انعام کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ٥ (ترجمہ) ان کو جنّت کا سب سے

اونچا بالا خانہ انعام ملے گا، بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ (سورۂ فرقان، آیت:۷۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آپ بھی راتوں کو نفل نمازوں میں گزارنے کی کوشش کریں یا کم از کم چند رکعتیں تو ضرور پڑھ لیا کریں کہ اس سے شب بیداروں کی فہرست میں نام تو مندرج ہو جائے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جس کسی نے بعدِ عشا دو رکعت یا اس سے زیادہ نفل پڑھا وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف دو یا چار رکعت پڑھنے پر پوری رات بیداری کا ثواب مل جائے گا، بلکہ یہ ہے کہ ہم جس قدر رات کو جاگ کر نفل نماز میں گزاریں گی، اسی قدر ہمیں فضائل اور ثواب حاصل ہوں گے۔

حضرت حسن نے فرمایا: نفل عبادت کے لیے رات کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے فرمایا کہ رات کی عبادت زیادہ دشوار ہوتی ہے، اس میں ریاکاری کا بھی شائبہ نہیں ہوتا اور خضوعِ قلب اور زبان سے دل کی موافقت خوب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر نفل عبادتوں کے لیے دن مخصوص ہے، جو عام طور پر رات میں ادا نہیں کی جاسکتی ہیں مثلاً تعلیم و تعلم، جہاد فی سبیل اللہ، بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا وغیرہ۔

حدیث شریف میں بھی رات میں نفل نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ذیل میں چند احادیث ہم ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمارہے تھے ''فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی (نفل) نماز ہے''۔ (ابوداؤد شریف، حصہ دوم، ص:۳۲۳)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامِ شب کا التزام کرو، یہ گزشتہ صلحا کی عادت جاریہ ہے، رب سے قربت حاصل کرنے، گناہوں کو ساقط کرنے اور آئندہ گناہ سے رکنے کا ذریعہ ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۵۲)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض صدیقین کو الہام کے ذریعہ خبر دی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں، جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کو یاد کرتا ہوں، وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں، اگر تم بھی وہی طریقہ اختیار کرو تو میں تمہیں محبوب رکھوں گا، اگر ان کے طریقے سے منہ موڑ لوگے، تو میں بھی تمہاری طرف توجہ نہیں کروں گا۔ اس نیک بندے نے عرض کیا: اے میرے رب! ان کی علامت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دن کو اوقاتِ نماز کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں، جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کو چراتا ہے، وہ غروبِ آفتاب کا اس قدر شوق رکھتے ہیں، جس طرح پرندے غروبِ آفتاب کے وقت اپنے گھونسلوں میں جانے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں۔ جب رات ہو جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے، بستر لگا دیے جاتے ہیں، چارپائیاں بچھادی جاتی ہیں اور ہر محبّ اپنے محبوب کے پاس تنہائی میں چلا جاتا ہے، اس وقت وہ میرے لیے قیام کرتے ہیں اور میرے سامنے اپنے چہروں کو بچھا دیتے ہیں، میرے کلام (قرآن مقدس) کے ساتھ مجھ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور میرے انعامات کا ذکر کر کے مجھ سے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، کچھ روتے ہیں اور کچھ زاری کرتے ہیں، کچھ آہیں بھرتے ہیں اور کچھ شکوہ کرتے ہیں، کچھ قیام کی حالت میں ہوتے ہیں اور کچھ قعدہ کررہے ہوتے ہیں، کوئی رکوع کی حالت میں ہوتا ہے، تو کوئی سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین:۳۶۰)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی رات میں نماز پڑھنے کے عادی تھے جب کہ وہ حضرات بھی دن میں کاروباری اور جہادی مصروفیات میں رہا کرتے تھے۔حتیٰ کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی صفت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ لُيُوثٌ بِالنَّهَارِ. وہ رات کے وقت راہبوں کی طرح ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور سارا دن برق رفتار گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر دادِ شجاعت دیتے ہیں۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دہم، ص:۸۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ روایتوں سے رات کی نفل نمازوں کی اہمیت اور فضیلت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ رات میں نفل نماز پڑھنے والی خاتون اللہ کو محبوب ہوتی ہے اور اللہ کے خصوصی انعام و اکرام کی حقدار ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی رات کے وقت چند رکعات نفل نماز پڑھنے کی عادت بنانی چاہیے تا کہ ہم بھی مذکورہ فضائل کی حقدار ہو سکیں۔

قیام شب کے لیے جن باتوں سے مدد لی جا سکتی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں: حلال رزق کھانا، ہمیشہ توبہ کرنا، عذابِ الٰہی سے ڈرنا، وعدۂ خداوندی کی امید رکھنا، مشتبہ چیزیں کھانے سے اجتناب کرنا، گناہوں پر اصرار نہ کرنا، موت کی فکر اور آخرت کی یاد سے دنیا کے خیالات اور محبت کو دل سے نکال دینا۔ اگر کوئی خاتون مذکورہ باتوں میں سے کسی کے خلاف کرتی ہے، تو اس کا دل قیام لیل میں نہ لگے گا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں مذکورہ باتوں کو اپنانے اور شب میں چند رکعات نوافل کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مخصوص اوقات کی مخصوص نفل نمازیں

ویسے تو نفل نمازوں کے لیے کوئی وقت متعین نہیں، مکروہ اور ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ہاں چند نمازیں ایسی ہیں جو مقررہ اوقات کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بزرگانِ دین سے مروی ہیں اور ان کے بھی فضائل وفوائد

ہیں۔ ذیل میں ہم ان نمازوں کو مع فضائل ذکر کر رہے ہیں۔

مغرب کے بعد نفل نماز پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے، اس کے لیے بارہ برس کی عبادت کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔ (ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۳۴)

اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (المعجم الاوسط، حصہ ہفتم، ص:۱۹۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جو کوئی مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۲۹۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! چھ یا بیس رکعتیں پڑھنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوگا، مگر اس کی فضیلت تو ملاحظہ کیجیے، بارہ برس عبادت کرنے کا ثواب، تمام گناہوں کی بخشش، نیز جنت میں مکان۔ تو کیوں نہ ایسا کام کیا جائے جس میں محنت کم اور فائدہ زیادہ ہو۔

ہم جانے انجانے میں متعدد گناہ کر بیٹھتی ہیں اور یہ بات متیقن ہے کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جیسا کہ خود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ. (ترجمہ) بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورۂ ہود، آیت:۱۱۴)

لہٰذا ہمیں نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، تا کہ اس کی برکت سے ہمارے گناہوں کی تلافی ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں فرائض اور نوافل

کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اتوار کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اتوار کے دن چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور امن الرسول (سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں) ایک بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نصرانی اور مرد و عورت کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا، اس کو ایک نبی کا ثواب عنایت فرمائے گا، اس کے لیے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب تحریر فرمائے گا، ہر رکعت کے بدلے میں ہزار نمازوں کا ثواب لکھے گا اور اس کو جنت میں مشکِ خاص کا ایک شہر عطا فرمائے گا۔

(احیاءعلوم الدین، حصہ اول، ص:۱۹۷، ناشر دار المعرفۃ، بیروت)

حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اتوار کے دن کثرتِ نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو آدمی اتوار کے دن ظہر کے فرض اور سنتیں پڑھ کر سلام پھیرے، اس کے بعد دو رکعتیں مزید پڑھے، جن میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ پڑھے اور اپنی حاجت کا سوال کرے، اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کی حاجت پوری کرے اور اسے عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۳، ناشر: ارشد برادرس، دہلی)

اتوار کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اتوار کی رات میں بیس رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں الحمد للہ پچاس بار، سورۂ اخلاص ایک بار، سورۂ فلق ایک بار اور سورۂ ناس ایک بار پڑھے، پھر سلام کے بعد سو بار استغفار پڑھے، اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے سو دفعہ دعائے مغفرت کرے، حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار درود شریف پڑھے اور اپنی قوت و طاقت سے علیٰحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کی طرف التجا کر کے کہے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ اٰدَمَ صَفِيُّ اللّٰهِ وَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ وَ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدًا حَبِيْبُ اللّٰهِ" اسے ان لوگوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا جو اللہ کی رضا جوئی طلب کرنے میں لگے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے امن و امان والوں کے ساتھ اٹھائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہوگا کہ جنت میں اسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ داخل کرے۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ اول، ص:۱۹۹)

پیر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پیر کے دن سورج کے اونچا ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص ایک بار، سورۂ فلق ایک بار اور سورۂ ناس ایک بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد دس بار استغفار اور دس بار درود و سلام پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ اول، ص:۱۹۷-۱۹۸)

منگل کے دن کی نفل کی فضیلت

یزید رقاشی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی منگل کے دن دو پہر کے قریب اور دوسری روایت میں ہے کہ سورج اونچا ہونے کے وقت دس رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، ستر دنوں تک اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ اگر ان ستر دنوں کے درمیان مر گیا، تو شہید مرے گا اور اس کے ستر برس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۴)

منگل کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی منگل کی رات میں دو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار الحمد اور انا انزلنا اور قل ھو اللہ احد سات سات بار پڑھے، اللہ اس کی گردن دوزخ سے آزاد کرے گا اور قیامت میں جنت کی طرف اس کا رہبر اور لے جانے والا ہوگا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۱۹۹)

بدھ کے دن کی نفل کی فضیلت

ابو ادریس خولانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بدھ کو دن چڑھنے کے بعد بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور سورۂ فلق و سورۂ ناس تین تین بار پڑھے، اسے عرش کے قریب سے ایک فرشتہ پکارتا ہے: اے اللہ کے بندے! عمل پھر سے کر کہ تیرے پہلے گناہ بخش دیے گئے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے عذابِ قبر، اس کا اندھیرا اور تنگی دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیاں اٹھا لے گا اور اس دن سے اس کے لیے ایک پیغمبر کا عمل اضافہ فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین:۵۶۴)

بدھ کی رات کی نفل نماز

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بدھ کی رات دو رکعتیں پڑھے، اول میں الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الناس پڑھے، پھر سلام پھیرنے کے بعد دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے، ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اتر کر اس کے ثواب کو قیامت تک لکھیں گے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۱۹۹-۲۰۰)

جمعرات کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعات پڑھے، پہلی رکعت میں الحمد للہ کے بعد آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری میں الحمد للہ کے بعد سورۂ اخلاص سو بار اور سلام پھیرنے کے بعد سو بار درود شریف پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس شخص کا ثواب عنایت فرمائے گا، جس نے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہوں، اسے خانۂ کعبہ کے حج کا ثواب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان لوگوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرمائے گا، جو اس پر ایمان لائے اور توکُّل کرتے رہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۴)

جمعرات کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد پانچ بار آیۃ الکرسی، پانچ بار سورۂ اخلاص، پانچ بار سورۂ فلق اور پانچ بار سورۂ ناس پڑھے، نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار پڑھ کر اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے، تو جو حق ماں باپ کا اس کے ذمے تھا اس نے ادا کر دیا، اگرچہ ان کی نافرمانی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت کرے گا جو صدیقوں، شہیدوں کو دے گا۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۰۰)

جمعہ کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت علی بن حسین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جمعہ کا پورا دن نماز کا دن ہے، جو مومن بندہ سورج کے ایک نیزہ یا اس سے زیادہ بلند ہونے کے بعد کھڑا ہو، کامل وضو کرے اور ایمان کی حالت

میں ثواب کی نیت سے چاشت کی دو رکعتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دوسو نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے دوسو گناہ مٹا دیتا ہے اور جو آدمی چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں چار سو درجے بلند فرماتا ہے۔ جو شخص آٹھ رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں آٹھ سو درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں بارہ سو نیکیاں لکھتا ہے، اس سے بارہ سو گناہ مٹاتا ہے اور جنت میں اس کے بارہ سو درجے بلند فرماتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۵)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نمازِ جمعہ اور عصر کے درمیان دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، ایک بار آیت الکرسی اور پچیس بار **قل اعوذ برب الفلق** پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار، **قل ھو اللہ احد** ایک بار اور **قل اعوذ برب الفلق** بیس بار پڑھے، پھر سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ "**لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ**" پڑھے، وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا، جب تک خواب میں اپنے رب کی زیارت نہ کرلے، نیز وہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا یا اسے دکھا دیا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نے بارگاہِ نبوی میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم مدینہ شریف سے دور جنگلوں میں رہتے ہیں، ہم ہر جمعہ کو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اپنی قوم کے پاس جاؤں تو انہیں جمعہ کے قائم مقام بتا سکوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی! جب جمعہ کا دن ہو تو سورج بلند ہونے پر دو رکعتیں یوں پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور **قل اعوذ برب الفلق** اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور **قل اعوذ برب الناس**

پڑھو، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرو اور بیٹھ کر سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھو، پھر چار چار کی نیت سے آٹھ رکعتیں پڑھو، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور **اذا جاء نصر اللہ** ایک ایک بار اور پچیس بار سورۂ اخلاص پڑھو، نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، جو مومن مرد اور عورت جمعہ کے دن یہ نماز اسی طرح پڑھے، جیسا کہ میں نے بتایا، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور جب وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے، تو اس کی اور اس کے والدین کی بہ شرطیکہ مومن ہوں، بخشش ہو چکی ہوتی ہے اور عرش کے نیچے سے ایک منادی پکارتا ہے: اللہ کے بندے! نئے سرے سے عمل شروع کر کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

(غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۵)

جمعہ کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعہ کی رات مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعات ادا کرے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی بارہ عبادت اس طرح کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۰۰)

سنیچر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی سنیچر کے دن چار رکعات پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار الحمدللہ اور تین مرتبہ سورۂ کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے ایک سال کے روزوں اور راتوں کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ہر

ایک حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ پیغمبروں اور شہیدوں کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہے گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۶۶)

سنیچر کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی ہفتہ کی رات مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعات پڑھے تو اس کے لیے ایک محل جنت میں بنایا جائے گا اور گویا اس نے ہر ایک مومن مرد اور عورت کے برابر خیرات تقسیم کی اور یہودی ہونے سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے بخش دے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۰۰)

نماز تراویح

اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۴۶)

اس حدیث کی ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے کہ رمضان اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس لیے عطا فرمایا ہے تا کہ وہ اس میں خوب خوب عبادت کریں اور رضائے الٰہی حاصل کریں، دن میں روزہ رکھیں، رات میں نوافل ادا کریں، قرآنِ مقدس کی تلاوت کریں، اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کریں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کر کے اللہ کی رحمتوں کے حق دار بن جائیں۔

چوں کہ پورے سال مذکورہ بالا اعمال کی پابندی ایک مشکل امر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ایسا مہینہ عطا فرمایا جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر خصوصی توجہ دیں اور اپنی سال بھر کی کوتاہیوں کی بھرپائی کرنے کی کوشش کریں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! جس طرح دیگر ساری عبادتیں ایک اہم مقام رکھتی ہیں

اسی طرح نمازِ تراویح کی بھی فضیلتیں احادیث میں منقول ہیں اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر عمل کرنا بھی منقول ہے۔ آنے والی سطور کا بغور مطالعہ کریں اور نمازِ تراویح کو ادا کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔

تراویح کا معنی

لفظِ تراویح "تَرْوِیحَۃٌ" کی جمع ہے جس کا معنی ہے "کچھ دیر آرام کرنا" چوں کہ اس نماز میں ہر چار رکعات کے بعد اسی کی مقدار بیٹھتے ہیں اسی وجہ سے اسے تراویح کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی تراویح ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ اول، ص:۱۶۴، ناشر مکتبۃ الرشد ریاض)

تراویح کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(ترجمہ) جس کسی نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۴)

علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قیام رمضان سے مراد تراویح ہے۔ احناف کے نزدیک تراویح کی نماز سُنتِ مؤکدہ ہے۔

مذکورہ حدیث میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تراویح پڑھنا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے کیوں کہ تراویح نفلی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ. (ترجمہ) بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ ہم جانے انجانے میں بے شمار گناہ کر بیٹھتی ہیں اور اللہ کے پیارے حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں کی معافی کا ایک بہترین نسخہ ہمیں عطا فرمایا۔ لہٰذا ہماری ذمے داری ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام کریں۔

تراویح کا طریقہ

چوں کہ عورتوں کو گھر ہی پر نماز پڑھنے کا حکم ہے اس لیے تراویح بھی انہیں گھر ہی پر پڑھنی ہوگی۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ الم تر سے والناس تک اچھی طرح تجوید کی رعایت کے ساتھ زبانی یاد کرلیں۔ جس دن رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے اسی دن سے عشا کی چار رکعت فرض نماز اور اس کے بعد دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد کھڑی ہوکر دو دو رکعت ایک ایک سلام سے پڑھیں اور اسی طرح بیس رکعتیں مکمل کریں۔ الم تر سے والناس تک کل دس سورتیں ہوتی ہیں، اس طرح ان بیس رکعتوں میں الم تر سے والناس تک دو مرتبہ پڑھنا ہوگا۔ چار چار رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

سُبْحٰنَ ذِیْ الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ. سُبْحٰنَ ذِیْ الْعِزَّۃِ وَ الْعَظْمَۃِ وَ الْھَیْبَۃِ وَ الْقُدْرَۃِ وَ الْکِبْرِیَآءِ وَ الْجَبَرُوْتِ. سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ. سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ.

تحیۃ الوضو

وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز (دو رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے) پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے، جو اس نے اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کیے تھے۔

(مسلم شریف، حصہ اول، ص:۲۰۵)

نمازِ تہجد

لفظ ''تہجد'' کا معنی ہے سونے کے بعد بیدار ہونا۔ تہجد کی نماز کا وقت عشا کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد سے طلوعِ صبحِ صادق تک ہے۔ تہجد کی نماز کم از کم دو رکعت ہے اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول آٹھ رکعت مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کی دہلیز پر تکیہ لگائے دیکھتا رہا۔ آپ اٹھے اور دو خفیف رکعتیں پڑھیں، پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جو اس سے پہلے والی رکعتوں سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں جو ان سے بھی چھوٹی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم تھیں۔ اس کے بعد آپ نے وتر ادا فرمایا۔

(مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۲۱)

قرآن مقدس میں اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نمازِ تہجد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: وَ مِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو، یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۷۹)

حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، چنانچہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اسْتَیْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّیْلِ وَاَیْقَظَ امْرَاَتَہٗ فَصَلَّیَا رَکْعَتَیْنِ کُتِبَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ. جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے، پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں، تو دونوں کثرت سے ذکر کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۲۳)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: اس کے لیے جو اچھی بات کرے، کھانا کھلائے، پے در پے روزے رکھے اور رات میں قیام کرے، جب لوگ سوتے ہوں۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَآئُکَ حَقٌّ وَّ الْجَنَّۃُ وَ النَّارُ حَقٌّ وَّ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَ السَّاعَۃُ حَقٌّ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ وَ بِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ" الٰہی تیرے ہی لیے حمد ہے۔ تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا نور ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے۔ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، انبیا حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! تیرے لیے میں اسلام لائی، تجھ پر ایمان لائی، تجھی پر توکل کیا، تیری ہی طرف رجوع کیا، تیرے ہی لیے دشمنی کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لائی۔ تو میرے ان گناہوں کو بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر

کیا اور علانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۱۰)

نمازِ اشراق

سورج طلوع ہوکر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے، اس وقت نمازِ اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے، اس میں رکعات کی کوئی قید نہیں، کم از کم ۲؍رکعتیں پڑھیں اور زیادہ کی کوئی حد متعین نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ نمازِ فجر پڑھنے کے بعد سے نمازِ چاشت تک تلاوت قرآن، ذکر واذکار، درود شریف اور توبہ واستغفار کرتی رہیں۔ اس نماز کے بھی بہت سے فضائل وارد ہیں، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر خدا کے ذکر میں مشغول رہے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، پھر دو رکعت نماز اشراق پڑھے، تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۴۸۱)

نمازِ چاشت

چاشت کی نماز مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲؍رکعتیں۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھنے کے بعد پڑھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاشت کی دو رکعت کی محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۴۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو

رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۴۹۸)

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے، عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے، اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے اور جو بارہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (کنزالعمال، حصہ ہفتم، ص:۸۰۹، ناشر موسسۃ الرسالۃ)

صلوٰۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح میں بہت ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سُننے کے بعد اسے وہی چھوڑ سکتا ہے، جو دین میں سستی کرتا ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں؟ کیا میں تم پر بخشش نہ کروں؟ کیا میں تم کو نہ دوں؟ کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا، اگلا پچھلا، پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا، چھوٹا اور بڑا، پوشیدہ اور ظاہر۔ اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کر سکو، تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کر سکو، تو ہر مہینے میں ایک بار اور یہ بھی نہ کر سکو تو عمر میں ایک بار۔

(ابوداؤد حصہ دوم، ص:۲۹)

اس نماز کی ترکیب سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس طرح مذکور ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھیں، پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" پھر اعوذ باللہ، بسم اللہ، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع سے سر

اٹھائیں اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدے میں جائیں اور اس میں دس مرتبہ پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں، تو دس بار پڑھیں، پھر دوسرے سجدے میں جائیں، تو دس بار پڑھیں، اسی طرح چار رکعت پڑھیں اور رکوع وسجود میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ" اور "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا سورۂ تکاثر، سورۂ والعصر اور قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ اور بعض نے کہا کہ سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، حصہ دوم، ص:۲۷، ناشر: دارالفکر، بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے گی "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَوْفِيْقَ اَهْلِ الْهُدٰى وَ اَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَ مُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَ عَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَ جَدَّ اَهْلِ الْخَشْيَةِ وَ طَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَ تَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَ عِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَخَافَكَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِيْ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ حَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَ حَتّٰى اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَ حَتّٰى اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حُبًّا لَّكَ وَ حَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ"

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت والوں کی توفیق، یقین والوں کے اعمال، توبہ والوں کا خلوص، صبر والوں کا عزم، خشیت والوں کی بزرگی، رغبت والوں کی طلب، نیک لوگوں کی عبادت اور علم والوں کا عرفان مانگتی ہوں کہ میرے دل میں بھی تیرا خوف پیدا ہو جائے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتی ہوں، جو مجھے تیری نافرمانی سے روکے، حتی کہ میں تیری

اطاعت کی خاطر ایسے کام کروں جن سے میں تیری رضا کی حقدار ہو جاؤں اور تیری بارگاہ میں خلوص کے ساتھ توبہ کروں اور خالص تجھ سے محبت کروں اور تمام امور میں تجھ پر بھروسہ کروں حسن ظن کے ساتھ۔ پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔ (المعجم الاوسط، حصہ سوم، ص:۱۴۰)

نمازِ حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھتے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قل هو الله اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھتے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، حصہ دوم، ص:۲۸)

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف، وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر یہ پڑھے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَ لَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے۔ پاک ہے اللہ، مالک ہے عرش عظیم کا حمد ہے اللہ کے لیے جو سارے جہان کا رب ہے۔ میں تجھ سے تیری رحمت کے ذرائع مانگتی ہوں اور تیری مغفرت کے اسباب اور ہر نیک کام سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی۔ میرے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے

پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۴۴)

نمازِ استخارہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کی اس طرح تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں، جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے، پھر کہے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ يَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اٰجِلِهٖ فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ“ ”هٰذَا الْاَمْرَ“ کی جگہ یا دعا کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کرے۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے استخارہ کرتی ہوں، تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتی ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتی ہوں، اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتی اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ، تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس سے راضی فرما دے۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۴۵)

ترکیب: دو رکعت نماز استخارہ سنت ہے، پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھیں اور نماز کے بعد مذکورہ دعاے استخارہ پڑھیں۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول وآخر الحمد للہ اور درود شریف پڑھیں۔

(بہارشریعت، حصہ چہارم، ص:۲۵)

نمازِ غوثیہ

نمازِ غوثیہ ملاعلی قاری اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اور دوسرے علماے کرام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل کی نیت سے پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللّٰہ پڑھیں۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کریں، پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام عرض کریں اور گیارہ بار یہ کہیں "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَ امْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ" پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلیں، ہر قدم پر یہ کہیں "یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَ امْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ" پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کریں۔

(بہارشریعت، حصہ چہارم، ص:۶۸۶، ۶۸۷)

صلوٰۃ عتقا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شوال کے کسی دن یا رات میں آٹھ رکعتیں یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور پندرہ بار قل ھو اللّٰہ احد پڑھے۔ فارغ ہونے کے بعد ستر بار سبحان اللّٰہ اور ستر بار درود شریف پڑھے، اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، جو کوئی

یہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں علم وحکمت کے سرچشمے جاری کر دے گا، اس کی زبان پر بھی علم وحکمت کی باتیں جاری ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا بھر کی بیماریوں اور ان کے علاج کا علم عطا فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے، جو کوئی اس بیان کیے ہوئے طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھے، آخری سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اللہ اسے بخش دے گا۔ اگر فوت ہو جائے، تو شہید بخشا ہوا فوت ہوگا۔ جو کوئی سفر میں یہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر سفر میں چلنا اور منزل تک پہنچنا آسان فرما دیتا ہے، اگر قرض دار ہو تو اللہ تعالیٰ قرض سے نجات دے گا، اگر حاجت مند ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، جو کوئی یہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہر حرف اور ہر آیت کے بدلے جنت میں ایک مخرفہ عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! مخرفہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت میں باغات ہیں، اس کے ایک درخت کے نیچے سوار سو سال تک چلے گا، لیکن ختم نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین:۶۸۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ نوافل کے علاوہ بھی خاص خاص اوقات کے لیے نوافل اسلافِ کرام سے منقول ہیں۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت اور قانونِ شریعت وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں نوافل کی کثرت کرنے اور شب وروز اپنے ذکر واذکار میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

دوسرا باب

روزے کے فضائل و مسائل

اللہ عزوجل کا بے پناہ احسان اور اس کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں، اگر ہم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو نہیں کرسکیں گی۔ جیسا کہ خود اسی کا فرمان ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لاَ تُحْصُوْهَا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم نہیں کرسکتے۔

(سورۂ ابراہیم، آیت:۳۴)

روزہ بھی اللہ عزوجل کی جانب سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں اللہ عزوجل کا قرب حاصل ہوتا ہے اور دینی و دنیوی متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آئندہ سطور میں روزے کے فضائل اور مسائل بیان کیے جارہے ہیں، ان کا بہ غور مطالعہ کریں۔ تا کہ روزے کی اہمیت آپ کے دلوں میں بیٹھ جائے اور روزے کی صحیح ادائیگی کرسکیں۔

پہلی فصل

روزے کے فضائل

روزہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے روزہ داروں کو اللہ عزوجل کا قرب بھی حاصل ہوتا ہے اور دنیوی اعتبار سے بھی متعدد فوائد روزہ کے اندر پنہاں ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم قرآن وحدیث اور تجربات کی روشنی میں روزے کے فضائل وفوائد تحریر کررہے ہیں۔

تقویٰ کا ذریعہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (سورۂ بقرہ، پ۲، آیت۱۸۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تقویٰ بڑی عظیم دولت ہے جسے یہ دولت حاصل ہوجائے گویا اسے ایک عظیم کامیابی حاصل ہوگئی۔ تقویٰ کی قرآن وحدیث میں بہت تاکید کی گئی ہے، جگہ جگہ اللہ عزوجل نے تقویٰ حاصل کرنے پر زور دیا ہے اور متقین کے فضائل بیان فرما کر مسلمانوں کو اس جانب ابھارا ہے۔ روزے کی فرضیت کی علت میں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا

کہ روزے کی فرضیت اس لیے کی گئی ہے تا کہ روزے دار کو اس کے ذریعے تقویٰ حاصل ہو اور دیکھا بھی یہی گیا ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد انسان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور گناہوں سے کنارہ کشی کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

صوم کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

صوم کا لغوی معنٰی ہے باز رہنا، چھوڑنا اور سیدھا ہونا۔ (تفسیر کبیر)

اسی لیے خاموشی کو صوم کہتے ہیں۔قرآن پاک میں ہے ’’اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا‘‘ یعنی ’’میں نے آج رحمٰن کے لیے روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی‘‘ کیوں کہ اس میں کلام سے باز رہنا ہے۔

اصطلاح شرع میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ جل جلالہ کی عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روکنے کو ’’صوم‘‘ کہتے ہیں۔

(کتب فقہ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! روزہ درحقیقت انسان کے اندر موجود نفسانی خواہشات کو کمزور کر دیتا ہے اور روزے دار کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ علاّم الغیوب خدا میری تمام حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے۔روزہ کی حالت کے علاوہ کسی کے دل ودماغ میں یہ تصور نہیں رہتا کہ وہ جو کچھ کر رہی ہے اسے خدا دیکھ رہا ہے، لیکن صبح صادق سے غروب آفتاب تک بھوک لگتی ہے پھر بھی نہیں کھاتی، کوئی دیکھنے والا بظاہر نہیں ہوتا پھر بھی کچھ نہیں پیتی کیوں کہ اس کے دل میں اللہ جل جلالہ کا خوف ہوتا ہے۔اب ظاہر سی بات ہے کوئی بندی ایک ماہ تک اس تصور کے ساتھ زندگی گزارے تو باقی مہینوں میں بھی اس میں یہ تصور آجائے گا کہ میں کچھ بھی کروں اللہ دیکھ رہا ہے۔ جب اللہ کے دیکھنے کا تصور ہمیشہ کے لیے اس کے دل میں پیدا ہو گیا تو وہ ہر خلافِ شرع کام سے بچے گی اور یہی تقویٰ ہے۔تقویٰ مل گیا تو بندی کو دارین

کی دولت حاصل ہوگئی۔تو روزہ اس وجہ سے فرض کیا گیا تا کہ ایمان والوں کو تقویٰ مل جائے۔

روزہ کب فرض ہوا

روزہ اعلان نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال ۲ ھ میں فرض ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو باتوں کا بطور خاص ذکر فرمایا اول یہ کہ یہ عبادت صرف تم ہی پر فرض نہیں کی جارہی ہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض ہو چکی ہے۔ (سورۂ بقرہ، پ۲، آیت ۱۸۳)

چنانچہ تفسیر بغوی میں ہے کہ بعض انبیائے کرام پر ہر قمری مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے فرض تھے اور بعض پر یوم عاشورہ کا روزہ فرض تھا، اللہ تعالیٰ نے ہم پر ماہ رمضان کے روزے فرض فرمایا۔ (تفسیر بغوی، حصہ اول، ص:۲۷۲)

دوسری بات یہ ہے کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے ’’تا کہ تم متقی بن جاؤ‘‘ کہ شریعت کے تمام احکام کا مقصد مومنین کو متقی بنانا ہے۔اسی لیے قرآن کریم بار بار تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کا حکم دیتا ہے۔

روزے کا مقصد

نماز، روزے، حج، زکوٰۃ اور دیگر عبادات سب کے سب ایسے اعمال ہیں جن سے قرب خداوندی کی نعمت اور اللہ کا خوف دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے۔ لیکن بالخصوص روزہ تقویٰ کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے کہ ایک روزے دار خاتون صرف اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل میں حلال چیزوں کا حرام ہو جانا بھی تسلیم کر لیتی ہے، بھوکی رہتی ہے، پیاسی رہتی ہے،

جب کہ کھانے پینے کی ہر چیز پر اسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔اس سے زیادہ اللہ کی رضا جوئی کا اظہار اور کس عمل سے ہوسکتا ہے؟ روزہ، سخت تکلیف کے عالم میں بھی حکم الٰہی کی تعمیل کا عملی ثبوت ہے۔ روزہ اطاعت وفرماں برداری اور اظہار عبدیت کا بہترین نمونہ ہے۔ روزہ ہمدردی اور غمگساری، نیز تعاون کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ روزہ خواہشات نفس کے خلاف جہاد کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہی سب خوبیاں راہ تقویٰ کے مسافر کو منزل سے قریب کرتی ہیں۔اسی لیے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ'' جو شخص روزے میں جھوٹ بولنا اور برے کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۲۶)

کھانا پینا چھڑانا مقصودِ روزہ نہیں مقصد روزہ تو ''تقویٰ'' ہے، جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب روزے دار ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے احکام شرع کی پابندی کرے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! روزے کی حالت میں اگر اپنے آپ کو جھوٹ وغیرہ سے نہیں روکا گیا تو بھوکی پیاسی رہنا بارگاہِ رب العزت میں وہ مقام نہیں رکھتا جو مکمل طور پر ہر غیر شرعی کام سے بچا کر روزہ رکھنا مقام رکھتا ہے۔ اندازہ لگایئے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ہمیں بھوکی پیاسی رکھنا مقصود نہیں بلکہ ہر برائی سے بچانا مقصود ہے۔اب اگر کوئی کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکے اور جھوٹ، غیبت، چغلی، عیب جوئی وغیرہ سے اپنے آپ کو نہ بچائے تو مقصد روزہ فوت ہوجاتا ہے۔لہٰذا ہم کو چاہیے کہ ہم روزے کی حالت میں جھوٹ وغیرہ سے اپنے آپ کو روکیں اور روزہ کی ہی کیا تخصیص ہمیں تو ہر حال میں اپنے آپ کو جملہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

روزے کا بدلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلا دوں گا۔ اس لیے کہ میرا بندہ میرے لیے اپنے کھانے، پینے اور اپنی شہوت کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت کی خوشی اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت کی خوشی۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوش بودار ہے۔ (بخاری شریف، حصہ نہم، ص:۱۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا'' اس جملے کا مقصود ومنشا یہ ہے کہ وہی عبادت مقبول ہے جس میں ریا اور دکھاوا نہ ہو۔ تمام عبادتیں اپنا ایک ظاہری حال رکھتی ہیں۔ نماز پڑھنے والے کو آپ نمازی کہہ سکتی ہیں، حج کرنے والے کو حاجی کہہ سکتی ہیں اسی طرح جہاد کرنے والے کو مجاہد کہہ سکتی ہیں لیکن روزے کا کوئی ظاہری حال نہیں، لہٰذا یہ پوشیدہ ترین عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگی۔ پس یہ بندی کی طرف سے اللہ عزوجل کو معبود حقیقی تسلیم کرنے کا نہایت ہی اعلیٰ عمل ہے۔ اسی لیے روزے کی کوئی مقرر جزا نہیں۔ یہ رب تبارک وتعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے جتنا چاہے ثواب عطا فرمادے اور یہ ایسی عبادت ہے جس کو کوئی جان نہیں پاتا تو اس کا ثواب بھی کسی کو نہیں بتایا گیا۔ جس طرح روزہ رکھنے والی بندی اور جس کے لیے رکھ رہی ہے وہ رب جانتا ہے، اسی طرح روزے کا اجر بھی دینے والا رب جانتا ہے اور لینے والی بندی جانے گی۔

نکتہ: بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ''وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ'' صیغۂ مجہول کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس صورت میں حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ روزہ میرے لیے ہے اور روزے کی جزا میں خود ہوں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اخلاص کا مقام کتنا ارفع واعلیٰ ہے آپ نے مذکورہ حدیث شریف سے جان لیا، لہٰذا ہر جائز کام اخلاص کے ساتھ کریں بلکہ ہر کام کا مقصود یہی بنائیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لیے کرنا ہے۔ کسی ایک کام سے بھی اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو قیامت کے دن بیڑا پار ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

اسی لیے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں یہی عرض کیا کہ ؎

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

ربِ قدیر ہمارے روزوں کو قبول فرما کر ہم سب کو روزوں کے صدقے میں اخلاص کی عظیم ترین دولت عطا فرمائے۔

اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے''۔

(ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۵۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارا پورا وجود گناہوں کے داغ دھبوں سے آلودہ ہے۔ روزہ ہم سب کو پاک کرنے کے لیے آتا ہے اور اس طرح گناہوں سے پاک کرتا ہے کہ گناہ کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ ایک ماہ کے روزوں اور تراویح و عبادات کے سبب ہمارے اگلے گناہوں کو بخش دیتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اخلاص کے

ساتھ روزے رکھ کر اپنے رب سے معافی طلب کریں۔ جہاں تک روزوں کی بات ہے تو خواتین کی اکثریت اس کی پابند ہے مگر تراویح کے بارے میں ان کا خیال یہ ہے کہ تراویح صرف مردوں کے لیے ہے۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے، خواتین کے لیے بھی تراویح کے وہی فضائل ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مردوں کے لیے مسجد اور جماعت کی حاضری زیادہ مناسب ہے اور عورتوں کو گھر ہی میں پڑھنا ہے۔

بدن کی زکوٰۃ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ نصف صبر ہے، ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۵۵۵)

اور حضرت ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ دار کا سونا عبادت ہے اس کی خاموشی تسبیح ہے اس کا عمل مقبول ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۴۲۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پہلی حدیث میں روزے کو بدن کی زکوٰۃ قرار دیا گیا ہے اور زکوٰۃ کی مشروعیت کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ۔ (ترجمہ) اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ (سورۂ توبہ، آیت:۱۰۳) اس آیت سے اندازہ لگا سکتی ہیں کہ زکوٰۃ کی مشروعیت اس لیے ہوئی کہ اس کے ذریعے مال ستھرا اور پاکیزہ ہو جائے اور روزے کو بدن کے لیے زکوٰۃ قرار دیا گیا، جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ روزہ بھی بندۂ مومن کے لیے طہارت و تزکیہ کا ذریعہ ہے۔ آج ہمارے دل زنگ آلود ہو گئے ہیں، گناہوں کی سیاہی نے دلوں کو گھیر لیا ہے۔ ایسے عالم میں روزہ رکھنا ہمارے دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

سونے کا دسترخوان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: قیامت کے دن روزے داروں کے لیے سونے کا ایک دسترخوان رکھا جائے گا جس میں مچھلی ہوگی، روزے دار اس دسترخوان سے کھاتے ہوں گے اور دوسرے لوگ ان کو دیکھتے ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین،ص:۴۶۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! روزہ رکھ کر صبر کرنے پر اللہ عزوجل قیامت میں کتنا عظیم بدلہ عطا فرمائے گا کہ یہاں بھوکے رہے تو قیامت میں سونے کا دسترخوان اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ یقیناً وہ کسی کا اجر ضائع نہیں فرماتا بلکہ ہر ایک کو اپنی شان کے مطابق بدلہ عطا فرماتا ہے۔ روزے دار چونکہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کی خاطر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ عزوجل اس روزے دار کو آرام کرنے پر بھی عبادت کا ثواب، خاموشی پر تسبیح کا ثواب اور عمل خیر کے قبول ہونے کی بشارت عطا فرماتا ہے۔ اس کی بات مان کر اگر اس کی کوئی بندی اپنی خواہش کو قربان کر دے تو وہ کریم اس قربانی کو قبول فرماتا ہے اور اسے بشارت عظمیٰ سے نوازتا ہے۔ اللہ عزوجل اچھوں کے صدقے ہم سب کو پابند صوم وصلوٰۃ بنائے۔

عرش کے سائے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جب روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں آئیں گی۔ جنت کا ایک دسترخوان ان کے سامنے رکھا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور وہ سب عرش کے سائے میں ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین،ص:۴۶۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ دنیا میں روزہ دار بندی اپنے آپ کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جن نعمتوں سے روکے رکھا تھا کل بروزِ

قیامت اللہ عزوجل اس سے بہتر اسے عطا فرمائے گا۔ یعنی وہ جنت میں بھوکی نہیں رہے گی بلکہ وہ جو چاہے گی مولیٰ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ عزوجل فرماں برداروں کو ایسا ہی بدلہ عطا فرماتا ہے۔ اسی کا فرمان ہے: كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. (ترجمہ) ہم یوں ہی بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ (سورۂ صافات، آیت:۱۱۰)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ پروردگار جل وعلا کی رضا کے لیے خود کو تیار کریں اور چند گھنٹوں کی بھوک اور پیاس برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ کو خوش کریں۔ وہ رحیم وکریم قیامت کے دن ہمیں خوش فرما دے گا۔ دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی رضا والی طویل عمر عطا فرمائے۔

ایک عجیب فرشتہ

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج میں سِدرۃُ المنتھٰی پر ایک فرشتہ دیکھا جسے میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا، اس کے طول وعرض کی مسافت لاکھ سال کے برابر تھی۔ اس کے ستر ہزار سر تھے اور ہر سر میں ستر ہزار منھ اور ہر منھ میں ستر ہزار زبانیں اور ہر سر پر ستر ہزار نورانی چوٹی تھی اور ہر چوٹی کے سر پر بال میں لاکھ لاکھ موتی لٹکے ہوئے تھے۔ ہر ایک موتی کے پیٹ کے اندر بہت بڑا دریا ہے اور ہر دریا کے اندر بہت بڑی مچھلیاں ہیں اور ہر مچھلی کا طول دو سال کی مسافت کے برابر اور ہر مچھلی کے پیٹ میں لکھا ہے ''لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' اور اس فرشتے نے اپنا سر اپنے ایک ہاتھ پر رکھا ہے اور دوسرا ہاتھ اس کی پیٹھ پر ہے اور وہ ''حَظِیْرَۃُ الْقُدُس'' یعنی بہشت میں ہے۔ جب وہ اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے تو اس کی پیاری آواز سے عرش الٰہی خوشی میں جھوم اٹھتا ہے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اس سے متعلق پوچھا تو انھوں نے عرض کیا: یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔ پھر میں نے کہا اس کی لمبائی اور چوڑائی کہاں سے کہاں تک ہے؟ جبرئیل نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک

چراگاہ بنائی ہے اور یہ اسی میں رہتا ہے اس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ آپ کے اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کے لیے تسبیح پڑھے جو روزہ رکھتے ہیں۔

میں نے اس فرشتے کے آگے دو صندوق دیکھے، دونوں پر ہزار نورانی تالے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس فرشتے سے پوچھیے۔ میں نے اس عجیب وغریب فرشتے سے پوچھا کہ یہ صندوقیں کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں آپ کی روزہ رکھنے والی امت کی برأت (چھٹکارہ) کا ذکر ہے۔ آپ کو اور آپ کی امت کے روزہ رکھنے والوں کو مبارک ہو۔ (تفسیر روح البیان عربی، جلد اول، ص۲۹۴، ناشر دارالفکر بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ روزہ داروں کے لیے کتنا عظیم اجر ہے۔ اس لیے ہمیں روزوں کی مکمل پابندی کرنی چاہیے، تاکہ اللہ عزوجل حدیث مذکور میں بیان کردہ اجر کی ہمیں بھی مستحق کردے۔

روزے داروں کی مہمان نوازی

حدیث پاک میں ہے جب قیامت میں اللہ تعالیٰ اہل قبور کو قبروں سے اٹھنے کا حکم دے گا تو اللہ عزوجل ملائکہ کو فرمائے گا: اے رضوان! میرے روزے داروں کو آگے چل کر ملو کیوں کہ وہ میری خاطر بھوکے پیاسے رہے، اب تم بہشت کی خواہشات کی تمام اشیا لے کر ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد رضوانِ جنت زور سے پکار کر کہے گا: اے جنت کے غلمان وولِدان! نور کے بڑے بڑے تھال لاؤ۔ اس کے بعد دنیا کی ریت کے ذرات اور بارش کی بوندوں اور آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے برابر میوہ جات اور کھانے پینے کی لذیذ اشیا جمع کر کے روزہ داروں کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا: جتنی مرضی ہو کھاؤ یہ ان روزوں کی جزا ہے جو دنیا میں تم نے رکھے۔ (روح البیان، جلد اول، ص:۲۹۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کل بہ روز قیامت اللہ تعالیٰ روزے دار کو کتنی عزت

وعظمت عطا فرمائے گا۔ فرشتوں کو استقبال کا حکم دے گا اور نور کے بڑے بڑے تھالوں میں قسم قسم کی جنت کی نعمتیں روزہ داروں کے سامنے رکھی جائیں گی۔ کتنا عظیم صلہ ہے روزہ رکھنے کا۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

ایک روزے کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بغیر عذر شرعی کے جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو اس کی فضیلت پانے کے لیے پوری زندگی کے روزے ناکافی ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پتہ چلا کہ اگر کسی نے رمضان کا ایک روزہ بلا عذر شرعی چھوڑ دیا تو اب زندگی بھر روزہ رکھے تب بھی رمضان کا ایک روزہ جو اس نے ترک کیا اس کے برابر نہ ہو سکے گا، کیوں کہ ماہ رمضان المبارک کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے وہ دوسرے مہینے کو کہاں۔ دیکھیے اس میں شیطان قید کر دیا جاتا ہے، روزی بڑھا دی جاتی ہے، ثواب بڑھا دیا جاتا ہے غرض کہ اس طرح کی بہت ساری برکتیں ماہ رمضان المبارک میں رب کی طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ جو غیر رمضان میں نہیں ہوتیں۔ اسی لیے اس ماہ میں ثواب اس حد تک بڑھا دیا جاتا ہے کہ فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ماہ رمضان المبارک کے فرض روزوں میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو روزوں کے ذریعے حاصل ہونے والے فضائل وفوائد سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

روزے کے دنیاوی فوائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُغْزُوا تَغْنَمُوا، وَصُومُوا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوا تَسْتَغْنُوا. جہاد کرو غنیمت پاؤ

گے، روزہ رکھو صحت مند ہو جاؤ گے اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ (طبرانی اوسط، حصہ ہشتم، ص:۱۷۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل میں صدہا حکمتیں اور فوائد پوشیدہ ہیں جن کی گہرائی تک ہماری عقل کا پرندہ پرواز نہیں کر سکتا۔ مثلاً ہم پر نمازیں فرض ہوئیں تو جہاں نمازوں کی ادائیگی پر ہمارے لیے آخرت میں اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا وہیں دنیا میں نماز کی مداومت کرنے پر ہمارے لیے، بہت سی بیماریوں کے دفع کا ذریعہ بھی بنا دیا گیا۔ گویا کہ اللہ رب العزت اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام کی بجا آوری میں ہمارے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی ہے۔

آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، انسان مظاہر قدرت میں غور و فکر کر کے ان کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اغیار بھی اسلام کے بتائے ہوئے احکامات و ارشادات پر مسلسل تحقیق کر رہے ہیں۔ الحمد للہ! جوں جوں سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کا فروغ ہو رہا ہے اسلام کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے۔ انسان چونکہ طبعاً حریص ہے، اسلام نے اسے ہر عمل پر نفع دیا ہے اس لیے سنتوں کی سائنسی تحقیق ہوئی ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنتیں قطعاً سائنس کی محتاج نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزے کو مومن کے لیے شفا اور صحت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سائنس کیا کہتی ہے؟ مختصراً ملاحظہ فرمائیں، تاکہ روزے میں جہاں صدہا دینی فوائد مضمر ہیں وہیں دنیوی فوائد سے بھی آپ کو آشنائی ہو سکے۔

روزہ سائنس کی نظر میں

حکیم محمد طارق محمود چغتائی اپنی تصنیف ''سنت نبوی اور جدید سائنس'' میں رقم طراز ہیں ''پروفیسر مور پالڈ آکسفورڈ یونیورسٹی کی پہچان ہیں، انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے

اسلامی علوم کا مطالعہ کیا اور روزے کے باب پر پہنچا تو چونک پڑا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے کتنا عظیم فارمولہ دیا ہے۔ اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو اور کچھ نہ دیتا صرف یہی روزے کا فارمولہ ہی دیتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ میں نے سوچا کہ اس کو آزمانا چاہیے۔ پھر میں نے روزے مسلمانوں کے طرز پر رکھنا شروع کر دیے۔ میں عرصۂ دراز سے معدے کے ورم ''Stomach Inflamation'' میں مبتلا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ اس میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ میں نے روزوں کی مشق جاری رکھی۔ پھر میں نے جسم میں کچھ اور تبدیلی بھی محسوس کی اور کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اپنے جسم کو نارمل پایا۔ حتیٰ کہ میں نے ایک ماہ کے بعد اپنے اندر انقلابی تبدیلی محسوس کی''

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آپ نے پروفیسر مور پالڈ کے تجربے سے بخوبی اندازہ کیا ہو گا کہ جہاں روزے میں اسلامی نظریہ کے مطابق رضائے الٰہی پوشیدہ ہے، وہیں پیٹ کے اس موذی مرض کی شفا بھی روزے میں موجود ہے۔ پیٹ میں کچھ تکلیف ہو تو کسی کروٹ سکون اور چین نہیں ملتا، جب کہ روزے سے پیٹ کے امراض دفع ہو جاتے ہیں۔ یقیناً اللہ عزوجل کا کروڑہا احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ عظیم نعمت عطا فرمائی۔ اس لیے اس احسان پر اللہ کا شکر ادا کریں اور پابندی سے روزے رکھیں۔

پوپ ایلف گال کا تجربہ

پوپ ایلف گال ہالینڈ کا بڑا پادری گزرا ہے، اس نے روزے کے بارے میں اپنے تجربات بیان کیے ہیں، ملاحظہ ہوں:

''میں اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے اس طریقۂ کار کے ذریعے جسمانی اور وزنی ہم آہنگی محسوس کی۔ میرے مریض مجھ پر مسلسل زور دیتے ہیں کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ ان میں

وہ مریض جو لا علاج ہیں ان کو تین یوم نہیں بلکہ ایک ماہ تک روزے رکھوائے جائیں''۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، ص:۱۶۶، ناشر: اعجاز پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عیسائی لوگ روزہ کے طبّی فائدے کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اس کی تہہ تک پہنچے تو حکمت اسلام کے جلوے ان کو نظر آنے لگے اور انہوں نے اس پر عمل کر کے فائدہ حاصل کیا اور مزید فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہم سب کو روزے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم کو روزے کے ذریعے جسمانی، روحانی اور اخروی فائدے سے بھی مالا مال کیا۔

ایک لاکھ رمضان کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مکہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا ہوسکا قیام کیا (نوافل پڑھا) اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوسری جگہ کی بہ نسبت ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار ہونے کا ثواب اور ہر دن میں نیکیاں اور ہر رات میں نیکیاں لکھے گا۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۳۶۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رمضان کے ایام گزارنے کی سعادت کا کیا کہنا! یقیناً حرمین طیبین میں روزوں کی کیفیت ہی جدا ہوتی ہے اور اس کی برکتیں بھی بے پناہ ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر اللہ توفیق دے تو ماہ رمضان ان مبارک زمینوں پر گزاریں۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو ماہ رمضان میں حرمین طیبین کی حاضری نصیب فرمائے، بار بار دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری سے بہرہ ور فرمائے اور آخری وقت مدینے میں دو گز زمین عطا فرمائے۔

فیضان رمضان وقرآن

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: روزہ اور قرآن بندے کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے ربِّ کریم! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کے لیے قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعتیں قبول ہو جائیں گی۔ (مشکوۃ شریف، ص۶۱۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! روزہ رکھنا بہ ظاہر انسان کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے، نفس پر گراں گزرتا ہے۔ اسی طرح دن بھر تھک کر رات میں قیام کرنا بھی طبیعت پر دشوار گزرتا ہے، لیکن اگر کوئی مومنہ بندی چند دنوں کی تکلیف برداشت کرے اور روزہ اور تلاوت قرآن کو نہ چھوڑے تو کل بہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ اس کے سفارشی ہوں گے اور اللہ رب العزت ان کی سفارش کو قبول فرما کر اس بندی کو بہشت کا حقدار بنادے گا۔ آج ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ دن میں روزے کی حالت میں تو ہمارے معاشرے کی خواتین ٹی وی اور دیگر خرافات کو بند رکھتی ہیں، لیکن جیسے ہی افطار کر لیا فوراً ٹی وی کے سامنے جٹ گئیں۔ یاد رکھیں! رمضان المبارک میں محنت اور مشقت برداشت کر لینا کل بہ روز قیامت ہماری شفاعت کا باعث ہوگا۔ اس لیے رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن مقدس کی کوشش کریں۔

برکات ماہ رمضان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر

فرماتا ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کی طرف نظر فرمائے گا تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا
اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں
جتنے آزاد کیے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر
کی رات آتی ہے تو ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ جل شانہ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے۔
فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کیا؟ فرشتے
عرض گزار ہوتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا
ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ (الترغیب والترہیب، حصہ دوم، ص:۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کا دریائے رحمت تو ہمیشہ جوش میں رہتا ہے
اور وہ کسی نہ کسی بہانے اپنے بندوں کی بخشش کرتا اور انہیں جہنم سے آزاد فرماتا رہتا ہے۔ مگر ماہ
رمضان المبارک میں اس کا خصوصی کرم ہوتا ہے۔ اب یہ اس بندے یا بندی کا کام ہے کہ اس
مہینے میں اس کی عبادت کر کے اسے راضی کر لیں اور اس کے انعامات و اکرامات کے حق دار
بن جائیں۔

کاش پورا سال رمضان ہوتا

ابن خزیمہ نے حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث
روایت کی اس میں یہ بھی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بندوں کو
معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت تمنا کرتی کہ کاش پورا سال رمضان ہی ہو۔
(صحیح ابن خزیمہ، حصہ چہارم، ص:۱۹۵، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ پتہ چلا کہ ماہ رمضان
المبارک کی جو کچھ فضیلتیں بتائی گئی ہیں وہ تو ہیں ہی، ان کے سوا بھی اس کی عظمتیں اور برکتیں
بہت ہیں۔ اگر وہ ہمیں معلوم ہو جاتیں تو ہم یہ تمنا کرتیں کہ پورا سال رمضان ہو۔ تو ہمیں

چاہیے کہ ماہ رمضان المبارک کا احترام کریں اور دونوں جہاں کی برکتوں سے مالا مال ہوں۔
اللہ رب العزت ہم سب کو ماہ رمضان المبارک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

شیاطین قید میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ
اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔ (ترجمہ) جب رمضان المبارک آتا ہے، آسمان
کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین
زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۲۵)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر
فرماتے ہیں ''آسمان کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت نازل
ہوتی ہے، بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہ الٰہی میں اعمال پہنچ جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔
جنت کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزے دار کو نیک اعمال کی
توفیق اور حسنِ قبول عطا فرماتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ
روزہ داروں کے نفوس اور دلوں کو ممنوعات شرعیہ کی آلودگی سے پاک کر دیا جاتا ہے، انہیں
گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات ملتی ہے اور دل سے لذّتوں کے حصول کی
خواہشات ٹوٹ جاتی ہیں اور شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دیے جانے کا معنیٰ یہ ہے کہ برے
خیالات کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ (ملخص از اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص:۱۵۹، ناشر: جیلانی بک ڈپو،
دہلی)

سحری وافطار کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا: سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۵۷۷)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے ارشادفرمایا: ہمارے اوراہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کالقمہ ہے۔

(مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۵۷۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ضرور ضرور سحری کھا کر اپنے مسلمان اور کنیز رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت پیش کرو۔ سحری کا فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ آپ کو روزے سے بیزاری نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ بغیر سحری کے روزہ رکھنے کی صورت میں صبح ہی سے بدن میں نقاہت اور کمزوری پیدا ہو جائے گی، پھر اگلے دنوں کے روزے رکھنے سے بیزاری ہو جائے گی۔ اس لیے آپ ضرور سحری کیا کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اوراس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۲۸۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سے بڑھ کر کیا سعادت مندی ہوگی کہ سحری ہم کھائیں اور اللہ تعالیٰ اوراس کے معصوم فرشتے ہم پر درود بھیجیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ارشادفرماتے ہیں: سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لو، کیوں کہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ ہفدہم، ص:۱۵۰، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہت سی ایسی خواتین ہیں جو سستی کی وجہ سے سحری کے بغیر روزہ رکھ لیتی ہیں اور سحری کے اتنے سارے فضائل سے محروم رہ جاتی ہیں۔ رمضان شریف

میں پھرتی کا مظاہرہ کریں اور سحری کے لیے بیدار ہوا کریں اور ہلکا پھلکا جو بھی میسر ہو اس سے سحری کیا کریں۔

افطار میں جلدی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۷۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ بات چیت اور دیگر کاموں میں مصروف نہیں رہنا چاہیے، بلکہ جیسے ہی وقت افطار ہو جائے، فوراً افطار کر لینا چاہیے۔ اس لیے کہ افطار میں جلدی کرنے والی اللہ عزوجل کو پیاری ہے۔

افطار کرانے کی فضیلت۔

حضرت خالد جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۴۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جہاں روزہ رکھنا باعث ثواب ہے وہیں پر روزہ دار کو افطار کرانا بھی کارِثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ضرور روزہ افطار کرائیں۔

کن چیزوں سے افطاری کریں

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ''جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے''

(ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۷۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دن بھر روزہ رکھنے کے بعد شام میں جب افطار کی جائے تو بہتر یہی ہے کہ بدن میں جانے والا پہلا لقمہ زود ہضم اور مُقوی ہو۔ چنانچہ حکما اور ڈاکٹروں کا تجزیہ یہ ہے کہ کھجور نہایت ہی مُقوی اور زود ہضم پھل ہے۔ اس لیے کوشش یہی ہو کہ کھجور سے افطار کریں، پانی پئیں، اس کے بعد کچھ اور کھائیں۔ ہاں تیل والی چیزوں کا استعمال کم سے کم کریں، زیادہ تر پھل سے افطار کریں۔

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ماہِ رمضان کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆☆☆

دوسری فصل

روزہ کے مسائل

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم میں کی اکثریت روزہ رکھتی ہے، لیکن کبھی کبھی روزے کے مسائل سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے ہم اپنے روزوں کو برباد کردیتی ہیں۔ اس لیے ہم روزے کے اہم اور ضروری مسائل بیان کردیتے ہیں تاکہ ان کی معلومات حاصل کرنے کے بعد ہمارے روزے برباد نہ ہوں، بلکہ مکمل صحت کے ساتھ ان کی ادائیگی ہو۔

سحری و افطاری کے مسائل

مسئلہ: سحری سے فارغ ہونے کے بعد نیت کریں اور یوں کہیں **نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ ھٰذَا** (ترجمہ) میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھنے کی نیت کی۔

مسئلہ: اگر رات میں نیت نہ کرسکیں تو دن میں یہ کہیں **نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ ھٰذَا** میں نے آج کے دن اللہ کے لیے اس رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

مسئلہ: نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں، یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ماہ رمضان کے کئی روزے قضا ہو گئے ہیں تو نیت میں یہ ہونا چاہیے کہ یہ روزہ فلاں رمضان کے فلاں روزے کی قضا ہے۔ اگر نیت میں سال اور دن متعین نہ کیے گئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لائی اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے دیے ہوئے سے افطار کیا تو تو مجھ سے اس کو قبول فرما۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: بھول کر کھانے، پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ فرض روزہ ہو یا نفل، تھوڑا کھایا ہو یا زیادہ۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مکھی، دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہی کیوں نہ ہو جو چکی پینے سے اڑتا ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: کسی نے تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ اگرچہ تیل یا سرمے کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمے کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کسی نے ہم بستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کے چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہ گار ہوگی مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: شوہر نے بیوی کو بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: بار بار جماع کے خیال سے انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ ٹوٹا

مگر اس چیز کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: حقہ، سگار، سگریٹ، پان، تمباکو، پینے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ پان یا تمباکو کی پیک تھوک دی ہو کیوں کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ: شوہر نے عورت کو بوسہ لیا، چھوا یا مباشرت کی، یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: جان بوجھ کر انگلی وغیرہ منہ میں ڈال کر منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر قے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: کسی نے سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا، یا اس کا منہ کھلا تھا اور پانی کا قطرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

صرف قضا لازم ہے

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اس لیے کھا لیا یا پیا یا جماع کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا لازم ہے۔ یعنی اس روزے کے بدلے ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مسافر عورت نے اقامت کی، حیض و نفاس والی عورت پاک ہو گئی، مریضہ تھی اچھی ہو گئی، کافرہ تھی مسلمان ہو گئی، مجنونہ کو ہوش آ گیا، نابالغہ تھی بالغہ ہو گئی، ان سب صورتوں میں جو کچھ دن کا حصہ باقی رہ گیا ہوا سے روزہ کی مثل گزارنا واجب ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو گئی اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے ہو اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا نہ فرض نہ نفل اور مریضہ یا مسافرہ نے نیت

کر لی یا مجنونہ تھی ہوش میں آکر نیت کر لی تو ان سب کا روزہ ہو گیا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھی، صبح ہوتے ہی یا یاد آتے ہی فوراً جدا ہو گئی تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہی تو قضا واجب، کفارہ نہیں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے اور اس نے وصیت کی یا مال چھوڑا تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کرے اور اگر وصیت نہ کی یا مال نہ چھوڑا تو ولی پر فدیہ ادا کرنا ضروری نہیں۔ البتہ کر دے تو بہتر ہے۔ (بہارشریعت)

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مسئلہ: سفر، حمل اور بچے کو دودھ پلانے کی حالت میں اور بیماری اور بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہونے کے خوف کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ان حالات میں روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے گناہ بھی نہیں۔ البتہ عذر جاتا رہا تو روزہ رکھنا ضروری ہے اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بھی لازم ہے۔

مسئلہ: کوئی بوڑھی عورت گرمی کے دنوں میں گرمی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتی مگر سردی کے دنوں میں رکھ سکتی ہے اور ماہ رمضان گرمی کے دنوں میں پڑا، تو ایسی صورت میں اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی، لیکن سردی کے دنوں میں اس کی قضا رکھنا اس پر فرض ہوگا۔

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو ان روزوں کی قضا رکھنا واجب ہے فدیہ صدقۂ نفل ہو گیا۔ (قانون شریعت، ص:۲۰۱)

کفارہ بھی لازم

مسئلہ: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزے کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ

سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی۔ مثلاً عورت کو اسی دن حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن ایسی بیمار ہو گئی جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہو گئی یا بھول کر کھا رہی تھی اور نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آگیا اور نگل لی دونوں صورت میں کفارہ واجب ہے۔ اگر منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (بہارشریعت)

روزہ توڑنے کا کفارہ

مسئلہ: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا روزہ بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے شمار نہ ہوں گے اگرچہ انسٹھ رکھ چکی تھی، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو۔ مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے، یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بہارشریعت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! روزہ و دیگر مسائل کی تفصیل جاننے کے لیے قانون شریعت، بہارشریعت، سنی بہشتی زیور، جنتی زیور وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ ماہ رمضان کے فضائل اور روزوں کے فضائل و مسائل ہماری کتاب ''ماہ رمضان کیسے گزاریں؟'' میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اس کی طرف بھی مراجعت کریں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں روزے کے مسائل سیکھ کر ان کے مطابق روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور روزے کے فضائل و فوائد سے ہمیں بہرہ ور فرمائے۔ آمین

☆☆☆

تیسرا باب

زکوٰۃ کے فضائل و مسائل

جس طرح نماز اور روزے مسلمانوں پر فرض ہیں، اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم فریضہ ہے، جس کی ادائیگی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ آج مسلمانوں میں بہت کم ایسے گھرانے ہیں جن میں صحیح طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی کی جاتی ہے اور اگر کی بھی جاتی ہے تو بس کچھ رقم نکال کر کسی کو دے دی جاتی ہے، اس میں بھی اس بات کا خیال نہیں کیا جاتا کہ وہ رقم مستحق کو مل رہی ہے یا نہیں۔

یاد رکھیں! اولاً تو زکوٰۃ کی ادائیگی ایک اہم فریضہ ہے، پھر اس بات کا خیال رکھنا بھی ہماری ذمے داری ہے کہ زکوٰۃ مستحق کو پہنچے، ورنہ ہمارے ذمے زکوٰۃ نہ ادا کرنے کا گناہ باقی رہ جائے گا اور ہم اللہ کے عذاب وعتاب کی شکار ہو جائیں گی۔ اگلے صفحات میں زکوٰۃ کے فضائل، ادا نہ کرنے پر وعیدیں اور زکوٰۃ کے مسائل ذکر کیے جا رہے ہیں۔

پہلی فصل

زکوٰۃ کے فضائل

لغت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا لفظ دو معنوں کا حامل ہے، اس کا ایک معنیٰ پاکیزگی، طہارت اور پاک صاف ہونا یا کرنا ہے۔ چوں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال ستھرا ہوتا ہے اس لیے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جانے والے مال کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ دوسرا معنیٰ نشوونما اور بالیدگی ہے۔ جس میں کسی کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور فروغ پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے چوں کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے وہ مال جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کی فرضیت کے حوالے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ (ترجمہ) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۰) دوسرے مقام پر متقین کی صفت بیان فرماتے ہوئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ. (ترجمہ) اور (متقی وہ ہیں) جو ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! پہلی آیت کریمہ سے زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے اور دوسری آیت میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ متقی ہونے کے لیے زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ضروری

ہے۔زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔جیسا کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ ۔ (ترجمہ)اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے(۱)اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں(۲)نماز قائم کرنا(۳)زکوٰۃ دینا(۴)حج کرنا(۵)ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری شریف،حصہ اول،ص:۱۱)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور نماز قائم کرنے کے بعد سب سے اہم درجہ زکوٰۃ کا ہے۔اس لیے جہاں ہمیں اپنے ایمان اور نماز کی حفاظت کرنی ہے،وہیں زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اپنے اوپر لازم کرنی ہے۔

فرضیت زکوٰۃ کا سبب اور غرض و غایت

بہ ظاہر زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہمیں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا،لیکن ایسا نہیں ہے۔زکوٰۃ ادا کرنے کی حکمت اور غرض وغایت کے تعلق سے قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر نشاندہی فرمائی ہے۔چنانچہ رب قدیر جل جلالہ اہل ایمان سے براہ راست مخاطب ہوکر ارشاد فرماتا ہے:یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ۔(ترجمہ)اے ایمان والو!ہم نے جو تمہیں رزق دیا اس میں سے خرچ کرو۔ (سورۂ بقرہ،آیت:۲۵۴)

ایک مقام پر تقوی شعار ایمان داروں کی علامت بیان کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔اس (قرآن) میں ہدایت ہے ڈر والوں کے لیے وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں۔

(سورۂ بقرہ،آیت:۲-۳)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا:وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔(ترجمہ)اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (سورۂ منافقون،آیت:۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو!ان آیتوں سے درج ذیل باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

☆ زکوٰۃ دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

☆ ایمان اور نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے۔

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی متقین کی علامت ہے۔

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا۔

☆ دنیا میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو بعد موت حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ زکوٰۃ دینا انسان کو نیک اور صالح بنا دیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والوں کو بار بار توجہ دلاتا ہے کہ اُس مال میں سے میری راہ میں خرچ کرو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ کے الفاظ غور طلب ہیں کہ بسا اوقات کوئی اپنی کم ظرفی کی بنیاد پر یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس کا مال اور اس کی کمائی،اس کی ذاتی محنت وکاوش کا نتیجہ ہے۔اس کا یہ گمان سراسر غلط ہے،کیوں کہ انسان کے پاس جو کچھ مال و متاع ہے،وہ اس کے رب کی عطا اور فضل ہے جس سے اسے کبھی محروم بھی ہونا پڑ سکتا ہے۔

اسلام کی بنیاد

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:مِنْ تَمَامِ اِسْلَامِكُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ ۔(ترجمہ)تمہارے اسلام

کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ ہشدہم، ص:۸)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد مومنہ بندی مالک نصاب پر اپنے ایمان کی تکمیل کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ جو مالک نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ کامل مومنہ نہیں۔ جو مسلمان مرد یا عورت زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کو ہم سب کے آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی بشارتیں دی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مجھ کو چھ چیزوں کی ضمانت دے، میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ وہ چھ چیزیں کیا ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرم گاہ، شکم اور زبان۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ہشتم، ص:۲۶۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! زکوٰۃ دینے والوں کے لیے آخرت کی زندگی میں جنت کی خوش خبری ہے۔ جنت ایک ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی خوف نہ کوئی غم۔ ہر طرح کے خوف و خطر سے انسان آزاد اور سکون میں ہوگا اور وہاں اتنی آسائشیں ہوں گی کہ انسان دنیاوی زندگی میں تصور بھی نہیں کرسکتا اور یہ عظیم مقام ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگ اہل ایمان ہوں گے، نیک اور صالح اخلاق کے مالک ہوں گے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کریں گے۔

فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور مومنین کے لیے اسی کی بشارت ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: سرکار مجھے ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ کر، نماز قائم کر اور زکوٰۃ

ادا کر۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۱۰۴)

جنت کے دروازے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (اس کو تین بار فرمایا) پھر سر جھکا لیا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی سر جھکا لیا اور رونے لگے۔ معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھالیا، چہرہ پُر نور پر خوشی کے آثار تھے اور ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے، اپنے مال کی زکوۃ دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہوجا۔ (نسائی شریف، حصہ پنجم، ص:۸)

صدقے کے فضائل

زکوٰۃ فرض ہے اور صدقۂ فطر واجب ہے۔ جو ان دونوں کو ادا نہ کرے سخت گنہ گار ہے۔ ان کے علاوہ صدقات نافلہ اللہ عزوجل کی قرب کا ذریعہ ہیں۔ زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور صدقات نافلہ کی ادائیگی کا ثواب بہت عظیم ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم چند احادیث بیان کرتے ہیں۔ ان پر غور کیجیے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان مقدس فرامین پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیجیے۔

مال میں اضافے کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ رب العزت کی راہ میں دے، اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا اور پالتا ہے، جیسے کوئی آدمی اپنے بچھڑے یا بدنے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ

بڑھ کر اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۱۰۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جس طرح مولیٰ عزوجل زکوٰۃ ادا کرنے پر ثواب عطا فرماتا ہے یوں ہی صدقے کی ادائیگی پر بھی بے حساب ثواب عطا فرماتا ہے اور اگر صدقہ خلوص کے ساتھ دیا جائے تو اللہ عزوجل اس کو خوب بڑھاتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ عزوجل بہت ساری مصیبتیں اور بیماریاں صدقے کی وجہ سے دور فرما دیتا ہے۔ یاد رکھیں کہ کبھی بھی آپ کے ذہن وفکر میں یہ بات نہ آئے کہ صدقے کی وجہ سے مال کم ہو جائے گا بلکہ صدقے کی وجہ سے ہمیشہ مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

فرشتوں کا تعجب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور زمین کو پہاڑوں کے سہارے ٹھہرا دیا۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو ان کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہاں لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا: تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے پوچھا: کیا آگ سے زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں پانی ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو ارشاد ہوا: ہاں ہَوا ہے۔ یہ سن کر فرشتوں نے سوال کیا: کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی چیز طاقتور ہے؟ جواب ملا: ہاں اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ. ابن آدم علیہ السلام کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۶۹۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ اس قدر چھپا کر دیا

جائے کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کریں تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ اس طرح صدقہ کرنے والا پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی اور تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔

آج خود نمائی کا دَور دورہ ہے۔ ہر کسی کے دل میں یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹا کام کرے تب بھی اس کا پرچار ہو۔ حالاں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں سب سے زیادہ طاقتور وہ صاحب ایمان ہے جو صدقہ چھپا کر دے، دکھاوا مقصود نہ ہو، بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا مقصود ہو۔

عمر کیسے بڑھے؟

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک صدقے کے ذریعے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ پنجم، ص:۱۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہماری عمر لمبی ہو جائے، بلکہ بعض خواتین کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنے پوتوں اور پوتیوں کا نکاح اپنے سامنے کروائیں پھر اس دنیا سے رحلت کریں۔ سن لیں! لمبی عمر کی تمنا ہے تو خوب سے خوب صدقہ کرو۔ اس لیے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا: صدقہ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں دنیا میں عزت وآبرو کے ساتھ زندہ رکھے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

غضب الٰہی سے بچاؤ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ۔ بے شک صدقہ اللہ عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کی ناراضگی سے بچ جانا دنیا وآخرت کی سب سے عظیم کامیابی ہے، اسی طرح خاتمہ بالخیر ہونا بھی بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق صدقہ سے یہ دونوں فضائل حاصل ہوں گے کہ اللہ عزوجل کی ناراضگی سے چھٹکارا بھی مل جائے گا اور خاتمہ بالخیر بھی ہوگا۔

صدقے کو باطل نہ کرو

صدقہ دے کر احسان جتانا بہت بڑی آفت ہے۔ اسی لیے چھپا کر صدقہ دینے کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ صدقہ دے کر احسان جتانے سے صدقے کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے ''لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی'' اپنے صدقات کو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۶۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل اگر ہمیں مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمائے تو اسے اپنے اوپر اللہ کا فضل سمجھیں۔ خبردار! کبھی بھی کسی غریب کو دے کر اس پر احسان ہرگز نہ جتائیں ورنہ وہ صدقہ باطل ہو جائے گا اور اس کا کچھ فائدہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

جہنمی کون؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر پیش ہوا کہ تین لوگ جنت میں پہلے جائیں گے اور تین لوگ جہنم میں پہلے جائیں گے۔ جنت میں پہلے جانے والے تین لوگ یہ ہوں گے۔ شہید، غلام جو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا تھا اور پاک دامن عیال دار اور جہنم میں پہلے جانے والے تین شخص یہ ہوں گے زبردستی حاکم بننے والا، مال دار زکوٰۃ نہ

دینے والا اور بدکار نادار۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۸)

پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن ان کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر انہیں تپا کر داغیں گے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے یوں ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۶۸۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق نہ ادا کرے قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے پتّر بنائے جائیں گے اور ان پر آگ بھڑکائی جائے گی اور اس سے ان کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے کے قریب ہوگی پھر ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۶۸۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے کی سزا کتنی سخت ہے۔ ہم میں سے کسی کے اندر اتنا سخت عذاب برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالکِ نصاب بنایا ہے اور آپ پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہرگز نہ کریں۔

گلے کا اژدھا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال قیامت کے دن گنجے

اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق بن کر پڑے گا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ'' (ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عن قریب انہوں نے جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔) (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۲۳۲)

ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے بغیر مرگیا، قیامت کے دن وہ مال گنجے اژدہے کی شکل میں ہوگا جس کے دو پھن ہوں گے وہ اس کے پیچھے دوڑے گا۔ وہ شخص کہے گا خرابی ہو تیرے لیے تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا وہی خزانہ ہوں جسے تو نے بغیر زکوٰۃ ادا کیے دنیا میں چھوڑ آیا تھا، پھر اس کے پیچھے دوڑتا رہے گا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دے گا وہ اس کو چبائے گا یہاں تک کہ پورا جسم چبا جائے گا۔ (صحیح ابن حبان، حصہ ہشتم، ص:۴۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا میں ہم مال جمع کر کے چھوڑ کر چلی جائیں گی اور اس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں گے لیکن اگر ہم نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے تو اس کی وجہ سے ہم پر سانپ کا عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔ اس لیے مال جمع کریں تو ایک ایک روپیہ جوڑ کر زکوٰۃ ادا کریں تاکہ عذاب الٰہی سے امان حاصل ہو۔

مال برباد کیسے ہوتا ہے؟

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خشکی اور تری میں جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، حصہ اول، ص:۳۰۸)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دے گا۔ (المعجم الاوسط، حصہ پنجم، ص:۲۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں روایتوں سے پتہ چلا کہ زکوٰۃ نہ دینا مال و دولت کی بربادی کا سبب ہے، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اللہ ربّ العزت کی دی ہوئی نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ کی برکت سے مال محفوظ ہو جائے گا۔

مال کی محبت کا انجام

ثعلبہ بن حاطب ایک نہایت ہی مفلس مسلمان تھے، وہ رب قدیر کی بارگاہ میں بہت ہی زیادہ سجدے کیا کرتے تھے، ان کے کثرت سجود کی وجہ سے ان کے ماتھے پر داغ ہی نہیں بلکہ ان کا ماتھا گھٹنے کی طرح پھول گیا تھا مگر وہ نماز پڑھ کر سب سے پہلے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے ثعلبہ! تم مسجد سے نماز پڑھ کر سب سے پہلے کیوں نکل جایا کرتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے پاس صرف یہی ایک لباس ہے۔ لہٰذا جب میں نماز پڑھ کر اپنے گھر کو واپس جاتا ہوں تو اسی لباس کو پہن کر میری بیوی نماز پڑھتی ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال کی فروانی عطا فرمائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ثعلبہ! تمہارے لیے مفلسی ہی بہتر ہے۔ لیکن ثعلبہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات نہ مانی اور اپنی بات پر بضد رہے تو سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ثعلبہ! تمہیں کون سا مال پسند ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بکری سب سے زیادہ پسند ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمادی۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ثعلبہ کو اللہ تعالیٰ نے بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرمادیا۔

دھیرے دھیرے ان بکریوں کی تعداد بڑھتی گئی حتیٰ کہ ثعلبہ کو مدینہ کے باہر ایک میدان میں پناہ لینی پڑی اور جب بکریوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو ثعلبہ کو مدینہ سے دور جنگل میں پناہ لینی پڑی۔ پھر کیا تھا ان بکریوں کی وجہ سے ان کی مشغولیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ ان کی مشغولیت ان کے لیے نماز سے مانع ہوگئی۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ صرف نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد نبوی کا قصد کرتے تھے۔ جب آیتِ زکوٰۃ نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ثعلبہ کے پاس بھی اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا۔ جب قاصد ثعلبہ کے پاس پہنچے اور ان کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو انہوں نے سوچا کہ اس طرح تو میری بہت ساری بکریاں کم ہو جائیں گی۔ (معاذ اللہ) یہ سوچ کر انہوں نے قاصدوں سے کہا کہ میں بعد میں سوچوں گا۔ جب دوبارہ ان کے پاس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک قسم کا تاوان ہے۔ قاصدوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر دی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اب ثعلبہ کی بربادی قریب ہے۔ اسی وقت قرآن پاک کی آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اس آیت میں ثعلبہ کو منافق کہا گیا۔

اس آیت کے نزول کے وقت ثعلبہ کا کوئی قریبی وہاں موجود تھا، جس نے ان کو اس امر کی خبر دی تو وہ بہت ہی پچھتائے اور اپنے مال کا صدقہ لے کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثعلبہ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے صدقے کو رد کر دیا ہے لہٰذا میں تمہارے صدقہ کو قبول نہیں کرسکتا۔ ثعلبہ مایوس ہوکر وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اپنے مال کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب کونین کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے تمہارے صدقہ کو رد فرما دیا ہے تو میری کیا مجال کہ میں تمہارے صدقے کو قبول کرلوں۔ یوں ہی وہ حضرت سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو ان حضرات نے بھی ان کے صدقے کو رد فرما دیا، اب ثعلبہ بالکل مایوس ہوکر واپس ہوئے اور اسی حسرت کے عالم میں ان کا انتقال ہوگیا۔

(تفسیر طبری، حصہ چہاردہم، ص:۳۷۰-۳۷۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وہ مال کی محبت تھی جس نے ثعلبہ کو اللہ اور اس کے پیارے رسول، مدینۂ منورہ، مسجد نبوی اور دین سے بھی دور کر دیا۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ اگر اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو اسے اللہ کی جانب سے عطا کردہ نعمت سمجھیں اور جہاں پر جس طور پر خرچ کرنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے وہاں اس طور پر خرچ کریں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ دعا ہے کہ ہمیں اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسری فصل

زکوٰۃ سے متعلق مسائل

مال کا ایک حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے مسلمان حاجت مند کو اس کا مالک بنا دینے کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

☆ وہ مال جو تجارت کے لیے رکھا ہوا ہے اسے دیکھا جائے کہ اس کی قیمت، ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس مال تجارت کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مال تجارت سے مراد ہر قسم کا سامان ہے خواہ وہ غلہ وغیرہ کے جنس سے ہو یا مویشی، گھوڑے، بکریاں، گائے وغیرہ۔ اگر یہ اشیا بہ غرض تجارت رکھی ہوئی ہیں تو پورا سال گزرنے کے بعد ان کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

☆ اگر مال تجارت بہ قدر نصاب نہیں ہے لیکن سونا چاندی اور نقد روپیہ موجود ہے تو ان سب کو ملایا جائے گا اگر ان کا مجموعہ بہ قدر نصاب ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔

☆ جو مکانات یا دکانیں کرائے پر دے رکھی ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں لیکن ان کا کرایہ جمع کرنے کے بعد اگر بقدر نصاب ہو جائے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر اس کا مالک یا مالِکن پہلے ہی مالک نصاب ہے تو کرایہ اسی پہلے نصاب میں شامل ہوگا اور کرایہ کی آمدنی کو علیحدہ نصاب شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے جب پہلے نصاب پر سال

گزر جائے تو کرائے کی رقم بھی اس نصاب میں ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

☆ دکانوں میں مال تجارت رکھنے کے لیے شوکیس، ترازو، الماریاں وغیرہ نیز استعمال کے لیے فرنیچر، سردی، گرمی سے بچاؤ کے لیے ہیٹر، ایر کنڈیکشنرز وغیرہ اور ایسی چیزیں جو خرید وفروخت میں سامان کے ساتھ نہیں دی جاتیں بلکہ خرید وفروخت میں ان سے مدد لی جاتی ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں کیوں کہ یہ تجارت میں حوائج اصلیہ میں شامل ہیں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے مال و دولت کی ایک خاص حد اور متعین مقدار ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں ''نصاب'' کہا جاتا ہے، زکوٰۃ اسی وقت فرض ہے جب مال بہ قدر نصاب ہو، نصاب سے کم مال و دولت پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے اور مال تجارت کا نصاب یہ ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو یا سونے، چاندی کی نقد قیمت بصورت روپئے ہوں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہے اس کا انکار کرنے والی کافرہ اور نہ دینے والی فاسقہ اور ادا میں تاخیر کرنے والی گنہگار ہے۔ (بہارِ شریعت)

☆ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، عاقلہ ہونا، بالغہ ہونا، آزاد ہونا، مال بہ قدر نصاب اس کی ملکیت میں ہونا، پورے طور پر اس کی مالک ہونا، صاحب نصاب کا قرض سے فارغ ہونا، اس نصاب پر ایک سال کا گزر جانا۔

☆ موتی اور جواہرات پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر چہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگئی۔ (بہارِ شریعت)

☆ سال گزرنے سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے اگر شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے اور درمیان سال میں نصاب ناقص بھی ہوگیا ہو تو بھی

زکوٰۃ فرض ہے۔ (بہارِشریعت)

☆ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال علیٰحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت شرط ہے۔نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

☆ سال بھر تک خیرات کرتی رہی اور اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مال کو زکوۃ کی نیت سے علیٰحدہ کردینے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگی جب تک کہ حاجت مند کو نہ دے دے۔ (بہارِشریعت)

☆ زکوۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز وتکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ فقیر کو مالک بنانا نہ پایا گیا۔اگر ان امور میں خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں اور وہ صَرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث پاک میں ہے اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (بہارِشریعت)

☆ زکوٰۃ دینے میں یہ ضروری نہیں کہ فقیر کو زکوۃ کہہ کر دیں بلکہ صرف نیتِ زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ ہبہ یا قرض کہہ کر دی اور نیت زکوۃ کی ہو تو بھی ادا ہو جائے گی۔(عالمگیری)

☆ یوں ہی نذر، ہدیہ یا عیدی یا بچوں کی مٹھائی کھانے کے نام سے دی تب بھی ادا ہوگئی، بعض محتاج ضرورت مند زکوۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکوۃ کہہ کر دیا جائے تو نہیں لیں گے لہٰذا ایسوں سے زکوۃ کا لفظ نہ کہیں۔ (بہارِشریعت)

☆ سونے، چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے، چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہے۔یعنی قیمت کے چالیسویں حصہ پر زکوۃ واجب ہے۔ (بہارِشریعت)

نوٹ: زکوٰۃ سے متعلق سارے مسائل بہارِشریعت سے ملخصًا لیے گئے ہیں۔

☆☆☆

تیسری فصل

مُستَحِقّینِ زکوٰۃ

اللہ ربُّ العزت نے مالِ صدقہ کے مستحقین کی تفصیل قرآن عظیم میں یوں بیان فرمایا ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَاوَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (ترجمہ) زکوٰۃ تو ان ہی لوگوں کے لیے ہے، محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۶۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا آیت میں زکوٰۃ وصدقات کے مستحق لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصدقات کے صحیح حق دار ہیں، قرآنی آیت میں مذکورہ صدقات کے حق داروں کی تفصیل یہ ہے۔

فقیر: وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن اتنے روپے پیسے نہ ہوں جو نصاب کے قابل ہوں، نہ گھر میں اتنی چیزیں ہوں جن کی قیمت بہ قدر نصاب ہو یا قیمت بقدر نصاب ہے مگر سب چیزیں حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں مثلاً ضروری کتابیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا

مکان، کام کاج کے ضروری آلات وغیرہ ہیں، کوئی چیز زائد اس کے پاس نہیں جس کی قیمت نصاب کو پہنچے ایسا شخص فقیر کہلاتا ہے، زکوٰۃ کا مستحق ہے، اگر ایسا شخص عالم بھی ہو تو اس کی خدمت اور بھی زیادہ افضل ہے۔

☆ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (بہارِ شریعت)

☆ اگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑے کو نذر دیتے ہیں اور (معاذ اللہ) عالم دین کی حقارت اگر دل میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت۔ (بہارِ شریعت)

مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے: اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ. یا خاک نشین مسکین کو۔ (بہارِ شریعت)

یعنی مٹی جو اس پر پڑی ہے وہی اس کی چادر ہے اور وہی اس کا بستر ہے۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ دے کر ثواب حاصل کرو۔ اُس شخص کو سوال کرنا بھی جائز ہے اور فقیر کو نہیں کیوں کہ اس کے پاس کچھ مال ہے اگر چہ نصاب کے قابل نہیں مگر جس کے پاس اتنا بھی مال ہے کہ ایک دن کی خوراک کے قابل ہے تو اس کو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت)

عامل: عامل کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اگر چہ وہ غنی ہو۔ عامل وہ شخص ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عُشر اور زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا ہے چونکہ یہ اپنا وقت اس کام میں لگاتا ہے لہٰذا اس عامل کو اپنے عمل کی اجرت بھی ملنا ضروری ہے تاکہ اس کے اخراجات کے لیے بہ درجہ متوسط کافی ہو مگر اجرت جمع کردہ رقم سے زائد نہ ہو اگر مال عامل کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اگر عامل سید ہے تو زکوٰۃ کے مال سے اس کو اجرت نہ دی جائے گی ہاں اجرت غیر سید فقیر کو دے کر اس کو دی جائے تو جائز ہے مگر غنی عامل کو اسی زکوٰۃ سے اجرت دینا جائز ہے اس لیے کہ ہاشمی کا شرف غنی کے رُتبہ سے زائد ہے۔ (بہارِ شریعت)

مؤلفة القلوب: مؤلفۃ القلوب کا مطلب دل جوئی کرنا ہے، ایک عام اصول ہے کہ جس کسی حاجت مند کی مالی امداد کی جائے تو وہ دینے والوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے مؤلفۃ القلوب کی مدد رکھی ہے تاکہ اسلام میں ہر نئے داخل ہونے والے کی دل جوئی ہو اور وہ آسانی سے مسلمانوں کے ضابطۂ حیات کے مطابق عمل پیرا ہو سکے۔ لیکن جب اسلام کو غلبہ ہوا تو زکوٰۃ کے ان آٹھ مصارف میں سے مؤلفۃ القلوب بہ اجماع صحابہ ساقط ہو گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ذیل آیہ مذکورہ)

رقاب مکاتب: وہ غلام جو مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اگر چہ وہ غنی کا غلام ہو یا خود اس کے پاس نصاب سے زائد ہو تو ایسے غلام کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر یہ غلام کسی سیّد کا نہ ہو کہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیوں کہ ایک لحاظ سے یہ مالک کی ملک میں ہے اور مالک سیّد ہے تو یہ سید ہی کو زکوٰۃ پہنچے گی اور اس کو جائز نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت)

غارم یعنی قرضدار: قرضدار کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے بہ شرطیکہ قرض سے زائد کوئی رقم بہ قدر نصاب اس کے پاس نہ ہو یا کوئی حاجت اصلیہ سے فاضل مال اس کے پاس نہ ہو کہ جس کی قیمت نصاب کو پہنچے تو ایسے قرض دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت)

فی سبیل اللّٰہ: اس سے مراد ایسے مجاہدین پر مال زکوٰۃ کا صرف کرنا ہے جو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے ہوں کہ ان کی سواری، اسلحہ، راستے کے خرچ اور آلات کی فراہمی کے لیے مال زکوٰۃ کا دینا جائز ہے اور یا تو اس سے مراد وہ حجاج کرام ہیں جو کہ راستے میں کسی حادثہ کے شکار ہو کر مالی تعاون کے محتاج ہوں یا وہ طلبہ مراد ہیں جو کہ علم دین کے حصول کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے ہوں کہ ان کو بھی زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت)

ابن السبیل: ابن السبیل سے مراد مسافر ہے جس کا زادِ راہ ختم ہو چکا ہو اگر چہ وہ گھر پر مالی اعتبار سے خوش حال ہو پھر بھی اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت)

زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جس کو بھی دیں اس کو مالک بنادیں لہٰذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں صرف کرنا، اس سے میت کو کفن دینا، پل بنانا، سڑک بنانا، کنواں کھُدوانا، کتاب وغیرہ خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں اور اس سے زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح زکوٰۃ کی رقم سے اسکول، کالج یا ہاسپٹل کی فیس بھرنے سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کوئی زکوٰۃ کا مستحق ہے اسے زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے اور وہ خود سے اسکول، کالج یا ہاسپٹل کی فیس بھرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر کسی کی ماں ہاشمی بلکہ سیدہ ہو اور اس کا باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں ہے کیوں کہ شرع میں نسب باپ سے جوڑا جاتا ہے۔

شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ہاں اگر شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دے دیا اور اس کی عدت گزر گئی تو اب وہ دونوں ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

زکوٰۃ سے متعلق مزید معلومات کے لیے بہارِ شریعت اور فقہ کی دوسری بڑی کتابوں کی طرف مراجعت کریں۔

☆☆☆

چوتھا باب

حج کے فضائل و مسائل

نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی مسلمانوں پر فرض کی گئی ایک عبادت ہے، مگر یہ ان پر فرض ہے جو سفرِ حج کی استطاعت رکھتے ہوں۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. (سورۂ آل عمران، آیت:۹۷) اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے، جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان) اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی، زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو۔ راہ کا امن بھی ضروری ہے، کیوں کہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ (خزائن العرفان، ص:۷۹)

جن مقامات مقدسہ پر حاضر ہو کر حج کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں، ان کا تعلق مکۂ مکرمہ اور اس کے اطراف سے ہے، مکہ کا تعلق حجاز سے اور حجاز کا تعلق ملکِ عرب سے ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے ملکِ عرب، حجاز مقدس، مکۂ معظّمہ وغیرہ مقامات کو اچھی طرح سے سمجھ لیں، تا کہ مناسکِ حج کی ادائیگی میں آپ کو سہولت ہو۔

ملک عرب

ملک عرب، برِّ اعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ چوں کہ اس ملک کو تین طرف سے سمندر نے اور چوتھی طرف سے دریائے فرات نے جزیرہ کی طرح گھیر رکھا ہے، اس لیے اس ملک کو ''جزیرۃُ العرب'' بھی کہتے ہیں۔ علماے جغرافیہ نے اس ملک کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) حجاز (۲) یَمن (۳) حضرموت (۴) مہرہ (۵) عُمّاق (۶) بحرین (۷) نجد (۸) اَحقاف۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۳۴)

حجاز

یہ ملک عرب کے مغربی حصہ میں بحرِ احمر کے ساحل کے قریب واقع ہے۔ حجاز سے ملے ہوئے ساحلِ سمندر کو، جو پستی میں واقع ہے، ''تِہَامَہ'' یا ''غَور'' (پست زمین) کہتے ہیں اور حجاز سے مشرق کی جانب جو ملک کا حصہ ہے وہ ''نجد'' (بلند زمین) کہلاتا ہے۔ حجاز چوں کہ تہامہ اور نجد کے درمیان حاجز (حائل) ہے، اسی لیے ملک کے اس حصہ کو حجاز کہنے لگے۔ حجاز کے یہ مقامات تاریخ اسلام میں زیادہ مشہور ہیں۔ مکۂ مکرمہ، مدینہ منورہ، بدر، اُحد، خیبر، فدک، حُنین، طائف، تبوک، غَدیرخُم وغیرہ۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۳۵)

مکہ شریف

حجاز کا یہ مشہور شہر، مشرق میں ''جبلِ ابو قُبیس'' اور مغرب میں ''جبلِ قُعَیقِعَان'' دو بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور اس کے چاروں طرف چھوٹی

چھوٹی پہاڑیوں اور ریتیلے میدانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے۔ اسی شہر میں حضور شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

اس شہر اور اس کے اطراف میں یہ مقامات واقع ہیں۔ کعبۂ معظّمہ، صفا ومروہ، منیٰ، مُزدلفہ، عرفات، غارِ حرا، غارِ ثور، جبلِ تنعیم، جِعرّانہ وغیرہ۔ مکہ مکرمہ میں ہر سال ذوالحجہ کے مہینے میں ساری دنیا کے لوگ حج کے لیے آتے ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۳۵)

☆☆☆

پہلی فصل

فضائل مکہ

مکۂ معظّمہ کی بہت سے فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند فضائل ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں، تاکہ ان کے مطالعہ کے بعد ہمارے دلوں میں اس شہرِ مبارک کی عظمت وعقیدت بیٹھ جائے۔

اَمن والا شہر

شہر مکہ اور مناسک حج کو حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہما السلام سے خاص نسبت ہے، اسی لیے جب بھی شہر مکہ یا مناسک حج کا تذکرہ ہوتا ہے ان دونوں نفوس قدسیہ کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔ شہر مکہ کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جو دعا فرمائی تھی، قرآن کی زبانی سنئے:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا. (سورۂ ابراہیم، آیت: ۳۵) اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اِس شہر کو امان والا کردے۔ (کنز الایمان)

اس سے مراد یہ ہے کہ قربِ قیامت دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا مستجاب ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مکّہ مکرّمہ کو ویران ہونے سے امن دی اور کوئی بھی اس کے

ویران کرنے پر قادر نہ ہوسکا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے، نہ کسی پر ظلم کیا جائے، نہ وہاں شکار مارا جائے، نہ سبزہ کاٹا جائے۔ (خزائن العرفان)

دوسری آیت میں اس دعا کو اس طرح بیان فرمایا: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۲۶) اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے رب میرے! اس شہر کو امان والا کردے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔ (کنز الایمان)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جو لوگ مکۂ معظّمہ میں رہتے ہیں یا جاتے آتے ہیں، اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج بھی مکۂ معظّمہ میں ہر قسم کے پھل ہر موسم میں ملتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے قبول ہونے کی واضح دلیل ہے۔

سب سے اچھی زمین

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک چھوٹے ٹیلے پر کھڑے (مکۂ معظّمہ کو مخاطب کرکے) فرما رہے ہیں:

وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَ لَوْلَا اَنِّي اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ. (ترجمہ) اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک اللہ کی زمینوں میں سب سے پسندیدہ ہے۔ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو یہاں سے نہ نکلتا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص: ۲۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکۂ معظّمہ میں رہنا بے حد عزیز تھا، مکۂ معظّمہ سب سے بہتر سر

زمین ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ سرزمین ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں صاف الفاظ میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا، فرماتے ہیں:

مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَ اَحَبَّکِ اِلَیَّ وَلَوْلاَ اَنَّ قَوْمِی اَخْرَجُونِی مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ. (ترجمہ) (اے مکہ!) تو کیا ہی اچھا شہر ہے اور میرے نزدیک بہت پسندیدہ، اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ اور کسی سرزمین پر نہ رہتا۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۷۲۳)

اب خود اندازہ لگائیں کہ جو شہر خود اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ ہو، اس کی عظمت کا کیا کہنا اور کتنا خوش نصیب ہوگی وہ خاتون جسے اللہ عزوجل اس شہر کی زیارت اور اس میں زندگی کے لمحات گزارنے کا موقع عطا فرمائے۔

تعظیم کا حکم

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی، جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۰۳۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف میں حرمِ مکہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا، کیوں کہ حرم مکہ کی تعظیم کے سبب اللہ عزوجل خیر و برکت نازل فرماتا رہے گا۔ آج بہت سی کم علم خواتین حرم مکہ کے مقام و مرتبہ کو نہ جاننے کی وجہ سے اس کا احترام جیسا کرنا چاہیے ویسا نہیں کرتیں، بلکہ وہاں پر چلاّ چلاّ کر دنیوی باتیں کرتی ہیں، یہ غلطیاں حرم مکہ میں طواف کے دوران بھی کرتی ہیں، اس سے لازمی طور پر احتراز کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ضروری بات ہے تو نرم لہجے میں کرنا چاہیے اور جب تک مکۂ معظّمہ یا مدینۂ منورہ میں قیام رہے، ہر آن ادب ملحوظ

رکھنا چاہیے۔

مکہ میں ماہِ رمضان

رمضان المبارک خصوصی عبادتوں کا مہینہ ہے اور مکۂ مکرمہ خصوصی عبادتوں کی جگہ۔ جب خصوصی عبادتوں کا مہینہ اور خصوصی عبادتوں کی جگہ ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو خصوصی اجر و ثواب بھی ملتے ہیں۔ یہ عظیم سعادت مکہ شریف میں ماہِ رمضان پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مکہ شریف میں رمضان کا مہینہ پایا، دن میں روزے رکھے اور رات جہاں تک ممکن ہوا، نوافل میں گزارے، اللہ عزوجل اس کے نامۂ اعمال میں دوسری جگہوں پر ماہِ رمضان میں روزے اور نوافل کے مقابل ایک لاکھ گنا زیادہ ثواب لکھے گا، اس کے لیے دن بھر اور رات بھر نیکی کرنے کا ثواب لکھے گا، ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور ہر رات ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا، ہر دن اللہ کی راہ میں جہاد اور ہر رات اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور اس کی ہر دن کی دعائیں قبول فرمائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۴۵)

مکہ کی آبادکاری کا پس منظر

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے مکۂ مکرمہ بالکل چٹیل میدان تھا، نہ وہاں کوئی جاندار رہتا تھا، نہ دانہ، پانی کا کچھ انتظام تھا، نہ وہاں پر کسی کا گھر تھا۔ دور دور تک ریتیلی زمینوں اور پہاڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ جب اللہ عزوجل کو مکۂ مکرمہ کو آباد کرنا منظور ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ یہ کام عمل میں آیا۔ قرآن مقدس میں یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ لا رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ ۝ (سورۂ ابراہیم، آیت: ۳۷)

(ترجمہ) اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔ (کنزالایمان)

اے خاتون جنت کی کنیزو! واقعہ دراصل یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سر زمینِ شام میں حضرت ہاجرہ کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و والسلام کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی، اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجیے۔ حکمتِ الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا، چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں (جہاں اب مکّہ مکرّمہ ہے) آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے شام سے سرزمینِ حرم میں لائے اور کعبۂ مقدسہ کے نزدیک اتارا، یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی، نہ کوئی چشمہ نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا، حضرت ہاجرہ والدۂ اسمٰعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں بے اَنیس و رفیق چھوڑے جاتے ہیں؟ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور اس کی طرف التفات نہ فرمایا، حضرت ہاجرہ نے چند مرتبہ یہی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس وقت انہیں اطمینان ہوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ (خزائن العرفان)

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا توشہ اور پانی جب ختم ہو گیا، آپ کو اور آپ کے

بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی، پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑی کا چکر لگایا، پانی نہ ملا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے ایک چشمہ جاری ہو گیا، اسی کا نام چاہِ زمزم ہے۔ ان تمام کا ذکر آگے تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

جب چشمہ جاری ہو گیا تو دور دور سے جنگل کے پرندے اس پر منڈلانے لگے۔

جُرہُم (یَمن کا ایک قبیلہ) کے چند افراد ملکِ یَمن سے ملکِ شام جارہے تھے، جب یہاں پہنچے تو دور سے دیکھا کہ پرندے جمع ہو رہے ہیں، جیسے پانی کے چشمے پر پرندوں کی جمع ہونے کی عادت ہے۔ انہوں نے پانی کے متعلق یقین کر لیا اور آکر دیکھا کہ وہاں حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ ماجدہ تشریف فرما ہیں اور پانی کا چشمہ ان کی نگرانی میں ہے۔ انہوں نے بی بی صاحبہ سے عرض کی کہ آپ ہمیں پانی میں شریک کر لیجیے، ہم آپ کو اپنے دودھ میں شریک کر لیں گے۔ بی بی صاحبہ نے ان کی شرط منظور کر لی اور قبیلۂ جُرہم کے لوگ یہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے اور بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہیں وصال ہو گیا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلۂ جُرہم میں شادی کی۔ چند مہینوں کے بعد حکم الٰہی کی وجہ سے آپ نے اس زوجہ کو طلاق دے کر قبیلۂ جُرہُم ہی کی دوسری عورت کے ساتھ نکاح فرمایا۔ (روح البیان، جلد چہارم، ص: ۴۲۸)

☆☆☆

دوسری فصل

کعبہ کی تعمیر اور فضائل

یقیناً کعبۂ معظّمہ نہایت ہی عزت اور برکت والا گھر ہے اور اس کی تعظیم ایمان والوں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔ اگلے صفحات میں کعبے کی تعمیر اور فضائل کے حوالے سے کچھ باتیں تحریر کی جا رہی ہیں، تاکہ اس گھر کی عظمت دل میں بیٹھ جائے اور وہاں حاضر ہونے کی تڑپ پیدا ہو۔

کعبہ کی تعمیر اول

کعبہ شریف کی سب سے پہلی تعمیر فرشتوں نے کی، پھر جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے، اس وقت ان کا قد اتنا تھا کہ وہ زمین پر کھڑے ہوتے تو ان کا سر آسمان کی بلندیوں کو چھوتا اور ان کے بدن پر کپکپی طاری تھی۔ اللہ عزوجل نے انہیں ستر گز چھوٹا کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ! میں فرشتوں کی آوازیں کیوں نہیں سُن پا رہا ہوں؟ اللہ عزوجل نے فرمایا، اپنی لغزشِ پیغمبرانہ کی وجہ سے تم فرشتوں کی آوازیں نہیں سُن پا رہے ہو، لیکن جاؤ، میرے گھر کی تعمیر کرو، اس کا طواف کرو اور اس کے پاس میرا ذکر کرو، جیسا کہ تم نے فرشتوں کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام مکہ کی سرزمین پر تشریف لائے اور پانچ پہاڑوں (لبنان،

طورِ زیتا، طورِ سینا، جودی اور حرا) کے پتھروں سے کعبۂ معظّمہ کی تعظیم فرمائی۔ انسانوں میں سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر فرمانے والے، اس میں نماز پڑھنے والے اور اس کا طواف کرنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، حصہ اول، ص: ۲۷، ناشر دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تعمیر کعبہ کا پس منظر

حضرت جعفر صادق بیان کرتے ہیں، میں اپنے والد (محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ مکہ شریف میں تھا، میرے والد حجر اسود کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور میں وہیں پر بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں سفید بال اور سفید داڑھی، کشادہ شانوں اور چوڑی چھاتی والا ایک شخص آیا اور ان کے بغل میں بیٹھ گیا، اس پر مُحرِم کی طرح دو موٹے کپڑے تھے۔ اس کو دیکھ کر میرے والد نے نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیر کر اس کے پاس آئے۔

اس شخص نے کہا: اے ابو جعفر! مجھے بتائیے، اس گھر کی تعمیر کیسے عمل میں آئی؟ اس سے میرے والد نے کہا: تم کون ہو؟ (تم پر اللہ رحم فرمائے) اس شخص نے کہا، میں ملکِ شام سے آیا ہوں۔ میرے والد نے کہا، اس گھر کی تعمیر اس طرح عمل میں آئی کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً. (میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں) تو فرشتوں نے کہا: اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ. (کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خوں ریزیاں کرے۔ ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں) تو اللہ عزوجل ان سے ناراض ہو گیا۔ فرشتوں نے اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لیے عرش اعظم کے ارد گرد سات چکر طواف کیا، جس کی وجہ سے اللہ عزوجل ان سے راضی ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں سے فرمایا: زمین پر میرا ایک گھر بناؤ کہ جب میں آدم کی اولاد

سے ناراض ہو جاؤں تو ان میں سے جو اس گھر کا اس طرح طواف کرے جیسا کہ تم نے کیا اور مجھ سے معافی مانگے، میں اس سے راضی ہو جاؤں گا۔ حکم پاتے ہی فرشتوں نے کعبۂ معظّمہ کی تعمیر کی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حصہ دوم، ص:۲۶۹، ناشر دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس سے پتہ چلا کہ کعبہ شریف کی تعمیر اس لیے ہوئی کہ جب کوئی گناہ کر کے اپنے دامن کو داغ دار کر لے تو گناہوں سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنے معبود کے در پر حاضر ہو کر عاجزی کے ساتھ اس کے گھر کے اردگرد پھیرے لگائے۔ یہ ادا اس کریم کو اس قدر عزیز ہے کہ وہ گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور رحم بھی فرماتا ہے۔

اسی سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ طواف کا آغاز فرشتوں نے کیا، پھر اس عمل کو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں میں باقی رکھنے کے لیے حکم فرما دیا کہ قیامت تک اس کے گھر کا طواف کیا جاتا رہے تاکہ اس کی برکت سے مولا عزوجل اپنے گنہگار بندوں اور بندیوں کو بخشتا رہے اور ان پر رحم فرماتا رہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ لْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ. (سورۂ حج، آیت:۲۹) اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (کنزالایمان)

تعمیرِ دوم

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملکِ شام سے مکہ شریف تشریف لائے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا، بیٹے! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے، کیا تو میرے ساتھ تعاون کر سکتا ہے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں پر ایک گھر (کعبۂ معظّمہ) تیار کروں۔ چنانچہ پھر اس کی تعمیر شروع کر دی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر سر پر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں تعمیر میں لاتے۔ جب دیوار کچھ اونچی ہوئی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام یہی پتھر لائے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر تعمیر کرتے تھے اور حضرت

اسماعیل علیہ السلام پتھر وغیرہ دیتے تھے اور دونوں حضرات یہ دعا کرتے تھے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ (روح البیان، جلد اول، ص:۲۲۶) جیسا کہ اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۲۷)

(ترجمہ) اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (کنزالایمان)

تعمیر دوم کب ہوئی؟

کعبۂ معظّمہ کی تعمیر بیت المقدس سے چالیس سال پہلے ہوئی، جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی بارگاہ میں عرض کیا: اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ (زمین پر سب سے پہلی سجدہ گاہ کون سی تعمیر ہوئی؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ. (مسجد حرام) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ثُمَّ اَیٌّ؟ (پھر کون سی مسجد بنائی گئی؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی. (مسجد اقصیٰ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں: کَمْ کَانَ بَیْنَہُمَا؟ (ان دونوں کے بیچ کتنے سالوں کا فاصلہ تھا؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔ (چالیس سال کا) (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۱۴۵)

تعمیر سوم

کعبۂ معظّمہ کی تیسری تعمیر قریش نے کی۔ قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا تو ایک سانپ اس کی تعمیر میں حائل ہوا، وہ کعبہ کی پرانی عمارت کو ڈھانے نہیں دیتا تھا۔ تمام قریش جمع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگے: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ ہم

تیرے گھر کو سنوارنا چاہتے ہیں، سوائے اس کی زیبائش کے ہمارا اور کوئی ارادہ نہیں۔ اگر تو اس سے راضی ہے تو ہمیں توفیق دے، ورنہ جیسے تو چاہے ہم راضی ہیں۔

چنانچہ ان کی دعا مستجاب ہوئی، آسمان سے ایک موٹے سے پرندے کے اترنے کی آواز انہوں نے سنی، دیکھا کہ وہ پرندہ چیل سے کچھ بڑا ہے، اس کی پیٹھ سیاہ اور پیٹ اور پاؤں سفید ہیں۔ اس نے سانپ کے سرے کو چنگل میں دبایا اور اوپر لے اڑا۔ قریش دیکھتے رہے کہ اس کی دم بہت چوڑی تھی۔ اس نے اس سانپ کو پہاڑوں میں جا پھینکا۔ اس پر قریش نے پرانی عمارت کو منہدم کر دیا اور نئے سرے سے تعمیر شروع کر دی۔

(تفسیر روح البیان، جلد اول، ص:۲۳۱)

حضور اکرم ﷺ کا فیصلہ

کعبہ کی تعمیر سوم میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس شریک تھے اور پتھر اٹھا اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ جب عمارت حجرِ اسود تک پہنچ گئی تو قبیلوں میں سخت جھگڑا ہوا، ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی حجرِ اسود کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں، تا کہ ہمارے قبیلہ کے لیے یہ فخر اور اعزاز کا سبب بن جائے، اسی کش مکش میں چار دن گزر گئے، یہاں تک کہ نوبت تلوار نکلنے تک کو پہنچ گئی۔

پانچویں دن حرمِ کعبہ میں تمام قبیلے جمع ہوئے اور اس جھگڑے کے خاتمے کے لیے ایک بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرمِ کعبہ میں داخل ہو، اس کو پنچ مان لیا جائے، وہ جو فیصلہ کر دے، سب اس کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ صبح کو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے حرمِ کعبہ میں داخل ہوئے، آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ امین ہیں، لہٰذا ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ نے اس جھگڑے کا اس طرح خاتمہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے

لوگ حجرِ اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے دعوے دار ہیں، ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادرِ مبارک کو بچھا کر حجرِ اسود کو اس کے اوپر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خون ریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابہ ہوتا۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۷۷-۷۸)

تعمیر چہارم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حطیم کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ بھی کعبہ کے حکم میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر انہوں نے عرض کیا: اس کا دروازہ اونچا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ قریش کی کارگزاری ہے، اگر ان میں زمانۂ جاہلیت کے اثرات نہ پائے جاتے تو میں ان کے اس دروازہ کو توڑ کر زمین کے برابر کر کے اس کے دو دروازے مقرر کر دیتا، ایک مشرق کی طرف، دوسرا غرب کی طرف اور حجرِ اسود کی طرف سے چھ گز اور بڑھاتا۔ چوں کہ قریشیوں نے اسی طرح تعمیر کی تو میں بھی اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۱۴۶)

پھر جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ شام سے جنگ کی، ان کی زیادتیوں سے کعبہ کی تعمیر کچھ جل گئی تو آپ نے اسے گرا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ اس کے دو دروازے رکھے گئے، ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکلتے۔ (چوڑائی میں) حجرِ اسود کے قریب سے چھ گز کا اضافہ کیا۔ اس سے قبل کعبۂ معظّمہ کی لمبائی اٹھارہ گز تھی، حجرِ اسود کی طرف سے تعمیر میں اضافہ کی وجہ سے اب لمبائی میں کچھ کمی آ گئی اور نو گز کم ہو گئے۔

(روح البیان، جلد اول، ص:۲۳۲)

تعمیرِ پنجم

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوگئے تو حجاج بن یوسف نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرانے کا حکم دیا۔ جتنا اضافہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا تھا وہ ختم کر کے قریش کی تعمیر کی طرح کعبہ کی عمارت تیار کرائی اور مغربی دروازے کو بند کرا دیا۔ (روح البیان، جلد اول، ص:۲۳۲)

فضائل کعبہ

کعبہ شریف اللہ عزوجل کا گھر ہے، اس کی عظمت اور شان بہت بلند ہے، یہ اکثر انبیا علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے، مذہب اسلام کا مرکز رہا ہے، انبیاے کرام، اولیاے عظام، بڑے بڑے علما، صلحا نے اس گھر کا قصد کیا، اس کا طواف کیا اور کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس گھر کے فضائل میں وارد چند آیتیں اور روایتیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں، تاکہ ان کا مطالعہ کر کے ہمارے دلوں میں اس گھر کی عظمت راسخ ہو جائے۔

پہلی عبادت گاہ

دنیا میں اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے جو سب سے پہلی عبادت گاہ بنائی گئی، وہ کعبۂ مقدسہ ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ. (سورۂ آل عمران، آیت:۹۶) (ترجمہ) بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا، وہ جو مکہ میں ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب خزائن العرفان تحریر فرماتے ہیں: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المَقْدِس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے، انبیا (علیہم السلام) کا مقامِ ہجرت و قبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔ اس پر یہ

آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت کے لیے مقرر کیا، نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا، جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبۂ معظّمہ ہے، جو شہرِ مکہ معظّمہ میں واقع ہے۔ (خزائن العرفان)

ایک لاکھ نماز کے برابر

مسلمان مرد و عورت چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں آباد ہوں، خانۂ کعبہ ہی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، ورنہ از روے شرع ان کی نماز ہوگی ہی نہیں۔ لیکن کتنی خوش نصیبی کی بات ہوتی ہے اس وقت جب مسجد حرام کے اندر خود خانۂ کعبہ کو دیکھتے ہوئے نماز پڑھی جائے۔ حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقاے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عَلٰى غَيْرِهٖ مِائَةُ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَ فِىْ مَسْجِدِىْ اَلْفُ صَلٰوةٍ وَ فِىْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ.

(ترجمہ) مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نماز دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی نمازوں سے ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے اور میری مسجد میں پڑھی جانے والی نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر اور بیت المقدس میں پڑھی جانے والی نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۳۹)

رحمتوں کا نزول

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: اس گھر پر ہر دن اور ہر رات اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس خانۂ کعبہ کو دیکھنے والوں پر۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ یازدہم، ص:۱۹۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مسجد حرام میں نفلی عبادتوں سے بہتر طواف کرنا ہے، اسی لیے تو اس حدیث میں فرمایا گیا کہ طواف کرنے والے پر ایک سو بیس میں سے ساٹھ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کریں، پھر نفل پڑھنے کی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم بیٹھی بیٹھی یا کھڑی کھڑی کعبۂ معظّمہ کی زیارت کرتی رہیں کہ یہ عمل بھی عبادت میں لکھا جائے گا اور اس عمل کے کرنے پر بھی اللہ عزوجل اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

اللہ کے ذمۂ کرم پر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ گھر (خانۂ کعبہ) اسلام کا ستون ہے۔ جو اس گھر کی طرف حج یا عمرہ یا زیارت کی نیت سے نکلا، وہ اللہ کے ذمۂ کرم پر ہوگا۔ اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اگر واپس لوٹے گا تو اسے اجر و ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا۔ (مسند الحارث، حصہ اول، ص: ۴۳۶، ناشر خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، مدینہ منورہ)

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خانۂ کعبہ کی طرف قصد کرنے والے کا یہ عمل کسی بھی صورت میں بے سود نہ ہوگا، اگر اس کا نصیبہ جاگا اور اس راہ میں اس دارِ فانی سے کوچ کا پیغام آ گیا تو جنت کی مہمانی میسر آئے گی اور اگر حج، عمرہ یا زیارت کر کے واپس لوٹا تو اجر و ثواب کے ساتھ لوٹے گا۔

بے حساب جنت میں

قیامت کے دن حساب و کتاب کے بارے میں جو روایتیں منقول ہیں، انہیں پڑھ کر روح کانپ جاتی ہے۔ ایسے میں اگر کسی کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے محفوظ ہے تو اسے کتنی خوشی میسر ہوگی، اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ فضیلت

حاصل ہوتی ہے اس مسلمان مرد یا عورت کو جو مکۂ معظّمہ کی طرف حج، عمرہ یا زیارت کی نیت سے نکلے اور راستے میں فوت ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ مَّاتَ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ لَمْ یَعْرِضْہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ لَمْ یُحَاسِبْہُ.**

(ترجمہ) جو کوئی مکہ کے راستے میں انتقال کر جائے، قیامت کے دن نہ اس کی پیشی ہوگی اور نہ ہی اس سے حساب لیا جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص: ۱۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کوئی بھی دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آیا، ہر کسی کو ایک نہ ایک دن دنیا سے جانا ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے یہ تمنا کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ان کی وفات ہوتا کہ اس کے فضائل و برکات سے مالا مال ہو جائیں۔ ہمیں بھی اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں اپنے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار پاک کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆

تیسری فصل

حج کے فضائل

حج کا لغوی معنی ''قصد'' اور ''ارادہ'' ہے۔

مسلمان خانۂ کعبہ کی زیارت کے ارادہ سے مکہ شریف جاتا ہے، اس لیے اس عبادت کو ''حج'' کہتے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں حج احرام باندھ کر، مخصوص طریقے پر، خاص وقتوں میں، خانۂ کعبہ کا طواف اور میدان عرفات میں وقوف کرنے کو حج کہتے ہیں۔

حج کا حکم

حج کی فرضیت کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۂ آل عمران، آیت: ۹۷) اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے، جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہے۔ (کنزالایمان)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت کریمہ سے حج کی فرضیت کا حکم ظاہر ہوتا ہے اور اس میں اس بات کی بھی صراحت موجود ہے کہ اس کے فرض ہونے کو جو نہ مانے وہ کافر ہے اور جو قدرت کے باوجود حج نہ کرے، وہ گنہگار ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَنْ کَانَ یَجِدُ وَ ھُوَ مُوْسِرٌ صَحِیْحٌ لَّمْ یَحُجَّ کَانَ سِیْمَاہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ. (ترجمہ) جو شخص وُسعت کے باوجود حج نہیں کرے گا، اس کی علامت (قیامت کے دن) یہ ہوگی کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ (اس کی پیشانی پر) کافر لکھا ہوگا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، جلد سوم، ص: ۱۷۵)

حج صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے، فرض حج ادا کرنے کے بعد اگر کوئی چاہے تو نفل حج کئی بار بھی کرنے کی اجازت ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الدر المنثور'' میں یہ روایت نقل کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک شخص نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفِیْ کُلِّ عَامٍ؟ (ترجمہ) اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ اس پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا، وَلَوْ قُلْتُھَا لَوَجَبَتْ عَلَیْکُمْ کُلَّ عَامٍ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا اَطَقْتُمْ وَلَوْ لَمْ تُطِقُوْا لَکَفَرْتُمْ. فَذَرُوْنِیْ، فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَۃِ سُوَالِھِمْ اَنْبِیَائَھُمْ وَ اخْتِلَافِھِمْ عَلَیْھِمْ، فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتَمِرُوْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَ اِذَا نَھَیْتُکُمْ عَنْ اَمْرٍ فَاجْتَنِبُوْہُ. (ترجمہ) نہیں، البتہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ ہاں تو ضرور (ہر سال) فرض ہو جائے اور اگر ہر سال حج فرض ہو جائے تو تم اسے ہرگز ادا نہ کرسکو گے اور اگر تم اسے ادا نہ کرسکو گے تو ضرور ناشکرے ہو جاؤ گے۔ تو اس بارے میں کچھ نہ پوچھو، کیوں کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ اپنے نبی سے زیادہ سوال کرنے اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ تو جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو تم سے جہاں تک ہو سکے، اس پر قائم رہو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے پرہیز کرو۔ (الدرالمنثور، جلد سوم، ص: ۲۰۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے جہاں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حج

زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے، وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس قدر اختیارات عطا فرمائے کہ آپ جس چیز کو فرض فرما دیں وہ فرض ہے اور جسے حرام فرما دیں وہ حرام۔

حج میں اخلاص کی اہمیت

اے خاتون جنت کی کنیزو! اخلاص اس نیت کو کہتے ہیں جس میں کوئی دنیوی فائدہ شامل نہ ہو، بلکہ وہ محض اللہ رب العزت کے لیے ہو، چنانچہ لوگوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: اَنْ تَقُوْلَ وَلِیِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ. تو کہے کہ میرا مالک اللہ ہے پھر جس کا تجھے حکم دیا گیا اس پر ثابت قدم رہے۔

تمام اعمال کی مقبولیت اللہ عزوجل کے فضل پر موقوف ہے، لیکن جب کوئی عبادت اس کی تمام شرطوں کے ساتھ ادا کی جائے تو اس کی قبولیت پر دل کو اطمینان ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔(سورۂ توبہ، آیت:۱۲۰) یعنی اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں فرماتا۔ (کنز الایمان)

محسنین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہر نیک عمل کو اس کی تمام شرطوں کے ساتھ ادا کرتے ہیں، خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے۔

شرائط دو قسم کی ہیں۔ (۱) جن کا ظاہر سے تعلق ہو، اگر وہ چھوٹ جائیں، تو عبادت ادا ہی نہیں ہوگی۔ جیسے نماز کے لیے وضو، حج کے لیے احرام وغیرہ۔ (۲) جن کا تعلق باطن سے ہے، ان کے کسی صورت سے چھوٹ جانے سے عبادت تو ادا ہو جائے گی، لیکن ان پر اجر وثواب کا ملنا کوئی ضروری نہیں۔ جیسے نماز کے لیے خشوع وخضوع اور دیگر عبادات کے لیے اخلاص۔

آقائے دوجہاں، معلم شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخلاص کو ان الفاظ میں

بیان فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرَءٍ مَّا نَوٰی ۔(بخاری شریف، حدیث:۱) اعمال کا ثواب نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ اعمال کی باطنی شرطوں میں نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ہر عمل کا نتیجہ نیت ہی کے مطابق برآمد ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں بھی اس کو متعدد مقامات پر بیان کیا گیا اور اعمال میں اخلاص نیت کا حکم دیا گیا۔

ایک مقام پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَۃِ نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ۔(آل عمران:۱۴۵) اور جو اعمال سے دنیا کا بدلہ چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے، اور عنقریب (اچھا) بدلہ دیں گے شکر کرنے والوں کو۔

دوسری جگہ فرمایا: مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰہِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۔(النسا:۱۳۴) اور جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

ایک مقام پر فرماتا ہے: وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۔(سورۂ اعراف:۲۹) اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے بندے ہو کر۔

ان تمام آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام اعمال وعبادات میں اخلاص سب سے اہم ہے، اس کے بغیر عبادتیں لذت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ آج کل بہت سی عورتیں حج جیسی عظیم عبادت ادا تو کرتی ہیں، مگر نام ونمود کی خاطر، فقط اس لیے کہ لوگ انہیں عزت دیں، مال دار سمجھیں، بلکہ آج کل بہت ساری عورتیں تفریح کی خاطر حج کا قصد کرتی ہیں، حالاں کہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ایسے حج کی قبولیت کے بارے میں یقین

نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس سلسلے میں آیت نازل فرمائی تو صاف ارشاد فرما دیا ''وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ '' (اور حج وعمرہ اللہ کے لیے پورا کرو) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''لِلّٰہِ'' کا لفظ ارشاد فرمایا جس کا مطلب ہے کہ حج اور عمرہ کرنے کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہی ہونی چاہیے۔

یہی وجہ ہے کہ جب اسلاف میں سے کوئی حج وعمرہ کے لیے جاتے اور لبیک کہتے تو ان کا رنگ فق پڑ جاتا کہ کہیں جواب میں لا لبیک آ گیا تو؟ یاد رکھیں کہ لبیک کہتے وقت یہ تصور کریں کہ جس طرح حج کی توفیق دینے والے کی پکار پر لبیک کہہ کر حاضری کا اعلان کر رہی ہوں ان شاء اللہ اسی طرح اللہ رب العزت کی ہر پکار پر لبیک کہتی ہوئی دوڑتی چلی جاؤں گی۔

حج کا اعلان

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کعبۂ معظّمہ کی تعمیر مکمل فرمالی تو اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ (سورۂ حج، آیت:۲۷)

(ترجمہ) اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے، وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنز الایمان)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کر دی کہ بیت اللہ کا حج کرو، جن کے مقدور میں حج ہے، انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. (خزائن العرفان، ذیل آیۂ مذکورہ)

حج کا فلسفہ

اللہ عزوجل نے قرآن مقدس کی درج ذیل دو آیتوں میں حج کے فلسفہ کو واضح طور پر

بیان فرما دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (سورۂ انعام، آیت:۷۹) (ترجمہ) میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۂ انعام، آیت:۱۶۲) (ترجمہ) تم فرماؤ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا۔

ان دونوں آیتوں میں جو حج کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے، وہ اس طور پر ہے کہ:

☆ دونوں آیتوں کے یہ الفاظ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صدیوں پہلے کہے تھے، حج کے دوران حاجیوں کی زبانوں پر یہ الفاظ جاری رہتے ہیں اور ارکانِ حج کی ادائیگی میں اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

☆ حج کے لیے نکلنے والا ساری دنیا سے بے توجہی اختیار کر کے صرف خالقِ کائنات جل وعلا کے دربار کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

یادگارِ خلیل

حج کے ہر ہر رکن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم یادگار ہے۔ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے انجام پائی، کعبہ کا طواف کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ندا کی، قیامت تک انہیں مسلمانوں کو حج کی سعادت ملتی رہے گی جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندا پر عالم ارواح میں لبیک کہا تھا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یادگار ہے، جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ کی، اس کو یہ اعزاز ملا کہ

قیامت تک اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار بنا کر کعبہ سے قریب نصب کر دیا گیا اور قیامت تک کے مسلمانوں کو اس کے قریب نماز پڑھنے کا حکم ہوا، اللہ عزوجل کے حکم پر جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی گردن کٹانے کو تیار تھے، اسی کی یاد میں دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان قربانی کا حکم ہوا، شیطان کے بہکانے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی طرف کنکریاں پھینکی، اسی کی یاد میں حاجیوں کو جمرات پر کنکریاں مارنے کا حکم ہوا۔ یہ ساری باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادیں لمحہ لمحہ تازہ ہوتی ہیں اور حج کے ارکان کی ادائیگی در اصل ان بزرگ ہستیوں کی یادگاریں ہیں۔

فضائل حج احادیث کی روشنی میں

اے خاتون جنت کی کنیزو! حج کے فضائل میں متعدد حدیثیں وارد ہیں، ان میں چند حدیثیں ہم نقل کر رہے ہیں تا کہ اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ اس عمل پر اللہ عزوجل کس قدر ثواب اور جزا عطا فرماتا ہے۔

گناھوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ. (ترجمہ) جس نے حج کیا اور رَفَث (فحش باتیں) اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے ایسے پاک ہو کر لوٹا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

(بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۱۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر گناہ میں اللہ عزوجل کی نافرمانی ہے اور جو کوئی اللہ

عزوجل کی نافرمانی کرے، اس سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے، اس حدیث میں یہ بات عیاں ہے کہ جب کوئی بندی عاجزی کے ساتھ مولا عزوجل کے گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہو جاتی ہے اور مناسکِ حج ادا کر لیتی ہے تو مولا اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، لیکن خبردار! اس دربار میں پہنچ کر فحش باتوں اور گناہوں سے اپنے دامن کو خاص طور پر بچائے رکھیں، تا کہ اللہ عزوجل آپ پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے۔

عورتوں کا جھاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَ الضَّعِيْفِ وَ الْمَرْاَةِ الْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ. (بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے) (مسند امام احمد، حصہ، پانزدہم، ص:۲۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت سے اندازہ کریں کہ حج کتنے فضائل رکھتا ہے۔ ایک اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، اپنے گھر سے، اہل وعیال سے، رشتہ داروں سے دور اللہ کی راہ میں نکل جاتا ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی مدت کے لیے جا رہا ہے، واپس لوٹ کر کب آئے گا، آئے گا بھی یا راہِ خدا میں شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو جائے گا، اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر وہ اپنے گھر سے نکل جاتا ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا کہ حج بھی ایک جہاد ہے، خصوصاً ضعیفوں اور عورتوں کے لیے، کیوں کہ وہ جہاد کر نہیں سکتے، لہٰذا حج کر کے جہاد کی طرح ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے اگر اللہ صاحب استطاعت بنائے تو ضرور حج وعمرہ کر کے ان فضائل کو حاصل کر لیں۔

محتاجی دور ھوتی ھے

کچھ خواتین صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود یہ سوچتی ہیں کہ حج کریں گی تو اس میں ایک خطیر رقم خرچ ہوگی اور پھر انہیں محتاجی کا منہ دیکھنا ہوگا، جب کہ سرکارِ دوعالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حج کرنے سے محتاجی دور ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی میں ڈالنے کے بعد لوہے، چاندی اور سونے کا میل دور ہو جاتا ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۱۶۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حج و عمرہ کرنے سے گناہ کا میل دور ہو جاتا ہے، دوسری یہ کہ حج و عمرہ کرنے سے محتاجی دور ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب بندی اپنے مولا کے دربار میں حاضری دیتی ہے تو اس کے دل میں توکل کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اللہ عزوجل اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور مخلوق کی محتاجی سے بچا کر غنی کر دیتا ہے۔

ہر قدم پر نیکی

یہ اللہ عزوجل کا کتنا کرم ہے کہ نیکی کے ارادہ اور نیک کام کے لیے چلنے پر بھی اپنے بندوں اور بندیوں کو نیکی عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح حج کرنے والوں کو بھی اللہ عزوجل ایک ایک قدم کے بدلے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو خانۂ کعبہ کے ارادہ سے آیا اور اونٹ پر سوار ہوا تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے اور اس کے درجات کو بلند کرتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر طواف کرتا ہے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے اور بال منڈاتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اسی دن پیدا ہوا ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۲۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم اپنے ملک سے مکۂ معظّمہ تک کی مسافت دیکھیں، کتنے قدم کی مسافت ہے، ہم شمار نہیں کر سکتے۔ اب اندازہ لگالیں کہ حج کے ارادے سے نکلنے پر اللہ عزوجل ہمیں کتنی نیکیاں عطا فرمائے گا، کتنے گناہ مٹائے گا اور ہمارے کتنے درجے بلند فرمائے گا۔ یہ تو صرف ہمارے اٹھنے والے قدم کے بدلے میں ملنے والی نیکیاں ہیں، حج کی نیکیاں تو الگ ہیں، وہ اس طرح ملیں گی کہ ہمیں گناہوں سے اس طرح پاک کر دیا جائے گا جیسے نومولود بچہ گناہوں سے بالکل صاف ستھرا ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ کس دربار کی مہمانی کے لیے جا رہی ہیں، وہ اپنی شان کے مطابق کیا عطا کر دے گا ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں۔

پیدل حج کا ثواب

یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر کسی کو اس کی کوشش اور محنت ہی کے اعتبار سے درجے ملتے ہیں۔ اس زمانے میں اگرچہ کار، بس وغیرہ کی سہولتیں ہیں، مگر حج کے مناسک پیدل ادا کرنے میں جو ثواب ہے وہ گاڑی وغیرہ پر سوار ہو کر ادا کرنے میں کہاں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ حَجَّ مِنْ مَّكَّةَ مَاشِيًا حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَكَّةَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ كُلُّ حَسَنَةٍ مِّثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ۔ (جو مکہ سے پیدل حج (وقوف وغیرہ) کے لیے جائے، اس کے لیے مکہ واپس آنے تک ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں کے مثل سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی) کسی نے عرض کیا: حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِّائَةُ اَلْفِ حَسَنَةٍ۔ (ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکی)

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۴۴۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! پیدل حج کرنے سے مراد یہ ہے کہ حج کے ایام شروع ہونے کے بعد مکہ شریف سے منیٰ، عرفہ، مزدلفہ وغیرہ جہاں بھی جانا ہو، پیدل جائیں، سواری

سے نہ جائیں اور اسی طرح پیدل مکہ شریف واپس آجائیں۔ مکہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتا ہے اور پیدل حج کرنے والے کو ہر ہر قدم پر مکہ کی نیکیوں کے مثل سات سات سو نیکیاں ملیں گی، تو گویا اگر کسی نے پیدل حج کیا تو اس کو ہر ہر قدم پر سات سات کروڑ نیکیاں ملیں گی۔ یاد رہے کہ یہ نیکیاں صرف پیدل چلنے پر ہیں، حج کی جو نیکیاں ہیں، وہ تو الگ ہیں۔

حاجیہ کی دعا

اللہ کے کچھ مخصوص بندے اور بندیاں ہیں، جن کی دعائیں اللہ عزوجل قبول فرماتا ہے، ان ہی میں سے ایک حج کرنے والی بندی بھی ہے۔ حاجیہ اگر کسی کے لیے مغفرت کی دعا مانگے تو اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ.**

(ترجمہ) حاجی کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور اس کے بھی گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس کے لیے حاجی دعاے مغفرت کرے۔

(مجمع الزوائد، حصہ سوم، ص:۲۱۱، ناشر مکتبۃ القدسی، قاہرہ)

اسی لیے فرمایا گیا کہ جب کوئی حج کر کے واپس لوٹے تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے اس سے دعائیں کرالینی چاہیے، کیوں کہ وہ اللہ رب العزت کے دربار کی مہمانی کر کے آتا ہے، اس لیے اللہ عزوجل اس کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور کیوں نہ اس کی دعائیں قبول ہوں کہ اللہ کے پیارے محبوب صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حج کرنے والوں کے حق میں دعا فرمائی: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ.** (اے اللہ! حج کرنے والے کی مغفرت فرما اور جس کے حق میں وہ مغفرت کی دعا کرے، اس کی بھی

مغفرت فرما) (السنن الکبریٰ للبیہقی، حصہ ششم، ص:۲۰)

عافیت اور مغفرت

ہر مسلمان مرد و عورت کی دو دِلی تمنائیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا میں خیر و عافیت کے ساتھ زندگی بسر ہو جائے اور دوسری یہ کہ دنیا سے جانے کے بعد مغفرت ہو جائے اور جنت میں داخلہ مل جائے۔ حج کرنے والوں کو ان دونوں نعمتوں سے اللہ عزوجل مالا مال فرما دیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: **اِلٰهِيْ! مَا لِعِبَادِكَ عَلَيْكَ اِذَا هُمْ زَارُوْكَ فِيْ بَيْتِكَ.** (اے اللہ! جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کے لیے آتے ہیں تو تو انہیں کیا عطا فرماتا ہے؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: **اِنَّ لِكُلِّ زَآئِرٍ عَلَى الْمَزُوْرِ حَقًّا، يَا دَاوُدُ اِنَّ لَهُمْ عَلَيَّ اَنْ اُعَافِيَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ اَغْفِرَ لَهُمْ اِذَا لَقِيْتُهُمْ.** (اے داؤد! ہر زائر کا اس پر حق ہوتا ہے جس کی زیارت کے لیے وہ جائے، ان کا مجھ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں انہیں عافیت دوں گا اور جب وہ مجھ سے ملیں گے تو ان کی مغفرت فرمادوں گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۱۴۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث میں اللہ عزوجل نے صاف اعلان فرمادیا کہ مسلمانوں کی جو دلی تمنائیں ہیں، یعنی دنیا میں خیریت و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کر لینا اور آخرت میں مغفرت اور بخشش کا پروانہ مل جانا، اللہ عزوجل نے حج کرنے والوں کے لیے یہ دونوں باتیں اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے اور جس طرح کوئی کسی کے یہاں مہمان بن کر جاتا ہے تو وہ شخص اس کی مہمان نوازی کرتا ہے، اللہ عزوجل بھی اپنے دربار میں حاضر ہونے والوں کی اس طرح مہمان نوازی فرماتا ہے کہ دنیا میں انہیں خیریت و عافیت کے ساتھ رکھتا ہے اور آخرت میں ان کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

حج نہ کرنے کی سزا

جو حدیثیں ذکر ہوئیں، ان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حج میں متعدد فضائل پنہاں ہیں، مثلاً حج کرنے والے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اس کے ہر ہر قدم پر سیکڑوں نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اللہ عزوجل اس کو غنی کر دیتا ہے، اس کی دعائیں بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوتی ہیں، اللہ عزوجل اس کے لیے عافیت اور مغفرت کی ضمانت لیتا ہے۔ لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رُخ بھی ہے، یعنی جو کوئی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے، وہ اولاً تو ان فضائل سے محروم ہے، ثانیاً یہ کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی ہاتھ آتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَّلِکَ زَادًا وَّ رَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَ لَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا. (ترجمہ) جو کوئی حج کے اخراجات پر قادر ہونے کے باوجود حج نہ کرے تو کوئی پرواہ نہیں، وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص: ۱۶۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خاتمہ بالخیر ہونے پر نجات موقوف ہے اور حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بہت پرواہے، لیکن جو کوئی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے، اس کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس کی کوئی پروا نہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا کتنا بڑا جرم اور کتنا بڑا گناہ ہے۔

جب یہ عبادت اتنی ساری فضیلتوں کی حامل ہے اور اس کے چھوڑنے میں اتنا بڑا گناہ ہے تو جو خواتین صاحب استطاعت ہیں انہیں کسی بھی صورت میں حج کے معاملہ میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور جتنی جلدی ہو سکے اس عظیم عبادت کو ادا کرنے کے لیے رختِ سفر

باندھ لینا چاہیے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، آج ہیں، کل نہ رہیں، اس لیے اولِ فرصت میں اخلاص کے ساتھ بارگاہِ رب العزت میں حاضری کی تیاری کر لینی چاہیے۔

حج کے اسرار و رموز

حج کی فرضیت میں متعدد اسرار رموز ہیں، مثلاً

☆ جن جگہوں پر اللہ عزوجل کی خاص رحمتیں نازل ہوئیں، ان کی زیارت کرنا۔

☆ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہنا۔

☆ اس بے مثال قربانی کی روح کو زندہ کرنا جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے دو عظیم رسولوں نے رکھی تھی۔

☆ حج ہی کا ایک ایسا موقع ہے جب مختلف ملکوں کے، مختلف رنگ و نسل کے، مختلف زبانوں والے اللہ کے بندے ایک ہی لباس میں، ایک ہی حالت میں، ایک ہی جذبہ لیے ہوئے ایک خشک میدان میں اکٹھا ہو کر اپنی کوتاہیوں، غلطیوں اور بدکاریوں پر ندامت کے آنسوں بہاتے ہیں اور اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

☆ حج کرنے والے مسلمانوں کے دلوں میں اس وقت وہی جذبات موج زن ہوتے ہیں، جو چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تھے۔

☆ دنیا کی نظر میں یہ بات بہت مشکل ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں بسنے والے انسان ایک زبان بولیں، ایک طرح کا کپڑا پہنیں، کیوں کہ سب کی زبانیں الگ ہیں، تہذیبیں الگ ہیں۔ مگر مکۂ مکرمہ میں حج کے دوران دنیا کے مختلف حصوں سے جمع ہونے والے مسلمان ایک ہی قسم کے لباس میں ہوتے ہیں، ایک ہی جذبہ اپنے دلوں میں لیے ہوتے ہیں اور ایک ہی انداز سے اپنے مولا عزوجل کو یاد کرتے ہیں۔

☆ مختلف ممالک کے علما کا ایک جگہ ایک ساتھ جمع ہونا بہت مشکل کام ہے، مگر حج کے موقع پر مختلف ممالک کے علما اور دانشور مکۂ معظّمہ میں جمع ہوتے تھے اور اپنے فکروں اور نظریوں کا تبادلہ کرتے تھے۔ یہ بھی پورے عالم میں علومِ اسلامی کے پھیلنے کا اہم ذریعہ بنا۔

☆ حج کرنے کے بعد مسلمان مرد وعورت اپنی گناہوں سے آلودہ پچھلی زندگی کو بھول کر نیک صالح بن کر نئی زندگی کا آغاز کرنے کا عہد کرتے ہیں اور دراصل یہ حج کے قبول ہونے کی علامت بھی ہے کہ حج کرنے والوں کی زندگی میں انقلاب آئے اور نیکیوں کی طرف میلان اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا ہو۔

☆ حج کی ادائیگی کے جذبے میں انسان کے دنیوی معاملات میں بھی تبدیلی آتی ہے، مثلاً اپنے اہل وعیال کے لیے نفقہ مہیا کرنے کے بعد حج کے لیے روانہ ہونا، قرض دار ہے تو قرض ادا کرنا وغیرہ۔ اسی طرح حج کے لیے جانے والی خاتون جن لوگوں سے اپنے دل میں بغض وکینہ رکھے ہوئے ہو، رخصت کے وقت ان سے معافی تلافی کرتی ہے، روٹھوں کو مناتی ہے، جن کے حقوق تلف کر چکی ہو ان کے حقوق ادا کرتی ہے۔

☆ بڑے مجمع کو دیکھ کر میدانِ محشر کا تصور ذہن میں آتا ہے، وہاں پر اسی طرح ہر رنگ، ہر نسل، ہر زبان والے ایک ہی جگہ اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے۔

حضور ﷺ کا حج

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذوالقعدہ کی آخری تاریخ کو جمعرات کے دن مدینہ منورہ میں غسل فرما کر تہبند اور چادر زیب تن فرمایا اور نمازِ ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اپنی تمام ازواجِ مطہرات کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ مدینۂ منورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات ''ذوالحلیفہ'' پر پہنچ کر رات بھر قیام فرمایا، پھر احرام کے لیے غسل فرمایا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے جسم اطہر پر

خوشبو لگائی، پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی ''قصوا'' پر سوار ہو کر احرام کی نیت کی، بلند آواز سے لبیک پڑھا اور روانہ ہو گئے۔ چوتھی ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، فجر کی نماز آپ نے مقام ''ذی طوی'' میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا، پھر آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

جب حجرِ اسود کے سامنے تشریف لے گئے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا، پھر خانۂ کعبہ کا طواف فرمایا، شروع کے تین پھیروں میں آپ نے رَمَل کیا اور باقی چار چکروں میں معمولی چال سے چلے، ہر چکر میں جب حجرِ اسود کے سامنے پہنچتے تو اس کا استلام کرتے۔

جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام فرمایا اور سامنے دروازے سے صفا کی جانب روانہ ہوئے، پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی اور چوں کہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے (یعنی آپ نے حج قران کی نیت فرمائی تھی) اس لیے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے احرام نہیں اتارا۔ آٹھویں ذوالحجہ، جمعرات کے دن آپ منٰی تشریف لے گئے اور پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر منٰی میں ادا فرما کر نویں ذوالحجہ جمعہ کے دن آپ عرفات میں تشریف لے گئے۔

عرفات پہنچ کر آپ نے ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا، جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا۔ خطبہ کے بعد آپ نے ظہر اور عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی، پھر ''مَوقف'' میں تشریف لے گئے اور جبلِ رحمت کے نیچے غروبِ آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ پہنچے۔ یہاں پہلے مغرب پھر عشا ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ مشعرِ حرام کے پاس رات بھر امت کے لیے دعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منٰی

کے لیے روانہ ہوگئے۔ وادیٔ مُحَسَّر کے راستے سے منیٰ میں آپ جمرہ کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں۔

منیٰ میں بھی آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر قربان گاہ میں تشریف لے گئے، آپ کے پاس (چوں کہ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ آپ کے ساتھ حج میں شریک تھے، اس لیے) قربانی کے لیے ایک سو اونٹ تھے، کچھ تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمایا اور باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دیا اور گوشت، پوست، جھول، نکیل سب کو خیرات کر دینے کا حکم دیا۔ قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔

اس کے بعد آپ مکہ شریف تشریف لائے اور طوافِ زیارت فرمایا، پھر چاہِ زمزم کے پاس تشریف لائے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمزم شریف پیش کیا اور آپ نے قبلہ رخ کھڑے کھڑے زمزم شریف نوش فرمایا، پھر منیٰ واپس تشریف لے گئے، بارہ ذوالحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکری مارتے رہے۔

تیرہ ذوالحجہ منگل کے دن آپ سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر ''مُحَصَّب'' میں رات بھر قیام فرمایا اور صبح کو نمازِ فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طوافِ وداع کر کے انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۳۹۶-۴۰۱)

حج کے ہر ہر رکن کے فضائل اور اسرار و رموز پوری تفصیل کے ساتھ ہماری کتاب ''حج کیوں کریں؟'' میں ملاحظہ کریں۔ یہاں اتنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

☆☆☆

چوتھی فصل

حج کا طریقہ اور مسائل

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حج کی ادائیگی میں ایک خطیر رقم خرچ ہوتی ہے اور طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں برداشت کرنی ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود اگر حج صحیح ادا نہ ہو تو کیا فائدہ؟ اس لیے حج کو جانے سے پہلے ضروری ہے کہ حج کے مسائل سے اچھی طرح آگاہی ہو تا کہ حج صحیح طور پر ادا ہو اور اس کے مکمل فضائل اور فوائد حاصل ہوں۔

حج ایک نظر میں

سفرِ حج کو جانے سے پہلے ان باتوں کا خیال رکھیں:

☆ شوہر یا محرم اگر ساتھ میں جانے کے لیے تیار ہوں تبھی سفرِ حج کا ارادہ کریں۔

☆ ناف کے نیچے کے اور بغل کے بال صاف کر لیں، ناخن تراش لیں۔

☆ سُنّت کے موافق اچھی طرح غسل کر لیں۔

☆ پھر گھر میں چار رکعت نفل پڑھیں اور سفر کی آسانی اور واپسی تک گھر والوں کی سلامتی کی دعا کریں۔

☆ ایئر پورٹ کے اندر داخل ہونے کے بعد جب سیکوریٹی چیک (Security Check) سے فراغت حاصل ہو جائے تو دو رکعت احرام کی نفل ادا کریں پہلی رکعت

میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھیں کہ سُنّت ہے۔

☆ ہندوستان سے جانے والے زیادہ تر حج تمتع کرتے ہیں، اگر آپ حج تمتع کا ارادہ رکھتی ہیں تو پہلے صرف عمرہ کی نیت کریں اور نیت کے ان الفاظ کو زبان سے بھی دہرالیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھَا لِیۡ وَ تَقَبَّلۡھَا مِنِّیۡ. نَوَیۡتُ الۡعُمۡرَۃَ وَ اَحۡرَمۡتُ بِھَا مُخۡلِصًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی. لَبَّیۡکَ بِالۡعُمۡرَۃِ.

(ترجمہ) اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ رکھتی ہوں، تو اسے میرے لیے آسان فرما اور میری جانب سے اسے قبول فرما۔ میں نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عمرہ کی نیت کی اور اس کا احرام باندھا۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں عمرہ کے لیے۔ (بہار شریعت: ۳۱/۶)

☆ نیت کرنے کے بعد تین مرتبہ آہستہ لبیک پڑھیں۔

لَبَّیۡکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ. لَبَّیۡکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ. اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَکَ وَالۡمُلۡکُ. لَا شَرِیۡکَ لَکَ.

(ترجمہ) میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور ملک تیرے لیے ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

☆ تلبیہ (لبیک) کے بعد ایک بار درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّۃَ وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ سَخَطِکَ وَ مِنَ النَّارِ.

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتی ہوں اور تیری ناراضی اور جہنم سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔ (بہار شریعت: ۳۱/۶)

☆ اب احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔

☆ اس دعا کے بعد اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بچے، رشتہ دار، استاذ و پیر، مومنین و مومنات سب کے لیے مغفرت اور بھلائی کی دعا کریں۔

☆ اب راستے بھر تلاوت، درود شریف، توبہ واستغفار اور تلبیہ کی کثرت کرتے ہوئے چلیں۔

☆ اس بات کا بھرپور خیال رکھیں کہ سفر میں کہیں بھی نماز قضا نہ ہو۔

☆ فضول باتوں سے پرہیز کریں کہ کہیں اس کی وجہ سے آپ حج کی برکتوں سے محروم نہ ہو جائیں۔

☆ اگر کسی کی طرف سے کچھ زیادتی ہوجائے تو اسے معاف کریں۔

☆ اگر آپ نے حج تمتع کی نیت کی ہے تو آپ کو پہلے عمرہ کرنا ہوگا۔

☆ قیام گاہ پر اپنے سامان رکھیں، ہوسکے تو غسل کریں، ورنہ وضو کر کے حرم شریف کی طرف بڑھیں، راستہ بھر تلبیہ (لبیک) دھیمی آواز سے پڑھتی رہیں، اب مسجد حرام میں داخلہ کے لیے بہتر ہے کہ باب السلام سے داخل ہوں لیکن آج کل یہ دروازہ بند رہتا ہے، لہٰذا جو دروازہ بھی حرم کعبہ میں داخلہ کے لیے آسان ہو اس سے داخل ہوں، بہتر ہے کہ داخل ہوتے وقت نگاہیں نیچی رکھیں مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت داخلہ کی دعا پڑھیں۔

☆ اب حرم شریف میں چند قدم چلتے ہی آپ کی نگاہوں کے سامنے کعبہ معظّمہ ہوگا، کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی جو بھی دعا کریں گی، ان شاء اللہ قبول ہوگی۔ بہتر ہے کہ یہ دعا کریں ''اے اللہ جب بھی جو بھی نیک جائز دعا کروں تو اسے قبول فرما''۔

☆ یہیں کھڑی کھڑی تین مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ کہیں، پھر تھوڑی دیر دعا کر کے لبیک پڑھتی ہوئی کعبہ شریف کی طرف بڑھیں۔ اب طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے سامنے آئیں اور طواف کی نیت کریں۔

☆ اگر حجر اسود کے پاس عام طور پر مردوں کا ہجوم ہوتا ہے اور بوسہ لینے میں مردوں سے

بدن کے چھونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے حجرِ اسود سے قریب نہ ہوں، بلکہ اس کے مقابل کھڑی ہوکر اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کر کے "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ" پڑھیں اور اپنی انگلیوں کو چوم لیں، اسے استلام کہتے ہیں۔ طواف کی نیت کرتے ہی لبیک پڑھنا بند کر دیں۔

☆ اب طواف شروع کریں اور ہر چکر شروع کرنے سے پہلے حجرِ اسود کے سامنے آ کر استلام کریں۔

☆ ساتوں پھیروں میں وہ دعائیں پڑھیں جو آگے طواف کے تفصیلی بیان میں مذکور ہیں۔

☆ طواف بعد استلام کر کے مقامِ ابراہیم کے مقابل میں جہاں جگہ ملے واجب الطّواف دو رکعت نماز ادا کریں۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھیں پھر دعا کریں۔

☆ اب ملتزم پر آ کر کعبہ کی دیوار سے لپٹ کر دعا کریں۔

☆ اس کے بعد آبِ زم زم پینے کے لیے آئیں اور پیٹ بھر کر آبِ زمزم پئیں۔

☆ آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ.

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والا علم، وسعت والی روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتی ہوں۔ (درمنثور، جلد چہارم، ص:۱۵۲)

☆ آبِ زمزم پینے کے بعد حجرِ اسود کا استلام کر کے صفا و مروہ کی سعی کے لیے نکلیں۔

☆ صفا پہاڑی پر کھڑی ہوکر کعبہ شریف کی طرف رخ کریں اور سعی کی نیت کریں اور تھوڑی دیر دعا کریں۔

☆ دعا سے فارغ ہوکر مروہ کی طرف بڑھیں اس دوران درود شریف، توبہ واستغفار وغیرہ

کرتی رہیں۔

☆ میلین اخضرین (دوسبز نشان) کے درمیان آپ کو دوڑنا نہیں ہے۔

☆ سعی کرتے وقت جو دعا کریں گی، ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

☆ مروہ پہاڑی پر پہنچ کر پھر کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے دعا کریں۔

☆ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا، پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہوگا، اسی طرح سات پھیرے مکمل کریں۔

☆ نجدی حکومت کے تعمیر کردہ نئے مسعٰی میں صفا سے مروہ تک جانے والا راستہ نبوی مسعٰی سے خارج ہے، صرف مروہ سے صفا تک جانے والا راستہ نبوی مسعٰی میں داخل ہے، لہٰذا پورے چودہ چکر لگائیں تاکہ مروہ سے صفا تک سات چکر معتبر ہو جائیں۔ اس صورت میں صفا سے مروہ تک کے سات چکر کا اعتبار نہ ہوگا۔ ہاں اگر موقع ملے تو بیس منٹ (Basement) میں سعی کریں کہ وہ نبوی مسعٰی میں داخل ہے۔

☆ آخری پھیرا مکمل کرنے کے بعد جب مروہ پہاڑی پر (جدید مسعٰی میں سعی کرتے وقت صفا پہاڑی پر) پہنچیں تو کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے دعا کریں۔

☆ سعی مکمل کرنے کے بعد سر کے بال کتروائیں۔

☆ اب آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا اور آپ سے احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ آپ کو اب حج کے ایام کا انتظار کرنا ہے، اس دوران نفل طواف کرتی رہیں۔

☆ ۷/ذی الحجہ کو ظہر کے بعد اچھی طرح سے سُنّت کے مطابق غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہنیں اور مسجد حرام کی طرف روانہ ہو جائیں۔

☆ مسجد حرام پہنچ کر دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ادا کریں اور نماز کے بعد حج کی نیت کر کے فوراً تلبیہ (لبیک) پڑھیں۔ تلبیہ (لبیک) کہتے ہی احرام کی ساری پابندیاں

شروع ہوگئیں۔

☆ اب ایک نفل طواف کریں اور طواف کے بعد نماز طواف ادا کریں۔

☆ اگر طواف زیارت کے بعد کی سعی آج کرنا چاہتی ہوں تو آج کرلیں ورنہ طواف زیارت کے بعد بھی کرسکتی ہیں۔صرف احرام باندھ کر منٰی بھی جاسکتی ہیں۔اب اپنی قیام گاہ پر آجائیں اور کثرت سے درود شریف، توبہ واستغفار میں مصروف رہیں۔

☆ ٹور والے ساتویں اور آٹھویں ذی الحجہ کی درمیانی رات میں منٰی لے جاتے ہیں یہ خلاف سُنّت ہے مگر اس پر دم وغیرہ نہیں۔

حج کا پہلا دن (۸/ذی الحجہ)

☆ آج کے دن ظہر، عصر، مغرب، عشا اور نویں کی فجر منٰی میں ادا کریں۔

حج کا دوسرا دن (۹/ذی الحجہ)

☆ اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔

☆ آج کے دن اشراق کے وقت راستہ بھر تلبیہ اور درود شریف، توبہ واستغفار کرتی ہوئی عرفات کی طرف روانہ ہوجائیں۔

☆ اگر زوال سے پہلے پہنچ جائیں تو غسل کرلیں کہ سُنّت مؤکدہ ہے اور تاخیر سے پہنچیں تو اچھی طرح وضو کرکے ظہر کی نماز ادا کرلیں۔

☆ اب عرفات کا وقوف کریں اور کھلے آسمان کے نیچے خوب دعا کریں۔

☆ میدان عرفات میں ظہر، ظہر کے وقت میں اور عصر، عصر کے وقت میں اپنے اپنے خیموں میں باجماعت ادا کریں۔

☆ غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد بغیر مغرب کی نماز ادا کیے تلبیہ کہتی ہوئی، درود شریف پڑھتی ہوئی اور دعائیں کرتی ہوئی عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوجائیں۔

☆ مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشا کی نماز عشا کے وقت میں ادا کریں۔اس کو جمع بین الصلاتین کہتے ہیں۔

☆ یہ رات حاجیوں کے لیے شب قدر سے بھی افضل ہے، لہٰذا اس رات جہاں تک ہوسکے آرام کم کریں اور جس قدر ممکن ہو عبادت میں یہ رات گزاریں۔

☆ فجر کی نماز کے لیے جلد بیدار ہوکر اول وقت میں فجر کی نماز ادا کریں اور فجر کی نماز کے بعد وقوف مزدلفہ کریں۔اس رات حقوق العباد سے متعلق جو بھی کوتاہی ہوئی ہو اس کی معافی چاہیں۔

☆ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے ۷۰/کنکریاں چن لیں اور منٰی کی طرف روانہ ہوجائیں۔

حج کا تیسرا دن (۱۰/ذی الحجہ)

☆ آج کے دن منٰی پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبٰی (بڑے شیطان) کی رمی کریں اور رمی سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردیں۔

☆ اب قربانی کریں اور انگلیوں کے پور کے برابر سر کے بال کتر کر احرام کھول دیں۔

☆ اب مجامعت کے علاوہ احرام کی ساری پابندیاں ختم ہوگئیں، مگر مجامعت طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوگی۔

☆ سُنّت کے مطابق غسل کرکے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر باوضو مکہ مکرمہ پہنچیں اور طواف زیارت کریں اور طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس یا جہاں جگہ ملے دو رکعت نفل واجب الطّواف ادا کریں۔

☆ ملتزم پر آکر دعا مانگیں اور آب زمزم نوش کریں۔

☆ طواف زیارت کے بعد کی سعی اگر آپ نے پہلے نہ کی ہو تو اب کرلیں۔طوافِ زیارت

کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوگئیں۔ اب منیٰ پہنچ کر راتیں وہیں گزاریں۔

حج کا چوتھا دن (۱۱/ ذی الحجہ)

☆ آج کے دن زوال کے بعد سے رمی جمرات کا وقت شروع ہوتا ہے۔

☆ آج کے دن تینوں جمرات کی رمی کریں یعنی ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماریں۔ پہلے اور دوسرے جمرے پر کنکری مار کر دعا کے لیے کنارے پر رکیں اور آخری جمرہ پر کنکری مار کر دعا کے لیے وہاں نہ ٹھہریں، بلکہ دعا کرتی ہوئی واپس منیٰ کی طرف پلٹیں۔

☆ اگر کسی وجہ سے ۱۰/ ذی الحجہ کو طواف زیارت نہ کر سکی تھیں تو آج کر لیں۔

حج کا پانچواں دن (۱۲/ ذی الحجہ)

☆ آج بھی کل کی طرح نماز ظہر کے بعد ترتیب وار پہلے جمرۂ اولیٰ (چھوٹے شیطان)، پھر جمرۂ وسطیٰ (منجھلے شیطان)، پھر جمرۂ عقبیٰ (بڑے شیطان) کی رمی کرنی ہے، یعنی تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارنی ہیں۔ پہلے دو جمرات پر رمی کر کے کنارے پر دعا کرنی ہے اور آخری جمرے کی رمی کر کے دعا کرتی ہوئی چاہیں تو مکہ شریف یا پھر منیٰ آ سکتی ہیں۔

☆ آج غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ مکرمہ جانے کا اختیار ہے اور غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔

☆ اگر کوئی خاتون ۱۳/ تاریخ کی صبح صادق تک منیٰ میں رکی رہی، تو اس دن کی رمی بھی واجب ہوجائے گی، اب رمی کیے بغیر جانا جائز نہیں، اگر رمی نہ کی تو دم لازم ہوگا۔ یہ رمی بھی زوال کے بعد ہی ہوگی۔

☆ مبارک ہو آج آپ کا حج مکمل ہوگیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

☆ اب صرف حدود میقات سے باہر رہنے والوں کو مکہ شریف چھوڑنے سے پہلے طواف

وداع کرنا ہے۔

☆ جب تک مکہ میں قیام رہے زیادہ سے زیادہ طواف کریں، اس کے علاوہ تلاوت قرآن کرتی رہیں اور نوافل وغیرہ پڑھتی رہیں۔

☆ طوافِ زیارت کرنے کے بعد حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے لیے روانہ ہوں۔

☆ اس دربار میں حاضری کا طریقہ اور حاضری کے آداب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمالیں۔

عمرہ کا اجمالی خاکہ

(۱) عمرہ کا احرام شرط	(۲) طواف فرض	(۳) سعی واجب	(۴) تقصیر واجب

حج تمتع کا اجمالی خاکہ

(۱) احرامِ عمرہ شرط	(۲) طواف فرض	(۳) سعیِ عمرہ واجب	(۴) تقصیر واجب
(۵) احرامِ حج (۸/ذی الحجہ) شرط	(۶) وقوفِ عرفات فرض	(۷) وقوفِ مزدلفہ واجب	(۸) رمی جمرۂ عقبیٰ واجب
(۹) قربانی واجب	(۱۰) تقصیر واجب	(۱۱) طوافِ زیارت فرض	(۱۲) سعی واجب
	(۱۳) رمیِ جمار واجب	(۱۴) طوافِ وداع واجب	

حج تمتع کا تفصیلی خاکہ

ہندوستان سے جانے والے حجاج کرام عام طور پر حج تمتع کرتے ہیں، اس لیے یہاں

پر حج تمتع کا (گھر سے نکلنے سے لے کر حج ختم ہونے تک کا) اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

(۱)	(۲)
صاف ستھرے کپڑے پہن کر گھر سے روانگی	ایئر پورٹ کے اندر دو رکعت نماز اور عمرہ کے احرام کی نیت
(۳) کعبہ کا طواف، مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز اور آب زمزم پینا	(۴) سعی کرنا، اس کے بعد تقصیر کرنا اور احرام کھول دینا
(۵) ۸ر ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منٰی جانا اور وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز ادا کرنا	(۶) ۹ر ذی الحجہ کو مقامِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھنا اور وقوفِ عرفات کرنا
(۷) ۹ر ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشا ایک ساتھ پڑھنا، رات میں مزدلفہ میں قیام اور طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے وقوفِ مزدلفہ کرنا	(۸) ۱۰ر ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منٰی میں آنا اور جمرۃ العقبٰی پر کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور تقصیر کر کے احرام کھول دینا
(۹) ۱۰ر ذی الحجہ کو تقصیر کے بعد مکہ شریف میں جا کر طوافِ زیارت کرنا اور پھر منٰی واپس آنا	(۱۰) ۱۱/۱۲/۱۳ر ذی الحجہ کو منٰی میں قیام کرنا اور ان تینوں دنوں میں جمرات پر کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ روانہ ہونا

(۱۱)	(۱۲)
۱۴ر ذی الحجہ کو یا جب بھی رخصت ہونے کا ارادہ ہو، طوافِ وداع کرنا	خاص زیارت کی نیت سے مدینہ شریف روانہ ہونا (اگر حج سے پہلے حاضری نہ دی ہو)

حیض و نفاس کے مسائل

☆ اگر ٹکٹ بُک ہو چکا ہے اور روانگی کا وقت آ چکا ہے، اس وقت حیض یا نفاس جاری ہو تو بہر حال نیت حج کر کے مُحرم ہوا جا سکتا ہے۔ البتہ احرام کے بعد والی دو رکعت نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ حیض و نفاس کی وجہ سے سفر حج میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی ہے۔

☆ اگر احرام کی نیت کر لینے کے بعد دورانِ سفر حیض یا نفاس جاری ہو جائے تو سفر جاری رکھا جائے، اس کی وجہ سے سفر حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح اگر مکہ پہنچنے کے بعد حج کی ادائیگی سے پہلے ماہواری وغیرہ جاری ہو جائے، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مذکورہ بالا ساری صورتوں میں حائضہ یا نُفسا کو محض طواف کے لیے حیض یا نفاس کے منقطع ہو جانے کا انتظار کرنا ہوگا، اس کے بعد غسل کر کے طواف کیا جا سکتا ہے۔ البتہ حج کے دیگر مناسک حیض و نفاس کی حالت میں بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔

☆ طواف کے دوران حیض آ جائے تو عورت کو چاہیے کہ فوراً طواف چھوڑ کر مسجد سے باہر آ جائے، پھر جب پاک ہو جائے تو طواف کرے اور اگر اس نے طواف جاری رکھا تو دَم دے یا پاک ہونے کے بعد دوبارہ یہ طواف کرے۔ البتہ سعی کے دوران اگر حیض آ جائے تو سعی جاری رکھی جا سکتی ہے۔

☆ عورتیں حیض و نفاس کی حالت میں تلبیہ، دعائیں، توبہ و استغفار، ذکر و وظائف وغیرہ پڑھ سکتی ہیں۔ حالت حیض و نفاس میں نماز پڑھنا، قرآن شریف کا چھونا یا پڑھنا، طواف کرنا، روزے رکھنا حرام ہے۔ مذکورہ حالتوں میں نمازیں معاف ہیں، روزوں کی قضا

کی جائے گی اور طواف کے لیے خون کے بند ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔

نوٹ: چوں کہ خواتین کو ان معاملات کے بارے میں تجربات رہتے ہیں، اس لیے انہیں چاہیے کہ ٹکٹ کی بکنگ اور دیگر معاملات میں اپنی عادتوں کا خیال رکھیں۔

استحاضہ کے مسائل

☆ استحاضہ (بیماری وغیرہ کی وجہ سے جاری ہونے والا خون) کا حکم مذکورہ خونوں سے مختلف ہے۔ اگر استحاضہ کا خون جاری ہو، تو اس کے رکنے کا انتظار کیا جائے، پھر نماز، طواف وغیرہ عبادتیں ادا کی جائیں۔

☆ اگر کپڑا رکھ کر اتنی دیر کے لیے خون روکا جاسکتا ہے کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کی جاسکے، تو عورت ہرگز معذورہ نہیں، اسے ایسا کر کے نماز وغیرہ ادا کرنی چاہیے۔

☆ مستحاضہ عورت اگر معذورہ نہیں ہے تو خون کے رکنے کا انتظار کر کے نمازیں اور دیگر عبادات ادا کرے۔ اس حالت میں روزے بلاشبہہ رکھے جاسکتے ہیں اور نمازیں ہرگز معاف نہیں ہیں۔

☆ طواف کرنے کا ارادہ کیا اور یہ خون جاری ہو گیا تو انتظار کر لے، بند ہونے کے بعد طواف کرے۔

☆ کپڑے وغیرہ کسی چیز کا استعمال کر کے استحاضہ روک کر طواف کیا جائے تو حج ہو جائے گا۔

☆ اگر کسی کو خونِ استحاضہ اس قدر جاری ہے کہ اسے اتنی دیر کے لیے بھی چھٹکارا نہیں ملتا کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے اور اسی حالت میں پوری ایک نماز کا وقت گزر جائے، تو ایسی عورت کو معذورہ سمجھا جاتا ہے۔

☆ اگر کوئی عورت معذورہ ہے تو ہر نماز کے وقت میں وضو کر کے وقت کے اندر جو عبادت چاہے کر سکتی ہے اور یہی حکم طواف کا بھی ہوگا۔

احرام کیسے باندھیں؟

☆ جب احرام باندھنے کا ارادہ کریں تو مسواک کریں اور وضو کریں اور خوب مل کر نہائیں، نہ نہا سکیں تو صرف وضو کریں اور باوضو احرام باندھیں۔

☆ احرام کے لیے غسل کرنے سے پہلے ناخن تراش لیں، بغل اور ناف کے نیچے کے بال بھی دور کر لیں، بلکہ پاخانہ کے مقام کے اردگرد جو بال ہوتے ہیں، ان کو بھی دور کر لیں۔

☆ عورتوں کے لیے احتیاط اسی میں ہے کہ بدن اور حالت احرام میں پہنے جانے والے کپڑوں پر نیت احرام سے پہلے یا بعد کبھی بھی خوش بو نہ لگائیں۔

☆ عورتوں کے لیے احرام کے کوئی خاص کپڑے نہیں ہیں، بلکہ وہ اپنے روزانہ کے کپڑوں میں احرام باندھیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ نئے ہوں، ورنہ صاف ستھرے ہونا ضروری ہے۔

ایئر پورٹ پر

☆ ایئر پورٹ کے اندر داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں، پھر دل میں عمرہ کا ارادہ کر کے یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ. وَاَعِنِّیْ عَلَیْهَا وَ بَارِکْ لِیْ فِیْهَا وَ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَ اَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی.

☆ اب دھیمی آواز سے تلبیہ کہیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ. لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ. اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ.

☆ لبیک تین بار کہیں۔ لبیک کہتے وقت، جہاں جہاں وقف کی علامتیں بنی ہوئی ہیں، وہاں وقف کریں۔ لبیک کہنے کے بعد درود شریف پڑھیں، پھر دعا مانگیں۔

☆ اس موقع پر پڑھنے کے لیے ایک دعا یہ بھی منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَ النَّارِ۔

(بہار شریعت: ۳۱/۶)

اس موقع پر پڑھنے کی ایک اور دعا یہ بھی وارد ہے:

اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَ بَشَرِیْ وَ عَظْمِیْ وَ دَمِیْ مِنَ النِّسَآءِ وَ الطِّیْبِ وَ کُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَهٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ. لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ. وَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ بِیَدِکَ. وَ الرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ. لَبَّیْکَ ذَا النَّعْمَآءِ وَ الْفَضْلِ الْحَسَنِ. لَبَّیْکَ مَرْغُوْبًا وَّ مَرْھُوْبًا اِلَیْکَ. لَبَّیْکَ اِلٰهَ الْخَلْقِ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا. لَبَّیْکَ عَدَدَ التُّرَابِ وَ الْحَصٰی. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ذَا الْمَعَارِجِ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ مِنْ عَبْدٍ اَبَقَ اِلَیْکَ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ فَرَّاجَ الْکُرُوْبِ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَنَا عَبْدُکَ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ. اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی اَدَآءِ الْعُمْرَةِ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَکَ وَ اٰمَنُوْا بِوَعْدِکَ وَ اتَّبَعُوْا اَمْرَکَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّفْدِکَ الَّذِیْنَ رَضِیْتَ عَنْھُمْ وَ اَرْضَیْتَھُمْ وَ قَبِلْتَھُمْ.

(بہار شریعت، ۳۱/۶)

☆ احرام کے لیے کم از کم ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے، یہاں تک کہ گونگی ہو تو اس کو چاہیے کہ ہونٹ کو جنبش دے۔

☆ احرام کے لیے نیت شرط ہے، اگر بغیر نیت کے لبیک کہی، احرام نہ ہوا۔ اسی طرح تنہا نیت بھی کافی نہیں، جب تک لبیک یا اس کی طرح کوئی اور کلمہ (مثلاً سُبْحٰنَ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) نہ کہے۔

رویتِ کعبہ

☆ مکۂ مکرمہ پہنچنے کے بعد قیام گاہ پر اپنا سامان رکھیں ہو سکے تو غسل کریں ورنہ وضو کر کے مسجد حرام کی طرف روانہ ہو جائیں۔

☆ اب حرم شریف میں چند قدم چلتے ہی آپ کی نگاہوں کے سامنے کعبہ شریف ہوگا، کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی جو بھی دعا کریں، قبول ہوگی۔

☆ بہتر یہ ہے کہ جب کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑے، درود شریف پڑھیں، پھر یہ دعا کریں ''مولیٰ میں جب بھی، جہاں بھی جو بھی جائز دعائیں کروں، تو اپنی بارگاہ میں میری دعا کو قبول فرما اور مجھے بے حساب جنت میں داخل فرما''۔

☆ جب کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑے تو تین بار ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ'' اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگنا مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ. اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَتَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَةً وَزِدْ مِنْ شَرَفِهٖ وَعِظَمِهٖ وَکَرَمِهٖ مِمَّنِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ بِرًّا. اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، حصہ دوم، ص: ۱۵، ناشر المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، قاہرہ)

☆ تھوڑی دیر اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور اپنے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں، پھر لبیک پڑھتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف بڑھیں۔

طواف سے پہلے

☆ حجرِ اسود سے قریب کعبہ کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑی ہوں کہ پورا حجرِ اسود دائیں طرف رہے۔

☆ اب دل میں طواف کی نیت کریں اور زبان سے یہ الفاظ دہرائیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ.

☆ طواف کی نیت کرتے ہی تلبیہ کہنا بند کردیں۔

☆ دورانِ طواف اس دعا کی کثرت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

رُکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مؤکل ہیں، جو کوئی یہ دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے وہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔

☆ جس قدر زیادہ ہوسکے طواف کے دوران یہ دعا پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۝

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی سات پھیرے طواف کرے اور یہ دعا پڑھتا رہے، اُس کے دس گناہ مٹادیے جائیں گے، دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے اور جو طواف میں یہی کلام پڑھے، وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے چل رہا ہے جیسے کوئی پانی میں پاؤں سے چلتا ہے۔

☆ اب کعبہ کی طرف چہرہ کیے ہوئے ہی کچھ دائیں طرف ہٹ کر حجرِ اسود کے بالکل سامنے کھڑی ہوجائیں اور کانوں تک اس طرح ہاتھ اٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ. وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص:۸۱۲)

استلام کیسے کریں؟

☆ اس کے بعد حجرِ اسود کا استلام کریں، یعنی حجرِ اسود پر اپنی دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں اپنے ہونٹ رکھ کر تین مرتبہ اس طرح بوسہ دیں کہ آواز پیدا نہ ہو۔ اگر بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو تو دوسروں کو تکلیف ہرگز نہ دیں، بلکہ ہاتھ یا چھڑی سے حجرِ اسود کو چھو کر ہاتھوں یا چھڑی کو چوم لیں، یہ سارے احکام اس صورت میں ہیں جب کہ آپ کے جسم کے کسی مرد سے مس ہونے کا خوف نہ ہو، ورنہ دونوں ہاتھوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لیں۔

☆ حجرِ اسود کا استلام کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ طَھِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ.

(بہارِ شریعت:۶/۴۶)

طواف کا پہلا چکر

☆ حجرِ اسود کے سامنے سے اس طرح طواف شروع کریں کہ خانۂ کعبہ آپ کی بائیں جانب ہو اور کعبہ شریف سے آپ کم از کم تین ہاتھ کی دوری پر ہوں۔

☆ اب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی طواف کے پہلے چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ طواف کے پہلے چکر میں طواف شروع کرنے سے لے کر رکنِ یمانی تک پہنچنے تک یہ دعا پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ تَصْدِیقًا بِکَلِمَاتِکَ وَ وَفَآءً بِعَھْدِکَ وَ اتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِیِّکَ وَ حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۳۶)

☆ رکنِ یمانی سے لے کر حجرِ اسود تک پہنچنے تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(بہارِ شریعت:۶/۴۷)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا دوسرا چکر

☆ اب طواف کے دوسرے چکر کا آغاز کریں اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی دوسرے چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ دوسرے چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی تک یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَ الْعَبْدَ عَبْدُکَ. وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ. وَ ھٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَ بَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ. اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَ زَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ وَ اجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ. اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ. اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۳۸)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ. یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۳۸)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا تیسرا چکر

☆ اب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی تیسرے چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ تیسرے چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ النَّارِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۳۹)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ. یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۴۰)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا چوتھا چکر

☆ اب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی چوتھے چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ چوتھے چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عُمْرَۃً مَّقْبُوْلَۃً وَسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَۃً لَنْ تَبُوْرَ. یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ. اَخْرِجْنِیْ یَا اَللّٰہُ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَ السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّ الْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّ الْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَ النَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ. رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ وَ اخْلُفْ عَلٰی کُلِّ نَائِبَۃٍ لِّیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ. (طریقۂ حج وعمرہ)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ. یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ،ص:۴۱)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا پانچواں چکر

☆ اب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی پانچویں چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ پانچویں چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ وَ لَا بَاقِیْ اِلَّا وَ جْھُکَ. وَ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَا نَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ نَعِیْمَھَا وَ مَا یُقَرِّبُنِیْ

اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْعَمَلٍ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ.

(طریقۂ حج وعمرہ،ص:۴۱-۴۲)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ. یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ،ص:۴۲)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا چھٹا چکر

☆ اب بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتی ہوئی چھٹے چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ چھٹے چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ وَ حُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِکَ. اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّی وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ بِطَاعَتِکَ عَنْ مَّعْصِیَتِکَ وَ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ. اَللّٰھُمَّ اِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ وَّ وَجْھَکَ کَرِیْمٌ وَّ اَنْتَ یَا اَللّٰہُ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ. (طریقۂ حج وعمرہ،ص:۴۳)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ. یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۴۴)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

طواف کا ساتواں چکر

☆ اب بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ وَ لِلّٰهِ الۡحَمۡدُ کہتی ہوئی ساتویں چکر کے لیے آگے بڑھیں۔

☆ ساتویں چکر میں حجرِ اسود سے رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ اِیۡمَانًا کَامِلًا وَّ یَقِیۡنًا صَادِقًا وَّ رِزۡقًا وَّاسِعًا وَّ قَلۡبًا خَاشِعًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ رِزۡقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا وَّ تَوۡبَةً قَبۡلَ الۡمَوۡتِ وَ رَاحَةً عِنۡدَ الۡمَوۡتِ وَ مَغۡفِرَةً وَّ رَحۡمَةً بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَ الۡعَفۡوَ عِنۡدَ الۡحِسَابِ وَ الۡفَوۡزَ بِالۡجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحۡمَتِکَ یَا عَزِیۡزُ یَا غَفَّارُ. رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ. (طریقۂ حج وعمرہ، ص:۴۴-۴۵)

☆ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَ اَدۡخِلۡنَا الۡجَنَّةَ مَعَ الۡاَبۡرَارِ. یَا عَزِیۡزُ یَا غَفَّارُ. یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۴۵)

☆ اب حجرِ اسود کے پاس پہنچ کر پہلے کی طرح استلام کریں۔

☆ اب آپ کا طواف مکمل ہوگیا۔

☆ مخصوص مقامات پر جو دعائیں پڑھنے کے لیے کتابوں میں لکھی جاتی ہیں، اگر کوئی خاتون پڑھی لکھی نہ ہوں، یا کسی اور وجہ سے وہ مخصوص دعائیں نہیں پڑھ سکتیں، تو درود شریف پڑھیں، استغفار کریں یا پھر اپنی زبان میں، اپنے الفاظ میں جو دعائیں چاہیں مانگیں۔

نماز طواف

اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتا ہے: وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّی.
(سورۂ بقرہ، آیت:۱۲۵) اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر آئیں، اگر جگہ ملے تو ایسی جگہ کھڑی ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں کہ آپ کے اور کعبہ شریف کے بیچ مقامِ ابراہیم ہو، اگر جگہ نہ مل سکے تو پھر مسجد حرام میں جہاں چاہیں، یہ نماز پڑھ لیں، لیکن بہتر ہے کہ مقامِ ابراہیم کے مقابل میں پڑھیں۔

یہ نماز ہر طواف کے بعد واجب ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں۔ اگر کراہت وممانعت کا وقت (یعنی صبح صادق طلوع ہونے سے آفتاب کے بلند ہونے تک، دوپہر میں زوال سے پہلے، عصر کی نماز فرض پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک) ہو، تو وہ وقت نکل جانے کے بعد پڑھیں۔

☆ سُنّت یہ ہے کہ مکروہ وقت نہ ہو تو طواف کے فوراً بعد یہ نماز پڑھیں، بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور اگر کسی وجہ سے فوراً نہ پڑھ سکیں، تو کچھ دیر کے بعد بھی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اس وقت بھی ادا ہی ہوگی، قضا نہیں، لیکن بلا وجہ تاخیر کرنا درست نہیں۔

☆ جس طواف کے بعد سعی کرنی ہے، اس طواف کے فوراً بعد نمازِ طواف پڑھیں، پھر ملتزم سے لپٹیں اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس طواف کے بعد پہلے ملتزم سے لپٹیں، پھر مقامِ ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھیں۔

☆ نمازِ طواف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعۡلَمُ سِرِّیۡ وَ عَلَانِیَتِیۡ فَاقۡبَلۡ مَعۡذِرَتِیۡ وَ تَعۡلَمُ حَاجَتِیۡ فَاَعۡطِنِیۡ سُوَالِیۡ وَ تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ ذُنُوۡبِیۡ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ اِیۡمَانًا یُّبَاشِرُ قَلۡبِیۡ وَ یَقِیۡنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعۡلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیۡبُنِیۡ اِلَّا مَا کَتَبۡتَ لِیۡ وَ

رِضًا مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ. تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ. اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِيْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَ لَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا وَ يَسَّرْتَهَا فَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَ اخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا. اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَ اَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ.

(احکام حج وعمرہ، ص:۹۶-۹۷)

ملتزم پر حاضری میں چوں کہ رش ہوتا ہے اس لیے دور ہی سے یہ دعا کرلیں۔

(۱) يَاوَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ. (بہار شریعت:۶/۵۰)

(۲) يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَ رِقَابَ اٰبَائِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَ اِخْوَانِنَا وَ اَوْلَادِنَامِنَ النَّارِ. يَا ذَا الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ وَ الْفَضْلِ وَ الْمَنِّ وَ الْعَطَاءِ وَ الْاِحْسَانِ. اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ اَخْشٰى عَذَابَكَ مِنَ النَّارِ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ، وَ تَضَعَ وِزْرِيْ وَ تُصْلِحَ اَمْرِيْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَ تُنَوِّرَ لِيْ فِيْ قَبْرِيْ وَ تَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ وَ اَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ. اٰمِيْنَ. (بہار شریعت:۶/۵۰-۵۱)

سعی کیسے کریں؟

☆ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا. (سورۂ بقرہ، آیت:۱۵۸) بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں

سے ہیں، تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ (کنزالایمان)

☆ جب صفا پہاڑی سے قریب ہوجائیں تو یہ پڑھیں:

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

(طریقۂ حج وعمرہ، ص:۵۶)

☆ اب صفا پہاڑی پر چڑھیں اور کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑی ہوجائیں۔

☆ سُبْحٰنَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور درود شریف وغیرہ پڑھیں۔

☆ یہ مقام دعا کی قبولیت کا ہے، یہاں پر بالکل خشوع کے ساتھ اپنے لیے، اپنے اہل وعیال کے لیے، سب مسلمانوں کے لیے اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لیے دعا مانگیں۔

☆ اس مقام پر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑا کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ. يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.

اَللّٰھُمَّ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَسْئَلُکَ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَ اَنَا مُسْلِمٌ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی سُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَ اَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یُّحِبُّکَ وَ یُحِبُّ رَسُوْلَکَ وَ اَنْبِیَآئَکَ وَ مَلٰٓئِکَتَکَ وَ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ. اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لِیَ الْیُسْرٰی وَ جَنِّبْنِی الْعُسْرٰی. اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ وَ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ. اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا. وَّ نَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّ دِیْنًا قَیِّمًا. وَّ نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ. وَ نَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ. وَ نَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ عَدَدَ خَلْقِکَ وَ رِضَا نَفْسِکَ وَ زِنَةَ عَرْشِکَ وَمِدَادِ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذّٰکِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ.

(بہارشریعت:۶/۵۲-۵۳)

☆ اب دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے نیت کے یہ الفاظ دہرائیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

(ترجمہ) اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں، تو اسے میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے اسے قبول فرما۔ (بہارشریعت:۶/۵۳)

☆ اب صفا سے مروہ کی طرف چلیں اور سعی کے ہر پھیرے میں یہ دعا پڑھیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَالَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ عُمْرَةً مَّقْبُوْلَةً وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ. یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(بہارشریعت:۶/۵۳-۵۴)

☆ ایک اور مختصر دعا یہاں پر منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ.

☆ پوری سعی میں عام رفتار پر چلیں اور چوتھا کلمہ بار بار پڑھیں۔ چوتھا کلمہ یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ، بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

(بہارشریعت:۶/۵۴)

☆ جب مروہ پہاڑی پر پہنچیں تو اس کی اونچائی پر چڑھ کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑی ہو جائیں۔

☆ صفا کی طرح یہاں بھی سُبْحٰنَ اللّٰهِ ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ،اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور درود شریف وغیرہ پڑھیں۔

☆ جس طرح صفا پر دعائیں مانگی تھیں اسی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں۔

☆ اب سعی کا ایک پھیرا مکمل ہو گیا۔

☆ جس طرح صفا سے مروہ کی طرف درود شریف پڑھتی ہوئی، ذکرِ الٰہی کرتی ہوئی اور دعا پڑھتی ہوئی آئی تھیں، اسی طرح مروہ سے صفا کی طرف بھی درود شریف اور ذکر و دعا

پڑھتی ہوئی جائیں۔

☆ صفا پر پہنچ کر پہلے ہی کی طرح قبلہ رخ کھڑی ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر تسبیح، تکبیر، حمد وثنا، درود پاک اور دعائیں پڑھیں۔

☆ اب سعی کا دوسرا پھیرا پورا ہوگیا۔

☆ اسی طرح سعی کے سات پھیرے مکمل کریں۔

☆ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔

☆ ۲۰۰۸ء میں سعودی حکومت نے مسعٰی کی توسیع کی ہے، جس کی وجہ سے صفا سے مروہ جانے والا راستہ نبوی مسعٰی سے خارج ہوگیا ہے، لہٰذا مروہ کی طرف سے جو لوگ آتے ہیں اسی میں سے آپ صفا سے مروہ کی طرف بڑھیں ورنہ Basemant میں سعی کریں کہ وہاں کا مسعٰی بالکل صحیح ہے۔

☆ صفا اور مروہ کی سعی کے بعد مسجد حرام میں آ کر مَطَاف کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھنا سُنّت ہے۔

تقصیر

☆ سعی کے بعد اب تقصیر کرنی ہے، یعنی سر کے بال انگلی کے ایک پور کے برابر چھوٹے کرلیں۔

☆ تقصیر حرم کے اندر کرانا واجب ہے، حرم کے باہر کرنے کی صورت میں دَم واجب ہوگا۔

☆ اب آپ کا عمرہ مکمل ہوگیا اور آپ کے لیے مجامعت کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہو گئیں۔

☆ مکہ میں مقیم ایام حج کا انتظار کریں اور اس دوران زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کرتی رہیں۔

حج کا پہلا دن

☆ حج کا پہلا دن آٹھویں ذی الحجہ ہے۔

☆ اس دن طلوعِ آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے تمام حاجیوں کو منٰی روانہ ہونا ہے۔

☆ فجر کی نماز کے بعد سُنّت کے مطابق غسل کریں اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر مسجد حرام میں آئیں۔ پہلے طواف کریں پھر دو رکعت نمازِ طواف ادا کرنے کے بعد دو رکعت نفل احرام کے لیے ادا کریں۔

☆ سلام پھیرتے ہی حج کی نیت کریں، نیت کے الفاظ زبان سے اس طرح دہرائیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ. نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ اَحْرَمْتُ بِہٖ مُخْلِصًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی. لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ.

(ترجمہ) اے اللہ! میں نے حج کا ارادہ کیا تو اس کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرمالے۔ میں نے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے حج کی نیت کی اور اس کے لیے احرام باندھا۔ اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔

☆ اب دھیمی آواز سے تین مرتبہ تلبیہ کہیں اور آہستہ سے ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں اور دعا کریں۔

☆ تلبیہ کہتے ہی حج کا احرام شروع ہوگیا، اب احرام کی ساری پابندیاں لازم ہوگئیں۔

منٰی کو روانگی

☆ ۸/ ذی الحجہ کا سورج نکلنے کے بعد منٰی کی طرف روانہ ہوجائیں۔

☆ آج کل حکومت کی بسیں رات ہی میں روانہ ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر پیدل جائیں گی تب ہی سُنّت کے مطابق نکل سکیں گی اور ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں بھی لکھی جائیں گی، لیکن کسی تجربہ کار ہی کے ساتھ پیدل جائیں، ورنہ اپنا خیمہ ڈھونڈنے میں پریشانی ہوگی۔

☆ راستہ بھر تلبیہ اور درود شریف پڑھتی رہیں۔

☆ منٰی ایک وسیع میدان ہے، جو مکہ شریف سے تقریباً ۵ رکلومیٹر کے فاصلے پر دو پہاڑیوں کے بیچ میں واقع ہے۔

☆ جب منٰی نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ.

☆ منٰی میں آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر سے لے کر نویں ذی الحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں اپنے خیمے میں ادا کریں۔

☆ آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات شبِ عرفہ ہے۔ رات بھر منٰی میں رہیں، اس رات آرام کم کریں اور رات کا اکثر حصہ ذکر و اذکار اور نوافل میں گزاریں۔

☆ اگر ممکن ہو تو درج ذیل دعا اس رات کم از کم ایک ہزار مرتبہ پڑھیں، پھر دعا کریں، ان شاءاللہ ہر جائز دعا قبول ہوگی:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ عَرْشُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي النَّارِ سُلْطَانُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي الْقَبْرِ قَضَآئُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ فِي الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمَآءَ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ وَضَعَ الْاَرْضَ. سُبْحٰنَ الَّذِيْ لَا مَلْجَاَ مِنْهُ اِلَّآ اِلَيْهِ.

حج کا دوسرا دن

☆ حج کا دوسرا دن نویں ذی الحجہ کو ہے، اس کو یومِ عرفہ بھی کہتے ہیں۔

☆ اس دن منٰی میں فجر کی نماز ادا کر کے تلبیہ، ذکرِ الٰہی، تلاوتِ قرآن، درود شریف اور دعاؤں میں مشغول رہیں۔

☆ جب سورج مسجدِ خیف کے سامنے ''ثَبیر'' پہاڑ پر چمکنے لگے تو عرفات کی طرف روانہ ہو

جائیں۔ (سہولت کے لیے آج کل بسیں پہلے ہی روانہ ہو جاتی ہیں)

☆ منٰی سے عرفات تقریباً ۱۰ رکلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

☆ اگر ممکن ہو تو پیدل جائیں کہ اس کی بہت فضیلت ہے، ورنہ سواری پر جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

☆ منٰی سے عرفات جاتے ہوئے راستے میں لَبَّیک، ذکرِ الٰہی، درود شریف اور دعائیں پڑھتی رہیں۔

☆ فضول باتوں سے پرہیز کریں اور تلبیہ کی کثرت کرتے رہیں۔

☆ منٰی سے جب عرفات کی طرف روانہ ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَكَ اَرَدْتُ. فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا. وَ ارْحَمْنِيْ وَ لَا تُخَيِّبْنِيْ. وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَ اقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

☆ جب جبلِ رحمت پر نظر پڑے اس وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَكَ اَرَدْتُ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ تُبْ عَلَيَّ وَ اعْطِنِيْ سُوَالِيْ وَ وَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ.

☆ وقوفِ عرفہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے، اگر کسی نے نہ کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔

☆ وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت عرفات میں ٹھہرنے سے وقوفِ عرفہ ادا ہو جائے گا، مگر نویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے، اگر کوئی غروب سے پہلے نکل جائے تو دَم واجب ہوگا۔

☆ عرفات کے حدود کو نشانات لگا کر واضح کر دیا گیا ہے، انہی حدود کے اندر وقوفِ عرفہ کرنا ہوگا۔

☆ جس طرف سے میدانِ عرفات میں داخل ہوتے ہیں وہاں ایک بہت بڑی مسجد ہے جس کا نام مسجد نمرہ ہے، یہ مسجد میدانِ عرفات کے ایک کنارے پر ہے، اس کی مغربی دیوار کی جانب بطنِ عُرَنَہ نام کی وادی ہے، یہ وادی میدانِ عرفات سے خارج ہے، یہاں وقوف کرنے سے وقوفِ عرفہ ادا نہ ہوگا۔

☆ بطنِ عُرَنَہ کے علاوہ عرفات کی حدود میں جہاں چاہیں قیام کریں۔

☆ جبلِ رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے لیکن جبلِ رحمت کے اوپر چڑھنے سے گریز کریں۔

وقوف عرفہ کیسے کریں؟

☆ وقوفِ عرفہ کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے غسل کریں، اگر غسل نہ کر سکیں تو وضو کریں پھر ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھیں۔

☆ اگر آپ نے مکہ شریف میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ مقیم ہوئیں، اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو آپ مسافر ہوئیں۔ مسافر ہونے کی صورت میں نمازوں میں قصر کرنا ہے، یعنی چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت ادا کرنی ہے۔

☆ نماز سے فارغ ہو کر مَوْقِف میں آجائیں، اگر ممکن ہو تو جبلِ رحمت کے سیاہ پتھر کے قریب وقوف کریں، اگر وہاں جگہ نہ مل سکے تو بطنِ عرنہ کے علاوہ میدانِ عرفات کے حدود میں کہیں بھی وقوف کر سکتی ہیں۔

☆ بہتر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑی ہو کر وقوف کریں، لیکن اگر پورے وقت کھڑی ہونے میں دشواری ہو تو کچھ دیر کھڑی رہیں، پھر کچھ دیر بیٹھ کر آرام کر لیں۔

☆ وقوف کا سارا وقت نہایت ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ تسبیح و تہلیل، ذکر و دعا، توبہ و

استغفار، تلاوتِ قرآن اور درود شریف کا ورد کرتی ہوئی گزاریں۔

☆ وقوف کے دوران تلبیہ کی بھی کثرت کریں۔

☆ دعاءِ جامع یعنی رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ بھی بار بار پڑھیں۔

☆ اپنی زبان میں بھی اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے رشتہ داروں، دوست و احباب اور تمام مسلمانوں کے لیے فلاح و نجات کی دعائیں مانگیں۔

☆ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتے ہوئے آخرت کے عذاب اور غضبِ الٰہی سے پناہ مانگیں۔

☆ اگر کوئی عذر نہ ہو تو وقوف کی حالت میں چھتری وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔

وقوفِ عرفہ کی دعائیں

(۱) وقوفِ عرفہ کے دوران حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول چند دعائیں یکجا لکھی جاتی ہیں، وقوفِ عرفہ کے دوران دعا کی نیت سے تین مرتبہ ضروری پڑھیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ. وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ. لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِی وَ یُمِیْتُ. وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَ نَقِّنِیْ وَ اعْتَصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَ اغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰی. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا. اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ نَقُوْلُ وَ خَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ. اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ وَ اِلَیْکَ مَاٰلِیْ وَ لَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَ شَتَاتِ الْاَمْرِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِیْءُ بِہِ الرِّیْحُ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِہِ الرِّیْحُ. اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا بِالْھُدٰی وَ زَیِّنَّا

بِالتَّقْوٰی وَ اغْفِرْ لَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَ الْاُوْلٰی. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَمَرْتَ بِالدُّعَآءِ وَ قَضَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ بِالْاِجَابَۃِ وَ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَ لَا تَنْکُثُ عَھْدَکَ. اَللّٰھُمَّ مَآ اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِّبْہُ اِلَیْنَا وَ یَسِّرْہُ لَنَا وَ مَا کَرِھْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّھْہُ اِلَیْنَا وَ جَنِّبْنَا عَنْہُ وَ لَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا. اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَ تَشْتِیْتِ الْاَمْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ وَ شَرِّ بَوَآئِقِ الدَّھْرِ. رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ بِہٖ نَبِیُّکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ. رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ. رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ. رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ. وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَآ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ وَ لَا

یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَ اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَ اَدْعُوْکَ دُعَآءَ الْخَآئِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَآءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَ فَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ وَ نَحِلَ لَکَ جَسَدُہٗ وَ رَغِمَ اَنْفُہٗ. اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا وَّ کُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا. یَا خَیْرَ الْمَسْؤُوْلِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اٰمِیْنَ. یَا مَنْ لَّا یُبْرِمُہُ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَآءِ وَ لَا تَضْجِرُہٗ مَسْئَلَۃُ السَّآئِلِیْنَ. اَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِکَ وَ حَلَاوَۃَ مَغْفِرَتِکَ وَ لَذَّۃَ مُنَاجَاتِکَ وَ رَحْمَتِکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَفَدْتُّ اِلَیْکَ وَ وَقَفْتُ بَیْنَ یَدَیْکَ فِیْ ھٰذَا الْمَوْضِعِ الشَّرِیْفِ رِجَآءً لِّمَا عِنْدَکَ فَلَا تَجْعَلْنِیْ الْیَوْمَ اَخْیَبَ وَفْدِکَ فَاَکْرِمْنِیْ بِالْجَنَّۃِ وَ مُنَّ عَلَیَّ بِالْمَغْفِرَۃِ وَ الْعَافِیَۃِ وَ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ وَ ادْرَءْ عَنِّیْ شَرَّ خَلْقِکَ. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِوَالِدَیْنَا وَ لِمَشَآئِخِنَا وَ لِاَسَاتِذَتِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا وَ اِخْوَانِنَا وَ اَھْلِیْنَا وَ الْحَاضِرِیْنَ وَ الْغَآئِبِیْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ اَجْمَعِیْنَ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

(۲) پہلے ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھیں، پھر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ. اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَ وَفِّقْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَ اغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ الْاُوْلٰی.

اس دعا کو پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھا کر یہی دعا دوبارہ پڑھیں، پھر تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ چھوڑ دیں، پھر تیسری بار ہاتھ اٹھا کر یہی دعا پڑھیں۔

(۳) وقوف عرفہ کے دوران قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو کر سو بار چوتھا کلمہ، یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ هُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ، بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ،سو بار سورۂ اخلاص اور سو بار یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ.

مزدلفہ کو روانگی

☆ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ. (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۹۸) تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔ (کنز الایمان)

☆ وقوفِ عرفہ سے فارغ ہونے کے بعد نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

☆ مزدلفہ کے راستے میں راستے بھر تلبیہ، ذکر الٰہی، درود شریف اور دعائیں پڑھتی رہیں۔

☆ اگر ممکن ہو تو پیدل چلیں، ورنہ سواری پر آنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

☆ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے ہوئے راستہ میں یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَ فِیْ رَحْمَتِکَ رَغِبْتُ وَ مِنْ سَخَطِکَ رَهِبْتُ وَ مِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وَ اَعْظِمْ اَجْرِیْ وَ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَ ارْحَمْ

تَضَرُّعِیْ وَ اسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَ اَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ. اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ عَهْدِنَا مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ الشَّرِیْفِ الْعَظِیْمِ وَ ارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْهِ مَرَّاتٍ کَثِیْرَةٍ بِلُطْفِکَ الْعَمِیْمِ.

☆ مزدلفہ کے حدود میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا جَمْعٌ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ. اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَ رَبَّ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ وَ رَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَ رَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ تَجْمَعَ عَلَی الْهُدٰی اَمْرِیْ وَ تَجْعَلَ التَّقْوٰی زَادِیْ وَ ذُخْرِیْ وَ الْاٰخِرَةَ مَاٰلِیْ وَ هَبْ لِیْ رِضَاکَ عَنِّیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ. یَا مَنْ بِیَدِهِ الْخَیْرُ کُلُّهٗ اَعْطِنِی الْخَیْرَ کُلَّهٗ وَ اصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ کُلَّهٗ. اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ لَحْمِیْ وَ عَظْمِیْ وَ شَحْمِیْ وَ شَعْرِیْ وَ سَآئِرَ جَوَارِحِیْ عَلَی النَّارِ. یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

مزدلفہ میں نمازیں

☆ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشا دونوں نمازیں عشا کے وقت میں پڑھیں۔

☆ اگر رات میں عرفات ہی میں رک جائیں یا عرفات سے مزدلفہ کے علاوہ کسی اور راستے سے نکلیں تو مغرب کی نماز اپنے وقت میں اور عشا کی نماز اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر مغرب کے وقت ہی میں مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی عشا کے وقت کا انتظار کرنا واجب ہے۔

وقوف مزدلفہ

☆ مزدلفہ میں وقوف کرتے وقت کوشش یہ ہو کہ مشعر الحرام (ایک پہاڑی) سے قریب راستے سے ہٹ کر وقوف کریں، اگر بھیڑ بھاڑ کے سبب یہاں جگہ نہ ملے تو ''وادیِ محسّر''

کے علاوہ پورے مزدلفہ میں جہاں کہیں گنجائش ہو وہاں قیام کریں۔

☆ وادیِ محسر کو وادی النار بھی کہتے ہیں، اس جگہ کو نشان لگا کر واضح کر دیا گیا ہے، اس جگہ وقوف کرنا جائز نہیں۔

☆ وقوفِ مزدلفہ کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر اجالا ہونے تک ہے، اگر کسی نے اس وقت کے اندر وقوف نہ کیا تو وقوف فوت ہو گیا اور اس کی وجہ سے دَم واجب ہوگا۔

☆ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے ہی وضو وغیرہ کر کے وقوف کی تیاری کر لیں، فجر کی نماز شروع وقت میں اندھیرے ہی میں ادا کر لیں۔

☆ نماز فجر پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے تک خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر الٰہی، تسبیح وتہلیل، حمد وثنا، تلبیہ اور درود اور دعاؤں کے ساتھ وقوف مزدلفہ کریں۔

☆ مزدلفہ ہی میں جمرات کی رَمی کے لیے ۷۰؍ کنکریاں چنیں اور دھو کر اپنے پاس رکھ لیں۔ مزدلفہ سے کنکریاں چننا سُنّت ہے۔

☆ کنکریاں نہ زیادہ چھوٹی ہوں اور نہ ہی بہت بڑی ہوں، بلکہ بڑے چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر ہوں۔ مزدلفہ کے علاوہ کہیں اور سے بھی کنکریاں چننا جائز ہے۔

حج کا تیسرا دن

☆ حج کا تیسرا دن ۱۰؍ ذی الحجہ کو ہے۔

☆ آج کے دن وقوفِ مزدلفہ سے فارغ ہونے کے بعد سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے ہی مزدلفہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو جائیں۔

☆ مزدلفہ سے منٰی کی طرف روانہ ہوتے ہوئے راستہ میں یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَ مِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَ اِلَیْکَ رَجَعْتُ وَ مِنْکَ رَھِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وَ عَظِّمْ اَجْرِیْ وَ ارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَ اقْبَلْ

تَوْبَتِیْ وَ اسْتَجِبْ دُعَائِیْ

☆ راستے بھر ذکر ودعا، تسبیح وتہلیل، درود واستغفار اور تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیں۔

☆ جب وادیِ مُحَسِّر (وہ جگہ جہاں اصحابِ فیل پر ابابیل پرندوں نے کنکریاں برسائی تھیں) قریب آئے تو وہاں سے جلدی جلدی تیز قدم بڑھاتی ہوئی گزر جائیں۔

☆ وادیِ محسر سے گزرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا مِنْ قَبْلِ ذٰلِکَ.

منٰی پہنچ کر

☆ منٰی پہنچ کر اس کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی قَدْ اَتَیْتُھَا وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَ الْمُصِیْبَۃِ فِیْ دِیْنِیْ. یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْلَغَنِیْ سَالِمًا مُّعَافِیًا.

رَمیِ جمرات

☆ رَمی کا معنی ہے کنکری مارنا اور منٰی کے وہ تین مقامات جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کو جمرات کہتے ہیں۔

☆ جو جمرہ مسجدِ خیف سے قریب ہے اس کو جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ اس سے آگے والے کو جمرۂ وُسطیٰ (منجھلا شیطان) کہتے ہیں اور جو منٰی کے آخر میں ہے اس کو جمرۂ عُقبیٰ (بڑا شیطان) کہتے ہیں۔

☆ آج (۱۰؍ ذی الحجہ کو) صرف جمرۂ عُقبیٰ کی رمی کرنا واجب ہے۔

☆ مزدلفہ سے آپ نے جو ستر (۷۰) کنکریاں چنیں، ان میں سے سات کنکریاں جمرۂ عقبیٰ کو ماریں۔

رَمی کا وقت

☆ ۱۰/ ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو کنکری مارنی ہے۔

☆ دسویں تاریخ کی رَمی اگر دسویں اور گیارہویں کی رات میں بھی نہ کی تو اس کی قضا اور دَم دونوں واجب ہوں گے لیکن عورتوں کو اگر بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے دن میں موقع نہ مل سکے تو رات میں کنکری مارنا جائز ہے۔

☆ باقی دنوں میں تینوں جمروں کی رمی کی جائے گی۔

☆ رمی کا وقت آج کی صبح سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، لیکن سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک کنکری مارنا سُنّت ہے، زوال کے بعد سے سورج ڈوبنے تک مارنا جائز ہے اور سورج ڈوبنے کے بعد سے صبح صادق تک مکروہ ہے۔

☆ طلوعِ فجر سے پہلے پہلے رَمی کرنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے، لیکن بلا عذر اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

رَمی کیسے کریں؟

☆ جمرہ سے کم سے کم چھ سات ہاتھ کے فاصلہ پر اس طرح کھڑی ہوں کہ منٰی آپ کے دائیں جانب ہو، کعبہ شریف آپ کے بائیں جانب ہو اور جمرہ آپ کے سامنے ہو۔

☆ اگر بہت زیادہ بھیڑ بھاڑ ہو اور کچلنے کا ڈر ہو تو جہاں ممکن ہو، وہاں کھڑی ہو کر رمی کریں۔

☆ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر دائیں ہاتھ میں ایک کنکری لے کر ہاتھ خوب اوپر اٹھا کر جمرہ کو ماریں، اسی طرح ایک کے بعد دوسری، ساتوں کنکریاں بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ماریں۔

☆ رَمی کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَحِزْبِہٖ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ.

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا.

☆ جمروں کی جڑوں پر کنکریاں مارنا مستحب ہے۔

☆ کنکری کا جمروں پر لگنا شرط نہیں، جمروں کے اردگرد بنی ہوئی دیوار کے اندر کنکری اگر گر جائے تب بھی درست ہے، لیکن اگر دیوار کے باہر گرے تو اس کے بدلے میں دوسری کنکری ماریں۔

قربانی

☆ دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی بھی کی جائے گی۔

☆ یہ قربانی بقرعید والی نہیں، بلکہ حج کے شکرانہ میں کی جاتی ہے۔

☆ اگر آپ کا مکہ شریف میں ۱۵/ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو شرعی طور پر آپ مقیم ہوں گی لہٰذا آپ پر بقرہ عید کی قربانی بھی واجب ہو گی لیکن اس میں آپ کو اختیار ہے، چاہیں تو وہیں کریں یا آپ کے نام سے آپ کے وطن میں کی جائے لیکن حج کی قربانی حرم کی حدوں میں ہونا ہی ضروری ہے۔

☆ اس قربانی سے پہلے تقصیر بھی کرنا جائز نہیں، کریں گی تو دَم واجب ہوگا۔

☆ قربانی کے بعد اپنے بالوں کو انگلی کے ایک پورے کے برابر تراش کر احرام سے باہر ہو جائیں۔ اب مجامعت کے علاوہ احرام کی بقیہ ساری پابندیاں ختم ہو گئیں۔

طوافِ زیارت

☆ حلق یا تقصیر کرنے کے بعد دسویں ذی الحجہ کو طوافِ زیارت کریں۔

☆ یہ طواف حج کا دوسرا فرض اور آخری رکن ہے، اس کو ادا کرنے کے بعد حج مکمل ہو جائے گا۔

☆ اس طواف کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع فجر کے بعد سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے تک ہے، لیکن دسویں ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے۔

☆ اس طواف کا طریقہ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔ اس طواف کے بعد مجامعت بھی حلال ہوگئی۔

☆ اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہوں تو اس طواف کے بعد کرلیں۔

☆ مبارک ہو! اب آپ کے حج کے ارکان مکمل ہوگئے، اب صرف دو یا تین دن منٰی میں قیام اور دوران قیام جمروں کی رَمی باقی رہ گئی ہے، لہٰذا اس طواف کے بعد منٰی واپس آجائیں۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی راتیں منٰی میں گزارنا سُنّت ہے۔

توجہ دیں!

☆ دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبٰی کی رَمی ضروری ہے، دوسرے دنوں میں نہیں کی جاسکتی۔

☆ جمرۂ عقبٰی کی رمی کے بعد قربانی، پھر تقصیر پھر طوافِ زیارت دسویں تاریخ کے علاوہ گیارہویں یا بارہویں کو بھی کیے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا جن ایام میں آپ کو زیادہ سہولت اور آسانی ہو، ان دنوں میں قربانی، تقصیر اور طوافِ زیارت کریں۔

حج کا چوتھا دن

☆ حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحجہ ہے۔

☆ آج کے دن منٰی میں ظہر کی نماز کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔

☆ اس رمی کے بھی سب مسائل ویسے ہی ہیں جو پچھلی رمی کے بیان میں ذکر ہوئے۔

☆ آج کی رمی کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولٰی (بڑے شیطان) پھر جمرۂ وسطٰی (منجھلے شیطان) پھر جمرۂ عُقبٰی (چھوٹے شیطان) کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔

☆ تینوں جمروں کو کنکریاں مارتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ ہو۔

☆ پہلے یکے بعد دیگرے سات کنکریاں جمرۂ اولٰی پر ماریں۔

☆ ہر کنکری مارتے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ کہیں اور پیچھے رَمیِ جمرات کی جو دعا لکھی گئی، وہ دعا بھی پڑھیں۔

☆ یہ قبولیت کا وقت ہے، لہٰذا پہلے جمرہ کی رَمی سے فارغ ہونے کے بعد وہاں سے ہٹ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے کم از کم آٹھ دس منٹ ہاتھ اٹھا کر ذکر و دعا اور درود شریف پڑھیں۔

☆ جمرۂ اولٰی کو کنکریاں مارنے کے بعد جمرۂ وُسطٰی کے پاس آئیں اور اسی طرح اسے بھی سات کنکریاں یکے بعد دیگرے، دعائیں پڑھتی ہوئی ماریں، پھر وہاں سے بھی کچھ قدم ہٹ کر قبلہ رو کھڑی ہو کر آٹھ، دس منٹ ذکر و دعا کریں اور درود شریف پڑھیں۔

☆ جمرۂ وُسطٰی کو کنکریاں مارنے کے بعد جمرۂ عُقبٰی کے پاس آئیں اور اسی طرح اسے بھی سات کنکریاں یکے بعد دیگرے، دعائیں پڑھتی ہوئی ماریں، اس جمرہ کی رَمی کے فوراً بعد ذکر و دعا میں مشغول اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آجائیں، کیوں کہ جمرۂ عقبٰی کی رمی کے بعد دعا کے لیے وہاں ٹھہرنا خلاف سُنّت ہے۔

حج کا پانچواں دن

☆ حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحجہ ہے۔

☆ گیارہ ذی الحجہ کی رَمی کی طرح اس دن بھی رَمی کرنی ہے۔

☆ اس رَمی کا طریقہ، ترتیب، احکام و مسائل بھی وہی ہیں، جو گیارہ تاریخ کی رمی کے ہیں۔

☆ ۱۲/ ذی الحجہ کی رمی کے بعد غروب آفتاب سے پہلے پہلے مکہ واپس جاسکتی ہیں، لیکن غروب کے بعد منٰی سے نکلنا مکروہ ہے۔

☆ اگر منٰی میں تیرہویں ذی الحجہ کی صبح تک رکی رہ گئیں تو اب اس دن کی رَمی بھی واجب ہو گئی، اب بغیر رَمی کیے منٰی سے نکلنا جائز نہیں، ورنہ دَم واجب ہوگا۔ یہ رَمی بھی زوال کے بعد ہی کی جائے گی۔

☆ منٰی کے سارے معمولات مکمل کرنے کے بعد مکہ شریف واپس آجائیں۔

☆ میقات کے باہر سے آنے والی خواتین پر اب حج کا صرف ایک واجب طواف، طوافِ رخصت باقی رہ گیا ہے۔

مکہ میں قیام کے دوران

۱۳؍ذی الحجہ سے لے کر جب تک آپ کا قیام مکہ شریف میں رہے، اس دوران:

☆ آپ سے جس حد تک ممکن ہو، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے، اپنے والدین کی جانب سے، اپنے اساتذہ کی جانب سے، ہو سکے تو اس فقیر کی جانب سے، آپ اپنے دوست واحباب، رشتہ داروں کی جانب سے جتنے چاہیں عمرے ادا کرتی رہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے خانۂ کعبہ کے پچاس طواف کیے، وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے، جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

☆ کثرت کے ساتھ نفلی طواف کریں۔

☆ کم از کم ایک ختم (یا جتنا ممکن ہو) قرآن شریف کی تلاوت کریں۔

☆ آبِ زمزم خوب پئیں۔

☆ حطیم کے اندر نفل نمازیں پڑھیں۔

☆ ملتزم سے لپٹ کر دعائیں کریں۔

☆ حجرِ اسود کو بوسہ دیں۔

☆ کعبہ شریف کو بار بار دیکھیں۔

☆ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بار بار دعائیں مانگیں۔

☆ ان کے علاوہ مکہ شریف کے متبرک مقامات کی زیارت بھی کریں۔ (اس کی تفصیل ہماری کتاب ''حج کیوں؟'' میں ملاحظہ فرمائیں)

طوافِ رخصت

☆ طوافِ رخصت کو طوافِ وداع اور طوافِ صدر بھی کہتے ہیں۔

☆ جب مکہ شریف سے رخصت ہونے کا ارادہ کریں تو سعی کے بغیر طوافِ رخصت ادا کریں۔

☆ اس طواف کا طریقہ بھی دوسرے اور طوافوں ہی کی طرح ہے۔ اس میں بھی وہی دعائیں پڑھی جائیں جو اور طوافوں میں پڑھی گئیں۔

☆ طواف کے بعد دو رکعت نمازِ طواف پڑھیں، نمازِ طواف کے بعد کی دعا پڑھیں، پھر خوب پیٹ بھر کر زمزم پئیں، چہرے اور بدن پر بھی ملیں، زمزم پیتے وقت بار بار کعبہ شریف کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھیں، زمزم پینے کے بعد کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے کھڑی ہو کر چوکھٹ کو بوسہ دیں اور بار بار حاضری کی دعا مانگیں، دعاے جامع اور یہ دعا پڑھیں:

اَلسَّآئِلُ بِبَابِکَ یَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ مَعْرُوْفِکَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَتَکَ.

اب ملتزم پر حاضری دیں، کثرت کے ساتھ تسبیح و تہلیل، توبہ و استغفار اور درود شریف پڑھیں، ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ. اَللّٰهُمَّ فَکَمَا هَدَیْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَ ارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْهِ حَتّٰی تَرْضٰی عَنَّا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

☆ اس کے بعد حجرِ اسود کو بوسہ دیں پھر یہ دعا پڑھ کر بیت اللہ سے رخصت ہوں:

یَا یَمِیْنَ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ اِنِّیْ اُشْهِدُکَ وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا. اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَا اُوَدِّعُکَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِیْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُکَ عَلٰی ذٰلِکَ وَ اُشْهِدُ مَلٰٓئِکَتَکَ الْکِرَامَ. وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

☆ رخصت کے وقت اگر حیض یا نفاس آنا شروع ہو گیا تو اس پر یہ طواف واجب نہیں۔

☆ حیض والی عورت مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے پاک ہو گئی تو اس پر یہ طواف واجب ہے اور اگر نکلنے کے بعد پاک ہوئی تو اس کو واپس لوٹ کر طواف کرنا ضروری نہیں۔

جب رخصت ہوں

☆ جب کعبہ شریف سے رخصت ہوں تو کعبہ کی طرف منہ کر کے الوداعی زیارت کرتی ہوئی الٹے پیر چلیں یا سیدھے چلتی ہوئی مڑ مڑ کر خانۂ کعبہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی رہیں۔

☆ خانۂ کعبہ کے فراق میں روتی ہوئی، آنسو بہاتی ہوئی رخصت ہوں۔

☆ سُنّت یہ ہے کہ باب الوداع (بابُ مَلِک فَهد) سے نکلیں۔

☆ مسجد حرام سے نکلنے کے بعد اپنی وُسعت کے مطابق صدقہ کریں۔

عمرہ کا طریقہ

عمرے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرے کی نیت کر کے دو رکعت نماز پڑھیں، سلام پھیرتے ہی احرام کی نیت کریں، نیت کے الفاظ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ) زبان سے دہرا لیں اور تلبیہ کہیں۔

دعائیں پڑھتی ہوئی، تلبیہ کہتی ہوئی، باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہوں، حجر اسود کے پاس آ کر اس کا استلام کریں اور تلبیہ کہنا بند کر دیں۔ اب طواف شروع کریں اور بہ دستور دعائیں پڑھتی ہوئی، حجر اسود کا استلام کرتی ہوئی طواف کے سات پھیرے مکمل

کریں۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر یا جہاں کہیں جگہ ملے دو رکعت واجب الطّواف پڑھیں، معمول کے مطابق ملتزم پر حاضری دیں اور آب زمزم پئیں، ہر مقام پر مخصوص دعائیں پڑھتی رہیں۔

اب حجر اسود کا استلام کرنے کے بعد سعی کے لیے مروہ پہاڑی پر آ جائیں (یہ جدید مسعٰی کے اعتبار سے ہے، قدیم مسعٰی میں صفا سے سعی شروع کرنے کا حکم تھا) اور مروہ سے صفا کے درمیان سعی کے سات پھیرے لگائیں۔ سعی کے بعد تقصیر کرا کے احرام کھول دیں اور مسجد حرام میں آ کر دو رکعت نفل ادا کریں۔

نوٹ: عمرہ کے ارکان کے احکام و مسائل بھی حج ہی کی طرح ہیں۔

آخری بات

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ. (بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۲)

(ترجمہ) مقبول حج کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

☆ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

جو شخص حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلے تو اس کے گھر تک لوٹنے تک اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں ایک ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے ایک ایک ہزار گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے ایک ایک ہزار درجے بلند کیے جائیں گے۔

(مسند الحارث، حصہ اول، ص:۳۰۹)

☆ اب آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ حج کرنے کے بعد اللہ عزوجل نے آپ کو گناہوں سے بالکل پاک فرما دیا ہے۔

☆ یاد رکھیں! حج و زیارت سے واپسی کے بعد آپ کی زندگی میں مکمل تبدیلی آنی چاہیے۔ اگر

خدا نہ خواستہ حج و زیارت کے بعد بھی زندگی میں تبدیلی نہ آئی تو بتائیں ان مقامات مقدسہ سے بڑھ کر اور کون سی جگہ ہوگی جہاں آپ اپنے اندر تبدیلی لائیں گی۔

☆ حج سے لوٹنے کے بعد نمازوں کی مکمل پابندی کریں، پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنّتوں پر عمل کریں، گناہوں سے ہمیشہ بچیں، قرآن مقدس کی تلاوت کی عادت بنالیں اور دعوت وارشاد اور اصلاح معاشرہ کے کاموں میں دلچسپی لیں۔

☆ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیسے جانیں کہ ہمارا حج مقبول ہوا یا نہیں، انہوں نے فرمایا: جو گناہ حج کو جانے سے پہلے کرتے تھے، اگر وہ حج سے واپسی کے بعد چھوڑ دیے ہیں تو مبارک ہو، اللہ نے تمہارے حج کو قبول فرمالیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سب کے حج کو قبول فرمائے اور ہم سب کو ادب کے ساتھ بار بار مکۂ معظّمہ اور مدینۂ منورہ کی حاضری نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

نوٹ: اس باب میں فقہی احکام ومسائل بہارشریعت حصہ ششم سے ماخوذ ہیں۔ حج کی مکمل تفصیل ہماری کتاب ''حج کیسے کریں؟'' میں اور عمرہ کی مکمل تفصیل ہماری کتاب ''طریقۂ عمرہ وآداب مدینہ'' میں موجود ہے۔ ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

پانچویں فصل

حاضریِ مدینہ منورہ

حج سے پہلے یا حج مکمل کرنے کے بعد بارگاہ نبوی میں بھی ضرور حاضری دیں۔ حاضری کے آداب بیان کرنے سے پہلے مختصراً مدینۂ منورہ اور مسجد نبوی کے فضائل تحریر کیے جا رہے ہیں، تاکہ انہیں پڑھ کر شہر مدینہ کی عظمت مزید دل میں جاگزیں ہو جائے۔

روضۂ انور کی زیارت کا حکم

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت یقیناً عاشقوں کے دل کے لیے سرور اور مغموم دلوں کے رنج وغم کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کے توسل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں استغفار کرنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ خود خالقِ کائنات جل جلالہ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝ (سورۂ نسا، آیت: ۶۴)

(ترجمہ) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں گنہگاروں کے گناہوں کی بخشش کے لیے ارحم الراحمین نے تین شرطیں لگائی ہیں۔ اول دربارِ رسول میں حاضری، دوم استغفار اور سوم رسول کی دعاے مغفرت۔ یہ حکم صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری و دنیوی حیات ہی تک محدود نہیں، بلکہ روضۂ اقدس پر حاضری بھی یقیناً دربارِ رسول ہی میں حاضری ہے۔ اسی لیے علماے کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار کا یہ فیض آپ کی وصال اقدس سے منقطع نہیں ہوا ہے، اس لیے جو گنہگار قبرِ انور کے پاس حاضر ہو جائے اور وہاں خدا سے استغفار کرے اور چوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی قبر انور میں اپنی امت کے لیے استغفار فرماتے ہی رہتے ہیں، لہٰذا اس گنہگار کے لیے مغفرت کی تینوں شرطیں پالی گئیں، اس لیے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت ہو جائے گی۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص:۶۳۶)

زیارت روضۂ رسول ﷺ کے فضائل

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (دارقطنی، حصہ سوم، ص:۳۳۴، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۴۸)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دوازدہم، ص:۴۰۶)

آلِ خطّاب میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ مَنْ سَكَنَ الْمَدِیْنَةَ وَ صَبَرَ عَلٰی بَلَآئِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا وَّ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۴۷)

(ترجمہ) جس نے بالقصد میری قبر کی زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جس نے مدینۂ منورہ میں سکونت اختیار کی اور اس کی بلاؤں پر صبر کیا، قیامت کے دن میں اس کے لیے گواہ اور سفارشی رہوں گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ جَآءَنِیْ زَآئِرًا لَّا یَعْلَمُهٗ حَاجَةً اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ. (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دوازدہم، ص:۲۹۱)

(ترجمہ) جو کوئی میرے روضہ کی زیارت کے لیے آیا کہ میرے روضے کی زیارت کے علاوہ کسی اور مقصد کے تحت نہ آیا ہو، مجھ پر اس کا یہ حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

(کنزالعمال، حصہ پنجم، ص:۱۳۵، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ)

(ترجمہ) جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

حدیث قدسی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جوکوئی میرے گھر یا میرے رسول کے گھر یا بیت المقدس کی زیارت کے لیے گیا اوراس کا انتقال ہوگیا تو اس نے شہادت کی موت پایا۔ (مسند الفردوس، حصہ سوم، ص:۱۶۹)

ان حدیثوں میں روضۂ انور پر حاضری کے درج ذیل فضائل بیان کیے گئے ہیں:

☆ جوکوئی روضۂ انور پر حاضر ہو، اس کی شفاعت کی گیارنٹی خود حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لی ہے۔

☆ قبر انور کی زیارت کرنا خود حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے برابر برکات وحسنات کا باعث ہے۔

☆ جوکوئی خصوصاً روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی غرض سے مدینۂ منورہ حاضر ہو، اس کو قیامت کے دن حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

☆ مدینۂ منورہ میں قیام پذیر ہونے والے کے لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہادت اور شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔

☆ حج یا عمرہ کرکے روضۂ انور کی زیارت کیے بغیر واپس آجانا انتہائی محرومی کا کام ہے۔

☆ روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جانے والا اگر وفات پا جائے تو اسے شہادت کا درجہ عطا ہوتا ہے۔

مدینہ منوّرہ میں قیام اور حاضری کے آداب

وہ بارگاہ نہایت ہی عظیم ہے، جب کوئی حاضر بارگاہ ہونے کا ارادہ کرے تو اس دربار کا ادب اور حاضری کے آداب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ ادنیٰ سی گستاخی تمام اعمال کو اکارت کرسکتی ہے۔

اخلاص نیت

اس عظیم بارگاہ میں حاضری کے وقت نیت خالص زیارت اقدس کی کرنی چاہیے۔ کیوں کہ نیت پر ہی سارے افعال کا دارو مدار ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مَنْ زَارَنِی فِی الْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جَوَارِیْ وَکُنْتَ لَهُ شَفِیْعاً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ.

(ترجمہ) جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی، بُرائی سے باز رہتے ہوئے یا بہ نیت ثواب، وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(شعب الایمان، حصہ ششم، ص:۵۰)

عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ رہا کہ وہ جب بھی مدینہ منوّرہ جاتے تو ان کا اصل مقصد صرف زیارت روضۂ انور ہوتا۔ جیسا کہ عاشق صادق اعلیٰ حضرت امام اہل سُنّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیے
اصلِ مُراد حاضری اس پاک در کی ہے

لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرم فرمادیں کیوں کہ ؎

کہاں کا منصب کہاں کی دولت قسم خدا کی ہے یہ حقیقت
جنھیں بلایا ہے مصطفیٰ نے وہی مدینے کو جارہے ہیں

اور اگر حاضری نصیب ہوجائے تو صرف اور صرف اپنے آقا صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کی نیت کریں۔ یاد رکھیں! اس راہ میں بہت سے بہکانے والے ملیں گے، ان کے بہکانے میں نہ آئیں اور طریق اہل محبت پر ثابت قدم رہتی

ہوئی اسی مقصد کے پیشِ نظر چلیں کہ ہم گنہ گار، سیاہ کار، سلطان زمین و زماں، سرورِ کون ومکاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو رہی ہیں، تا کہ ان کی شفاعتِ خاص کی حقدار ہو جائیں۔

اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ. (ترجمہ) اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آ لیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔ (سورۂ نسا، آیت: ۱۰۰)

مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی فرمان عالیشان ہے: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (ترجمہ) تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہی ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۲۰)

دوران سفر

راستے بھر عبادت واطاعت میں مشغول رہیں۔ خصوصاً فرائض، واجبات اور سُنَّتوں کا بہت خیال رکھیں اور ان کو ہرگز ترک نہ ہونے دیں۔

معمولات سفر

زائراتِ مدینہ کو چاہیے کہ ذکر الٰہی، تلاوت کلام پاک اور خصوصاً درود مبارکہ اور استغفار کی کثرت کریں کیوں کہ زائرہ جب مدینہ طیبہ کے راستے میں درود وسلام پڑھتی ہوئی آتی ہے تو فرشتوں کا ایک گروہ جو صرف اسی کام پر مقرر ہے، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں زیارت کے لیے آ رہا ہے، بلکہ زائر مدینہ درود شریف کے جو الفاظ اپنی زبان سے دہراتا ہے، فرشتے انہیں الفاظ کے ساتھ درود مبارکہ

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی کیا کم ہے کہ ہمارا نام ہمارے والد کے نام کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ذکر کیا جائے۔

خوش اخلاقی

ہر کسی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا بھی مدینہ منورہ کے آداب میں شامل ہے۔ لہٰذا کوشش کریں کہ راستے میں یا شہر مدینہ میں آپ کی ذات سے کسی کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

اظہار مسرت

حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اپنے دل میں بسائے ہوئے، خوشی کا اظہار کرتے ہوئے، مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوں۔ جیسے جیسے شہرِ مدینہ قریب آئے، عشق ومحبت کی آگ آپ کے سینے میں بڑھتی رہے۔

کثرت درود

جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مینار، گنبدِ خضریٰ اور مدینہ منورہ کے در و دیوار نظر آ جائیں تو نہایت ذوق وشوق سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیک وسلم) کی کثرت کریں کیوں کہ اس وقت رحمت کے فرشتے استقبال کو آتے ہیں اور زائرینِ مدینہ پر رحمت وانوار کے تحفے نچھاور کرتے ہیں۔

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم وسر کی ہے

علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ بہ سوئے خود مرا تو رہ نما
تا ز فرق سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

(ترجمہ) اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے آپ اپنے دیار پاک میں بلا لیجیے تاکہ میں اپنے پیروں اور آنکھوں سے چل کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔

مدینۂ منورہ میں داخلہ

شہر مدینہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ. اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ وَارۡزُقۡنِیۡ مِنۡ زِیَارَۃِ رَسُوۡلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَارَزَقۡتَ اَوۡلِیَائَکَ وَاَھۡلَ طَاعَتِکَ وَاَنۡقِذۡنِیۡ مِنَ النَّارِ وَاغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ یَاخَیۡرَ مَسۡئُوۡلٍ.

تعظیم مدینہ

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہے کہ یہ شہر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شہر ہے۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر کے گلی کوچوں اور مکانوں میں چلتے پھرتے، بیٹھتے اور آرام فرمایا کرتے تھے۔ نہ معلوم کس جگہ، کس مقام پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمِ ناز پڑے ہوں گے۔ لہٰذا یہاں کی ساری زمین بلکہ اس مقدس سرزمین کی ہر چیز کی تعظیم کریں۔ اہلِ محبت کے طریقے کے مطابق وہاں کی ہر چیز کو عقیدت ومحبت کی نظر سے دیکھیں۔

امام الائمہ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَ اَوَّلُ اَرۡضٍ مَسَّ جِلۡدُ الۡمُصۡطَفٰی تُرَابُھَا اَنۡ تُعَظَّمَ عَرَصَاتُھَا وَتُنَسَّمَ نَفَحَاتُھَا وَتُقَبَّلَ رُبُوۡعُھَا وَ جُدۡرَانُھَا. (ترجمہ) جس سرزمین کی مٹی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کے

ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے لازم ہے کہ ان میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اس کی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے در و دیوار کو بوسہ دیا جائے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، حصہ دوم، ص:۵۹، ناشر دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)

امام الائمہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو تیس دُرّے مارنے کا حکم دیا تھا جس نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس سرزمین میں افضل الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے، تو اس لائق تھا کہ تیری گردن ماردی جائے۔ (شفا شریف:۲/۴۷)

اعلیٰ حضرت امام اہل سُنَّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان مدینہ منورہ کی مقدس مٹی کے تعلق سے ارشاد فرماتے ہیں ؎

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

غسل و طہارت

بہتر ہے کہ مدینہ منورہ جیسے مقدس شہر میں داخل ہونے سے پہلے "بئرِ علی" یا کسی اور مقام پر غسل کر لیں۔ اگر داخل ہونے سے پہلے نہ کر سکیں تو شہر میں داخل ہونے کے بعد روضۂ منورہ پر حاضری سے پہلے غسل کر لیں، پاک وصاف لباس پہن لیں، سر میں کنگھی کر لیں۔ الغرض جس قدر ممکن ہو نظافت اور طہارت کے ساتھ اس دربار میں حاضر ہوں۔

یاد رکھیں! ہر کام کرتے وقت سُنَّت کا خیال رہے، کوئی بھی کام خلافِ سُنَّت نہ ہونے پائے۔ پھر عاجزی وانکساری کے ساتھ بارگاہِ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نگاہیں نیچی کی ہوئی بڑھتی چلی جائیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

صدقہ وخیرات

دربارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرنا مستحب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىكُمۡ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ وَ اَطۡهَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو، یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔ پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ مجادلہ، آیت:۱۲)

حاضری کی اجازت

بارگاہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری کے لیے مسجد میں داخل ہوں اور داخل ہونے سے پہلے کچھ دیر اس طرح ٹھہری رہیں گویا حاضری کی اجازت مانگ رہی ہیں، پھر اعتکاف کی نیت (نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ) کرکے دایاں پیر مسجد کے اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ.

تحیۃ المسجد

مسجد شریف میں داخل ہوکر مسجد کی زیب وزینت، نقش ونگار، فرش اور قمقموں کی طرف متوجہ نہ ہوں، بلکہ نہایت ہی عاجزی وانکساری اور ادب واحترام کے ساتھ چلیں۔ حجرہ

شریف کے پیچھے سیدھا سرانور کی طرف ریاض الجنۃ میں آئیں اور محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں۔ قرأت طویل نہ کرتے ہوئے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پر اکتفا کریں۔ اگر ایسے وقت میں جائیں جب کہ نوافل پڑھنا مکروہ ہو جیسے کہ نماز عصر کے بعد تو اس وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھیں۔ اگر محراب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ بھیڑ بھاڑ ہونے کی وجہ سے نفل پڑھنے کا موقع نہ ملے تو اس کے قریب یا ریاض الجنۃ میں جہاں بھی جگہ ہو پڑھ لیں۔ مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ۔ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۶۱)

نماز سے فارغ ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو یہ عظیم نعمت عطا فرمائی۔ یہاں سے کبھی بھی کوئی نامراد نہیں لوٹتا ہے، اس لیے یہاں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حج وعمرہ اور زیارت مدینہ کی سعادت کی دعا مانگیں اور اپنے حج وزیارت کے قبول ہونے کی التجا کریں۔

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
نہ کوئی عمل ہے سنانے کے قابل
نہ منہ ہے تمہارے دکھانے کے قابل
شفاعت کے صدقے میں جنت ملے گی
عمل ہیں جہنم میں جانے کے قابل
لگاتے ہیں اس کو بھی سینے سے آقا

جو ہوتا نہیں منہ لگانے کے قابل
کرم نے رکھی لاج سجدوں کی مرزا
یہ سر تھا کہاں آستانے کے قابل

اب نہایت ادب واحترام کے ساتھ بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم بجالائیں۔ خیال رہے کہ آواز دھیمی ہو، بلند نہ ہو، نہ ہی سخت ہو کہ عمل برباد ہو جائیں اور نہ نہایت نرم جو کہ خلاف سُنَّت ہے، معتدل آواز میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان الفاظ میں سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاشَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِيْنَ.

خاص عمل

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی (مرد ہو یا عورت) حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر پہلے قرآن پاک کی وہ مشہور آیت ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا“ پڑھے اور اس کے بعد ستر مرتبہ ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا مُحَمَّدُ“ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ وَ سَلَّمَ) پڑھے، فرشتہ کہتا ہے ”اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے“ اور اس کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(زرقانی علی المواہب، حصہ دوازدہم، ص:۲۰۰، ناشر دار الکتب العلمیۃ)

دوسروں کا سلام

اگر کسی رشتہ دار یا سہیلی نے سلام ودعا کے لیے کہا ہو تو اس کی جانب سے حضور رحمتِ

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح عرض کریں: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ وَ سَلَّمَ مِنْ فُلَانِ بْنَتِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ.

(فلاں بنت فلاں کی جگہ جس نے سلام کے لیے کہا ہے اس کا اور اس کے والد کا نام ذکر کریں)

شیخین کو سلام

تاجدار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اس طرح سلام پیش کریں: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاخَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا وَزِيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِى الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَامُتَمِّمَ الْاَرْبَعِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

اس کے بعد اللہ عزوجل کے مقرب فرشتوں پر اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَئِيْلُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَنَا مِيْکَائِيْلُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَنَا اِسْرَافِيْلُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيْلُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب بجالاتی ہوئی اس طرح صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں:

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ

اب اپنے ہاتھوں کو اٹھائیں اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آج تک کے سارے گناہوں سے استغفار کریں، سچے دل سے توبہ کریں، ایسی توبہ جس توبہ پر قائم رہنے کا پکا ارادہ ہو اور پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا بھی کریں کہ اللہ رب العزت آئندہ ہم سب کو اپنے دامن کو گناہوں سے بچانے کی توفیق بھی نصیب فرمائے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

پروردگار جل جلالہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے کے بعد اب اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی بھیک مانگیں:

نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ، نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ، نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، نَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ. یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا، یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا، اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ، خُذْ یَدِیْ، خُذْ یَدِیْ، خُذْ یَدِیْ، خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَّنَا اَشْکَالَنَا۔

میرے سرکار!

مجرم بلائے آئے ہیں جآءُوکَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

میرے سرکار! میرے آقا! یہ آپ کے غلام، یہ آپ کے نام لیوا، بڑی امیدوں اور بڑی تمناؤں کے ساتھ، بڑے یقین کے ساتھ آج آپ کے دربارِ گُہر بار میں حاضر ہیں، آج تک آپ کے در سے کوئی مایوس نہیں لوٹا، ہمیں بھی یقین ہے کہ آج آپ ہم پر ضرور کرم کی نظر فرمادیں گے۔

واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میرے سرکار! میرے آقا! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے آپ کی نافرمانیوں میں زندگی گزاری، لیکن آپ کے در پہ کھوٹے سکے بھی چل جاتے ہیں۔

میرے سرکار! میرے آقا!

گندے نکمے کمین مہنگے ہیں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا، تم پہ کروڑوں درود
کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروڑوں درود

میرے سرکار! آج زمانہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی ٹھوکروں میں آجائیں، آج زمانہ ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے، ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے، ہمیں بھکاری بنانا چاہتا ہے لیکن ہم تو یہی عرض کرتے ہیں ؎

تیرے در کے ہوتے کہاں جاؤں پیارے
کہاں اپنا دامن پسارا کروں میں
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

میرے سرکار! میرے آقا! نہ ہمارے دامن میں کوئی نیکی ہے، نہ ہماری زندگی نیکیوں میں گزری ہے، ہم آپ کو کیا منہ دکھائیں، آپ کی بارگاہ میں کس کا وسیلہ پیش کریں، کس کے توسل سے آپ کی بارگاہ میں بھیک مانگیں۔

میرے سرکار! ہم آپ سے پیرِ پیراں میرِ میراں شاہِ جیلاں غوثُ الثقلین نجیب الطَّرفین غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے شفاعت کی بھیک مانگتے ہیں ؎

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

میرے سرکار! سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہم پر کرم فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہم پر رحمت بھری نظر فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہماری آرزوئیں پوری فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہماری حاضری قبول فرمالیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہماری جائز تمنائیں پوری فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہم میں جو مریض ہیں، ان کے لیے شفا کی دعا فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہم میں جو پریشان حال ہیں، ان کی پریشانیاں دور فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہم میں جو لوگ غموں میں گرفتار ہیں، ان کے غموں کو دور فرمادیجیے۔

سیدنا غوث پاک کے صدقے میں ہمیں رب قدیر جل جلالہٗ کی نعمتوں سے مالا مال

فرمادیجیے۔

میرے سرکار! میرے آقا! ہمیں کئی محبتیں دعوت دیتی ہیں کہ ہماری محبت میں گرفتار ہوجا، لیکن آپ کی بارگاہ میں یہی التجا ہے ؎

مجھے اپنی رحمت سے تو اپنا کرلے

سوا تیرے سب سے کنارہ کروں میں

میرے سرکار! میرے آقا! ہم کتنے بھی گنہ گار ہیں، مگر آپ سے کرم کی امید رکھتے ہیں، آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمارے گناہوں کی معافی کی دعا فرمادیں گے، اللہ عزوجل ضرور ہمیں معاف فرمادے گا۔ آپ اپنے لبہائے مبارک کو ایک بار جنبش دیں گے تو ہماری بگڑی ہوئی بات بن جائے گی، آپ ایک مرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہماری سفارش کردیں گے تو یقیناً اللہ عزوجل ہمیں معاف فرمادے گا ؎

تو جو چاہے تو ابھی میل مِرے دل کے دُھلیں

کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

ایک میں کیا مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح سلام پیش کریں:

اے شفیعِ امم تم پہ بے حد سلام

اے جمیلُ الشِّیَم تم پہ بے حد سلام

فکرِ اُمت میں لب پر دعائیں رہیں

آنکھ رہتی تھی نَم تم پہ بے حد سلام

لا مَکاں کے مکیں آپ جب ہو گئے

عرش زیرِ قدم تم پہ بے حد سلام

چاہتا ہے رِضا شاکرِ غمزدہ

کہہ دو راضی ہیں ہم تم پہ بے حد سلام

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا o لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌo

وَ قَدْ جِئْنَاکَ سَامِعِیْنَ قَوْلَکَ طَائِعِیْنَ اَمْرَکَ مُسْتَشْفِعِیْنَ نَبِیَّکَ اِلَیْکَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحُرْمَةِ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَنْ تَرْزُقَنِیْ اِیْمَانًا کَامِلًا ثَابِتًا تُبَاشِرُ بِہٖ قَلْبِیْ. وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ. وَ عِلْمًا نَّافِعًا. وَّ قَلْبًا خَاشِعًا. وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا. وَّ وَلَدًا صَالِحًا. وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ حَلَالًا طَیِّبًا. وَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. وَّ صَبْرًا جَمِیْلًا. وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا. وَّ تِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ. یَا نُوْرَ النُّوْرِ. یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ

اَخْرِجْنِیْ وَ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ. وَ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اٰمِیْن.

ریاض الجنه

پھر رِیاضُ الجَنَّة میں آ کر دو رکعت نماز نفل بطور شکرانہ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا اور شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اگر موقع ملے تو رِیاضُ الجَنَّة ہی میں گڑگڑا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا بَیْنَ یَدَیْ سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ. وَ لَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ. وَ لَا عَیْبًا اِلَّا سَتَرْتَہٗ. وَ لَا مَرِیْضًا اِلَّا شَفَیْتَہٗ وَ عَافَیْتَہٗ. وَ لَا مُسَافِرًا اِلَّا نَجَّیْتَہٗ. وَ لَا غَآئِبًا اِلَّا رَدَدْتَّہٗ. وَ لَا عَدُوًّا اِلَّا خَذَلْتَہٗ وَ دَمَّرْتَہٗ. وَ لَا فَقِیْرًا اِلَّا اَغْنَیْتَہٗ. وَ لَا حَاجَةً مِّنْ حَوَآئِجِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَنَا فِیْھَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَھَا وَ یَسَّرْتَھَا. اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا. وَ یَسِّرْ اُمُوْرَنَا. وَ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا. وَ تَقَبَّلْ زِیَارَتَنَا. وَ اٰمِنْ خَوْفَنَا. وَ اسْتُرْ عُیُوْبَنَا. وَ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا. وَ اکْشِفْ کُرُوْبَنَا. وَ اخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا. وَ رُدَّ غُرْبَتَنَا اِلٰی اَھْلِنَا وَ اَوْلَادِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ مَسْتُوْرِیْنَ. وَ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ. مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

منبر اقدس

اگر ممکن ہو تو منبر شریف کے پاس آ کر بھی دعا کریں اور اس پر ہاتھ پھیر کر تبرُّک کا

اپنے چہرے پر پھیر لیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبر شریف پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔ (شفا شریف: ۲/ ۴۷)

ستون حنانہ

اس کے بعد ستون حنانہ کے پاس آئیں جو محراب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہی دائیں طرف ہے۔ یہاں کھڑی ہو کر کثرت سے درود شریف پڑھیں اور خوب دعا مانگیں۔ دوسرے مشہور ستونوں کے پاس بھی درود شریف، نوافل اور دعائیں کریں۔

ادب ملحوظ ہو

نماز اور غیر نماز میں روضۂ انور کی طرف ہرگز پیٹھ نہ کریں۔ خصوصاً مسجد نبوی شریف کے اندر اس کا بہت ہی زیادہ خیال رکھیں۔

دوران قیام

مدینہ منورہ کے قیام میں روضۂ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری، درود شریف، قرآن کریم کی تلاوت، نوافل اور ذکر و دعا کا اہتمام رکھیں۔ زیادہ سونے، بازاروں میں گھومنے اور دیگر فضول کاموں اور باتوں میں یہ قیمتی اور نہایت اہم وقت ضائع نہ کریں۔ قیام کے دوران کم از کم ایک مرتبہ کلام پاک ضرور ختم کریں۔

خطرۂ عظیمہ

جب تک مدینہ شریف میں رہیں اور خصوصاً مسجد نبوی شریف میں حاضری کے وقت ہرگز شور و شغب نہ کریں اور نہ ہی بلند آواز سے کچھ کہیں یا پڑھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا

لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (سورۂ حجرات، آیت: ۲-۳)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنکری مجھے مار کر اشارہ سے اپنی طرف بلایا اور فرمایا یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں ان کو میرے پاس لاؤ، میں لے آیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا، ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا، اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں بہت تکلیف پہنچاتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (گویا اجنبی اور ادب سے ناواقف ہونے کے سبب معذور قرار دیے، ورنہ سزا کے مستحق تھے۔)

(بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۰۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب قریب کہیں کیل یا میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سُنتیں تو کسی کو بھیج کر ان کو روکتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ (زرقانی علی المواہب، حصہ دوازدہم، ص: ۱۹۳)

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے مکان کے کواڑ

(دروازہ) بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو ہدایت فرمائی کہ شہر کے باہر بقیع کے علاقہ میں بنا کر لائیں تا کہ لکڑی کے کاٹنے بنانے کی آواز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذیت کا باعث نہ ہو۔ (زرقانی علی المواہب، حصہ دوازدہم، ص:۱۹۳)

(لیکن افسوس ہے دور حاضر کے گستاخوں پر جو دھماکہ خیز مشینوں کی کریہہ آواز سے رسول اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ اَنۡ یَعۡتَمِدَ الۡمَسۡجِدَ بِرَفۡعِ الصَّوۡتِ وَلَا بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡاَذٰی وَاَنۡ یُّنَزِّہَ عَمَّا یُکۡرَہُ. (ترجمہ) کسی کے لیے بھی لائق نہیں ہے کہ مسجد شریف میں آواز بلند کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو دوسروں کے لیے باعث اذیت ہو اور مسجد کو ہر ناپسندیدہ امر سے پاک رکھے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، حصہ دوم، ص:۲۱۰)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَوۡلُہٗ تَعَالٰی: لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَھُوَ حَیٌّ حَاضِرٌ بَعۡدَ مَمَاتِہٖ کَمَا کَانَ فِیۡ حَالِ حَیَاتِہٖ.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنی آوازیں نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی اسی طرح زندہ ہیں جس طرح وفات سے پہلے زندہ تھے۔ (شرح الشفا، حصہ دوم، ص:۱۶۰، ناشر دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت علامہ قسطلانی وعلامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہیے جو آپ کی حیات میں تھا، کیوں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اب بھی اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب، حصہ دوازدہم، ص:۱۹۳)

ادب قرآن

مسجد شریف میں قرآن پاک کے ادب کا ہر دم خیال رکھیں۔ بعض عورتیں اس کا بالکل خیال نہیں کرتیں اور (معاذ اللہ) اوپر سے گزر جاتی ہیں، یہ سخت بے ادبی ہے۔ بعض اپنی جوتیاں قرآن مقدس سے اونچی کر کے لیے ہوئے جاتی ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرآن مقدس کی اس قدر توہین!! نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ ذٰلِکَ۔

ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچائے رکھیں اور خصوصاً مسجد نبوی شریف میں اس کا خاص اہتمام کریں۔

نظر عقیدت

جب تک مسجد شریف کے اندر رہیں بار بار حجرۂ انور کی طرف عقیدت اور محبت کی نظروں سے دیکھیں کیوں کہ خالق ومخلوق کے محبوب، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں جلوہ افروز ہیں۔ مسجد شریف سے باہر نکلتے وقت بھی محبت اور عقیدت کی آنکھوں سے گنبدِ خضریٰ پر نظریں جما کر درود شریف پڑھیں اور کبھی کبھی عاشقانہ اور والہانہ انداز میں چپ چاپ دیکھتی رہیں۔

تقدیم سلام

جب کبھی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزریں تو دست بستہ کھڑی ہو کر سلام عرض کر کے آگے بڑھیں، بغیر سلام کے ہرگز ہرگز نہ گزریں۔

حضرت ابوحازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خواب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحازم (رضی اللہ عنہ) سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے گزر جاتے ہو اور کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے اس کے بعد حضرت ابوحازم (رضی اللہ

عنہ) کا معمول بن گیا کہ جب بھی آپ کا گزر مدنی آقا مصطفٰی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے روضۂ اطہر کے قریب سے ہوتا، دست بستہ کھڑے ہو سلام عرض کرتے، پھر آگے بڑھتے۔ (وفاء الوفا، حصہ چہارم، ص:۲۱۹، ناشر دار الکتب العلمیۃ)

جنۃ البقیع

اگر ممکن ہو تو جنت البقیع شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر اہل بقیع کو یوں سلام عرض کریں۔

اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ دَارَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ اَنۡتُمۡ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّآ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمۡ لَاحِقُوۡنَ. اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِاَھۡلِ الۡبَقِیۡعِ الۡغَرۡقَدِ. اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَنَا وَلَھُمۡ.

شہدائے اُحد

ہو سکے تو ہر روز، ورنہ جمعرات کو شہدائے اُحد (رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ) کی زیارت کے لیے حاضر ہوں۔ وہاں جا کر سب سے پہلے نہایت ادب واحترام کے ساتھ سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب چچاؤں میں افضل ہیں۔ جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے جایا کرتی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ہر جمعہ کو، بلکہ بعض میں آیا ہے کہ ہر تیسرے یا چوتھے دن تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتیں، روتیں اور قبر کی اصلاح و مرمت کرتیں۔ آپ نے ایک پتھر بھی بطور علامت قبر پر رکھا تھا۔ (جذب القلوب، ص:۱۵۸)

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر جب حاضری ہوں، اس وقت دست بستہ ان کے حضور اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدَنَا حَمۡزَۃُ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا عَمَّ رَسُوۡلِ اللّٰہِ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا عَمَّ حَبِیۡبِ اللّٰہِ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا عَمَّ الۡمُصۡطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ وَ یَا اَسَدَ اللّٰہِ وَ اَسَدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ.

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری کے بعد دوسرے شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر بھی حاضری دیں۔ ان کے مزارات سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے سرانور کی جانب کچھ فاصلہ پر ایک چہار دیواری میں ہیں۔

تمام شہدائے اُحد کو مجموعی طور پر اس طرح سلام پیش کریں:

اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ یَا شُھَدَآءُ یَا سُعَدَآءُ یَا نُجَبَآءُ یَا نُقَبَآءُ یَا اَھۡلَ الصِّدۡقِ وَ الۡوَفَآءِ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ یَا مُجَاھِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ. سَلاَمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ. اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ یَا شُھَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال کے شروع میں شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: سَلاَمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ. سلامتی ہو تم پر، تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ (سورۂ رعد، آیت:۲۴)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ جو کوئی ان پر سلام پڑھے گا، اس کو یہ سلام کا جواب دیں گے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو کوئی شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں پر حاضر ہو کر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

(جذب القلوب، ص:۲۰۲)

شہدائے اُحد(رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ) کی زیارت کے ساتھ، جبلِ اُحد کی بھی زیارت کریں، اس کو عقیدت ومحبت کی نظروں سے دیکھیں، کیوں کہ یہ پہاڑ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبّ ومحبوب ہے اور بڑی فضیلت والا ہے۔ رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے: ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ ۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۳۵)

مدنی تاجدار علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ حضرتِ صدیق اکبر، حضرتِ فاروق اعظم اور حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے ساتھ اس پہاڑ پر تشریف لے گئے، جبلِ اُحد ہلنے لگا۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے پہاڑ! ٹھہر جا، کیوں کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ پنجم، ص:۹)

سرکارِ ابد قرار شافعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ یہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہے۔ جب تم اس پر سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھایا کرو اگر میوہ نہ ہو تو گھاس کا بھی وہی حکم ہے۔

سبحان اللہ! ایک پہاڑ کو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہوگئی تو اس کی عظمت اور بلندی کا یہ عالم کہ وہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک بن گیا اور وہاں کا ذرہ ذرہ قابلِ تعظیم ہوگیا۔

اگر ہم بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے اور ان کی سُنَّت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو یقیناً ہم بھی دنیوی اور اخروی دونوں طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہوجائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ اپنی اولاد سے فرماتی ہیں کہ جاؤ اُحد کی زیارت کرو اور میرے لیے وہاں کی گھاس لاؤ۔ (جذب القلوب، ص:۱۹۹)

مسجد قُبا

مسجدِ قُبا شریف کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنا بہت افضل ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد مدنی تاجدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ علامہ سُہَیلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ مسجد قبا کی بنیاد کے وقت پہلا پتھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور تیسرا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھا۔ سبحان اللہ!

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اگر یہ مسجد ساری کائنات میں کہیں بھی ہوتی تو ہم اس کی طلب میں کتنے اونٹوں کے جگر مار دیتے۔

(جذب القلوب، ص:۱۴۱)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجدِ قبا میں دو رکعت نماز پڑھنا میرے نزدیک بیت المقدس کی دو بار زیارت سے بہتر ہے۔ (جذب القلوب، ص:۱۴۱)

مختارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَلصَّلٰوۃُ فِی مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَۃٍ. مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۱۴۵)

ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہر شنبہ (سنیچر) کو مسجد قبا میں حاضر ہوکر نفل نماز پڑھنے کا شرف حاصل کریں۔

مسجد قبا میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدُ قُبَآءٍ وَ مُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَ حَبِیْبِنَا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِی کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ عَلٰی صَدْرِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ ط فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَ اللّٰہُ یُحِبُّ

الْمُطَّهِّرِيْنَ o اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَ اَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَا وَ فُرُوْجَنَا مِنَ الزِّنَا وَ اَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكِذْبِ وَ الْغِيْبَةِ وَ اَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ. رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

مسجد قبا سے قریب ہی دائیں جانب ''بِئرِ اریس'' نامی ایک کنواں واقع ہے، اس کی بھی زیارت کریں۔ نجدی حکومت نے اس کے اندر مٹی اور پتھر وغیرہ ڈال کر اس کا پانی خشک کروادیا ہے، حالانکہ اس کا پانی بہت میٹھا تھا۔ چونکہ لوگ اس کا پانی تبرکاً پیتے اور اپنے ساتھ لے جاتے تھے (اور نجدی اسے شرک کہتے ہیں) اس لیے نجدی حکومت نے اس کو بند کروادیا۔

پہلے اس کا پانی میٹھا نہ تھا، رسول اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کنویں میں اپنا لُعابِ دہن ڈال دیا، اسی کی برکت سے اس کا پانی میٹھا ہوگیا۔

مسجد قبا کے قریب مشرق کی طرف مسجدِ شَمس ہے۔ ممکن ہو تو اس کی بھی زیارت کر لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بنی نُضَیر کا محاصرہ فرمایا تھا، اس وقت چھ دنوں تک مسلسل اسی مقام پر نماز ادا فرمائی تھی، بعد میں یہاں مسجد تعمیر کردی گئی۔ چونکہ یہ مقام بلندی پر واقع ہے اور سورج اس مقام پر پہلے طلوع ہوتا ہے، اس لیے اس کا نام ''مسجدِ شمس'' ہوگیا۔

مسجد قبلتین

وادیٔ عقیق سے قریب ایک ٹیلہ پر مسجدِ قِبلتَین ہے، اسی مسجد میں نماز کے دوران حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف کو قبلہ بنانے کا حکم فرمایا گیا، اس حکم پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ہی کی حالت میں بیت المقدس سے کعبۂ مقدسہ کی طرف اپنے رُخ کو پھیر لیا۔ اسی لیے اس کو مسجدِ قبلتین کہتے ہیں۔

مسجدِ قبلتین میں بھی دو رکعت نفل نماز پڑھیں، نماز کے بعد ذکر و اذکار اور درود

شریف پڑھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مَسْجِدُ الْقِبْلَتَيْنِ وَ مُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَ حَبِيْبِنَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِى كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلٰى صَدْرِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِى الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَاٰثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَاتُحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَآئِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْٓئَةً مَّرِيْئَةً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا. اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ o

مسجد جُمعہ

قُبا شریف کے راستے میں مشرق کی طرف مسجد جمعہ واقع ہے، ہجرت کے وقت مدینہ منورہ تشریف لاتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے نماز جمعہ اسی مسجد میں ادا فرمائی۔ اس مسجد کو ''مسجدِ وادی''، ''مسجدِ عاتکہ'' اور ''مسجدِ بنو سالم'' بھی کہتے ہیں۔ اس مسجد کی زیارت کے لیے بھی جائیں اور اس میں بھی ذکر و اذکار، درود شریف اور نوافل پڑھیں۔

مسجد غَمامہ

مسجدِ نبوی شریف کے باب السلام کے سامنے سفید گنبدوں والی یہ مسجد، مسجدِ غَمامہ ہے۔ اس جگہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر نمازِ عید و بقرعید، نمازِ استسقا وغیرہ ادا فرمایا کرتے تھے، اسی وجہ سے اس کو مسجدِ مُصلّٰی بھی کہتے ہیں۔ حبش کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ نمازِ جنازہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اسی جگہ ادا فرمائی۔ ایک مرتبہ اسی جگہ سخت دھوپ میں بادل نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ کیا تھا، اسی وجہ سے اس مسجد کو مسجدِ غمامہ کہتے ہیں۔ اس مسجد کی بھی زیارت کریں۔

مسجد سُقیا

مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ آنے والوں کے لیے سب سے پہلی متبرک جگہ مسجدِ سُقیا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر جب نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو اسی مقام پر لشکر نے پڑاؤ کیا اور نماز ادا فرمائی۔ اس جگہ ''سُقیا'' نامی کنواں ہونے کی وجہ سے اس مسجد کو مسجدِ سُقیا کہتے ہیں۔

مسجد ذو الحُلَیفہ

مدینۂ منورہ سے تقریباً ۱۰؍کلومیٹر کے فاصلے پر مکہ مکرمہ کے راستے میں مسجدِ ذوالحلیفہ واقع ہے۔ اس کو ''مسجدِ اِحرام''، ''مسجدِ شجرہ'' اور ''مسجدِ اَبیارِ علی'' بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر حج کا احرام اسی جگہ باندھا تھا، اسی سے قریب ایک درخت کے سایہ میں آپ نے آرام بھی فرمایا تھا۔ اہل مدینہ اور دوسرے ممالک کے ان لوگوں کے لیے جو پہلے مدینہ شریف جاتے ہیں، پھر حج یا عمرہ کے لیے جاتے ہیں، میقات یہی مسجد ہے، وہ لوگ اسی مسجد سے احرام باندھیں گے۔

مسجد شُرف الرَّوحا

مدینۂ منورہ سے تقریباً ۵۸؍کلومیٹر کے فاصلے پر ''مسجدِ شَرفُ الرَّوحا'' واقع ہے، اس جگہ پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ ستر نبیوں نے بھی نماز پڑھی ہے۔ اسی مسجد سے قریب ''بِئرِ رَوْحا'' نامی کنواں بھی ہے اور قریب ہی شہیدوں کی قبریں بھی ہیں۔

مسجد بدر

مقامِ ''بَـدر'' مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے تقریباً ۱۳۰؍کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ بدر کے میدان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت میں سب سے پہلی اور مشہور جنگ ''جنگِ بدر'' ہوئی۔ اس جنگ کے موقع پر جس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیمہ نصب تھا، وہاں ایک مسجد ''مسجدِ بدر'' نام سے موجود ہے۔ اس کو ''مسجدِ عَریش'' بھی کہتے ہیں۔ بدر کے میدان میں ایک احاطہ میں شہدائے بدر کی قبریں بھی ہیں۔

پردے کا اہتمام

حرمین شریفین میں پردہ کا خصوصی اہتمام کریں، عام طور پر عورتیں ان مقدس مقامات پر بھی بے پردگی کے ساتھ گھومتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پردہ کا بھرپور خیال رکھیں اور اپنے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کریں۔

اہل مدینہ کے ساتھ

مدینۂ منورہ میں جب تک قیام رہے، اہلِ محبت کے طریقہ پر رہتے ہوئے مدینہ کے لوگوں کے ساتھ ہر معاملہ میں حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کریں اور ان کی تعظیم وتکریم کریں۔ اگر وہ سخت کلامی کریں یا کوئی اور نامناسب کام کریں تب بھی آپ درگزر کریں، کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑوسی ہیں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار وصیت کی ہے''۔ اس میں اچھے برے کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ یہ پڑوسی ہونے کا حق سب کو حاصل ہے اور کیا عجب کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے بُروں کو بھی توبہ اور حق کی طرف پلٹنے کی توفیق حاصل ہوجائے۔ ہاں! اپنے آپ کو خادم خیال کرکے اگر وعظ ونصیحت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

غریبوں کی خدمت

وہاں فقرا، غربا، بیواؤں اور یتیموں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور ان کے

بارے میں وہاں کے رہنے والوں سے معلوم کریں، کیوں کہ بعض حق دار ایسے صابر وشاکر بھی ہوتے ہیں، جو کسی سے سوال نہیں کرتے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کے گھروں میں صدقہ کی بجائے ہدیہ کہہ کر بھجوادیں۔

بدعتیوں سے اجتناب

بعض خواتین حرمین شریفین میں مجلسیں جما کر بیٹھتی ہیں اور لوگوں کو حرمین شریفین کے ادب و تعظیم، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے اور شفاعت کی دعا مانگنے سے روکتی ہیں اور اہلِ سُنَّت و جماعت کے عقائد کے خلاف باتیں کرتی ہیں، ان کی مجلسوں میں ہرگز نہ بیٹھیں اور نہ ہی ان کی باتوں میں آئیں۔ یہ خواتین محروم اور اہلِ محبت کے طریقے سے بے خبر ہیں۔

وقت رخصت

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائیں کیوں

کوشش یہ کریں کہ اس دربارِ اقدس اور دیارِ پاک کی جدائی کے تصور میں کچھ آنسو نکل آئیں کہ آنسوؤں کا نکلنا قبولیت کی علامتوں میں سے ہے اور اہلِ محبت کی تو کیفیت ہی عجیب ہوجاتی ہے اگر اتفاق سے رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسی شکل بنالیں اور حج وزیارت کے قبول ہونے، خیر وعافیت کے ساتھ وطن پہنچنے اور بار بار حرمین طیبین کی زیارت نصیب ہونے کی دعا کریں۔ اپنے رشتہ داروں، سہیلیوں اور سب مسلمانوں کے لیے دعائیں کریں اور بڑے رنج وغم اور حسرت کے ساتھ روتی ہوئی واپس ہوجائیں۔

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے واں سے پھر کے جانے سے

حقیقت یہ ہے کہ مدینۂ منورہ خصوصاً حرم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے۔ اس مقدس سرزمین پر اگر سر اور آنکھوں سے بھی چلا جائے، تب بھی حق ادا نہیں ہوسکتا، لہٰذا جہاں تک ہوسکے ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے اور کم از کم اتنا تو ضرور کیا جائے کہ کسی قسم کی بے ادبی نہ ہو۔

تصویر کشی کے سلسلے میں ہمارے علما کی رائیں اب بھی مختلف ہیں، اکثریت بلا ضرورت وحاجت تصویر کشی کے ناجائز ہونے کی قائل ہے، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جان دار چیزوں کی تصویریں نہ لی جائیں، خصوصا حرمین شریفین میں اس کا خاص التزام کیا جائے۔

مدینۂ منورہ سے رخصت ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَلْوَدَاعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلْفِرَاقُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ. اَلْاَمَانُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ. مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْکَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِکَ. وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیْکَ. اِلَّا وَمِنْ خَیْرٍ وَعَافِیَۃٍ. وَ صِحَّۃٍ وَسَلَامَۃٍ. اِنْ عِشْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِئْتُکَ. وَ اِنْ مُّتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَکَ شَھَادَتِیْ وَاَمَانَتِیْ وَعَھْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. وَھِیَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ. وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝

فاتحہ کا طریقہ

سب سے پہلے قرآنِ پاک کی جو سورتیں آپ کو یاد ہوں، ان میں سے جس قدر ہو سکے پڑھیں یا کوئی سورت یا کوئی رکوع پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی چند آیتیں "ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک، نیز آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھ کر

اس طرح دعا کریں۔

اے اللہ! اس کلام کا ثواب (اور اگر کوئی شیرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہو تو پھر یوں کہیں: اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شیرینی وغیرہ کا ثواب) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پیش ہے۔ اے اللہ! اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ کے توسل سے آپ کی آل پاک اور اصحاب پاک اور آپ کی ازواج مطہرات، تابعین و تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین، سارے بزرگانِ دین اور جمیع مومنین و مومنات کی روحوں کو عطا فرما۔ اے اللہ! اس کا ثواب خصوصاً فلاں (یہاں پر جس کو ایصالِ ثواب کرنا ہے، اس کا نام ذکر کریں) کی روح کو عطا فرما۔ پھر بزرگان دین کے توسل سے اپنے لیے، اپنے اہل خانہ، دوست واحباب، اساتذہ اور متعلقین کے لیے دعاے خیر کریں۔

اس کے بعد کہیں: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَ سَلَّمَo سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o

☆☆☆

پانچواں باب

قربانی کے فضائل و مسائل

ماہِ ذی الحجہ اسلامی سال کا سب سے آخری مہینہ ہے اور قرآنِ پاک میں جن چار مہینوں کے حرمت والا ہونے کا تذکرہ ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ. (ترجمہ) بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے، ان میں چار حرمت والے ہیں۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۳۶)

حرمت والے چار مہینے، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔مگر دیگر مہینوں پر ماہِ ذی الحجہ کی عظمت وفضیلت چند وجوہات سے ہے۔ یہ اجتماعِ عظیم کا مہینہ ہے کیوں کہ اس ماہ میں دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان حجِ بیت اللہ اور زیارتِ خانۂ کعبہ کے لیے حدودِ حرم میں داخل ہو جاتے ہیں، یہ صبر کا مہینہ ہے کہ مسلمان عرفات کے میدان میں تپتی ہوئی دھوپ میں وقوفِ عرفہ کرتے ہیں اور متعدد صعوبتوں کے باوجود محض رضائے الٰہی کے واسطے ''لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خدائے وحدہٗ لاشریک کی بزرگی اور برتری بیان کرتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمان اللہ عزوجل کی برگزیدہ بندی حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد مناتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

اگلے صفحات میں عشرۂ ذوالحجہ، یوم عرفہ اور قربانی وغیرہ کے فضائل ومسائل بالتفصیل ذکر کیے جارہے ہیں۔ان کا بہ غور مطالعہ کریں تاکہ آپ کے دلوں میں قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔

پہلی فصل

عشرۂ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کے فضائل

ماہ ذوالحجہ کی فضیلت اس کے پہلے عشرے کی فضیلت کی بنیاد پر بھی ہے۔اس مہینے کا پہلا عشرہ اس قدر معزز ہے کہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے اس کی قسم یاد فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَالْفَجْرِ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ''(ترجمہ) اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ (سورۂ فجر، آیت:۲-۱)

یہاں ''لَیَالٍ عَشْرٍ'' کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

(تفسیر ابن عباس، حصہ اول، ص:۵۱۰، ناشر: دارالکتب العلمیۃ، لبنان)

احادیثِ مبارکہ میں بھی اس ماہ کے پہلے عشرہ کی متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔ چند حدیثیں ذکر کی جارہی ہیں۔

ان دنوں کی نیکیاں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے

رسول دانائے خفایا وغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ کے نزدیک ان دنوں سے زیادہ کوئی نیکی محبوب ہو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی، مگر جب کہ کوئی شخص اپنی جان اور مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ لے کر بھی واپس نہ آیا۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۲۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کفار ومشرکین سے جہاد کرتا ہے، اس کے بدن پر زخم آتے ہیں وہ انہیں برداشت کرتا ہے، اسے تکلیف ہوتی ہے وہ صبر کرتا ہے اور اپنی پیاری جان کا نذرانہ پیش کر کے مجاہد کا عظیم رتبہ حاصل کرتا ہے مگر اس کے باوجود جو کوئی ذی الحجہ کے دس دن اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کی اطاعتوں میں گزار دے اس کی یہ نیکیاں مجاہد فی سبیل اللہ کی نیکیوں پر غالب ہو جاتی ہیں۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی ہم عید کی تیاریوں اور بکروں کی خریداری میں مصروف ہو جاتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اللہ رب العزت کی عبادت وریاضت میں بھی ان دنوں اور راتوں کو گزارنا چاہیے تاکہ ہمیں اس کے فضائل حاصل ہو جائیں۔

عشرۂ ذی الحجہ کی عبادات

حضرت شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بیان فرمایا کہ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے خود سنا کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمارہی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا، اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ، وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا، آپ نے دریافت فرمایا: تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ (کون سی ایسی چیز ہے جس نے

تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا) اس نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ دن حج اور عبادت کے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اللہ ان کی دعا میں مجھے بھی شریک کردے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سو غلام آزاد کرنے، قربانی کے لیے حرم میں سو اونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لیے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۸۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عشرۂ ذی الحجہ کے روزے نفلی ہیں، ان کے رکھنے میں ثواب ہی ثواب ہے۔ اس لیے ہمیں ضرور یہ روزے رکھنے چاہئیں تاکہ ان کی برکت سے خدائے وحدہ لاشریک کی خوشنودی ہمیں حاصل ہو جائے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دن کو روزے رات کو قیام

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِیْهَا مِنْ عَشَرِ ذِی الْحِجَّةِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْهَا بِصِیَامِ سَنَةٍ وَّ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَةٍ مِّنْهَا بِقِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. (ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دن جس میں اس کی عبادت کی جائے ذی الحجہ کے دس دن ہیں کہ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۲۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنی عظیم فضیلت ہے ذی الحجہ کے عشرہ کی کہ بندی ایک روزہ رکھے اور مولیٰ عزوجل ایک سال کے روزے کا ثواب عنایت فرمائے، بندی ایک رات قیام وعبادت میں گزارے اور مولیٰ عزوجل شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمائے۔ شبِ قدر جس میں عبادت کرنا ایک ہزار راتوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے، اللہ

عزوجل نے اپنی بندیوں کو یہ سہولت عطا فرمائی کہ عشرۂ ذی الحجہ کی کسی شب میں عبادت کرکے شب قدر میں عبادت کی فضیلت حاصل کرلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عشرۂ ذی الحجہ میں عبادت کرکے اس کے فضائل سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور اعمالِ صالحہ

جو کوئی ان دس ایام کی عزت وقدر کرے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اس کو مرحمت فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

۱۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔
۲۔ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔
۳۔ اس کے اہل وعیال کی حفاظت فرماتا ہے۔
۴۔ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔
۵۔ اس کی نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے۔
٦۔ اس کے نزع میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔
۷۔ ظلمت میں روشنی عطا فرماتا ہے۔
۸۔ میزان میں سنگینی (وزن) کر دیتا ہے۔
۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات عطا فرماتا ہے۔
۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج عطا فرماتا ہے۔

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا اپنے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ دیا، جس نے ان دنوں میں کسی کی عیادت کی اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی عیادت کی، جس نے کسی مومن کو اس عشرہ میں لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا، جو کسی یتیم پر مہربانی کرے اللہ تعالیٰ اس پر عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا،

جو کوئی کسی عالم کی مجلس میں اس عشرہ میں شریک ہو گویا اس نے انبیا اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں شرکت کی۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۳۸۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عشرۂ ذی الحجہ کی عزت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دس ایام میں فرائض وواجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ حتی الامکان نفلی عبادتیں کی جائیں۔ دن میں روزے رکھے جائیں اور راتیں نفل نماز اور ذکر ودعا میں بسر کی جائیں۔ اگر ہم نے عشرۂ ذی الحجہ کی قدر کی اور اس میں بھرپور عبادت کی تو اللہ عزوجل ضرور ہم پر کرم کی نظر فرمائے گا۔

عشرۂ ذی الحجہ اور انبیائے کرام

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: ذی الحجہ کے اول عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا، اس وقت وہ عرفہ میں تھے۔ عرفہ میں حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خطا کا اعتراف کرلیا تھا۔

اسی عشرہ میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا (اپنا دوست اور خلیل بنایا) اسی عشرہ میں حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام کی عزت عطا ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرتِ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف کی گئی۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۳۸۰)

یوم عرفہ کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے مباہات کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو پراگندہ سر، گرد آلود، دھوپ کھاتے ہوئے دور دور سے حاضر ہوئے ہیں۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے

ان کو بخش دیا۔فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! اس میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جو تکبر کرتا ہے اور فلاں فلاں بندے بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان تمام کو بخش دیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عرفہ کے دن سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن نہیں دیکھے گئے۔ (مسند ابن خزیمہ، حصہ چہارم، ص:۲۶۳)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے۔

(مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۳۸۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یوم عرفہ بڑا عظیم دن ہے، اسی دن حج کا فرض اعظم یعنی وقوف عرفہ کیا جاتا ہے اور حج کرنے والے بندے اور بندیاں میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔جو خواتین حج کی سعادت حاصل کر چکی ہیں وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ اس دن میدان عرفات میں قیامت کا منظر ہوتا ہے اور میدان عرفات میں جمع ہو کر مسلمان اللہ عزوجل سے رحم وکرم کی بھیک مانگتے ہیں۔اس دن کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل اس دن سب سے زیادہ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور اپنے بندوں پر فرشتوں میں فخر فرماتا ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۸۱۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم عرفہ کے روزے کو ہزاروں دن کے روزوں کے برابر قرار دیتے ہیں اور دو سالوں کے گناہوں کی معافی۔ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص:۶۵۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمیں یوم عرفہ جیسی نعمتِ عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھنا چاہیے اور اس دن اللہ کی رحمتیں خوب لوٹنی چاہیے۔

☆☆☆

دوسری فصل

قربانی کے فضائل

ماہِ ذی الحجہ کی عظمت اور فضیلت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی نسبت اللہ عزوجل کے دو برگزیدہ پیغمبر (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) سے ہے اور اس ماہ میں اللہ کی راہ میں ان کی دی ہوئی قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

ماہِ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی سارے مسلمان قربانی کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں مالی قربانی کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں مگر اکثر خواتین قربانی کی حقیقت وحکمت سے باخبر نہیں جس کی وجہ سے وہ قربانی کی برکتوں سے محروم رہ جاتی ہیں۔لہٰذا ہم قربانی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر آپ قربانی کی حقیقت وحکمت سے آشنا ہوں اور قربانی کا جذبہ مزید پختہ ہو جائے۔

نبی اکرم کو قربانی کا حکم

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ o اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ o (ترجمہ) اے محبوب! بے شک ہم نے

تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی، تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (سورۂ کوثر، آیت: ۱-۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سورت میں اللہ جل مجدہ الکریم نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر ہم انہیں یہ حکم فرما رہے ہیں کہ وہ میرے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے اور اس کے بعد قربانی کرنا۔

قربانی کا معنی

لفظِ قربانی جو اردو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو عربی زبان میں "قُرْبَانٌ" کہتے ہیں جیسا کہ قرآنِ مقدس میں موجود ہے "حَتّٰى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ" (سورۂ آل عمران، آیت ۱۸۳) لفظِ قربان "قُــرب" سے بنا ہے جس کا معنی ہے قریب ہونا۔ تو گویا قربانی اللہ عزوجل سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے خلوص کے ساتھ قربانی کرتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل سے قریب ہو جاتے ہیں۔

قربانی کیا ہے؟

حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! "مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ" (یہ قربانیاں کیا ہیں؟) آپ نے فرمایا: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سنت ہے) انہوں نے عرض کیا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (یا رسول اللہ! ہمارے لیے اس میں کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ (ہر بال کے برابر نیکی ہے) (مشکوۃ شریف، حصہ اول، ص: ۴۶۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قربانی کے جانوروں کے بال گننا ہمارے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اسی طرح قربانی کرنے پر ہمیں جو نیکیاں ملیں گی ان کا شمار بھی ہمارے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔

حقیقتِ قربانی

شمس الائمہ امام سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مالی عبادت دو قسم کی ہیں، ایک بہ طریقِ تملیک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کو کوئی چیز دے دینا) جیسے صدقات و زکوٰۃ وغیرہ اور ایک بطریقِ اِتلاف ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی چیز کو ہلاک کر دینا) جیسے غلام آزاد کرنا۔ قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اِتلاف ہے اور اس کے گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے، یہ تملیک ہے۔

قربانی کب سے شروع ہوئی

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ. (ترجمہ) اور ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔ (سورۂ حج، آیت: ۳۴)

پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، مگر قبل از اسلام اس کی صورت دوسری تھی، وہ اس طور پر کہ جو قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی تھی ایک سفید رنگ کی بغیر دھوئیں والی آگ شراٹے مارتی ہوئی آسمان سے اتر کر مقبول قربانی کو جلا کر خاک کر جاتی جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتی کہ لوگ جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت بھی اسی طرح ثابت کرتے تھے کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا جاتی تھی اور جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ چنانچہ جب

ہابیل وقابیل عقلیمہ نامی ایک عورت کے بارے میں جھگڑے کہ وہ کس کے لیے حلال ہے تو ان دونوں نے قربانیاں پیش کیں جسے انہوں نے پہاڑ پر رکھ دیا، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ اسے غیبی آگ جلا گئی، قابیل کی قربانی رد کردی گئی کہ اسی طرح رہی۔ مگر امتِ محمدیہ کو یہ بھی ایک خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت کو خود کھا سکتے ہیں۔

حضرتِ ابراھیم کا خواب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کے واقعہ کو قرآنِ مقدس میں اس طرح بیان فرمایا، فرمانِ خداوندی ہے: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ o فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى. (ترجمہ) تو ہم نے اسے خوش خبری سُنائی ایک عقلمند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (سورۂ صافات، آیت:۱۰۲)

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو خواب میں دیکھا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کیجیے۔ جب صبح کو اٹھے تو سارا دن اسی شش و پنج میں گزرا کہ نامعلوم یہ حکم واقعی من جانب اللہ ہے یا وسوسہ ہے۔ اسی لیے اس دن کا نام "یَوْمِ تَرْوِيَه" (سوچ کا دن) ہے۔ پھر نویں ذی الحجہ کو خواب میں اسی طرح کا حکم سُنا تو صبح کو اُٹھے تو یقین کیا کہ واقعی یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لیے اس دن کا نام "یَومِ عَرَفَه" (پہچاننے کا دن) ہے۔ پھر یہی خواب دسویں ذی الحجہ کی شب کو دیکھا تو صبح اُٹھ کر عزم کیا کہ صاحبزادے کو ضرور ذبح کروں گا۔ اس لیے اس دن کا نام "یَوْمُ النَّحْرُ" (قربانی کا دن) رکھا گیا۔ (روح البیان، جلد ہفتم، ص:۴۷۳)

انبیاے کرام کے خواب

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس بات پر اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی وحیِ الٰہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي الْمَنَامِ. (ترجمہ) سب سے پہلے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی وہ بہ ذریعۂ خواب تھی۔ اسی طرح حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پر بھی بہ ذریعۂ خواب وحی نازل کی گئی کہ وہ حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کریں۔

حضرتِ اسماعیل کی رضامندی

جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کو خواب کے ذریعہ اللہ کی جانب سے یہ حکم ہو گیا کہ وہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کردیں تو آپ نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کو اس خواب اور حکمِ خداوندی سے آگاہ فرمایا، حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی حکمِ خداوندی پر رضامندی کے حوالے سے قرآنِ پاک ارشاد فرماتا ہے: قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ. (ترجمہ) کہا اے میرے باپ کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (سورۂ صافات، آیت:۱۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ السلام جانتے تھے کہ ایک نہ ایک دن موت کا آنا یقینی ہے تو کیوں نہ اس جان کو اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے قربان کر دیا جائے۔ اسی لیے حضرتِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کی قربانی پیش کرنے پر راضی ہوگئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش تھی اور وہ بھی اتنی عظیم آزمائش کہ ان سے انہیں کی جان کو قربان کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور

وہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے راضی ہیں، محض اس لیے کہ یہ اللہ عزوجل کا حکم ہے اور حکمِ خدا کی پابندی بندوں کا فریضہ ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ عزوجل آزماتا ہے، ہمارا بھی اس دنیا میں امتحان ہوتا ہے، کبھی ہمیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، کبھی ہماری نظروں کے سامنے ہمارا لختِ جگر، نورِ نظر دم توڑ دیتا ہے، کبھی ہمیں بیماریوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے، کبھی مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر ہم صبر و ضبط کا مظاہرہ کریں تو ہمیں کیا انعام ملے گا اس کے حوالے سے فرمانِ خداوندی ہے: وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ o اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ o اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ. (ترجمہ) اور خوش خبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

(پ۲، سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶)

لہٰذا اگر ان فضائل کو پانا چاہیں تو ضروری ہے کہ آنے والی مصیبتوں پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اسوۂ خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو اپنائیں۔

شیطان کا فریب

جب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت ابراہیم کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی ان کی اولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ ماں نے کہا: دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ ابراہیم اسماعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ ماں نے کہا ایسا نہیں ہو

سکتا، وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بیٹے کی بہت محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ماں نے کہا کہ اگر ان کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکم رب کی اطاعت کرنی ہی بہتر ہے۔

شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہنچا، بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ لڑکے نے کہا ہم اس گھاٹی سے گھر کے لیے ایندھن کی لکڑیاں لینے جا رہے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں، خدا کی قسم! اس کا مقصد یہ نہیں بلکہ وہ تم کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ لڑکے نے کہا ایسا ہے تو اس کو اپنے رب کے حکم کی اطاعت بسر و چشم کرنی ضروری ہے (میں بھی اس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آ کر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کا حکم دیا ہے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے، بولے دشمنِ خُدا! میرے پاس سے ہٹ جا میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا۔ شیطان غضب ناک ہو کر لوٹ گیا اور ابراہیم اور ان کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔

(تفسیر مظہری، جلد دہم، ص: ۳۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، قرآنِ مقدس اور احادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے کیوں کہ شیطان اہل ایمان کو

ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، انہیں صراطِ مستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر ڈال دیتا ہے، انسان کو عیش پرست، نافرمان اور گناہوں کا عادی بنا دیتا ہے، اس نے اللہ کے عظیم پیغمبر کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی مگر جب کوئی مخلص ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید ہوتی ہے، حضرتِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اور حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم الٰہی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا اور بے چوں وچرا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے، لہٰذا اس عزم واستقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ حضرات امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

ہمیں بھی اگر شیطان کے شر سے محفوظ رہنا ہے تو ضروری ہے کہ ہم تمام کارہائے خیر میں عزم واستقلال اور خلوص کا مظاہرہ کریں۔

قربانی کے لیے تیار

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اب باپ اور بیٹے کے درمیان کیا معاملہ ہوا اس کو قرآنِ مقدس بیان فرماتا ہے: فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ. (ترجمہ) تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ۔

(سورۂ صافات، آیت: ۱۰۳)

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحبِ تفسیر مظہری تحریر فرماتے ہیں: یہ واقعہ منیٰ میں صخرہ کے پاس ہوا، (جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا تو) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا! میرے بندھن کس کر باندھنا تاکہ میں تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تاکہ میرا خون اُچھل کر آپ کے کپڑے پر نہ پڑ جائے اور میرے اجر میں کمی آ جائے اور اس خون کو دیکھ کر میری ماں رنجیدہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلا دینا تاکہ میرے لیے دشواری نہ ہو کیوں کہ موت

سخت چیز ہے اور آپ جب میری ماں کے پاس جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور اگر آپ میرا کرتا میری ماں کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں اس سے ان کو بڑی تسلی ہو گی۔ حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میرے پیارے بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تو میرا بہت اچھا مددگار رہے۔ پھر بیٹے نے جو کچھ کہا تھا باپ نے ویسا ہی کیا، اول بیٹے کو پیار کیا پھر باندھ دیا اور رونے لگے، پھر اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھ دی لیکن چھری سے حلق پر نشان بھی نہ پڑا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حلق پر چھری تیز چلانے لگے لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔ اس کے بعد کیا ہوا، قرآنِ کریم بیان فرماتا ہے: وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. (ترجمہ) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ (سورۂ صافات، آیت: ۱۰۴-۱۰۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ایک باپ اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ ہر باپ کو ہوتا ہے۔ ایک باپ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کے لیے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے، اپنے عزیز شہر یا وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہر یا ملک کا سفر کرتا ہے تاکہ رزقِ حلال کما کر اپنے بچوں کے لیے دنیاوی آسائش کے سامان مہیا کر سکے۔ مگر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اندازہ لگائیے کتنا دردناک منظر ہوگا اور کیسی دل کو ہلا دینے والی کیفیت ہو گی۔ مگر جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزندِ ارجمند نے صبر وضبط کیا اور مرضیِ خدا کا لحاظ کیا تو آئی ہوئی مصیبت کو اللہ نے دور فرما دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ سارے جہاں پر ان کو برتری عطا فرمائی اور ثوابِ آخرت جو ان کے لیے مقرر فرمایا اس کا اظہار ہی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام نعمتوں پر ان دونوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

جب یہ واقعہ درپیش ہوا اس وقت حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۹ رسال تھی، ۹ رسال کا بچہ اتنے شعور وفہم کا مالک ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے لیے آرام اور تکلیف دہ چیزوں کے درمیان تمیز کرسکے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام بغیر کسی چوں و چرا کے رضامندی کا اظہار کر رہے ہیں اور گلے پر چھری رکھی ہوئی ہے مگر زبان پر حرفِ شکوہ بھی نہیں لاتے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ غور کرنے پر یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی ایسی ذہنی تربیت فرمائی تھی کہ آپ کے ذہن و دماغ میں حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا جذبہ موج زن تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اللہ کی راہ میں پیاری جان کا نذرانہ پیش کرنے میں دریغ نہ کیا۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ناچنا اور گانا سکھاتی ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں بالی ووڈ اور ہالی ووڈ کی محبت اُتارتی ہیں اور جب ہمارا بچہ کسی ایکٹر کی نقل کرتا ہے تو ہمارے دل کو خوشی محسوس ہوتی ہے، جب وہ ناچتا یا گاتا ہے تو ہمیں فرحت اور شادمانی ہوتی ہے مگر اس کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے، کیوں کہ یہی بچہ آگے چل کر خدا اور رسول کا نافرمان ہوجاتا ہے، قدم قدم پر شیطان کے مکروفریب کا شکار ہوتا ہے، ماں باپ کے حقوق کی پامالی کو اپنے لیے فخر سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا ہمیں اپنے اسلاف سے کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہماری اولاد جوان ہونے کے بعد اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں بردار بنے اور ہماری خدمت کرکے سعادت مندی حاصل کرے۔

قربانی کا مقصد

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓـؤُا الْمُبِیْنُ. (ترجمہ) بے شک یہ روشن جانچ تھی۔ (سورۂ صافات، آیت:۱۰۶) یعنی اس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص کی جانچ ہوتی ہے کہ ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ کا دعویٰ محض دعویٰ ہے یا

اس کے ساتھ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اس امتحان میں کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں یہ صلہ دیا کہ ہر سال صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر قربانی کو واجب قرار دے کر ان دونوں حضرات کی یاد منانے کا ذریعہ بنادیا اور ان شاء اللہ صبحِ قیامت تک آنے والے مسلمان ہر سال ان حضرات کو یاد کرتے رہیں گے۔

حضرتِ اسماعیل کا فدیہ

جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیرنا شروع کیا تو اللہ عزوجل نے انہیں کس طرح بچالیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے: وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ. (ترجمہ) اور ہم نے اسے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقے میں دے کر اسے بچالیا۔ (سورۂ صافات، آیت:۱۰۷)

جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سُنی تو نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اوپر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ سینگوں والا ایک مینڈھا تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے، اس کی قربانی کردیجیے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر کہی اور مینڈھے نے بھی تکبیر کہی اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے نے بھی تکبیر کہی پھر منٰی کے قربان گاہ میں جاکر مینڈھے کو ذبح کردیا۔

قربانی احادیث کے آئینہ میں

سب سے اچھی قربانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: نِعْمَتِ الْاُضْحِیَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّاْنِ. (ترجمہ) سب سے اچھی قربانی دُنبے کے چھوٹے بچے کی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، حصہ اول، ص:۴۶۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۲۴، ص:۲۵۰))

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ سب سے اچھی قربانی دنبے کے اس چھوٹے بچے کی ہوگی جو فربہ اور قیمتی ہو۔ آج قیمتی جانور تو خریدے جاتے ہیں لیکن اس میں اکثر یا تو دکھاوا مقصود ہوتا ہے یا ایک دوسرے پر برتری لے جانا۔ اس بات کو لازم کرلیں کہ اپنی حیثیت کے مطابق فربہ اور قیمتی جانور لے آئیں لیکن اس میں مقصد صرف اللہ رب العزت کی رضامندی کا حصول ہو، دکھاوا اور برتری کا اظہار ہرگز مقصد نہ ہو۔

سب سے اچھا عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن انسان کے اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ خون بہانا ہے اور بے شک وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال اور کھر کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے تو اسے دل کی بھلائی کے ساتھ کرو۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۸۳)

جہنم کی آگ سے حجاب

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہوکر قربانی کی وہ قربانی جہنم کی آگ سے حجاب (روک) ہوجائے گی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ سوم، ص:۴۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قربانی بظاہر ایک جانور کو خدائے تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دینے کا نام ہے لیکن یاد رکھیں کہ قربانی کا مقصد محض جانوروں کو ذبح کر دینا نہیں بلکہ در

حقیقت قربانی کی روح یہ ہے کہ بندے ایک خاص فدا کارانہ جذبۂ اخلاص سے اپنے دل و دماغ کو منور کرکے اپنے اندر ایثار و فداکاری، ایمانداری و نکوکاری، تقویٰ و پرہیزگاری کا کمال پیدا کریں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بالکل واضح لفظوں میں قربانی کا مقصد بیان ہوا: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (ترجمہ) ہرگز ہرگز خدا کے دربار میں نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اور نکوکاری ہے جو دربار خدا میں باریاب ہوجاتی ہے۔ (سورۂ حج، آیت:۳۷)

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں یہ فرمایا گیا ''خوش دلی کے ساتھ طلبِ ثواب کے لیے'' لہٰذا پتہ چلا کہ قربانی اسی وقت ہمیں سودمند ہوگی جب ہم اسے خلوص نیت کے ساتھ کریں کیوں کہ ہر عمل کی طرح قربانی کے لیے بھی جذبۂ اخلاص شرط ہے۔

جنت کی سواری

ایک صاحب کی عادت تھی کہ ایامِ قربانی میں بکرے کی قیمت خیرات کر دیتے تھے اور یہ کہتے کہ قربانی مجھ پر واجب ہے مگر ایک جاندار کو بے جان کرنا کیا ضروری ہے، ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوکر جنت کی جانب جا رہے ہیں، وہ صاحب پیدل کھڑے ہیں۔ آخر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ ان لوگوں نے دنیا میں کون سا ایسا عمل خیر کیا ہے کہ جس کے عوض میں آج یہ نعمت و سعادت انہیں حاصل ہوئی ہے؟ جواب ملا کہ ان لوگوں نے راہِ خدا میں جو قربانیاں کی ہیں وہ قربانیاں آج ان کی سواریاں ہوئی ہیں۔ جب چونک کر خواب سے بیدار ہوئے تو توبہ واستغفار کیا اور زندگی بھر قربانی کرتے رہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس واقعہ سے بالکل واضح ہے کہ قربانی کے دن قربانی ہی کرنا ضروری ہے نہ کہ صدقہ نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ کل بروزِ قیامت قربانی کے

جانور قربانی کرنے والے مومنین ومومنات کے لیے سواری ہوں گے جن پر وہ سوار ہو کر جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور جو قربانی نہ کرے اسے اس سعادت سے محرومی ہوگی۔

حضور ﷺ نے قربانی کی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن سینگ والے چتکبرے خصی کیے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا، جب آپ نے ان کو قبلہ رُو لٹا دیا تو فرمایا: **اِنّـِیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ**" (ترجمہ) میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا جس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا، دین حنیف پر چلتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے جو ساری کائنات کا پالنہار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں اس کے سامنے گردن جھکانے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیرے لیے اور تجھ ہی سے ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت کی جانب سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ سب سے بڑا ہے) پھر ذبح فرمایا۔ (ابوداؤد شریف، حصہ سوم، ص: ۹۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطف وکرم کو دیکھو کہ آپ نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی لہٰذا قربانی کرنے والے مومنین و مومنات سے اگر ہو سکے تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے بھی قربانی کریں کہ یہ نہایت عظیم سعادت ہے۔

بعض جگہوں پر دیکھا گیا کہ مالکِ نصاب نے اپنی طرف سے قربانی نہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کی، یہ درست نہیں بلکہ مالکِ نصاب پہلے اپنی طرف سے کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنے کے لیے دوسرے جانور کا انتظام کرے۔

حضرتِ علی کی قربانی

ترمذی میں حضرتِ احنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(سنن ترمذی، حصہ سوم، ص: ۹۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیثِ پاک سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے مرحومین کے نام سے اگر قربانی کی جائے تو اللہ عزوجل اس کا ثواب انہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ہم میں سے جو کوئی صاحبِ استطاعت ہے اسے چاہیے کہ اپنے مرحومین کے نام سے بھی قربانی کرے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم میں سے ہر مالک نصاب کو اپنے نام سے، اپنے مرحوم والدین کے نام سے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے قربانی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

تیسری فصل

قربانی کے مسائل

شریعت مطہرہ نے تمام عبادت ومعاملات کے لیے اصول وضوابط مرتب فرمائے ہیں ان کی روشنی میں ان عبادات ومعاملات کی ادائیگی کی جائے تبھی ان کی صحیح ادائیگی ممکن ہے اور اگر ان کے خلاف ادا ہوں تو صحیح ادائیگی ممکن نہیں۔ اس لیے قربانی کرنے سے پہلے قربانی کے اصول وضوابط کا جاننا بھی نہایت ہی ضروری ہے تا کہ ان کی روشنی میں صحیح طور پر قربانی کی جاسکے۔

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہوجائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے۔

۱۔ اسلام یعنی مسلمان ہونا۔ لہٰذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

۲۔ اقامت یعنی مقیم ہونا۔ لہٰذا مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۳۔ تونگری یعنی مالکِ نصاب ہونا۔ تونگری کا یہ مطلب نہیں کہ بہت مالدار ہو، اس پر

زکوٰۃ فرض ہو بلکہ جو مرد یا عورت ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو یا حاجتِ اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، وہ غنی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے ایسے سامان جن کی حاجت ہو، سواری، خادم، ٹھنڈی یا گرمی میں پہننے کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ وغیرہ ہیں۔

حاجت اصلیہ کے سوا اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کا سامان بھی ہے، جیسے ٹی۔وی، ریڈیو، زیورات، ایسے برتن جن کا استعمال نہیں ہوتا صرف سجانے کی نیت سے رکھے گئے ہیں تو ایسے مرد وخواتین پر قربانی واجب ہے۔ ہاں جس پر قرض ہے اگر اس کے مال سے قرض کی مقدار تک الگ کریں تو بقیہ مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

۴۔ حریت یعنی آزاد ہونا۔ لہٰذا غلام پر قربانی واجب نہیں۔

نوٹ: مرد ہونا قربانی کے لیے شرط نہیں بلکہ عورت بھی اگر تونگر (مالک نصاب) ہو تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ ہماری اکثر مائیں اور بہنیں اس سے غافل ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ قربانی صرف مردوں پر واجب ہے یا یہ سمجھتی ہیں کہ گھر میں جو سب سے عمر دراز ہے صرف اس پر قربانی واجب ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے، اگر گھر میں پندرہ لوگ ہیں اور سب مالک نصاب ہیں تو سب پر قربانی واجب ہوگی خواہ بیٹیاں یا بہوئیں ہی ہوں۔

قربانی کے جانور

چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ (۱) دنبہ (۲) بکرا (۳) گائے (۴) اونٹ۔ اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیوں کہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے

ہے اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں۔ دنبے کی مادہ، بکری، بیل، بھینسا وغیرہ کی قربانی بھی جائز ہے، مذکر یا مونث کی کوئی تخصیص نہیں۔ البتہ دنبہ اور بکرا بکری وغیرہ میں صرف ایک نام اور بیل، بھینس، گائے وغیرہ میں سات نام کی قربانی ہوسکتی ہے۔

عیب نہ ہو

اے خاتون جنت کی کنیزو! جس جانور کی قربانی ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں اس جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے کیوں کہ اس جانور کو ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطور تحفہ پیش کر رہی ہیں اور کسی عیب دار چیز کو تحفہ میں نہیں پیش کیا جاتا اور وہ بھی اس کی بارگاہ میں جو ساری کائنات کا رب اور پالنہارِ حقیقی ہے۔ لہٰذا قربانی کرنے سے پہلے ہمیں اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ جس جانور کی قربانی کی جا رہی ہے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

جن عیوب سے جانور کا پاک ہونا ضروری ہے اس کا ذکر مندرجہ ذیل روایت میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: قربانی کے جانوروں کا کن چیزوں سے پاک ہونا ضروری ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: چار چیزوں سے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو
۲۔ کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو
۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو
۴۔ اتنا لاغر کہ اس کی ہڈی سے گودا نہ نکل سکے۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ اول، ص:۴۶۱)

قربانی کا گوشت اور چمڑا

اے خاتون جنت کی کنیزو! قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتی ہیں اور دوسروں کو بھی دے سکتی ہیں خواہ وہ مال دار ہوں یا فقیر بلکہ جس کے نام سے قربانی ہوئی ہے اسے اس میں کچھ کھانا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ فقیروں کے لیے، ایک حصہ دوست واحباب اور رشتے داروں کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے۔ نیز کل گوشت صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی کے لیے رکھ لینا بھی جائز ہے۔ بعض خواتین میں یہ بات مشہور ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا جائز نہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ جس کے اہل وعیال کثیر ہوں اور وہ صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچّوں کے لیے رکھ چھوڑے۔ (بہار شریعت)

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دیں، کیوں کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ بعض فقہا نے جو دینے کو جائز کہا ہے وہ ذمی کافر کے لیے ہے اور یہاں کوئی ذمی یا مستأمن نہیں۔

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت خود بھی کھانا جائز نہیں اور مال داروں کو کھلانا بھی جائز نہیں بلکہ پورا گوشت صدقہ کرنا ہوگا، مال دار سے مراد وہ ہیں جن پر قربانی واجب ہے۔ کسی نے میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت خود اس کے لیے بھی کھانا جائز ہے، دوست واحباب کو دینا بھی درست ہے اور فقیروں کو بھی دے سکتی ہیں، سارا گوشت فقیروں ہی کو دینا ضروری نہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی تھی تو اس میں سے نہ کھائیں بلکہ کل گوشت صدقہ کردیں۔ (بہار شریعت)

قربانی کے جانور کا چمڑا اور اس کی جھول، رسی، گلے کا ہار وغیرہ سب صدقہ کردیں۔ اگر روپے، پیسے کے بدلے قربانی کی کھال فروخت کریں تو ان روپیوں پیسوں کا صدقہ کر دیں، مدارس دینیہ یا فقرا پر صدقہ کرنے کے لیے قربانی کی کھال بیچنا بھی جائز ہے۔ قربانی کے گوشت یا چمڑے کو بہ طور اجرت قصاب کو دینا جائز نہیں۔ قربانی کی کھال تعمیر مسجد کے لیے

بھی دے سکتی ہیں کہ اس میں تملیکِ فقیر شرط نہیں۔ مشترک جانور ہو یعنی ایک بڑے جانور میں سات حصے قربانی کی گئی تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض اندازے اور تخمینے سے تقسیم نہ کریں۔ (کتبِ فقہ)

قربانی کے متفرق مسائل

مسئلہ: جس کے نام سے قربانی ہونے والی ہے اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک ناخن وغیرہ نہ تراشے۔

مسئلہ: مسافرہ پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتی ہے، ثواب پائے گی۔ حج کرنے والی اگر مسافرہ ہو یعنی مکۂ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہو یعنی چودہ دن یا اس سے کم قیام کا ارادہ ہو تو واجب ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں پایا جانا قربانی واجب ہونے کے لیے کافی ہے۔ مثلاً ایک عورت ابتدائے وقت میں کافرہ تھی پھر مسلمان ہو گئی اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے جب کہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں۔ اسی طرح اگر اولِ وقت میں مسافرہ تھی اور وقت ختم ہونے سے پہلے مقیم ہو گئی تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: جو مرد یا عورت دو سو درہم یا بیس دینار کے مالک ہوں یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کے مالک ہوں جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہیں اور ان پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو، سواری کے جانور، خادم اور پہننے کے کپڑے ہیں، ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ

حاجت سے زائد ہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بجائے قربانی اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی، یہ ناکافی ہے۔ اس میں نیابت ہو سکتی ہے یعنی خود قربانی کرنا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کر دی یہ ہو سکتا ہے۔ البتہ کسی کی اجازت کے بغیر اگر کسی نے اس کے نام سے قربانی کر دی تو واجب ادا نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہو سکتا ہے کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے اور کہہ دے کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا اس لیے کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبحِ صادق سے بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے، یعنی تین دن دو راتیں اور ان دنوں کو ایامِ نحر کہتے ہیں۔

(بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایامِ نحر میں داخل ہیں، ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہے تو پہلی جگہ نماز ہو جانے کے بعد قربانی جائز ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عیدگاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہو گئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ

بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آ گئی اب یہ چاہیں ہے کہ سالِ گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرلیں تو ایسا نہیں ہوسکتا، بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کریں۔ (بہارِ شریعت)

چوتھی فصل

عقیقہ کے فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہمارے پیٹ میں داخل ہونے والا ہر لقمہ اللہ کی نعمت ہے، ہمارے بدن میں دوڑنے والے خون کا ہر ایک قطرہ اللہ کی عطا کردہ بیش بہا نعمت ہے، ہمارے والدین، بھائی، بہن، بیٹے، بیٹیاں تمام اللہ عزوجل کی نعمتیں ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کی قدر کریں نیز ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں۔ ہمارے اسلافِ کرام نے شکر کے کئی طریقے بیان کیے ہیں، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے کہ شکر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قلب سے، وہ یہ کہ دل سے یہ مانا جائے کہ یہ نعمتیں صرف اسی کی عطا کردہ ہیں۔ (۲) زبان سے، وہ یہ کہ نعمت عطا کرنے والے کی تعریف اور مدح وثنا کی جائے۔ (۳) اعضا سے، یہ کہ منعم (احسان کرنے والے) کے آگے عجز ونیاز سے پیش آیا جائے۔ (تفسیر روح البیان، جلد پنجم، ص: ۵۲۵)

عقیقہ کرنا بھی اللہ عزوجل کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت یعنی اولاد پر شکر ادا کرنے کی تیسری قسم میں داخل ہے۔

عقیقہ کیا ہے؟

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، احناف کے نزدیک عقیقہ مباح ومستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کے سنت ہونے سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کردیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

عقیقہ کب ہو؟

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص: ۱۰۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشو ونما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اولاد ماں باپ کے لیے ایک عظیم نعمت ہوتی ہے، اولاد سے والدین کی بے شمار امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، والدین کے بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کے لیے سہارا ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود عقیقہ نہ کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسے اولاد سے مکمل طور پر فائدہ نہیں مل سکے گا۔ نیز اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

عقیقہ کیسے کیا جائے؟

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے، اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، یہ غلط ہے۔ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے اور بالوں کو وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے اور اگر لڑکا ہو تو پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی ہو تو ایک بکرا ذبح کیا جائے۔ عقیقہ کے حوالے سے بھی متعدد احادیث موجود ہیں، جن میں سے ہم چند احادیث کا ذکر کر رہے ہیں تا کہ ان کو پڑھ کر آپ ایک عظیم سنت یعنی عقیقہ کے فضائل و برکات سے آگاہ ہوں اور اس سنت پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

خون بہاؤ

حضرتِ سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، اس کے ساتھ خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو یعنی اس کا سر منڈوادو۔

(بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص:۴۸)

حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہو یا مادہ۔ (ابوداؤد شریف، حصہ سوم، ص:۱۰۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا پہلی حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ پیدا ہونے والے بچے کے لیے جانور کو ذبح کیا جائے گا اور دوسری حدیث میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو ذبح کیا جائے گا

نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ خواہ بکرا ذبح کیا جائے یا بکری دونوں جائز ہیں۔ مگر لڑکے کے لیے دو ہوں اور لڑکی کے لیے ایک، لیکن اگر کسی نے لڑکے کے لیے ایک بکرے یا مینڈھے کو ذبح کیا تو وہ بھی کافی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔ (سنن ابوداؤد، حصہ سوم، ص:۱۰۷) لیکن دو بکروں یا مینڈھوں کو ذبح کرنا بہتر ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے۔ (سنن نسائی، حصہ ہفتم، ص:۱۶۵)

حضور ﷺ نے عقیقہ فرمایا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رہبر و رہنما بنا کر بھیجے گئے، آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا دارین میں فلاح ونجاح کا سبب ہے۔ آپ نے خود عقیقہ فرما کر قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ وہ بھی عقیقہ کریں۔ چنانچہ ترمذی شریف میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ! اس کا سر منڈوادو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو ہم نے بالوں کو وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔ (سنن ترمذی، حصہ چہارم، ص:۹۹)

زمانۂ جاہلیت کا عقیقہ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا، اب جب اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈواتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ (ابوداؤد شریف، حصہ سوم، ص:۱۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جس نے دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی ساری باطل رسموں کو ختم کر کے اپنا پاکیزہ قانون عطا فرمایا۔ اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں جو رسم تھی کہ بکرے کے خون کو بچے کے سر پر پوت دیا جاتا تھا، بانیِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بھی خاتمہ فرمادیا اور اس کی جگہ پر زعفران لگانے کا حکم فرمادیا۔

بعض جگہوں پر بچے کی پیدائش کے موقع پر چھٹی منائی جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے خرافات ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بعض جگہوں پر باقاعدہ ناچ گانے کا اہتمام ہوتا ہے، سیکڑوں لوگوں کی پارٹی اور رقص وسرود کی محفل قائم کی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت یعنی عقیقہ کو ترک کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے اور بچی کی پیدائش کے ساتویں دن ایک بکرا ذبح کیا جائے، اس کو اپنے عزیز واقارب، اپنے دوست واحباب میں تقسیم کیا جائے نیز اس مبارک و مسعود گھڑی میں فقیروں کو بھی اس گوشت سے ایک حصہ دیا جائے۔

عقیقہ کے مسائل

مسئلہ: گائے کی قربانی ہوئی تو اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا کہ قربانی کے لیے ہوتا ہے، اس کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب، دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت ودعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: بعض کا یہ قول ہے کہ سری، پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ فقرا کا، ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے استعمال میں لائیں یا مساکین کو دیں یا کسی اور نیک کام، مسجد یا مدرسہ میں صرف کریں۔ (بہارِ شریعت)

☆☆☆

پانچواں حصہ

معاملات

حقوق العباد کی بھی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور مذہب اسلام نے اس کے لیے بھی نہایت ہی جامع اصول وضوابط مرتب

کیے ہیں۔حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق
العباد کی جانکاری بھی بہت ضروری ہے۔

پہلا باب

نکاح کے فضائل و مسائل

اے خاتون جنت کی کنیزو! نکاح کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔خود حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح فرمائے اور اپنے ماننے والوں کو اس کی تاکید فرمائی۔نکاح انسان کو متعدد برائیوں سے بچالیتا ہے، نکاح ایمان کو مکمل کردیتا ہے، نکاح نگاہوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے، نکاح اطمینان قلب کا ذریعہ ہے، نکاح زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔آج ہمارے معاشرے میں نکاح کا مطلب صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک عورت کا ایک مرد کے ساتھ عقد ہوجائے، چندلوگوں کو جمع کرکے کھانا کھلا کر ان سے مبارک باد لے لی جائے اور اپنی لخت جگر کو اس کے سسرال کی طرف رخصت کردیا جائے۔اسلام نے

نکاح کا ایک عظیم تصور پیش کیا ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ ایک صالح معاشرے کی تشکیل نکاح پر منحصر ہے۔اگلے صفحات میں نکاح کے فضائل اور اسلام میں نکاح کی جو اہمیت ہے اسے بہ غور ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی فصل

نکاح کی شرعی حیثیت

نکاح کا معنٰی

نکاح کا لغوی معنی ہے ''جذب ہونا، ایک شی کا دوسری شی سے مل جانا'' اور اصطلاح شرع میں نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا ہو کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہوجائے۔

نکاح کس عمر میں ہو؟

حضرت ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہوجائے تو اس کا نکاح کردے اور اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ ہی پر اس کا گناہ ہوگا۔

(مشکوۃ المصابیح، حصہ دوم، ص:۹۳۹)

حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توریت شریف میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہوگا یعنی باپ پر۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ یازدہم، ص:۱۳۹)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بہت قیمتی نصیحتیں موجود ہیں۔ پہلی نصیحت یہ فرمائی گئی کہ تم میں سے کسی کے یہاں اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے۔ بچوں اور بچیوں کا اچھا نام رکھنا ماں باپ کی ایک اہم ذمے داری ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد شریف، حصہ سوم، ص:۳۴۱)

بُرا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت ناپسند تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ"۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۳۵)

دوسری نصیحت اولاد کو ادب سکھانے کے بارے میں ہے۔ ادب انسان کے لیے زینت ہے، پسندیدہ اعمال اور بلند اخلاق یہ سب ادب کے ذیل میں آتے ہیں، فرائض کا اہتمام اور ممنوعات سے بچنا آدابِ عبودیت میں سے ہے۔ یوں ہی انسانوں کے ساتھ اس طرح پیش آنا کہ انہیں تکلیف نہ ہو یہ آداب معاشرت میں سے ہے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہماری مائیں اور بہنیں اپنی اولاد کو انگریزوں اور ہیرو اور ہیروئنوں کے طریقے سکھاتی ہیں اور جب وہ انہیں کی طرح اسٹائل کرتے ہیں تو اس پر انہیں بڑا فخر محسوس ہوتا ہے اور اس سے بہت خوش ہوتی ہیں۔ اس کا انجام سنتی چلیں کہ یہی اولاد آپ کے بڑھاپے میں انہیں انگریزوں کے اسٹائل میں آپ کو جھڑکے گی اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کی نماز

جنازہ بھی یہ صحیح طور پر نہیں پڑھ سکے گی اور آپ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کی بھی انہیں توفیق نہیں ہوگی۔ اگر آپ نے اسے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ کار سکھایا اور سنتوں کی پابندی کا درس دیا تو ان شاء اللہ آپ کی اولاد آپ کے لیے بخشش اور نجات کا ذریعہ بنے گی اور ان کو ادب سکھانے کے بدلے میں اللہ عزوجل آپ کو کرامت سے نوازے گا۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی گئی کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو ان کا نکاح کر دیا جائے۔ آج کل اس نصیحت سے بہت غفلت برتی جارہی ہے، انگریزی پڑھانے اور بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرانے کے شوق میں ہم نے اس نصیحت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ مگر نکاح تاخیر سے ہونے پر جو برائیاں جنم لے رہی ہیں اس سے کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان انکار نہیں کرسکتا۔

حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس کا نکاح نہ کیا گیا اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔ بارہ سال کی عمر میں بچیاں عام طور پر بالغ ہو جاتی ہیں اس لیے اس عمر کا ذکر کیا گیا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ یازدہم، ص:۱۳۹)

نکاح کے مقاصد

نکاح کرنا عبادت ہے بہ شرطیکہ نیت اچھی ہو اور رسول رحمت فخر انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنّت پر عمل کرنا مقصود ہو۔ قرآن پاک کی آیات مقدسہ میں نکاح کے مقاصد کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس تعلق سے چند آیات ملاحظہ کریں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَتَفَكَّرُوْنَ. (ترجمہ) اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔ (سورۂ روم، آیت:۲۱)

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری قدس سرہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''زندگی کی شاہ راہ بڑی کٹھن ہے، قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں، ہجوم مصائب ہے، غموں کے اندھیرے ہیں، ناکامیوں کے چرکے اور مایوسیوں کی وحشتیں ہیں۔ اس کے باوجود حکم یہ ہے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور اس کی مخلوق پر بھی ابرِ رحمت بن کر برسو، قعرِ دریا میں تختہ بند بھی کر دیا گیا ہے اور ''دامن تر مکن ہوشیار باش'' کا فرمان واجب الاذعان بھی سنا دیا گیا ہے۔

یہ طولِ سفر یہ نشیب وفراز
مسافر کہاں تک سنبھلتا رہے

لیکن اس کریم نے انسان کے شکستہ حوصلوں کو بلند رکھنے کے لیے، اس کے ڈگمگاتے قدموں کو ثبات بخشنے کے لیے، آلام ومصائب سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اسی کی جنس سے بیوی کی صورت میں اسے ایک رفیق سفر بھی عطا کر دیا۔ جنسی یگانگت کے علاوہ دونوں کے دلوں کو محبت اور رحمت کے پاکیزہ اور پختہ تعلقات سے جوڑ دیا ہے۔ یہ سنگت صرف ان دنوں تک محدود نہیں جب صحت وشباب کا آفتاب چمک رہا ہو، جب حالات سازگار ہوں اور بخت بیدار ہو بلکہ محبت وپیار اور شفقت وہم دردی کا یہ رشتہ کسی صورت میں نہیں ٹوٹتا، غموں کے اندھیرے جیسے جیسے گہرے ہوتے جاتے ہیں، محبت کی یہ شمع زیادہ نور افشانی کرنے لگتی ہے۔ جب حالات ناسازگار ہوں اس کی رفاقت میں مزید پختگی آ جاتی ہے۔ نیز ان کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔

دونوں کی حسرتوں، آرزوؤں، اُمنگوں اور خوشیوں کی تکمیل کا راز ایک دوسرے سے وابستہ رہنے میں ہے۔

خود سوچئے! اگر محبت کا چراغ زندگی کی اس کٹھن راہ کو روشن نہ کرتا اور رحمت کا جذبہ ایک دوسرے کی دست گیری نہ کرتا تو اس سفر حیات کا انجام کتنا حسرت ناک ہوتا؟ تو ہزار جان قربان ہو اس خالقِ کریم پر جس نے مرد کی جنس سے عورت کو پیدا کیا اور پھر انہیں محبت اور رحمت کے رشتوں میں یوں پرو دیا کہ علاحدگی کا تصور تک پریشان کر دیتا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن، ج:۳، ص:۵۶۸)

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا. (ترجمہ) وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔ (سورۂ اعراف، آیت:۱۸۹)

قرآن پاک میں ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا. (ترجمہ) اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے۔ (سورۂ فاطر، آیت:۱۱)

ایک مقام پر ارشاد ہوا: فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا. (ترجمہ) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے۔ (سورۂ شوریٰ، آیت:۱۱)

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ زوجیت قدرتِ الٰہیہ کا شاہکار ہے۔ خالق انسان رب تبارک وتعالیٰ یہ پسند نہیں فرماتا کہ کوئی بے زوج رہے، تنہا رہے، اسی لیے رب تعالیٰ نے اول البشر سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنہا نہ رہنے دیا بلکہ ان کے بعد سب سے پہلے حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا فرمایا اور جب انسان نے اس زمین

پرقدم رکھا تو وہ دو قدم نہیں، چار قدم تھا، تنہا نہیں، زوج تھا اور جنت سے آنے والا انسان جب جنت میں جائے گا تو وہاں بھی جوڑا ہی ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰكِهُوۡنَ ۚ هُمۡ وَ اَزۡوَاجُهُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ. (ترجمہ) بے شک جنت والے آج دل کے بہلاؤوں میں چین کرتے ہیں وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں، تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے۔ (سورۂ یٰسین، آیت: ۵۵-۵۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان آیتوں سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جوڑی بنا کر ہمیں پیدا فرمایا اور اس کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا تا کہ مرد عورت سے سکون حاصل کرے۔ یقیناً جب ایک مرد دن بھر کا تھکا ماندا پریشان حال گھر واپس ہوتا ہے اور اس کی بیوی مسکرا کر اس کا استقبال کرتی ہے تو اسے سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہو جاتی ہے اور دن بھر کی تکان بھول جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آپ کے شوہر کو آپ کی گفتگو اور آپ کے طرز زندگی سے سکون ملے۔ آپ نے ان گھروں کا حال دیکھا ہوگا جن میں بیویوں اور شوہروں کے جھگڑے ہوتے ہیں، وہ گھر جہنم نما بن جاتا ہے۔ اس لیے بیویوں پر ضروری ہے کہ کچھ نرمی اختیار کر کے اپنے گھروں کو جہنم بننے سے بچائیں، اس لیے کہ جھگڑوں کا بُرا اثر بچوں پر بھی پڑتا ہے۔

احادیث میں مقاصد نکاح

یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ نکاح اس لیے کرنا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنَّت پر عمل ہو جائے عبادت ہے۔ اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ عزوجل کے پیارے رسول مدنی تاجدار کونین کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کے مقاصد کو واضح لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) سنت رسول کی نیت سے نکاح کیا جائے۔

حدیث پاک میں ہے: مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ وَ مِنْ سُنَّتِیْ اَلنِّكَاحُ. (ترجمہ) جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے میری سُنَّت پر عمل کرنا چاہیے، نکاح کرنا میری سُنَّت ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ہفتم، ص: ۳۳۶)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ. (ترجمہ) جو میری سُنَّت سے اعراض کرے، وہ میرے طریقے پر نہیں۔ (بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص: ۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سُنَّت قرار دیا ہے اور نکاح کرنے پر ترغیب اور نہ کرنے پر تہدید بھی سنائی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نکاح ادائے سنت کی نیت سے کیا جائے۔

(۲) نسل انسانی کی افزائش کی نیت سے نکاح کیا جائے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ. محبت کرنے والی، بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو کیوں کہ میں تمہاری کثرت تعداد کے باعث (بروز قیامت) دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد شریف، حصہ دوم، ص: ۲۲۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج دنیا ''ہم دو ہمارے دو'' کے نعرے لگا رہی ہے، جس کے لیے انہیں طرح طرح کی دواؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے جو صحت کے لیے مضر، مال اور جسم کی قوت کو برباد کرنے والی اور نسل کشی کرنے والی ہوتی ہیں، بلکہ بارہا ان دواؤں کے استعمال سے انسانوں کے اندر سے بچہ پیدا کرنے کی قوت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی کثرت پر قیامت کے دن فخر فرمائیں گے۔ اس لیے ہمیں نکاح میں یہ نیت بھی کرنی چاہیے کہ جتنے بچوں کی پرورش ہم سے

اچھی طرح ہوسکے گی ہماری اتنی اولاد ہو۔اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں دنیا والوں کے مکروفریب سے بچائے،ہمیں نیک صالح اولاد عطا فرمائے اور ان کی بہترین طریقے پر تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبت کے لیے نکاح سب سے اچھا طریقہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَمْ تُرَ لِلْمُتَحَابِّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ. (ترجمہ) یعنی محبت کرنے والوں کے لیے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز تم نے نہیں دیکھی۔

(ابن ماجہ شریف، حصہ اول، ص:۵۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غور کیجیے کہ نکاح سے پہلے تک دو ایسی جانیں جو ایک دوسرے کو جانتی نہ تھیں، کس خاندان کا مرد اور کس خاندان کی عورت، ایک عربی ایک عجمی، ایک ایشیائی ایک افریقی، جب شرعی نکاح ہو جاتا ہے تو دونوں کے اندر ایک دوسرے پر نثار ہونے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور الفت ومحبت وہ رنگ لاتی ہے کہ زندگی بھر ساتھ نہیں چھوٹتا۔ نکاح کے ذریعہ جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ لمحاتی اور وقتی نہیں بلکہ دائمی ہوتا ہے۔

یہاں ایک بات اور عرض کردوں کہ آج ہمارے معاشرے میں لومیرج (Love Marriage) کی طرف نوجوان طبقے کا زیادہ رجحان ہے اور اس کی وجہ فلمیں اور سیریلس کا دیکھنا ہے۔آپ نے خود اندازہ کیا ہوگا کہ محبت سے ہونے والی شادیاں اکثر ناکام ہوتی ہیں۔اس لیے کہ نکاح سے پہلے ہی آپس میں بڑی بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے، آپس میں طرح طرح کے وعدے، بڑی بڑی باتیں ہوتی رہتی ہیں، پھر نکاح کے بعد وہ بے تکلفی مرد کو محکوم اور عورت کو حاکم بنا دیتی ہے، جس کے نتیجے میں نکاح کے ایک دو مہینے بعد ہی سے آپسی جھگڑے اور نوک جھونک کی نوبت آجاتی ہے اور پھر اخیر میں طلاق اور چھٹی چھٹا والا معاملہ دیکھنے کو ملتا

ہے۔اسی طرح آج یہ بھی ماحول ہو گیا ہے منگنی کے بعد لڑکا لڑکی موبائل پر روزانہ گھنٹوں گفتگو کرتے ہیں اور والدین اسے بالکل معیوب نہیں سمجھتے جب کہ اس کے نتیجے میں بھی دونوں کے مابین بڑی بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بھی شادی سے پہلے خساروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک رواج جو ہمارے معاشرے میں پھیلتا جارہا ہے وہ ہے منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی کا میل جول شروع ہو جانا، آج کے ماڈرن طبقے کا یہ کہنا ہے کہ اس سے آپس میں انڈراسٹینڈنگ (Understanding) پیدا ہوگی۔اس کے نقصانات سے بھی ہم بہ خوبی واقف ہیں کہ بہت سے نوجوان اپنی منگیتروں کو شادی سے پہلے ہی ہوس کا نشانہ بنا لیتے ہیں اور جب ان کا جی بھر جاتا ہے تو منگنی توڑ دیتے ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام پر عمل کیا جائے اور مناسب عمر میں بچوں اور بچیوں کا نکاح کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی حفاظت کرسکیں اور ماڈرن معاشرہ میں جو برائیاں پھیلتی جارہی ہیں کم از کم اپنے گھروں کو اس سے محفوظ رکھا جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نکاح کے فوائد ایک نظر میں

نکاح کے بہت سے فوائد ہیں یہاں مختصراً کچھ ذکر کیے جارہے ہیں:

☆ نکاح سے نظروں کی حفاظت ہوتی ہے، پاک دامنی میسر آتی ہے اور گناہوں سے بہت حد تک بچا جاسکتا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے رسولِ گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک عظیم سُنّت ادا ہو جاتی ہے۔

☆ نیک اولاد دنیا وآخرت دونوں میں کام آئے گی۔

☆ نکاح کے ذریعہ جو اولاد ہوگی اس کی اچھی تربیت کر کے دین وملت کے استحکام کے لیے ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ اولاد کی وجہ سے رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس حصے پر عمل کا موقع ملتا ہے جس کا تعلق اولاد سے ہے۔

☆ انسان جب بوڑھا، لاغر وکمزور ہو جاتا ہے ایسے موقع پر اولاد سہارا بنتی ہے۔

☆ بچوں کی کفالت کی ذمے داری کے سبب انسان کے دل میں زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ اگر اولاد صغرسنی میں فوت ہو جائے تو ماں باپ کی شفاعت کرے گی۔

(ملخصاً از شرح مسلم، جلد سوم، ص: ۶۷۷، ناشر: برکات رضا، پوربندر)

نکاح ایک بامقصد تعلق

فرمان الٰہی ہے: نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ o

(ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب، بشارت دو ایمان والوں کو۔ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۲۳)

اس آیت کریمہ میں اسلامی ازدواج کا سارا فلسفہ سمیٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ شادی کا مقصد صرف لذت طلبی نہیں بلکہ حصول اولاد ہے۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن ''وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ'' کے تحت فرماتے ہیں: بڑا جامع فقرہ ہے اور بڑے وسیع مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ان لذتوں میں ہی نہ کھو جاؤ بلکہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے نیک اعمال کا توشہ جمع کرتے رہو۔ نیز شادی سے اولاد

طلب کرو تاکہ اس کی وجہ سے تمہارا نام باقی رہے اور ان کے اعمال صالحہ سے تمہارے مرجانے کے بعد بھی تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے۔ اگر تم لذت طلبی میں رہی عمر برباد کر کے دنیا سے چل دیے تو تمہارا نام تک مٹ جائے گا اور اگر اولاد ہوئی اور اس کی تم نے صحیح تربیت نہ کی، ان کے اخلاق اور سیرت کو اسلامی سانچے میں نہ ڈھالا، وہ جاہل، بدعمل، بدکار بن گئے تو تمہیں یاد تو کیا جائے گا لیکن ایسی برائی کے ساتھ کہ اس سے تمہیں اگر یاد نہ کیا جاتا تو ہزار بار بہتر تھا۔ یہ سارے مطالب (قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ) میں بیان فرما دیے گئے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج: ۱، ص: ۱۵۳، ۱۵۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نکاح کا تصور اسلام میں ایک پاک نسبت اور ایک عظیم سنت کی حیثیت سے ہے لیکن آج ہمارے درمیان رائج غلط رسموں نے نکاح کے اس تصور کو ہمارے ذہن ودماغ سے نکال دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اپنے معاشرے سے ان غلط رسموں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں اور جس مقصد کے لیے شریعت مطہرہ نے نکاح رائج فرمایا ہے اسی مقصد کو پیش نظر رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح اپنے معاشرے کی اصلاح کرنے اور غلط رسم ورواج سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مہر فاطمی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں (مہر کے لیے) کیا بیچوں اپنا گھوڑا یا زرہ؟ آپ نے فرمایا: تم اپنا زرہ بیچ دو، تو میں نے بارہ اوقیہ میں اسے بیچ دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مہر میں دے دیا۔ (مسند ابی یعلیٰ، حصہ اول، ص: ۳۶۲)

سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ دام ظلہٗ کی تحقیق کی روشنی میں

بارہ اوقیہ کی مقدار اس زمانے کے اعتبار سے ایک کلو آٹھ سو چوسٹھ گرام چاندی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ دو سو روپے ہوں گے لیکن فقہاے احناف نے مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم بیان فرمائی ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب بدایۃ المبتدی (حصہ اول،ص:۶۱) میں ہے: وَ اَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ. (ترجمہ) مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے۔

دس درہم اس دور کے اعتبار سے تقریباً اکیس سو روپے (۲۱۰۰) ہوں گے۔ نکاح میں مہر کی حیثیت و اہمیت سے ہم بہ خوبی واقف ہیں اس لیے مہر کی تعیین میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ شریعت مطہرہ نے جو مقدار متعین کی ہے اس کی مکمل رعایت کی جائے۔ مزید تفصیلات کے کے لیے فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

☆☆☆

دوسری فصل

شادی کی غلط رسمیں

اسلام میں نکاح بہت آسان ہے، لڑکا اور لڑکی چار گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں نکاح ہو گیا مگر بے جا رسوم و رواج کی پابندیوں اور ان کی رعایت کی وجہ سے آج اس سنت کو بہت مشکل بنا دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے نت نئی برائیاں جنم لے رہی ہیں اور لوگ گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

شادی میں ٹال مٹول

لڑکی جوان ہے مناسب رشتہ بھی مل رہا ہے لیکن رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں۔ لڑکی کی شادی کر کے اس کے ہاتھ پیلے کر کے اس بوجھ سے سبکدوش ہو جائیں اور فتنوں کا دروازہ بند ہو، اب خاندانی رسم و رواج کی ادائیگی کی بڑی فکر کی جاتی ہے اور ہر کسی کا یہ نظریہ ہے کہ رج گج سے شادی ہوتا کہ معاشرے میں نام پیدا ہو کہ فلانی نے اپنے بچے یا بچی کی شادی میں اس قدر خرچ کیا تھا، بھلے شادی کرتے کرتے والدین قرض تلے دب جائیں اور انہیں ان رسم و رواج کو ادا کرنے کے لیے پیسے جمع کرنے کی خاطر در در

کی ٹھوکریں کھانی پڑے یا پھر اس فکر میں برسوں گزر جاتے ہیں اور اس کا اثر خاص طور پر لڑکیوں پر پڑتا ہے کہ ان صحت بگڑ جاتی ہے، جوانی ڈھل جاتی ہے، دل بجھ جاتا ہے اور اس کے بڑے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ایسا شخص پیغام بھیجے جس کے خلق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو نکاح کر دو اگر نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہوگا۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۳۸۶)

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو (دیر نہ لگاؤ) نماز کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، عورت کے نکاح میں جب اس کا کفو ملے۔

(ترمذی شریف، حصہ اول، ص:۳۲۰)

ان دونوں حدیثوں میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب مناسب رشتہ مل جائے تو لڑکیوں کی شادی کرنے میں کسی قسم کی تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور رشتہ وہ مناسب ہے جو دین دار گھرانے کا ہو اور سُنّی صحیح العقیدہ ہوں۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنی بچیوں کے لیے پیسے والا گھرانہ تلاش کرتی ہیں، بھلے ان کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو یا پھر کسی گمراہ و بدمذہب جماعت سے ان کا تعلق ہو۔

خدارا! اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کریں اور اپنی بچیوں کے لیے ایسے رشتے تلاش کریں جن میں ان کی دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے بھلائی ہو۔

بلائے قرض

اگر واقعی حاجت ہو تو قرض لینے میں کوئی گناہ بھی نہیں بہ شرطیکہ اس کی ادائیگی بہ آسانی ہو سکے لیکن آج شادی کی غلط رسموں کی ادائیگی کے لیے بھی بڑی بڑی رقم بہ طور قرض لی جانے لگی ہے۔ ہمارا یہ نظریہ بن گیا ہے کہ اگر ہم قرض لے کر ان رسموں کو ادا نہیں کریں گی تو

خاندان کی عزت اور ہمارا نام خراب ہوگا۔

ظاہر ہے کہ مفلس کو قرض کون دے؟ پھر جب یوں نہیں ملتا تو سودی قرض لیتی ہیں جو آسانی سے دستیاب ہو تو جاتا ہے مگر جس طرح سود لینا حرام، یوں ہی دینا بھی حرام، حدیث شریف میں دونوں پر لعنت آئی، اس سودی قرض سے رسوم تو انجام پائیں گے لیکن یہ نہ سوچا کہ شریعت کی مخالفت کے ساتھ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لعنت بھی خرید لی اور اس کے نتیجے میں دنیا میں بھی بربادی، آخرت میں بھی رسوائی۔ اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائیداد ہے تو اسے سودی قرض میں بہا دیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھ دیا۔ تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا کر لے گیا۔ جائیداد نیلام ہوئی، مکان سود خوار کے قبضے میں گیا، اب در بہ در ماری ماری پھرتی ہیں، نہ کھانے کا ٹھکانہ اور نہ رہنے کی جگہ۔

اس کی مثالیں بہ کثرت ہمارے معاشرے میں ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائیدادیں سود کی نذر ہوگئیں۔ پھر قرض خواہ کے تقاضے اور اس کے تشدد آمیز لہجے سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہی ہیں مگر عبرت نہیں ہوتی، آنکھیں نہیں کھلتیں اور ہم اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتیں اور یہ بھی ذہن نشیں کر لیں کہ ان فضول خرچیوں کا وبال صرف اسی دنیا تک محدود نہیں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔

اس لیے اپنا یہ مزاج بنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے اسی میں نرم گرم کر کے اپنے بچوں اور بچیوں کا نکاح کر دیں، دنیا والے جو کہتے ہیں اسے کہنے دیں، یہ وقتی تکلیف ہوگی، چار دنوں کے بعد سب کی زبان بند ہو جائے گی اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی بھی حاصل ہوگی۔

ڈھول، تماشہ، گانا بجانا

عام طور پر جاہل گھرانوں میں رواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی اور گاتی بجاتی ہیں اور شہروں میں ڈی جے ساؤنڈ (D.J. Sound) وغیرہ کا عام رواج ہوگیا ہے۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام، پھر عورتوں کا گانا، مزید برآں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق وہجر وصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا اور بڑا عیب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی اس محفل میں شریک ہوجاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب نہیں۔ گانے بجانے کی آواز کتنی ہی دور تک جاتی ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔

نیز ایسے گانوں میں جوان کنواری لڑکیاں بھی شامل ہوتی ہیں، ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا، کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور ان کے اخلاق وعادات پر کہاں تک اس کا اثر پڑے گا، یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو یا ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔ گانے باجے کی ان تمام ناجائز وحرام رسموں میں ایک اور ناپاک وملعون رسم ہے جو بے تمیز احمق جاہل گھرانوں نے، ہندوؤں سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس میں موجود مردوں عورتوں کو لچھے دار سنانا۔ سمدھیانے کی پاک دامن عورتوں کو الفاظِ زنا سے تعبیر کرنا، کرانا، خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا عورتوں کے مجمع میں ہونا۔ ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، بے حمیت مردوں کا اس شہد پن کو جائز رکھنا، کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا۔ یہ وہ گندی مردود رسم ہے جس پر اللہ عزوجل کی سیکڑوں لعنتیں اترتی ہیں، اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کی روک تھام کا کافی انتظام نہ کرنے والے سب گنہ گار سخت گناہ گار کبیرہ گناہوں میں گرفتار اور اللہ

عزوجل کی ناراضگی کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑی فحش رسم بھی رائج ہوتی جا رہی ہے، جس کی شروعات اس طور پر ہوئی کہ پہلے عورتیں چہار دیواری کے اندر گانے لگا کر ناچا کرتی تھیں، جسے مرد چھپ چھپ کر ادھر ادھر سے دیکھا کرتے تھے، دھیرے دھیرے مرد قریب ہوتے گئے اور آج مرد وعورت گھر کے آنگن میں ایک ساتھ مل کر ناچتے ہیں، گھر اور محلے کی عورتیں اور مرد اس کا تماشہ دیکھتے ہیں اور کسی کو اس پر روک تھام لگانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ خاص کر رات جگے کی رات میں یہ خرافات زیادہ ہوتے ہیں۔

سوچنے کا مقام ہے کہ وہ غیرت مرگئی جو اپنی نوجوان بچی کو پردے اور محرم کے بغیر گھر کی چوکھٹ لانگھنے نہیں دیتی تھی، جس کی وجہ سے آج ہماری بچی ہمارے سامنے محلے کی عورتوں اور مردوں کے سامنے ناچ رہی ہے اور ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہماری بچی کے اندر یہ فن بھی موجود ہے، ہم یہ بھول جاتی ہیں کہ اس کی کمر کی لچک کو محلے کے اوباش نوجوان چھپ کر کہیں نہ کہیں سے دیکھ رہے ہوں گے اور اس سے محظوظ ہو رہے ہوں گے۔

ناچ باجا

شادی بیاہ میں عموماً ناچ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ گھروں میں ڈومنیوں اور میراثنوں کا اور گھر سے باہر مردانی محفلوں میں بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں، رنڈیوں یا پھر دونوں جگہ ہجڑوں کا ناچ رواج پا گیا ہے۔

ناچ رنگ کی یہ محفلیں جس طرح شریف گھرانوں اور شریف زادیوں کے حق میں زہر قاتل ہیں یوں ہی مردوں اور شریف زادوں کے لیے تباہی وبربادی کا باعث ہیں۔

جس شادی میں ایسی ناپاک حرکتیں ہوں مسلمان خواتین پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر انجانے میں شریک ہوگئی ہوں تو جس وقت یہ باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو سب مسلمان عورتوں پر لازم ہے فوراً فوراً اسی وقت اٹھ

جائیں اور اپنے بیٹوں، بیٹیوں اور بہنوں کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گی اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کی مستحق ہوں گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

ویڈیو گرافی

دولہا اور دولہن اسٹیج پر ہیں، کیمرے لگے ہوئے ہیں، ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور ہمارے معاشرے میں اس پر فخر کیا جا رہا ہے۔ غیرت مردہ ہو چکی ہے کہ ہماری وہ بہن جسے کسی نے کبھی دیکھا نہیں تھا، کل سے اسے ویڈیو میں سب دیکھیں گے، ہمارے گھرانے کی وہ عورتیں جو کبھی بے پردہ باہر نہیں نکلتی تھیں، اس ریکارڈنگ میں انہیں بجی سجائی دولہے اور دلہن دونوں کی خاندان والے کھلم کھلا دیکھیں گے۔ یہ شیطانی رواج بھی اس قدر عام ہو چکا ہے کہ سے منع کرنے والوں کو جھڑک دیا جاتا ہے۔ جب کہ یہ سراسر فضول خرچی اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔ ہمیں اپنے گھر کی شادی بیاہ میں اس سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

آتش بازی

شادی بیاہ کے موقعوں پر ہمارے معاشرے میں آتش بازی کا رواج بھی عام ہوتا جا رہا ہے، جو سراسر مال کی بربادی اور اللہ عزوجل کے عتاب کا سبب ہے۔

یقین جانیں کہ اگر ہم نے یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ ہم اپنے معاشرے سے اور خاص طور پر اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں سے ان فضول رسم و رواج کو خارج کریں گی تو وہ دن دور نہیں کہ جلد ہی ہمارے معاشرے کی متعدد ایسی لڑکیاں جن کے والدین کے پاس پیسے کی فراوانی نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ان کے ہاتھ پیلے نہیں ہوئے ہیں، وہ بھی رشتۂ ازدواج میں بندھ جائیں گی اور اس کا ثواب یقیناً ہمیں بھی تاحیات ملتا رہے گا۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے معاشرے کو ان برائیوں اور خرافات

سے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسرا باب

جہیز کی حقیقت

جہیز ہمارے معاشرے کا ایک ایسا مشہور لفظ ہے جس کو زبان پر لاتے ہی ذہن میں بڑا عجیب تصور رونما ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا رواج ہے جس نے ہمارے معاشرے کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ اسی کی وجہ سے نہ جانے کتنی لڑکیاں کنواری بیٹھی ہوئی ہیں اور شادی کی خوشیوں سے محروم ہیں۔ اسی کی وجہ سے نہ جانے کتنی بہوئیں زندہ جلا دی گئی ہیں۔ اسی کی وجہ سے نہ جانے کتنی شادی شدہ خواتین سسرال کی مصیبتیں برداشت کر رہی ہیں اور انہیں ذہنی طور پر ٹارچر کیا جا رہا ہے۔ نہ جانے کہاں سے یہ بلا ہمارے معاشرے میں آ گئی جس نے سیکڑوں باپوں اور بھائیوں سے سکون غارت کر دیے اور نہ جانے کتنی بچیوں کو خودکشی پر مجبور کر دیا ہے۔ ہمیں اس کی بالکل پروا نہیں اور آج بھی ہم جہیز دینے اور لینے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ اس

لیے جہیز کی حقیقت کے حوالے سے چند سطور ضبط تحریر میں لائی جارہی ہیں، ان کا دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کریں۔

فضول خرچی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشادفرمایا: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا.

(ترجمہ) اور فضول نہ اڑا، بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۶-۲۷)

دوسرے مقام پر ارشادفرماتا ہے: وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا. (ترجمہ) اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔

(سورۂ نسا، آیت: ۱۳-۱۴)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ نے اس کو بے نیاز کردیا اور جس نے فضول خرچی کی اللہ نے اس کو محتاج بنادیا اور جس نے اللہ کی خاطر خاک ساری اختیار کی اللہ نے اس کو سربلندی عطا کی۔ (کنزالعمال)

وہ نکاح زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔ (مسنداحمد بن حنبل)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور لوگوں کو

بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اگر ایسا نہ کروگے تو قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب مسلط کردے، پھر تم اس عذاب سے نجات کی دعائیں مانگو گے اور دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص: ۴۶۸)

مذکورہ بالا آیات قرآنی میں فضول خرچی کرنے، اللہ کی مقرر کردہ حدوں کو توڑنے اور اللہ کی نافرمانی کرنے پر سخت وعیدیں موجود ہیں اور احادیث کریمہ میں امت مسلمہ کو تمام کاموں میں اعتدال کی راہ اپنانے اور فضول خرچی سے اجتناب کرنے کی نصیحت اور اس کے فوائد ارشاد فرمائے گئے ہیں اور اس نکاح کو سب سے اچھا اور بابرکت قرار دیا گیا ہے جس میں اخراجات کم سے کم تر ہوں۔

آج اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو یہ بات بالکل واضح طور پر سمجھ میں آئے گی کہ ہمارا معاشرہ بیشتر کاموں میں بے اعتدالی کا شکار ہو چکا ہے، بالخصوص نکاح جیسی عظیم سنت کی ادائیگی میں جو بے اعتدالیاں برتی جارہی ہیں اور ان کے جو نقصانات ہمارے سامنے رونما ہو رہے ہیں وہ کسی باشعور سے پوشیدہ نہیں۔ مُروّجہ جہیز بھی ہمارے معاشرے کے لیے ایک ناسور بن چکا ہے جس کی زد میں آکر اب تک لاکھوں افراد اور خاندان تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

جہیز کی اسلامی حیثیت

جہیز عربی زبان کے لفظ ''جہاز'' سے لیا گیا ہے، یہ لفظ اس ساز و سامان کے لیے بولا جاتا ہے کسی بھی مسافر کو سفر کے دوران جس کی ضرورت ہوتی ہے یا دلہن کو گھر بسانے کے لیے ضرورت ہوتی ہے یا اس سے مراد ایسا سامان ہے جو میت کو قبر تک پہنچانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

جہیز کی رسم ہندوانہ ہے، نکاح کے وقت کھجور یا شیرینی تقسیم کرنا اور نکاح کے بعد

توفیق کے مطابق دعوت ولیمہ اسلامی رسمیں ہیں۔ جہاں تک جہیز کا تعلق ہے اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ملتا لہٰذا شادی کے وقت لڑکی کو جو جہیز دیا جاتا ہے مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی اس رسم بد کو اپنا لیا ہے اور اب ہم بھی اس رسم بد کی سزا بھگت رہے ہیں۔

اسلام کے عائلی قوانین میں تفصیلاً درج ذیل موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے:

(۱) نکاح

(۲) طلاق

(۳) نان ونفقہ

(۴) جائیداد میں حصہ

(۵) حق مہر اور عورت کے دیگر حقوق

مگر اسلام کے عائلی قوانین میں جہیز کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔

بیوی کا ہر قسم کا خرچہ شوہر پر واجب ہے جب کہ وہ (بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر دے اور اس کے گھر منتقل ہو جائے۔ اس خرچہ میں اس عورت کی خوراک، لباس اور رہائش کے لیے مکان شامل ہے۔ اس حکم کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک ہے:

اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِکُمۡ وَ لَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَیِّقُوۡا عَلَیۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ کُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَیۡهِنَّ حَتّٰی یَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَکُمۡ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ۚ وَ اۡتَمِرُوۡا بَیۡنَکُمۡ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ وَ اِنۡ تَعَاسَرۡتُمۡ فَسَتُرۡضِعُ لَهٗۤ اُخۡرٰی ؕ (ترجمہ) عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچّہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لیے بچّہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی۔

(سورہ طلاق، آیت:٦)

شادی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، یہ ایک مقدس اور پاکیزہ بندھن ہے۔ یہ نہ صرف لڑکے اور لڑکی کو رشتۂ ازدواج سے منسلک کرتا ہے بلکہ دو خاندان کے ملاپ کا بھی ذریعہ ہے۔ اسلام نے رشتۂ ازدواج کو ایک آسان عمل بنایا ہے، اسراف اور جہیز کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری زندگی اسلام کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے اپنے عمل سے جہیز جیسی رسم کو غلط قرار دیا۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو جہیز دیا۔ کیا آپ نے اپنی دوسری بیٹیوں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو بھی جہیز دیا۔ ان تینوں بیٹیوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن لقیط سے ہوئی۔ حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان سے فرما دیا۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے مواقع کے کوئی ایسی شادی نظر نہیں آتی کہ عین شادی کے موقع پر بیوی کے گھر والوں کی طرف سے سامان جہیز دیا گیا ہو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامان جہیز کی تیاری کی پیشگی ضرورت بھی صرف اس لیے پیش آئی کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھے اور ان کا الگ مکان یا گھریلو ساز وسامان نہ تھا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تینوں بنات طاہرات کی شادیوں کے موقع پر ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کسی قسم کا جہیز لے کر آئیں۔

آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے موقع پر ایک

جاے نماز، ایک تکیہ اور مٹی کے چند برتن دیے تھے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ بیچ کر حق مہر کی رقم ادا کی تھی۔ اسلام نے شادی کو ایک آسان عمل بنایا ہے، جس میں اِسراف کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ آج شادی ایک مسئلہ اور ایک کاروبار کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ والدین لڑکے کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر خرچ کی گئی رقم کو جہیز کی صورت میں کیش کراتے ہیں ان کے نزدیک یہ ان کا حق ہے کہ انہیں ان کی خدمات کا معاوضہ ملے، وہ والدین جو بڑی مشکل سے اپنی بچیوں کو پڑھاتے لکھاتے ہیں، ان کی بہترین تربیت کرتے ہیں اور ضروریات پوری کرتے ہیں، شادی کے وقت اپنی جان سے پیاری بیٹی کو نہ صرف خود سے عمر بھر کے لیے جدا کرتے ہیں بلکہ انہیں اس جدائی کی قیمت بھی ادا کرنی ہوتی ہے بلکہ بعض بدقسمت والدین شادی کے بعد بھی لڑکے والوں کے مطالبات پورے کرتے ہیں۔

مروجہ جہیز بد ترین روایت

جہیز ایسا سماجی مسئلہ ہے جس سے واقف تو ہم سب ہی ہیں مگر پردہ پوشی اور پہلو تہی بھی ہم ہی کرتی ہیں۔ جہیز معاشرے کا ایسا ناسور ہے جس کی وجہ سے مختلف جرائم جنم لے رہے ہیں، مثلاً (۱) چوری (۲) کثرت طلاق (۳) غیر طبعی اور پُر تشدد اموات (۴) دھوکا دہی اور بے اعتمادی (۵) نشہ وغیرہ۔

چوری ڈکیتی

جہیز کی کمی کی وجہ سے یا تو بیٹیوں کے رشتے آتے نہیں یا پھر دہلیز سے ہی واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے بیاہنے کے لیے آنے والوں کی ڈیمانڈ کے مطابق جہیز دینے کے لیے بعض باپ یا بھائی چوریاں کرنے اور ڈاکے ڈالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

کثرتِ طلاق

آج کل طلاق کی شرح میں بھی دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجوہات

میں سے ایک بڑی وجہ جہیز کا انتظام نہ ہو پانا بھی ہے۔ لڑکے والے جہیز کی جو مانگ رکھتے ہیں اگر وہ مکمل طور پر پوری نہ ہو تو وہ خاندانی یا معاشرتی دباؤ کی وجہ سے شادی کر تو لیتے ہیں مگر بعد میں ایسے اسباب پیدا کر دیتے ہیں جو طلاق کے قریب لے جاتے ہیں۔

غیر طبعی اور پرتشدد اموات

یہ واقعات بھی ہمارے معاشرے میں عام ہوتے جا رہے ہیں۔ جہیز کم لانے کی صورت میں لڑکی کا شوہر اور اس کے سسرال والے لڑکی کو دن رات طعنے دیتے ہیں اور اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس طرح کے واقعات کا رجحان پہلے زیادہ تر گاؤں، دیہاتوں یا غیر تعلیم یافتہ طبقے میں نظر آتا تھا مگر اب بہت سے پڑھے لکھے اور بہ ظاہر مہذب نظر آنے والے گھرانے بھی اس المیہ کا شکار ہو چکے ہیں بلکہ متعدد واقعات ایسے رونما ہو چکے ہیں جن میں جہیز کی کمی کی وجہ سے سسرال والوں نے عورت کو ظالمانہ اور سفاکانہ طور پر قتل کر دیا یا اسے جلا کر مار دیا۔

جہیز ایسی آگ ہے جسے خود ہم نے روشن کیا اور اس میں ہماری ہی بچیاں جلا دی جا رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا ناسور ہے جو ہمارے معاشرے میں پھیلتا چلا جا رہا ہے اور دن بہ دن مطالبات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہیز نہ لینے اور نہ دینے کا پختہ ارادہ کر لیں، دھیرے دھیرے امید ہے کہ یہ بُری رسم ہمارے معاشرے سے ختم ہو جائے۔

خودکشی

خودکشی نہ صرف جرم ہے بلکہ ایک کبیرہ گناہ بھی ہے۔ جو لڑکی جہیز کم لے کر جاتی ہے اسے سسرال والے رات دن کم جہیز لانے کے طعنے دے دے کر اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں اور وہ کم نصیب لڑکی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

دھوکا دھی اور بداعتمادی

جہیز جیسے ناسور نے جن برائیوں کو جنم دیا ہے ان میں سے ایک دھوکا دہی اور بداعتمادی کی فضا کا فروغ بھی ہے۔ زیادہ جہیز لینے کے لیے لڑکے والے خود کو بہت مال دار اور باعزت ظاہر کرتے ہیں اور محبت کا دکھاوا کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ لڑکی والے اپنی بیٹی کی قسمت پر ناز کرنے لگتے ہیں لیکن کچھ ہی دنوں میں (شادی کے بعد) لڑکی تو طلاق (خدا نخواستہ) لے کر ماں باپ کی دہلیز پر آ کر بیٹھ جاتی ہے اور ماں باپ، بھائی بہن اور گھر کے دیگر افراد کے لیے دردِ سر بن جاتی ہے۔

نشہ

متعدد ایسے لوگ ہیں جو مسائل کی الجھنوں سے چھٹکارا پانے کا ذریعہ نشے کو سمجھتے ہیں، ایسے بھائی یا باپ جب مال کی فراوانی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بہن کا نکاح نہیں کر پاتے تو اس ٹینشن میں یا تو خودکشی یا پھر نشے کی راہ اپنا لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ روز بہ روز موت کے منہ سے قریب ہونے لگتے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چھوٹی بڑی برائیاں اور مفسدات ہیں جو جہیز کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں اور معاشرے کو تباہی کی طرف لے جارہی ہیں۔

ایک بات سوچنے کی ہے کہ ایک نادار باپ اپنی بیٹی کو کتنا جہیز دے سکتا ہے؟ آج کے زمانے کے اعتبار سے ایک متوسط طبقے کا باپ زیادہ سے زیادہ دو سے تین لاکھ کا جہیز دے سکتا ہے، کیا اتنے میں لڑکے والوں کی زندگی پار ہو جائے گی؟ کیا اگر ان کا کوئی لڑکا نہیں ہوتا جس کی شادی کر کے بہو کے ساتھ جہیز کے سامان لے کر آتے تو ان کی زندگی کا گزر بسر نہیں ہوتا؟ جو لوگ جہیز کی ہوس رکھتے ہیں اگر وہ نادار ہوں اور اپنی بچی کی شادی کرنی ہو تو ان کی یہ خواہش نہیں ہوگی کہ کسی ایسے گھرانے کا رشتہ مل جائے جس کا جہیز کا کوئی مطالبہ نہ ہو؟

اے خاتون جنت کی کنیزو! کوئی بھی برائی ہو سوسائٹی میں دھیرے دھیرے پھیلتی ہے اور اگر سوسائٹی کے لوگ مل کا اس کا خاتمہ کرنا چاہیں تو وہ برائی دھیرے دھیرے ختم بھی ہو سکتی ہے۔ جہیز کا مطالبہ آج کے دور کی بڑی بھیانک برائی ہے، اس کا خاتمہ کرنا ہماری بہت بڑی ذمے داری ہے۔ ہمیں اپنی ذمے داری کا احساس اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے اور اس کا عملی ثبوت بھی پیش کرنا ہے۔

جہیز کی تلاش

مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری تحریر فرماتے ہیں:

ہندوؤں کے جو رسم و رواج ہماری شادی بیاہ کا جز بن گئے ہیں، ان میں سب سے بڑی لعنت جہیز کی ہے، جس نے لڑکیوں اور ان کے والدین کی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے، ایسی لڑکیوں کو کوئی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، جن کے ساتھ بھاری جہیز ملنے کی توقع نہیں ہوتی، لڑکی والے خود بھی اپنی بیٹی کو بغیر جہیز کے رخصت کرنے پر تیار نہیں ہوتے، اس خوف سے کہ ساری زندگی لڑکی کو جہیز نہ لانے کا طعنہ ملتا رہے گا اور وہ اپنے سسرال والوں بالخصوص ساس، نندوں اور دیگر عورتوں کی نظروں میں ہمیشہ حقیر رہے گی، حقیقت یہ ہے کہ یہ لعنت اس قدر عروج پر پہنچ چکی ہے کہ لوگ اپنے لڑکے کے لیے لڑکی تلاش کرنے نہیں بلکہ جہیز تلاش کرنے نکلتے ہیں، وہ پہلے ہی سے آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ بہو اتنا جہیز لائے گی کہ ہمارا گھر بھر جائے گا اور اب تو باقاعدہ جہیز کا مطالبہ ہونے لگا ہے، فرمائشیں ہوتی ہیں، مثلاً اس طرح کہ اپنی بیٹی کو آپ گاڑی ضرور دیں تا کہ اسے آپ کے گھر آنے جانے میں دشواری نہ ہو، اس کے علاوہ ایئر کنڈیشنر (Air Conditioner) اور دوسرے ضروری سامان تو آپ دیں گے ہی، کتنا مہذب طریقہ ہے، بھیک مانگنے کا، شرم نہیں آتی۔

ہمارے ایک شناسا نے نہایت خوبصورت بنگلہ بنایا، افتتاح یا فاتحہ وغیرہ کے لیے

ہمیں لے گئے، ہم نے گھر میں برسوں پرانا فرنیچر دیکھا تو کہہ دیا کہ اب تو آپ فرنیچر بھی اچھا خرید لیں، جو اس گھر جیسا خوبصورت ہو، فرمانے لگے، اصل میں فرنیچر اور دوسرا کچھ سامان میں نے اس لیے نہیں خریدا ہے کہ میرے دو بیٹے ہیں جن کی اب میں جلد ہی شادی کروں گا، جہیز اتنا آئے گا کہ یہ گھر بھر جائے گا اور میں لڑکی والوں کو بتادوں گا کہ میرے گھر کی حیثیت کے مطابق سامان دیں۔ (یاایہاالذین آمنوا)

غور کیجیے! یہ ہیں وہ لالچی لوگ جن کی وجہ سے ہماری بیٹیوں کے لیے رشتے ملنے دشوار ہوگئے ہیں، ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے لڑکی والے ساری زندگی کے لیے قرض میں جکڑ جاتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح اپنی لڑکی کی ذمے داری سے سبکدوش تو ہوجاتے ہیں، لیکن ان کی اپنی زندگی تباہ ہوجاتی ہے، بس ساری عمر قرضہ ادا کرنے میں گزر جاتی ہے۔

جہیز کی مالک عورت ہے

یہاں فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمہ کا تصدیق کردہ ایک فتوی ملاحظہ کرتی چلیں تاکہ جہیز کی حقیقت مزید واضح ہوجائے۔

سوال: جہیز کا مطالبہ جب کہ شوہر کرتا ہے تو اس کا مالک وہ کیوں نہیں ہوتا؟

الجواب: جہیز سب عورت کا ہوتا ہے دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اس لیے کہ عورت اس کی مالک مستقل ہوتی ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۳۱۹ میں ہے ”کُلُّ اَحَدٍ یَعْلَمُ الْجِهَازَ لِلْمَرْاَةِ اِذَا طَلَّقَهَا تَاْخُذُهٗ کُلَّهٗ وَ اِذَا مَاتَتْ یُوْرَثُ عَنْهَا ۔اھ“ اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”زیور وغیرہ جہیز کہ زید نے اپنی بیٹی کو دیا خاص ملکِ دختر ہے۔ شوہر کو کسی طرح کا استحقاقِ مالکانہ اس میں نہیں، نہ اس کا تصرف بے رضا و اذن زوجہ ہوسکے۔ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ

”جَهَّزَ ابْنَتَهٗ بِجِهَازٍ وَ سَلَّمَهَا ذٰلِکَ لَیْسَ لَهُ الْاِسْتِرْدَادُ مِنْهَا وَ لَا لِوَرَثَتِهٖ بَعْدَ اَنْ سَلَّمَهَا ذٰلِکَ وَ فِی صِحَّتِهٖ بَلْ تَخْتَصُّ بِهٖ وَ بِهٖ یُفْتٰی“

علامہ شامی فرماتے ہیں ”کُلُّ اَحَدٍ یَّعْلَمُ اَنَّ الْجِهَازَ مِلْکُ الْمَرْاَةِ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ فِیْهِ. اھ“ (فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم، ص:۲۰۱) اور فرماتے ہیں ”شک نہیں کہ اب عامۂ بلاد عرب و عجم کا عرف غالب و ظاہر و فاش و مشتہر و مطلقاً یہی کہ جہیز جو دلہن کو دیا جاتا ہے دلہن کی ملک سمجھا جاتا ہے بلکہ جہیز کہتے ہی اسے ہیں جو اس وقت بطور تملیک دلہن کے ساتھ بھیجا جاتا ہے“۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دوازدہم، ص:۲۳۴)

لہٰذا جہیز کی مالک عورت ہی ہوتی ہے شوہر نہیں ہوتا اگرچہ وہ جہیز کا مطالبہ کرتا ہے۔ جیسے کہ مسجد کا متولی چندہ کا مطالبہ کرتا ہے مگر اس کا مالک نہیں ہوتا۔ البتہ کپڑا روپیہ وغیرہ جو کہ دولہن کی طرف سے دولہا کے مکان پر بطور لگن آتا ہے، دولہا بعد قبضہ اس کا مالک ہوجاتا ہے کہ اس میں یہی عرف عام ہے اگرچہ کہنے میں رواج مختلف ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد دوازدہم، ص:۲۰۴ پر ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

☆☆☆

تیسرا باب

عدت کے احکام

عدت کا معنی شمار کرنا اور گننا ہے۔ شریعت مطہرہ میں عدت اس انتظار کے دنوں کو گننے اور شمار کرنے کو کہتے ہیں جو عورت ایک نکاح ختم ہو جانے کے بعد دوسرے نکاح کے لیے کرتی ہے۔ زمانۂ عدت میں نکاح کرنا ممنوع ہے بلکہ نکاح کی تیاری یا باتیں کرنا بھی مناسب نہیں۔ عدت صرف عورت کے لیے ہے مرد کے لیے نہیں کیوں کہ اس کا مقصد استبرائے رحم یعنی بچے دانی کی صفائی اور اس بات کا پوری طرح یقین حاصل کر لینا ہے کہ حمل نہیں ہے جب کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کو جنم دینا ہے۔ ظاہر ہے اس کا تعلق مرد سے نہیں عورت ہی سے ہے، ہاں مرد اگر کسی ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جس کو بیوی کے ساتھ جمع کرنا حرام ہو تو اسے بھی اپنی پہلی بیوی کی عدت پوری ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا، مثلاً

بیوی کی بہن بھانجی یا خالہ سے نکاح کرنا ہے تو عدت کے دنوں میں بھی ان کا نکاح کرنا حقیقت میں انہیں ساتھ ہی رکھنا ہوگا لہٰذا جائز نہیں کیوں کہ جب تک عورت کی عدت کے دن پورے نہ ہو جائیں مرد اس سے رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ اسے اپنی زوجیت میں لے سکتا ہے۔

عدت کی قسمیں

عدت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وفات کی عدت یعنی اس عورت کی عدت جس کا شوہر مر گیا اور وہ بیوہ ہوگئی اس کی مدت چار مہینے، دس دن ہیں۔

(۲) طلاق کی عدت، اس کی مدت تین حیض ہے چاہے یہ مطلقہ بالغہ ہو یا نابالغہ یا سنِ ایاس کو پہنچ چکی ہو یعنی اتنی بوڑھی ہو چکی ہو کہ حمل کی امید باقی نہ رہی ہو جو تقریباً پچپن برس ہیں۔

(۳) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کو جنم دینا ہے چاہے نکاح ختم ہونے کے فوراً بعد ہی بچہ ہو جائے یا کچھ دن اور کچھ مہینے بعد ہو اور جس عورت کو خلوتِ صحیحہ سے قبل ہی طلاق دے دی گئی ہو اس کی کوئی عدت نہیں۔ خلوتِ صحیحہ مرد و عورت کی ایسی تنہائی کو کہا جاتا ہے جس میں دونوں کا دوسرے سے فائدہ حاصل کر لینا یقینی ہو جائے۔

اسی لیے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے مردوں کو حکم دیا گیا کہ طلاق سے پہلے ہی عورت کی مدت عدت کا خیال رکھیں یعنی حیض کے بعد پاکی کے ایسے دنوں میں طلاق دیں جن میں اب تک اس سے صحبت نہیں کی گئی ہے تاکہ اس کے ایام عدت دراز نہ ہوں اور اسے دوسرا نکاح کرنے کے لیے طویل انتظار نہ کرنا پڑے۔ فرمایا گیا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ. (ترجمہ) اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو۔

(سورۂ طلاق، آیت:۱)

شریعت مطہرہ کا عورتوں پر یہ کیسا کرم ہو رہا ہے کہ ان کو دشواری سے بچانے کے لیے مردوں کو خصوصی حکم دیا جا رہا ہے کہ طلاق کے ارادے کے ساتھ ہی ایام عدت کا حساب لگا لو اور ایسے وقت طلاق دو کہ عورت کو غیر ضروری طور پر طویل انتظار نہ کرنا پڑے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے کہ یہ وقت حیض کے بعد پاکی کے ان دنوں میں ہے جن میں اب تک عورت سے صحبت نہیں کی گئی ہے۔ ان ایام میں اگر عورت کو طلاق دی گئی تو اسے صرف تین حیض کی مدت عدت پوری کرنی ہوگی۔ شریعت مطہرہ میں چوں کہ عدت نہایت ہی اہم ہے لہٰذا خصوصی حکم دیا گیا "احصوا العدۃ" ایام عدت کا خیال رکھو، انہیں شمار کرتے رہو کوئی غلطی نہ ہونے پائے اور وہ عورتیں جو ایاس کی عمر کو پہنچ چکی ہوں کہ اب حیض آنے کی قطعاً امید نہ رہی ہو جس کے لیے عموماً پچپن برس کی عمر ہوتی ہے اور وہ عورتیں جو نابالغہ ہوں یا عمر کے اعتبار سے تو بالغہ ہو چکی ہوں لیکن اب تک انہیں حیض نہ آیا ہو ان کی مدت عدت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَ الّٰئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّ الّٰئِیْ لَمْ یَحِضْنَ. (ترجمہ) اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ (سورۂ طلاق، آیت:۴)

اور جو عورتیں حاملہ ہوں چاہے بیوہ ہوں یا مطلقہ ان کی عدت کے بارے میں فرمایا گیا:

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ. (ترجمہ) اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (سورہ طلاق، آیت:۴)

دورانِ عدت شوھر کی ذمے داریاں

مدتِ عدت پوری ہونے سے قبل مرد کو اختیار نہیں کہ وہ مطلقہ کو گھر سے نکال دے وہ اسی گھر میں اپنی عدت کے ایام پورے کرے گی تاکہ اگر رجوع کرنے کا فیصلہ ہو تو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ نیز ایک گھر میں رہنے سے رجوع کی طرف مائل ہونے کا بھی قوی

امکان ہے کہ اس طرح دونوں کو ایک دوسرے کو دیکھنے گفتگو کرنے وغیرہ کا موقع حاصل رہے گا اور وہ اسباب خود بہ خود ختم ہوتے جائیں گے جو وجہ طلاق بنے تھے اور پھر یہ مل کر اچھی زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں یہی حکمت ہے عورت کو اسی گھر میں رہنے کا حکم دینے میں کیوں کہ اسلام بہر حال یہ چاہتا ہے کہ رشتۂ ازدواج کسی نہ کسی طرح قائم و باقی رہے۔ پس فرمایا گیا: لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ. (ترجمہ) عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (سورۂ طلاق، آیت:۱)

ہاں اگر مطلقہ طلاق کی جھنجلاہٹ میں گھر والوں کو ستاتی ہو، شوہر کے ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ کو برا بھلا کہتی رہتی ہو، شوہر کو ذلیل و خوار کرتی ہو، گالی گلوچ کرتی ہو حتی کہ اس نے گھر کا سکون تباہ کر دیا ہو، گھر کا نظام اس کی وجہ سے درہم برہم ہو گیا ہو تو ان سب صورتوں میں اسے گھر سے نکال دینے کی اجازت ہے اور یہی بہتر ہے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ وَ اِنْ کُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْھِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَھُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَکُمْ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَیْنَکُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَہٗٓ اُخْرٰیo لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰہُ اللّٰہُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰھَا سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا o (ترجمہ) عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچّہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لیے بچّے کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی، مقدور والا اپنے مقدور

کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے
دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے
بعد آسانی فرمادے گا۔ (سورۂ طلاق:۶-۷)

ان آیات مبارکہ میں احکام عدت تفصیل کے ساتھ بیان کردیے گئے تا کہ عدت
جیسے اہم عمل کے دوران مرد وعورت میں سے کسی سے کوئی غلطی نہ ہو یا کسی کی حق تلفی نہ ہو کہ
اگرچہ طلاق نے رشتۂ نکاح منقطع کردیا ہے لیکن عدت ختم ہونے تک ابھی ایک دوسرے کے
حقوق باقی ہیں جنہیں ادا کرنا ضروری ہے۔ یہاں جو احکام دیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) عورت کو طلاق کے بعد فوراً گھر سے نکال دینے کی اجازت نہیں بلکہ اس کے لیے مرد اپنی
وسعت کے مطابق رہائش کا انتظام کرے، بہ ایں صورت کہ اگر رجعی طلاق دی ہے تو اسے
اسی کمرے میں رکھے جس میں وہ اب تک رہتی تھی کہ اس صورت میں عورت مرد سے پردہ بھی
نہیں کرے گی اور اگر طلاق بائن دی ہے تو عورت مرد سے پردہ کرے اور مرد اس کے لیے
ایسی رہائش گاہ کا انتظام کرے جہاں وہ پردے کے باوجود آزادی کے ساتھ رہ سکے۔

(۲) مرد کو اجازت نہیں کہ وہ اس مجبور و بے سہارا مطلقہ کو رہائش کے معاملہ میں یا کسی معاملہ
میں تنگ کرے اور اتنا پریشان کرے کہ وہ گھر چھوڑ کر نکل جانے پر مجبور ہو جائے بالخصوص
"ولا تضاروھن" کی ممانعت کا خیال رکھا جائے کہ عورت کو اٹھتے بیٹھتے طعنے نہ دو کہ یہ اس
کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہوگا جس سے اسے طلاق کی تکلیف کے بعد مزید
تکلیف ہوگی، یہ ایذا رسانی تمہارے لیے جائز نہیں۔

(۳) جو مطلقہ حاملہ ہو اس کی رہائش اور اس کے دیگر لوازمات زندگی کی ذمے داری مرد پر اس
وقت تک ہے جب تک وہ بچہ کو جنم دے دے۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ حاملہ عورت کے
اخراجات کا ذکر ہے کہ اس کی مجبوری زیادہ ہے جب کہ ہر قسم کی مطلقہ عورت کے اخراجات کی

ذمے داری مرد ہی پر عائد کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۱ میں فرمایا گیا۔
وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ. (ترجمہ) اور طلاق والیوں کے
لیے بھی مناسب طور پر نان ونفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر۔

(۴) حاملہ مطلقہ کی عدت بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی ختم ہو چکی لہٰذا اب اس پر بچے کو دودھ
پلانے کی ذمے داری بھی نہ رہی لہٰذا اب اگر مرد اپنے بچہ کو اس سے دودھ پلوانا چاہتا ہے تو
اس کی اجرت ادا کرے اور اجرت وہ ہوگی جس پر مرد وعورت باہمی مشورے سے رضامند ہو
جائیں اور اگر مرد عورت کی مطلوبہ اجرت ادا نہیں کرسکتا یا عورت دودھ پلانے پر اپنی کسی ذاتی
مجبوری کی وجہ سے راضی ہی نہیں مثلاً وہ جلد ہی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور وہ جانتی ہے کہ
اس کا ہونے والا شوہر اس ذمے داری کو پسند نہیں کرے گا تو ان دونوں صورتوں میں اسے
مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مرد کو چاہیے کہ وہ کسی دوسری دودھ پلانے والی عورت کا انتظام کرلے۔

(۵) مطلقہ کے اخراجات میں اعتبار مرد کی حیثیت کا ہوگا کہ اگر مرد دولت مند ہے تو وہ عورت
کو خرچہ بھی دولت مندوں جیسا ہی دے گا اور غریب ہے تو وہ غریبوں جیسے ہی اخراجات
کرے گا یعنی جس طرح وہ پہلے اپنی بیوی کو رکھتا تھا اسی طرح اب بھی رکھے، اس میں جتنی
بہتری کرسکتا ہے کرے کمی نہ ہونے پائے اسی لیے اس حکم کے ساتھ بالمعروف فرمایا گیا۔

یہ احکام بیوہ عورت کے لیے بھی ہیں کہ اس کی تمام ذمے داری یا تو شوہر کے متروکہ
مال سے پوری کی جائے گی اور اگر شوہر نے کچھ نہیں چھوڑا تو یہ ذمہ اس کے وارثین پورا کریں
گے۔ بہ ہر حال مطلقہ ہو یا بیوہ شریعتِ مطہرہ ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اسے بے سہارا چھوڑ دیا
جائے۔ نکاح نے جس مرد کو عورت کا قوّام، ذمہ دار اور سہارا بنایا وہی مرد مدت عدت ختم ہونے
تک اپنی ذمے داریوں کو پوری کرنے کا پابند ہے جب کہ یہ مدت اس بے سہارا عورت کے
لیے کوئی دوسرا انتظام کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس عرصہ میں اس کے دوسرے نکاح کا انتظام

ہوسکتا ہے یا اس کے اعزا واقارب اس کی ذمے داری قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوسکتے ہیں۔

بہ ہر حال قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ حکم واضح ہے کہ مطلقہ اپنی کسی بھی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نہیں نکل سکتی کہ یہ بالکل حرام ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہر کام کے لیے مرد سے کہے جو اس کی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اور اگر وہ اپنی ذمے داری پوری نہیں کرتا تو سخت گنہ گار ہوگا۔ ہاں بیوہ عورت سخت ضروت کے لیے باہر جاسکتی ہے کہ اس کا شوہر مرچکا اب وہ مجبور ہے۔ اپنے ضروری کام اسے خود ہی کرنے ہوں گے لیکن بلا ضرورت بازاروں میں گھومنا، سیر وتفریح کرنا، تقریبات میں شریک ہونا شامل نہیں، ہاں ڈاکٹر کے پاس جانا یا کھانے پینے کا سامان وغیرہ خریدنا ضرورت میں شامل ہے جب کہ کوئی لانے والا موجود نہ ہو۔

عدت کے ایام میں سوگ کرنا واجب ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس عورت کا شوہر وفات پا گیا وہ عدت گزرنے تک عصفر سے رنگا ہوا اور خوشبو والی مٹی سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، زیور نہ پہنے، خضاب نہ لگائے اور سرمہ بھی نہ لگائے۔ (ابوداؤد شریف، حصہ دوم، ص:۲۹۲)

جب عورت کو طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر وفات پا جائے تو عدت ختم ہونے تک اس کو اسی گھر میں رہنا ضروری ہے، جس میں شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے آخر وقت تک رہا کرتی تھی، اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا جائز نہیں ہے۔

بہت سی عورتیں شوہر کی موت ہوتے ہی یا طلاق ہوتے ہی میکہ چلی جاتی ہیں یہ خلاف شرع اور گناہ ہے، نہ اس کا جانا جائز ہے نہ سسرال والوں کو اس کا نکالنا درست ہے۔ قرآن پاک میں ہے: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ البتہ جو عورت بیوہ ہوگئی ہو اور اس کے نان ونفقہ کا کچھ انتظام نہ ہو تو کسی جگہ کام کاج کر کے روزی حاصل کرنے کے لیے گھر سے باہر جاسکتی ہے لیکن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اس گھر میں آجائے جس میں شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ عدت کے دوران گھر میں رہتے ہوئے کسی ایک ہی کوٹھری یا کمرے میں بیٹھی رہنا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ عورتیں سمجھتی ہیں بلکہ گھر میں رہتے ہوئے پورے گھر میں چل پھر سکتی ہے اس میں کوئی حرج بھی نہیں اور نہ ہی اس پر شرعًا کوئی پابندی ہے۔

جس عورت کو رجعی طلاق ملی ہو، عدت کے ایام میں اس کو بھی گھر سے نکلنا درست نہیں ہے، وہ بھی شوہر کے گھر میں عدت گزارے، جو عورت عدت میں ہو گھر سے نکلنے کی پابندی کے ساتھ اس پر شرعًا سوگ کرنے کی پابندی بھی عائد کی گئی ہے۔

زیب وزینت اور بناؤ سنگار ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں، حدیث بالا میں سوگ کے بعض مسائل بتائے گئے ہیں، سوگ کے احکام جہاں ایسی عورت پر عائد ہوتے ہیں جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، اس عورت کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے جس کو طلاق بائن دی گئی ہو یا طلاق مغلظہ مل گئی ہو، خلاصہ یہ کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو اور جسے ایسی طلاق ملی ہو جس کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا اس پر عدت کے دوران سوگ کرنا بھی لازم ہے جب عدت ختم ہو جائے تو سوگ بھی ختم کر دے، چوں کہ عدت کے زمانہ میں کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں اور بناؤ سنگار کی ضرورت شوہر کے لیے ہوتی ہے اس لیے زمانۂ عدت میں سوگ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسا لباس اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے اس کی طرف مردوں کی طبیعت راغب ہو، لہٰذا عدت گزارنے والی کے لیے (جس پر سوگ واجب ہو) یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ بھڑک دار کپڑے نہ پہنے، خوشبو نہ لگائے، خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، زیور استعمال نہ

کرے، باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سلجھائے اور سر میں تیل نہ ڈالے اور سرمہ نہ لگائے، ہاں اگر آنکھیں درد کریں تو علاج کے لیے سرمہ لگانا درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے، سر دھونا اور غسل کرنا درست ہے لیکن خوشبودار صابن وغیرہ استعمال نہ کرے۔ اگر سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بے خوشبو کا تیل ڈال دے لیکن مانگ پٹی نہ نکالے۔

جس عورت پر سوگ واجب ہے اسے پان کھا کر منہ لال کرنا اور دانتوں پر مسّی ملنا، پھول پہننا، مہندی لگانا، ہونٹ اور ناخن پر سرخی لگانا درست نہیں۔

مسئلہ: شوہر کے انتقال یا طلاق یا خلع کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد سوگ کرنا حکم شرعی ہے، اگر عورت کو طبعی طور پر خوشی بھی ہوئی ہو تب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق بائن یا طلاق مغلظہ ملی ہو اس پر یہ بھی واجب ہے کہ زمانۂ عدت میں طلاق دینے والے شوہر کے گھر رہتے ہوئے اس سے پردہ کرے اور جس کو طلاق رجعی ملی ہو وہ زیب و زینت سے رہے، سوگ نہ کرے۔

زمانۂ جاہلیت کی عدت

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک صحابیہ خاتون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، دو یا تین بار یہی سوال و جواب ہوا، آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ نہیں لگا سکتے۔ اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت اسلام میں) یہ عدت اور سوگ کے چار ماہ دس دن ہیں (اس کی پابندی مشکل معلوم ہو رہی ہے) حالاں کہ

جاہلیت کے زمانہ میں جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا تو پورے ایک سال تک عدت گزارتی تھی اور ایک سال ختم ہو کر جب دوسرا سال لگتا تھا تو اونٹ وغیرہ کی مینگنیاں پھینکتی تھی۔

(بخاری شرف، حصہ ہفتم، ص:۵۹)

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں شوہر کے مرجانے پر اس کی بیوہ پر طرح طرح کے احکام عائد کیے جاتے تھے، یہ احکام مذہبی بھی ہوتے تھے اور قومی و ملکی بھی، ہندوستان کے ہندوؤں میں تو یہ قانون تھا کہ بیوہ کو اپنے مردہ شوہر کے ساتھ زندہ ہی جل جانا پڑتا تھا اس کو ستی ہونا کہتے تھے اور عرب میں یہ طریقہ تھا کہ جب عورت کا شوہر مرجاتا تو ایک سال اس کے لیے بڑا کٹھن ہوتا تھا جس کی تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح مروی ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا تو سال بھر کے لیے ایک چھوٹی سی کوٹھری میں داخل ہو جاتی تھی اور بدترین کپڑے پہن لیتی تھی اور سال گزرنے تک نہ خوشبو لگائی نہ اور کوئی چیز (صفائی ستھرائی کی) اپنے بدن سے چھواتی تھی جب سال ختم ہو جاتا تو کوئی چارپایہ گدھا، بکری یا پرندہ اس کے پاس لایا جاتا تھا جس سے وہ اپنی شرم کی جگہ کو رگڑتی تھی۔ چوں کہ سال بھر تک بدحالی میں رہ کر اس کے بدن میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے تھے اس لیے جس جانور سے وہ اپنے جسم کا مخصوص حصہ رگڑتی تھی اکثر وہ مرجاتا تھا، اس کے بعد (کوٹھری سے) نکلتی اور اس کو اونٹ وغیرہ کی مینگنیاں دی جاتی تھیں، وہ ان مینگنیوں کو آگے پیچھے پھینکتی تھی، اس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کی عدت گزر گئی ہے اور اس سے یہ فال لینا بھی مقصود تھا کہ مصیبت پھینک دی جیسا کہ یہ مینگنیاں پھینکی جارہی ہیں، اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق خوشبو وغیرہ استعمال کرتی تھی۔ (یہ کام ٹوٹکے کے طور پر کرتی تھیں اور اس کو دفع مصیبت کا ذریعہ سمجھتی تھیں)۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاہلیت کی یہ پابندی یاد دلائی اور فرمایا کہ

اسلام نے صرف چار ماہ دس دن کی عدت اور سوگ رکھا ہے، جاہلیت کی کیسی کیسی مصیبتوں سے تمہاری جان چھڑائی ہے، پھر بھی تم اسلام کے قانون کی پاسداری سے بچنے کا راستہ نکالنا چاہتی ہو۔

عورت بیوہ ہوجائے تو دوسرا نکاح کرلے

ہندوؤں میں یہ عیب سمجھا جاتا ہے کہ شوہر کی موت کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے، ہر وقت کا جلاپا اور ساس نندوں کے طعنے اسے باعزت زندگی گزارنے نہ دیتے تھے، مذہبی قانون اور قومی رواج کے مطابق بے شوہر پوری زندگی گزارنا لازم تھا اگرچہ تیرہ سال کی لڑکی بیوہ ہوجائے۔ چوں کہ شوہر کی ارتھی کے ساتھ جلنا مذہبی مسئلہ تھا اور سب نفرت وحقارت کا برتاؤ کرتے تھے، اس لیے لامحالہ وہ شوہر کی ارتھی میں کود پڑتی تھی اور زندہ جل جانے کو نفرت کی زندگی پر ترجیح دیتی تھی۔ اس کے بالکل برعکس اسلام نے نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی اور مستحب ومستحسن بلکہ بعض حالات میں واجب قرار دیا کہ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلے، وہ مرجائے تیسرا شوہر کرلے، وہ بھی مرجائے تو چوتھے مرد کی زوجیت میں آجائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیوہ خواتین سے نکاح فرما کر اس کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ آپ کی اکثر بیویاں بیوہ تھیں جن کے پہلے شوہر فوت ہوچکے تھے اور ان میں سے بعض ایسی بھی تھیں جو آپ سے پہلے دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

آج کل بھی بعض قوموں میں (جو مسلمان کہلاتی ہیں) بیوہ کی دوسری شادی کو عیب سمجھا جاتا ہے اور جو بیوہ ہوجائے زندگی بھر یوں ہی بلا شوہر بیٹھی رہتی ہے۔ خدا کی پناہ! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہو اسے عیب سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے، اس سے ایمان سلب ہوجانے کا خطرہ ہے جن لوگوں کے ایسے خیالات ہیں توبہ کرلیں۔

اسلام نے عورت کو بڑا مرتبہ دیا اور اس کو اعزاز واکرام سے نوازا ہے، پستی سے نکال کر اس کو بلندی عطا کی ہے لیکن افسوس ہے کہ عورتیں اب بھی اسلام کے احکام کو چھوڑ کر (جو سراسر رحمت ہیں) جاہلیت کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب اُم المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملیں اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہوجاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے (کہ اس کی موت ہوجانے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔) (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۸۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! شریعت مطہرہ کی پابندی نہایت ہی ضروری ہے اور اسی میں دنیا وآخرت کی سرخ روئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں شریعت کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چوتھا باب

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مقدس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ. (ترجمہ) مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ (سورۂ نساء، آیت:۳۴)

ایک حاکم کا عہدہ کتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنی حکومت چلا رہا ہے اور اس کی رعایا میں سے کوئی اس سے بغاوت کرے تو اس کی سزا موت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس آیت میں عورتوں پر مردوں کو حاکم قرار دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اگر عورت کے حقوق کی ادائیگی کرتا ہے اور عورت اس کے حکم کے خلاف عمل کرتی ہے تو کل بروزِ قیامت ایسی عورت ضرور بالضرور عذابِ خداوندی کی حق دار ہوگی۔ اس لیے ہر عورت پر فرض

ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھیں! کہ شوہر کو راضی وخوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نیک عورت کون؟

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ. (ترجمہ) نیک عورتیں (خاوند کی) فرماں برداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں (اس کے مال وعزت کی) حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۂ نساء، آیت:۳۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے اس آیت میں نیک عورتوں کی صفت بیان فرمائی کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرماں برداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہیں اور اپنی جانب سے کوئی ایسا عمل نہیں کرتی ہیں جو شوہر کے نقصان یا اس کی عزت پر آنچ آنے کا سبب بنے۔ بیوی پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرماں برداری اور اطاعت کرے اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال ودولت اور عزت وآبرو کی بھی حفاظت کرے۔ اس کی عزت وآبرو کی حفاظت سے مراد یہ بھی ہے کہ اپنی پاک دامنی کی حفاظت کرے۔

شوہر کی ناشکری کی سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَ يَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. (ترجمہ) مجھے جہنم کی آگ دکھائی

گئی، جہنم میں ان عورتوں کی تعداد زیادہ تھی جو ناشکری کرتی ہیں، پوچھا گیا: کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا: خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتیں، اگر تم ساری عمر اُن کے ساتھ احسان کرتے رہو اور صرف ایک دن وہ تم سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہتی ہیں کہ مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں پہنچی۔ (بخاری، جلد اول، ص:۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! عورتوں میں اکثر ناشکری اور شوہروں کی نافرمانی کی عادت پائی جاتی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں سب سے زیادہ وہ عورتیں ہوں گی جو اپنے شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی ہیں۔ لہٰذا ہماری اسلامی بہنوں کو ہمیشہ اپنے شوہروں کی اطاعت و فرماں برداری اور ان کی شکر گزاری کرتی رہنا چاہیے تاکہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے محفوظ ہو سکیں۔

فرشتوں کی لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ حَقَّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِہٖ اِنْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَ هِيَ عَلٰی ظَهْرِ بَعِيْرٍ اَنْ لَّا تَمْنَعَهُ نَفْسَهَا وَ مِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ اَنْ لَّا تَصُوْمَ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطِشَتْ وَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا مَلٰٓئِكَةُ السَّمَاءِ وَ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلٰئِكَةُ الْعَذَابِ حَتّٰى تَرْجِعَ. (ترجمہ) بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے (مقاربت کے لیے) بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لیے اونٹ کی پشت پر ہو اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے، وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے، اگر گئی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب

تک وہ لوٹ کر نہیں آتی۔ (مجمع الزوائد، حصہ چہارم، ص:۳۰۷)

اس حدیث میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے واضح انداز میں شوہر کی اہمیت اور عورت پر اس کے حقوق کو بیان فرمایا ہے کہ ایک عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی عبادت بھی نہیں کر سکتی اور اگر نفل روزہ رکھتی بھی ہے تو ثواب سے محروم رہے گی اور اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے تو جب تک وہ گھر واپس لوٹ کر نہ آجائے اللہ کے معصوم فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی لعنت (اللہ اکبر) وہ فرشتے جو گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہوتے ہیں، جو ہمیشہ اللہ کی اطاعت و فرماں برداری میں مشغول رہتے ہیں وہ جس پر لعنت کر دیں کیا اللہ اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ لہٰذا اسلامی بہنیں اس حدیث سے سبق سیکھیں اور اپنے شوہروں کی قدر کریں، ان کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہ نکالیں اور ہمیشہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتی رہیں تاکہ فرشتوں کی لعنت اور اللہ عزوجل کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

شوہر کی اطاعت لازم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَأَةً اَنْ تُنْقِلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَ مِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ. (ترجمہ) اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ کو سیاہ کر دے اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کر دے تو اس پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ (ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۵۹۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۴۵۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سجدہ بندگی کی ایسی کیفیت کا نام ہے کہ اس سے بہتر عبادت کی کوئی کیفیت ہو ہی نہیں سکتی، سجدہ مسجود کی عظمت شان کا اعلان ہوتا ہے، سجدہ اپنی نیازمندی کا ثبوت ہوتا ہے، سجدہ اپنی عاجزی کا اعلان ہوتا ہے، حالتِ سجدہ میں بندی اپنی مقدس پیشانی اللہ کی بارگاہ میں جھکا دیتی ہے۔ بانیِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ اگر مخلوق میں کسی کو سجدہ کا حکم ہوتا تو وہ عورتوں کو ہوتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور ایک حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مردوں کا حق عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو سیاہ اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کر دے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عورتوں پر شوہروں کی فرماں برداری کس حد تک لازم ہے کہ کتنا دشوار کام ہے پہاڑ کے رنگ کو تبدیل کرنا۔ اس حدیث سے ان عورتوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو اپنے شوہروں کی قدر نہیں کرتیں اور ان کی حکم عدولی کرتی ہیں۔

اللہ کا حق ادا نہ ہوا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا. (ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، عورت خدا کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے۔

(ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۵۹۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت کو کتنے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو گویا اس نے اللہ کے حقوق کو پامال کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کے لیے نفل نماز سے بہتر شوہر کی خدمت ہے کہ اگر کوئی عورت شوہر کی خدمت ترک کر کے نفل نماز میں مشغول رہتی ہے تو اس کا یہ نماز پڑھنا کچھ سودمند نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی عبادت کرے تو گنہگار ہوگی۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار رہوئی اور بدون اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں، اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا اگرچہ شوہر ظالم ہو، فرمایا اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ (کنز العمال، حصہ ششدہم، ص:۱۴۴)

شوہر کی اطاعت کا صلہ جنت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَۃُ خَمْسَھَا وَ صَامَتْ شَھْرَھَا وَ حَفِظَتْ فَرْجَھَا وَ اَطَاعَتْ زَوْجَھَا قِیْلَ لَھَا ادْخُلِیْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتِ. (ترجمہ) عورت جب پانچوں نماز پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔ (مجمع الزوائد، جلد چہارم، ص:۳۰۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا میں ہم جب بھی کوئی نیکی کرتی ہیں تو ہمارے دل میں جنت پانے کی تمنا رہتی ہے اور اس حدیث میں عورت کے لیے ایسی نیکیوں کا ذکر ہے کہ اگر کوئی عورت ان نیکیوں کی پابند ہو تو اس کے لیے جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔

نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی نیکی بلند نہیں ہوتی۔ بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے آپ کو ان کے قابو میں نہ دے دے، وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ یازدہم، ص:۱۶۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ خواہ وہ کتنی ہی نیکی کیوں نہ کریں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی نیکیاں غیر مقبول اور کل قیامت کے دن ان کی نیکیاں ان کے منہ پر ماردی جائیں گی۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کے دلوں کو تکلیف پہنچاتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا کہ ان کی کی ہوئی ساری نیکیاں برباد اور غیر مقبول ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا عورتوں کی ذمے داری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کریں تا کہ ان کے اعمال مقبول ہو سکیں اور کل بہ روزِ قیامت شرمندگی سے بچ سکیں۔ دنیوی اعتبار سے بھی شوہروں کی ناراضگی باعثِ ضرر ہے۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کی زندگی چین وسکون سے محروم ہو جاتی ہے اور آئے دن گھر میں

جھگڑا، لڑائی ہوتی رہتی ہے اور زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا عورتیں اگر اپنی ذمے داریوں کا احساس کریں اور اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں تو ان کی دنیوی زندگی بھی سنور جائے گی اور آخرت میں بھی اجر وثواب کی مستحق ہو سکیں گی۔

مردوں کے حقوق کی تفصیل

صاحب تفسیر نعیمی تحریر فرماتے ہیں: مرد کے بھی عورت پر کچھ شرعی حقوق ہیں جس کے ادا نہ کرنے پر مرد عورت کا خرچہ بند کر سکتا ہے۔ (۱) عورت کو ضروری ہے کہ مرد کو اپنے پر قابو دے بہ شرطیکہ کوئی شرعی خرابی حیض وغیرہ نہ ہو۔ (۲) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے بے اجازت اس کے گھر سے نہ جائے۔ (۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے گھر میں اسے نہ آنے دے جس کے آنے سے شوہر ناراض ہے۔ یہ حقوقِ شرعی تھے۔

رہے حقوقِ اخلاقی وہ بے شمار ہیں۔ عورت مرد کے لیے کھانا تیار کرے، بہ وقتِ ضرورت اس کے کپڑے سلے اور دھوئے بلکہ ہر طرح اسے راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے گھر کو آراستہ رکھے، اس کی رضا کے لیے بناؤ سنگار کرے، اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے اور نفلی نماز میں مشغول نہ ہو غرض کہ اس کی ہو کر رہے۔

ڈاکٹر لازنس کا خدشہ

سڈنی کے ایک مشہور عالم نفسیات اور نجومی ڈاکٹر لازنس نے کہا کہ دنیا میں پاگل پن کی سب سے بڑی وجہ جھگڑالو بیویاں ہیں، کسی نے اس حقیقت کی تفصیل چاہی تو ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اڑتالیس فیصد پاگل مرد اپنی جھگڑالو بیویوں کی وجہ سے پاگل ہوئے ہیں، کیوں کہ مرد حساس ہوتے ہیں اس لیے وہ نہ تو اپنی بیویوں کو زدوکوب کرتے ہیں اور نہ ہی جھڑکتے ہیں جس کا لازمی اثر ذہنی پریشانیوں کی صورت میں ان پر پڑتا ہے۔ پھر انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ آئندہ بیس سال کے اندر چالیس فی صد شوہر اپنی بیویوں کے ہاتھوں پاگل ہو

جائیں گے۔ (ماہِ طیبہ، جولائی ۱۹۶۳ء)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عورت کی تخلیق شوہر کی تسکین کی خاطر ہوئی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں وحشت محسوس ہوتی تھی تو اللہ عزوجل نے ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا تاکہ ان کی وحشت ختم ہو جائے۔ اسی طرح نکاح کا حکم بھی اسی لیے ہے تاکہ مرد سکون کی زندگی گزار سکیں چنانچہ خود اللہ رب العزت نکاح کے مقصد کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے "لِتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا" تاکہ تم ان (عورتوں) سے سکون حاصل کر سکو۔ مگر آج کے دور میں عورت طرح طرح کی بے جا فرمائشوں اور مردوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی وجہ سے ان کے سکون کے غارت ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کی تخلیق تو اس لیے ہوئی تھی کہ مرد دن بھر کا تھکا ہارا شام کو جب گھر واپس آئے تو عورت کی مسکراہٹ اس کے دن بھر کی تھکان کو دور کر دے مگر آج حال یہ ہو گیا ہے کہ مرد دن بھر تھکا ہارا جب گھر واپس آتا ہے اور عورت کی فرمائشوں کو پورا کرنے میں اگر ذرا بھی کمی رہ جاتی ہے تو وہ اپنے شوہر پر برس پڑتی ہے۔

یاد رکھیں! شوہر کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے اور شوہر کی خوشنودی جنت کے اعزاز کا باعث ہے لہٰذا ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کریں اور اگر ان سے تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی بھی ہو جائے تو خدا کے واسطے جھگڑا لڑائی سے گریز کرتے ہوئے محبت ونرمی کے ساتھ ان سے اپنے حقوق طلب کیا کریں کہ اس سے شوہر کے دل میں آپ کے لیے محبت کا گوشہ بھی باقی رہے گا اور آپ کے حقوق بھی مل جائیں گے اور خدا کی رضا بھی آپ کو حاصل ہوگی اور اگر کوئی جھگڑا لڑائی پر آمادہ ہو جائے گی تو شوہر کا ذہنی سکون بھی ختم ہو جائے گا اور خدا کی ناراضگی بھی ہاتھ آئے گی۔

ان چیزوں کا لحاظ کریں

اے خاتون جنت کی کنیزو! جب تک شادی نہیں ہوتی عورت اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور ذمے داریاں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق وفرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لیے بہت ہی ضروری ہے۔

بیویوں پر شوہروں کے حقوق بہت ہیں مگر ان میں سے درجِ ذیل چند چیزیں بہت زیادہ قابلِ لحاظ ہیں:

☆ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے، نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

☆ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان، مال اور سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

☆ شوہر کا مکان اور مال وسامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور وہ خدا کے عذاب کی مستحق ہوگی۔

☆ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصًا شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لیے بہت بڑا فریضہ ہے۔

☆ عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی پر خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

قسم پوری کردی

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام رحمت تھا، یہ آپ کی بڑی فرماں بردار تھیں، حضرت ایوب علیہ السلام جب بیمار ہوئے، تمام جسم شریف پر آبلے پڑ گئے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر آپ کی بیوی نے آپ کو نہ چھوڑا، وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت کئی سال تک رہی۔ ایک روز آپ بازار گئیں تو راستے میں شیطان طبیب بن کر لوگوں کا علاج کر رہا تھا اور اعلان کر رہا تھا کہ میرے پاس ہر مرض کا علاج ہے۔ بی بی رحمت نہ جان سکیں کہ یہ شیطان ہے، اپنے مقدس شوہر کے غم میں ان کا علاج دریافت کرنے کو اس کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ میرے شوہر بیمار ہیں اور یہ یہ انہیں شکایت ہے۔ شیطان نے اسی غرض کے لیے تو طبیب کا بھیس بدلا تھا۔ بی بی رحمت سے کہنے لگا کہ میں ان کا علاج کر سکتا ہوں، وہ بالکل اچھے ہو جائیں گے مگر شرط یہ ہے کہ جب وہ اچھے ہو جائیں تو مجھ سے اتنا کہہ دیں کہ تو نے مجھے شفا دیا ہے، بس میری فیس صرف یہی ہے اور کچھ نہیں۔ بی بی رحمت خوشی خوشی گھر آئیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام جان گئے کہ یہ طبیب کے بھیس میں شیطان ہے۔ آپ غصے میں آ گئے اور جلال میں آ کر فرمایا: تم اس کے پاس کیوں گئیں؟ میں اچھا ہو گیا تو بہ خدا تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ پھر آپ جب اچھے ہو گئے تو جبریل امین حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کی بیوی نے آپ کی بڑی خدمت کی ہے اور آپ نے اسے سو کوڑے مارنے کی قسم فرما رکھی ہے۔ اب اس قسم کو یوں پورا کیجیے کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لیجیے جس کی سو شاخیں ہوں، اسے ایک دفعہ مار دیجیے، آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اسی واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں اس طرح بیان فرمایا: خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَ لَا تَحْنَثْ. (ترجمہ) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (سورۂ ص، آیت: ۴۴) چنانچہ آپ

نے ایسا ہی کیا اور آپ کی قسم پوری ہو گئی۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خاوند کی خدمت و اطاعت سے خدا خوش ہوتا ہے، عورتوں کو حضرت بی بی رحمت کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت میں کمر بستہ رہنا چاہیے۔ دیکھیے یہ شوہر کی خدمت کا اعزاز تھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے سو کوڑے مارنے کی قسم کھالی تھی مگر شوہر کی خدمت کی برکت سے اللہ عزوجل نے کس قدر آسان انداز میں حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم کو پورا بھی فرما دیا اور ان کی بیوی کو سو کوڑے کھانے سے بھی بچا لیا۔ جو عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت کرنے لگیں تو اللہ عزوجل اسی طرح آسانی کے ساتھ انہیں جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات عطا فرما دے گا۔

جو خواتین اپنے شوہروں کی تکلیف پہنچاتی رہی ہیں ان سے میری گزارش ہے کہ آج ہی اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں، اپنے شوہروں سے معافی مانگیں اور ان کی خوب خدمت کریں، اس قدر کہ ان کا دل جیت لیں۔ یقیناً اگر آپ نے ایسا کیا تو زندگی بھی خوش گوار ہو جائے گی اور اللہ عزوجل کی رضا مندی بھی حاصل ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنائے۔

آمین بجاه النبی الکریم علیه افضل الصلوٰة و التسلیم

☆☆☆

پانچواں باب

والدین کے حقوق

رب قدیر جل جلالہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی تعظیم وتوقیر، ان کی اطاعت وفرماں برداری اور ان کی خدمت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ سورۂ اسرا میں خدائے وحدہٗ لاشریک ارشاد فرماتا ہے: وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○ وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ○ (ترجمہ) اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان

سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (سورۂ اسرا، آیت ۲۳)

ایک جگہ اور ارشاد فرماتا ہے: وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ ۟ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا. (ترجمہ) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۸۳)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ ۚ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَہۡنًا عَلٰی وَہۡنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ ؕ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ ○ وَ اِنۡ جَاہَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡہُمَا وَ صَاحِبۡہُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّ اتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○ (ترجمہ) اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔ (سورۂ لقمان، آیت: ۱۴-۱۵)

ایک جگہ یوں ارشاد فرماتا ہے: وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا. (ترجمہ) اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (سورۂ نسا، آیت: ۳۶)

ایک اور مقام پر اس طرح فرماتا ہے: قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَ

الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ط وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ o (ترجمہ) تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۱۵)

ایک مقام پر اس طرح فرماتا ہے: وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْناً ط وَ اِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا ط اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o (ترجمہ) اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان، میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتادوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے۔
(سورۂ عنکبوت، آیت:۸)

یہ آیت اور سورۂ لقمان نیز سورۂ احقاف کی آیتیں حضرتِ سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بہ قول ابن اسحٰق حضرتِ سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا تو نے یہ کیا نیا کام کیا؟ خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں نہ کھاؤں نہ پیئوں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لیے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی، اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا، چاہے

مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مایوس ہوگئی کھانے پینے لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔ (خزائن العرفان)

حضرتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصًا اور باقی جملہ اہل اسلام کو عمومًا تاکید فرمائی کہ ماں باپ کے ساتھ احسان و مروت کرو اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرو اور شرک اور نافرمانیٔ شرع کے سوا باقی جن اُمور میں وہ راضی ہوں، انہیں راضی کرو۔ ہاں جب وہ شرک کا یا خلاف شرع کسی کام کا حکم کریں تو ان کا کہنا نہ مانو۔

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ؎

چون نبود خویش را دیانت وتقویٰ — قطعِ رحم بہتر از مودّتِ قربیٰ

یعنی جب رشتہ داروں میں دیانت وتقویٰ نہ ہو ایسے رشتہ داروں سے قطع رحمی ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمانِ خداوندی ہے: وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا ط حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّ وَضَعَتْہُ کُرْھًا ط وَ حَمْلُہٗ وَ فِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا o (ترجمہ) اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے، اسے جنی تکلیف سے۔ (سورۂ احقاف، آیت:۱۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض زندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زوردار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالے کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بعد والدین کی خدمت اور دل جوئی کی طرف توجہ مبذول کرائی جارہی ہے۔

اس آیت میں اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور ہر

طرح سے دل جوئی کا حکم بار بار دیا جا رہا ہے۔ بہ ایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلے میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحمِ مادر میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے، نیند، بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے، دودھ پلانا، صبح و شام اس کی نگہداشت کرتی رہنا، بیماری کی صورت میں رات رات اس کو گود میں اٹھائی رکھنا، اس کی آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کر دینا صرف ماں کا حصہ ہے۔ ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ آپ اس کی مزید تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گی۔ (ان شاء اللہ)

اللہ کی رضا والدین کی رضا میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رِضَی الرَّبِّ فِیُ رِضَی الْوَالِدَیْنِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِیُ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ۔ (ترجمہ) اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۰۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کو راضی کرنے کا ایک طریقہ بتا دیا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ تم سے خوش ہو جائے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو خوش رکھو، ماں باپ کو خوش رکھنا اور ان کو راضی رکھنا کوئی مشکل بات

نہیں ہے۔ بہت سی عورتیں ساری دنیا کو خوش رکھنے کی فکر میں تو لگی رہتی ہیں لیکن والدین کے معاملہ میں نہایت ہی لا پرواہ ہوتی ہیں، انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ والدین کی ناراضگی درحقیقت اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے اور ان کو خوش کرنا دراصل اللہ کو خوش کرنا ہے اور جس سے اللہ راضی ہو جائے اس کو دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل ہو جائیں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو اپنے والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین اولاد کے لیے جنت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! والدین کا اولاد پر کیا حق ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ۔ (ترجمہ) وہ دونوں تیری جنت یا دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کو ''جنت یا دوزخ ہیں'' فرما کر اپنی اُمّت کو خبردار کر دیا کہ والدین تمہارے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، جس طرح دنیا میں وہ تمہاری راحت کا ذریعہ ہیں کہ تمہاری پیدائش سے پہلے تمہارے لیے گھر، رزق، علاج و معالجہ، نگہداشت وغیرہ ان ساری چیزوں کا انتظام کرتے ہیں اسی طرح اگر تم ان کی خدمت کرو، ان کا خیال رکھو، ان کو خوش رکھو تو یہ تمہارے لیے حصولِ جنت کا ذریعہ بن جائیں گے اور اگر تم نے ان کو ناراض رکھا تو ان کی ناراضگی سے ان کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ احسان فراموشی کے بدلے میں تم جہنم کی حق دار بن جاؤ گی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم والدین کو خوش کر کے ان کی خدمت کر کے جنت کی حق دار بنیں۔

ماں کے قدموں میں جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں، آپ کی خدمت میں مشورے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری والدہ ہیں؟ عرض کیا: ہاں، والدہ ہیں۔ فرمایا: فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا. اپنی والدہ کی خدمت کرو جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۳۸۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جہاد یقیناً بہت بڑی عبادت ہے لیکن اگر ماں گھر میں موجود ہے اور اس حال میں ہے کہ اس کو خدمت کے لیے اولاد کی ضرورت ہے تو اولاد کو چاہیے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے۔ جس طرح اللہ کی راہ میں جان دے کر جنّت مل سکتی ہے اسی طرح اگر کوئی اپنی ماں کی خدمت کے لیے اپنا مال، وقت اور اپنی قوت خرچ کرے تو اللہ اسے جنّت عطا فرمائے گا۔ اگر ماں باحیات ہو تو روز اس کے قدموں کو چوم کر جنّت کی چوکھٹ کے چومنے کا مزہ لیتی رہو۔ اللہ ہم سب پر والدہ کا سایہ دراز تر فرمائے۔

ماں باپ کا دیدار حج مقبول کے برابر

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً. ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی محبّت کی نظر سے والدین کو دیکھے تو ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنے والدین کی زیارت دن میں سو بار کرے تو؟ فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَطْيَبُ. (ترجمہ) اللہ بہت بڑا ہے اور نہایت ہی تقدس والا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۳۸۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ماں باپ کے دیدار کی فضیلت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ محبت بھری ہر نظر پر اللہ عزوجل ایک حج مقبول کا ثواب عطا فرمائے گا۔ حج مقبول کی جزا سوائے جنت کے کیا ہو سکتی ہے؟ اگر حج مقبول ہو گیا تو بندی گناہوں سے ایسی پاک ہو گئی جیسے آج ہی اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوئی ہو۔ گویا ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنا گناہوں سے چھٹکارے اور حصول جنت کا ذریعہ ہے۔ کاش ہمیں والدین کی اہمیت سمجھ میں آجائے اور ان کی خدمت کر کے ہم دارین کی بھلائیاں حاصل کر لیں۔

والد کی دُعا

ماں باپ اولاد کے لیے بارگاہ خداوندی میں جو بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ. (ترجمہ) والد کی دعا اولاد کے لیے، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

(ابوداؤد شریف، حصہ دوم، ص:۸۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک باپ جو بھی دعا اپنی اولاد کے لیے کرے گا اس میں ریا کا دخل نہیں ہوگا بلکہ دل سے دعا کرے گا اور جو دعا دل سے ہو وہ بارگاہِ صمدیت میں مقبول ہوتی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا باپ ہو جو اپنے بچوں کے لیے اخلاص نہ رکھتا ہو، ہر باپ کے لیے اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہوا کرتی ہے، باپ بڑے نازوں سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان کے لیے مصیبتیں برداشت کرتا ہے۔ جو اولاد جوان ہو کر اپنے آپ کو والد کی شفقتوں اور دعاؤں سے بے نیاز سمجھنے لگتی ہے انہیں احساس دلایا جا رہا ہے کہ جس طرح بچپن میں تمہارے باپ تم پر شفیق تھے ویسے آج بھی ان کی دعا تمہارے لیے نہایت ہی اہم ہے اگر آج وہ تمہاری خدمت نہیں کر سکتے تو کوئی بات نہیں تم ان کی خدمت کر کے ان سے دعا لو، ان کی دعا تمہاری بگڑی بنا دے گی۔

ماں کا حق زیادہ ہے

باپ کے مقابلے میں ماں کے احسانات زیادہ ہیں اس لیے پروردگارِ عالم نے ماں کا حق باپ سے زیادہ متعین کیا ہے اور ماں کے ساتھ خصوصی حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر سوال کیا: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میری خدمت کا مستحق کون ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، اُس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، سائل نے عرض کیا پھر کون؟ ارشاد ہوا: تیری ماں۔ دریافت کیا اس کے بعد؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا باپ۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ ہشتم، ص:۲، مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۱۹۷۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک سے ماں کی فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں ماں کی کتنی عظمت اور کتنا بلند مقام ہے؟ سائل نے ایک ہی سوال چار مرتبہ دہرایا کہ میری خدمت کا زیادہ مستحق کون ہے؟ تین مرتبہ زبان نبوی سے جواب ملتا ہے وہ ''ماں'' ہے اور چوتھی مرتبہ زبان نبوی پر آتا ہے کہ وہ ''باپ'' ہے۔

غور کیجیے! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسان اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ماں کو قرار دیا اور چوتھی دفعہ باپ کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھاتی ہے اور جننے کی تکلیف ومشقت برداشت کرتی ہے، پھر دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ یہ دودھ کیا ہے؟ درحقیقت اس کا خون ہے جو بچے کو خوشی خوشی پلاتی ہے پھر اپنے پاس سُلاتی اور اس کا پیشاب اور سنڈاس صاف کرتی ہے، اگر بچہ بستر پر پیشاب کردے تو گیلی جگہ پر خود سوتی ہے اور بچے کو خشک جگہ سُلاتی ہے، ساری ساری رات اس کی بیماری کا غم سہتی ہے اور ہزارہا تکالیف

برداشت کرتی ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ اسلام نے والدہ کا حق اولاد پر زیادہ رکھا ہے۔

محبوبۂ محبوبِ ربُّ العلمین، زوجۂ رسول، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ''عورت پر کس کا حق زیادہ ہے؟ فرمایا: اس کے خاوند کا پھر میں نے عرض کیا: مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا: اس کی والدہ کا۔ (المستدرک للحاکم، حصہ چہارم، ص:۱۶۷)

امامِ اہلِ سُنّت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خاں مُحدِّث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ''اِس زیادت کا معنیٰ یہ ہے کہ خدمت دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے، مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانعِ تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے اور ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے اور اگر اتفاق سے خدانہ خواستہ دونوں میں تنازعہ ہو تو ماں کا ساتھ دے کر باپ کو تکلیف نہ دے یا اس پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرے اور نہ ہی اس (باپ) کی شان میں کوئی بے ادبی کرے۔ کیوں کہ یہ سب باتیں حرام اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تو اس جھگڑے کی صورت میں اسے ماں باپ میں سے کسی کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اولاد کو چاہیے کہ ایسے حالات میں نمازوں کی پابندی کر کے رب کی بارگاہ میں ان کی صلح کی دعا کرے۔

اگر کوئی ماں چاہتی ہے کہ بیٹا باپ کو کسی طرح تکلیف پہنچائے اور بیٹا نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے اس صورت میں بیٹے کو ماں کی بات نہ ماننے میں کوئی گناہ بھی نہیں کیوں کہ باپ کو تکلیف دینا اللہ کی نافرمانی ہے۔ وہ ناراض ہوتی ہے تو ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملے میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے

کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم وآقا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد:۲۴،ص:۳۸۹)

ماں کی ممتا

ماں کو اپنی اولاد سے بے حد محبت ہوتی ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہے لیکن اولاد کو کوئی تکلیف پہنچے تو برداشت نہیں کر سکتی، ماں کو اپنی اولاد جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں کسی صحابی نے کسی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چاہا کہ اپنا بچہ بھی لے لیں۔ ماں کا برا حال تھا، ایک تو شوہر کے چھوٹنے کا صدمہ دوسرے یہ غم کہ یہ جگر کا ٹکڑا غم غلط کرنے کا سہارا بھی چھن جائے گا۔ غم سے نڈھال، پریشان حال، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی بپتا (داستانِ غم) بڑے ہی درد بھرے الفاظ میں سنائیں۔ ''اے اللہ کے رسول! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور میں ان کی سرپرستی سے محروم ہوگئی اے اللہ کے رسول! اب وہ مجھ سے میرے اس ''ننھے'' کو چھیننا چاہتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! میں اس صدمے کو کیسے برداشت کروں گی؟ رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرعہ اندازی کرلو، باپ نے آگے بڑھ کر کہا یارسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے۔ میرے بچے کا بھلا اور کون دعوے دار ہو سکتا ہے؟ آپ نے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: بیٹے تم جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو، لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکے کی ماں سے فرمایا: جاؤ جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم سے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ (اسلام اور احترام والدین)

ماں کے کلیجے سے ممتا بھری آواز

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک بدکار عورت پر عاشق ہوگیا اور اس نے اس سے

شادی کرنے کا خیال ظاہر کیا اس بدکار عورت نے یہ شرط رکھی کہ اگر تم اپنی ماں کا سینہ چاک کر کے اس کا کلیجہ میرے پاس لاؤ تو میں شادی کے لیے راضی ہوں۔ وہ بدبخت انسان اس بدکار عورت کے دام فریب میں آ کر ایک رات اپنی ماں کو چھری سے ہلاک کر کے، سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر اس بدکار عورت کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے۔ راستے میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے اور ہاتھ سے کلیجہ بھی دور جا گرتا ہے تو اس کلیجہ سے آواز آتی ہے بیٹا! کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟ یہ ہے ماں کی محبت جس کی مثال نہیں ملتی کہ مرنے کے بعد بھی اپنی اولاد کی تکلیف کو گوارا نہیں کرتی۔

ماں کا حق

ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے۔ ساتویں حج پر خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: جب تو بچہ تھا اور سردی سخت تھی تو ماں کے پاس سو رہا تھا، تو نے پاخانہ کر دیا، تیری ماں نے بستر اٹھا کر دھویا۔ غریبی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا، تیری ماں اسی گیلے بستر پر کڑکتی سردی میں لیٹ گئی اور تجھ کو رات بھر اپنے سینے پر لٹائے رکھا، تو کہتا ہے حق ادا ہو گیا، اے نادان! ابھی تو تو اس ایک رات کا بھی حق ادا نہیں کر سکا۔ (تعلیم الاخلاق)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ایک راستے میں ایسے گرم پتھروں پر کہ گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب بن جاتا میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا اب اس کا حق ادا ہو گیا؟ رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، حصہ اول، ص:۱۶۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہماری ولادت کے وقت درد کے جو جھٹکے ماں نے

برداشت کیے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس درد کی اہمیت کو بیان فرما رہے ہیں اور صحابیِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پر قربان جایئے کہ چھے میل تک کندھے پر اُٹھا کرلے جارہے ہیں اور وہ بھی سخت چلچلاتی دھوپ میں کہ کاش میری والدہ کا حق ادا ہوجائے! لیکن رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خدمت کی اہمیت اور ماں کے درد، دونوں کا مقام بتا رہے ہیں تا کہ ہر اولاد اپنی ماں کے درد اور تکلیف کو محسوس کرے اور پوری زندگی ان کے قدموں سے لپٹی رہے اور حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ ربِّ قدیر جل جلالہ ہم سب کو اپنی والدہ کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے ساتھ سلوک

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۱۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس واقعہ سے ماں کی عظمت وحرمت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا گناہ کرلے تو اس کے عذاب سے بچنے اور خدا کو راضی کرنے کی صورت پیارے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور یہ خدا کی خاص رحمت ہے کہ اگر ماں دنیا سے کوچ کرگئی ہو تو ماں کی بہن یعنی خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرکے اپنی آخرت سنواری جاسکتی ہے۔ اس سے قرابت داروں سے حسنِ سلوک کی اہمیت بھی سمجھ میں آتی ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: میں نے مقام ''جِعْرانہ'' میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے۔ اِتنے میں ایک خاتون آئیں اور نبیِ کریم کے بالکل قریب چلی گئیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ہیں انہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

(ابوداؤد شریف، حصہ چہارم، ص:۳۴۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ اللہ عزوجل نے سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جو چیز نفس کے لیے آسان ہے اُسے ہم اختیار کرلیتی ہیں اور جو چیز نفس پر گراں ہے اسے ہم چھوڑ دیتی ہیں اور بہانہ بازی شروع کردیتی ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضاعی ماں کا احترام اور خدمت کا انداز بتا رہے ہیں۔ رضاعی ماں کون ہے؟ اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم حقیقی ماں کے ساتھ بُرا سلوک کرتی ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دستور العمل میں تبدیلی لائیں اور اپنی والدہ کی خدمت کرکے ہمیں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کریں۔

ماں کے قدم کو بوسہ دینے کی فضیلت

ایک روز ایک شخص نے حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ مَیں نے رات کو خواب میں آپ کی داڑھی یاقوت اور جواہر سے مُرصّع دیکھی ہے۔ حضرت ابواسحٰق علیہ الرحمہ فرمانے لگے، تو نے سچ کہا، رات کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے یہ اس کی برکت

ہے۔ پھر ایک حدیث پاک سنائی کہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں
''اللہ نے لوحِ محفوظ پر یہ لکھ دیا ہے: اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا مَنْ رَضِیَ وَالِدَاہُ فَاَنَا
عَنْہُ رَاضٍ . (ترجمہ) میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس کسی کے
والدین اس سے راضی ہیں میں بھی اس سے راضی ہوں۔

(نزہۃ المجالس عربی، جلد اول، ص:۱۹۸، ناشر: المکتبۃ الکاستلیۃ، مصر)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حکایت اور حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی
ہے کہ ماں کا قدموں کے بوسہ لینا نہایت ہی سعادت مندی کا کام ہے اور ربِّ قدیر نے لوحِ
محفوظ پر اپنے معبود برحق ہونے کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر فرمادیا کہ والدین کی خدمت
کرنے میں بہ ظاہر ان کی رضامندی حاصل ہورہی ہے لیکن درحقیقت ان کی رضامندی میں
اللہ عزوجل کی رضامندی پوشیدہ ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ والدین کی رضا وخوشنودی حاصل
کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

والدہ کی خدمت کا صلہ

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت ترین سردی کی
راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا۔ جب پانی لایا تو والدہ ماجدہ سو
چکی تھیں، میں نے ادباً جگانا پسند نہ کیا اور بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا، جب بیدار ہوئیں تو
انھوں نے پانی مانگا، میں نے پیالہ پیش کردیا میری انگلی پر ایک قطرہ پانی گرا اور سردی کی
شدت سے وہ جم گیا، میں نے اتارنا چاہا تو ماس اکھڑ پڑا اور خون جاری ہوگیا۔ والدہ ماجدہ
نے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے تمام ماجرا بیان کردیا۔ آپ دعا فرمانے لگیں الٰہی! میں
اس پر راضی ہوں تو بھی راضی رہ۔ آپ جب اپنی والدہ کے شکمِ مبارک میں تھے تو انہوں نے
کبھی مشتبہ کھانا نہ کھایا تھا۔

حضرت بایزید بسطامی مزید فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا کہ والدہ ماجدہ نے مجھے
بلایا اور اپنے ساتھ سُلایا۔ میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دیا جو سُن ہوگیا، میں
نے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا تاکہ والدہ کی نیند اور آرام
میں خلل واقع نہ ہو، اُس دوران میں سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس ہزار مرتبہ
میں نے ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھا اور والدہ کے حق کی محافظت کے لیے اپنے ہاتھ سے بے
نیاز ہوگیا (یعنی پھر میں اس ہاتھ کے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا) آپ کے
وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے
ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں محوِ پرواز ہیں، پوچھا گیا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا؟ فرمایا
والدین کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر واستقامت کی وجہ
سے، کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین اور ربُّ العلمین کا
فرماں بردار ہوگا اس کا مقام اعلیٰ عِلّیّین میں ہے۔ (نزہۃ المجالس عربی، جلد اول، ص:۱۹۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جنت میں رفاقت

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تالیف ''کتاب المنتظم فی تواریخ
الامم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی الٰہی! مجھے میرا رفیقِ جنت
دنیا ہی میں دکھا دے۔ ارشاد ہوا فلاں شہر جائیے، وہاں فلاں قصاب سے ملاقات کیجیے، وہی
تمہارا جنت کا ساتھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے، اس نے آپ کو دیکھتے
ہی عرض کیا: اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کروگے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، وہ اپنے گھر
لے گیا، اس نے آپ کے سامنے کھانا چُنا، جب کھانے لگے تو وہ ایک لقمہ خود اٹھاتا اور دو لقمے
قریب ہی پڑی زنبیل میں ڈال دیتا، اسی اثنا میں دروازہ کھٹکا وہ اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے زنبیل میں دیکھا کہ اس کے والدین نہایت بوڑھے اور نحیف ترین حالت میں

ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مسکرائے پھر آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہی فوت ہوگئے۔

وہ نوجوان واپس پلٹا، زنبیل میں دیکھا کہ اس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ مسکرایا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور آپ پر ایمان لے آیا، کہنے لگا: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں آپ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ کہا: یہ دونوں جو اس زنبیل میں ہیں میرے ماں باپ ہیں یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انہیں اکیلے نہیں چھوڑتا تھا، جہاں جاتا ساتھ لیے پھرتا جب تک انہیں کھلا پلا نہ لیتا خود نہیں کھاتا تھا، جب یہ شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیتے تو روزانہ دعا فرماتے ''الٰہی! ہمارے اس بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک تیرے کلیم کی زیارت نہ کر پائیں''۔ آپ نے فرمایا: اے جوان پھر تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا تیرے حق میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول، ص:۱۹۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! والدین کی دل سے خدمت کرنے کا صلہ کیا کیا ملتا ہے؟ کتنے صاحب عقل تھے وہ والدین جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت کی دعا اپنی اولاد کو دی، دراصل والدین کے دل سے دعا کا ازخود نکلنا یہ موقوف ہے ان کی خوشنودی اور ان کی خدمت پر۔ قصاب کو حضرت کلیم کی دعوت میں بھی والدین کی بھوک کا خیال تھا اور اس قصاب نے اپنے والدین کے لیے اس کھانے میں سے کچھ حصہ رکھا اور ان کو پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم علیہ السلام کا اسے جنت کا ساتھی بنا دیا۔ مولیٰ تعالیٰ سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے باہر نکلے، چلتے چلتے

تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم! اس پہاڑ کی وادی میں اطراف واکناف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے۔ اس سے سواری طلب کریں، آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا، جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے کہا: اے بندۂ خدا! مجھے سواری چاہیے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا، اُس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہنچا دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے کلیم! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا؟ سنیے! یہ مرتبہ میں نے اسے ماں کی خدمت کے صلے میں دیا، اس کی ماں نے بوقتِ اجل دعا مانگی تھی الٰہی اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اِس لیے تیرے حضور میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے اسے عطا فرمانا۔ اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمیں پر اُلٹ دینے کی بھی درخواست کرے تو منظور کرلوں گا۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول، ص:۱۹۷-۱۹۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزَّ وجلَّ اولاد کے حق میں ماں کی دعا کو کس طرح قبول فرماتا ہے، اس کا اندازہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے بخوبی لگا لیا ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ خاتون جو والدین کی خدمت کر کے مولیٰ عزَّ وجلَّ کی رحمتوں اور نعمتوں کی حق دار بنتی ہے۔

عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: مَنْ بَرَّ وَالِدَیْہِ طُوْبیٰ لَہٗ زَادَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ عُمُرِہٖ.

(ترجمہ) جو ماں باپ کی تابع داری کرے اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

(الترغیب والترہیب حصہ چہارم، ص:۱۷۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی عمر بڑھ جائے اور اس کے لیے طرح طرح کی دوائیں استعمال کی جارہی ہیں، مختلف قسم کی دعائیں پڑھی جارہی ہیں،

لیکن تاجدار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ارشاد فرمادیا کہ والدین کی اطاعت وفرماں برداری سے اللہ عزوجل عمر میں برکتیں عطا فرماتا ہے تو اس پر ہر صاحب ایمان کو یقین کر کے والدین کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی عمر میں برکت کا سامان کرنا چاہیے۔ لہٰذا جس کسی کو اپنی عمر میں برکت اور کامیابی درکار ہو اسے چاہیے کہ والدین کی تابع داری وفرماں برداری کرے۔

حضرت وَہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنے والدین کا احترام کیا کرو اس لیے کہ جو والدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں اور اسے ایسی اولاد عطا کرتا ہوں جو اس کی فرماں برداری کرے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے اُس کی عمر کم کر دیتا ہوں اور اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس سے اس کا باپ اس کے مال واسباب چھین لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے باپ کو بلایا تو وہ لاٹھی کے ذریعہ چلتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ جب یہ کمزور اور میں قوی تھا اور میں دولت مند اور یہ فقیر تھا تو میں اسے مال واسباب سے نہیں روکتا تھا۔ اب میں ضعیف اور یہ قوی اور یہ دولت مند اور میں فقیر ہوں لیکن مجھ سے اپنے مال سے متعلق بخیلی کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے کی بات سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ تیری بات جس پتھر اور ڈھیلے نے سنی سب روئے، اس کے بعد اس شکایت کرنے والے نوجوان کو فرمایا: تو اور تیرا تمام مال تیرے باپ کا ہے۔

(تفسیر روح البیان عربی، جلد پنجم، ص:۱۴۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمیں کبھی بھی اپنے بچپن کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ ذرا

سوچو کہ جب ہم چھوٹی تھیں تو کتنی کمزور و ناتواں تھیں، کوئی کام خود نہ کر سکتی تھیں اور نہ اپنی آرزوؤں کی تکمیل خود سے کر پاتی تھیں۔ اس وقت ہمارے والدین ہی ہماری آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کے لیے جد و جہد اور قربانیاں دیتے رہے، اب اگر وہ بڑھاپے میں کمزور ہیں تو ہماری ذمے داری ہے کہ ہم ان کی آرزوؤں کی تکمیل میں کوتاہی نہ کریں، آخر ہمیں بھی تو بڑھاپے کا منہ دیکھنا ہے۔ آج جب ہم والدین کے بڑھاپے میں ان کا خیال رکھیں گی تو ان شاء اللہ جب ہم بڑھاپے کو پہنچ جائیں گی تو ہماری اولاد بھی ہمارا خیال رکھے گی۔

والدین کی نافرمانی کا انجام

والدین کی نافرمانی یہ ہے کہ ان کی اطاعت وفرماں برداری نہ کی جائے، ان کے حقوق ادا نہ کیے جائیں اور ایسے کام کیے جائیں جو ان کو ناراض کرنے والے ہوں اور ان کو ایذا پہنچائی جائے خواہ اُف کہہ کر یا تحقیر کی نظر سے دیکھ کر یا ان کی اہانت کے ذریعہ ہو، اللہ کے مقدس کلام، قرآن مجید میں نافرمانی کے بارے میں بڑی ہی سختی سے منع فرمایا گیا ہے کہ اُن سے اُف تک کہنے سے روکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا. (ترجمہ) تو تم ان سے ''اُف'' بھی نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا۔ والدین کو جھڑکنے بلکہ ان سے اُف تک کہنے پر قرآن مقدس میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ'' (ترجمہ) جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا کیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا۔ (سورۂ احقاف، آیت:۱۷)

والدین کی نافرمان کے سبب کیسا کیسا عذاب ہوتا ہے، اب احادیث کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

جنت کی خوشبو سے محروم

محسنِ انسانیت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اس کی خوشبو نہ سونگھ سکیں گے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۱۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عطر، پھول، مشک وعنبر وغیرہ کی خوشبو انسان کو راحت و سکون عطا کرتی ہے یہ دنیا کی خوشبو کا حال ہے۔ اللہ عزوجل نے جنت کو اتنا حسین بنایا ہے کہ اس کی خوشبو دنیا کی خوشبو کی طرح نہیں کہ چند منٹ اور چند قدم تک آتی ہو بلکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہزار برس کی دوری سے جنت کی خوشبو آتی ہے مگر کتنا کم نصیب ہے وہ جو والدین کی نافرمانی کے ارتکاب کی وجہ سے جنت کی خوشبو سے محروم ہو جائے اور جب خوشبو نہیں ملے گی تو جنت کہاں سے ملے گی۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں جنت کی حق دار بنائے۔

والدین کو رُلانا منع ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: والدین کو رلانا والدین کی نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(الادب المفرد، جلد اول، ص:۲۵، ناشر: دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! خبر دار اپنے والدین کو کبھی مت رُلانا اور نہ کبھی پریشان کرنا اور ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرنا جو ان کی دل آزاری کا سبب بنے، ورنہ اللہ عزوجل ناراض ہو جائے گا اور دامن پر گناہ کبیرہ کا داغ لگ جائے گا۔

رزق میں تنگی کا سبب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا تَرَکَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یَنْقَطِعُ عَنْہُ الرِّزْقُ.

(ترجمہ) انسان جب ماں باپ کے لیے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال، حصہ ہشد ہم، ص:۴۸۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ مال دار ہو جائے، لیکن مال دار ہونے کے لیے ہم دنیا کے بتائے ہوئے نسخوں کو اپناتی ہیں مگر جو نسخے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں ان پر ہم عمل نہیں کرتیں۔ اگر مال دار ہونا ہے تو اپنا معمول بنالیں کہ ہر نماز کی بعد اپنے والدین کے لیے دعا کیا کریں۔ یہ عمل اللہ رب العزت کو اس قدر پسند ہے کہ اس کی برکت سے اللہ عزوجل مال داری عطا فرمائے گا۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان خانۂ دل میں محفوظ کرلیں اور آج ہی سے ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرنا شروع کر دیں اور اس دعا کو اپنے اوپر لازم کرلیں: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِo رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُo (ترجمہ) اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والی رکھ اور کچھ میری اولاد کو، اے ہمارے رب ہماری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

(سورۂ ابراہیم، آیت:۴۰-۴۱)

ان شاء اللہ روزی میں برکت بھی ہوگی اور کبھی تنگی کا سایہ بھی نہیں آئے گا۔ ربِّ قدیر جل جلالہ اپنے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزِ قیامت سب سے سخت عذاب

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص کو دیا جائے گا

جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہو اور تصویر بنانے والے کو اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص: ۲۸۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کچھ قومیں ایسی گزری ہیں جن کے دامن پر انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے قتل کا داغ لگا ہے جیسے یہود اور کچھ ایسے سرکش و باغی زمین پر گزرے ہیں جو انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کے درپے رہے ایسے لوگوں کو جنگ وغیرہ میں انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قتل کیا، ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ والدین کے قاتل کے حوالے سے سخت ترین عذاب کی وعید تاجدارِ کائنات علیہ افضل الصلوات نے سنا کر یہ واضح فرمادیا کہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے والا کتنا جابر اور سخت دل ہوگا جب کہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ان کو جنت کا راستہ اور سکون کی دولت دینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح والدین بھی اولاد کو سکون کی دولت سے مالامال کرنے کے لیے نہ جانے کتنی تکالیف اور پریشانیاں برداشت کرتے ہیں اور ان کی خوشی بچے کو خوش دیکھنے میں ہوتی ہے لیکن ظالم بیٹا یا بیٹی اگر والدین جیسے محسنین کے قاتل بن جائیں تو رب قدیر بھی ایسے احسان فراموش کو سخت ترین عذاب میں گرفتار فرما کر اس کے جرم کا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا خبردار! کبھی ایسے بھیانک جرم کا تصور بھی ذہن میں نہ آنے پائے۔

خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ

ماں باپ کے نافرمان کو دنیا میں جو سب سے بڑی سزا ملے گی وہ یہ ہے کہ اسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی کہ ایک

جوان موت و حیات کی کشمکش اور جانکنی کے حال میں ہے اسے تلقین کی گئی کہ وہ ''لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھے مگر نہ پڑھ سکا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ عرض کیا ہاں، یہ سن کر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے، تو ساتھ میں ہم لوگ بھی کھڑے ہوگئے۔ آپ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہو ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' وہ بولے یہ کلمہ پڑھنے کی طاقت میری زبان میں نہیں، میں اس سے عاجز ہوں، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے خود ہی بتایا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی نافرمانی کرتے تھے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان کی والدہ زندہ ہیں؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بتایا ہاں، زندہ ہیں۔ تو آپ نے فوراً ان کی والدہ کو طلب کیا، وہ حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا: کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ وہ بولیں ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آگ بھڑکا دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ تم اس کے لیے سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسی آگ میں اسے جلا ڈالیں گے تو کیا تم اپنے بیٹے کی سفارش کروگی؟ ماں بہ ہر حال ماں ہوتی ہے اس کا دل اپنی اولاد کے لیے رحم و کرم کا پیکر ہوتا ہے وہ بیٹے کی نافرمانی و ایذارسانی تو برداشت کرسکتی ہے مگر اسے یہ کبھی گوارہ نہ ہوگا کہ اس کا لال اس کے لیے آگ کے دہکتے ہوئے انگاروں میں جلایا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال کے تیور سے ہی اس خاتون نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ سمجھ گئی کہ میرا بیٹا دنیا کی آگ میں نہیں بلکہ اس سے بھی اذیت ناک جہنّم کی آگ میں میری وجہ سے جلایا جائے گا) وہ فوراً پکار اٹھیں: اے اللہ کے رسول! اب تو میں سفارش کروں گی۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر اللہ عزوجل اور مجھے گواہ بناؤ کہ تم اس جوان سے خوش ہو۔ وہ بولیں اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں، پھر رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوان سے خطاب کرکے فرمایا: پڑھو: لَآ اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،انہوں نے اس دفعہ پورا کلمہ پڑھ دیا تو اس وقت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ . (ترجمہ)اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے اس جوان کو جہنم سے بچالیا۔ (الترغیب والترہیب،جلد سوم،ص:۲۲۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پتہ چلا ولی ہوں یا صحابی ہر ایک کو ماں کی نافرمانی کی سزا اور اطاعت کی جزا ملتی ہے۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کریں اور حُسنِ خاتمہ کے لیے والدین کی فرماں برداری کرتی رہیں۔ ماں بہ ہر حال ماں ہوتی ہے بچے ماں کو کتنا ہی ستائیں لیکن اگر بچوں کی تکلیف کا خیال آجائے تو ماں ان کی ساری غلطیوں کو معاف کر دیتی ہے۔

فرض و نفل غیر مقبول

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ثَلٰثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْھُمْ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا عَاقٌّ وَّ مَنَّانٌ وَ مُکَذِّبٌ بِقَدَرٍ . (ترجمہ) تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے نوافل قبول کرے اور نہ فرض، ماں باپ کو ایذا دینے والا، صدقہ دے کر فقیروں پر احسان رکھنے والا اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔ (الترغیب والترہیب،جلد سوم،ص:۲۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کچھ خواتین ایسی ہیں جو خوف فرائض میں مصروف رہتی ہیں لیکن انہیں اس بات کا خیال بھی نہیں رہتا کہ ماں باپ کو ان کی خدمت کی ضرورت ہے یا نہیں، جس سے ان کا دل دکھتا ہے۔اسی طرح کچھ خواتین ایسی بھی ہیں جو فرائض وغیرہ کی پابندی تو کرتی ہیں لیکن ساتھ ہی اپنے والدین کو تکلیف بھی پہنچاتی ہیں، ان دونوں قسم کی خواتین کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ماں باپ کو ایذا دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرائض بھی قبول نہیں فرماتا اور نوافل بھی۔

نافرمان کو فوری سزا دی جاتی ھے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام گناہوں میں اللہ جسے چاہے بخش دیتا ہے مگر ماں کی نافرمانی وایذا رسانی نہیں بخشتا، وہ اس نافرمان کو زندگی میں ہی اس کی سزا دے دیتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی،حصہ دہم، ص:۲۸۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! والدین کو تکلیف دینا اتنا بھیانک گناہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس قسم کے گنہ گاروں کو دنیا ہی میں اس کی سزا دیتا ہے۔آپ نے اپنے اردگرد ایسے والدین کو بھی دیکھا ہوگا جن کی اولاد ان کی نافرمانی کرتی ہے اور ان کی ایک بات نہیں مانتی، اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے والدین کو تکلیف پہنچائی تھی، جس کی سزا انہیں اس طور پر ملی ہے۔اس لیے ہمیں اپنے والدین کی خدمت میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہیے اور انہیں کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے تاکہ ہماری اولاد بھی ہماری فرماں برداری کرے اور ہمیں تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت جریج کی عبرت ناک کہانی

ایک دفعہ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی امت کے مشہور و معروف ولی حضرت جریج علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ عبادت گزار تھے اپنے عبادت خانے ہی میں اللہ کی تسبیح وتحمید اور اس کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ایک دن جب وہ نماز میں مصروف تھے ان کی والدہ انہیں بلانے آئیں اور جریج کہہ کر آواز دیا۔ یہ دل میں سوچنے لگے، اے اللہ! میری ماں ہے اور میری نماز، (میں کیا کروں) ماں کا کہنا مانوں یا نماز پڑھوں؟ کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے آخر سوچ بچار کر ایک فیصلہ کیا پھر نماز میں مشغول ہوگئے اور ماں انتظار کر کے چلی گئی وہ دوسرے روز پھر انہیں بلانے آئی اور آواز دیا اے جریج! مگر آج بھی

وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگے رہے (اور ماں کی بات نہ سنی ماں کو بیٹے کے اس برتاؤ سے بڑا رنج پہنچا) اس نے خدائے سمیع کی بارگاہ میں یہ بددعا کردی: اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْہُ حَتّٰی یَنْظُرَ اِلٰی وُجُوْہِ الْمُوْمِسَاتِ. (ترجمہ) اے اللہ! جُریج جب تک کسی بدکار کا منہ نہ دیکھ لے اسے وفات نہ دینا۔

بنی اسرائیل میں جُریج اور ان کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا، ایک فاحشہ عورت حسن و جمال میں یکتا ہونے کی وجہ سے جس کے حسن کی کہاوت کہی جاتی تھی جریج کے سامنے اپنے ناپاک ارادے کے ساتھ آئی مگر جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اس بے حیا نے اسے اپنے اوپر قابو دیا تو وہ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوا جس کے سبب یہ حاملہ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے، اتنا سنتے ہی لوگ برہم ہوگئے اور آکر جُریج کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور انہیں مارنے لگے۔ جریج نے پوچھا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: تم زنا کار ہو، فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے۔ جریج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اسے لے کر آئے تو جریج نے ان سے مہلت لے کر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے، اس کے پیٹ میں انگلی ماری اور کہا اے بچے تم کس کے نطفے سے ہو؟ اس نے کہا فلاں چرواہے کے۔ لوگ جریج کی کرامت و پاک دامنی دیکھ کر بے حد نادم و شرمندہ ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور ان کی بزرگی سے برکت حاصل کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ جریج نے کہا نہیں اسے پہلے کی طرح مٹی کا بنادو تو انہوں نے ویسا ہی بنا دیا۔

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۱۹۷۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت جریج نفل نماز پڑھ رہے تھے، وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لیے حاضر ہو سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف

پہنچائی اور اس کے نتیجے میں انہیں ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان جیسے تارک الدُّنیا کے لیے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا۔ اس واقعے سے ماں کی دعا کی مقبولیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ جُریج جیسے باکرامت ولی کے حق میں بھی ماں کی بددعا فورًا قبول ہوئی۔

یہاں پر عمل اور جزا میں کافی حد تک مناسبت پائی جا رہی ہے، وہ اس طور پر کہ حضرت جریج نے تھوڑی دیر نماز موقوف کر کے ماں کا منہ دیکھنا پسند نہیں کیا تو اس کے بدلے میں انہیں مجبورًا ایک بدذات فاحشہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ انہوں نے اپنی ماں کے ساتھ کچھ اس طرح کا سلوک کیا تھا جیسے وہ اس غریب کے فرزند نہیں ہیں اور اسی بات سے اس کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی تو اسی جنس کے عتاب سے ان کے دل کو بھی ٹھیس پہنچائی گئی۔

آپ اندازہ کریں کہ حضرت جریج بلاشبہ اللہ کے ولی تھے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی ماں کی معمولی سی نافرمانی کی تھی مگر قدرت نے انہیں بھی معاف نہیں کیا بلکہ دنیا ہی میں ان پر عتاب فرمایا۔ پھر ہم جیسی سیہ کار، خطا شعار اپنے مال اور اہل وعیال کے لیے یا ٹی وی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ماں باپ کو بڑی سی بڑی اذیت دے کر خدائے قہار و جبار کے غضب و عذاب سے کیسے بچ سکتی ہیں؟

سر گدھے کا

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا، عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کا تھا۔ اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح لگائی پھر قبر بند ہو گئی، ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی ایک دوسری خاتون نے مجھ سے کہا: اس بڑی بی کو

دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا: یہ اس قبر والے کی ماں ہے، وہ شراب پیتا تھا، جب شام کو آتا، ماں نصیحت کرتی اے بیٹے! خدا سے ڈر، کب تک اس ناپاک چیز کو پئے گا؟ شرابی جواب دیتا کہ تو گدھی کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر پھٹتی ہے اور یوں ہی گدھے کی طرح تین آوازیں لگاتا ہے اور پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، جلد سوم، ص:۲۲۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خبردار! اس شخص کے برتاؤ سے ماں کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی، مگر ماں اس کا اظہار کبھی نہیں کرتی ہوگی، لیکن اللہ عزوجل تو دلوں کے حالات کو جانتا ہے، جب اس کی گرفت ہوتی ہے تو پھر کون بچانے والا؟ اس لیے اپنے اوپر اس بات کو لازم کرلیں کہ اپنے والدین سے متعلق اپنی زبان کو محتاط رکھو، ورنہ انجام آپ نے پڑھ لیا۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اپنی زبان کو والدین کے حوالے سے محتاط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی بد دعا کا حیرت ناک اثر

ایک بزرگ نے مکہ معظّمہ جانے کا ارادہ کیا ان کی ایک ماں تھیں جو ان کے مکہ جانے پر خوش نہ تھیں، یہ بزرگ منت وسماجت کے باوجود انہیں راضی نہ کر سکے اور مکہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ ادھر ان کی ماں نے بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ بد دعا کی کہ پرودگار عالم! میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر کوئی عذاب نازل فرمادے۔

یہ بزرگ رات کے وقت شہر میں پہنچے تو عبادت کے لیے مسجد تشریف لے گئے، عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں داخل ہوا، مالکِ مکان کو چور کے آنے کا علم ہوا تو چور جلدی سے مسجد کی طرف بھاگا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، وہ چور مسجد کے دروازے کے پاس آکر غائب ہوگیا، لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ چور مسجد میں داخل ہوگیا ہے، وہاں دیکھا کہ

یہی بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، لوگ انہیں پکڑ کر حاکم شہر کے پاس لے گئے، حاکم نے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے کا اور آنکھوں کے نکالنے کا فرمان صادر کیا تو لوگوں نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیے، آنکھیں نکال دیں اور شہر میں اعلان کر دیا کہ ''یہ چور کی سزا ہے'' یہ سن کر بزرگ نے فرمایا: لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِکَ بَلْ قُوْلُوْا هٰذَا جَزَاءُ مَنْ قَصَدَ طَوَافَ مَكَّةَ بِلَا اِذْنِ اُمِّهٖ. (ترجمہ) یہ مت کہو کہ یہ چور کی سزا ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ ماں کی اجازت کے بغیر طواف مکہ کا ارادہ کرنے والے کی سزا ہے۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف ہوئے تو رونے لگے اور انہیں ان کے عبادت خانے کے پاس لاکر چھوڑ گئے۔ ان کا تو یہ حال ہے، اُدھر ان کی ماں اسی عبادت خانے کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں: يَا رَبِّ اِنِ ابْتَلَيْتَ اِبْنِيْ بِبَلَاءٍ اَعِدْهُ اِلَيَّ حَتّٰى اَرَاهُ. (ترجمہ) اے پروردگار! اگر تو نے میرے بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے تو اسے میرے پاس لوٹا دے تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔

ماں تو اندر یہ دعا مانگ رہی تھی اور بیٹا دروازے پر صدا دے رہا ہے کہ میں ایک بھوکا مسافر ہوں مجھے کھانا کھلا دیجیے (نہ بیٹے کو معلوم کہ اپنے ہی دروازے پر صدا دے رہا ہے اور نہ ماں کو پتہ کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے) ماں نے کہا دروازے کے پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیر نہیں ہیں، میں کیسے آؤں؟ ماں نے کہا ہاتھ بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک پہچان نہ سکی تھی، اس نے کہا اگر میں سامنے آکر تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہو جائے گی۔ یہ بولے آپ اس کا بھی اندیشہ نہ کریں میں نگاہوں سے محروم ہوں۔ تو ماں ایک روٹی اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئیں اور اسے کھلایا، پلایا مگر پہچان نہ سکیں، البتہ مسافر نے پہچان لیا، اس نے اپنا چہرہ ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا: اَنَا ابْنُكَ الْعَاصِيْ. (ترجمہ) اے مہربان ماں! میں آپ کا نافرمان بیٹا

ہوں۔ اب ماں بھی پہچان گئی اور بیٹے کی یہ روح فرسا اذیت دیکھ کر سینے کے اندر اس کا دل
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، وہ بلک اٹھی اور زبان کی راہ سے اس کے دل کی یہ صدا بلند ہوئی: یَا رَبِّ
اِذَا کَانَتِ الْحَالَۃُ کَذٰلِکَ فَاقْبِضْ رُوْحِیْ وَ رُوْحَہٗ حَتّٰی لَا یَرَی النَّاسُ سِوَادَ
وَجْھِنَا'' اے پروردگار! جب حال اتنا برا ہوگیا تو میری اور میرے فرزند کی روح قبض فرما لے
تاکہ ہم لوگوں میں روسیاہ اور شرمندہ نہ ہوں۔ ابھی یہ دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ ماں بیٹے دونوں
فوت ہوگئے۔ (عظمت والدین مصنفہ مفتی محمد نظام الدین رضوی، ص:۲۷-۶۷، ناشر: مکتبہ برہان ملت)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اگر ماں کو کسی بات سے تکلیف پہنچ گئی تو اولاد بھلے ہی کتنی
ہی پارسا ہو اللہ عزوجل انہیں اس کی سزا دیتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کی کوشش کریں
کہ کسی بھی حرکت سے والدین کو تکلیف نہ پہنچے۔

عہد فاروقی کا دردناک واقعہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا، ایک روز
اس کی ماں خرچ کے لیے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی، اس کی بیوی نے کہا: آپ کی ماں یوں
ہی روز روز مانگ کر ہمیں محتاج بنا دینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کر روتے ہوئے چلی گئی
اور بیٹے نے اسے کچھ نہ دیا۔

ایک دفعہ یہی لڑکا تجارت کا مال لے کر کہیں سفر میں جا رہا تھا، راستے میں ڈاکوؤں نے
اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا، اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا اور اسے راستے
پر خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اٹھا کر اس
کے گھر پہنچا دیا، جب اس کے رشتے دار اسے دیکھنے آئے تو اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف
کرلیا اور کہنے لگا: یہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ہے، اگر میں اپنے ہاتھ سے والدہ کو
ایک روپیہ بھی دے دیا ہوتا تو نہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔ پھر سوداگر کے

پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا اے پیارے بیٹے! تیرے ساتھ دشمنوں کے اس سلوک
سے مجھے افسوس ہے تو بیٹے نے عرض کیا امی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف
دینے کی وجہ سے ہوا ہے، آپ مجھ سے خوش ہو جائیے۔ ماں نے کہا: اے پیارے بیٹے! میں
تجھ سے خوش ہوں، جب رات آئی تو اللہ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے کی طرح
ہوگیا۔ (درۃ الناصحین، ص:۲۳۰، ناشر: ابنائے مولوی محمد غلام رسول سورتی ممبئی)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ذرا قدرت کا انصاف دیکھیے کہ جیسا جرم ہے قدرت مجرم
کو اسی انداز کی سزا بھی دے رہی ہے، بیٹے نے مال دینے سے بخیلی کی تھی تو وہ مال تباہ و برباد
ہوگیا اور ہاتھ کو داد و دِہش سے روکا تھا تو وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ''گردن سے ہاتھ سٹالینا'' بخیلی
سے کنایہ ہوتا ہے تو کٹے ہوئے ہاتھ کو گردن میں لٹکا کر گویا یہ اعلان کیا گیا کہ دیکھ لو! ماں باپ
کے ساتھ بخیلی کرنے کی یہی سزا ہے۔ اب اسی کے ساتھ ماں کی خوشنودی کا کرشمہ بھی دیکھیے
کہ اِدھر ماں بیٹے سے راضی ہوتی ہے اور اُدھر قادرِ مطلق دوبارہ بیٹے کو ہاتھ سے نواز دیتا
ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بزرگ کا حج مقبول نہ ہوا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک سال حج کے لیے تشریف لے گئے، جب
لوگ عرفات سے واپس ہوئے تو رات میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو
فرشتے اترے، ایک نے دوسرے سے پوچھا اِمسال کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟ دوسرے
فرشتے نے جواب دیا ''سوائے احمد بن محمد بلخی کے سارے حاجیوں کا حج مقبول ہوگیا ہے،
انہوں نے راستے بھر مشقت برداشت کی اور نتیجہ محرومی رہا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے مگر اسی فکر میں رات بھر انہیں
نیند نہ آئی۔ صبح تڑکے وہ خراسان کے قافلے میں گئے اور حضرت احمد بلخی کو ڈھونڈنے لگے۔ وہ

اسی جستجو میں چکر لگاتے ہوئے ایک بڑے خیمے کے پاس پہنچے وہاں کا یہ عالم کہ خیمہ کا پردہ گرا ہوا ہے اور ایک خوبصورت جوان موٹے کپڑے پہنے پیر میں بیڑی اور گردن میں محرومی کا طوق ڈالے کھڑا ہے۔ اس نوجوان کی نگاہ حضرت مالک پر پڑی تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اے مالک! جس جوان سے متعلق آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کا حج مقبول نہیں ہوا وہ میں ہی ہوں اور یہ موٹا کپڑا، طوق اور بیڑی میری محرومی کی نشانی ہے۔ حضرت مالک کا بیان ہے کہ میں تو حیرت میں پڑ گیا، میں نے اس جوان سے کہا: اللہ اکبر! آپ ایسے روشن ضمیر اور صاف دل ہیں اور آپ کو کچھ نہیں معلوم کہ یہ محرومی آخر کس بنا پر ہے؟ جوان نے کہا: ہاں مجھے معلوم ہے، اس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ میرے والد مجھ سے ناخوش ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے والد کہاں ہیں۔ بتایا اسی قافلے میں وہ بھی ہیں، میں نے کہا کسی کو میرے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ میں آپ کے والد کے پاس جا کر سفارش کروں، ممکن ہے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ انہوں نے ایک آدمی کے ساتھ اپنے والد کے پاس پہنچا دیا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عمدہ سائبان ہے جس میں شاہانہ فرش بچھے ہوئے ہیں اور ایک خوش کلام بوڑھا شخص کرسی پر جاہ وجلال کے ساتھ بیٹھا ہے جس کے سامنے بہت سے لوگ صف باندھے کھڑے ہیں۔

میں نے جا کر سلام کیا اور پوچھا: اے شیخ! کیا آپ کا کوئی بڑا لڑکا بھی ہے؟ کہا ہاں ایک نالائق لڑکا ہے، میں اس سے خوش نہیں ہوں۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کی ایذا رسانی کو دل میں بٹھائے رکھے۔ آج تو ظلم کے بخشنے اور دشمنوں کے معاف کرنے کا دن ہے، یہ بات کوئی بھلی نہیں لگتی کہ آپ اپنے فرزند کو عذاب میں مبتلا رکھیں۔ میں مالک بن دینار ہوں، رات میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔ آپ کو خدا اور رسول کا واسطہ آپ اپنے فرزند کی غلطی کو نظر انداز کر کے اسے معاف کر دیں۔ وہ بوڑھا یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے شیخ! میں نے طے کر لیا تھا کہ کبھی اس سے خوش نہ

ہوں گا مگر آپ ایک بزرگ ہستی ہیں اور بڑے عظیم شفیع کا واسطہ لائے ہیں تو میں اسے معاف کرتا ہوں، میرا دل اس سے خوش ہے۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے بوڑھے کو دعا دی اور اس کا شکریہ ادا کیا پھر میں اس جوان کے خیمے کے پاس آیا تاکہ اسے باپ کی خوشنودی کی بشارت دوں، یہاں آیا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ جوان طوق اور بیڑی سے آزاد ہے، موٹا کپڑا بدن سے الگ ہے اور پاکیزہ کپڑا زیب تن کیے ہوئے ہے۔ وہ خوش خوش خیمے سے باہر آیا اور کہنے لگا اے مالک! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے میرے اور میرے والد ماجد کے درمیان صلح کرا دی اور ان کی خوشنودی کی برکت سے میرا حج بھی مقبول ہو گیا۔

(عظمت والدین مصنفہ مفتی نظام الدین رضوی، ص: ۷۷-۸۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جب اللہ کے ولی کو والدین کی ناراضگی کی سزا مل سکتی ہے تو ہم اور آپ کس شمار وقطار میں ہیں؟ لہٰذا ہمیں اس واقعہ سے درس عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

فرماں بردار بننے کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لیے مستقل استغفار اور دعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے فرماں بردار لکھ دیتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص: ۲۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کا قرض ادا کر دیا اور ان کی نذر پوری کی اور ان کو برا بھلا کہلانے کا سبب نہ بنا تو وہ خواہ (زندگی میں) ان کا نافرمان کیوں نہ ہو تب بھی ان کا فرماں بردار لکھ دیا جائے گا۔ (کنز العمال، حصہ شانزدہم، ص: ۴۷۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی نے والدین کی حیات میں ان کی نافرمانی کیا ہے اور ان کا انتقال ہو چکا ہے تو اب بھی ان کی فرماں برداری کی جا سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ ان کے لیے مسلسل استغفار کیا جائے، ایصال ثواب کیا جائے اور اگر وہ مقروض ہوں تو ان کا قرض ادا کر دیا جائے۔ لہٰذا اگر آپ سے اس قسم کی خطا سرزد ہو چکی ہے اور والدین باحیات ہیں تو ان سے معافی مانگیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں، لیکن اگر والدین کا انتقال ہو چکا ہو تو ان کے لیے استغفار کریں اور اگر ان پر کچھ قرض تھا تو آپ اسے ادا کریں اللہ عزوجل آپ کا نام فرماں برداروں میں لکھ دے گا۔

مسائل و آداب

صاحبِ تفسیر روح البیان نے آیتِ کریمہ "وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ" کے تحت چند مسائل و آداب کا ذکر فرمایا ہے جن کا سمجھنا اور یاد رکھنا ہمارے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔

☆ والدین کو نام لے کر نہ بلائیں اس لیے کہ یہ بھی مروت کے خلاف ہے بلکہ کھلی گستاخی ہے ہاں اگر عام گفتگو میں ان کے اسما بتانے کی ضرورت پڑے تو نام بتا سکتی ہیں۔

☆ ان کی آواز پر اپنی آواز اونچی نہ کریں، نہ ہی ان کے سامنے اونچی آواز میں گفتگو کریں بلکہ نرم لہجے میں بات کریں۔

☆ کسی کے ماں باپ کو ہرگز گالی نہ دیں اس لیے کہ وہ جواب میں آپ کے والدین کو گالی دے گی۔

☆ والدین کے ساتھ اس طرح زندگی بسر کریں جیسے ایک ذلیل خطا کار خادمہ اپنی تُرش رو اور سخت گیر مالکن کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہے، یعنی ماں باپ کو غیظ و غضب کے ساتھ نہ دیکھیں۔

☆ ماں باپ کی طرف محبت، شفقت اور نہایت ہی مہربانی سے دیکھیں۔

☆ اپنے ماں باپ کی خدمت خود کریں کسی دوسرے کے سپرد نہ کریں۔

☆ اپنے والدین کی خدمت میں کسی بھی قسم کی شرم و حیا یا عار محسوس نہ کریں۔

☆ والدین کے آگے آگے نہ چلیں۔

☆ والدین کے سامنے کسی بھی اونچی جگہ پر نہ بیٹھیں۔

☆ والدین مسلمان ہوں تو ان کے لیے جنت کی دعا کریں اور اگر دونوں یا ان میں سے ایک کافر ہوں تو ان کے لیے اسلام قبول کرنے کی دعا کریں۔

(تفسیر روح البیان عربی، جلد پنجم، ص:۱۴۷)

بعد انتقال حسن سلوک کے طریقے

خالق کائنات عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا ہے اسی طرح بعد وفات بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ والدین کے انتقال کے بعد ان سے حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین کی جائے اور ان کی جائز وصیتوں پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابواُسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کا کوئی طریقہ باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا: ہاں، چار باتیں ہیں۔

۱) ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا۔

۲) ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہنا۔

۳) ان کی وصیت پر عمل کرتے رہنا۔

۴) ان کے دوستوں کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرتے رہنا اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو ان کو نیک برتاؤ کے ساتھ قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جن کا کرنا ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرنا ہی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ:۱۹،ص:۲۶۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! والدین کا حق ان کے انتقال کے بعد بھی باقی رہتا ہے جس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ آج ہمارا حال اس سے بالکل مختلف ہے، خاص طور پر دوسری اور تیسری بات پر ہم سے بہ مشکل تمام عمل ہو پاتا ہے، ہم ان کے لیے دعاے مغفرت بھی نہیں کرتیں اور نہ ہی ان کی وصیتوں کو کوئی حیثیت دیتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مذکورہ حدیث کے مطابق اپنے والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتی رہیں۔

ماں باپ کے لیے دعاے مغفرت

حضرت ابو اُسَیْدْ مالک بن زُرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِسْتِغْفَارُ الْوَلَدِ لِاَبَوَیْہِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْبِرِّ.
(ترجمہ) اولاد کا والدین کے لیے استغفار کرنا ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔
(کنز العمال، حصہ شانزدہ، ص:۴۶۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہمارے درمیان تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی کا جو رواج ہے وہ بھی استغفار اور ایصال ثواب کا اچھا طریقہ ہے، لیکن ہم اسی میں محدود ہو کر کیوں رہیں، ہمیں تو یہ چاہیے کہ روزانہ قرآن مقدس کی چند آیتیں یا چند پارے تلاوت کر کے اپنے مرحوم والدین کے نام سے ایصال ثواب کرتی رہیں، اس طرح قرآن مقدس کی تلاوت کے ثواب کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ثواب بھی ہمیں ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرو

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں کچھ نہ گھٹے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۳۰۳)

ایک صحابیِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی کیا راہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: والدین کے مرنے کے بعد یہ بھی ان کے ساتھ نیک سلوک ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھے۔ (سنن دار قطنی، حصہ نہم، ص:۲۵۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اپنے ثواب ملنے کے لیے کچھ نفل نماز پڑھیں یا روزے رکھیں تو کچھ نفل ان کی طرف سے بھی پڑھیں اور ثواب پہنچائیں یا نماز روزہ جو بھی نیک عمل کریں ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچانے کی بھی نیت کریں کہ انہیں بھی ملے گا اور آپ کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

والدین کی طرف سے حج

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔
(سنن دار قطنی، حصہ سوم، ص:۲۹۹)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ہے۔ (سنن دارقطنی، حصہ سوم، ص:۳۰۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر اللہ عزوجل دولت سے نوازے تو پہلے اپنا حج ادا کر کے پھر اپنے والدین کی طرف سے بھی ضرور حج کریں تا کہ انہیں اس کا ثواب ملے اور آپ کو بھی دس حج کا ثواب ملے۔

ماں باپ کا قرض ادا کرو

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا بھلا نہ کہے کہ جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا لہٰذا اگر کوئی اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہلوانے سے بچائے تو وہ والدین کے ساتھ نیکوکار لکھا جاتا ہے اگر چہ وہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اُن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ نافرمان لکھا جاتا ہے اگر چہ وہ ان کی حیات میں فرمانبردار تھا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۶۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! خدارا کسی کے بھی ماں باپ کو برا نہ کہو ورنہ جواباً وہ آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گی اور وہ بے قصور آپ کی وجہ سے گالیاں سنیں گے۔ ایسا کرنے والی اگر والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک بھی کرتی تھی تب بھی اس کا نام نافرمانوں کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں بھی اور ان کے انتقال کے بعد بھی حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں والدین کی فرماں بردار بنائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چھٹا باب

صلہ رحمی کے فضائل

اللہ عزوجل نے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے نیز ان کا خیال رکھنے کو اپنی رضامندی کا ذریعہ بتایا اور قطع رحمی کو اپنی ناراضگی نیز روئے زمین پر ناکامی کا سبب بتایا ہے۔ آیئے قرآن و حدیث کے ذریعہ اس اہم عنوان کو سمجھ کر دل میں اتارنے اور کردار میں سجانے کی کوشش کریں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ.

(ترجمہ) اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ (سورۂ نسا، آیت:۱)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَ اَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ o

(ترجمہ) تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ (سورۂ محمد، آیت:۲۲)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝ (ترجمہ) وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۷)

صلہ رحمی اور کشادگیِ رزق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں درازی ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف میں مال دار بننے کا عمل بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عمر میں برکت کا سبب بھی بتایا گیا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم رشتے داروں سے اچھے سلوک کرنے، ان کو گاہے بہ گاہے تحفہ وتحائف دینے اور ان کی مالی مدد کرنے کی بجائے اپنی سہیلیوں دوستوں کا خیال کرتی ہیں، جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں بتا دیا کہ رزق میں فراخی اور عمر میں برکت رشتے داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے ہی ہوگی۔ دوستوں کے ساتھ بھلائی کرنا بھی اچھا کام ہے لیکن رشتے داروں کو ہمیشہ مقدم رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی رشتے داری توڑے تو آپ جوڑو

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتے داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ کوشش کریں کہ رشتے داروں سے ہمارا رشتہ کسی بھی قیمت پر ٹوٹنے نہ پائے اور اگر کوئی رشتے دار ہم سے اچھا سلوک کرے اور ہم بھی اچھا سلوک کریں تو یہ بھی اچھی بات ہے لیکن صحیح معنوں میں صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ہمارا رشتے دار ہم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں۔ ان شاء اللہ اس کی برکتیں نظر آئیں گی۔

غضب خداوندی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم، رحمٰن سے نکلا ہے لہٰذا خدائے پاک نے اس کو کہہ دیا ہے جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے رشتہ توڑنے والوں پر کتنا جلال فرمایا کہ جو رشتہ توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا اور جو رشتہ جوڑے گا یعنی رشتے داروں سے بنائے رکھے گا میں اس کو اپنی رحمت میں پناہ عطا فرماؤں گا۔ اگر اللہ عزوجل ہی کسی کو چھوڑ دے تو اس کو کون پناہ دے سکتا ہے اور اللہ عزوجل جس کو پناہ دے دے اسے کسی کے چھوڑنے یا نہ چھوڑنے سے کیا فرق پڑے گا۔ لہٰذا اگر آپ یہ چاہتی ہوں کہ مولیٰ عزوجل آپ پر نظر رحمت

فرمائے تو رشتے داروں سے ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھیے۔ آج صلہ رحمی کے معاملے میں ہمارا حال بہت برا ہے، اکثر رشتے داروں سے ہماری نہیں بنتی، جب کہ ہم اپنی سہیلیوں سے بنانے کی کوشش کرتی ہیں حالاں کہ رشتے داروں سے بنا کر رکھنے کا زیادہ سختی سے حکم ہوا۔

صلہ رحمی کثرت مال کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنے نسبوں کو یاد رکھو جس سے اپنے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو کیوں کہ رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت عطا کرتا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص: ۳۵۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پتہ چلا کہ ہمیں اپنے رشتے داروں کے حوالے سے معلومات رکھنی چاہیے کون رشتہ میں آتا ہے؟ کون کہاں رہتا ہے؟ ہمارے آبا و اجداد کون تھے؟ یہ سب جاننا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا ہے۔ آج ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بھی نہیں بتاتیں کہ ہمارے کتنے رشتے دار ہیں اور کہاں کہاں ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں؟ جب کہ رشتے داروں سے ملاقات اور ان سے حسن سلوک کے سبب محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ عزوجل حسن سلوک کی وجہ سے مال میں کثرت اور عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔

نہایت ہی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اگر غربت کی وجہ سے ہمارے رشتے دار کا رہن سہن اچھا نہ ہو اور چہرے کا خدوخال نیز علمی مقام بلند نہ ہو تو ہم اس کو اپنا رشتہ دار ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتیں اور نہ ہی اس کا تعارف کراتی ہیں اور نہ اس کو عزت دیتی ہیں۔
یاد رکھیں! ان کی حق تلفی سے ان کے دل کو ٹھیس پہنچے گی اور ان کی ناراضگی کے سبب مولیٰ عزوجل ناراض ہوگا۔ لہٰذا خدارا! رشتے دار خواہ کتنا ہی غریب اور کمزور کیوں نہ ہو، اگر

سُنّی صحیح العقیدہ مسلمان ہے تو ضرور اس کے ساتھ ہمیں حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔

حضرت اسما بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ قریش سے معاہدے کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ ضرورت مند تھیں، میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان سے صلہ رحمی کرو۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص: ۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث پاک سے ماں کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور ان کے حقوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ جب کافرہ تھیں اس وقت بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی اجازت دی اور آج حال یہ ہے کہ ماں مسلمان اور پرہیزگار بھی ہے اس کے باوجود ہم اس کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتیں۔ اگر سب کے حقوق صحیح طور پر ادا کیے جائیں تو گھر کے اندر اور باہر، ہر جگہ اطمینان وسکون ہی نظر آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول بھی ہوگا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو مستحقین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بری موت سے حفاظت

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر میں زیادتی اور رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کو بُری موت سے محفوظ کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ دوم، ص: ۳۸۷)

دوسرے مقام پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اِنَّ الصَّدَقَةَ وَ صِلَةَ الرَّحِمِ يَزِيْدُ اللّٰهُ بِهِمَا

فِی الْعُمُرِ وَ یَدْفَعُ بِهِمَا مَیْتَةَ السُّوْءِ وَ یَدْفَعُ بِهِمَا الْمَکْرُوْهَ وَ الْمَحْذُوْرَ.

(ترجمہ) بے شک صدقہ اور صلہ رحمی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر میں زیادتی فرماتا ہے، بری موت سے حفاظت فرماتا ہے اور دُکھ اور مصیبت دور فرماتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، حصہ سوم، ص:۲۲۷)

بہترین انسان

حضرت دُرَّہ بنت ابولہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے اچھا انسان کون ہے؟ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرے اور نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۳۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج مال وزر کی فراوانی، اقتدار اور شہرت کے باوجود ہم کو برا سمجھا جاتا ہے، وجہ کیا ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن خوبیوں کی بنیاد پر انسان کو سب سے اچھا انسان کہا ہے وہ خوبیاں ہمارے اندر نہیں ہیں۔ وہ خوبیاں یہ ہیں (۱) خوفِ خدا رکھنا (۲) رشتے داروں کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنا (۳) نیکیوں کا حکم دینا (۴) برائیوں سے منع کرنا۔

کیا ان خوبیوں کو ہر امیر وغریب اختیار نہیں کرسکتا؟ یقیناً اختیار کرسکتا ہے، بس عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھیے اللہ عزوجل کتنی عزت عطا فرماتا ہے۔

رحمٰن اور صلہ رحمی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں ہی اللہ اور میں ہی رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے بنایا تو جس نے اس کو جوڑا میں اس سے لگاؤ

رکھوں گا اور جس نے اس کو توڑا میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۱۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "اَلرَّحْمٰنُ" ہے جس کا معنٰی ہے نہایت مہربان اور اللہ نے "اَلرِّحَمُ" جس کا معنٰی ہے رشتے داری اسے اپنے نام "اَلرَّحْمٰنُ" سے بنایا تو اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوا کہ جس نے رِحم یعنی رشتے داری کو ختم کیا تو اس نے اللہ کی رحمت کو اپنے سے دور کرلیا۔ بتاؤ اگر کسی سے اللہ کی رحمت روٹھ جائے تو ہے کوئی جو اپنے حفظ وامان میں لے؟

تین اعمال پر جنت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کے اندر تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس سے حساب میں آسانی پیدا فرمائے گا اور اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کیا ہیں؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے رشتے داری توڑے اس کے ساتھ رشتہ جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو تو جب تم ایسا کروگے اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ پنجم، ص:۱۹۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف میں جنت میں لے جانے والے تین اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ بہ ظاہر یہ تینوں اعمال بہت آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنا تھوڑا مشکل ہے، لیکن اگر جنت میں جانے کا شوق ہو تو کوئی مشکل نہیں۔ اگر کوئی ہم سے رشتہ توڑے تو ہمیں اس سے رشتہ جوڑنے میں کچھ ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے، کوئی ہمیں محروم رکھتا ہے تو اسے عطا کرنے میں ہم ہچکچاتی ہیں بلکہ ہم اس انتظار میں رہتی ہیں کہ کوئی وقت آئے اور ہم اس کو مزہ چکھائیں، یوں ہی کوئی رشتے دار خوشی کے موقع پر بھول جائے یا قصداً دعوت نہ دے تو ہم

بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتی ہیں اور اگر کسی سے کوئی ظلم سرزد ہو جائے تو ہم بھی اس کا انتقام لینا چاہتی ہیں۔ کاش! ہمارے دلوں میں یہ بات نقش ہو جائے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اور ہم عفو و درگزر سے کام لے کر جنت میں داخلہ حاصل کر لینے کی کوشش کریں تو کتنا اچھا ہوگا۔ ہمارے دنیوی معاملات بھی سازگار ہو جائیں گے اور آخرت میں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ جنت جیسی عظیم نعمت سے نواز دے گا۔

اعمال غیر مقبول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک بنی آدم کا ہر عمل ہر جمعرات کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ شانزدہم، ص:۱۹۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! صدقات و خیرات اگر رشتے داروں کی حق تلفی کے ساتھ کیے جائیں تو مولیٰ عزوجل ایسے اعمال کو قبول نہیں فرماتا۔ لہٰذا نیک عمل کرو اور رشتے داروں کے حقوق بھی ادا کرو تو مولیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بد ترین گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام پندرہویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا: آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بال کے برابر گنہ گاروں کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک، کینہ پرور، رشتہ توڑنے والے، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور شرابی کی بخشش نہیں ہوتی۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۶۳)

شعبان المعظم کی پندرہویں شب کتنی مقدس شب ہے؟ اس مبارک رات میں رحمتِ

خداوندی اپنے بندوں اور بندیوں پر کس حد تک سایہ فگن رہتی ہے۔ خود ربِّ قدیر آسمانِ دنیا پر نزول اِجلال فرما کر ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ اسے بخش دیا جائے؟ ہے کوئی گناہوں سے معافی طلب کرنے والا کہ اسے معاف کر دیا جائے؟ چنانچہ اس رات نہ جانے کتنے گنہ گاروں کی بخشش فرما دیتا ہے لیکن کتنے کم نصیب ہیں وہ جو مذکورہ گناہوں میں مبتلا ہیں کہ ان کی بخشش اس رات بھی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

تین محروم انسان

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شرابی (۲) رشتہ کو توڑنے والا (۳) جادوگر۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ ۳۲، ص:۳۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک میں جن تین لوگوں کا ذکر ہے وہ شراب پینے والے، رشتہ توڑنے والے اور جادوگر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ شرابی نشہ میں نہ جانے کتنے پاکبازوں کی عزت و آبرو سے کھیل جاتا ہے اور اس کی اس بری عادت کے سبب گھر کا سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ یہی حال رشتہ توڑنے والوں کا ہے کہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں کدورت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو خاندانوں کا سکون و اطمینان غارت ہو جاتا ہے اور جادوگر کی تباہی تو روشن ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو تباہ و برباد کرتا ہی ہے۔ آج دوسری اور تیسری بیماری خواتین میں اکثر پائی جاتی ہے، کسی رشتے دار سے کچھ معاملہ ہوا تو فوراً اس سے لڑ جھگڑ کر بات چیت اور آنا جانا بند کر دیتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی سے لڑائی جھگڑے کا معاملہ ہو جاتا ہے تو فوراً کسی بابا یا جادوگر کے یہاں جا کر اس پر جادو کرا دیتی ہیں۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور ان خصلتوں سے اپنے آپ کو کوسوں دور رکھنا چاہیے۔

قطع رحمی اور خدا کا غضب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرابت نے کھڑی ہو کر عرض کیا: میں قطع رحمی سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ جس نے تجھ سے تعلق جوڑا میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق توڑوں گا۔ اس نے کہا: میں راضی ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝ (سورۂ محمد، آیت:۲۲) (ترجمہ) تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۵)

اچھی وصیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند اچھی چیزوں کی وصیت فرمائی اور وہ یہ کہ (۱) میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں (۲) میں یتیموں سے محبت رکھوں، ان سے قریب رہوں (۳) میں صلہ رحمی کروں اگر چہ رشتے دار پیٹھ پھیر جائیں (۴) میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی سے نہ ڈروں (۵) سچّی بات اگر چہ تلخ ہو میں کہتا رہوں (۶) لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھتا رہوں کیوں کہ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (الترغیب والترہیب، حصہ سوم، ص:۲۲۸-۲۲۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے جو وصیت فرمائی صرف انہیں وصیت پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے وصیت میں ہر بات اتنی جامع ہے کہ اس کے فضائل پر قرآن و سنّت شاہد ہیں مگر مذکورہ وصیت پر اگر ہم اپنا عمل دیکھیں تو نہ کے برابر ہے۔ (۱) ہماری عادت یہ ہے کہ ہم کبھی بھی اپنے سے غریب کو نہیں دیکھتیں، چھوٹوں اور کمزوروں کو نہیں دیکھتیں بلکہ بڑوں کو دیکھتیں ہیں اور اندر اندر پگھلتی رہتی ہیں۔ جب آپ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھیں گی تو ان شاء اللہ آپ کے دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہوگا۔ (۲) یتیموں کے ساتھ محبت بہت پسندیدہ عمل ہے، ان کا استحصال ہرگز نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کو خوش کرنا چاہیے اور ان کو خود سے قریب رکھنا چاہیے تاکہ ان کو اپنی یتیمی کا احساس نہ ہو۔ (۳) رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیے خواہ وہ ناراض رہیں، ستائیں، پریشان کریں مگر ہم کو حسن سلوک ہی کرنا ہے۔ (۴) اللہ عزوجل نے جو فرما دیا ہے وہی حق ہے، دنیا آپ کو کچھ بھی کہے وقت آن پڑے اللہ کی رضا اور بندوں کی رضا کا تو بے خوف ہو کر اللہ کے فرمان کا خیال کریں اور کسی سے اللہ کے معاملے میں نہ ڈریں۔ (۵) سچی بات تو ہمیشہ تلخ لگتی ہے لیکن ہم کو سچی بات کہنے میں ہچکچانا نہیں چاہیے چاہے کسی کو بری لگے یا اچھی لگے۔ (۶) اور ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کی کثرت کرنا چاہیے کہ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو مذکورہ نصیحت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

برائی کے بدلے بھلائی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں میں سے نہ بنو جو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے، بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو تم بھلائی کرو اور اگر وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۱۳۶۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں جن کے ذریعہ اللہ عزوجل درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا ضرور بتلایئے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم! تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے اعراض کرے تم اسے درگزر کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو اور جو تم کو محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلقات ختم کرے تم اس سے تعلقات جوڑو۔ (الترغیب والترہیب، حصہ سوم، ص:۲۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنا احسان ہے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ نے درجات کی بلندی کا ذریعہ بھی بتا دیا اور وہ بھی اتنا آسان کہ ہر کسی کے لیے اس کو اپنانا آسان ہے۔ بس تھوڑی سی کوشش کرنی ہے پھر دیکھیے ان شاء اللہ کرم ہی کرم ہوگا۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو مذکورہ باتوں پر عمل کا حوصلہ اور قوت عطا فرمائے۔

خدا کی رحمت کا ذریعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شہروں کو آباد کرتا ہے اور اس کے مال کو بڑھاتا ہے اور جب سے انہیں پیدا فرمایا کبھی ان کو ناراضگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا وہ کیوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قوم کی صلہ رحمی کی وجہ سے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دوازدہم، ص:۸۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنا بڑا انعام ہے رشتے داروں سے حسن سلوک کا کہ اس کی برکت سے اللہ عزوجل شہروں کو بھی آباد فرمائے اور مال بھی بڑھائے اور کرم بالائے کرم یہ کہ ان سے کبھی ناراض نہ ہو۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر بھی کوئی فائدہ ہوسکتا ہے۔ کیا اب بھی ہم

اپنے آپ کو رشتے داروں سے اچھے سلوک کے لیے آمادہ نہ کریں گی۔ آج ہی رشتے داروں کو منانے اور حسن سلوک کرنے میں لگ جائیں، ان شاء اللہ مولیٰ ضرور کرم فرمائے گا۔ آیئے دعا کریں کہ اے اللہ جن لوگوں پر تو صرف کرم کی نظر ڈالتا ہے ان میں ہمارا بھی شمار فرما دے اور ہمیں ان اعمال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما جن سے تو اور تیرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں۔

پسندیدہ عمل

حضرت ابو یعلیٰ نے بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے، اس نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت صحابہ کی ایک جماعت کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا صلہ رحمی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔ پھر میں عرض گزار ہوا اے اللہ کے رسول! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، پھر میں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اور کون سا؟ فرمایا قطع رحمی کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: برائیوں کی ترغیب دینا اور نیکی سے روکنا۔ (الترغیب والترہیب، حصہ ہشتم، ص:۱۵۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث میں ان اعمال کا ذکر ہے جو اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں اور ان کاموں کا بھی تذکرہ ہے جو اللہ عزوجل کو سخت ناپسند ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنی سہیلیوں اور اپنے بچّوں کی پسند کا تو خیال کرتی ہیں مگر اللہ عزوجل

اوراس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کا خیال نہیں کرتیں۔آیئے آج عہد کریں کہ جواعمال اللہ عزوجل کوسب سے زیادہ پسند ہیں انہیں اختیار کریں گی اور وہ اعمال جو اللہ عزوجل کوناپسند ہیں ان سے پرہیز کریں گی۔

جنت سے قریب، جہنم سے دور

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک اونٹنی پر سوار ہوکر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ سفر میں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک بدو نے آکرآپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا: حضور! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت سے قریب اورجہنم سے دور کردے۔آپ ٹھہر گئے اورصحابۂ کرام کی طرف دیکھ کرفرمایا: اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جان کراس کی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اورصلہ رحمی کراور میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔جب بدو چلا گیا تو آپ نے ارشادفرمایا: اگر یہ ان باتوں پرعمل کرتا رہا تو جنت میں جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۴۲)

سبحان اللہ! اے خاتون جنت کی کنیزو! سوال بدوی نے کیا اور فائدہ قیامت تک کے ان مسلمان مردوں اورعورتوں کا ہوگیا جواس پرعمل کریں، ان کے سوال پرقربان جایئے کہ جنت سے قریب کرنے والے اعمال اورجہنم سے دور کردینے والے اعمال کا سوال کرتے ہیں، سرکاررحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہونے کے باوجود یہ سوال کررہے ہیں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصورآخرت کتنا پلا دیا تھا؟ سائل کےسوال پررحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جواب عنایت فرمایا اسے آپ ملاحظہ کرچکیں اب اس پرعمل کرنے کی مکمل کوشش کرنی ہے۔اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

ساتواں باب

پڑوسیوں کے حقوق

جن لوگوں کے حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے پڑوسیوں کے حقوق کی بھی بڑی اہمیت ہے۔قرآن وحدیث میں ان کے حقوق کے تعلق سے بھی تاکیدیں وارد ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے: وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا ۙ (ترجمہ) اوراللہ کی بندگی کرواوراس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرواوررشتہ داروں اوریتیموں اورمحتاجوں، پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے سے اور کروٹ کے ساتھی اورراہ گیراوراپنی باندی غلام سے۔

بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔ (سورۂ نسا، آیت:۳۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے بھلائی کی کتنی اہمیت ہے؟ والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کے حکم کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہر اعتبار سے پڑوسی ہم سے قریب ہوتا ہے اور ہر وقت قریب رہتا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کے ساتھ بھلائی کی تو اللہ نہ کرے اگر کل کوئی حادثہ ہوگا تو وہ ہمارے بھی کام آئے گا اور ہمارے گھر والوں کے بھی کام آئے گا۔ آیۂ شریفہ کی مزید وضاحت تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین سے ہوتی ہے۔

حضور رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ہمسایہ گان کے حقوق صرف وہی ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہو اور تم میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ہمسایہ گان کے حقوق جانتے ہیں۔ (ہمسایہ گان کے حقوق یہ ہیں) کہ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو اسے پوری کرو۔ اگر قرض چاہتے ہیں تو قرض دو۔ اگر انہیں خوشی حاصل ہو تو انہیں مبارک باد پیش کرو، اگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اظہار افسوس کرو، اگر بیمار ہوں تو طبع پرسی کرو، اگر مر جائیں تو جنازہ بھی پڑھو اور دفنانے تک ساتھ رہو۔ (تفسیر روح البیان عربی، جلد دوم، ص:۲۰۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے پڑوسیوں کے حقوق اچھی طرح واضح ہوجارہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا عملی نمونہ پیش کر کے معاشرے کو خوش گوار بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پڑوسی کی تین قسمیں

آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو حق ہیں اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق ہمسایگی اور حق اسلامی اور حق قرابت ورشتہ داری، مسلم پڑوسی کے دو حق ہیں حق جوار (پڑوس) اور حق اسلام اور کافر پڑوسی کا صرف ایک حق ہے، حقِ جوار (پڑوس)۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا: مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوازدہم، ص:۱۰۵)

ایک دوسرے مقام پر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس مال وزر نہ ہو، فرمایا: میری امّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اُس نے اِسے (پڑوسی کو) گالی دی ہو، اسے زنا کی تہمت لگائی ہو اس کا مال کھایا ہو، اس کا خون گرایا ہو، اسے مارا ہو تو اس کی نیکیاں اسے دے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہوچکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ (سنن ترمذی، حصہ چہارم، ص:۶۱۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عام طور پر گالی گلوج، تہمت اور زنا وغیرہ جیسے کبائر کا ارتکاب پڑوسی کے ساتھ زیادہ پیش آتے ہیں، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت وریاضت میں زندگی گزارنے والے مردوں اور عورتوں کو بھی تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیاں ہیں تو جو چاہو کر گزرو اور پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرو، ان کے مال، ان کی جان وغیرہ پر بری نظر ڈالو۔

خبردار! ساری نیکیاں زمین پر ہی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن مذکورہ گناہوں کی

وجہ سے مفلس بن کر رب کے حضور تمہاری حاضری ہوگی۔ لہٰذا بچو ان گناہوں کے ارتکاب سے جن کا ذکر اس حدیث پاک میں کیا گیا ہے۔

حضرت ابوشُریح خُزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ. (ترجمہ) جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۲۱۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف میں اللہ عزوجل اور روز جزا پر ایمان رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو گویا تاکید کی جارہی ہے کہ اگر تم مومن ہو تو اس کا اظہار اپنے اعمال سے بھی کرو صرف زبانی دعویٰ نہ ہو بلکہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرکے بتاؤ کہ ہمارا دین پڑوسیوں کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تاریخ میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں جن میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے انہیں اسلام کی دولت حاصل ہوگئی۔

پڑوسی وراثت کا حق دار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا زَالَ جِبْرَئِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ. (ترجمہ) مجھے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں شریک کردیں گے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور ان کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا: اے غلام! جب اس کام سے فارغ ہوجانا تو سب سے پہلے اس کا گوشت

ہمارے یہودی پڑوسی کو دینا، غلام نے کہا کیا آپ یہودی کو ہدیہ دلا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑوسی کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ڈر گئے کہ اس کو عنقریب وارث ہی بنا دیا جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوازدہم، ص:۱۰۷)

ایمان کا تقاضا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۶۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سارے اعمال کا دار و مدار ایمان پر ہے اور اگر ایمان کامل ہے تو یقیناً رب قدیر ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔ یاد رکھیں کہ ایمان کو کمال صرف نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ ہی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کمالِ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی پریشانیوں کو بھی جانیں اور حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کریں۔ مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر اللہ عزوجل نے شکم سیر ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم پڑوسی کے حق کی ادائیگی میں غافل ہیں اور ہمارا پڑوسی غیرت و شرمندگی کی وجہ سے ذکر نہیں کرتا۔

شوربے کی خوشبو اور پڑوسی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔
(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوربے میں

پانی زیادہ ڈالنے کا حکم فرما کر پڑوسیوں کی دل جوئی کرنے کی تعلیم فرمائی ہے، اس لیے کہ شوربے کی خوشبو جب پڑوسی کو پہنچے گی تو اس کا اور اس کے بچوں کا دل اس کے حصول کی تمنا کرے گا۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑوسی کی آرزو کا خیال کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ اس کی خوشی سے ان شاء اللہ پروردگار بھی خوش ہوگا۔

پڑوسی دامن تھام لیں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہم پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ دینار و درہم کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا پھر اب ایسا زمانہ آ گیا کہ دینار و درہم مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جنہوں نے اپنے اپنے پڑوسیوں کو پکڑ رکھا ہوگا اور بارگاہ خداوندی میں شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ اے رب اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے احسان و سلوک سے محروم رکھا تھا۔ (الادب المفرد، حصہ اول، ص:۵۲)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ اہمیت مسلمان کی تھی، مسلمانوں کے نزدیک درہم و دینار کی کوئی اہمیت نہ تھی لیکن اب تو دینار و درہم کے مقابلے میں مسلمانوں کے نزدیک نہ کسی کی جان کی اہمیت ہے، نہ مال کی اور نہ ہی عزت و آبرو کی بلکہ چند درہم و دینار کی خاطر ایک دوسرے کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کیا جا رہا ہے۔ اللہ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور صحیح سمجھ عطا کرے۔

ساتھ ہی ساتھ رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لرزہ دینے والا ارشاد گرامی کہ قیامت کے ہولناک دن پڑوسی اپنے پڑوسی کا دامن پکڑ رکھا ہوگا اور بارگاہ صمدیت میں شکایت ہوگی کہ اے رب! اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے احسان و سلوک سے محروم رکھا تھا۔ بتاؤ اس وقت رب کے حضور کیا جواب دو گی؟ پڑوسی کے لیے

دروازہ بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ پڑوسی کو نہ ان کی خوشی کا خیال تھا اور نہ ان کی مشکلات کی فکر تھی اور نہ ہی وہ اس کی حالت پوچھنے والی تھی۔

خدا کے نزدیک بہترین کون؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دوست خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں کے لیے بہترین ہیں اور بہترین پڑوسی خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو پڑوسیوں کے حق میں بہترین ہیں۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو بہترین فرمائیں وہ یقیناً بہترین ہے۔ مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ تعلق کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ کسی کو بھی دوست اور پڑوسی ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں، اگر دوست اور پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ہے، ان کے ساتھ معاملات اچھے ہیں اور پڑوسی قربت کی وجہ سے خوشی و غمی میں شریک رہتے ہوں اور اتنا خیال رکھتے ہوں کہ دوست اور پڑوسی گواہی دیں کہ اللہ نے بڑا کرم کیا کہ اتنا اچھا دوست اور پڑوسی عطا فرمایا، تو یقیناً وہ بہترین ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے دوستوں کے لیے بہترین دوست اور اپنے پڑوسیوں کے لیے بہترین پڑوسی بنائے۔

پڑوسی کون ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: پڑوسی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: چالیس گھر آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس داہنے، چالیس بائیں طرف۔

(الادب المفرد، حصہ اول، ص:۵۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث سے پتہ چلا کہ کم از کم چاروں طرف کے چالیس چالیس گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے اور نہ کرنے پر مواخذہ ہوگا۔ مگر ان میں سے بھی سب کے الگ الگ درجات ہیں اور بعض بعض سے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پڑوسی زیادہ حق دار ہے جو قریب ہے۔ (بخاری شریف، حصہ نہم، ص:۲۷)

پڑوسیوں میں جس کا گھر زیادہ قریب ہو وہ دوسرے پڑسیوں کے مقابلے میں زیادہ حق دار ہے لہٰذا حسن سلوک، صدقہ وخیرات اور تعاون کے وقت پہلے اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ دور دراز کے لوگ آپ کے صدقہ وخیرات اور آپ کی جود وسخا سے مستفیض ہو رہے ہوں اور پڑوسی کے گھر میں چولہا بھی نہ جلے۔

تحفے کا حق دار کون؟

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: میرے دو پڑوسی ہیں کسے تحفہ بھیجوں؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۲۷۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر ہم پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتی ہیں تو جس پڑوسی کے گھر کا دروازہ ہمارے گھر کے دروازے سے سب سے زیادہ قریب ہے وہ ہمارے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔

سب سے پہلا مقدمہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں سب سے پہلا جھگڑا پیش کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۲۸، ص:۶۰۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! قیامت کا ماحول دل ہلا دینے والا ہوگا، نفسی نفسی کی کیفیت ہوگی، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، اعمالِ صالحہ کی قلت دامن گیر ہوگی، معبود برحق کے جلال کی وجہ سے ہر کوئی لرز رہا ہوگا ایسے میں پہلا جھگڑا دو پڑوسیوں کا پیش ہوگا۔ سوچو! اگر ہم نے اپنے کسی پڑوسی کو ستایا ہوگا یا کسی معاملہ میں جھگڑا کیا ہوگا تو اس وقت کتنی پریشانی ہوگی؟ اگر خدانخواستہ ہم سے ہمارے کسی پڑوسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو آج ہی اس سے معافی طلب کرلیں اور یہ بات ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں محفوظ کرلیں کہ وہ گناہ جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں اس وقت تک خدائے قہار وجبار معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ بندہ نہ معاف کردے۔ پروردگار عالم ہم سب کو آپس میں اتحاد واتفاق سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھلائی اور برائی کی کسوٹی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! مجھے کیسے علم ہو کہ میں نے بھلائی کی ہے یا برائی کی ہے؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بھلائی کی ہے تو واقعی تم نے بھلائی کی ہے اور جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے سنو کہ تم نے برا سلوک کیا ہے تو واقعی تم نے برا سلوک کیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۱۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جس کے عمل کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا ہو کہ پڑوسی کی گواہی ہی پر تمہاری نیکی اور برائی کا دارومدار ہے تو ہمیں چاہیے کہ اپنے نیک ہونے کی سند تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں اپنے پڑوسی سے حاصل کریں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑوسی کے ساتھ ہمارا سلوک

اچھا ہوگا لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرکے بھلائی کی سند حاصل کرلیں۔ پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ مومن نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کون یارسول اللہ؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ و مامون نہ ہو۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یقیناً اس کا ایمان کامل نہیں جس نے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچائی ہو۔ اگر ہم اور آپ مومن و مسلمان ہونے کی دعوے دار ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کو راحت دیں، سکون دیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمارے پڑوسی کو ہماری ذات سے کوئی اذیت نہ پہنچے بلکہ وہ ہمارے پڑوس میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ مامون سمجھے، ان شاء اللہ پڑوسی کو خوش رکھنے کا بدلہ ضرور ہمیں ملے گا۔

خدائے تعالیٰ سے جنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے اللہ عزوجل سے لڑائی کی۔

(الترغیب والترہیب، حصہ سوم، ص:۲۴۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم میں سے کون ہے جس میں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے اور ان سے لڑائی کرنے کی جرأت و ہمت ہو؟ ہم کبھی خواب و خیال میں بھی یہ نہیں سوچ سکتی ہیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑیں یا انہیں اذیّت دیں۔ اب آپ بتائیں کہ اگر کوئی پڑوسی کو اذیت پہنچائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جو کوئی پڑوسی سے لڑائی کرے گویا اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑائی کی۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو اذیت دینے اور جھگڑا کرنے سے پرہیز کریں۔ ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے کا باعث ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسیوں کو نہ ستائے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمانوں کی تعظیم کرے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان کی بات فرما کر یہ واضح کردیا گیا کہ قیامت میں جب ربِ ذوالجلال کے حضور حاضری ہوگی اس وقت ہم سے پڑوسیوں کے حوالے سے سوال کیا جائے گا۔ اگر ہم نے انہیں اذیت دی ہوگی یا ان کو ستایا ہوگا تو نہایت ہی سخت ترین عذاب میں گرفتار ہوں گی اور اگر ان سے حسن سلوک سے پیش آئی ہوں گی تو وہ پڑوسی ہمارے بہتر ہونے کی گواہی دیں گے، مولیٰ ان کی گواہی کو قبول فرماکر ہمیں جنت کی حق دار بنادے گا۔ مذکورہ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پڑوسی کو وہی ستائے گا جس کے دل میں آخرت کی جواب دہی کا تصور مستحکم نہ ہو یا پھر اللہ عزوجل کی پکڑ اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو۔ اے خاتون جنت کی کنیزو! اپنے دل میں آخرت میں جواب دہی کا تصور پیدا کرکے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کروتا کہ روز محشر جہاں

اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں کی رسوائی سے بچ جاؤ۔ اللہ عزوجل ہم سب کے لیے آخرت کو آسان بنائے اور محشر کی رسوائی سے بچائے۔

جنت میں نہ جائے گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بِوَآئِقِہٖ. (ترجمہ) وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

(مسلم شریف، حصہ اول، ص:۶۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ جنت اور اس میں داخلے کے قانون تو میرے آقا نے عطا فرمائے ہیں اور اس میں جانے سے کون روکا جائے گا اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ نہ فرماتے تو ہمیں کیوں کر خبر ہوتی؟ حضور علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں پتہ چلا کہ پڑوسیوں کو اذیت دینے والی اگر بے توبہ مرگئی تو جنت میں داخل نہ ہوگی۔

ہم میں سے ہر کسی کو جنت کی طلب ہے لیکن افسوس! پڑوسیوں کے حوالے سے ہمارا کیا حال ہے؟ ہمیں اس کا جائزہ بھی لینا پڑے گا۔ اگر پڑوسی مامون و محفوظ ہیں تو اللہ عزوجل کے فضل و کرم اور سرکار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم جنت کی حق دار بن جائیں گی۔

عبادت گزار خاتون مگر جہنمی!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ نبوی میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! فلانی عورت کے بہت نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور خیرات

کرنے کا چرچا ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت جہنمی ہے۔ عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! فلانی عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ کرنے اور کم نماز پڑھنے میں مشہور ہے، وہ پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت جنتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، حصہ پانزدہم، ص:۴۲۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث مبارکہ کئی گوشوں پر ہماری توجہ مبذول کراتی ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہم نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھتی ہیں جب کہ ان عبادات کی ادائیگی کے باوجود اگر ہماری ذات سے ہمارے پڑوسی کو تکلیف پہنچتی ہو تو ان عبادتوں کا کوئی صلہ نہیں ملے گا (مراد یہ ہے کہ جب یہ نفل ہوں) یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہم مسلمانوں کی پہچان یہی تھی کہ ہماری ذات سے کبھی پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچتی تھی، بلکہ ہمارے پڑوس میں رہنے والا ہمارے حسن سلوک سے متأثر ہوکر کفر وشرک کی وادی سے نکل کر دامن اسلام میں پناہ لے لیتا تھا لیکن ہم نے حسنِ اخلاق جیسی پاکیزہ تعلیم کو بھلا دیا، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے کنارہ کشی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آج دنیا میں کہیں بھی ہمارا کوئی مقام نہیں اور ہو بھی کیوں کر؟ جب عبادت و ریاضت کی کثرت کے باوجود پڑوسی کو ستانے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کی حق دار بتادیں تو یہاں تو بہت بُرا حال ہے کہ ہمارے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی قلت ہے اور پڑوسیوں کو ستانے کا جرم بھی ثابت ہے۔ خدارا! پڑوسیوں کو تکلیف دینے سے گریز کرو اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔

قیامت کی نشانی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ آدمی اپنے پڑوسیوں کو اور بھائیوں کو

اور اپنے باپ کو قتل نہ کرے۔ (الادب المفرد، حصہ اول، ص:۵۴)

حضرت ابو عامر حمصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو بھی دو آدمی تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھیں پھر ان میں سے ایک مرجائے یا دونوں اسی حالت (باہم ناراضگی کی حالت) میں مرجائیں تو دونوں ہلاک ہوں گے پھر فرمایا: جو کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی پر ظلم اور زیادتی کرے گا یہاں تک کہ اسے اپنے گھر سے نکل جانے پر مجبور کردے تو یہ تکلیف دینے والا ہلاک ہوجائے گا یعنی عذابِ آخرت میں مبتلا ہوگا۔ (الادب المفرد، حصہ اول، ص:۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج آپ دیکھتی ہوں گی کہ لوگ کبھی کبھی اپنے پڑوسیوں پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ پڑوسی تنگ آکر گھر بدل دیتا ہے اور نقلِ مکانی پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کے بارے میں خود صحابیِ رسول نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہوجائے گا، لہٰذا ہمیں پڑوسی کے معاملہ میں بہت ہی احتیاط رکھنا چاہیے اور اذیت دینے سے گریز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب پر نظرِ کرم فرمائے۔

حضرت امام حسن اور پڑوسی

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑوسی یہودی تھا، اس کے گھر کی دیوار شق ہوگئی جس کی وجہ سے کوڑا کرکٹ آپ کے مقدس گھر میں جمع ہوجاتا۔ یہودی کی عورت نے یہودی کو اس بات کی اطلاع دی تو یہودی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں معافی مانگنے کے لیے حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: میرے نانا جان نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرو، پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ یہ کلمات سنتے ہی یہودی مسلمان ہوگیا۔ (حقوق العباد)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک ہوتا ہے پڑوسی کی حقیقت جاننا اور دوسرا ہوتا ہے

پڑوسی کے حقوق کو ادا کرنا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑوسی کی حقیقت کو بھی جانتے تھے اور آپ نے پڑوسی کے حقوق کو ادا کرکے بھی بتایا۔ دیکھا آپ نے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کا اثر کیا ہوا، اللہ عزوجل نے یہودی کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرمادیا۔ کاش، ہم حضرات حسنین کریمین کے کردار کو اپنائیں تاکہ ہمارے پڑوسی ہم سے مامون رہیں۔

سلطان بایزید اور پڑوسی

ایک رات حضرت سلطان بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ایک لمحہ بھی آنکھ نہ لگا سکے، سوتے بھی تو کیسے رات بھر ساتھ والے مکان سے ایک بچے کے رونے کی مسلسل آواز آرہی تھی۔ ایک تو رونا اور وہ بھی بچے کا رونا، رقیق القلب لوگوں کے لیے تو سوہانِ روح ہوتا ہے۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی تو سلطان بایزید بسطامی یہودی پڑوسی کے دروازے پر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ اندر سے آواز آئی کہ گھر میں کوئی مرد موجود نہیں۔ سلطان نے اپنا تعارف کرایا اور خیریت دریافت کی، یہودی کی بیوی نے بتایا کہ میرا شوہر کئی ماہ کے سفر پر گیا ہوا ہے اس عرصے میں میرے یہاں ولادت ہوئی ہے رات بھر وہی بچہ روتا رہا۔ سلطان نے بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو عورت نے بتایا کہ گھر میں اندھیرا رہتا ہے، میں پردہ نشین عورت ہوں اور میرا حال یہ ہے کہ غریبی نے گھیر رکھا ہے۔ نہ کوئی تیل لانے والا ہے نہ تیل منگانے کے لیے پیسے، تھوڑا بہت پیسہ جو میرے شوہر نے جاتے وقت رکھ دیا تھا اسی پر گزارا ہے۔

فجر کی اذان ہوچکی تھی، عورت کا جواب سن کر حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ مسجد چلے گئے اس دن سے ایسا لگا جیسے کہ عورت کے گھر میں بہار آگئی ہو، ضرورت کی ہر چیز سلطان بایزید کے گھر سے پہنچنے لگی، شام ہوتی تو اللہ کا وہ ولی جسے دنیا آج تک سلطان العارفین کے نام سے جانتی اور مانتی ہے، ہاتھ میں تیل کی کپی لیے یہودی کے دروازے پر کھڑا رہتا کہ کہیں اس کا مکان تاریک نہ ہوجائے اور اس کا بچہ اندھیرے میں رونے نہ لگے۔ کئی مہینے یہ

سلسلہ چلتا رہا حتّٰی کہ یہودی پڑوسی سفر سے واپس آ گیا۔ وہ سوچتا آیا تھا کہ گھر میں تو بہت تکلیف ہوئی ہو گی لیکن جب اس کی بیوی نے بتایا کہ تکلیف اٹھانے کی نوبت نہ آئی اور سلطان اور ان کے گھر والے مسلسل اس کی اور اس کے بچے کی دیکھ بھال کرتے رہے تو یہودی بہت خوش ہوا، شکریہ ادا کرنے سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: میرے عزیز! شکریہ کی ضرورت نہیں، میں نے تو اپنا فرض ادا کیا، اگر میں یہ نہ کرتا تو سخت گنہ گار ہوتا کیوں کہ ہمارے دین میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں۔ یہودی نے سلطان بایزید کا ہاتھ تھام کر عرض کیا: حضور! مجھے بھی اسی دین کی چادر میں چھپا لو اور اسی کا کلمہ پڑھا دو جس کی غلامی کے سبب آج تم اس بلند مرتبہ پر فائز ہو۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! فروغِ اسلام میں حسن اخلاق کی بڑی اہمیت رہی۔ سلطان العارفین نے تو یہودی پڑوسی کے ساتھ یہ سلوک کیے لیکن ہم مسلمان پڑوسی بلکہ رشتے دار پڑوسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرتیں۔ ایسے میں بتاؤ لوگ کہاں سے اسلام کی عظمت تسلیم کریں گے۔ آج ہمیں اپنے بزرگوں کا کردار اپنانے کی ضرورت ہے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ضرورت ہے اور پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کی ضرورت ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چھٹا حصہ

تجزیہ و تزکیہ

تجزیہ کا مطلب ہے اپنے باطن کا محاسبہ کرنا اور تزکیہ کا مطلب ہے اپنے باطن کو ستھرا کرنا۔ اسلام میں دونوں کی بڑی

اہمیت ہے اوران دونوں کے ملاپ کا نام
تقویٰ ہے۔

پہلا باب

ذکرِ الٰہی کی برکتیں

ذکر کا معنیٰ ہے یاد کرنا، یاد رکھنا، چرچا کرنا وغیرہ۔ یہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے لیکن کوزے میں سمندر کے مثل اپنے اندر تمام عبادات و معاملات کو سموئے ہوئے ہے، جس کو ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہر وہ عمل جو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے حکم کی تعمیل میں ان کی رضا وخوشنودی کے لیے کیا جائے ذکر ہے۔ چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو جیسے نماز، روزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ یا وہ معاملات سے متعلق ہو جیسے والدین کی خدمت، ان کی اطاعت وفرمانبرداری، پڑوسیوں، رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں سے حسنِ سلوک اور حصولِ معاش کے لیے حلال وحرام کا امتیاز کرتے ہوئے محنت ومشقت کرنا وغیرہ وغیرہ یہ

سب ذکر ہیں۔

اللہ ربُّ العزت جل مجدہ الکریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًاۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا o (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔ (سورۂ احزاب، آیت:۴۲)

اسلاف کرام نے اپنی کتابوں میں ذکر کی چند مخصوص صورتوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں۔

لفظ ذکر کی وسعت

قرآن پاک میں خدائے وحدہ لاشریک نے متعدد مقامات پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذکر کرنے کا حکم دیا، جن میں سے چند آیات ملاحظہ کیجیے۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ o (ترجمہ) اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور غافلوں میں نہ ہونا۔

(سورۂ اعراف، آیت:۲۰۵)

ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا o (ترجمہ) اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے رہو۔ (سورۂ مزمل، آیت:۸)

ایک مقام پر ارشاد ہوا: وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا. (ترجمہ) اور اپنے رب کا نام صبح وشام یاد کرو۔ (سورۂ دہر، آیت:۲۵)

چنانچہ محبوبِ مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ عزوجل کے حکم کی تعمیل میں اس کا ایسا ذکر کیا کہ ساری کائنات جھوم اُٹھی، زمین کے چپہ چپہ پر "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی صدائیں گونجنے لگیں۔ ان کی ہر ادا ذکر الٰہی تھی، ان کی جلوت میں اللہ کے ذکر کی گونج ہوتی،

ان کی خلوت میں اللہ کے ذکر کی رفاقت ہوتی، ان کی زبانِ مبارک ذاکر تھی، ان کا قلبِ منوّر ذکر سے لبریز تھا، ان کا رونگٹا رونگٹا ان کے رب کا ذکر کرتا تھا، وہ کسی لمحہ اپنے رب کے ذکر سے غافل نہ ہوئے حتّٰی کہ سوتے وقت بھی قلب سلیم ذکر میں مصروف رہتا، اسی کیفیت کو اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا: اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَ لَا یَنَامُ قَلْبِیْ. میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۵۳۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ؈ (ترجمہ) تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

(سورۂ بقرہ پ۲، آیت ۱۵۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ذکر کرنے والیوں کے لیے کتنا بڑا اعزاز ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا ہے۔ بہ ایں صورت کہ جو بندیاں ہر حال میں اپنے رب کریم کو یاد کرتی ہیں وہ اپنے فضل و کرم سے ان کے ہر حال کو درست رکھتا ہے اور ہر لمحہ اپنے انعامات سے نوازتا رہتا ہے نیز اس طرح کہ ہم تو صرف زمین پر اس کا ذکر کرتی ہیں اور وہ مالکِ عرش و کرسی اپنی نورانی مخلوق ملائکہ میں ہمارا ذکر فرماتا ہے اور انہیں گواہ بنا کر ہماری بخشش و مغفرت کا اعلان فرماتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یقیناً آپ اس کو پڑھ کر جھوم اٹھیں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں جب وہ ذاکرین کی کسی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف (یعنی مل گئے جنہیں ہم تلاش کر رہے تھے) پھر وہ فرشتے

ذاکرین کو (محبت و الفت کے طور پر) اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں پھر وہ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ اپنے بندوں کا حال جانتا ہے (لیکن فرشتوں سے اپنے ذاکر بندوں کی تعریف سننا پسند فرماتا ہے) اے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: یُسَبِّحُوْنَکَ وَ یُکَبِّرُوْنَکَ وَ یَحْمَدُوْنَکَ وَ یُمَجِّدُوْنَکَ. (ترجمہ) تیرے بندے تیری تسبیح بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری تعریفیں بیان کر رہے تھے اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں مولا! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کرتے اور زیادہ بزرگی بیان کرتے اور زیادہ تسبیح بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مولیٰ وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، بہ قسم رب! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو وہ اس کی بہت حرص کرتے، اس کے بہت طلب گار ہو جاتے اور اس کی طرف ان کی رغبت اور زیادہ ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جہنم کی آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں: نہیں، بہ قسم اے رب! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو وہ اس سے مزید

بھاگتے اور زیادہ ڈرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ان میں ایک شخص تھا جو ذکر نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کے لیے ان کے پاس آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۸۶)

جنت کی طرف لے جانے والا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ. (ترجمہ) جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی و غم میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۲۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم اکثر خوشی کے موقع پر اللہ عزوجل کو بھول جاتی ہیں جب کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ خوشی کے وقت اللہ عزوجل کا ذکر زیادہ کریں اور اپنے معبودِ حقیقی کا شکر بجا لائیں۔ اسی لیے اولیاے کرام علیہم الرضوان اللہ عزوجل کا ذکر خوشی و غم میں زیادہ کرتے تا کہ اللہ عزوجل راضی ہو جائے، اگر ہم خوشی اور غم میں اللہ عزوجل کا ذکر کریں تو اللہ عزوجل اس ہمیں غم سے دور فرمائے گا اور ہماری خوشیوں میں اضافہ فرمائے گا، اس لیے کہ خوشی اور غم دونوں اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں۔

اللہ عزوجل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو ہر حال میں ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سو حج کا ثواب

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے وہ اپنے

دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو سو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھے اور شام کو سو بار تو اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے اور جو صبح کو سو بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" پڑھے اور سو بار شام کو تو اس جیسا ہوگا جو اللہ عزوجل کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے اور جو صبح کو سو بار "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھے اور سو بار شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو اولادِ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرے اور جو سو بار صبح کو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھے اور سو بار شام کو تو کوئی اس سے زیادہ نیکیاں اس دن نہ کر سکے گا سوائے اس کے جو اتنی ہی بار یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ۔ (مشکوۃ شریف، حصہ دوم، ص:۱۵۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سو بار صبح اور سو بار شام "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھنے پر جو سو حج کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی صبح اور شام میں سو سو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھے اسے سو نفلی حج کا ثواب ملے گا۔ خیال رہے کہ حج کا ثواب ملنا اور ہے حج کی ادائیگی اور ہے۔ یہاں ثواب کا ذکر ہے نہ کہ ادائے حج کا اس لیے کوئی یہ نہ سمجھے کہ صبح اور شام کو سو سو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھ لیا جائے تو سو حج ہو جائیں گے لہٰذا ہزاروں روپے خرچ کرنے اور تکلیف اٹھا کر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ حج تو ادا کرنے سے ہی ہوگا۔ جس طرح طبیب کہتا ہے کہ ایک گرم کیے ہوئے مُنَقّٰی میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ روٹی ہی سے بھرتا ہے، کوئی دو وقت میں تین تین مُنَقّٰی کھا کر زندگی نہیں گزار سکتا۔ یقیناً مذکورہ تسبیحات میں ثواب بے پناہ ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس چیز کی کمی ہے؟ وہ کریم ہے، رحیم ہے، جواد ہے، غفار ہے، اس لیے اس کے کرم پر بھروسہ کرنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے۔

زبان کا صحیح استعمال کرو

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ہر کلام اس کے لیے وبال ہے اس کو اس کا کوئی نفع نہیں ملتا سوائے

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے اور ذکرِ الٰہی کے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص: ۱۳۱۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! زبان پر قابو رکھنا نہایت ہی مشکل امر ہے لہٰذا زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکالیں جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو اور ہر وہ کلام جس میں بھلائی نہ ہو وہ وبال ہے اور زبان سے ادا ہونے والے بہترین کلام کون سے ہیں؟ اس کے بارے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنا بہترین کلام ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نیکی کا حکم دیتی رہیں، برائیوں سے روکتی رہیں اور ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر بھی کرتی رہیں۔

محفل میں فرشتوں کی حاضری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جماعت ذکرِ الٰہی کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون واطمینان کی دولت ان کے لیے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس سے قریب ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۰۷۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! دوست واحباب کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور کچھ نہ کچھ گفتگو کرنا ہر کسی کو پسند ہے۔ کوئی دنیوی گفتگو کرتا ہے کوئی لہو ولعب کی باتیں کرتا ہے غرض کہ ہر کوئی اپنے ساتھیوں کے ذوق کے مطابق گفتگو کرتا ہے لیکن وہ خوش نصیب بندیاں جو مل کر صرف اس لیے بیٹھتی ہیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کریں تو اللہ عزوجل کے معصوم فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمتِ الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون واطمینان کی دولت ان کے لیے نازل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل ان کا تذکرہ اپنے مقرب فرشتوں کے درمیان فرماتا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ شرف نصیب فرمائے۔

موتیوں کے منبر

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائے گا کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے اور لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے، وہ انبیا اور شہدا نہ ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کا حال بیان فرما دیجیے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ ہشتم، ص: ۱۶۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کے ذکر کی محفل میں حاضری دینی چاہیے یہ نہ دیکھیں کہ اپنی ذات برادری کی خواتین ہوں تبھی شریک ہوں، نہیں، بلکہ اللہ عزوجل توفیق دے تو جہاں بھی اس کا اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو وہاں جائیں۔ ہاں البتہ! سنی صحیح العقیدہ کی محفل میں ہی جائیں۔ ان شاء اللہ اس کا اجرِ عظیم میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ ملے گا کہ قیامت کے دن آپ کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا، آپ موتیوں کے منبروں پر ہوں گی اور دوسروں کو آپ پر رشک ہوگا۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

عذاب سے نجات کا ذریعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کو عذابِ الٰہی سے نجات دلا دے سوائے ذکرِ الٰہی کے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ چوم، ص: ۱۲۴۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ایمان کی پختگی کے ساتھ ہمیں اللہ عزوجل کا ذکر کرنا

چاہیے اس لیے کہ اعمال کی قبولیت کا دارو مدار ایمان پر ہے اور ایمان کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر نجات کا ذریعہ ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں مطلق نجات کا ذریعہ اللہ عزوجل کا ذکر فرمایا گیا ہے یعنی دنیا وآخرت کی تکلیفوں سے اگر نجات چاہیے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہیے۔

محفل ذکر میں بیٹھنے کا حکم

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دولت کدہ میں تھے کہ آیت "وَ اصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَ الْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَارِ" نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجیے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں" رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہے، بعض لوگ ان میں بکھرے بال والے اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں، جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔

(الدرالمنثور، حصہ پنجم، ص:۳۸۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہمیں اللہ عزوجل کے ذکر میں مصروف رہنے والی خواتین کے پاس بیٹھنا چاہیے اور ان کی صحبت سے استفادہ کرنا چاہیے۔ یقیناً دنیا وآخرت کا فائدہ ان کے پاس ہے جو صبح وشام اللہ عزوجل کا ذکر کرتی ہیں لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج ہم فلمی تذکرے کرنے والیوں کی محفل تلاش کرتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہنے والیوں سے ملنے اور ان سے تعلقات رکھنے پر فخر محسوس کرتی ہیں جب کہ اس میں نقصان ہی نقصان ہے۔

زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے مجھ پر بہت سے احکام ہیں آپ مجھے ایسی بات بتا دیں جس پر میں تکیہ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔ (ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۲۴۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نیکیوں سے متعلق فکر مند رہتے تھے، اسی لیے اسلامی احکام کی بجا آوری کے ساتھ وہ مزید اوقات نیک کاموں میں گزارنے کے خواہش مند رہتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوالات سے ہم گنہ گاروں کا فائدہ ہو گیا کہ ہمیں بھی زندگی کے لمحات گزارنے کا طریقہ نصیب ہو گیا۔

مذکورہ حدیث شریف میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ذکر الٰہی سے زبان تر رکھنے کا حکم فرمایا، اس سے مراد یہ ہے کہ تم دل وزبان کو کبھی خالی مت رکھو جب دنیوی کاموں سے فراغت ملے تو اللہ عزوجل کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ کہ یہ ذکر دونوں جہاں میں تمہارے لیے کامیابی کا سبب بن جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ہر کام کے شروع اور اخیر میں دعائیں منقول ہیں کہ وہ بھی اللہ عزوجل کے ذکر ہی کی منزل میں ہیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے، اٹھنے کے بعد، کھانا تناول فرمانے سے پہلے، کھانے سے فراغت کے بعد، استنجا خانے میں داخل ہونے سے پہلے، باہر نکلنے کے بعد، غرض کہ ہر کام کے شروع اور اخیر میں دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ ان دعاؤں کو یاد کر لیں اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں انہیں پڑھنے کی عادت بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ہر حال میں اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دل سخت ہونے کا سبب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو کیوں کہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الٰہی سے خالی ہونا شقاوت قلبی کی نشانی ہے اور سخت دلی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہماری زبان صرف رات کو سوتے وقت ہی خاموش رہتی ہے ورنہ وہ مستقل چلتی رہتی ہے۔ مختلف لوگوں سے ملاقات کے وقت ہم متعدد قسم کی باتیں کرتی ہی رہتی ہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ فضول اور بے مقصد باتیں نہ کیا کریں کہ اس سے دل سخت ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے دوری میسر آتی ہے۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ مسلمان فضول باتیں کر کے اللہ عزوجل سے دور ہو جائیں۔ اب اگر ہم اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں گی تو شیطان کا داؤ نہ چل سکے گا اور اللہ عزوجل راضی ہو جائے گا۔ کوشش کریں کہ کوئی بھی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو، چاہے مواقع کے اعتبار سے صرف مَاشَاءَ اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہ، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہی کہہ لیں تب بھی رحمت الٰہی سے امید ہے کہ ہم شقاوت قلبی سے محفوظ ہو جائیں گی۔ دوران گفتگو اللہ عزوجل اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بہترین خزانہ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ "وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" (ترجمہ: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی) نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ اس موقع پر بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یہ آیت تو سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہمیں یہ پتہ چل جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسی کو لیتے۔ اس پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دولت یاد الٰہی میں مشغول رہنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور مسلمان کی وہ بیوی جو اس کے ایمان پر مدد کرنے والی ہو۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص: ۲۷۷)

اللہ جل شانہ کا ساتھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ جب بندہ میرے ذکر کے لیے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ نہم، ص: ۱۵۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل ہم گنہ گاروں پر کتنا کرم فرماتا ہے کہ وہ اپنا ساتھ عطا فرمانا چاہتا ہے۔ ہم اگر اپنے ہونٹوں اور اپنی زبان کو ذکر الٰہی کے لیے جنبش دیتی ہیں تو اللہ عزوجل کا کرم اور اس کی رحمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی لیے بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کے بغیر جو ساعت گزرتی ہے اس کے لیے قیامت کے دن بندی افسوس کرے گی کہ کاش! میں یہ وقت اللہ عزوجل کے ذکر میں گزاری ہوتی۔ لہٰذا اپنے وقت کی قدر و قیمت سمجھیں اور ذکر الٰہی کر کے اللہ کا کرم اور اس کی رحمت حاصل کریں۔ آج ہم جتنا وقت لباس اور بال وغیرہ سنوارنے میں لگاتی ہیں اتنا وقت بھی اللہ عزوجل کے ذکر کے لیے صرف نہیں کرتیں۔ خدارا خدارا! ایسی محفلوں کو تلاش کرو جہاں اللہ عزوجل، انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کا ذکر ہوتا ہو اور کچھ وقت اللہ عزوجل اور سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے لیے قربان کرو کہ اس کا فائدہ دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی اس کی برکتیں میسر آئیں گی۔

حضور ﷺ کی شفاعت

کلمۂ طیبہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

قیامت کے روز اللہ جل شانہ کے حکم سے انبیاے کرام، اولیاء اللہ اور شہداے عظام عام مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ اللہ رب العزت ان کی شفاعت سے بہت سے گنہ گاروں کو بخش دے گا۔ شفاعت کا اولین حق میرے آقا شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا اور جس کسی نے کلمہ پڑھا ہوگا سرکار علیہ السلام اس کی شفاعت فرمائیں گے اس سے متعلق رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا حق دار کون ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) مجھے احادیث پر تمہاری خواہش دیکھ کر یہی گمان ہوا تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے دوسرا کوئی نہ پوچھے گا۔ پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری شفاعت اسے نصیب ہوگی جو خلوصِ دل سے کلمۂ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھے گا۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کلمہ طیبہ ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی حق دار بنا دے گا۔ میدان محشر میں جہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا وہاں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ پڑھنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت کا اندازہ کوئی کیا کرسکتا ہے؟ ہزاروں شفقتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقتوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ دنیا و آخرت میں اللہ عزوجل کے بعد سب سے زیادہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم نوازیاں ہیں۔ لہٰذا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اخلاص سے پڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی حق دار بنیں۔

موت کے وقت کلمہ کی برکت

موت کے وقت عالم سکرات میں کلمۂ طیبہ نصیب ہونا موت کی سختیوں کو دور کرتا ہے، کلمہ پڑھنے سے خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسردہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے جو کوئی اسے موت کے وقت پڑھے تو اس سے موت کی تکلیف دور ہو جائے، چہرے کا رنگ چمکنے لگے اور آسانی دیکھے۔ مگر مجھے وہ کلمہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک مجھے معلوم ہے تو انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑا نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) کو پیش کیا تھا۔ وہ ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" حضرت طلحہ نے کہا: تو کیا یہی ہے؟ فاروق اعظم نے فرمایا: واللہ! یہی ہے۔

(کنز العمال، حصہ اول، ص:۲۹۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! موت کے وقت کی تکلیف نہایت ہی سخت ترین ہوتی ہے فرمایا گیا کہ جسم پر تلوار کی ۳۶۰ ضربیں لگائی جائیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جسم سے روح نکلتے وقت ہوتی ہے۔ کلمہ طیبہ یعنی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" موت کے وقت ہونے والی تکلیف سے نجات کا ذریعہ ہے لہٰذا کلمہ طیبہ کے ورد کی عادت بنالیں تاکہ مرتے وقت موت کی تکلیف سے نجات مل جائے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو موت کی تکلیف سے محفوظ رکھے اور ایمان پر مدینہ میں موت نصیب فرمائے۔

نور کے ستون کی سفارش

کلمہ پڑھنے والوں کے حق میں دیگر چیزیں بھی مغفرت کی سفارش کرتی ہیں یہ کتنا بڑا

اِعزاز ہے جوکلمہ پڑھنے والوں کو حاصل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک عرش معلیٰ کے سامنے ایک نور کا ستون ہے، جب کوئی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رک جا، وہ عرض کرتا ہے کیسے رک جاؤں؟ کیوں کہ کلمہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی، پھر حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کردی تو وہ ستون رک جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، حصہ دوم، ص:۱۲۶۹)

عرش کی سفارش

اللہ تعالیٰ کے یہاں سرخ یاقوت کا ایک ستون ہے جس کا سر عرش کے نیچے اور نیچے کا سرا تحت الثریٰ والی مچھلی کے اوپر ہے۔جب بندہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ سچی نیت سے کہتا ہے تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے اور مچھلی اور خود ستون کو زلزلہ آجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ عرش سے فرماتا ہے: اے میرے عرش ٹھہر جا۔عرش عرض کرتا ہے: میں کیسے ٹھہروں جب تک تو اس کلمے کے قائل کو نہیں بخشتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے عرش کے مکینو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کے قائل کے صغیرہ و کبیرہ اور پوشیدہ وظاہر تمام گناہ بخش دیے۔ (تفسیر روح البیان، حصہ پنجم، ص:۹۳)

جہنم کی آگ سے بچنے کا علاج

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میں ایک ایسا حکم جانتا ہوں کہ جو کوئی اسے دل سے حق سمجھ کر پڑھ لے اور اسی حالت میں مرجائے وہ آگ سے بچ جائے اور وہ ہے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''۔

(المستدرک للحاکم، حصہ اول، ص:۱۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سے مراد یہ ہے کہ جوکلمہ طیبہ یعنی ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھنے کے ساتھ اللہ عزوجل ہی کو اپنا معبود حقیقی مانے، اسی کو رزّاق مانے، اسی کو خالق مانے غرض کہ اللہ عزوجل سے متعلق جو عقیدہ ہونا چاہیے وہ عقیدہ رکھے اور اسی کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا آخری رسول مانے اور اسی پر قائم رہتی ہوئی اس دنیا سے کوچ کرے تو اِنْ شَآءَ اللّٰهُ جہنم سے بچ جائے گی۔اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں استقامت فی الدین نصیب فرمائے۔

جہنم حرام ہوجائے

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اللہ کی رضا کی خاطر کلمۂ ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' پڑھتا ہوا قیامت کے دن آئے گا اس پر جہنم حرام ہوگا۔ (المستدرک للحاکم، حصہ اول، ص:۱۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ سمجھ میں آیا کہ کلمۂ طیبہ اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لیے پڑھنا چاہیے بلکہ ہر کام اللہ عزوجل کی رضا ہی کے لیے کرنا چاہیے کہ ریا کاری اسے سخت ناپسند ہے بلکہ ریا کار کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔جو مومنہ دنیا میں سارا کام اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کرتی ہوگی نیز کلمۂ طیبہ کا ورد بھی کرتی ہوگی وہ قیامت کے دن بھی اللہ کی رضا کے لیے کلمہ پڑھتی ہوئی آئے گی اور اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس پر جہنم حرام فرمادے گا۔

اللہ عزوجل جہنم حرام فرمادے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! انہوں نے کہا: لبیک یارسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! تیسری مرتبہ بھی ایسا

فرمایا، پھر ارشاد فرمایا اے معاذ! جو کوئی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ جل شانہ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت اگر تم خبر دو گے تو لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے (اور عمل نہیں کریں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارک اپنے وصال کے وقت بہ خوف گناہ بیان کر دی۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ پکارنے کی وجہ یہ تھی کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے اس کی اہمیت واضح ہو جائے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آخری عمر میں لوگوں تک یہ حدیث شریف پہنچا دی تا کہ علم چھپانے کا گناہ ان پر نہ ہو، لہٰذا فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنے معمول میں شامل کرلیں۔

جنت کی کنجی

کلمۂ طیبہ جنت کی کنجی ہے جس کے پاس یہ کنجی ہوگی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس سے متعلق حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار جنت کی کنجی ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ: ۳۶، ص: ۴۱۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بے ایمان کو جنت نصیب نہیں ہوگی جنت تو کلمۂ طیبہ پڑھنے والے مومنین و مومنات کے لیے ہے جو کوئی صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھے اور اس پر قائم رہے اور اسی عالم میں دنیا سے کوچ کر جائے تو وہ جنت کی حق دار ہو جاتی ہے۔ کلمۂ طیبہ کو جنت کی کنجی اس لیے فرمایا گیا تا کہ کلمۂ طیبہ

پڑھنے والی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ کلمۂ طیبہ پر قائم رہنے سے اللہ عزوجل اسے اس نعمت کی حق دار کر دے گا جس کو اس نے نہ کبھی دیکھا ہے اور نہ وہ نعمتیں دنیا میں میسر ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا اپنی زبان سے کلمۂ طیبہ کا ورد کرتی رہیں اور ساتھ ہی اللہ عزوجل کی نعمتوں کا یقین بھی رکھیں۔

پتھروں کی گواہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت ابراہیم واسطی علیہ الرحمہ میدان عرفات میں تھے کہ انہوں نے ہاتھ میں سات پتھر لے کر کہا اے پتھر! گواہ ہو جا اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس رات جب ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، حساب و کتاب کیا جا رہا ہے، کچھ لوگوں کے بعد ان کی باری آئی، ان کا حساب لیا گیا، ناکام ہو جانے کی وجہ سے وہ نار جہنم کے مستحق ہوئے، فرشتے ان کو گرفتار کر کے جہنم کی طرف روانہ ہو گئے اور جہنم کے ایک دروازے پر آ گئے تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر دروازے پر گر پڑا اور راستہ بند ہو گیا۔ عذاب کے فرشتوں نے اس پتھر کو ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ ذرا بھی نہیں ہٹا دوسرے اور تیسرے حتّٰی کہ ساتوں دروازوں پر یہ واقعہ پیش آیا، آخر کار فرشتے ان کو عرش معلّٰی کے پاس لے گئے تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: تو نے ان پتھروں کو گواہ بنایا تھا۔ پتھروں نے تیرا حق ضائع نہیں کیا۔ اے میرے بندے! میں خود تیرے اقرار توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور صلہ میں تجھے جنت کا حقدار بناتا ہوں۔ جب میں جنت کے دروازے پر پہنچا تو جنت کے دروازے بند تھے۔ اتنے میں ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کی مبارک صدا آئی اور جنت کے دروازے کھل گئے اور میں جنت میں داخل ہو گیا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کا ذکر پابندی سے کرتی رہو اور روزانہ کلمۂ

طیبہ اور کلمۂ شہادت ہر نماز کے بعد کچھ مقدار میں پڑھنے کی عادت بناؤ تا کہ آپ کے ارد گرد کے درود یوار کل بہ روز قیامت آپ کے حق میں گواہی دیں۔

آسمانوں کی کُنجی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھل جائیں حتّٰی کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بہ شرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچا ہو۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص: ۵۷۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! گویا کلمۂ طیبہ آسمان کے دروازوں کی کنجی ہے اور کلمۂ طیبہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے۔ اگر کوئی بندی گناہ کبیرہ سے بچے اور کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں لہٰذا کلمۂ طیبہ کی کثرت کرو ان شاء اللہ اس کا فائدہ دونوں جہان میں میسر ہوگا اور یہ کلمہ عرش تک پہنچ کر ہماری بخشش کی سفارش کرے گا۔

ایمان تازہ رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنا ایمان تر و تازہ کرتے رہو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں۔ ارشاد فرمایا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کثرت سے پڑھا کرو۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ چہاردہم، ص: ۳۲۸)

ایمان کی تر و تازگی سے مراد اللہ جل شانہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ یعنی ایمان کا تقاضا ہے کہ دل میں حُبِّ الٰہی اور خوف الٰہی ہو کہ انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہ ہو اور یہ بات اس وقت پیدا ہوگی جب انسان بار بار کلمہ پڑھے۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ کلمہ کی

کثرت کیا کرو کہ اس سے ایمان میں تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہماری زبان سے غلطی سے پتہ نہیں کیسے کیسے جملے نکل جاتے ہیں بسا اوقات انجانے میں ہماری زبان سے کلمۂ کفر تک نکل جاتا ہے اور ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ دولت ایمان ہاتھ سے جا چکی ہے۔ خاص کر آج کل ایسے ایسے گانے گائے جانے لگے ہیں کہ ان میں بھی کفریہ کلمات ہوتے ہیں، ہم میں اکثر خواتین ہیں جو سمجھتی نہیں ہیں بس گائے چلے جاتی ہیں۔ اولاً تو گانا چاہے کیسا بھی ہو نہیں گانا چاہیے اور خاص طور پر اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی کفریہ گانا نہ ہو۔ اب خدا نہ خواستہ کسی کی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ ادا ہو گیا اور اسی حالت میں وہ دنیا سے کوچ کر گئی تو اس کی موت کفر پر ہوگی لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتی ہوئی تجدید ایمان کی نیت سے کلمۂ طیبہ کی کثرت کیا کرو تا کہ ایمان تر و تازہ ہوتا رہے۔ کم از کم رات کو سوتے وقت اور صبح اُٹھنے کے بعد کلمۂ طیبہ پڑھنے کی عادت بنائیں ان شاء اللہ اس کا فائدہ بھی آپ کو دونوں جہان میں نظر آئے گا کہ ہم سوئیں تو ہماری زبان سے ادا ہونے والی آخری بات کلمۂ طیبہ ہو اور اٹھیں تو ہماری زبان سے ادا ہونے والی سب سے پہلی بات کلمۂ طیبہ ہو، اس سے ہمارا مولیٰ ضرور راضی ہوگا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو ہر حال میں اپنے ذکر میں مشغول رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایمان تازہ کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنا شروع کیا، آپ کلمہ پڑھتے جا رہے تھے اور چشم مبارک سے آنسو بہتے تھے یہاں

تک کہ آپ کی داڑھی مبارک اور سینۂ انور سے بہتے ہوئے زمین پر ٹپکتے تھے۔آپ کے رونے کو دیکھ کر میں بھی رونے لگا،تھوڑی دیر بعد آپ خاموش ہوئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا:اے انس!میں تمہاری آنکھیں بھیگی ہوئی دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا:سرکار!آپ کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:خوش خبری ہے اس کے لیے جس کی زبان اللہ جل جلالہٗ کے ذکر میں تر رہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہیں۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! کلمۂ طیبہ ہو یا اللہ عزوجل کا اور کوئی بھی ذکر،ایک مومنہ کو چاہیے کہ نہایت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ کرے،خوفِ خدا پیشِ نظر رکھے اور کوشش کرے کہ ذکر الٰہی کرتے وقت آنکھیں اشک بار ہوجائیں کہ یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر ادا عبادت ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی حضور کو گریہ وزاری کرتے دیکھ کر رونے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خوش خبری عطا فرمادی کہ ذکر الٰہی کے وقت آنکھوں کا اشک بار ہونا اللہ عزوجل اور مجھ کو پسند ہے۔

شیطان کے فریب سے بچنے کا طریقہ

شیطان نے انسان کو گناہوں میں مبتلا کرنے کے لیے اس کے چاروں طرف فریبوں کے جال بچھا رکھے ہیں اس کے مکروفریب سے بچنے کے لیے کلمۂ طیبہ ایک اِکسیر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے: میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' اور استغفار سے ہلاک کردیا۔جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہوائے نفس سے ہلاک کیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (مسند ابی یعلی الموصلی،حصہ اول،ص:۱۲۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! شیطان جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے وہ ایک لمحے کے لیے ہم سے غافل نہیں لیکن تعجب ہے کہ ہم اس سے بالکل غافل ہیں۔اس نے چاروں طرف مکروفریب کے جال پھیلا رکھے ہیں کہ ہم کسی طرح اس کے دامِ فریب میں آجائیں لیکن ہمارے آقا کی رحمتوں پر قربان جائیے کہ آپ نے اس کے فریب سے بچنے کا سامان بھی عطا فرمادیا اور وہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت شیطان کو ہلاک کرنے کا بہترین ہتھیار ہے۔اس لیے ہمیں بھی کثرت سے کلمۂ طیبہ کا ورد کرنا چاہیے ساتھ ہی استغفار کی بھی کثرت کرنی چاہیے۔

سب سے بھاری کلمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان کے نیچے ہے ان تمام کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور کلمہ طیبہ کو دوسرے پلڑے میں تب بھی وہ ان ساری چیزوں پر غالب ہوگا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی،حصہ دوازدہم،ص:۲۵۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کے نام سے بڑھ کر کس کا نام ہوسکتا ہے؟ یقیناً جس پلڑے میں میرے مولیٰ عزوجل کا ذکر اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو بھلا وہ بھاری نہ ہوگا تو کون سا پلڑا بھاری ہوگا؟ لہٰذا کلمۂ طیبہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ کل بروز قیامت نیکیوں کا پلڑا گناہوں کے پلڑے پر بھاری ہوجائے۔اللہ عزوجل ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔

بہتر مجمع میں تذکرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم نورمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان رکھتا ہے میں اس سے قریب ہوتا ہوں۔ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ نہم، ص:۱۲۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ عزوجل سے جیسی امید رکھیں گی اللہ عزوجل ہمارے ساتھ وہی معاملہ فرمائے گا یعنی اگر ہم ذکر، دعا وغیرہ کی قبولیت کی امید کریں گی تو اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے ہمارے ذکر ودعا کو قبول فرمائے گا۔ لہٰذا نیک اعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل سے ان کی قبولیت کی امید بھی رکھو۔ اس لیے کہ جب ہم اللہ عزوجل کا ذکر کرتی ہیں تو ہم اس سے بہت قریب ہوجاتی ہیں تو گویا جو ہر وقت ذکرالٰہی میں مصروف رہے اللہ عزوجل سے ہر وقت قریب ہے۔

آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہم تنہا اللہ عزوجل کا ذکر کریں گی تب بھی اللہ عزوجل ہمارا چرچا فرمائے گا اور اگر ہم چند عورتوں کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کا ذکر کریں گی تو اللہ عزوجل فرشتوں کے مجمع میں ہمارا تذکرہ فرمائے گا۔ اولاً تو اللہ عزوجل کا تذکرہ فرمانا ہی بہت بڑی سعادت مندی کا کام ہے پھر فرشتوں کی جماعت میں تذکرہ ہونا یہ بھی ایک عظیم سعادت مندی ہے۔ اس لیے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، خلوت میں، جلوت میں، ہر آن اللہ عزوجل کا ذکر کیا کریں۔

نجات کا بہترین عمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا: جو دن میں سو (۱۰۰) بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ پڑھے اس کی تمام خطائیں بخش دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۸۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سو (۱۰۰) مرتبہ آپ ایک ہی ساتھ پڑھیں یا چند مرتبہ صبح، چند مرتبہ شام میں پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ صبح وشام پڑھیں، بہر حال جس طرح بھی ہو سکے ضرور پڑھیں اور گناہوں سے معافی کا پروانہ حاصل کریں۔

گناہوں کی معافی سے مراد گناہ صغیرہ ہیں جو اللہ عزوجل کے حقوق سے متعلق ہوں۔ حقوقِ شرعیہ اور حقوقِ عباد اس سے علیحدہ ہیں۔ لہٰذا فوت شدہ نماز، روزے اور قرض وغیرہ مذکورہ وظیفے سے معاف نہ ہوں گے وہ تو ادا ہی کرنے ہوں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ذکرالٰہی کے ساتھ نماز روزہ وغیرہ کی پابندی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمائے۔

روزانہ ہزار نیکیاں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک ہم حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرلیا کرے۔ ہم نشینوں میں سے کسی نے پوچھا: کوئی روزانہ ہزار نیکیاں کیسے کرسکتا ہے؟ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزانہ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھ لے اس کے لیے روزانہ ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ہزار خطائیں معاف کی جائیں گی۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۷۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم پر اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا کرم ہے کہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر ہمیں بڑے بڑے ثواب سے نوازا جارہا ہے۔ صرف ثواب ہی نہیں مل رہا ہے بلکہ گناہوں کی معافی کا پروانہ بھی مل رہا ہے۔ اگر اس کے باوجود ہم ذکرالٰہی نہ کریں تو کتنی کم نصیبی کی بات ہوگی۔ لہٰذا روزانہ کم از کم سو (۱۰۰) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھ کر اللہ عزوجل کا ذکر کرلیا کرو۔

سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر عمل

حضرت ابودرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتادوں جواللہ عزوجل کے نزدیک بہت ستھرے، تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے اور تمہارے لیے سونا چاندی خیرات کرنے سے بھی بہتر ہوں اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہوں کہ تم دشمن سے جہاد کرو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں (سکھا دیجیے) حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: وہ عمل اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۴۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث شریف میں غریبوں کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں تسلی بھی دی کہ سرمایہ دار تو سونا چاندی خیرات کرتے ہیں یقیناً نیت درست ہو تو ان کو اس کا اجر ملے گا لیکن اگر غریب اس کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو مایوس نہ ہوں کہ اس سے بھی افضل ایک چیز ہے اور وہ ہے اللہ عزوجل کا ذکر۔ گویا غریبوں کو مخاطب کر کے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے ہیں کہ تم یہ مت سوچنا کہ مال دار خیرات کر کے ثواب میں آگے نکل جائیں گے، تم اللہ عزوجل کا ذکر کرو یہ اس خیرات کرنے سے بھی افضل ہے۔

جنت کی کیاریوں سے کچھ چن لیا کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو ان میں سے کچھ چن (چر) لیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا: جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کی محفل کو جنت کی کیاریاں قرار دیا اور حکم فرمایا کہ جب بھی ذکر کی محفل کے بارے میں پتہ چلے کہ فلاں جگہ پر کسی ایسی محفل کا انعقاد ہونے والا ہے جہاں پر اللہ اور اس کے محبوب بندوں کا تذکرہ ہوگا تو وہاں جا کر ذکر میں شریک ہونا جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے مترادف ہے۔ مذکورہ حدیث شریف سے چند باتیں سمجھ میں آئیں اور وہ یہ کہ ذکر الٰہی کے جلسوں میں جانا، ذکر الٰہی کے لیے حلقے لگانا، میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کرنا (کہ اس میں اللہ عزوجل کی شان اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے) سب باعث برکت ہیں اور ان میں شرکت کرنا ثواب کا کام ہے۔ لہٰذا ایسی پاکیزہ محفلوں کی تلاش کر کے ان میں شریک ہو کر اپنی آخرت کو سنوار لینا چاہیے۔ ایک بات اور ذہن نشیں کر لیں کہ تنہا ذکر کرنے سے افضل مجمع کے ساتھ ذکر کرنا ہے کہ اگر ایک کا ذکر کرنا قبول ہوگا تو اس کے صدقے میں اللہ عزوجل سب کا ذکر کرنا قبول فرمائے گا۔

افضل کلمات

حضرت سمرہ بن جُندُب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل کلمات چار ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ عزوجل کو یہ چار کلمات پیارے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (مسلم شریف، حصہ سوم، ص:۱۶۸۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تسبیح کے معنٰی ہیں اللہ عزوجل کو تمام عیوب ونقائص سے پاک جاننا یا پاک بیان کرنا۔ اسمائے الٰہی ورد کرنے والے پر اس نام کی تجلی وارد ہوتی ہے تو جو کوئی ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کا ورد کرے ان شاءاللہ وہ بندی خود برائیوں سے پاک ہوتی چلی جائے گی۔ تسبیح بہت اعلیٰ ذکر ہے، اسی لیے نماز ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ'' سے شروع کرتے

ہیں، رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' اور تعجب خیز بات پر ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہتے ہیں۔

جنت میں درخت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ غُرِسَتْ لَہٗ نَخْلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ. (ترجمہ) جو ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ'' پڑھے اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۱۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کی رحمتوں پر قربان جاؤ کہ ایک بار ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ'' پڑھنے پر جنت میں ہمارے لیے ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ درخت لگانے کی وجہ یہ ہے کہ درخت سے انسان کو بہت سے فائدے پہنچتے ہیں۔ درخت کبھی سائے کا کام دیتا ہے اور کبھی میوے دیتا ہے، کبھی پھل پھول ہوتے ہیں جن سے خوراک اور لذت حاصل کی جاتی ہے۔ تمام درختوں میں کھجور کا درخت بہت ہی مفید ہے اور کھجور بڑا ہی طاقت ور اور لذیذ پھل ہے۔ مولا تعالیٰ کا کرم تو دیکھیے کہ ہمارے ایک بار ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ'' کہنے پر ہمارے نام کا ایک درخت جنت میں لگا دیا جا رہا ہے۔ اس لیے دن بھر کثرت سے ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری رکھا کریں تا کہ جنت میں ہمارے نام سے بہت سارے درخت لگا دیے جائیں۔

سو گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ یہ کہے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا

شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا، اس کے نامۂ اعمال میں سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے سو گناہ معاف کیے جائیں گے اور اس روز دن بھر اس کی شیطان سے حفاظت ہوگی حتّٰی کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس پڑھنے والے سے بہتر عمل نہ کر سکے گا مگر یہ کہ اس سے زیادہ پڑھ لے۔ (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۱۲۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارے نامۂ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ وہ چھوٹے سے عمل کے سبب بھی ہمارے بہت سے گناہوں کو معاف بھی فرما دیتا ہے اور ڈھیروں نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے اور یہی نہیں بلکہ شیطان سے اس دن ہماری حفاظت بھی فرماتا ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں جو دن بھر شیطان سے حفاظت کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم چوں کہ دن میں جاگتی ہیں اور بیداری ہی میں شیطان زیادہ گناہ کراتا ہے اس لیے دن کا ذکر فرمایا، اگرچہ مذکورہ کلمات کسی بھی وقت پڑھنا باعث ثواب ہے لیکن صبح کے وقت زیادہ افضل ہے تا کہ دن بھر شیطان سے حفاظت ہوتی رہے۔ یہ جو فضائل بیان کیے گئے ہیں سو (۱۰۰) بار پڑھنے کے ہیں اگر کوئی زیادہ پڑھے تو اس کے لیے زیادہ ثواب اور زیادہ فضائل ہیں۔

فرشتوں کی تسبیح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا کلام افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اپنے فرشتوں کے لیے جو تسبیح منتخب فرمایا وہ یہ ہے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ''

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف میں فرشتوں کی تسبیح کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ سارے فرشتے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ'' پڑھ کر اللہ عزوجل کی حمد و ثنا بیان کرتے

ہیں۔ چوں کہ فرشتوں کا یہ پڑھنا اللہ عزوجل کی تعلیم سے ہے اس لیے یہ کلمات بہت افضل ہیں اور اس سے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارفع واعلیٰ شان بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات فرشتوں کی عبادت کو بھی جانتے ہیں اور ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔ پتہ یہ چلا کہ جو رسول عرش والوں کے حالات سے باخبر ہوں وہ فرش والوں کے حالات سے کیوں کر بے خبر ہوں گے؟

سرِ عرش پر ہے تیری گزار دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

لہٰذا ایسے پیارے پیارے عمل کرو جنہیں دیکھ کر ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ اللہ عزوجل ہمیں فرشتوں کی تسبیح پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

جنت کا ایک خزانہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اسی دوران لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے۔ اس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم لوگ نہ بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو، تم تو سمیع وبصیر کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ اپنے دل میں کہہ رہا تھا ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی جانب رہبری نہ کردوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! فرمایا ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''۔ (مسلم شریف، حصہ دوم، ص:۲۰۷۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بلند آواز

سے تکبیر کے لیے منع فرمایا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ ذکر بالجہر (بلند آواز سے ذکر) منع ہے بلکہ اس لیے منع فرمایا تھا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر سفر کرتے ہوئے یہ نعرے تکلیف کا باعث تھے، اسی لیے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو اور اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ سفر غزوۂ خیبر کا تھا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ خیبر فتح فرمانے تشریف لے جارہے تھے۔ اس سفر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ خیبر پر ہم اچانک جاپڑیں، لوگوں کو اس حملہ کی خبر بھی نہ ہوسکے تاکہ دشمنان اسلام تیاری نہ کرسکیں اور بہت کم خون خرابہ ہو اور خیبر فتح ہوجائے۔ اس نعرے سے یہ مقصد فوت ہوجاتا ورنہ بہت مواقع پر جہاں ذکر بالجہر کے موانع نہ ہوتے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند آواز سے ذکر الٰہی کیا کرتے۔ چنانچہ باجماعت نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔ عورتیں اگر ذکر کریں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ آواز زیادہ بلند نہ ہو اس لیے کہ عورتوں کو آواز پست رکھنے کا حکم ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل میں ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھ رہے تھے تو غیب کی خبر بتانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دل کی کیفیت سے باخبر ہو کر ارشاد فرماتے ہیں ''لَا حَوْلَ'' شریف جنت کا خزانہ ہے اس لیے کہ اس میں انسان انتہائی بے کسی اور بے بسی کا اقرار اور اللہ عزوجل کی قدرت کا اعتراف کرتا ہے اور یہی بندگی کا مدار ہے ''حول'' کا معنیٰ ہے ظاہری طاقت اور ''قوۃ'' کا معنیٰ ہے باطنی قوت یعنی بندی میں بغیر رب تعالیٰ کی مدد کے نہ ظاہری طاقت ہے نہ باطنی قوت۔ اللہ عزوجل کے کرم کے بغیر بندی نہ گناہوں سے بچ سکتی ہے نہ نیکیاں کرسکتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلموں کو جنت کا خزانہ اس لیے فرمایا کہ یہ کلمے جنتی نعمتوں کے خزانوں کے ملنے کے سبب ہیں۔ اب ہماری ذمے داری بنتی ہے کہ اس خزانے کی قدر

کریں اور اس کی قدر کرنا یہ ہے کہ کثرت سے اس کو پڑھا کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

صَبر کا ثواب

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب پرانی مصیبت یاد آئے تب بھی ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ لینا چاہیے اس پر نئے صبر کا ثواب ملے گا۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوازدہم، ص:۱۸۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم سے خوشی کے دن بھی بھلائے نہیں جاتے اور غم کے ایام بھی۔ لہٰذا خوشی کے لمحات یاد آئیں تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھ لیں اور ماضی کی کوئی مصیبت یاد آئے تو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ لیں۔ یقیناً اللہ عزوجل صبر کا ثواب عطا فرمائے گا۔

مصیبت میں ذکر الٰہی کا نرالا انداز

یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ ہم پر اس دنیا میں چھوٹی، بڑی بہت سی مصیبتیں آتی ہیں لیکن قربان جائیے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم پر کہ آپ نے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مصیبتوں کا علاج اور انہیں دور کرنے کا طریقہ بھی ہمیں بتا دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم فرامین رسول کا مطالعہ کریں اور ان کے مطابق عمل کریں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ کے نعل کا تسمہ ٹوٹ گیا، آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، عرض کیا گیا: حضور! یہ تو تسمہ ہے، آپ نے فرمایا: یہ بھی مصیبت ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ ہشتم، ص:۱۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہمارے یہاں لائٹ چلی جائے تو پتہ نہیں کیسے کیسے نازیبا جملے ہم زبان سے نکالنا شروع کر دیتی ہیں جب کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے مواقع پر اپنی زبان سے غلط جملے نکالنے کے بجائے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اسی ہم کہیں جا رہی ہوں اور ہماری چپل ٹوٹ جائے تب بھی ہمیں چڑ چڑے پن کی شکار ہو کر ناپسندیدہ جملے ادا کرنے کی بجائے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا چاہیے کہ ایسے موقع پر بھی ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ غرض کہ چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی تکلیف پہنچے کسی بھی صورت میں ہمیں بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا ہے بلکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ کر یہ بتا دینا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے اور ہمیں اسی کی جانب واپس لوٹنا ہے تو اگر اس کی منشا کے مطابق ہمیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو ہم اسے برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو آقائے نعمت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

گھر جنّت میں

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے۔ ایک یہ کہ ہر کام میں اللہ عزوجل سے التجا کرے، دوسری یہ کہ مصیبت پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھے، تیسری یہ کہ نعمت پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے اور چوتھی یہ کہ گناہ پر ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ'' کہے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: سُبْحٰنَ اللّٰہِ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کلمۂ شکر ہے اور ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اخلاص کا کلمہ ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے

اور جب بندہ کہتا ہے ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرا بندہ مطیع ہوگیا اور اس نے خود کو میرے سپرد کردیا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص:۲۳۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کی ساری مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ خود اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ'' (ترجمہ) ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے۔ اولیاء اللہ ان تسبیحات کو سنتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھاتے وقت لقمے کی تسبیح سنتے تھے اور سبزے کی تسبیح کی برکت سے عذابِ قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ لہٰذا ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' پڑھ کر دیگر مخلوق کے ساتھ خود بھی عبادت میں شریک ہوجائیں اور کلمۂ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کلمۂ شکر ہے لہٰذا اللہ عزوجل کا شکر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھ کر ادا کریں اور فرمایا گیا کہ ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' سے مراد پورا کلمہ ہے اور یہ پورا کلمہ اخلاص کا کلمہ ہے یعنی اس کلمۂ طیبہ کی برکت سے دنیا میں کفر اور آخرت میں دوزخ سے رہائی ملتی ہے اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' آسمان و زمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے، درحقیقت یہ ہمیں سمجھانے کے لیے ہے کہ ہماری کوتاہ نظریں ان آسمان اور زمین کی حد تک ہی محدود ہیں ورنہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے مقابل آسمان و زمین کی کیا حقیقت ہے اس کی ملکیت آسمان و زمین تک ہی محدود نہیں اور ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' پڑھنے والی گویا اللہ عزوجل کی اطاعت گزار بندی ہوگئی اور اپنے آپ کو مولیٰ عزوجل کے سپرد کرنے والی ہوگئی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جب اللہ عزوجل خود فرمادے کہ میری یہ بندی فرماں بردار اور میری پناہ میں ہے تو اسے دونوں جہاں میں کیسے تکلیف پہنچ سکتی ہے؟ لہٰذا اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ کلمات کو زبان پر جاری کرکے نیکیاں جمع کرو اور اللہ عزجل کی اطاعت گزار بندی بن جاؤ۔

شیطان گھر سے بھاگ جاتا ہے

حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ

رَاجِعُوْنَ'' سے شیطان مایوس ہوجاتا ہے اور اس کو وہاں سے بھاگنا ہی پڑتا ہے اور ہائے وائے کرنے سے شیطان کی شرکت ہوجاتی ہے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جب کسی کا انتقال ہوجائے یا کوئی اور مصیبت آجائے تو خاص کر عورتوں میں ہائے اور وائے وغیرہ جیسے الفاظ اپنی زبان سے نکالنے کی عادت زیادہ پائی جاتی ہے اور انہیں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس طرح سے اظہارِ غم میں شیطان ان کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ شیطان بھاگ جائے اور اس کی شرکت نہ ہو تو مصیبت اور غم کے وقت ہائے وائے کہنے کے بجائے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' ضرور پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ غم ہلکا بھی ہوگا اور ذکرِ الٰہی کا ثواب بھی ملے گا۔

ذکرِ الٰہی سے غفلت کا نتیجہ

ذکرِ الٰہی کی اہمیت اور اس کے فوائد کے بعد اب مختصراً اس سے غفلت کا انجام اور ایسی عورتوں کی سزا بھی ملاحظہ ہو جو رب کریم کے ذکر سے منہ موڑ کر دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کی زبان پر مدتوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تک نہیں آتا۔ کاش! وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو پڑھ کر توبہ کرلیں اور اپنے دل سے گناہوں کی سیاہی صاف کرنے کے لیے اللہ کے ذکر میں مصروف ہوجائیں تو چند ہی دنوں میں ان کا قلب روشن و منور ہوگا اور وہ اپنے آپ کو احکامِ شرع کی طرف مائل پانے لگیں گے۔

منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ان میں دیگر عیوب کے ساتھ ایک عیب یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَ ہُوَ خَادِعُہُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝

(ترجمہ) بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ (سورہ نساء، آیت:۱۴۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہت سی ایسی خواتین ہیں جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر دنیا کے عیش وعشرت میں مست ہیں، انہیں اللہ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں۔ اگر کوئی عالمہ یا مبلغہ انہیں ذکر الٰہی کی محفلوں میں شرکت کی دعوت دیتی ہیں یا توبہ اور ذکر کی نصیحت کرتی ہیں تو یہ بڑے ہی تکبر کے ساتھ انہیں گھورتی ہیں اور ان کی دعوت کو ٹھکرا دیتی ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی وجہ سے ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور ان کے گھر قبرستان ہو چکے ہیں، یہ خود طرح طرح کی آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہتی ہیں، بے چین ہیں، پریشان ہیں، مضطرب ہیں، لیکن کسی نصیحت کرنے والی کی نصیحت پر غور کرنے کے لیے آمادہ نہیں۔ ایسی خواتین کو اپنا انداز بدلنا چاہیے اور اپنی زندگی میں انقلاب لانا چاہیے۔

درج ذیل آیات پر غور کیجیے اور ذکر الٰہی سے غفلت برتنے سے پناہ مانگیے۔ فرمان الٰہی ہے: وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ o (ترجمہ) اور جو رحمٰن کے ذکر سے غافل ہو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (سورۂ زخرف، آیت:۳۶)

اے اے خاتون جنت کی کنیزو! آج شیطان جو ہمیں آسانی کے ساتھ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اس کا سبب اللہ عزوجل کے ذکر سے غفلت اختیار کرنا ہے۔ کیا کسی کو یہ پسند ہے کہ شیطان اس کا ساتھی ہو؟ یقیناً کسی کو پسند نہیں۔ تو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں تا کہ شیطان کا داؤں پیچ آپ پر نہ چل سکے۔

شیطان مسلط ہو جاتا ہے

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ o (ترجمہ) ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں، سنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ (سورۂ مجادلہ، آیت:۱۹)

ایک مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَ مَنۡ یُّعۡرِضۡ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّہٖ یَسۡلُکۡہُ عَذَابًا صَعَدًا o (ترجمہ) اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا۔ (سورۂ جن، آیت:۱۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ذکر الٰہی کے فضائل و فوائد اور ذکر نہ کرنے کے نقصانات آپ نے ملاحظہ فرمایا اب اسے عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ دن و رات کے بیشتر لمحات اللہ کے ذکر میں گزاریں گی اور اس کی برکت سے فضائل و کمالات حاصل کریں گی۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ہر آن اپنے اور اپنے پیارے محبوب کے ذکر میں مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسرا باب

اخلاص نیت کا بیان

اے خاتون جنت کی کنیزو! اِخلاص اسلامی عبادتوں اور اطاعتوں کی بنیاد ہے کیوں کہ اس کے بغیر ایمان وعمل کا وہ اجر نہیں ملتا جو حقیقی معنوں میں ملنا چاہیے۔ اِخلاص کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. (ترجمہ) اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے (خالص) اسی پر عقیدہ لاتے۔ (سورۂ بیّنہ، آیت:۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: وَ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. (ترجمہ) اور اس کی عبادت کرو نرے (خاص) اس کے بندے ہو کر۔ (سورۂ اعراف، آیت:۲۹)

اللہ عزوجل کی عبادت کرنی ہو یا اس کو پکارنا ہو بہ ہر حال اخلاص کے ساتھ ہونا

چاہیے کہ ہماری پوری توجہ اسی کی طرف ہو اور ریاکاری مقصود نہ ہو تو اس کے اچھے ثمرات بھی ظاہر ہوں گے اور رضاے الٰہی کا حصول بھی ممکن ہوگا ورنہ نہ ہماری عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی ہماری دعا کو شرف قبولیت ملے گی۔

اخلاص کی حقیقت

نیت کسی عمل کے مُحرِّک اور متقاضی کو کہتے ہیں، یہ باعث اور مُحرّک اگر ایک ہے تو اس نیت کو خالص کہتے ہیں اور جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں اس عمل کا محرک یا باعث ہوں تو چوں کہ شرکت ہوئی اس لیے وہ خالص نہ رہی۔

اس کو اس طرح سے سمجھیں کہ کسی نے خدا کی رضا کے لیے روزہ رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ کھانا ترک کرنے سے تندرستی حاصل ہو، ساتھ ہی اخراجات میں کمی واقع ہو یا کھانا پکانے کی محنت سے نجات حاصل ہو یا کسی نے حج کا قصد کیا تا کہ سفر اور راستہ کی ہوا سے قوت وتندرستی حاصل ہو اور دوسرے ملکوں کی سیر وتفریح ہو جائے اور وہاں کا لطف ملے یا کسی نے وضو اس لیے کیا تا کہ تازگی اور فرحت حاصل ہو۔ ایسے تمام خیالات اخلاص کو باطل کرنے والے ہیں، خواہ وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ۔ عملِ خالص وہ ہے جس میں بہ ظاہر اپنا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ (کیمیاے سعادت، ص:۸۳۸، ناشر: ادبی دنیا، دہلی)

صوفیا کا حج

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے راستے میں تجارت کا قصد بھی کرے تو اس کا حج ضائع نہ ہوگا اگر چہ ثواب اُتنا نہ ملے گا جتنا کہ فقط حج کے طالب کو ملتا ہے کیوں کہ اس کا اصل ارادہ حج ہے اور تجارت اس کے تابع ہے۔ (کیمیاے سعادت ص:۸۳۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے سفر حج میں جانے والوں کے لیے

تجارت کو ممنوع نہیں قرار دیا بلکہ اس کو جائز ٹھہرایا ہے البتہ صوفیاے کرام علیہم الرضوان چوں کہ اللہ رب العزت کی رضا اور اسی کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم جانتے ہیں اور دل کو کسی اور جانب متوجہ کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ ہر نیکی وعبادت خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو اور عملاً بھی ان کی زندگی میں اس کے جلوے نظر آتے ہیں لہٰذا حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے سفر حج میں تجارت کی نیت یا تجارت کو ناجائز نہیں ٹھہرایا بلکہ ان برکتوں اور ثواب سے محرومی کا سبب بتایا جو خالص اللہ عزوجل کی رضا میں جانے والوں کو ملتا ہے۔ اللہ عز وجل ہم سب کو ان عشاق اور تقوی شعار بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی نیتیں درست رکھنے نیز مخلص ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعمال کی روح

نیت اعمال کی روح ہے، اسی پر عذاب وثواب کا دارومدار ہوتا ہے اور خداوندِ قدوس ہر عمل میں نیت ہی کو دیکھتا ہے، چنانچہ رسول خدا محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَ لَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۱۹۸۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! چوں کہ اطاعت وعبادت کا تعلق جسم یا تن سے ہے اور نیت کا تعلق دل سے ہے اس لیے حدیث شریف میں دل کا ذکر کیا گیا۔ ہم دنیا کو دکھانے کے لیے تصنع، ریاکاری، بناوٹی پرہیزگاری اختیار کرسکتی ہیں اور دنیا کو دھوکہ دے سکتی ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہمارا ظاہری تقدس اگر اخلاص سے خالی ہے اور دنیا کے لیے ہے تو دونوں جہاں میں سوائے رسوائی وذلت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر عبادتیں کم ہوں مگر اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی گئی ہوں تو ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں عزت وسربلندی حاصل ہوگی۔

جنت کیسے ملے؟

علماے کرام فرماتے ہیں کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص نیت کو ہی نہیں سمجھے گا تو اس میں اخلاص اور صدق کا کس طرح خیال رکھے گا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو دائمی جنت چند روز کے عمل سے حاصل نہ ہوگی بلکہ اچھی نیت سے حاصل ہوگی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔ (کیمیاے سعادت، ص:۸۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نیت کی اہمیت اسی سے سمجھی جاسکتی ہے کہ اکثر محدثین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی کتب حدیث میں سب سے پہلے جس حدیث کو نقل فرمایا وہ نیت ہی سے متعلق ہے۔ سچ فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہلے نیت کو سمجھو تاکہ عمل قابل قبول ہو۔ یاد رکھیں! نیت کی عدم درستگی پر ساری محنتیں رائیگاں ہو جائیں گی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ محنت بھی کریں، مال بھی خرچ کریں اور وقت بھی صرف کریں لیکن نیت میں خرابی ہونے کی وجہ سے سب کچھ ضائع وبرباد ہو جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اخلاص کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کیوں کہ جب وہ راضی ہو جائے گا تو دارین کی سعادتیں میسر ہوں گی۔

عمل کیے بغیر ثواب

مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کیا ہو تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جو نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں بلکہ سات سو گنا تک لکھ دی جاتی ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ بُرائی نہیں لکھی جاتی جب تک کہ اسے نہ

کرلے۔ (مسلم شریف،حصہ اول،ص:۱۱۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! کتنا عظیم احسان ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے محض نیکی کے ارادے پر ہی ثواب سے مالا مال فرمادیتا ہے۔ یہ سب اللہ رب العزت کا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اس امت پر کرم ہے کہ ہم گنہ گار سہی لیکن ہیں تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں۔ کاش ہم اپنی حقیقت سے واقف ہوجائیں اور نیک ارادے کریں نیز اپنے آپ کو نیک اعمال کرنے میں مصروف رکھیں تاکہ بے حساب ثواب سے مالا مال ہوسکیں۔

مومنہ کی بھلائی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ.

(ترجمہ) مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ ششم،ص:۱۸۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ وہ عمل جو دنیا کے لیے یا رِیا کی غرض سے کیا جائے اس سے بہتر ہے کہ ہم اپنی نیت ہی اچھی کرلیں کہ صرف نیت پر بھی اللہ عزوجل اَجر عطا فرمائے گا لیکن اگر ہم نے نیک عمل تو کیا مگر نیک نیتی کے بغیر کیا اور اس سے اللہ عزوجل کی رضا مقصود نہ تھی تو ایسا عمل منہ پر ماردیا جائے گا اور نیت میں کھوٹ کی وجہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ہم سزا کی مستحق ہوں گی۔

ہر کام میں ثواب

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! روزمرہ کی زندگی کے تمام مُباح اور جائز کام بھی اخلاصِ نیت سے کیے جائیں تو ان کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔ مثال کے طور پر:

☆ میڈیکل سائنس (Medical Science) یا انجینیئرنگ (Engineering) یا دیگر عمدہ کورسیس (Courses) کے حاصل کرنے میں خدمتِ خلق کی نیت کریں۔

☆ عمدہ لباس پہننے میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا چرچا کر رہی ہوں۔

☆ بچوں سے پیار کرنے میں یہ نیت کریں کہ بچوں پر شفقت کرنا ہم سب کے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنت ہے۔

☆ گھر کا کام کریں اور یہ نیت کریں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام اپنے مقدس ہاتھوں سے انجام دیا کرتے تھے۔

☆ بچوں کی پرورش، مہمانوں کی خاطر ومدارات کرنے میں یہ نیت کرے کہ یہ بھی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے۔

☆ ہاتھ میں گھڑی پہنیں تو اس نیت سے کہ نماز کے اوقات کا علم ہوگا۔

☆ موبائل فون (Mobile Phone) رکھیں تو اس میں بھی یہ نیت رکھیں کہ اس کے ذریعہ مسلمان عورتوں کو ایس ایم ایس (SMS) کرکے ہفتہ واری اجتماع، سالانہ سُنّی اجتماع اور دیگر دینی محافل کے بارے میں دعوت دیتی رہوں گی۔

☆ پرس میں روپیہ (Money) اس نیت سے رکھیں کہ اس سے غریبوں، یتیموں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کروں گی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گی وغیرہ۔

☆ کمپیوٹر (Computer) اس نیت سے سیکھیں کہ اس پر دینی کتابوں کا مطالعہ کروں گی، اللہ تعالیٰ کا ذکر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وغیرہ سنوں گی۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم کو اپنی نیت یعنی دل کے ارادے کو درست کرنا ہے اس لیے کہ انسان تو صرف عمل کو دیکھتا ہے جب کہ اللہ دل کے ارادے اور ظاہری عمل دونوں کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ ہم نیت کو بھی درست کریں اور عمل کو بھی۔ اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے۔

نامۂ اعمال میں لکھو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ بہت سے نیک کام کرتا ہے فرشتے اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان اعمال کو اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دو کیوں کہ اس نے یہ کام میرے لیے نہیں کیے اور فلاں فلاں اعمال اس کے نامۂ اعمال میں تحریر کردو۔ فرشتے عرض کریں گے اس بندے نے تو یہ کام کیے نہیں تب حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس نے دل میں ان کاموں کی نیت کی تھی۔ (کیمیائے سعادت، ص:۸۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پتہ چلا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے یہاں انہیں کاموں کی اہمیت ہے جن میں اخلاص ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کریم نیک کام کی نیت پر بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے وہ نیک کام پورا ہو یا نہ ہو۔

صدقہ قبول فرمایا

بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ زبردست قحط پڑا، ایک شخص ریت کے ایک تودے کے قریب سے گزرا اور کہنے لگا اس تودے کے برابر میرے پاس گیہوں ہوتا تو میں فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیتا۔ اس زمانے کے رسول پر وحی آئی اور حکم ہوا کہ اے نبی اس شخص سے کہہ دو کہ تیرا صدقہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے اور جس قدر گیہوں ہوتے اتنا ثواب تجھے عطا کیا گیا ہے اور اگر تو نے اتنا صدقہ دیا ہوتا تو اتنا ہی ثواب اور تجھے ملتا۔ (کیمیائے سعادت، ص:۸۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنا کریم ہے ہمارا پروردگار کہ ایک غریب بندے کی اخلاص سے بھر پور نیت کی بنیاد پر اس کو گیہوں کے دانوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرما دیا۔ پتہ چلا کہ مال ہو یا نہ ہو نیت صاف ستھری اور کامل ہونی چاہیے۔ اللہ کریم اپنے بندوں اور بندیوں کی کمزوری اور غربت کو دیکھ کر اس کی نیت کی لاج رکھ لیتا ہے اور نیت پر بھی اس کو بے حساب ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

نیت کی خرابی کا انجام

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ جو ایک مشہور بادشاہ گزرے ہیں، ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے دیہات جا پہنچے جہاں گنّے کثرت سے بوئے جاتے تھے۔ آپ نے کبھی گنّا دیکھا نہیں تھا، ایک شخص نے گنّا پیش کیا، جب آپ نے گنّا چوسا تو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ گنے کی پیداوار پر لگان (ٹیکس) مقرر کروں گا تا کہ شاہی خزانے میں ایک نئی آمدنی کا اضافہ ہو۔ اب جو بادشاہ نے گنا چوسا تو اس میں رس ہی نہیں تھا۔ آپ نے حیرانی کے عالم میں کسانوں سے پوچھا کہ یہ اچانک گنے کا رس ختم کیوں ہو گیا؟ آپ کی بات سُن کر ایک بوڑھا کسان سامنے آیا اور کہنے لگا ایسا لگتا ہے کہ اس ملک کے بادشاہ کی نیت بگڑ گئی ہے۔ اس نے اپنی سلطنت میں کوئی ایسا نیا قانون جاری کرنا چاہا ہے جس سے رعایا کو تکلیف ہو، بس یہی وجہ ہے کہ گنے کا رس ختم ہو گیا۔ بادشاہ چوں کہ آپ ہی تھے اور آپ ہی نے لگان مقرر کرنے کا ارادہ کیا تھا بس آپ سمجھ گئے کہ یہ میری نیت کی خرابی کا پھل ہے۔ آپ نے فوراً دل میں توبہ کی اور ٹھان لی کہ ہرگز لگان مقرر نہیں کروں گا۔ اس کے بعد جو گنا چوسا تو رس بھرا ہوا ملا۔ (تفسیر روح البیان، جلد چہارم، ص:۳۱۱)

باغ منٹوں میں برباد

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے بعد کا واقعہ ہے کہ یمن کے ایک شہر صنعا سے دو کوس کی دوری پر ایک باغ تھا جس کا نام صَرْوان تھا، اس باغ کا مالک بہت نیک نفس سخی تھا۔ اس کا دستور تھا کہ پھلوں کو توڑتے وقت فقیروں، مسکینوں کو بلاتا اور اعلان کرتا کہ جو پھل ہَوا سے گر پڑے یا ہماری جھولی سے الگ جا گرے وہ سب تم لے لیا کرو۔ اس طرح باغ کا بہت سارا پھل فقرا و مساکین کو مل جایا کرتا تھا۔ باغ کا مالک انتقال کر گیا۔ چوں کہ اس کے تینوں بیٹے جو اس باغ کے مالک بنے کنجوس تھے، انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ بہت سارا پھل فقرا و مساکین لے جائیں لہٰذا ان لوگوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ سورج نکلنے

سے قبل ہی ہم لوگ باغ کا پھل توڑ لیں تاکہ فقرا و مساکین کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کی بدنیتی نے یہ اثر دکھایا کہ ناگہاں رات ہی میں اللہ تعالیٰ نے باغ میں ایک آگ بھیج دی جس نے پورے باغ کو جلا کر سیاہ کر ڈالا اور ان لوگوں کو خبر تک نہ ہوئی، یہ لوگ اپنے منصوبے کے تحت جب شب کے آخری حصہ میں پہنچے تو جلے ہوئے باغ کو دیکھ کر حیران رہ گئے، چنانچہ ایک بول پڑا کہ ہم لوگ راستہ بھول کر دوسری جگہ آ گئے ہیں لیکن ان میں سے ایک کچھ نیک نفس تھا اس نے کہا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے جس نے ہم لوگوں کو پھل سے محروم کر دیا ہے۔ لہٰذا توبہ کرو اور تسبیح پڑھو۔ تینوں بھائیوں نے توبہ کی اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور بدلے میں انہیں ایک دوسرا باغ عنایت فرمایا جس میں کثرت سے بڑے بڑے پھل آنے لگے۔ (تفسیر مظہری، حصہ دہم، ص:۳۶-۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! انسان ہی سے غلطی ہوتی ہے لیکن رب ذوالجلال اپنے بندوں سے بے انتہا محبت فرماتا ہے۔ اگر کوئی غلطی پر نادم و شرمندہ ہو جائے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور جو مال چھین لیتا ہے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ ہمیں نیت درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرض ادا ہو گیا

حضرت عمران بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی سے قرض لینا چاہا تو آپ کے اہل خانہ نے آپ سے کہا کہ تم قرض مت لو اور آپ کو اس سے منع فرمایا، آپ نے فرمایا: میں کیوں نہ لوں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی مسلمان قرض لیتا ہے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۸۰۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قرض کی ضرورت ہمیں اپنی زندگی میں پڑتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اس قدر مقروض ہو جاتی ہیں کہ کوشش کے باوجود ہم اپنا قرض ادا نہیں کر پاتیں۔ مولیٰ کریم ہمارے دلوں کے حالات سے واقف ہے کہ ہماری نیت کیا ہے؟ ہم قرض ادا کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہیں یا نہیں؟ اگر ہماری نیت میں قرض ادا کرنا ہے تو میرا کریم اپنے کرم سے قیامت کے دن جو حساب و کتاب کا دن ہوگا ہمارا قرض خود ادا فرمائے گا اور ہم مواخذہ سے بچ جائیں گی اور اگر ہم نے قرض کی ادائیگی کی نیت نہیں کی ہے تو ہم قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں مجرم کی طرح حاضر ہوں گی۔

لہٰذا ہر وہ خاتون جو مقروض ہو اسے ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے اور قرض ادا کرنے کی فکر میں لگی رہنی چاہیے۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ہمارا قرض ادا نہ ہو پایا لیکن ہماری نیت درست تھی تو مولا عزوجل قیامت کے دن ہماری جانب سے ہمارا قرض ادا فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہماری نیتیں درست فرمائے۔

تیس سال سے محاسبہ

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق منقول ہے کہ آپ نے دوا کھائی، آپ کی بیوی نے عرض کی کہ آپ گھر میں چند قدم ٹہل لیں (تاکہ آپ کی صحت بہتر ہو جائے) فرمایا: میرے پاس اس طرح چلنے پھرنے کی کوئی وجہ نہیں، تیس سال سے میں اپنا محاسبہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ کروں صرف دین کی خاطر کروں، کسی اور نیت سے کچھ نہ کروں۔

(کیمیائے سعادت، ص:۳۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ واقعہ سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ والے اپنے قدموں کو حرکت دیتے وقت بھی اپنی نیتوں کو جانچتے ہیں اور بغیر اچھی نیت کیے قدموں کو جنبش

تک نہیں دیتے یہاں تک کہ دوا پی لینے کے بعد اگر چند قدم چلنا بھی ہو تو نیت کا خیال فرماتے ہیں۔ اے کاش ہم بھی اپنا محاسبہ اسی طرح کرنے لگ جائیں تو ان شاء اللہ آخرت میں بے حساب اجر و ثواب کی حق دار بن سکتی ہیں۔

گھر کی کھڑکی

مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مکان تعمیر کیا تو مسجد کی طرف اس نے ایک کھڑکی رکھی، کسی نے پوچھا یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا ہوا کے لیے۔ اس شخص نے کہا اگر تم اس کھڑکی کو لگاتے وقت یہ نیت کر لیتے کہ مسجد کی اذان کی آواز سُنائی دے گی تو اس طرح تمہاری آخرت بن جاتی اور اس نیت سے تم کو ثواب ملتا اور ہوا کو تو بہر حال آنا ہی تھا۔ اب تمہارے لیے یہ صرف ہَوا دے گی اور تمہیں آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس واقعے سے ہمیں پتہ چلا کہ ہم اپنے روز و شب کے معمولات میں بھی اگر اچھی نیت کریں تو اللہ عزوجل ہمیں ان پر بھی اجر عطا فرمائے گا۔ لیکن ہمارا حال تو یہ ہے کہ دینی کاموں میں بھی ہماری نیت درست نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ اس کی برکتیں ہم پر ظاہر نہیں ہوتیں۔

اچھی نیتوں کے فائدے

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے بری نیتوں کے انجام کے سلسلے میں قرآنی آیات، احادیث نیز اقوالِ زرّیں و واقعات ملاحظہ فرمایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اچھی نیتوں کے فوائد و ثمرات کیا کیا ہیں؟

پہلے زمانے میں ایک بوڑھے اور ایک جوان نے مل کر ایک زمین خریدی اور اس میں گندم (گیہوں) بویا، کھیتی جب پک کر تیار ہوئی اور کٹائی ہو چکی اور دونوں اپنا حصہ تقسیم

کرنے لگے، بوڑھا شخص اپنا حصہ لیتا اور چپکے سے جوان کی طرف سرکا دیتا اور دل ہی دل میں کہتا شاید اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے زیادہ گندم کی حاجت ہو، میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں مجھے زیادہ گندم کی کیا ضرورت؟ اور نوجوان بھی اپنا حصہ لیتا اور بوڑھے کی طرف سرکا دیتا اور یہ کہتا کہ بوڑھا چوں کہ بال بچے والا ہے، اسے زیادہ گندم کی ضرورت پڑے گی، جوں جوں یہ معاملہ آپس میں کرتے رہے، گندم میں برکت ہوتی گئی یہاں تک کہ ختم ہی نہ ہوا۔ جب یہ دونوں تقسیم کرتے کرتے تھک گئے تو دونوں نے اپنی اپنی نیت بیان کی تو پتہ چلا کہ یہ نیک نیتی کی برکت ہے۔ سبحان اللہ!

بادشاہِ وقت کو جب ان دونوں کا معاملہ پتہ چلا تو اس نے ان کے گندم کے ڈھیر سے ایک دانہ منگوا کر اپنے خزانے میں رکھا، اس کی برکت سے اس کے خزانے میں بھی برکت ہو گئی۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول، ص:۲۰۸)

قاتل و مقتول

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں تلواریں لیے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! قاتل تو واقعی جہنم کا مستحق ہے، مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہ ظاہر مقتول (جو قتل ہو چکا) مظلوم نظر آتا ہے لیکن چونکہ اس کی نیت بھی قتل کرنے ہی کی تھی مگر اسے کوئی موقع ہاتھ نہ آیا اس لیے وہ اُسے قتل نہ کر سکا لہٰذا اس کی نیت میں فتور ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کو جہنمی قرار دیا۔ اس سے پتہ چلا کہ جہاں نیت کی وجہ سے ثواب عظیم ملتا ہے وہیں نیت درست

نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا گناہ بھی ہوتا ہے۔اس لیے ہمیں اپنی نیتیں درست کر لینی چاہیے تا کہ ہم اللہ عزوجل کے عتاب سے بچ جائیں، خاص کر دینی معاملات میں تو بہ ہر حال نیک نیتی اختیار کرنی چاہیے۔

تھوڑا عمل کافی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ. (ترجمہ) اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِیْکَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ. (ترجمہ) اپنے دین میں اخلاص رکھو تھوڑا عمل بھی تم کو کافی ہوگا۔ (المستدرک للحاکم، حصہ چہارم، ص:۳۴۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پتہ چلا کہ دین کے معاملے میں اخلاص بے حد ضروری ہے۔معمولی نیکی جو اخلاص کے ساتھ کی جائے تو وہ ان بڑی بڑی نیکیوں پر بھاری ہے جو ریا کاری کی غرض سے کی گئی ہوں۔

اخلاص کی برکتیں

مخلصین پر اللہ تعالیٰ کی کیا نوازشیں اور انعامات ہیں ملاحظہ فرمائیں: اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ o اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ o فَوَاکِہُ ج وَھُمْ مُّکْرَمُوْنَ o فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ o یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ o بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ o لَا فِیْھَا غَوْلٌ وَّ لَا ھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ o وَ عِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ o کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ o فَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ o قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ o یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ o ءَاِذَا مِتْنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ o قَالَ ھَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ o فَاطَّلَعَ فَرَاٰہُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ o قَالَ

تَاللّٰہِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ o وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ o اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ o اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ o اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ o (ترجمہ) مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں، ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے، میوے اور ان کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں، تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے، ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ پینے والوں کے لیے لذت، نہ اس میں خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر پھرے اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گی، بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے، تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو، کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی، کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا، کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے اور میرا رب فضل نہ کرے تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت اور ہم پر عذاب نہ ہوگا، بے شک یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورۂ صافات، آیت:۴۰-۶۱)

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّةَ بِضَعِیْفِھَا وَ بِدَعْوَتِھِمْ وَ صَلٰوَاتِھِمْ وَ اِخْلَاصِھِمْ. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کی ان کے ضعیف لوگوں کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی برکت سے امداد فرماتا ہے۔ (نسائی شریف، حصہ ششم، ص:۴۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! امت کے ضعفا کی دعائیں اور ان کی نمازیں اخلاص سے بھرپور ہوتی ہیں اس لیے کہ ان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اب جوانی پلٹنے والی نہیں اور نیکیوں کے علاوہ کوئی چیز قبر و حشر میں کام آنے والی نہیں لہٰذا وہ جو بھی عبادت کرتے ہیں اخلاص سے

کرتے ہیں۔اس لیے ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ کی طرف سے نصرت ومدد نازل ہوتی ہے اور امت کی تقدیر سنور جاتی ہے۔کاش! ہم آج کے اُس ماحول سے دور رہتیں جس میں بزرگوں کی توہین اور ان کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

انار کا ایک دانہ

ایک بزرگ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا: جو کچھ میں نے خالص راہِ خدا میں کیا تھا اسے نیکیوں کے پلڑے میں پایا، چنانچہ انار کا ایک دانہ جو میں نے ایک مرتبہ راہ میں پڑا دیکھا تو اٹھا لیا تھا، نیکیوں کے پلڑے میں تھا اور ایک بلّی جو میرے گھر میں مرگئی تھی وہ بھی اسی پلڑے میں تھی۔ ایک ریشمی دھاگہ جو میں نے اپنی ٹوپی میں ٹانک لیا تھا گناہوں کے پلڑے میں پایا۔لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ گدھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور وہ بھی (بلی کی طرح) گھر میں ہی مرا تھا مجھے نیکیوں کے پلڑے میں نہ ملا، آخر میں نے خدائے تعالیٰ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ عزوجل! بلّی تو نیکیوں کے پلڑے میں مگر گدھا کیوں نہیں؟ ارشاد ہوا جہاں تو نے بھیجا تھا وہیں پہنچ گیا۔یاد ہے کہ تو نے گدھے کے مرتے وقت کہا تھا ''اِلٰی لَعْنَةِ اللّٰهِ'' اگر تو اس کی جگہ ''فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ'' کہہ دیتا تو آج اسے بھی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھتا۔اسی طرح میں نے ایک مرتبہ خدا کی راہ میں صدقہ دیا تھا وہ بھی نیکیوں کے پلڑے میں نہ تھا کیوں کہ جب میں صدقہ دے رہا تھا تو لوگ دیکھ رہے تھے اور ان کا دیکھنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔

یہ باتیں جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی تو فرمایا یہ انمول دولت ہے جو اس کے ہاتھ آئی یعنی اسے نقصان زیادہ نہ پہنچا۔(کیمیائے سعادت،ص:۸۳۱-۸۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ واقعے سے معلوم ہوا کہ ہم کو اپنی نیت اخلاص سے بھرپور رکھنی چاہیے ورنہ کل بہ روز قیامت سوائے رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

مخلص کی نجات

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص سعید ہے جس نے اپنی تمام عمر میں ایک قدم بھی اخلاص کے ساتھ اٹھایا ہو۔ (کیمیائے سعادت،ص:۸۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! زندگی بھر کے عمل پر اخلاص کے ساتھ اٹھایا جانے والا ایک قدم بھاری ہے اور یہی مخلص کی نجات اور نیک بختی کا ذریعہ بنے گا۔اللہ عزوجل ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دونوں برابر

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ہو، وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور جانتا ہو کہ اس مال اور علم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو یہ اَفْضَلُ الْمَنَازِل (بڑے مرتبے والے لوگوں) میں سے ہے۔

دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا لیکن وہ مال سے محروم ہے مگر اس کی نیت خالص ہو اور وہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا جس طرح فلاں شخص کیا کرتا ہے تو یہ اپنی خالص نیک نیتی کی وجہ سے اور پہلا شخص خرچ کرنے والا خرچ کرنے کی وجہ سے دونوں ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور علم نہیں دیا تو وہ اپنا مال بے قاعدگی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے خرچ کرتا ہو، نہ وہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور نہ ہی حق والوں کے حقوق ادا کرتا ہو نہ اس میں اللہ تعالیٰ ہی کو جانتا ہو بلکہ نڈر ہو کر شراب و کباب، کھیل تماشہ اور ناچ گانوں میں اپنا مال اُڑاتا ہو تو یہ سب سے بُرے مرتبے والا ہے۔ (اللہ کی پناہ)

چوتھا وہ شخص ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے نہ تو مال دیا ہو، نہ ہی علم دیا ہو، وہ کہتا ہے

اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص (قسم سوم) کی طرح خرچ کرتا، تو وہ اپنی بُری نیت کی وجہ سے اوراس سے پہلا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۶۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان سے جان لیا کہ بندی اچھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اوراس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بڑا مرتبہ پالیتی ہے۔ اس لیے اگر اللہ عزوجل نے مال دیا ہے اور ساتھ ہی علم کی عظیم دولت سے نوازا ہے تو بہت خوب اور اگر صرف مال آپ کے پاس ہے اور علم کی دولت نہیں مل سکی ہے تو اپنا مال سوچ سمجھ کر جائز مقاصد ہی کے لیے خرچ کریں لیکن اگر مال اور علم کچھ بھی نہیں ملا تو ہرگز اپنے دل میں یہ خیال مت پیدا ہونے دیں کہ اگر ہمارے پاس پیسے ہوتے تو ہم بھی فلانی کی طرح عیاشی کرتیں کہ اس پر بھی آپ کا مواخذہ ہوگا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو نیک نیتی کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے اچھا عمل

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم نے کبھی میرے لیے بھی عمل کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا الٰہی! میں نے تیرے لیے نمازیں پڑھی، روزے رکھے، صدقات دیے، تیرے لیے سجدے کیے، تیری حمد بجالایا، تیری کتاب کی تلاوت کی اور تیرا ذکر کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! نمازیں تیری دلیل، روزے تیرے لیے ڈھال، صدقہ تیرے لیے سایہ، تسبیح تیرے لیے جنت میں درخت، کتاب کا پڑھنا تیرے لیے جنت میں حور و قصور (محلات) کا باعث اور میرا ذکر تیرا نور، بتا تو نے میرے لیے کیا عمل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب ذوالجلال! مجھے بتا وہ کون سا عمل ہے جو تیرے

لیے کروں؟ رب نے فرمایا: کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی اور میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اخلاص ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے دشمنی رکھنا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر آج ہم مذکورہ واقعہ کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں تو ہمارے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی بھی اخلاص سے بھرپور نظر نہیں آئے گی۔ آیئے اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں کہ ہم نے ماضی میں جو کچھ بھی اخلاص سے خالی عمل کیے ہیں اللہ عزوجل ہماری اُن کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہر نیکی محض اپنی رضا وخوشنودی کے لیے کرتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆

تیسرا باب

ریا و سُمعَہ پر وعیدیں

اے خاتون جنت کی کنیزو! ریا کا معنی ہے دکھاوا۔ احادیث کریمہ میں اس کے ساتھ سُمعہ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے یعنی نام ونمود۔ ریا یعنی کوئی کام دکھاوے کے لیے کرنا۔ جیسے نماز اس نیت سے پڑھنا کہ لوگ مُتَّقِیہ یا نمازی کہیں یا صدقہ دینا تاکہ لوگ دولت مند اور سخی سمجھیں یا کوئی کام کرنا مثلاً قرأت اور خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا تاکہ لوگ قاریہ کہیں یا بیان ونعت سے سامعات کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا تاکہ لوگ بڑی عالمہ اور نعت خواں سمجھیں، جب کہ مسلمان کا ہر کام صرف اللہ عزوجل کے لیے ہونا چاہیے لہٰذا جس کسی کے اعمال ریا اور سُمعہ کے لیے کیے جائیں وہ ضائع اور بے کار ہوں گے اور ان پر انہیں کوئی اجروثواب نہ ملے گا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! وہ اعمال جن کو رِیا (دکھاوا) یا سُمعَہ (نام ونمود) کے لیے کیا جائے بظاہر وہ اعمال ادا تو ہو جاتے ہیں لیکن عمل کا مقصد صرف اس کا ادا ہو جانا ہی نہیں ہے بلکہ عمل کا مقصد تو یہ ہے کہ اس سے دنیوی واُخروی فوائد وبرکات کا حصول ہو اور ریاوسُمعَہ کے لیے عمل کرنے والی نہ صرف یہ کہ ثواب سے محروم رہتی ہے بلکہ وہ تباہی اور عذابِ خداوندی کی بھی شکار ہو جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ریا کاروں کے لیے جہنم کا وہ ٹھکانہ متعین فرمایا کہ جس ٹھکانے سے خود جہنم پناہ مانگتا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَوَیلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ o وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ o (ترجمہ) تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

(سورۂ ماعون، آیت۴-۷)

شرکِ اصغر

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ. (ترجمہ) تمہارے بارے میں جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ؟ (ترجمہ) یارسول اللہ! شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ریا (یعنی دکھاوے کے لیے کوئی کام کرنا)۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۳۹، ص:۳۹)

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو رونے کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک حدیث رلاتی ہے جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَدْنٰی الرِّیَاءِ شِرْکٌ. (ترجمہ) ریا کا ادنیٰ درجہ شرک ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ بستم، ص:۳۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! غور کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر قرار دیا، شرک کتنا عظیم گناہ ہے کہ قرآن نے اسے ظلم عظیم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم ہم سب کو ریا جیسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذلیل و رُسوا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی ریاکاری لوگوں میں مشہور کرے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کردے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ یازدہم، ص:۵۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آج اگر ہم معاشرے میں ذلت ورسوائی سے بچنا چاہتی ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ہر عمل اور اپنی عبادت میں خلوص پیدا کریں تا کہ ہم مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیے گئے عذاب اور وعید سے بچ سکیں۔

ریا کی حقیقت

حُجّۃُ الْاِسْلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: لغت میں ریا "رُؤیَۃ" سے ہے، جس کا معنی دیکھنا ہے۔ اسی طرح سُمعَہ "سِمَاع" سے ہے، جس کا معنٰی شہرت ہے اور ریا کا شرعی معنٰی ہے "لوگوں کو اچھی خصلتیں دکھلا کر ان کے دلوں میں اپنی قدر ومنزلت پیدا کرنا"

(احیاء علوم الدین، جلد سوم، ص:۹۷، ناشر: دار المعرفۃ، بیروت)

لیکن چوں کہ جاہ ومنزلت کا دلوں میں پیدا ہونا سوائے عبادات کے اور اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور عبادات سے بھی، ریا کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت سے بندوں کو خوش کرنا اور اپنی تعریف کروانا۔ اس لیے ایسے اعمال سے بچنا لازم ہے۔

کون سی بندی سچی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَۃِ فَاَحْسَنَ وَ صَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا. (ترجمہ) بندہ جب علانیہ نماز پڑھے تو خوبی کے ساتھ پڑھے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۰۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! سچائی سے مراد ریاکاری نہ کرنا ہے۔ اسی کے مقابلے میں یہ رکھ لیں کہ ایک بندی جب علانیہ نماز پڑھے یا کوئی عبادت کرے تو اچھی طرح کرے اور جب تنہائی میں کرے تو بس یوں ہی کرلے، اس حدیث کے مطابق اس کو جھوٹی کہا جائے گا۔ اس لیے جلوت اور خلوت ہر حال میں یکسانیت پیدا کریں۔

شرک کیا ہے؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس کسی نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے بھی شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ دیا اس نے بھی شرک کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۲۸، ص:۳۶۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یہاں شرک سے مراد شرک اصغر ہے۔ عبادت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے مگر جو بندی دکھاوے کے لیے عبادت کررہی ہے گویا اس نے اللہ کی عبادت میں کسی اور کی رضامندی کو بھی شامل کرلیا۔

رِیا کا عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: وادیٔ حُزن یعنی حُزن کی گھاٹی سے پناہ مانگو، عرض کیا گیا: حضور! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریاکاروں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ حدیث پاک باب العلم حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمارہے ہیں جس میں بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمایا گیا کہ جہنم میں ایک ایسی جگہ ہے کہ جس سے خود جہنم ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے اور اُسی مقام میں اُس بندی کو عذاب کے لیے ڈال دیا جائے گا جو کوئی بھی عمل دکھاوے کے لیے کرتی ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے اعمال میں دکھاوا کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نجات کس میں؟

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا: یارسول اللہ! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اَنْ لَّا یَعْمَلَ الْعَبْدُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ یُرِیْدُ بِهَا النَّاسَ. (ترجمہ) انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی عمل کرتے وقت لوگوں کا خیال دل میں نہ لائے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث شریف میں امت کو یہ درس دیا جارہا ہے کہ جب کوئی بندی اپنے رب کے حضور اطاعت و بندگی کے لیے حاضر ہو تو عبادت میں خلوص و للّٰہیت پیدا کرے کہ اسی میں اس کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوصِ دل کے ساتھ عبادت و بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

پردہ لٹکادے

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی روزہ رکھے تو سر اور داڑھی میں تیل ڈالے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیر دے تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ

یہ روزے دار ہے اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے کسی کو کچھ دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے پر پردہ لٹکا دے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ثواب بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح روزی بانٹتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص:۱۹۴)

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عرش کے سایہ میں ایک ایسا شخص ہوگا جس نے کسی کو داہنے ہاتھ سے دیا اور اپنے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہونے دی یعنی خیرات چُھپا چُھپا کر دی۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۳۳)

اچھے اعمال کے باوجود جہنم میں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کی اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ جہاد تو اس واسطے تو نے کیا تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے۔ پس حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے گا، اس سے دریافت کیا جائے گا تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ کہے گا جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خیرات کر دیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس واسطے یہ داد و دہش کی تھی تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت سخی ہے۔ حکم ہوگا، اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک شخص کو لایا جائے گا، اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، علمِ قرآن سیکھا اور اس کے حصول میں بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے علم اس لیے حاصل کیا تا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے معاملے میں کسی چیز سے

اتنا نہیں ڈرتا جتنا چھوٹے شرک سے۔لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ریا ہے اور قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: اے ریاکارو! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دِکھانے کے لیے میری عبادت کیا کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا انہیں سے مانگو۔ (مسلم شریف، حصہ سوم، ص:۱۵۱۳)

جہنم علم والوں کے لیے !

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جُبُّ الْحُزْن“ کے گڑھے سے خدا کی پناہ مانگو۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ”جُبُّ الْحُزْن“ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کا ایک غار ہے جو ریاکار عالموں کے لیے بنایا گیا ہے۔(ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۹۴)

اللہ اکبر! اس روایت سے پتہ چلا کہ اگر انسان کے عمل میں دکھاوا آجائے تو علم بھی اس کی دنیا وآخرت برباد ہونے سے بچا نہیں سکے گا۔آیئے ہم عہد کریں کہ ان شاء اللہ آئندہ اپنے ظاہری و باطنی اعمال میں ریاکاری ہرگز نہیں کریں گی۔اللہ ہم سب کو اس عہد پر قائم رہنے اور خلوصِ نیت کی دعوت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادت نا مقبول

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے عبادت کی اور دوسرے کو میرے ساتھ شریک کیا جب کہ میں شریک سے بے نیاز ہوں اسی واسطے میں نے تمام بندوں کو ایک دوسرے کا شریک بنا دیا ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہوگی، خدائے قدیر و جبار قبول نہیں فرمائے گا۔ (کیمیائے سعادت، ص:۶۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن پکارا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا اے ریاکار! اے مکار! تیرا عمل ضائع ہوا، تیرا اجر باطل ہوا۔

جا اور اپنا اجر اور اپنی مزدوری اسی سے مانگ جس کے لیے تو نے عمل کیا تھا۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ایک تو آج کے دور میں عمل کرنا اتنا مشکل کام ہے پھر کرنے کے بعد بھی اگر قبول نہ ہو تو کس فائدے کا؟ اس لیے عمل کریں تو خلوص کے ساتھ کریں تاکہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو اور اس کا اجر وثواب ملے۔

سب سے طاقت ور کون؟

جب حق سبحانہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر ان کی میخیں زمین پر ٹھونک دی جس سے زمین کی کپکپی بند ہوگئی، ملائکہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ان پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے لوہا پیدا فرمایا، اس نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کر دیے تو ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا، آگ نے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا فرمایا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو پیدا فرمایا اور ہوا نے پانی کو ساکن کر دیا، اس پر ملائکہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ قوی ترین چیز کون سی چیز ہے؟

ملائکہ نے کہا خدائے تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہیے کہ اس کی مخلوق میں قوی ترین کون ہے؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ انسان تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات دے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، میں نے اس سے زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۹۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! سبحان اللہ! غور فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں چھُپا کر خرچ کرنا دنیا کی تمام طاقتور چیزوں سے زیادہ مضبوط اور اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل ہے۔اگر آج ہم دنیا والوں کی نظر میں اپنا کھویا ہوا وقار اور اپنا منصب دوبارہ حاصل کرنا چاہتی ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم خالص اللہ کے لیے، اس کی رضا و خوشنودی کے

لیے اپنی صبح وشام گزاریں اور ہر وقت اپنے فکر وخیال میں اسی کا تصور جمائی رہیں۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو اپنی رضا میں گزرنے والی زندگی عطا فرمائے۔

نماز بھی قضا کر لیجیے

بلبل شیراز حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؔ علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک زاہد صاحب ایک بادشاہ کے مہمان ہوئے، جب کھانے کے لیے بیٹھے تو زاہد صاحب نے کھانا اپنی خوراک سے بالکل کم کھایا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو روزمرہ کی عادت کے خلاف کہیں زیادہ عبادت کرتے رہے تاکہ بادشاہ کا حسنِ عقیدت ان کے حق میں خوب زیادہ ہوجائے۔ جب زاہد صاحب بادشاہ کے دربار سے اپنے گھر واپس آئے تو کھانے کے لیے دسترخوان طلب کیا، زاہد صاحب کا ایک عقل مند لڑکا تھا، اس نے کہا اے اباجان! بادشاہ کے یہاں دعوت میں گئے تھے، کھانا نہیں کھائے؟ زاہد صاحب نے جواب دیا کہ ان کے سامنے کچھ بھی نہیں کھایا تاکہ لوگ مجھے کم کھانے والا اور زیادہ عبادت گزار سمجھیں۔ لڑکے نے جواب دیا اے اباجان! نماز کی بھی قضا پڑھ لیجیے کہ آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو کام آئے۔ (گلستان سعدیؔ، باب دوم، ص: ۷۰)

مسجد سے اچھا گھر

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر سر رکھے ہوئے رو رہا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ اے شخص یہ کام جو تو مسجد میں کر رہا ہے اگر اپنے گھر میں کرتا تو کوئی تجھ جیسا نہ ہوتا، تو بے مثال شخص ہوتا۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! بے شک اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنا ایک نیک عمل اور اللہ عزوجل کی رضا جوئی کی بہترین راہ ہے مگر بھیڑ بھاڑ میں یہ عمل کرنے سے بہتر

یہ ہے کہ اپنے گھر یا کسی ایسی جگہ پر کیا جائے جہاں تنہائی ہو اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ نہ ہو، مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے کہ گریہ وزاری کرنا اچھا عمل تو ہے لیکن وہی عمل اگر تنہائی میں ہوتا تو بے مثال ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردوں کو فرض نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور سنن ونوافل اپنے گھر پر ادا کرنے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوص دل سے عبادت کرنے اور رِیا سے بچتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۹۶)

رِیا کار کی پہچان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ریا کار (دکھاوا کرنے والے) کی تین علامتیں ہیں، جن کے ذریعہ اسے پہچانا جاسکتا ہے۔

اول: یہ کہ خلوت (تنہائی) میں تو کاہل رہتا ہے، عمل نہیں کرتا اور لوگوں کے سامنے چست وچالاک ہوجاتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ جب اس کی ملامت اور سرزنش کی جائے تو اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۹۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ فرمان بار بار پڑھیں اور اپنا محاسبہ کریں۔ آج بیشتر خواتین میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اپنے اندر تبدیلی لائیں تاکہ جو بھی ٹوٹا پھوٹا عمل کریں وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

کسی شخص نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص ثواب کی خاطر اور لوگوں سے تعریف کے لیے اپنا مال کسی کو دے تو اس کا کیا حکم

ہے؟انھوں نے جواب دیا کہ کیا اس کا ارادہ یہ ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کی ناراضگی میں گرفتار ہو؟ اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا تو جب وہ یہ کام کرتا ہے تو اسے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے لیے کرنا چاہیے۔ (احیاءعلوم الدین،حصہ سوم،ص:۲۹۶)

مجھ سے بدلہ لے!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے پھر فرمایا اے شخص! مجھ سے بدلا لے اور مجھے مار۔اس نے کہا میں نے آپ کی خاطر اور خدا کے واسطے آپ کو معاف کیا،حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات تجھے فائدہ نہ دے گی یا تو صرف میرے واسطے بخش دے تا کہ میں اس کا حق پہچانوں یا بغیر شرکت خدا کے واسطے بخش دے۔اس نے کہا کہ میں محض خدا کے لیے بخش دیتا ہوں۔ (احیاءعلوم الدین،حصہ سوم،ص:۲۹۶)

حضرت شیخ فضیل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پچھلے زمانے کے لوگ تو اپنے عمل میں ریا کرتے تھے اور اس زمانہ کے لوگ اُن کاموں میں ریا کرتے ہیں جو کام وہ کرتے ہی نہیں۔

(احیاءعلوم الدین،حصہ سوم،ص:۲۹۶-۲۹۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج یہ باتیں بھی عام ہیں کہ دوسروں کے کاموں کو ہم اپنی طرف منسوب کر کے اپنی تعریف کروانا چاہتی ہیں۔یہ بھی ایک قسم کی ریا کاری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر قسم کی ریا کاری سے پرہیز کریں۔

گستاخ بندی

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی رِیا (دِکھاوا) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ مجھ سے کس طرح استہزا کر رہا ہے۔ (احیاءعلوم الدین،حصہ سوم،ص:۲۹۷)

اللہ اکبر! اس حدیثِ پاک پر غور کرنے پر زندہ دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔کیا کوئی بندی بندی ہو کر (معاذ اللہ) خُدا کے ساتھ بھی استہزا (مذاق) کر سکتی

ہے؟ مگر ہاں! اللہ کے محبوب بندے حضرتِ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ ہیں، رِیا کاری کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزا کرنے کے برابر شمار فرمارہے ہیں۔اللہ عزوجل ہمیں اس ہلاک کر دینے والے عمل سے بچتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بُرے نام

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں کہ ان کے دل میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر ان کو زبان پر لاتے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مفید ہوتیں مگر شہرت کے خطرے سے نہیں کہتے تھے اور جب راستے میں کوئی موذی دیکھتے تو اس کے مشہور ہو جانے کے خوف سے اسے علیحدہ نہ کرتے اور سنا ہے کہ ریاکار قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا۔

۱۔ اے رِیاکار
۲۔ اے زِیاں کار
۳۔ اے مَکّار
۴۔ اے بَدکار

جا جس کے لیے عمل کیا ہے اس سے اپنی اجرت لے۔ہمارے پاس تیرے لیے کوئی اجرت نہیں۔ (احیاءعلوم الدین،حصہ سوم،ص:۲۹۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یقیناً اللہ والوں کی زندگی سے ایمان والوں کو ہمیشہ ہدایت ورہنمائی ملتی رہی ہے۔حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا فرمان سے دل میں یہ احساس ہونا ہر مومن کے لیے ضروری ہے ورنہ اپنے اعمال میں بھی اگر رِیا کاری (معاذ اللہ) شامل ہوگئی تو کہیں ہمارا بھی اُن بُرے ناموں والوں میں شمار نہ ہو جائے۔اس لیے آج ہی فکر کریں اور اُن تمام حرکتوں اور اعمال سے بچنے کی کوشش کریں جن سے ہمارا دنیا و

آخرت کا نقصان ہوتا ہو۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رِیا و سُمعَہ سے متعلق مَسائل

مسئلہ: روزے دار سے کسی نے پوچھا: کیا تمہارا روزہ ہے؟ اُسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں ہے کہ روزے میں رِیا کو دخل نہیں۔ یہ نہ کہے کہ دیکھتی ہوں کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزے کو چھپا رہی ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتی ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتی ہے کہ اپنے عمل کو چھپا رہی ہے۔

مسئلہ: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضروری ہے، دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بِالْاِجْمَاع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرکِ اصغر فرمایا گیا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اِخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو۔ مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگر چہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو اس نماز پر ثواب پائے گی۔ مگر جب کہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کی تھی تو اس کو ادا کرنا لازم ہوگا اور کبھی (نماز کے) شرائطِ صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی، تمام ارکان ادا کیے اور شرائط بھی پائے گئے مگر رِیا کے ساتھ پڑھی تو اگر چہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا مگر چوں کہ اخلاص نہیں ہے لہٰذا ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کی مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہو گئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں! اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن وخوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔

مسئلہ: روزے سے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا، اس کا غالباً مطلب یہ ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے، اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کی ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتی پھرتی ہے کہ میں روزے سے ہوں یا لوگوں کے سامنے منہ بنائی رہتی ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے۔ اس طور پر روزے میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے بہ غرضِ ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتی ہے کہ یہاں اخلاص کہاں؟ بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتی بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ پھر میت کے لیے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گی کیا؟ اس صورت میں پڑھنے والی کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والی اور لینے والی دونوں گنہگار۔ (ملخص از بہارِ شریعت)

ہاں! اگر کسی نے اخلاص کے ساتھ تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض جگہوں پر پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم

دیا جاتا ہے۔اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔ ہاں! جو خاتون یہ سمجھتی ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتی، وہ اس حکم سے الگ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتی ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کی رضا کے لیے۔

محفل میلاد میں یا وعظ کے اختتام پر میلاد پڑھنے والی اور وعظ کہنے والی بھی بعض جگہوں پر دو حصے لیتی ہیں، جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتی ہیں، اگر وہی حصہ یہ بھی لیتی جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔ بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گی اور بیان کریں گی۔ یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں! اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ وتقریر کا معاوضہ ہے۔ اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ یہ مختصر بیان دین دار، مُتَّبِع شریعت کے لیے کافی ووافی ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! ریا وسمعہ کی تباہ کاریاں اور ان سے متعلق مسائل آپ نے ملاحظہ فرمایا، امید ہے کہ ان کے نقصانات آپ پر بالکل واضح ہو چکے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کریں۔

آپ خود اندازہ لگائیں کہ آج کے دور میں نیک کام کرنا کس قدر مشکل ہے، پھر اللہ کی توفیق سے اگر کچھ نیک کام کیے بھی جا رہے ہیں تو ریا کی مداخلت کی وجہ سے وہ بھی برباد۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ریا کاری سے پرہیز کریں تاکہ جو بھی ٹوٹا پھوٹا عمل ہم سے ممکن ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو۔

اللہ عزوجل ہمیں اپنے ہر عمل میں اخلاص پیدا کرنے، ریا کاری سے بچنے اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چوتھا باب

برکات خشیت الٰھی

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے دنیا کی بے شمار نعمتوں سے نوازا جن کا شمار ناممکن ہے جیسا کہ خدائے قدیر کا فرمان پاک ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. (ترجمہ) اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔ (سورۂ نحل، آیت: ۱۸)

اس لیے ہم پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کریں اور نعمتوں کی ناقدری نہ کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ناشکری کے پاداش میں وہ نعمتیں ہم سے چھن جائیں۔ قرآنِ پاک میں ہی اللہ رب العزت نے اپنے بندوں اور بندیوں کو حکم دیا کہ کسی چیز سے خوف نہ کھائیں بلکہ اپنے دلوں میں صرف اور صرف میرے خوف کو جگہ دیں، اگر ایسا ہوا تو دنیا کی کوئی چیز انہیں نہ تو

دہشت زدہ کر سکتی ہے اور نہ کسی کا رعب اُن پر طاری ہو سکتا ہے۔ مگر آج ہم دنیا کی ظاہری چمک دمک پر اس قدر فریفتہ ہو چکی ہیں کہ اللہ کا خوف دل سے نکل چکا ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خوفِ خدا عزوجل کو اپنی زندگی کا جُز بنالیں۔

آیئے سب سے پہلے اپنے معبود برحق کے فرمان پر غور کریں کہ ہمارا معبود ہم سے کس چیز کا مطالبہ فرما رہا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اسلام اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا محبوب دین ہے، پروردگارِ عالم زندگی کی آخری سانس تک اس مقدس دین پر محافظت واستقامت کا حکم فرماتا ہے۔ اس لیے کہ خوفِ خدا اور اسلام پر قائم رہنا ہی دونوں جہاں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس لیے اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کریں اور اسلام کے فرامین پر ہمیشہ قائم رہیں۔

مجھ سے ہی ڈرو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ. (ترجمہ) تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۴۴)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ . (ترجمہ) اور بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ (سورۂ نساء، آیت:۱۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خوفِ خدا کا مطالبہ صرف ہم سے ہی نہیں کیا گیا بلکہ عام اہلِ کتاب کو خشیتِ ربانی کی دعوت دی جا رہی ہے اور اللہ عزوجل کو یہ بات پسند ہے کہ بندی صرف اس سے ڈرے۔ اس لیے کہ اللہ سے ڈرنے پر

عزت جاتی نہیں بلکہ عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے لیکن بندوں سے ڈرنے پر رسوائی اور بے عزتی ہاتھ آتی ہے اور بندی جو چاہے وہ ہو بھی نہیں سکتا مگر اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے دل سے ہر چیز کا خوف نکال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم پر ایسی کرم کی نظر فرمائے کہ ہم اسی سے ڈریں اور دل کو اس کی خشیت سے لبریز کر لیں۔

اللہ رب العزت کا ارشادِ پاک ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا o یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (سورۂ احزاب، آیت:۷۰-۷۱)

ایک دوسری آیت میں ہے: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى o فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى o (ترجمہ) اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(سورۂ نازعات، آیت:۴۰-۴۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یقیناً ہم دنیا میں کسی طاقت ور کے سامنے کھڑی رہنے سے ڈرتی ہیں اور خوف زدہ ہوتی ہیں لیکن دنیا کا کوئی بھی طاقت ور ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اس لیے کہ اللہ عزوجل ہی عزت و ذلت کا مالک ہے، اس کے سامنے کھڑی ہونے سے اگر کوئی ڈرے اور جواب دہی کے تصور سے خوفزدہ ہو اور گناہوں سے رک جائے تو وہ صرف خوش ہی نہیں ہوگا بلکہ اپنے کرم سے اس بندی کو جنت بھی عطا فرمائے گا۔

ارشادِ خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ o (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ (سورۂ حدید، آیت:۲۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ سے ڈرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کتنا مفید ہے کہ اللہ عزوجل اس کی برکت سے ہمیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں ہم چلیں گی اور وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ ہمارے لیے یہی بہت بڑی بات ہے کہ وہ ہم کو بخش دے اس لیے کہ کثرت گناہ اور رب کی نافرمانی کی وجہ سے عذابِ الٰہی کی حق دار ہونے والیوں کو اگر وہ کریم بخش دے تو اس سے بڑھ کر کون سا انعام ہو سکتا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ نِo ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ. (ترجمہ) جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ۔ (سورۂ ق، آیت:۳۳-۳۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم اللہ عزوجل کو دیکھ نہیں رہی ہیں لیکن ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہم کو دیکھ رہا ہے اور اسی تصور کو سامنے رکھتی ہوئی ہم گناہوں سے بچ گئیں اور رک گئیں تو اللہ عزوجل ہم کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کرے گا۔

کوئی کسی کے کام کا نہیں

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا. (ترجمہ) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے۔ (سورۂ لقمان، آیت:۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بندی بسا اوقات اپنی اولاد کے لیے خدا کی نافرمانی کر

بیٹھتی ہے اور حلال و حرام کا بھی خیال نہیں کرتی۔ یاد رکھیں کہ وہی اولاد کل بہ روزِ قیامت ہمارے کسی کام نہیں آئے گی بلکہ ہمیں خود اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ ہم کسی کی خوشی کے لیے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور خوفِ خدا کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

خشیتِ الٰہی احادیث کی روشنی میں

احادیث کریمہ میں بھی خشیت ربانی اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کی بہت ساری فضیلتیں موجود ہیں۔ چند احادیث کریمہ پیش ہیں اُن میں غور کریں اور اپنے دلوں میں خدائے قہار و جبّار کا خوف بسائیں۔ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت و دانائی کا سرچشمہ ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوم، ص:۲۰۱)

دوزخ میں نہ جائے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی گرد و غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۵۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم نہ جانے کتنے گناہ کر بیٹھتی ہیں لیکن اگر اللہ کے خوف سے ہماری آنکھوں سے چند قطرے آنسو نکل جائیں تو اس کی بڑی فضیلت ہے کہ اس کی برکت سے ہم جہنم کی آگ سے بچ جائیں گی۔

جہنم سے محفوظ آنکھیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں خوف خدا سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۱۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ رحمت شافعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے پَر کے برابر بھی آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی۔

(تفسیر ابن کثیر، حصہ ششم، ص:۴۰، ناشر دار الکتب العلمیۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! وہ خواتین جو گانا، غزلیں اور فلمی اسٹوری سن کر روتی ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ ان آنسوؤں کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ البتہ خوفِ خدا سے جو آنسو نکلے وہ رائیگاں نہیں جائیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے خوف میں رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔

سایۂ رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: جس دن اللہ عزوجل کے سایۂ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن سات قسم کے لوگ اللہ جل شانہ کے سایۂ رحمت میں ہوں گے۔

پہلا: عادل حکمراں۔

دوسرا: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان۔

تیسرا: وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔

چوتھا: وہ دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لیے باہم محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھا ہوتے ہیں اور

اسی پر جدا ہوتے ہیں۔

پانچواں: وہ شخص جسے خاندانی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے تو کہہ دے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

چھٹا: وہ آدمی جو اس قدر پوشیدگی سے صدقہ دیتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

ساتواں: وہ شخص جو علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو خوف خداوندی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتی ہیں کہ دھوپ شدید ہو تو ہم راستہ چلتی ہوئی تھوڑا سایہ ڈھونڈتی ہیں، کبھی دیوار کا کبھی درخت کا کبھی گاڑی وغیرہ کا۔ لیکن کبھی ہم نے نہیں سوچا کہ قیامت میں تو صرف عرش کا سایہ ہوگا اور سورج صرف سر سے سوا نیزے کی دوری پر ہوگا، تانبے کی زمین ہوگی اور گرمی کی وجہ سے دماغ کھولتے ہوں گے، ایسی گرمی میں اللہ عزوجل عرش کے سائے میں اس کو جگہ عطا فرمائے گا جو مرد یا عورت مذکورہ صفات کی حامل ہو اور انہیں میں خوفِ خدا کی وجہ سے آنسو بہانے والی خاتون بھی ہے۔ اس لیے ہمیں روزانہ اللہ عزوجل کو یاد کر کے اس کے خوف سے چند قطرے آنسو بہانے چاہئیں تا کہ قیامت میں ہمیں عرش الٰہی کا سایہ مل جائے۔

گناہ جھڑتے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خوف خدا سے بندے کا جسم کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتّے جھڑتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوم، ص:۲۳۶)

بے حساب جنت میں

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی امت کا کوئی بغیر حساب کے جنت میں جائے گا؟ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روئے۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ عزیز نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوفِ الٰہی سے نکلا ہو دوسرا خون کا وہ قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ چہارم، ص:۱۶۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آج نوجوان عورتوں کا حال یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو یاد کرکے خوش ہوتی ہیں اور فخریہ انداز میں اپنی سہیلیوں میں بیان کرتی ہیں۔ یہ ان کی نادانی اور ناسمجھی ہے۔ یاد رکھیں! اولاً تو گناہوں سے بچنا چاہیے اور اگر گناہ ہو بھی جائیں تو انہیں یاد کرکے افسوس کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا چاہیے۔ یہ رونا رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یہ اللہ کے نزدیک اتنا محبوب ہے کہ اللہ عزوجل قبر کے حساب سے محفوظ و مامون اور محشر میں بغیر حساب کے جنت عطا فرمادے گا۔

کاش میں پرندہ ہوتا

روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ درخت پر ایک پرندے کو بیٹھے دیکھا تو اس سے مخاطب ہوکر کہنے لگے: اے پرندے! تمہیں خوش خبری ہو (تم کس قدر مزے میں ہو) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح ہوتا، تم درختوں پر بیٹھتے ہو، پھل کھاتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، نہ تمہارا حساب ہوگا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ راستے کے کنارے کا ایک درخت ہوتا، میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتا پھر وہ مجھے چباتا اور جلدی سے نگل لیتا اور پھر وہ مینگنی بنا کر نکال دیتا اور میں انسان نہ ہوتا۔ (حجۃ اللہ البالغۃ، حصہ دوم، ص:۱۴۳، ناشر: دار الجیل، بیروت)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے ارفع و اعلیٰ ہے لیکن اِس کے باوجود خشیتِ ربانی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی کا تصور کس حد تک انہیں ڈرا رہا تھا۔ یہ وہ تھے جن کا دامن گناہوں سے پاک تھا، اللہ کے رسول نے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی۔ اس کے باوجود اس حد تک خوف کرتے اور لرزتے۔ ہمارا دامن تو نیکیوں سے خالی ہے پھر بھی اللہ عزوجل کا خوف اور ڈر ہمارے دلوں میں کماحقہٗ نہیں ہے۔ اللہ عزوجل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت و خشیت کا صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔

حضرت عمر اور خشیتِ الٰہی

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے تو مجھے (اپنے اعمال کی وجہ سے) ڈر ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے (اللہ رب العزت کے فضل سے) امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا۔

(احیاء علوم الدین، حصہ دوم، ص:۳۳۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا تو حضرت عمر فارق ہوتے اور فاروقِ اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل یہ ارشاد فرمائے کہ سب کو بخش دیا سوائے ایک کے تو ڈرتا ہوں کہ وہ ایک میں ہی نہ ہوں۔ کاش ہم بھی خشیتِ الٰہی کا مفہوم سمجھ جائیں اور خوفِ خدا کی پیکر بن جائیں۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے متعلق منقول ہے کہ ایک

مرتبہ آپ کسی کام میں مصروف تھے، ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجیے، آپ نے اسے ایک دُرّہ مار کر فرمایا کہ جب میں اس کام کے لیے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں، جب دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو شکایتیں لے کر آتے ہو اور کہتے ہو کہ چل کر بدلہ دلوا دیجیے۔ وہ شخص مایوس ہو کر چلا گیا پھر آپ نے ایک آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس کے ہاتھ میں دُرّہ تھما کر فرمایا کہ بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا: میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا، پھر آپ گھر تشریف لائے، دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عمر! تو کمینہ تھا، اللہ عزوجل نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا، اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دو تو تو اس کو مارتا ہے، کل قیامت کے روز کیا جواب دے گا؟ اور پھر اسی طرح دیر تک اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔

(اُسد الغابہ، حصہ چہارم، ص:۱۳۴، ناشر: دار الکتب العلمیۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دور کے ارباب اقتدار کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کے جاہ وجلال کا یہ عالم ہے کہ قیصر وکسریٰ جیسی دو سوپر پاور حکومتیں آپ کے نام سے کانپ رہی تھیں۔ یہ مقام ومرتبہ آپ کو کیسے ملا؟ یقیناً آپ کے عدل وانصاف، خشیتِ ربانی اور محبت رسول کی وجہ ہے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شخصیت سے کون واقف نہیں، آپ حِبْرُ الْاُمَّۃ اور سَیِّدُ الْمُفَسِّرِیْن کے پیارے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں، حضور رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ. (ترجمہ) اے اللہ انہیں علم تفسیر سکھا دے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ چہارم، ص:۲۲۵)

اعلیٰ علم وفضل کے سبب آپ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہوں

میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، لیکن ان تمام دینی شرف کے باوجود آپ خوفِ خدا عزوجل سے اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کے ہر وقت بہنے کی وجہ سے چہرے پر دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔ یہ بات بھی مسلم ہے کہ جس کے پاس جس قدر علم ہو گا اس کے دل میں اسی قدر اللہ کا خوف ہو گا جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا. (ترجمہ) اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(سورۂ فاطر، آیت:۲۸)

کاش میں تنکا ہوتا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو خوف خدا سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دن آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک تنکا لے کر فرمایا: کاش میں تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا، کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی اور آپ خوف خدا سے اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو کالے نشان پڑ گئے تھے۔

(مکاشفۃ القلوب اردو، ص:۴۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ اس ذات کا عالم ہے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی جا چکی ہے، جن کا دامن گناہوں کے داغ سے پاک ہے، جن کے خوف سے خود شیطان کانپتا ہے، جن کی ہیبت سے قیصر وکسریٰ جیسی حکومتیں لرز جاتی تھیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قدم قدم پر گناہ کرتی ہیں، ہماری ہر صبح گناہوں کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر شام گناہوں میں گزرتی ہے، ہمیں نمازوں کی فکر نہیں، ہم روزوں سے غافل ہیں، اللہ کی نافرمانیوں میں ہمارا لمحہ لمحہ گزر رہا ہے، اس کے باوجود ہمیں کبھی اپنے گناہوں کا احساس تک نہیں ہوتا، کبھی اپنی آخرت کے بارے میں ہمیں کوئی فکر نہیں ہوتی، کبھی خوف خدا سے ہمارا دل نہیں لرزتا۔

ہنستے ہوئے نہیں دیکھا

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جب نمازِ فجر کا سلام پھیرا اس وقت آپ کو کچھ رنج تھا، آپ نے فرمایا: میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے لیکن آج کوئی ایسی چیز نہیں دیکھتا جو ان کی طرح ہو، ان کا دستور تھا کہ وہ پراگندہ بال، زرد رنگ، غبار آلود رہتے۔ اُن کی آنکھوں کے بیچ میں بکریوں کی ٹانگوں میں بنے گھٹے کی طرح گھٹا ہوتا تھا۔ رات کو اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرتے اور قیام کرتے، خدا کی کتاب پڑھتے، عبادت میں پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور دیتے اور جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اسی طرح کانپتے۔ آنکھوں سے اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے اور کہتے اب تو خدا کی قسم! گویا میں ایسے لوگوں میں سے ہوگیا جو رات کو خوابِ خرگوش میں رہتے ہوں۔ اس کے بعد سے آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ابن مُلجِم نے آپ کو زخمی کیا اور آپ کا وصال ہوگیا۔ (احیاء العلوم، حصہ چہارم، ص:۱۸۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت، ریاضت، تقویٰ اور تارک دنیا ہونے کا کتنا خیال تھا اور آپ کس طرح اپنا احتساب کرتے تھے۔ یہ ان کی عاجزی وانکساری تھی جب کہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیا تھے اور آپ کو بھی حیاتِ ظاہری میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی۔

خشیتِ الٰہی اور حضرت سفیان ثوری

روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑے، ان کا پیشاب ایک ذمی طبیب کو دکھایا گیا، اس نے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا ہے پھر آکر اُس نے نبض دیکھی تو کہا کہ ملتِ اسلام میں اس جیسا آدمی مجھے نہیں معلوم ہوا۔

خشیت الٰہی کی برکتیں

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔ (مکاشفۃ القلوب اردو، ص:۴۳۳)

سبحان اللہ! اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آج ہم نے حلال وحرام کی تمیز کرنا چھوڑ دیا ہے بس جو ملے اس سے ہم اپنے پیٹ کی آگ بجھا لیتی ہیں جب کہ حلال وحرام کی تمیز نہایت ہی ضروری ہے۔ اب ایسے ماحول میں اگر ہمارے سامنے کوئی حرام غذا پیش کرے اور ہم خوفِ خدا کی وجہ سے اسے چھوڑ دیں تو یقیناً اللہ عزوجل ضرور ہم سے راضی ہوگا اور انعام میں مذکورہ محل ہمیں عطا فرمائے گا۔

بچے کے بچپن کا نصیحت آموز واقعہ

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کی راہ میں مجھے چند لڑکے ملے جو اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے، ان سے علیٰحدہ ایک لڑکے کو دیکھا جو اُن لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا شاید لڑکا اُن کے پاس اخروٹ و بادام دیکھ کر رو رہا ہے، اس کے پاس کھیلنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کہا: میاں لڑکے کیوں رو رہے ہو؟ میں تمہیں اخروٹ اور بادام لے کر دوں گا، تم ان سے کھیلنا۔ اس لڑکے نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا اے کم عقل! ہم کھیل کود کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ میں نے کہا: اے صاحبزادے پھر کس لیے پیدا ہوئے ہیں؟ کہا علم حاصل کرنے اور خدا کی عبادت کے لیے، میں نے کہا: یہ کہاں سے تمہیں معلوم ہوا؟ (خدا تمہاری عمر میں برکت دے)، کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ (ترجمہ) کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تم لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔

میں نے کہا: صاحبزادے تم تو مجھے عقل مند معلوم ہوتے ہو، کچھ مختصر سی نصیحت کرو۔ کہا: دنیا چل چلاؤ پر کمربستہ آمادۂ سفر ہے، نہ دنیا کسی کے واسطے رہنے والی ہے اور نہ کوئی شخص دنیا میں باقی رہے گا۔ دنیا کی زندگی اور موت انسان کے واسطے ایسی ہے جیسے دو گھوڑے تیز رفتار یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں۔ اے دنیا کے فریفتہ! دنیا چھوڑ اور سامانِ سفر اس میں درست کر۔

حضرت بہلول فرماتے ہیں: وہ لڑکا یہ کہہ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا، ہاتھوں سے اشارہ کیا اور آنسو اس کے دونوں رخساروں پر موتیوں کی لڑیوں کی طرح گرنے لگے۔ یہ الفاظ کہنے پر وہ لڑکا بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اس کا سر اپنی گود میں لے لیا اور اپنی آستین سے اس کے چہرے کی خاک صاف کی۔ جب ہوش میں آیا، میں نے کہا: صاحبزادے! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم تو ابھی بچے ہو، کوئی گناہ تمہارے نام نہیں لکھا گیا۔ کہا بہلول! مجھے چھوڑ دو، میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے، وہ آگ جلانے میں جب تک چھوٹے تنکے، گھاس پھوس بڑی لکڑیوں میں نہیں ملاتی آگ روشن نہیں ہوتی۔ میں ڈرتا ہوں کہ خدا نہ خواستہ دوزخ کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ ہووں۔ پھر میں نے کہا: صاحبزادے! تم بڑے ہی عقل مند اور ہوشیار ہو، مجھ کو مختصر سی کچھ اور نصیحت کرو۔ کہا افسوس، میں غفلت میں رہا اور موت پیچھے آرہی ہے، آج نہ گیا تو کل تو ضرور جانا ہے۔ دنیا میں اپنے جسم کو نرم و نفیس پوشاک میں چھپایا تو کیا فائدہ؟ آخر مرنے کے بعد گل سڑ کر خاک ہو جانا ہے اور قبر میں خاک کا اوڑھنا اور خاک کا ہی بچھونا ہے۔

ہائے! مرتے ہی سب خوبی اور حسن و جمال جاتا رہے گا اور ہڈیوں پر گوشت و پوست کا نشان تک نہ رہے گا، وائے صد وائے، عمر گزر گئی اور کوئی مراد حاصل نہ ہوئی، نہ میرے ساتھ کوئی سفر کا توشہ اور میں اپنے حاکم و مالک کے روبرو اس حال میں کھڑا ہوں گا

کہ گناہوں کا بار سر پر ہوگا۔ دنیا میں ہزار پردوں میں خدائے کریم کی نافرمانی کر کے گناہ کیے، مگر قیامت میں وہ سب عالم الغیوب کے سامنے ظاہر ہوں گے۔ کیا دنیا میں خدا کے غضب سے بے خوف ہو کر گناہ کرتا تھا؟ نہیں بلکہ اس کی مغفرت اور بردباری پر تکیہ تھا، وہ ارحم الراحمین چاہے عذاب دے چاہے محض اپنے کرم سے درگزر فرمائے۔ حضرت بہلول فرماتے ہیں جب وہ لڑکا وعظ کہہ کر خاموش ہوا، میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وہ لڑکا چل دیا، جب مجھے ہوش آیا تو ان لڑکوں میں تلاش کیا، کہیں پتہ نہ پایا۔ لڑکوں سے جب اس لڑکے کا حال دریافت کیا تو بولے تم نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا نہیں، کہا یہ لڑکا حضرت سیدنا حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا مجھے احساس تھا کہ یہ کسی ایسے ہی عظیم الشان درخت کا پھل ہوگا۔ (اللہ میری توبہ، ص:۱۷۳-۱۷۵، ناشر: فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

آخرت میں بے خوف

حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ہے: میں اپنے کسی بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوف زدہ کر دوں گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوم، ص:۲۲۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہت کم ایسی خواتین ہیں جو دنیا میں اللہ کے عذاب سے ڈرتی ہوں۔ نمازوں پر نمازیں چھوڑتی چلی جاتی ہیں، ٹیلی ویژن کے سامنے پورا پورا دن گزار دیتی ہیں، والدین کی بات نہیں مانتیں، شوہروں سے لڑتی جھگڑتی ہیں اور انہیں تکلیف پہنچاتی ہیں، ساس اور نند سے ہر آن الجھتی رہتی ہیں۔ اتنے سارے گناہوں کے باوجود کبھی ان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔

وہ احمق ہے

محبوب کبریا سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ. (ترجمہ) وہ بے وقوف ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشات کا تابع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر تمنا بھی کرے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ چہارم، ص:۱۴۳)

اللہ اکبر! یقیناً آج بے وقوفوں ہی کی کثرت ہے، ہم نفس و خواہشات کی غلامی کر رہی ہیں اور اللہ سے جنت کی تمنا اور اپنی ضروریات کی تکمیل کی دعا کرتی ہیں۔ کاش ہم اللہ عزوجل کے ارشادات کو مانتیں اور اسی سے اپنی آرزو و تمنا رکھتیں تو جنت بھی اور مالک جنت بھی ہم کو مل جاتا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح فہم و ادراک نصیب فرمائے۔

نجات کی صورت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا: نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی زبان بند رکھو اور اپنے گھر سے باہر نہ نکلو اور اپنی خطا پر رویا کرو۔ (ترمذی، حصہ چہارم، ص:۶۰۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہماری حالت اس کے برعکس ہے، ہماری زبان ہر وقت بلا ضرورت قینچی کی طرح چلتی رہتی ہے، ہم اللہ رب العزت کی اُس عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتیں، ہم بے کاری میں اپنا قیمتی وقت برباد کر دیتی ہیں لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا کہ یہ روزِ قیامت ہمیں حساب و کتاب کی سخت ترین منزل سے گزرنا ہے۔ جب ہم کوئی غلطی کر جاتی ہیں یا ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تب بھی ہمیں ذرہ برابر اُس پر کوئی افسوس اور ندامت نہیں ہوتی اور نہ ہم اپنی غلطی کا احساس کرتی ہیں بلکہ کوئی تنبیہ کرتا ہے تو اُلٹا جواب بھی دیتی ہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ کیا ہمارا دین اسی کا حکم دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہمیں تو چاہیے کہ گناہ سے اپنا دامن بچائیں اور اگر گناہ کی مرتکب ہو جائیں تو اُس پر اپنے رب کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں، اپنی غلطی کی معافی مانگیں اور سچے دل سے اُس کی طرف

رجوع لائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور ہماری مغفرت فرمادے گا۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆☆

پانچواں باب

برکاتِ تقویٰ

آج ہر کسی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں میں ممتاز ہو جائے اور امتیازی خصوصیت ظاہر کرنے کے لیے ہم کبھی دولت کا سہارا لیتی ہیں کبھی خاندانی وجاہت کو ہم سرخ روئی کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ غرض یہ کہ ہم کسی نہ کسی چیز کو دنیا کی نظر میں اپنے اعلیٰ ہونے کا سبب سمجھتی ہیں لیکن قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ بندی اگر اپنے رب کی بارگاہ میں سرخ رو اور مقبول ہو تو اس کی کامیابی پر مہر صداقت لگ جاتی ہے، پھر وہ پوری کائنات میں مقبول ہوتی چلی جاتی ہے۔ سمجھنا یہ ہے کہ اس عظیم منزل پر پہنچنے کے لیے بندی کو اپنے رب سے کس طرح کا تعلق و رشتہ قائم کرنا ہوگا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں باعزت ہونے کا طریقہ قرآنِ مقدس اس طرح

بیان فرماتا ہے:اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. (ترجمہ) بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (سورۂ حجرات، آیت:۱۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں بندی کی سر بلندی کا راز خوف وخشیت بیان فرمایا ہے اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ آیئے ہم تقویٰ اور اس کے اہم نکات سے متعلق قرآن واحادیث کی روشنی میں وہ معلومات حاصل کریں جن پر عمل کر کے ہم دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہم کنار ہوسکتی ہیں۔

تقویٰ کی برکتیں

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر متقین کی صفات اور خوبیاں بیان کر کے اہل ایمان کو متقی بننے کی دعوت دی ہے اور ایمان کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنے کا جا بجا حکم فرمایا ہے، جیسا کہ ہم سب کا خالق ومالک اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (سورۂ توبہ، آیت:۱۱۹)

اس آیت میں اللہ عزوجل تقویٰ اختیار کرنے اور صادقین کی معیت اختیار کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندی معصیت اور گناہ کے کاموں کو ترک کر کے طاعت وفرماں برداری کی جانب رجوع کرے اور صادقین سے مراد وہ ہیں جو ایمان میں سچے اور مخلص ہیں اور رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن جُبَیر کا قول ہے کہ صادقین سے مراد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور ابن جریر کے نزدیک صادقین سے مراد مہاجرین ہیں اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں

جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب واعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ (خزائن العرفان ملخصاً)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o (ترجمہ) اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۱)

تقویٰ کا معنی ڈرنا اور بچنا ہے، ڈرنے سے مراد اللہ سے ڈرنا ہے نہ کہ کسی ظالم وجابر سے ڈرنا۔ یا پھر وہ ڈرنا مراد ہے جو محبوب کا محبّ سے ہوتا ہے یعنی اس کی ناراضگی اور ناراضگی کے نتیجے میں اس کی سزا سے ڈرنا۔ مومنہ کا تقویٰ یہ کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے اللہ کی رضا اور اس کا حکم معلوم کرے تاکہ اس کا کوئی عمل رب عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ ہونے پائے۔

ارشادِ ربانی ہے:وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ o (ترجمہ) اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ توبہ، آیت:۳۶)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ o (ترجمہ) بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورۂ توبہ، آیت:۴)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ o (ترجمہ) اور مجھی سے ڈرو۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۴۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ اپنے بندوں اور بندیوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ جان لو میں متقیوں کے ساتھ ہوں اور انہیں محبوب رکھتا ہوں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ میری بندیو! تم اگر مجھ سے ڈر کر گناہ سے بچوگی اور میری نافرمانی نہ کروگی تو دنیا کی عیش پسند خواتین تمہارا مذاق اڑائیں گی، تم کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں گی اور تم سے دور رہیں گی لیکن دنیا کے انسان دور ہو جائیں تو غم نہ کرنا بلکہ تم مجھ سے ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مقبول کون؟

قرآنِ مقدس میں ہے:اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ o (ترجمہ) اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۲۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے ان دو بیٹوں سے ہے جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی تھی، ان میں سے ایک کی قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہوئی دوسری کی رد کردی گئی، جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی اس نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو اس نے کہا: اللہ عزوجل تقویٰ والوں کی قربانیاں اور ان کی عبادتیں قبول فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وہی مقبول ہے جو اس سے ڈرے اور جس کو اس کا خوف دامن گیر رہتا ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ o (ترجمہ) اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔ (سورۂ اعراف، آیت:۱۲۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ سے ڈرنے والیوں کو دنیا بے وقوف سمجھتی ہے اور دنیا یہ کہتی ہے کہ چند روزہ زندگی اگر وہ بھی بغیر عیش وعشرت کے گزرے تو کیا فائدہ؟ لہٰذا اس چند روزہ زندگی میں خوب عیش کرلو، لیکن قرآن کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں اے مجھ سے ڈرنے والیو! آخرت میں کامیابی تمہارے ہی لیے ہے۔ اس لیے یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دیں کہ دنیا کی زندگی چار دنوں کی ہے اس لیے اسے خوب عیش وعشرت میں گزار دی جائے۔ یاد رکھو! یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اس میں جو کام کروگی آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی دنیا وآخرت خوب سے خوب تر فرمائے۔

جنت کا مژدہ

فرمانِ الٰہی ہے: وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ o (ترجمہ) اور پاس

لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی۔ (سورۂ قاف، آیت:۳۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! متقین کے لیے کتنا بڑا انعام ہے کہ جنت کو ان کے قریب لایا جائے گا، اس طرح کہ وہ اس سے دور نہ ہوگی۔ دنیا کے محل کی طرف خود انسان کو جانا پڑتا ہے لیکن اللہ کا بے پایاں کرم ہے کہ جنت اپنے متقی بندوں اور بندیوں کے قریب کر دے گا اور انہیں جنت کی طرف جانے کی زحمت تک نہیں دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے متقی بندوں اور بندیوں سے حد درجہ محبت فرماتا ہے۔

باغات اور چشمے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ o (ترجمہ) بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ (سورۂ ذاریات، آیت:۱۵)

باغ اور چشمے سے ہر کسی کو محبت ہوتی ہے اور قدرتی طور پر اس کی طرف کشش بھی۔ میرا مولیٰ ارشاد فرماتا ہے: دنیا میں مجھ سے ڈرنے والیو! تم غم نہ کرو میری محبت کی خاطر تم دنیا میں بے رغبت اور متقی بن کر رہیں، اب آؤ میں تمہیں باغ اور چشموں کی دولت سے مالا مال کروں۔ لہٰذا متقی بندوں اور بندیوں کو اللہ تعالیٰ باغ اور چشمے عطا فرمائے گا جو دنیا کے باغوں اور چشموں سے کروڑوں گنا بہتر ہوں گے۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ متقیوں کو ملنے والے انعامات کا یوں ذکر فرماتا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ o (ترجمہ) بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں۔ (سورۂ طور، آیت:۱۷)

اس آیت سے پتہ چلا کہ جسے چین اور سکون کی دولت چاہیے وہ اپنے لیے تقویٰ کو لازم کرلے۔ ان شاء اللہ دنیا میں بھی سکون کی دولت میسر آئے گی اور آخرت میں تو اجر و ثواب ہوگا ہی۔

کس قدر تقویٰ رکھیں؟

قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ. (ترجمہ) تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔ (سورۂ تغابن،آیت:۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے ہمیں اختیار دیا ہے کہ جتنی تم میں طاقت ہو اس قدر اللہ سے ڈرو یعنی اللہ سے ڈرنے میں اپنی جتنی استطاعت ہے اسے بروئے کار لاؤ تو مولیٰ تعالیٰ رحمت کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں کی کامیابی سے سرفراز فرمائے گا۔ وہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا لہٰذا ہم کو اس کے رحم و کرم پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور جس قدر ہم سے ممکن ہو تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

متقیوں پر انعامات

اللہ عزوجل نے فرمایا:اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o (ترجمہ) بے شک ڈروالوں کے لیے ان کے رب کے پاس چین کے باغ ہیں۔ (سورۂ قلم، آیت:۳۴)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا o (ترجمہ) بے شک ڈروالوں کو کامیابی کی جگہ ہے۔ (سورۂ نبا،آیت:۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اچھی طرح یاد رکھیں اور اپنی فکری اصلاح کریں کہ دنیا کی کامیابی حقیقی کامیابی نہیں، آخرت کی کامیابی حقیقی کامیابی ہے اور وہ کامیابی تقویٰ کی وجہ سے اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے۔لہٰذا تقویٰ کی عادت اختیار کریں۔

ارشادِ خداوندی ہے:اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ o (ترجمہ) بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

(سورۂ نحل،آیت:۱۲۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر کمزور کو کسی نہ کسی طاقتور کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم جانتی ہیں کہ سب سے زیادہ طاقت والا اللہ ہے اور اسی کی عطا سے کسی اور کو طاقت ملتی ہے۔

آج ہم ان طاقتوروں سے تعلق بنانے کی کوشش کرتی ہیں جو خود محتاج ہیں لیکن جو رب طاقت کا مالک ہے اس رب سے تعلق نہیں بناتیں۔ یاد رکھیں! جو تقویٰ اختیار کرلے اور نیکیاں کرے اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے اور خدا کی قسم جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کسی اور کی کیا حاجت ہو سکتی ہے۔اللہ عزوجل ہم سب کو نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

متقی کون؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ o (ترجمہ) اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔

(سورۂ بقرہ،آیت:۱۷۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ متقی کون ہیں؟ ان کی صفات کیا ہیں؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وعدہ پورا کرنا اور مصیبت کے وقت صبر کرنا متقین کی علامت ہے۔ پتہ چلا کہ اگر ہمیں متقین کی صف میں داخل ہونا ہے تو ہمیں دو خصلتیں اپنانی ہوں گی، ایفائے عہد اور مصائب پر صبر۔

علما کے نزدیک تقویٰ کا مفہوم

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ کرام نے تقویٰ کا یہ معنی بیان فرمائے ہیں:تَنْزِیْهُ الْقَلْبِ عَنْ ذَنْبٍ لَّمْ یَسْبِقْ عَنْهُ مِثْلُهٗ. (ترجمہ) اس گناہ سے دل کو بچانا جس کے مثل اس سے پہلے صادر نہ ہوا ہو، تاکہ تمہارے اندر ترکِ گناہ کے عزم سے ہر قسم کے گناہ سے بچاؤ اور حفاظت پیدا ہو جائے۔ (بصائر ذوی التمییز، حصہ پنجم، ص:۲۵۷)

تقویٰ کے چند معانی

مفسرشہیر صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے کئی معانی ہیں ۔

(۱) نفس کوخوف کی چیز سے بچانا اورعرفِ شرع میں ممنوعات کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔

(۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: متقی وہ ہے جو شرک و کبائر اور فواحش سے بچے۔

(۳) بعضوں نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔

(۴) بعض حضرات کا قول ہے کہ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کے ادا کرنے کا نام تقویٰ ہے۔

(۵) کچھ لوگوں کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کو ترک کردینے کا نام تقویٰ ہے۔

(۶) بعض نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔

(۷) ایک قول یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص:۴، ناشر: فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

متقین کے مختلف گروہ

(۱) عوام کا تقویٰ ایمان لاکر کفر سے بچنا ہے۔

(۲) متوسطین کا تقویٰ اوامر و نواہی کی اطاعت ہے۔

(۳) خواص کا تقویٰ ہر ایسی چیز کا چھوڑنا جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل کرے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اعلیٰ معیار کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل کردے، اگر اس قدر ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ضرور کریں کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن باتوں کا حکم فرمایا ہے ان پر پابندی سے عمل کریں، نمازوں اور روزوں کی پابندی کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاحب حیثیت بنایا ہے تو زکوٰۃ ادا کریں اور حج فرض ہو تو حج کریں اسی طرح جن باتوں سے اللہ

تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان سے بچیں، حرام غذا سے مکمل اجتناب کریں، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی سے مکمل پرہیز کریں وغیرہ۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمیں متوسط درجے کا تقویٰ حاصل ہوجائے گا۔

تقوٰی کے مراتب

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے مندرجہ ذیل مراتب ہیں:

☆ کفر سے بچنا جو بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان مرد و عورت کو حاصل ہے۔

☆ بدمذہبی سے بچنا جو ہر سُنّی کو نصیب ہے۔

☆ ہر کبیرہ گناہ سے بچنا۔

☆ صغائر سے بچنا۔

☆ شبہات سے اعراض کرنا۔

☆ شہوات سے بچنا۔

☆ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص:۴)

حقیقتِ تقوٰی

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تقویٰ کی وضاحت فرمائیں تا کہ ہم تقویٰ کی حقیقت سے واقف ہوجائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عزیز! اول تجھے یہ جاننا چاہیے کہ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے، اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہوگئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی اور جواہرات ملیں گے اور علم و دولتِ روحانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا، رزقِ کریم تمہارے ہاتھ آجائے گا، تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلوگے، بہت بڑی غنیمت پالوگے اور ملکِ عظیم جنت کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کردی گئی ہیں۔ تم ذرا قرآنِ کریم میں تو غور کرو، کہیں

ارشاد ہوا: اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کے مالک بن جاؤ گے، کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔ (منہاج العابدین، ص:۸۶، ناشر: فیصل پبلی کیشنز)

متقی پر تعجب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی کسی شئے پر یا کسی انسان پر تعجب نہیں فرماتے تھے مگر صاحبِ تقویٰ پر۔

(منہاج العابدین، ص:۸۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعجب کرنا بے معنٰی تو نہیں ہوسکتا، یقیناً اس پر تعجب کرنا ہی چاہیے جو موجودہ دور کے برے ماحول میں اپنے دامن کو ہر برائی سے بچالے اور اپنے دل میں اللہ عزوجل کا خوف پیدا کرے۔

متقی بے خوف

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تورات شریف میں مذکور ہے:

اے انسان تو متقی بن جا پھر جہاں چاہے سو۔ (منہاج العابدین، ص:۹۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک بار بندی تقویٰ اختیار کرلے اور اللہ عزوجل کا ڈر اس کے دل میں بیٹھ جائے پھر اس کو کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی، بلکہ وہ جہاں بھی ہوگی اللہ عزوجل کا ڈر اور خشیت اس کے دل میں ہونے کی وجہ سے ہمیشہ برائی سے بچتی ہوئی اپنی زندگی گزارے گی۔ حاصل کلام یہ ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف بیٹھ جائے کائنات کی ساری چیزیں اس سے ڈرنے لگتی ہیں۔

بعض متقین کے واقعات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں مبتلا ہوا، اس چرواہے کی طرح جو کھیت کی منڈیر پر اپنے جانور چرائے اور خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے۔ خبردار! بے شک ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر ہے، خبردار! بے شک اللہ عزوجل کی حد اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار! بے شک انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوا سارا جسم ٹھیک ہوگیا اور جب وہ خراب ہوگیا سارا جسم خراب ہوگیا، خبردار! وہ دل ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم حرام چیزوں سے بچیں اور ان چیزوں سے بھی بچیں جن کے حلال و حرام ہونے میں شبہ ہو۔ آج خاص طور پر گوشت وغیرہ کے کھانے میں ہمیں خاص احتیاط کی ضرورت ہے، ہمیں اس بات کی بالکل پروا نہیں ہوتی کہ اس گوشت کو کس نے ذبح کیا؟ بس ہم کھائے چلی جاتی ہیں۔ یاد رکھیں مشتبہ لقمہ بھی حرام لقمہ ہی کے برابر ہے۔ ہمارے اسلاف کرام نے مشتبہ چیزوں سے کس حد تک پرہیز کیا چند واقعات ملاحظہ فرمائیں اور عمل کرنے کا پکا ارادہ کرلیں۔

کمالِ تقویٰ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو انہیں اپنی کمائی سے کچھ حصہ دیتا تھا اور آپ اسے استعمال فرماتے تھے، ایک دن اس نے کوئی چیز لاکر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا، آپ نے لے کر اسے تناول فرمالیا، پھر غلام نے آپ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا بتاؤ کیا تھا؟ غلام نے کہا میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو آئندہ ہونے والی کچھ

باتیں بتائیں جب کہ میں کہانت کا فن کوئی خاص نہیں جانتا تھا، میں نے تو اسے دھوکہ دیا تھا، پھر وہ مجھے ملا اور اس نے یہ چیز مجھے دی تھی جس میں سے آپ نے کھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منہ میں انگلی ڈالی اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا نکال دیا۔ (بخاری شریف، حصہ پنجم، ص:۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دیکھا آپ نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غلام نے دھوکے سے کمائی ہوئی چیز کھلا دی جو اگرچہ جائز تھی لیکن بہر حال مشتبہ تھی، اس لیے آپ نے احتیاطاً قے کی اور یہ پسند نہ فرمایا کہ ایسی غذا آپ کے پاکیزہ خون کا حصہ بنے۔ آج ہمارا کیا حال ہو گیا ہے؟ وہی جس کی خبر غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے چودہ سو برس پہلے دے چکے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ انسان اس مال سے متعلق جو اس نے کمایا پروانہ کرے گا کہ حلال ہے یا حرام۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۵۵)

اس حدیث کو بار بار پڑھیے اور اپنے گردو پیش کا جائزہ لیجیے اور سوچیے کیا وہ زمانہ نہیں آ گیا جس کی خبر ہم سب کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی، آج ایسی بہت کم خواتین ملیں گی جو حلال پر بہ خوشی قناعت کرتی ہوں اور حرام کو موقع ملنے اور اس پر قدرت ہونے کے باوجود حرام سمجھ کر چھوڑ دیتی ہوں۔ بہت سے ایسے گھرانے ہیں جہاں عورتیں اپنے شوہروں سے بے جا مطالبے کرتی ہیں، اسی طرح ہمارے درمیان بہت سی غلط رسمیں رائج ہو چکی ہیں اور ہم دنیوی عیش و عشرت کی خواہاں ہیں جس کے لیے روز بہ روز ہمارے نئے نئے مطالبے رہتے ہیں، ایسے ماحول میں وہ مرد جس کی آمدنی کم ہے اس کا دل حرام کمائی کی طرف مائل ہوتا ہے اور پھر ہم حرام کمائی کھا کر اپنے دلوں کو مردہ کر لیتی ہیں۔

یہ ہے تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک دکان دار کے پاس اپنا ایک طشت گروی رکھ کر اس سے کچھ قرضہ لیا، مقررہ وقت پر قرضہ واپس کرنے گئے تو دکان دار نے آپ کے سامنے دو طشت رکھ دیے اور کہا مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا کون سا ہے، ان دونوں میں سے جو چاہیں آپ لے لیں، آپ نے فرمایا: میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرا کون سا ہے اور کوئی مشتبہ چیز میرے لیے حلال نہیں لہٰذا میں اپنا طشت چھوڑتا ہوں تم ہی رکھو۔ دکان دار نے کہا نہیں، یہ طشت آپ کا ہے میں تو آپ کو آزما رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تم اپنا قرض واپس لو اور طشت بھی رکھو اب میں اسے نہیں لے سکتا، تم نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ طشت چھوڑ کر چل دیے۔ (یاایہا الذین اٰمنوا)

پھٹی قمیص

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک مرتبہ شاہی مشعل کی روشنی میں اپنی پھٹی ہوئی قمیص سی کر پہن لی۔ آپ کو اپنے دل کی حالت کچھ بدلی سی محسوس ہونے لگی، کئی دن رات پریشان رہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اچانک قمیص کا خیال آیا، آپ نے اسے اُتار کر پھینک دیا، دل کی حالت درست ہو گئی پھر وہی نور پیدا ہو گیا جو پہلے تھا۔ یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ کسی کی روشنی سے آپ نے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ حاصل کیا تھا۔ (یاایہا الذین اٰمنوا)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ اللہ کی وہ بندی تھیں جن کی تعظیم کو خود کعبہ گیا ہوا تھا۔ ظاہر سی بات ہے یہ مقام یوں ہی تو حاصل نہیں ہو جاتا، اس مقام کو پانے کے لیے حلال غذا کی پابندی کرنی پڑے گی، حرام سے پرہیز بے حد ضروری ہے اور اللہ کا خوف لازم ہے۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگایا ہوگا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم کسی کی بھی چیز اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر لیتی ہیں اور ہمارے دل میں یہ خیال بھی نہیں پیدا ہوتا کہ اس سے

پوچھ لینا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دل مردہ ہوتے جا رہے ہیں اور نصیحت کی باتیں ہمارے دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حلال کھانے اور حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رو پڑے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن قیس سے متعلق سنا ہے کہ آپ بہ وقتِ موت رو پڑے حالانکہ زندگی میں آپ کی حالت یہ تھی کہ ہر دن ورات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آتے تھے اور بستر کو مخاطب ہو کر فرماتے تھے اے ہر برائی کی جگہ! قسم خدا کی میں نے تجھے ایک پل بھر بھی پسند نہیں کیا۔ جب آپ روئے تو کسی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں رب تعالیٰ کے اس قول کو یاد کر کے روتا ہوں: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ صرف تقویٰ والوں کی نیکیاں قبول فرماتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص:۹۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضرت عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس قدر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرماتے تھے اس تصور سے رو رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری عبادتیں غیر مقبول ہو جائیں۔ آج اگر ہم چند رکعت نماز پڑھ لیتی ہیں تو اپنے ساتھ والی خواتین میں اس کا چرچا کرتی پھرتی ہیں، اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرتی ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دس عورتیں ہماری اس سخاوت کو دیکھیں اور ہماری تعریف کریں۔ حضرت عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعے سے ہمیں درس حاصل کرنا چاہیے اور اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہو کر رونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

تقویٰ بہترین توشہ ہے

ایک شخص جن کا نام کمیل تھا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کہیں جا

رہے تھے کہ راستے میں ایک قبرستان پڑا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں اہلِ قبور کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے اہلِ قبور! اے وحشت و تنہائی والو! کیا خبر ہے اور کیا حال ہے؟ پھر ارشاد فرمایا: ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد تمہارے اموال تقسیم ہو گئے، تمہاری اولادیں یتیم ہو گئیں، تمہاری بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے، یہ تو ہماری خبر ہے تم کچھ اپنی تو کہو۔ کمیل کہتے ہیں حضرت علی پھر میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اے کمیل! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرما کر رونے لگے اور فرمایا: اے کمیل قبر کا عمل صندوق ہے اور مرنے کے بعد قبر میں اس بات کا علم ہوتا ہے۔ (کنز العمال، حصہ سوم، ص:۶۹۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! کتنی بیش قیمت نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہمارا مال ہمارے بچے آپس میں تقسیم کر لیں گے، ہماری اولاد ہماری قبر پر جھانکنے بھی نہیں آئے گی۔ تو کیوں نہ دنیا میں ایسا عمل کیا جائے جو مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (ترجمہ) اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

سایہ بھی ناپسند

امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے، دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا حضور! آپ اس سائے میں کھڑے ہو جائیے۔ حضرت نے فرمایا: اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو ڈرتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک

کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ دھوپ ہی میں کھڑے رہے اور اس دیوار کے سائے میں نہیں آئے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص:۱۶۶، ناشر: رضوی کتاب گھر، دہلی)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کیا آج اس قسم کا تقویٰ ہم سب میں موجود ہے؟ روے زمین پر اسلام کا چمن اس لیے لہلہاتا ہوا نظر آتا تھا کہ امام اعظم جیسی عبقری شخصیت موجود تھی جو اسلام کی باتیں صرف سناتے نہیں تھے بلکہ ان پر عمل کر کے اسلام بتاتے تھے جس کی وجہ سے لوگ اسلام کے پرچم تلے جمع ہو جاتے اور اسلام پر مر مٹنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ کاش ہم بھی ایسا تقویٰ اختیار کریں۔

ظاہر نہ کرنا

حضرت یزید بن لیث جو اخیار میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار عشا کی نماز میں دیکھا کہ سورۂ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ'' امام نے پڑھی اور امام اعظم مقتدی تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں دیکھا کہ امام صاحب متفکر بیٹھے تھے اور ٹھنڈی سانس لے رہے تھے، میں وہاں سے اٹھ گیا تا کہ آپ مشغول نہ ہوں اور چراغ کو روشن ہی چھوڑ دیا، اس میں تھوڑا سا تیل تھا، پھر طلوعِ فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ چراغ روشن ہے اور امام صاحب اپنی ریشِ مبارک پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں: اے وہ ذات کہ بھلائی کے برابر اس کی جزا دے گا اور گناہوں کے مطابق سزا دے گا، نعمان کو تو اپنے فضل سے آگ سے بچالے کہ آگ قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کر لے۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا چراغ لینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو صبح کی اذان بھی دے چکا، فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اسے چھپانا، ظاہر نہ کرنا۔ (جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان، ص:۸۷)

غشی طاری ہو گئی

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں بے خبری میں ایک لڑکے کے پاؤں پر پڑ گیا، لڑکے نے کہا: اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص (بدلے) سے نہیں ڈرتے؟ حضرت امام نے یہ سنا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ یہ کلمہ اسے تلقین ہوا ہے۔ (جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان، ص:۸۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج اگر ہمارا پیر کسی کے پیر پر پڑ جائے اور ہم سے کوئی اس قسم کا کوئی جملہ کہہ دے تو ہم اسے ڈانٹنے لگتی ہیں اور طمانچہ مارنے تک کو تیار ہو جاتی ہیں، لیکن قربان جاؤ امام اعظم کی عظمت پر کہ آخرت کا خوف کس قدر غالب تھا کہ آپ نے اس بچے کے کلمے کو تلقین سے منسوب کر کے کلمے کی عظمت اور خوف آخرت کی اہمیت کو اجاگر فرمایا تا کہ لوگ خوف آخرت کے تصور سے غافل نہ ہوں۔ یقیناً اگر ہم امام اعظم کے نقش قدم پر چلیں تو ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔

معافی مانگنے بلخ تک پہنچے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز ایک باغ میں نہر کے اندر سیب بہتے ہوئے دیکھا، یہ سمجھ کر کہ اس کی قیمت کیا ہو سکتی ہے اٹھایا اور کھا لیا، کھانے کے بعد آپ متفکر ہوئے اور سوچنے لگے کہ کہیں یہ سیب کھا لینا ناجائز اور حرام نہ ہو، خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسا تھا جو میں نے کھا لیا، قیامت کے روز اگر اس کی باز پُرسی ہوگئی تو کیا جواب دوں گا؟ اسی فکر میں باغ کے مالک کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، ایک لونڈی باہر نکلی، حضرت ابراہیم کہنے لگے: میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں، لونڈی نے بتایا کہ باغ کی مالک ایک عورت ہے، حضرت ابراہیم نے فرمایا: اس سے کہہ دو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ باغ کی مالکہ باہر نکلی اور حضرت ابراہیم سے سارا قصہ سن کر کہنے لگی اس باغ کا آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا بادشاہ کا، میں اپنا حق تو معاف کرتی ہوں بادشاہ کے حق کی میں ذمے

دار نہیں۔ بادشاہ بلخ میں تھا، حضرت ابراہیم آدھا حصہ بخشوا کر باقی آدھے حصے کو بخشوانے کے لیے بلخ پہنچے اور بادشاہ سے بھی معاف کرا کے دم لیا۔ (روایات، ص:۳۰۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت ابراہیم بن ادہم نے کوئی کروڑوں کی جائیداد نہیں لے لی تھی، صرف ایک سیب کھایا تھا لیکن اس کو معاف کرانے کے لیے آپ کا اتنا لمبا سفر کرنا اور تکلیفیں برداشت کرنا کیا ہم سب کے لیے قابل عبرت نہیں؟ کیا آج ہم کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر کے اتنی فکر مند ہوتی ہیں؟ یقیناً ہمارا دل اس بات پر گواہی دے گا کہ قطعی طور پر ہم فکر مند نہیں ہوتیں اس لیے کہ ہمارے قول و فعل میں یکسانیت نہیں۔ اللہ ہم سب کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور خوف آخرت نصیب فرمائے اور آخرت کے حساب و کتاب سے بچائے۔

ساری قیمت صدقہ کر دیا

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، ایک دفعہ آپ نے کپڑے فروخت کرنے کے لیے ایک شخص کو وکیل کیا، ان کپڑوں میں ایک کپڑا بڑا عیب دار تھا، حضرت امام صاحب نے وکیل سے کہہ دیا کہ اس کپڑے کو فروخت نہ کرنا جب تک اس کا عیب بیان نہ کر لینا، اتفاق سے وکیل نے بھول کر وہ کپڑا عیب بیان کیے بغیر فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سب کپڑوں کی قیمت میں ملا دیا، حضرت امام صاحب کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت غربا و مساکین پر صدقہ کر دیا۔

(امام اعظم، ص:۶۵، ناشر: اسلامک پبلشر، دہلی)

حضرت حسن بصری کی گریہ و زاری

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پوری رات مصروف گریہ رہے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا شمار تو صاحب تقوی لوگوں میں ہوتا ہے تو پھر آپ اس قدر گریہ و

زاری کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس دن کے لیے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرما دے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیا، ص:۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ والے نیکیاں کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ہم گناہ کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں۔ اللہ والے اس بات کا تصور کر کے روتے ہیں کہ کہیں ہم سے انجانے میں کوئی گناہ نہ ہو گیا ہو اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم جان بوجھ کر گناہ کر لیتی ہیں پھر بھی اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتیں۔ کاش ہم اللہ عزوجل کی پسند اور ناپسند کا خیال کر کے زیادہ سے زیادہ گناہ سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ دونوں جہاں کی شرمندگی سے بچ سکیں اور حشر میں ہماری بخشش ہو جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی، جب لوگ دفن سے فارغ ہوئے اور قبر درست کر چکے تو آپ اس قبر پر بیٹھ کر بہت روئے پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا: اے لوگو! سنو، اول اور آخر قبر ہے اور آخرت کی اول قبر ہے تو پھر تم ایسے عالم سے کیوں نہیں ڈرتے جس کے اول و آخر قبر ہے اور جب اول و آخر تمہارا یہ ہے تو اے غافلو! اول و آخر کو درست کر لو۔ آپ کے اس وعظ سے لوگ بہت متاثر ہوئے اور سب رونے لگے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص:۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر کسی کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر قبر کی تنہائی میں پہنچنا ہے۔ سوچو، اس قبر میں ہمیں کیا چیز کام آئے گی؟ کیا ہم نے کبھی غور کیا؟ کیا ہم نے اس کی تیاری کی؟ اللہ اکبر! جلیل القدر صحابہ سے لے کر اولیائے کرام علیہم الرضوان سب کے سب قبر کے تصور سے لرز جاتے اور گریہ و زاری فرماتے۔ لہٰذا آئیے آج سے توبہ کر کے قبر میں کام آنے والے اعمال کی تیاریوں میں مصروف ہو جائیں۔

ماں کے پیٹ میں بے چین ہوئے

ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے ایامِ حمل میں ہمسائے کی کوئی چیز بلا اجازت منہ پر رکھ لی تو آپ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسائے سے معذرت طلب نہ کی آپ کا اضطرار ختم نہ ہوا۔ (تذکرۃ الاولیا،ص:۱۵۳۰)

امام اعظم کا تقوٰی

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی آپ کبھی ننگے سر نہ رہتے تھے، چنانچہ داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی اس عرصہ میں آپ کو تنہائی یا جماعت میں ننگے سر بیٹھے ہوئے یا پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت داؤد طائی نے ایک روز حضرت امام اعظم سے پوچھا: اے امام دین! اگر آپ تنہائی کی حالت میں سر ننگا کر لیں یا پاؤں پھیلا لیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ حضرت امام نے فرمایا: تنہائی کی حالت میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ ادب رکھنا اور اس کی ذات پاک کا لحاظ رکھنا بہت اچھی بات ہے۔ (تذکرۃ الاولیا،ص:۲۵۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے مذکورہ واقعے سے محسوس کیا ہوگا کہ جو شخص تنہائی میں دامنِ ادب کو اس طرح تھامے رہتا ہو وہ فرائض، واجبات، سنن اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کا کتنا خیال رکھتا ہوگا۔

امام احمد رضا کا تقوٰی

خیر الاذکیا، بقیۃ السلف حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہٗ العالی اپنی تصنیفِ لطیف ''امام احمد رضا اور تصوف''، میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وتقویٰ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: امام احمد رضا کی پوری زندگی شریعت مصطفیٰ وسنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پابندی سے آراستہ ہے۔ ان کے تقویٰ کی شان بڑی بلند و بالا

ہے۔ چند واقعات پیش کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوگا کہ وہ تقویٰ ہی نہیں وَرَع کی منزلِ بلند پر فائز تھے اور ''اِنْ اَوْلِیَاءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ'' کے مطابق متقی کامل اور ولیّ عارف تھے۔

امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۳۹ھ میں تھا اس وقت ایک تو بریلی میں گرمی تھی دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت، شریعت اجازت دیتی ہے کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے اور ناتواں مریض کو اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لیے کچھ اور ہی تھا جو درحقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا۔ انہوں نے فرمایا: بریلی میں شدتِ گرما کے سبب میرے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں لیکن پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے، یہاں سے نینی تال قریب ہے بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جا سکتا ہے، میں وہاں جانے پر قادر ہوں لہٰذا میرے اوپر وہاں جا کر روزہ رکھنا فرض ہے۔ چناں چہ رمضان وہیں گزارے اور پورے روزے رکھے۔ ۲۵ صفر کو وصال ہوتا ہے مرض مہینوں سے تھا اور ایسا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر امام احمد رضا جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد پہنچاتے جب تک اس طرح حاضری کی قدرت تھی جماعت میں شریک ہوتے رہے۔

(امام احمد رضا اور تصوف،ص:۵۶، ناشر: المجمع الاسلامی، مبارکپور)

ایک بار امام احمد رضا قدس سرہ اپنے علاقۂ زمیں داری میں سکونت پذیر تھے۔ درد قولنج (پسلی کا درد) کے سخت دورے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن تنہا تھے، فرماتے ہیں ظہر کے وقت درد شروع ہوا، اسی حالت میں جس طرح ہوا وضو کیا۔ اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی، مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھ دی، درد بالکل نہ تھا۔ سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا، جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی

سنتیں پڑھی درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بہ دستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ......
پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا، خواہ یہ کہیے کہ حالت نماز میں درد
یکسر اٹھا لیا جاتا تھا یا یہ کہیے کہ توجہ الیٰ اللہ اور استغراق عبادت کے باعث درد کا احساس نہ ہوتا
تھا، بہر صورت امام احمد رضا کی مقبولیتِ بارگاہ اور ذوق عرفانی کی دلیل کافی ہے۔

اس طرح کے واقعات کہاں تک میں جمع کروں جب کہ ان کی پوری زندگی ان ہی
حالات وکیفیات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ ایک واقعہ اور ذکر کیا جاتا ہے امام اعظم ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن بھر علمی مشاغل اور تدوین فقہ وغیرہ میں مصروف رہتے، رات کو نوافل
وعبادات بھی بجالاتے مگر رات کے کچھ حصے میں آرام بھی کرتے، ایک بار کہیں جا رہے تھے
کہ انہیں دیکھ کر کسی نے کہا: یہ وہ ہیں جو رات بھر عبادت کرتے ہیں۔ اس وقت سے پوری
رات عبادت اور شب بیداری اختیار کر لی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۷)

مہینے بھر میں حافظِ قرآن

کسی نے امام احمد رضا قدس سرہ کے پاس خط لکھا تو اس میں دیگر القاب وآداب
کے ساتھ ''حافظ'' بھی لکھ دیا۔ اس وقت امام احمد رضا باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے۔ اگرچہ قریباً
تمام آیات کریمہ حضرت کے زبان وقلم پر رہا کرتیں اور حسب ضرورت ان سے استدلال و
استنباط بھی کرتے، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ ۲۹ر شعبان ۱۳۳۷ھ کا
اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خط میں اعلیٰ حضرت اپنے القاب کے ساتھ ''حافظ''
ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔ خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور فرمایا: میں اس بات سے ڈرتا
ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم فرماتا ہے یُحِبُّوْنَ اَنْ
یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو
ان میں نہیں)۔

اس واقعے کے بعد آپ نے قرآن یاد کرنے کا عزم صمیم کر لیا اور روزانہ عشا کا وضو
فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ
کو سنا دیتا پھر آپ سنا دیتے۔ ۲۹ر شعبان کے بعد شروع کیا اور ۲۷ر رمضان تک پورا قرآن
حفظ کر لیا اور تراویح میں سُنا بھی دیا۔

یہ واقعہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے، ان کا
محرک بھی یہی تھا کہ کسی نے کہہ دیا پوری رات عبادت کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہ کہ کسی نے
حافظ لکھ دیا۔ جب کہ باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے، خوفِ خدا ہو تو ایسی مشکل چیزیں مشکل نہیں
رہ جاتیں اور قلب ایسا آمادہ ہوتا ہے کہ کر ہی کے دم لیتا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۸)

مفتیِ اعظم ہند کا تقوٰی

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی دام فیوضہٗ جنہوں نے حضور مفتی
اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی صبح وشام دیکھی ہے، سفر وحضر دیکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں
''خادم ایک بڑے لوٹے میں نصف کے قریب پانی پاس ہی میں رکھ دیتا اور آپ اسی متوضا
(وضوخانہ) پر تشریف فرما ہوتے جہاں وضو کے لیے پائپ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ پہلی بار
جب میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے یہ طول عمل معلوم ہوا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ نل
سے وضو کرنے میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے اس لیے حضرت نل سے وضو کرنا پسند نہیں کرتے
کہ وضو میں پانی ضائع کرنا اسراف ہے''۔ (مفتیِ اعظم نمبر، ص:۳۰۶)

اسی طرح آپ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں کی بات ہے کہ احباب واقارب
کے پیہم اصرار کے بعد ڈاکٹری علاج کروایا بھی تو ہر دوا کے لیے پوچھ کر اطمینان کر لیتے تھے
کہ اس میں اسپرٹ یا الکحل تو نہیں۔ بعض مواقع پر ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا
مگر معتقدین کے ہزار اصرار کے باوجود تیمّم کرنا گوارا نہ کیا بلکہ باوضو نماز ادا فرمائی۔

کبھی دعوت میں صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر اپنے حصے کا بچا ہوا شوربا نہیں پیا، شرکاے طعام میں سے اگر کسی نے اپنے حصے کا کوئی کھانا حضرت کو پیش کرنا چاہا تو فوراً تنبیہ فرمائی کہ صاحبِ خانہ سے اجازت لیے بغیر دسترخوان سے کوئی کھانا اُٹھا کر کسی کو دینا درست نہیں ہے۔ پردے میں ہونے کے باوجود کسی غیر محرم عورت کو سامنے بٹھا کر مرید نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آڑ میں بٹھا کر بیعت کرتے تھے۔

اگر کسی نے اپنا کاغذ پیش کر کے اُس پر تعویذ لکھوایا تو اُس کا بچا ہوا کاغذ اُسی کو واپس کر دیا، نہ اُسے اپنے پاس رکھنا گوارا کیا نہ مالک کی اجازت کے بغیر اُس پر دوسرے کو تعویذ لکھ کر دیا۔ اگر کسی نے نذر پیش کرنے کے بعد تعویذ کی فرمائش کر دی تو اُس کی نذر فوراً واپس کر دی اُس کے بعد تعویذ عطا کیا۔

تصویر کَشی سے احتیاط

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی، وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے، زمانے کے کسی انقلاب نے ان کی فکر کو متأثر نہیں کیا۔ آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھنچوائی مگر حج بیت اللہ کے لیے تصویر لازمی تھی، کریں تو کیا کریں، مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے؟ اُن کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دیے۔ تصویر سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور ایسی شان سے حاضر ہوئے کہ دامنِ عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا۔ آج جس کو دیکھیں فوٹو کھنچوا رہا ہے، شوق و ذوق سے بڑھ چڑھ کر، پوز بنا بنا کر بہت سے دامن اس داغ سے داغ دار ہیں۔ (ماہنامہ استقامت کان پور، مئی ۱۹۸۳ء مفتیِ اعظم نمبر، ص: ۵۲۳-۵۲۵)

اِس حج کے دوران زہد و تقویٰ کی ایک اور مثال قائم کی کہ جہاز میں ٹیکہ وغیرہ لگوانے سے سخت احتراز فرمایا کہ کہیں اِس میں اسپرٹ اور دیگر حرام چیزوں کی آمیزش نہ ہو۔ یوں ہی جن لوگوں نے حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بعد از وصال بہ وقتِ غسل دیکھا کہ

چادر جو نہلانے کے وقت جسم پر ڈال دی جاتی ہے، قریب تھا کہ ہوا کے دوش پر ہٹتی اور ستر کھل جاتے آپ نے انگلیوں سے چادر کو پکڑا اور بعد از وصال بھی تقویٰ کی ایک روشن مثال چھوڑی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پاک باز بندوں کے زہد و تقویٰ کا صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور ان حضرات کے نقوشِ قدم پر چل کر شب و روز گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یا اللہ! سید المتقین و سید المرسلین علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی نعلین پاک کے صدقے ہمیں بھی دولتِ تقویٰ سے مالا مال فرما اور ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا فرما کر گناہوں کی محبت ہمارے دلوں سے نکال دے۔

آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆

چھٹا باب

فضائل توبہ

خالق کائنات عزوجل کا فرمان ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ۝ اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

(سورۂ تحریم، آیت:۷)

توبۂ نصوح کیا ہے؟

حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ اُبَیّ رضی اللہ عنہ سے پوچھا توبۂ نصوح کیا ہے؟ فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: قصور و گناہ ہو گیا پھر اس پر نادم ہونا اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا اور پھر گناہ کی طرف مائل نہ ہونا۔ (تفسیرِ ابنِ کثیر، جلد ششم، ص:۱۱۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی توبہ کا جائزہ لیں کہ ہم کیسی توبہ کرتی ہیں اگر ہماری توبہ توبۂ نصوح ہے تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم سابقہ گناہوں سے اجتناب کر لیں بلکہ کبھی بھی ان گناہوں کی طرف نہ پلٹیں تاکہ مولیٰ کے فرمان پر صحیح طور پر عمل ہو سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ اپنے گزشتہ عمل پر نادم و شرمندہ ہو اور اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔

حضرت جلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ بندہ زبان سے استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے اعضا کو آئندہ گناہ سے روکے رکھے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندے میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں۔

۱) بندہ گناہ کو ترک کر دے۔

۲) جو گناہ کر چکا اس پر دل میں نادم اور شرمندہ ہو۔

۳) پختہ عزم کرے کہ پھر گناہ کبھی نہیں کرے گا۔ (شرح النووی، حصہ ہفدہم، ص:۲۵)

توبہ کی چھ شرطیں

مولائے کائنات، سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا "اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ" اے اللہ! میں تجھ سے استغفار اور توبہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسی زبان سے توبہ واستغفار چاہنا جھوٹوں کا کام ہے، اس نے عرض کی! پھر حقیقی توبہ کس طرح ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حقیقی توبہ کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت۔

(۲) فرائض اگر قضا ہوں تو ان کا اعادہ۔

(۳) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔

(۴) مظالم کارد، یعنی لوٹی اور غصب کی ہوئی چیزوں کا لوٹانا۔

(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی ہے اس کو راضی کرنا۔

(۶) اپنے نفس کو طاعتِ الٰہی پر ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی مہلت نہ ہو جیسے کہ اس غلطی پر اسے سزا دی جائے اور اسے طاعت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے ہیں۔ (تفسیرِ روح البیان، جلد ہشتم، ص: ۲۱۴-۲۱۵)

توبہ کا معنیٰ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

توبہ تین چیزوں کا نام ہے۔ پہلی چیز علم، دوسری چیز حال، تیسری چیز فعل ان میں سے پہلا دوسرے کا سبب ہے اور دوسرا تیسرے کا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نظام کی وجہ سے ہے کہ اس نے اجسام وارواح کو جاری رکھا ہوا ہے۔ ان تینوں کی تفصیل یوں ہے۔

☆ علم سے مقصد یہ ہے کہ بندہ معلوم کرے کہ گناہوں کا عذاب اور نقصان بہت بڑا ہے وہ یہ کہ گنہگار اور محبوب حقیقی کے مابین گناہ کی وجہ سے کئی حجابات درمیان میں ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو اس کا یقین ہو جائے گا کہ گناہ سے ایسے حجابات آڑے آتے ہیں تو اسے مفارقت محبوب حقیقی کا دل پر صدمہ ہوگا۔ جس فعل وعمل سے سمجھے گا کہ یہی میری اور میرے محبوب حقیقی کی جدائیگی کا سبب ہے تو اس کے ارتکاب پر نادم ہوگا۔ اسی ندامت کا نام توبہ ہے۔

جب دل پر اس ندامت کا غلبہ ہوگا تو دل کی حالت میں تبدیلی آئے گی، اسی تبدیلی کا نام قصد وارادہ ہے اور اس قصد وارادہ کا تعلق تینوں زمانوں سے ہے۔

۱) زمانۂ حال سے تو یوں کہ دل سے یقین کرے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

۲) زمانۂ مستقبل سے یوں کہ جب اس نے یقین کر لیا کہ اسی گناہ کی شامت سے تو

محبوب حقیقی سے دوری ہوئی اسی لیے اب عزم بالجزم کرے کہ زندگی بھر اس گناہ کے قریب بھی نہ بھٹکوں گا۔

۳) زمانۂ ماضی سے یوں کہ اگر کوئی شئے قابل قضا وتلافی فوت ہوئی تو اس کا نقصان پورا کرے بہر حال ان جملہ امور کا منشاء علم ہے۔ یعنی ایمان ویقین اس تصدیق کی پختگی کا نام ہے کہ دل پر یہ یقین اتنا غلبہ پا جائے کہ شک کی گنجائش تک نہ ہو۔

اس کیفیت کے بعد نور وایمان دل پر چھا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل میں ندامت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور دل پر صدمہ گزرتا ہے۔ اس لیے نور ایمان کی وجہ سے سالک کو سمجھ میں آتا ہے کہ واقعی میں محبوب حقیقی سے محجوب ہو گیا۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کا نام ہے۔ یہی سالکوں کے راستہ کی ابتدا اور واصلین کی گراں مایہ متاع ہے۔ سالکین سب سے پہلے اسی پر قدم رکھتے ہیں۔ توبہ راہ سے روگردانوں کے لیے مفتاح استقامت ہے۔ مُتَرَبِّین کے لیے مطلع برگزیدگی ہے۔ انبیا علیہم السلام بالخصوص ہمارے جد امجد سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سرچشمۂ پسندیدگی۔

آدم زادہ سے گناہ کا صدور ہو تو یہ بعید از قیاس نہیں۔ کیوں کہ یہ انسان ہے۔ انسان سے خطا ہونا ممکن ہے۔ آدم علیہ السلام سے از روئے حکمت لغزش صادر ہوئی تو انہوں نے جبر نقصان کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا، آدم زادہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ بھی رجوع الی اللہ کرے۔

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش صادر ہوئی اس میں حکمت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ندامت کا اظہار فرمایا۔ بلکہ مدت تک اشک بار رہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس سے خطا سرزد ہو اور وہ آدم زادگی کا مدعی بھی ہو پھر توبہ کا دروازہ نہ

کھٹکھٹائے تو وہ خطا کار ہے بلکہ خلف نابکار ہے۔

نکتہ: صرف خیر کا ہو کر رہنا تو ملائکہ کرام کا خاصہ ہے اور صرف شر میں منہمک ہونا شیطان سے مخصوص ہے۔ ہاں شر سے خیر کی طرف رجوع کرنا انسان کا کام ہے۔ اسی لیے انسان کی سرشت میں دونوں خصلتوں کی آمیزش ہے۔ خیر محض کرنے والا فرشتہ کہلاتا ہے۔ صرف شر کا مرتکب شیطان ہے۔ ہاں شر کی تلافی کرنے کے لیے رجوع الی الخیر کرنے والا انسان ہی ہے۔

دائمی خیر میں رہ کر اپنا رشتہ فرشتہ سے جوڑ نا ممکن نہیں، اسی لیے ہم نے اس کی بات نہیں کی انسان کے خمیر شر و خیر دونوں میں شر کا خیر سے جدا ہونا دو طرح سے ممکن ہے: (۱) ندامت (توبہ) سے۔ (۲) آتش جہنم سے۔ بہر حال جوہر انسانی میں خباثت شیطانی کی ملاوٹ ہو جائے تو اسے دو طرح سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ توبہ کرے یا پھر جہنم میں جانا ہوگا۔ اب انسان خود ہی سوچے کہ اسے دو آتشوں (توبہ کی آگ، جہنم کی آگ) میں سے کون سی آگ کی برداشت ہے۔ ظاہر ہے کہ توبہ کو ہی اختیار کرے گا کیوں کہ یہ ایک آسان کام ہے۔ لیکن موت سے پہلے ہی توبہ ہو سکتی ہے۔ (احیاء العلوم)

مبلغِ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری فرماتے ہیں: توبہ کے معنیٰ ہیں رجوع الی اللہ، اللہ کی طرف لوٹنا، بغاوت و نافرمانی کی زندگی، بدکاریوں اور اور بدعملی سے نادم و شرمندہ ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا، اظہار ندامت کرنا اور آئندہ گناہوں کی زندگی سے بچے رہنے کا وعدہ کرنا توبہ کہلاتا ہے۔ اللہ تواب ہے، وہ پسند فرماتا ہے کہ اہل ایمان اس سے توبہ کرتے رہیں۔ ”وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ“ اور اللہ کی طرف توبہ کرتے رہو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ نور، آیت: ۳۰)

”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ“ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۲)

گویا توبہ صرف گناہگار عورتوں کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی ہر بندی کے لیے ہے۔ عوام کے لیے بھی، خواص کے لیے بھی، اولیا و صالحین کے لیے بھی اور انبیا و مرسلین کے لیے بھی۔ ہر ایک کو اس کے مقام کے مطابق توبہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہم توبہ کریں تو گناہ دھلتے ہیں، اولیا و صلحا توبہ کریں تو مراتبِ قرب میں اضافہ ہوتا ہے، انبیا و مرسلین توبہ کریں تو اُمت کے گناہ گاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ بہر حال توبہ اللہ کو پسند ہے اور وہ توبہ کرنے والوں کو ان کی حیثیت اور ان کے مرتبے کے مطابق توبہ کا اجر عطا فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ جن کے صدقے میں سب کی توبہ قبول ہوتی ہے حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی انہیں کے صدقے میں قبول ہوئی تھی۔ انہیں بھی حکم ملا: ”وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ“ اور استغفار کرتے رہیے، یہ حکم اس پیارے کے لیے ہے جو معصوم ہے۔ جس سے گناہ کے ارتکاب کا امکان تک نہیں۔ پس یہ حکم ان کے منصب کے مطابق اس حکمت پر مبنی ہے کہ محبوب کا استغفار ان کے رب کو بے حد پسند ہے۔ نیز آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار غلاموں کی توبہ قبول ہونے کا وسیلہ ہوگا اور ہر غلام کے لیے استغفار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بن جائے گی۔ پس معصوم نبی نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی اور خوب تعمیل کی۔ جیسا کہ خود آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةً“ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دن میں سو بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص: ۶۷)

شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ توبہ کا معنیٰ یہ ہے کہ معصیت سے طاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، اور غیاب سے حضور کی طرف رجوع کرے اور اللہ کے توبہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ دنیا

میں بندے کے گناہ پر ستر کرے بایں طور کہ کوئی شخص اس کے گناہ پر مطلع نہ ہو اور آخرت میں اس کو سزا نہ دے۔ علامہ طیبی نے کہا کہ توبہ کا شرعی معنیٰ یہ ہے کہ گناہ کو برا جان کر علی الفور ترک کردے۔ اس سے جو تقصیر ہوئی ہے اس پر نادم ہو، اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور جو گناہ اس سے ہو گیا ہے اس کا تدارک اور تلافی کرے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے: اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کے قبول ہونے کی یہ زائد شرط ہے کہ وہ صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے معاف کرائے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے کہا: اگر اس کے ذمے حقوق اللہ ہیں تو وہ نوافل اور فروض کفایہ میں مشغول ہونے کی بجائے ان فوت شدہ فرائض کو ادا کرے کیوں کہ جس شخص کی نمازیں اور روزے قضا ہوں اور وہ نوافل میں مشغول ہو تو ادا کرنے کی حالت میں بھی وہ فسق سے خارج نہیں ہوگا۔

توبہ کب تک مقبول ہے

توبہ قبول ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(۱) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جیسا کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ جس نے آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔
(صحیح مسلم، حصہ چہارم، ص:۲۰۷۶)

حضرتِ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا توبہ قبول ہونے کی حد ہے اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو توبہ قبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور

جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

(۲) غرغرۂ موت اور وقتِ نزع سے پہلے توبہ کرے کیوں کہ وقت نزع میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم، حصہ ہفدہم، ص:۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ویسے تو بہت ساری عورتیں توبہ کرتی رہتی ہیں بلکہ آج کل گال پر دو تھپڑ لگا لینے کو ہی توبہ سمجھا جاتا ہے اور توبہ کے حقیقی مفہوم سے بہت کم عورتیں آشنا ہوتی ہیں، رب قدیر جل وعلا نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! ایسی توبہ کرو جس سے تمہیں آگے نصیحت حاصل ہو جائے۔ اس آیت نے ہم پر توبہ کے حقیقی مفہوم کو واضح کر دیا کہ حقیقی توبہ وہ ہے جس کے بعد بندی اس گناہ کے تصور سے بھی کانپ جائے جس کا ارتکاب کر چکی ہے مگر آج ہماری ماں اور بہنوں کا حال یہ ہے کہ گناہ پہ گناہ کیے جا رہی ہیں مگر کبھی اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آتا اور اگر کوئی توبہ کرتی بھی ہے تو محض چند دنوں تک اپنے توبہ پر قائم رہ پاتی ہے اور پھر وہی رفتارِ بے ڈھنگی اختیار کر بیٹھتی ہے۔ (الا ماشاء اللہ) اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت کو سمجھو اور سچی توبہ کرو ورنہ چند لمحوں کی لذت اور مزہ آخرت کو برباد کر دے گا۔

تائب پر رحمت

ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ ترجمہ: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (سورۂ نسا، آیت:۱۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے از خود

مسلمانوں کی توبہ قبول کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اگر چہ اس پر کوئی چیز کسی مسلمان کی طرف سے واجب نہیں یہ ان عورتوں پر اللہ عزوجل کا خاص کرم ہے جو برا عمل کر بیٹھتی ہیں خواہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، اگر گناہ کرنے والی جہالت کی وجہ سے گناہ کی مرتکب ہوتی ہے پھر موت یا سکرات کے طاری ہونے سے پہلے جلدی سے توبہ کر لیتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی عورت پر اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرکے اس پر کرم کی بارش نازل فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ ترجمہ: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۂ نساء، آیت:۱۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیتِ کریمہ سے ان گنہگار عورتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو گناہ کر کے بے باکی سے زندگی گزارتی ہیں اور توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتی، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ موت کے آثار نمودار ہونے سے پہلے توبہ کرلیں ورنہ نزع کے عالم میں ہزار مرتبہ بھی کہیں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتی ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ توبہ اضطراری ہے اختیاری نہیں، لہٰذا گناہوں پہ مصر رہنے کی بجائے توبہ میں عجلت کریں، ہمارا مولا کریم ہے وہ ضرور توبہ قبول فرمائے گا۔

سابقہ امتوں کے توبہ کی نوعیت

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ

خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۵۳)

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کے قتل کا حکم فرمایا تو وہ جنگل میں نہایت ہی عاجزی وانکساری کے ساتھ بیٹھ گئے اور انہیں کہا کہ جو بھی اپنے قاتل کی طرف ہاتھ بڑھائے گا یا اسے دیکھے گا یا اپنے ہاتھ یا پاؤں سے اسے ہٹانا چاہے گا وہ ملعون اور مردود التوبہ ہوگا۔ پھر وہ اپنی گردنوں کو اوپر اٹھاتے تاکہ آسانی سے مارنے والے گردن اڑائیں لیکن مارنے والے کے سامنے کسی کا بیٹا ہوتا، کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا دوست تو مارنے سے ہاتھ رک جاتے اور موسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں نے عرض کیا! اب کیا کیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے سیاہ بادل بھیجا تاکہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں چنانچہ شام تک اسی طرح قتل کرتے رہے، جب کشت وخون بہ کثرت ہوئی تو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے رب سے دعا مانگی اور گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کرنے لگے! یا اللہ! بنی اسرائیل بہت مارے گئے اب انہیں کچھ تو باقی رکھ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بادل ہٹالیا اور توبہ قبول فرمائی اور قتل کرنے سے انہیں روک دیا گیا، اس وقت ستّر ہزار افراد قتل ہوچکے تھے جو مر گئے ان کو شہید کا درجہ ملا اور جو بچ گئے ان کے گناہ معاف کر دیے گئے اور وحی بھیجی کہ قاتل ومقتول دونوں بہشت میں داخل کیے جائیں گے۔

☆ اپنی جانوں کو قتل کرنا یہ ایک نہایت ہی سخت امر ہے انہیں اس پر عمل کرنا لازم تھا اسے اِغلال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

☆ جس عضو سے خطا ہو جاتی اسے کاٹنا ضروری تھا۔

☆ جو گناہ ان سے رات کے وقت سرزد ہوتا تو صبح کے وقت ان کے دروازوں پر لکھ دیا جاتا تھا۔

(تفسیر خزائن العرفان، ذیل آیت مذکورہ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل واحسان ہے کہ اس نے حضور نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے یہ تمام امور وقیود ہم سے اٹھا لیے، توبہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو خداوند قدوس نے صرف امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ورنہ اگلی امتیں اس طرح کی توبہ سے محروم تھیں۔

حضرت کعب بن مالک کی توبہ

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے جہاد میں شامل نہ ہونے کی بنا پر نہ کوئی بہانہ بنایا اور نہ اپنے آپ کو ستون سے باندھا بلکہ جو اصل واقعہ تھا صاف صاف بیان کر دیا، ان کے بارے میں حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کرو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس جماعت سے قطع تعلق فرما لیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ آخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. یعنی اور کچھ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (پ ۱۱، آیت ۱۰۵)

ان لوگوں میں حضرت کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مُرارہ بن ربیع شامل تھے، یہ سب انصاری تھے، حضرت کعب بن مالک بے فکر تھے کہ ہر طرح کا سامان موجود ہے، جلد ہی جہاد میں شامل ہو جاؤں گا، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو گئے، آپ نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب بن مالک کو کیا ہوا؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ اس کی عیش پسندی اور غرور نے اسے نکلنے نہیں دیا، دوسرے

شخص نے جواب دیا، تو نے بہت بری بات کہی، خدا کی قسم! ہم نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسبِ معمول آپ نے پہلے مسجد آ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھے، اس مجلس میں منافقین نے آ آ کر اپنا اپنا عذر لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنا شروع کیے، یہ اسّی سے زائد افراد تھے، حضور نے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں اور ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا ''خدا تمھیں معاف فرمائے''۔

حضرت کعب کہتے ہیں کہ پھر میری باری آئی، میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا، آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، تشریف لائیے، آپ کو کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے عرض کیا، خدا کی قسم! اگر میں اہلِ دنیا میں سے کسی اور کے پاس ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کر لیتا، کیوں کہ مجھے قوتِ مباحثہ دی گئی ہے، مگر میں آپ کے متعلق یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے آپ کو راضی کرنے کی کوشش کی تو اللہ آپ کو باخبر کر دے گا لہٰذا سچ کہتا ہوں، چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں، میں جانے پر پوری طرح قادر تھا، اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص ہے جس نے سچ بات کہی، اچھا اُٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملے میں کوئی حکم نازل فرمائے میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا، یہاں سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے خوب ملامت کی کہ تو نے کیوں نہ کوئی عذر پیش کر دیا؟ یہ باتیں سن کر میرا دل آمادہ ہونے لگا کہ واپس جا کر کوئی بات بنا دوں مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں (مرارہ بن

ربیع اور ہلال بن امیہ نے بھی وہی سچی بات کہی ہے جو میں نے کہی تھی) تو مجھے تسکین ہوگئی اور میں اپنی سچائی پر جمارہا۔

اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حکم دے دیا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے، وہ دونوں تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں نکلتا تھا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، بازاروں میں چلتا پھرتا تھا، کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے، میں یہاں اجنبی ہوں اور اس بستی میں میرا کوئی بھی واقفِ کار نہیں ہے، مسجد میں نماز کے لیے جاتا تو حسبِ معمول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا کہ جواب کے لیے آپ کے ہونٹ جنبش کریں، نماز میں نظریں چرا کر حضور کو دیکھتا تھا کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔

ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابوقتادہ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا، مگر اُس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا، میں نے کہا، ابوقتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا؟ وہ خاموش رہے، میں نے پھر پوچھا، وہ پھر خاموش رہے، تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا، انہی دنوں ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے نبطیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے شاہِ غسان کا خط مجھے دیا، میں نے کھول کر پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ ’’ہم نے سنا ہے کہ تمھارے صاحب نے تم پر ظلم وستم کیا ہے، تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے، ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمھاری قدر کریں گے‘ میں نے کہا: یہ اور ایک

مصیبت ہے اور اسی وقت اس خط کو چولھے میں جھونک دیا۔

چالیس دن اس حالت پر گزر گئے تھے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک آدمی حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے علیٰحدہ ہو جاؤ، میں نے پوچھا، کیا طلاق دے دوں؟ جواب ملا، نہیں بس الگ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملے کا فیصلہ کر دے۔

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ اچانک کسی شخص نے پکار کر کہا: مبارک ہو کعب بن مالک! یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے پھر تو فوج درفوج لوگ بھاگے آرہے تھے اور ہر ایک مجھے مبارکباد دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہو چکی ہے۔

میں اٹھا اور سیدھے مسجد نبوی کی طرف چل پڑا میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے میں نے سلام کیا تو فرمایا: تجھے مبارک ہو یہ دن جو تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے۔ میں نے کہا یہ معافی حضور کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا: خدا کی طرف سے اور یہ آیات پڑھیں۔

’’وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ‘‘ ۝ ترجمہ: اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی اور اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اس کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی تا کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۱۸)

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم!

میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔فرمایا: کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا باقی سارا مال صدقہ کر دیا۔پھر میں نے خدا کی بارگاہ میں عہد کیا کہ جس راست بازی وسچائی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کیا ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا چنانچہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلافِ واقعہ نہیں کی اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے اس سے بچائے گا۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۳-۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ توبہ بھی اللہ کی ایک عظیم نوازش ہے اور اگر ہم توبہ کرتی ہیں تو یقین جانیں کہ مولیٰ نے ہم پر بڑا کرم واحسان کیا ہے لیکن افسوس صد افسوس ہے ان عورتوں پر جو دن رات خدا کی نافرمانیاں کرتی رہتی ہیں اور کبھی اللہ کی رضا کا کوئی کام نہیں کرتیں خدانخواستہ اگر ان کی اسی حالت پر موت آجائے تو پھر بتاؤ کہ اس رب قدیر کے قہر وعذاب سے انہیں کون بچا سکتا ہے۔لہٰذا خدائے کریم نے اگر توفیقِ توبہ عنایت کی ہے تو فوراً توبہ کرلیں۔اللہ ہم سب کو گناہوں کی زندگی سے بچائے اور نیکیوں میں سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابو لبابہ کی توبہ

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَآخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلاً صٰلِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔اور کچھ اور ہیں جو گناہوں کے قریب ہوئے اور ملا ایک کام اچھا اور دوسرا برا، قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(پارہ:۱۱، آیت:۱۰۱)

تاریخ اسلام میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کیوں کہ مسجد نبوی میں ایک ستون انہی کے واقعۂ توبہ کی نسبت سے ستونِ توبہ کے نام سے مشہور و

معروف ہوا۔

حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر ان لوگوں میں سے تھے جو بیعتِ عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے، پھر جنگ بدر اور جنگ اُحد اور دوسرے غزوات میں برابر کے شریک رہے لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر بغیر کسی عذر شرعی کے غزوہ میں شامل نہ ہوئے، جب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو انہیں پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا حکم معلوم ہوا تو اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی مسجد نبوی میں اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کی خطا کو اللہ سے معاف کروا کے اپنے مقدس ہاتھوں سے نہ کھولیں گے اس وقت تک بندھے رہیں گے۔اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے حکم نہ فرمائے میں ان کا عذر قبول نہ کروں گا اور نہ ہی ان کو کھولوں گا۔چنانچہ بارہ دنوں بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں کھولا گیا۔اس موقع پر مذکورہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔اس آیت کے نازل ہونے میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی طرف اشارہ تھا تو اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا، معافی کا پروانہ ملنے پر انہوں نے اپنے گھر کا وہ مال ومتاع جس نے انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے روکا تھا، اللہ کی راہ میں دے دیا۔

(یا یہا الذین اٰمنوا، جلد دوم، ص:۷۸)

مومن کی نو صفات

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ توبہ والے، عبادت

والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

(سورۂ توبہ، آیت:۱۱۱)

اس آیتِ کریمہ میں خداوندِ قدوس نے جن لوگوں کو عظیم بشارت سے سرفراز فرمایا ہے وہ بارگاہِ خداوندی کے مقبول ترین بندے ہیں مگر ان تمام صفات میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر کیا جارہا ہے جس سے توبہ کی عظمت وشان کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہاں توبہ کے قبول ہونے کی چار علامات ملاحظہ کریں۔

☆ اول یہ کہ جب وہ توبہ کرلے تو وہ فاسق عورتوں سے کٹ کر صالحہ عورتوں کے ساتھ لگ جائے اور نیک مجلسوں میں دلچسپی سے شریک ہوتی رہے۔

☆ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ ہر نیک کام میں عملی طور پر شامل ہوتی ہو اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ تمام طاعات الٰہی میں لگ جائے۔

☆ تیسری علامت توبہ کے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو اپنے ذمۂ کرم پر واجب فرمایا ہے ان کی اسے ذرہ بھر بھی فکر نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کو رزق دینا میرے ذمۂ کرم پر ہے پھر اس کے لیے فکر کیوں کرے بلکہ ان تمام اسباب سے بے فکر ہو کر کے وہ مشغولِ عبادت ہو جائے۔

☆ چوتھی علامت یہ ہے کہ توبہ کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اس لیے کہ جو اللہ کی یاد میں لگ جائے اسے اللہ کے سوا کسی اور شئی سے خوشی حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت یادِ الٰہی میں مغموم ومحزون رہتے تھے۔

جب توبہ کرنے والی میں مذکورہ چار علامتیں پائی جائیں تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ربِ قدیر نے اپنے کرم سے اس عورت کی توبہ کو قبول فرمالیا ہے۔ لہٰذا عام عورتوں پر بھی یہ لازم

ہے کہ اس پر بدگمانی کی بجائے اس کے ساتھ محبت کریں اور اس کی ثابت قدمی کے لیے پروردگارِ عالم سے دعا بھی کریں اسے سابقہ گناہوں کو یاد دلا کر شرمندہ نہ کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندیوں کو پسند کرتا ہے اور انہیں اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔

توبہ نہ کرنا منافق کی علامت

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ ترجمہ: کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں۔ (سورۂ توبہ، آیت:۱۲۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ آیتِ کریمہ میں بھی توبہ کا لفظ ہے اور ان منافقین کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ جن پر ہر سال کوئی نہ کوئی مصیبت نازل ہو جاتی اور انہیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا، بلائیں مکمل گھیر لیتیں اس کے باوجود وہ نہ توبہ کرتے اور نہ ہی اس سے کچھ نصیحت حاصل کرتے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جو بھی مصیبت و پریشانی آتی ہے یا تنگ دستی گھیر لیتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ان مصیبتوں کو دیکھ کر کے نصیحت حاصل کرلو، جب دنیا کی معمولی تکلیف تمہیں اس قدر گزند پہنچاتی ہے تو پھر آخرت کی سزاؤں کا تم کیسے مقابلہ کرسکتی ہو؟ لہٰذا تم توبہ کرلو اس لیے کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اس رب کریم کی رحمت کس قدر وسیع ہے کہ فرمایا: اگر بندی دن میں سو مرتبہ بھی گناہ کرے اور ہر مرتبہ توبہ کرے تو مولیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا جائے گا مگر اتنی سہولت ہونے کے باوجود جو توبہ نہیں کرتیں اور گناہوں سے اپنے دامن داغدار کرتی رہتی ہیں پھر وہ کتنی بدترین بندی ہوئیں۔ اللہ عزوجل ہم کو ایسی بری بندیوں سے کوسوں دور رکھے اور دنیا کی تکالیف سے ہمیں سبق حاصل کرنے اور آخرت کے لیے سامان تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ فلاح کا ضامن

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ (ترجمہ) اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ نور، آیت:۳۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج کے اس دور میں کون ایسی عورت ہوگی جو کامیابی کے بلند مقام پر نہیں پہنچنا چاہتی ہو ہر کوئی ظفر مندی اور ارجمندی کی طلب گار ہے مگر یہ سب کیسے حاصل ہوسکتا ہے جب کہ ہمارا دامن گناہوں سے بالکل آلودہ ہے لہٰذا ہمیں سب سے پہلے اپنے گناہوں سے تائب ہونا پڑے گا پھر دیکھو خداوند قدوس ہمیں کیسے انعام واکرام سے نوازتا ہے۔

تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ ایک انسان گناہوں میں ملوث اپنی زندگی کے ایام گزارتا رہتا ہے مگر جب پوری دنیا اس کے سیاہ کرتوت کی بنا پر اسے کنارہ کش کردیتی ہے پھر اب اسے احساس ہونے لگتا ہے اور جب خدا کی بارگاہ میں آنسو کے دھارے بہانا شروع کردیتا ہے تو مولا کی رحمت کس طرح بڑھ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے قطرات جو گرے تھے عرقِ انفعال کے

اس کے ندامت کے آنسوؤں کی رب قدیر کی بارگاہ میں موتیوں سے زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے اسی لیے مولیٰ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بار ہا توبہ کی تلقین فرما رہا ہے کہ باز آجاؤ تمام گناہوں سے قبل اس کے کہ میرا عذاب آجائے پھر جب عذاب آجائے گا تو تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا ہے۔

گناہ نیکیوں میں تبدیل

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ

عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَّ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا o

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ فرقان، آیت:۷۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنا کریم ہے میرا مولا کہ بندی اس کی نافرمانی کرتی ہے پھر اگر اس کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آنسوؤں کے چند قطرات نذر کرکے اپنے کیے پر شرمندگی کا اظہار کرتی ہے تو وہ کریم نہ یہ کہ بخش دیتا ہے بلکہ نامۂ اعمال کو نیکیوں کے ذریعہ منور اور تاباں کردیتا ہے۔

آج دنیا کی عدالت اور کچہری کا آپ جائزہ لیں جہاں پر ایک مجرم عورت کو پیش کیا جاتا ہے پھر اس کا جرم ثابت ہوجائے اب اگر وہ منصف سے رو رو کر معافی مانگنا شروع کردے، آنسو بہائے اور کہے کہ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی تو دنیا اسے بے وقوف کہے گی کہ جرم سے پہلے ہی تمہیں انجام سمجھ لینا چاہیے تھا، اب تو کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر اسے اس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مگر قربان جاؤ خداوندِ قدوس کے کرم پر کہ ایک مجرم عورت اگرچہ ہزاروں جرم کیوں نہ کی ہو اگر سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرلے تو اس کے سارے گناہ دھل دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری ماں اور بہنوں کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی طاعت میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گناہ ہم سے ہوگئے ہیں انہیں معاف فرمائے اور ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فضائل توبہ احادیث اور واقعات کی روشنی میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور

جہاں وہ ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور بخدا اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گم شدہ سواری مل جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بقدر ایک بالشت میرا قرب حاصل کرتا ہے میں بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو بقدر ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں بقدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

(مسلم شریف حصہ چہارم، ص:۲۰۶۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک شخص کے توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو اس کی گم شدہ سواری مل جائے۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۱۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کوئی چیز گم ہو جائے تو ایک عورت کو کتنی تکلیف ہوتی ہے وہ بے چین و بے قرار ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح جب کوئی اللہ عز وجل کی بندی اس کے فرمان کے خلاف عمل کر کے شیطان سے قریب ہو جاتی ہے تو اللہ عز وجل ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب احساس ندامت ہوتا ہے اور وہ توبہ کرتی ہے تو اللہ عز وجل کو خوشی حاصل ہوتی ہے لہٰذا آؤ سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کریں۔ اللہ عز وجل ہم سب کو سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرتِ حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے، میں ان کی عیادت کے لیے گیا، انہوں نے مجھ کو دو حدیثیں بیان کیں، ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ہلاکت خیز سنسان جنگل میں اپنی سواری پر جائے جس پر اس کے

کھانے پینے کی چیزیں ہوں وہ سو جائے اور جب وہ بیدار ہو تو سواری کہیں جا چکی ہو وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے حتیٰ کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پر میں پہلے تھا میں وہاں سو جاؤں گا۔ حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔ وہ کلائی پر اپنا سر رکھ کر لیٹ جاتا ہے تا کہ مر جائے پھر وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کے پاس اس کی سواری ہوتی ہے اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے اور پینے کی چیزیں رکھی ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کو بندہ مومن کے توبہ کرنے پر اس شخص کی سواری اور زاد راہ (کے ملنے) سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۱۰۳)

صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ لَا اَنْ تُذْنِبُوْا لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقاً يُذْنِبُوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ ۔ اگر مغفرت کرنے کے لیے تمہارے گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جس کے گناہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۱۰۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (ترجمہ) بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ (سورۂ زمر، آیت:۵۳)

یہی وہ آیۂ مبارکہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حد پسند فرمایا اور اس کے متعلق ارشاد فرمایا: مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ ۔ اس آیۂ مبارکہ کے عوض مجھے دنیا اور ما فیہا کی دولت بھی دے دی جائے تب بھی میں اس سودے کو پسند نہ کروں گا۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مشرک حاضر ہوئے جنہوں نے سابقہ

زندگی میں بکثرت قتل کیے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا یہ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ
جو فرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ ہمیں بہت پسند ہے۔ لیکن ہم تو اتنے گناہ کر
چکے ہیں جن کی بخشش کی ہمیں کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ان گناہوں
کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے؟ یعنی ہمارے گناہ معاف ہونے کی صورت ہو تب تو ہم اسلام قبول
کریں اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہمیں ایسے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے جہنم میں
جانا پڑے تو اپنے آباو اجداد کا دین چھوڑنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے پس آیۂ مبارکہ نازل
ہوئی اور قیامت تک کے لیے گناہوں میں ملوث اور اپنی جانوں پر ظلم وستم کرنے والوں کو
مژدۂ بخشش سنا دیا گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غور فرمائیں کہ جب مشرکین کے لیے اسلام قبول کر
لینے کے بعد مژدۂ مغفرت ہے تو ہم جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چاہنے والی ہیں اس
خوشخبری کی زیادہ حقدار ہیں۔ پس گناہ کتنے ہی ہوں مایوس نہ ہونا چاہیے کہ رحمت الٰہی سے
مایوسی بھی کفر ہے اور مایوسی اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔ دیکھیں حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا سراغ لگانے کی ہدایت کرتے
ہوئے یہی بتایا تھا کہ ''لَا تَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ'' مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔ ''اِنَّهٗ
لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ'' رحمت الٰہی سے مایوس صرف کافر ہی ہوا
کرتے ہیں۔

اور جان لیں کہ اہل ایمان عورتوں کا کام صرف توبہ کرتی رہنا ہیں۔ اور جو توبہ کرتی
ہیں ان کے لیے آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مژدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ گناہ سے توبہ کر لینے
والا ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ (ابنِ ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۱۹)

اسی لیے تو شرعی حکم ہے کہ جو اپنے گناہوں سے علی الاعلان توبہ کر چکا اب اسے گناہ
کا طعنہ دینا جائز نہیں یعنی شرابی یا چور کو توبہ کے بعد شرابی یا چور کہنا جائز نہیں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ آیتِ کریمہ اور شانِ نزول پڑھ اور سن کر آپ
نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ رب قدیر اپنے بندیوں کے گناہوں کو ان کی توبہ کرنے کی وجہ سے کس
طرح معاف فرماتا ہے اور بخشش کی چادر اس پر ڈالتا ہے۔ لہٰذا آئیں سچے دل سے توبہ کر لیں
اور آئندہ گناہ سے بچنے کی نیت کر لیں۔

دل پر سیاہ نقطہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَ نَزَعَ
اسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُهٗ فَاِنْ زَادَ زَادَتْ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ
''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ'' (ترجمہ) مومن جب گناہ کرتا ہے تو
اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف
کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کرتا ہی رہتا ہے تو وہ نکتہ بڑھتا رہتا ہے فرمایا پس یہی ہے وہ
ژنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا ژنگ لگ گیا ہے۔

(ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۱۸)

جیسے ژنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اور اس کی ساری سختی وقوت کو ختم کر دیتا ہے
ایسے ہی گناہ مومن کے دل کی قوت وطاقت کا خاتمہ کر دیتا ہے اور وہ بے حس، بے غیرت اور
ذلیل وخوار ہو کر زندگی کے دن گزارتا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے لیکن بات وہی ہے کہ اگر اس حال
میں بھی بندی مایوس و ناامید نہ ہو اور اسے توفیقِ توبہ نصیب ہو جائے تو وہ بڑی ہی مقدر والی
ہے کہ رب بڑا ہی مہربان ہے۔ اس کے لیے گناہوں کی سیاہی دور کر دینا اور نیکیوں کے نور

سے دلوں کو منور و روشن کر دینا ہرگز دشوار نہیں۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! عورت دل کی تسکین ہی کے لیے سارے کام کرتی ہے جب کہ دل کا سکون گناہوں سے غارت ہو جاتا ہے اس لیے کہ جب بندی گناہ کرتی ہے تو دل پر سیاہ نکتہ کر دیا جاتا ہے اب اس سیاہ نکتہ کا علاج دنیا کا کوئی ماہر طبیب بھی نہیں کر سکتا بلکہ اس کا علاج صرف توبہ میں موجود ہے کہ بندی جب مغفرت کی طالب ہوتی ہے اور توبہ کرتی ہے تو اللہ عزوجل اس کے اس سیاہ نکتے کو مٹا کر روشنی میں تبدیل فرما دیتا ہے بلکہ سچی توبہ کی وجہ سے اللہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے دربار میں ایک شخص کو پیش کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو تو اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے اور کبیرہ گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ اور وہ اقرار کرتا ہی رہے گا اور کسی گناہ کا انکار نہ کرے گا جب کہ وہ اپنے بڑے گناہوں سے خوفزدہ ہوگا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اس کی ہر برائی کے بدلے نیکی کا اجر دے دو۔ تو وہ کہے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ (تاکہ مجھے ان کے بدلے میں بھی نیکیاں ملیں) راوی نے بتایا کہ اس ارشاد کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ (مسند بزار، حصہ نہم، ص: ۳۹۷)

تمام گناہ معاف

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہگار جو گناہ کرتا ہے اسی گناہ کی وجہ سے جنت حاصل کر لیتا ہے۔ عرض کیا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیسے؟ فرمایا: جب اسی گناہ پر نادم ہو کر تائب ہوتا ہے تو اسے نہ صرف معاف فرما دیا جاتا ہے۔ بلکہ

اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جانے کا حکم فرما دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس عربی، حصہ دوم، ص: ۴۵)

فرمانِ نبوی ہے: اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت رات کے گنہ گاروں کے لیے صبح تک اور دن کے گنہ گاروں کے لیے رات تک دراز رہتا ہے۔ اس وقت تک کہ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا) (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۱۱۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کس کس طرح سے اپنی بندیوں کو توبہ کی طرف آمادہ کرتا ہے اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح بندی گناہوں سے پاک ہو جائے اس لیے ضرور بالضرور توبہ کے دروازے کو دستک دیں اور قبل از موت توبہ کر کے گناہوں سے معافی حاصل کر لیں تاکہ محشر کی رسوائی سے بچ جائیں۔

آسمان کے برابر گناہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اگر تم نے آسمان کے برابر گناہ کر لیے اور پھر شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص: ۱۴۱۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! کثرتِ گناہ کے باوجود اگر بندی سچے دل سے توبہ کر لے تو پروردگار جل جلالہ اپنے کرم سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس کی رحمت کی کوئی حد نہیں، بس بندی نے خواہ کتنے بڑے بڑے گناہ کیے ہوں اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت "اِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا" اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا پھر توبہ کر لیتا، پھر گناہ کرتا اور پھر توبہ کر لیتا تھا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص: ۳۰۶)

ایک حبشی کی توبہ

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشی حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں خطائیں کرتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ وہ کچھ دور جا کر واپس لوٹ آیا اور دریافت کیا کہ جب میں گناہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ حبشی نے اتنا سنتے ہی ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کرگئی۔ (احیاء علوم الدین، حصہ چہارم، ص:۱۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارا خالق و مالک ہمارے ظاہر و باطن، افعال واقوال، دل کے رازوں کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ خیال دلوں میں راسخ ہو جائے تو ہم بے شمار گناہوں سے بچ جائیں گی، اے کاش! ہم گنہ گار عورتوں کو بھی ایسی توبہ کی توفیق مل جائے۔

ابلیس کو مہلت

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا: مجھے تیری عزت وجلال کی قسم جب تک انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہے گا میں اسے گناہوں پر اکساتا رہوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سبحان اللہ! کتنا کرم ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ اپنی بندیوں کو ذلیل و رسوا ہوتے نہیں دیکھ سکتا اسی لیے شیطان کو اس نے فرمایا کہ زندگی کی آخری سانس تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا یعنی بندے کی توبہ کو قبول فرماتا رہوں گا تاکہ قیامت کے دن شیطان کو ذلت اور بندے کو عزت نصیب ہو۔

چار ہزار سال پہلے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل عرش کے چاروں طرف لکھ دیا گیا تھا کہ "اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صٰلِحاً ثُمَّ اهْتَدیٰ" جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۲)

توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا میں گناہ کر کے انتہائی شرمندہ ہوں کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا جب دوبارہ اس شخص کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کھولے بھی جاتے ہیں اور بند بھی کیے جاتے ہیں سوائے باب التوبہ کے وہ کبھی بند نہیں ہوتا عمل کرتا رہ اور رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کے اعضائے جسمانی اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے وہ گناہ کیا ہے اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۱،۱۴۲)

ایک نوجوان کی عبرت آموز توبہ

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا اے عمر کیوں روتے ہو؟ عرض کی حضور دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ وزاری نے میرا جگر ہلا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے اندر لاؤ۔ جب جوان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے

پوچھا اے جوان! تم کس لیے رو رہے ہو؟ عرض کیا حضور! میں اپنے گناہوں کی کثرت اور رب ذوالجلال کی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فرمایا کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا! نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جوان بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الٰہی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا رب ذوالجلال؟ عرض کی رب ذوالجلال بہت عظیم ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جرمِ عظیم کو ربِّ عظیم ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر تم مجھے اپنا گناہ تو بتاؤ۔ عرض کی حضور مجھے آپ کے سامنے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے کہا کوئی بات نہیں تم بتاؤ۔ عرض کی حضور میں سات سال سے کفن چوری کر رہا ہوں انصار کی ایک لڑکی فوت ہوگئی میں اس کا کفن چرانے جا پہنچا میں نے قبر کھود کر کفن لے لیا اور چل پڑا کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھ پر شیطان غالب آ گیا اور میں الٹے قدم واپس پہنچا اور لڑکی سے بدکاری کی، میں گناہ کر کے چند ہی قدم چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی: اے جوان خدا تجھے غارت کرے تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے۔ تو نے مجھے مُردوں کی جماعت میں برہنہ کر دیا اور دربار خداوندی میں ناپاک کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا: دور ہو جا اے بدبخت تو نارِ جہنم کا مستحق ہے۔

جوان وہاں سے روتا ہوا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا جب اسے اسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے محمد و ابراہیم (علیہما السلام) کے رب! اگر تو نے میرے گناہ کو بخش دیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ

کے صحابہ کو مطلع فرما و گرنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور جہنم کے عذاب سے بچا لے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی نے رزق دیا ہے۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جوان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان کو بلا کر اسے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۳،۱۴۴)

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کی توبہ

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک جوان شخص نے بیس سال متواتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کیے۔ ایک مرتبہ آئینہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بوڑھاپے کے آثار نظر آئے وہ بہت غمگین ہوا اور بارگاہ رب العزت میں گزارش کی اے رب ذوالجلال! میں نے بیس سال تیری عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کیے اب اگر میں تیری طرف لوٹ آؤں تو مجھے قبول کرے گا؟ اس نے ہاتف غیبی کی آواز سنی: تو نے ہم سے محبت کی تو ہم نے تجھے محبوب بنایا۔ تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ تو نے گناہ کیے ہم نے مہلت دے دی اب اگر تو ہماری بارگاہ میں لوٹے گا تو ہم تجھے شرف قبولیت بخشیں گے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ چہارم، ص: ۱۵)

سو آدمیوں کا قاتل

رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کا قتل کیا آخر وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کی غرض سے نکلا اور ایک زاہد و عابد کے پاس حاضر ہوا اپنا واقعہ بتا کر توبہ کی قبولیت کا راستہ پوچھا، تو اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی اس نے اس عابد کو بھی قتل کر دیا اور پھر کسی اللہ والے کی تلاش شروع کر دی

چنانچہ ایک شخص نے اسے کہا کہ تو فلاں گاؤں چلا جا، وہاں ایک بزرگ عالم ہیں جو تجھ میں توبہ کا طریقہ بتائیں گے، وہ شخص اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا، جب آدھی مسافت طے کرلی تو اس کی موت آگئی اور اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا۔

اس وقت رحمت اور موت کے فرشتے اس کے پاس جمع ہوگئے، عذاب کے فرشتوں نے اسے قاتل اور مجرم ٹھہرایا لیکن رحمت کے فرشتوں نے اسے تائب بتایا کیوں کہ وہ توبہ کے لیے اس گاؤں کی طرف جارہا تھا چنانچہ اس کی بستی اور جس بستی کو جارہا تھا دونوں کا فاصلہ ناپنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی اللہ نے اس عالم کی بستی کو قریب ہونے کا حکم دیا چنانچہ وہ اس بستی کے بالشت بھر قریب نکلا اس طرح اللہ عزوجل نے اس کی بخشش کے سامان پیدا کردیے اور اس کی روح کو رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۱۷۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بے شک اللہ سے بخشش طلب کی جائے تو وہ اپنی گنہ گار بندیوں کو معاف فرما دیتا ہے، خواہ اس کے گناہ زمین وآسمان کے درمیان کی فضا کے برابر ہی کیوں نہ ہو، اللہ رب العزت کو اپنی بندیوں کو بخشنے میں کوئی عار نہیں اور وہ بخشنے پر آجائے تو خطاؤں کے سمندر بھرے ہوں تو بخش دیتا ہے اور تائبہ کو پاک کردیتا ہے، بشرطیکہ توبہ سچے دل سے کی جائے۔

حضرت فضیل بن عیاض کی توبہ

حضرت فضیل بن عیاض بڑے زبردست اور یگانۂ روزگار ولی گزرے ہیں، ابتدا میں ڈاکہ زنی کرتے تھے، اللہ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی توبہ کرتے ہی چودہ طبق روشن ہوگئے، آپ کا حال یہ تھا کہ ایک گھنے جنگل میں لوگوں کی نگاہوں سے دور خیمہ زن رہتے، اُون کی ٹوپی اور ٹاٹ کے کپڑے پہنتے، گلے میں تسبیح ہوتی اور نماز کے اتنے پابند کہ کبھی بلا جماعت نماز نہ پڑھتے اور ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اسے اپنے سے علیحدہ

کردیتے، جتنے خدام تھے وہ بھی نمازی تھے۔

آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک روز ایک بڑا قافلہ اُدھر سے گزرا، ڈاکو اس پر حملہ آور ہوئے۔ ایک شخص قافلہ سے الگ ہو کر اپنی نقدی کسی محفوظ جگہ جنگل میں دفن کرنے نکل گیا، اُس نے دیکھا کہ خیمہ میں ایک شخص تسبیح و مصلیٰ سمیت بیٹھا ہے تو اس نے اسے بزرگ سمجھ کر روپیہ اس کے سپرد کر کے قافلے میں آگیا قافلہ کے لٹ جانے کے بعد جب وہ خیمہ کی طرف روپیہ لینے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکو وہاں بیٹھے لوٹ کا مال تقسیم کررہے ہیں۔

وہ شخص بہت پریشان ہوا کہ میں نے اپنی نقدی اپنے ہاتھوں ڈاکوؤں کے حوالے کردی، وہ خوف سے پیچھے پھر گیا، حضرت فضیل نے دیکھ کر آواز دی، وہ شخص ڈرتا ڈرتا گیا پوچھا کیوں آیا ہے؟ آہستہ سے رک رک کر کہا: اپنی امانت لینے آیا تھا آپ نے اس کی امانت اس کے سپرد کردی۔ ڈاکوؤں کے استفسار پر آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس نے میرے متعلق نیک گمان کیا تھا اور میں بھی اللہ پر نیک گمان کرتا ہوں میں نے اس کا گمان سچ کردیا تاکہ اللہ میرے گمان کو سچ کردے۔

اس کے بعد دوسرا قافلہ گزرا اور وہ بھی لوٹ لیا گیا قافلہ ہی کے ایک شخص نے پوچھا تمھارا سردار کہاں ہے؟ جواب ملا کہ دریا کے کنارے نماز پڑھ رہا ہے۔ کہا نماز کا وقت تو نہیں ہے۔ بولا نفلی نماز پڑھ رہا ہے۔ پوچھا وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شامل نہیں؟ جواب ملا روزے سے ہے۔ کہا ماہ رمضان تو نہیں ہے کہا نفلی روزہ رکھے ہوئے ہے۔ یہ شخص متعجب ہوکر آپ کے پاس آیا اور پوچھا نماز اور روزہ کی یہ دھوم دھام اور اس پر چوری اور ڈاکہ زنی؟ فرمایا: کیا تو نے قرآن کی وہ آیت نہیں پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے ”جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور نیک و برے دونوں قسم کے اعمال کیے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ انہیں بخش دے۔

ایک دفعہ شب کے وقت ایک قافلہ اُدھر سے گزرا ایک شخص اونٹ پر بیٹھا ہوا قرآن

شریف کی تلاوت کررہا تھا دورانِ تلاوت یہ آیت آپ کے کانوں سے ٹکرائی "اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ" یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے خوف سے لرزنے لگیں۔

ایک برق تھی جو کوند گئی، ایک تیر تھا جو قلب وجگر میں پیوست ہو گیا، ایک چنگاری تھی جس نے آگ لگادی۔ آگیا آگیا کہتے ہوئے بے تابانہ نکل کھڑے ہوئے۔ زاروقطار روتے تھے اور جنگل میں اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔ گزشتہ تمام گناہوں سے توبہ کی اور جس جس کا مال لوٹا تھا اور اسے آپ جانتے تھے فرداً فرداً آپ اس کے پاس پہنچتے اور قصور معاف کرواتے انہی میں ایک شقی القلب یہودی بھی تھا وہ کسی طرح معاف کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا پہلے اس نے ریت کے ایک بڑے ٹیلے کو اٹھا کر پھینک دینے کی شرط لگائی جو ایک ہوائے غیبی سے راتوں رات فنا ہو گیا پھر بولا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک تو میرا مال نہ دے گا معاف نہ کروں گا میرے سرہانے روپیوں کی تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ زمین سے نکال کر مجھے دے دے۔ آپ نے اسی وقت اسے نکال کر دے دی۔ یہودی یہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا اور بولا میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ رکھ دے تو مٹی سونا ہو جاتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیا،ص:۶۷-۶۹، ناشر: رضوی کتاب گھر، دہلی)

حضرت حبیب عجمی کی توبہ

حضرت حبیب عجمی کا شمار بڑے بڑے اولیا میں ہوتا ہے ابتدا میں نہایت بدنام اور سخت دل تھے، اللہ نے بہت کچھ دے رکھا تھا مگر جتنی دولت بڑھتی جاتی تھی بخل وقساوت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، سُود پر روپیہ دیتے تھے اور بڑی قساوت وسختی سے وصول کرتے تھے۔ ہر روز صبح اٹھتے اور قرض داروں کے پاس تقاضے اور سود کی وصولی کے لیے پہنچ جاتے اور بغیر لیے واپس نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ایک شخص کے یہاں گئے، سود کا تقاضا کیا۔ گھر والی نے کہا میرا شوہر تو باہر گیا ہے میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے ایک بکری ذبح کی تھی اب بچوں کے کھانے کے لیے ایک سری رکھی ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے بولے میں نہیں جانتا سری مجھے دے دو، سری لاکر بیوی کو دی اور کہا یہ سود میں ایک جگہ ملی ہے آج اسے پکا، سری پک رہی تھی ایک فقیر نے دروازے پر صدا لگائی بولے جا! ہمارے یہاں تیرے لیے کچھ نہیں ہے جو ہم تجھ کو دیں اس سے تو کچھ مالدار نہ ہوگا مگر ہم غریب ہو جائیں گے۔ فقیر مایوس ہو کر چلا گیا بیوی نے دیگچی کھول کر دیکھی تو سری کے بجائے زندہ خون اس میں بھرا ہوا تھا اس نے شوہر سے ذکر کیا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے، دل میں ایک دھواں اٹھا، قسمت بیدار ہو چکی تھی بیوی سے بولے: آج میں نہ صرف سود لینے، سود کھانے بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

دوسرا دن جمعہ کا تھا گھر سے اپنا روپیہ واپس لینے کے لیے نکلے۔ بچے کھیل رہے تھے دیکھتے ہی بولے: ہٹو ایک طرف ہو جاؤ حبیب سودخور آرہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے پاؤں کی گرد ہم پر پڑے اور ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ سُن کر دل میں اور شعلے بھڑک اٹھے۔ لوگوں کے پاس جانے کے بجائے سیدھا حضرت خواجہ حسن بصری کے پاس پہنچے ان کی چند باتوں نے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی انہی کے ہاتھ پر صدق دل سے توبہ کی اب حبیب وہ حبیب نہ تھے بلکہ کچھ سے کچھ ہو چکے تھے، دل میں روشنی پیدا ہو گئی تھی اور جان وروح میں ایک نئی آگ لگی ہوئی تھی۔

واپسی میں ایک قرضدار نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی بھاگا تو آپ نے پکار کر کہا بھاگنے کا وقت ختم ہو چکا، اتفاق سے پھر راستے میں کھیلتے ہوئے بچے ملے، دیکھتے ہی بولے دور ہٹ جاؤ حبیب آرہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری گرد اُن پر پڑ جائے کیوں کہ یہ توبہ کر کے پاک ہو چکے ہیں۔ آپ پر اُسی وقت رقت طاری ہوئی بولے بارالٰہا! تیری شانِ بندہ

نوازی پر قربان! تجھ سے صلح کیے ایک ہی دن گزرا ہے کہ تو نے اس کی خبر اپنے دوستوں اور بچوں تک پہنچادی اور میرا نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا۔

سچے دل سے توبہ کر لینے کے بعد اللہ نے انہیں ولایت کے عظیم منصب سے نوازا، پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گھر میں ایک کنیز تیس سال تک آپ کی خدمت کرتی رہی۔ ایک دن آپ نے کہا اے عورت! ذرا میری کنیز کو بلا دے تو بولی حضور! کنیز میں ہی ہوں فرمایا: اس مدت میں حق تعالیٰ کے ساتھ اتنا مصروف رہا کہ تیرا چہرہ دیکھنے کا خیال تک نہ آیا۔

(تذکرۃ الاولیا، ص:۴۱-۴۲)

توبہ نہ کرنا شیطانی فعل ہے

بعض کہتے ہیں کہ شیطان اس لیے لعین ہوا کہ اس نے توبہ کو واجب نہیں سمجھا اور نہ ہی اپنی غلطی کا معترف ہوا بلکہ تکبر اختیار کیا اور کافر ہو گیا جب کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے لغزش کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگے اور تواضع کی، رحمت سے ناامید نہ ہوئے اور پھر اپنے مقاصد میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ خود خالقِ کائنات نے توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمادیا۔ (نزہۃ المجالس، حصہ دوم، ص:۴۵)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توبہ کرنا فوری طور پر لازم ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ جلد بازی کے باعث گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کی طرف آجاتے ہیں تو ان کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ جیسے کہ نجاست کو خشک ہونے سے پہلے ہی صاف کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ بھی جلد کرنے سے گناہ کی نجاست بھی جلد دھل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بے شک نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ لہٰذا نیکی کے نور کے سامنے گناہ کی ظلمت کو ٹھہرنے کی طاقت نہیں۔ گناہ تاریکی ہے اس کا چراغ نیکی ہے اور وہ نیکی توبہ کرنا ہے۔ (نزہۃ المجالس، حصہ دوم، ص:۴۵)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی آواز سے زیادہ کوئی آواز محبوب نہیں ہے۔ جب وہ اللہ کو بلاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: میں موجود ہوں جو چاہے مانگ۔ میری بارگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے، میں تیرے دائیں بائیں اوپر ہوں اور تیری دل کی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۴۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمیں اپنی تخلیق کے مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھتی ہوئی اللہ عزوجل کی عبادت واطاعت میں مصروف رہنا چاہیے اور گناہوں سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر بھولے سے کوئی گناہ ہو جائے تو پھر توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچنے اور توبہ کر کے اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

ساتواں باب

دنیا کی حقیقت

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا اپنی ذات کے اعتبار سے بُری نہیں بلکہ اس سے تعلق اور محبت کرنا بُرا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے، دنیا جی لگانے کے قابل نہیں کہ کبھی وہ انسان کو اعلیٰ ترین مقامات پر پہنچا دے اور کبھی ادنیٰ ترین جگہوں پر پھینک دے، ہاں! جو کوئی دنیا کو دین کا آلہ بنائے اور جائز خواہشاتِ نفسانیہ پوری کرنے کے لیے دنیا کو نظر میں رکھے اور "مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" کے مطابق جو کچھ اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرے وہ بہ ظاہر دنیا میں اور بہ باطن ملاءِ اعلیٰ میں ہے، اس لیے کہ "اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا اَبْدَانُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ قُلُوْبُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ" (ترجمہ) اللہ کے کچھ خاص بندے (اور بندیاں) ہیں جن کے بدن دنیا میں ہیں لیکن دل اللہ جل شانہٗ کی طرف لگے ہیں۔ کیوں کہ

دنیا سراسر دھوکہ ہے اور ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی آگاہی دے دی گئی ہے کہ دنیا کے دھوکے میں نہ آنا، چناں چہ فرمانِ خداوندی ہے: اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (ترجمہ) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے علم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔ (سورۂ لقمان، آیت: ۳۳)

ظلم نہ ہوگا

فرمان باری تعالیٰ ہے: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج وَّ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى قف وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ (ترجمہ) تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (سورۂ نسا، آیت: ۷۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا کی زندگی آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر ہے اور اس زندگی میں کیے ہوئے اعمال کی سزا یا جزا وہاں ہمیں پانا ہے۔ اسی لیے قرآن مقدس وہاں کی بھلائی کے لیے یہیں محنت کرنے کی تاکید فرما رہا ہے اور وہ بھلائی اُسی صورت میں میسر آئے گی جب ہم دنیا میں اللہ سے ڈرتی رہیں گی۔

کھیل کود

اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے: وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ط وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں، تو کیا تمہیں سمجھ نہیں؟

(سورۂ انعام، آیت: ۳۲)

نیز ارشادِ ربانی ہے: وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (ترجمہ) اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًاؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ○

(ترجمہ) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہوگیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (سورۂ حدید، آیت:۲۰)

برائیوں کی جڑ

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۴۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج مختلف برائیوں میں جو ہم گرفتار ہیں اس کی وجہ دنیا کی محبت ہی ہے۔ پہلے دنیا کی محبت دل میں گھر کرتی ہے پھر دوسری محبتیں خود بہ خود اس کی وجہ سے دل میں پیدا ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کریں۔

یاد رکھیں! دنیا کمانا بُرا نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی یاد سے غافل ہوکر دنیا کی محبت دل میں بٹھانا بُرا ہے۔ لہٰذا دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو جگہ دیں اور بہ قدر ضرورت دنیا حاصل کریں تا کہ ہر برائی سے اپنے آپ کو بچاسکیں۔

دنیا فانی ھے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے ایسی محبت جو اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہوتو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے تو اے مسلمانو! فنا ہونے والی چیز یعنی دنیا کو تج کر باقی رہنے والی چیز یعنی آخرت کو اختیار کرلو۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۳۲، ص:۴۷۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم کتنی کم عقل ہیں کہ جو چیز ہمارے پاس رہنے والی نہیں اس کو اتنا چاہتی ہیں کہ اصل سرمایہ جو دونوں جہاں میں کام آنے والا ہے اس سے توجہ ہٹا دیتی ہیں۔ یقین جانو کہ اللہ عزوجل اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہی وہ عظیم دولت ہے جو دونوں جہاں میں سرخروئی کی ضامن ہے۔

مچھر کے پَر سے بھی کم وقعت

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا خدائے قدیر وجبار کی نظر میں مچھر کے پَر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۶۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔ مثال دے کر یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا بہت ذلیل ہے، دنیا ملنے پر ہم بہت خوش ہوتی ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا ملنے پر خوش ہونے کی بجائے اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ جو مال اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس مال کے ذریعہ خُدا عزوجل اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں اور اس مال کو اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور متاعِ آخرت حاصل ہو۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا ملعون ھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بے شک دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ سوائے ذکرِ الٰہی اور ان چیزوں کے جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور سوائے عالم یا مُتَکَلِّم کے۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۶۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا کی حقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ ہم سب کے آقا و مولیٰ تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کو ملعون قرار دے رہے ہیں تو یقیناً یہ دل لگانے کے لائق نہیں۔ اگر دل لگانا ہو تو اللہ کے ذِکر، اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے اور تلاوت قرآن سے لگاؤ کہ ان کی برکتوں سے ان شاء اللہ دل کی دنیا میں انقلاب پیدا ہوگا اور دونوں جہاں کی بھلائیاں نصیب ہوں گی۔

مومن کے لیے قید خانہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ. (ترجمہ) دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۲۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مومن کا اصل گھر جنت ہے جو درحقیقت عیش و عشرت کی جگہ ہے، اس اصل ٹھکانہ کے مقابلے میں دنیا کی زندگی واقعی قید خانہ سے کم نہیں ہے، جہاں ہمیں طرح طرح کی شرائط کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور کافروں کو آخرت میں سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا ہے لہٰذا وہاں کے عذاب کے مقابلے میں جب تک اس کی جان میں جان ہے اور جب تک اسے دنیا میں مہلت دی گئی ہے دنیا اس کے لیے جنت کے درجے میں

ہے۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کی آزادی دیکھ کر تم اپنے دل میں یہ خیال مت پیدا کرو کہ ہمیں اسلام نے اپنا پابند کیوں کیا ہے؟ بلکہ دنیا میں قیدیوں کی طرح اسلام کے قوانین کی پابندی کرو اس کے انعام میں تمہیں جنت دی جائے گی۔

مردار بکری سے بھی کم تر

ایک مرتبہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو یہاں پھینک دیا گیا، آپ نے فرمایا: بہ خدا! دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہیں پی سکتا۔

(ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۵۶۱)

صدیقِ اکبر رونے لگے

حضرت زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا۔ آپ جب اسے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رونے لگے، آپ کو روتا دیکھ کر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے سب صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی رونے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر پینے کا ارادہ فرمایا مگر شہد اور پانی دیکھ کر دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خیال کیا شاید ہم اس گریہ کی وجہ دریافت نہیں کرسکیں گے۔ جب آپ نے اپنے آنسو کو صاف کیا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کے رونے کا باعث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ مجھے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم راہی کا شرف حاصل ہوا، آپ اپنے جسم مبارک سے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو دفع فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا:

حضور! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس ابھی دنیا آئی تھی میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور رہو وہ لوٹ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آپ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمالی ہے مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کرسکیں گے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سیزدہم، ص:۱۱۳)

انتہائی تعجب

فرمانِ نبوی ہے کہ ایسے انسان پر انتہائی تعجب ہے جو بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول میں سرگرم ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سیزدہم، ص:۱۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث پاک سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سرکار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی محبت میں گرفتار بندوں اور بندیوں پر کس قدر تعجب فرماتے ہیں کیوں کہ جو بہشت پر ایمان رکھے اور دنیا کے حصول میں سرگرم ہو یہ یقیناً تعجب کی بات ہے جب کہ بہشت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے کروڑہا درجے بہتر ہیں اور وہاں کی زندگی ہی صحیح معنوں میں زندگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے اور بندیاں بہشت ہی کی تیاری کرتے ہیں اور ہر لحہ فکر آخرت میں مصروف ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

بنی اسرائیل کی تباہی

اللہ کے پیارے رسول دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سبز (خوش آئند) اور شیریں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ بنی اسرائیل پر جب دنیا فراخ (وسیع) کردی گئی تو انہوں نے اپنی تمام تر کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لیے وقف کردی تھیں (اور ان کا انجام تم نے دیکھ لیا)۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۱۸)

ناپسند چیز

حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند یہی دنیا ہے۔ اللہ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سیزدہم، ص:۱۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جس چیز پر اللہ نے کبھی نظر رحمت نہ فرمائی ہو آج اس چیز کو پانے کی ریس میں ہم لگی ہوئی ہیں۔ کاش ہم سمجھتیں اور اس دنیا سے اتنی محبت نہ کرتیں جس سے ہماری آخرت برباد ہوجائے۔

دنیا کی حیثیت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں تشریف لے جارہے تھے، پرندے آپ پر سایہ کررہے تھے، انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا: اے سلیمان! بہ خدا اللہ نے آپ کو ملک عظیم دیا ہے۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا: بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی ہے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۰۳)

تین قسم کے مال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے تین قسم کا مال اس کا ہے۔

(۱) جو کھا کر ختم کردیا

(۲) جو پہن کر پُرانا کردیا۔

(۳) جو اللہ کی راہ میں خرچ کرکے جمع کردیا۔ (اور یہی کام آنے والا ہے)

اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مال یقیناً فنا ہونے والا ہے، اگر باقی رہنے والی کوئی چیز ہے تو راہ خدا میں خرچ کی جانے والی چیزوں کا اجر اور نیک اعمال ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ. (ترجمہ) اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ (سورۂ مزمل، آیت:۲۰)

تو اب خود ہی غور کریں کہ ہم آخرت کے لیے کس قدر تیاریاں کر رہی ہیں۔ حدیث مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مال جمع کرتی ہیں اس سے جس قدر ہم نے کھایا یا پہنا یا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اسی قدر ہم نے صحیح استعمال کیا، باقی مال تو ہمارے مرنے کے بعد ہمارے پس ماندگان آپس میں بانٹ لیں گے اور اس سے عیاشی کریں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مال و دولت دے تو کھانے، پہننے اور دیگر ضروریات کے بعد جتنا بچے اس کی راہ میں خرچ کر دیں تا کہ وہ ذخیرۂ آخرت بن جائے اور مرنے کے بعد ہمارے کام آئے۔

درحقیقت ہمارا ٹھکانہ آخرت ہی ہے جیسا کہ نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، بے وقوف ہی اسے جمع کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۴۰، ص:۴۸۰)

رحمت سے محروم

حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: دُنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظرِ رحمت سے نہیں دیکھا، قیامت کے دن دنیا بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گی مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۴)

دُنیا بُزرگوں کی نظر میں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے یہ چھ کام کر لیے اس نے بہشت طلب کرنے اور دوزخ سے بچنے کا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ کو جانا اور اس کا حکم بجالایا۔ دوسرا یہ کہ شیطان کو جانا اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوا۔ تیسرا یہ کہ حق بات سمجھ کر اس پر مضبوطی سے قائم رہا۔ چوتھا یہ کہ ناحق کو سمجھا اور اس سے دست بردار ہوا۔ پانچواں یہ کہ دنیا کو پہچانا اور اس کو ترک کیا۔ چھٹا یہ کہ آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں قائم رہا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۶)

کسی دانش مند نے کہا ہے کہ دنیا جو کچھ مال تجھے دے وہ کسی دوسرے کا ہوگا اور تیرے بعد بھی وہ کسی دوسرے کو ملے گا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

حضرت شیخ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کیوں کہ میں نے سُنا ہے کہ جس نے دنیا کو بزرگ جانا قیامت میں اس کو کھڑا کیا جائے گا اور منادی اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر کیا تھا اُس کو اِس نے بزرگ سمجھا۔
(احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

شیخ یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے، اس کی دنیا سے کچھ مت چُرا اور کچھ نہ لے، اگر کچھ لے گا تو بے شک وہ تجھ کو پکڑ لے گی۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

حضرت شیخ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی مگر فانی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی تو عقل کا یہی تقاضا تھا کہ تم اس باقی مٹی کو اس فانی سونے سے زیادہ عزیز رکھو، لیکن ہوتا یہ ہے کہ انسان باقی رہنے والے سونے کو چھوڑ کر فنا ہونے والی مٹی کو دوست رکھتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

حضرت شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ساری دنیا مجھے بے مال اور بے حساب دے تب بھی میں اس سے ننگ و عار رکھوں گا، اسی طرح جیسے تم

مردار سے تنگ وعار رکھتے ہو۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! دنیا میں اللہ والے ہمیشہ ہر کام میں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں انہیں دنیا اور دنیا کی ہر چیز بے حیثیت نظر آتی ہے۔

دنیا کا مہمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ جو دنیا میں آیا ہے وہ مہمان ہے اور جو چیز اس کے پاس ہے وہ عاریۃً ہے۔ پس مہمان کا جانا اور عاریۃً دی ہوئی چیز کا واپس لے لینا ضروری ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حصہ ہفتم، ص:۱۰۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! بڑی اچھی مثال دے کر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دنیا کی حقیقت سمجھائی ہے۔ ہمارے گھر پر مہمان آتے ہیں، کتنے دن رہتے ہیں؟ دو دن، چار دن، دس دن یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ، پھر انہیں ایک نہ ایک دن جانا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم کسی سے کوئی چیز اُدھار لیتی ہیں تو کتنے دنوں کے لیے؟ پانچ دن، دس دن یا ایک مہینے کے لیے پھر اسے واپس دینا ہی ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں دنیا کی حقیقت دیکھیں کہ ہم دنیا میں مہمان کی حیثیت سے ہیں کہ ہمیں کسی نہ کسی دن یہاں سے جانا ہے اور ہمارے پاس جو کچھ بھی مال و دولت ہے ہمیں اُدھار کے طور پر ملی ہے ایک دن ہمیں واپس دینا ہے۔ جب ایسا معاملہ ہے تو پھر کیوں دنیا اور دنیوی چیزوں سے لو لگائیں؟

دوہرا نقصان

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا، اے بیٹے! دُنیا کو بیچ کر آخرت کو خرید لو تا کہ دوہرا منافع حاصل ہو، آخرت کو بیچ کر دنیا مت خریدو کہ اس میں دوہرا (دین کا) نقصان ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم دنیا اور اس کے مال کو ہر چیز سے زیادہ پسند کرتی ہیں اور اس کے حاصل کرنے میں اچھے اور بُرے کی تمیز بھی نہیں کرتیں، جس سے ہمارا اخروی نقصان ہوتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند کو جو نصیحت فرمائی ہے اُس میں نفع اور نقصان کو واضح کر کے بتا دیا ہے۔ دنیا کو بیچ کر آخرت خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ بس ضرورت بھر دنیوی عشرتوں کے سامان سے فائدے اٹھائے جائیں اور اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کے لیے سامان تیار کیا جائے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو گویا کہ ہم نے دوہرا فائدہ کمایا۔ آخرت کو بیچ کر دنیا خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا حاصل کرنے کے لیے حلال وحرام اور اسلامی احکام کی تمیز نہ کی جائے، حضرت لقمان علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اس میں دوہرا نقصان ہے کہ جیسے ہی دنیا سے رخصت ہوئے دنیوی مال دنیا ہی میں رہ گیا اور آخرت کے لیے کچھ نہیں بچا۔

ابلیس کے لشکری

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس کے لشکری اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایسے نبی کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اب ہم کیا کریں؟ ابلیس نے دریافت کیا کہ کیا ان کے امتی دنیا کو دوست رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تب اس نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ مت کرو اگر وہ بُت پرستی نہیں کرتے تو کیا ہے میں دنیا پرستی میں ان لوگوں کو اس بات پر لے آؤں گا کہ وہ جو کچھ بھی لیں ناحق لیں اور جو کچھ دیں وہ ناحق دیں اور جو کچھ چھوڑیں وہ ناحق رکھ چھوڑیں۔ تمام خرابیاں اور بُرائیاں تین باتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ سیزدہم، ص:۱۰۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ابلیس کے مکر وفریب کا آپ نے مذکورہ قول سے اندازہ

لگا لیا ہوگا۔ ابلیس تو ہم سے غافل نہیں لیکن ہم اس کے مکر وفریب سے غافل ہیں۔ وہ ہماری آخرت برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور شب وروز ہمیں گمراہ اور بے راہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ کاش! ہم اس کے مکر وفریب کو سمجھتیں اور اپنے دامن کو ان ساری برائیوں سے بچاتیں جو ہماری آخرت کو برباد کرنے والی ہیں۔

تین حسرتیں

سلطان المشائخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔

اول: یہ کہ جو جمع کیا تھا اس سے سَیر نہ ہوا۔

دوم: دل کی جو آرزو تھی وہ حاصل نہ ہوئی۔

سوم: آخرت کا کام جیسا کرنا چاہیے تھا ویسا نہیں کیا۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فطرتِ انسانی کی کتنی صحیح ترجمانی فرمائی ہے، یقیناً موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جہاں جانا ہے وہاں کی کوئی تیاری نہیں کی جارہی ہے۔ خدارا! بیدار ہوجاؤ اور آخرت کی تیاریوں میں مصروف ہوجاؤ اس لیے کہ وہاں نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، وہاں تو بس اللہ کی اطاعت اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کام آئے گی۔

حقیقت دنیا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا چھ چیزوں کا نام ہے:

(۱) کھانا۔ ماکولات میں سب سے بہتر شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔

(۲) پینا۔ پینے کی سب چیزوں میں پانی بہتر ہے لیکن دنیا کے تمام لوگ اس سے نفع اندوزی میں برابر ہیں۔

(۳) پہننا۔ سب سے اچھا کپڑا ریشم ہے اور وہ کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(۴) سونگھنا۔ سونگھنے کی چیزوں میں سب سے بہتر مشک ہے اور وہ ہرن کا خون ہے۔

(۵) سواری۔ سواریوں میں سب سے بہتر گھوڑا ہے، لوگ اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوسروں کو قتل کرتے ہیں۔

(۶) نکاح۔ نکاح یہ ہے کہ ایک پیشاب دان دوسرے پیشاب دان میں پہنچتا ہے اور بس۔

(احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی حکمت بھری باتیں بیان فرمائی ہیں اور دنیا کی حقیقت کو کس قدر واضح فرما دیا ہے۔ اے کاش جب دنیا ہمارے قریب آنے لگے اور اس کے چکر میں پھنس کر ہم ذکر خدا اور ذکر رسول سے غافل ہونے کا خوف کریں تو ایسے وقت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشادات سامنے رکھیں تو دنیا کی محبت سے نجات مل سکتی ہے۔

ایک دل میں

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہوسکتی۔

(احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ سوچے کہ دنیوی عیش عشرت کے ساتھ زندگی بھی گزارے اور اسے آخرت کی بھی عیش وعشرت مل جائے تو اسے اپنی سوچ پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے سے متباین ہیں اس لیے دونوں کی محبت ایک ساتھ ایک دل میں جمع ہی نہیں ہوسکتی۔

دنیا ایک سرائے ہے

مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا: آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے یہ فرمائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا: دنیا ایک سرائے ہے، جس کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے میں نکل گیا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۴)

ہلاک ہو جاؤ گے

حضور رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملکِ بَحرَین بھیجا، وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے، جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا: شاید تمہیں ابوعبیدہ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو، رب ذوالجلال کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اُس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۹۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کر دے گا۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۹)

ایک جامع تقریر

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے آپ کو ریاضت میں

مشغول کرتے، گریہ وزاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال و متاع چھوڑ دیتے لیکن دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی امیدوں نے تمہارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دیا ہے اور تم (اس کے لیے) جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو، تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہشات میں اندھے بن کر انجام کی فکر نہیں کرتے، تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو، تمہارے خبثِ باطن نے تمہارے راستے جدا کر دیے ہیں، اگر تم صراطِ مستقیم پر چلتے تو ضرور باہم محبت کرتے، تم دنیوی اُمور میں تو باہم مشورے کرتے ہو مگر آخرت کے اُمور میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذات سے محبت نہیں رکھتے جو تمہیں محبوب رکھتی ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لے جانا چاہتی ہے، یہ سب اس لیے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔

اگر تم آخرت کی بھلائی اور بُرائی پر یقین رکھتے جیسے دنیاوی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیوں کہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے، اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا عذرِ لنگ ہے کیوں کہ تم مقررہ میعاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دُکھ، درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پا سکتے۔ تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں۔

اگر تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید میں شک ہے تو ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری ایسے نور کی طرف رہنمائی کریں گے جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، بخدا تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیوں کہ دنیاوی امور میں تم صائب الرائے ہو، انہیں بہ خوبی سرانجام دے رہے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سی دنیاوی نقصان پر انتہائی سنجیدہ ہو جاتے ہو، تمہارے چہرے

اور زبانیں دُکھ کی مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا میں گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بَری ہو، تم باہم محبت رکھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت بُرا سمجھتے ہو، تم خیانت کرنے لگے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور تم نے موت کا انتظار ختم کر دیا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ مجھے تم سے علیٰحدگی بخشے اور مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دے۔ اگر وہ دنیا میں بہ ظاہر تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا۔

اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تم کو بہت کچھ بتا چکا۔ اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوال کرو، تم اُسے بہت آسانی سے پالو گے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۶)

دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں (پیروکاروں) سے فرمایا: جس طرح دنیادار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لیے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ، اسی موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اَرٰی رِجَالاً بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَدْ قَنَعُوْا وَمَا اَرَاھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ
فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا اسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

(ترجمہ) میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔ جس طرح دنیادار دنیا کے بدلے دین سے بے نیاز ہو گئے ہیں تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہو جا۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۶)

ایمان کو برباد کرنے والی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے دنیا کو سونے چاندی کے لیے طلب کرنے والے! ترکِ دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۶)

بخشش سے محروم

ایک مرتبہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا: یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا، یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۶)

اُن پر اللہ تعالیٰ کا رحم

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحم فرمایا جن کے پاس دُنیا امانت کے طور پر آئی اور انہوں نے اسے خیانت کے بغیر لوٹا دیا اور اللہ کی بارگاہ میں بہت سُبکبار (تیز رفتار) روانہ ہوئے۔ مزید فرمایا: جو تجھے دین کی طرف رغبت دلائے اسے قبول کرلے اور جو تجھے دنیا کی طرف رغبت دلائے اُسے اس کے گلے میں ڈال دے۔ (یعنی قبول نہ کر) (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! دنیا ہمارے پاس امانت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت دینے والے کی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں اسے خرچ کریں، اس کی راہ میں خرچ کرنے میں دریغ نہ کریں۔ اگر ہم اس کے فرمان کے مطابق مالِ دنیا کو خرچ نہیں کریں گی تو

خائن قرار پائیں گی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اگر ہمیں دنیا کی دولت عطا فرمائے تو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ (آمین)

کَشتی بنا

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں، اس سے گزرنے کے لیے خوفِ خدا کی کشتی بنا، جس میں بھرا اَوا یمانِ خداوندی کا ہو اور اسے تَوَکُّل کے راستوں پر چلا تا کہ نجات پا جائے ورنہ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس ارشادِ ربانی میں بہت غور و فکر کرتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے ''بلا شبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لیے زینت بنا دیا ہے تا کہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بنجر نا قابلِ زراعت بنانے والے ہیں''

(احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

ایک حکیم کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے۔ تیرے لیے دنیا میں صبح و شام کی روٹی ہے۔ اس روٹی کے لیے خود کو ہلاکت میں مت ڈال۔ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر دنیا کا مال خواہشات ہیں اور ان کا منافع نارِ جہنم ہے۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

ایک دانشور کا قول ہے: دنیا تھی اور میں نہیں تھا، یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا۔ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں کیوں کہ اس کی زندگی قلیل ہے، اس کی صفا میں بھی کدرت ہے، اس میں رہنے والے اس کے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے سخت خوف زدہ رہتے ہیں۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

دنیا کا ذکر نہ کرو

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں ان کے ساتھی جمع ہوئے اور دنیا کی مذمت کا ذکر چھیڑ دیا، آپ نے کہا چُپ ہو جاؤ، دنیا کا ذکر نہ کرو، شاید تمہارے دلوں کے کسی گوشے میں دنیا کی محبت ضرور موجود ہے کیوں کہ جس شخص کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔ (احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

سبحان اللہ! اللہ والوں کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے کسی نے دنیا کی مذمت کی تو بھی آپ نے اس کو یہ کہہ کر چُپ کرا دیا کہ کہیں دنیا کا ذکر کر کے دل کے کسی گوشہ میں اُس کی محبت نہ بیٹھ جائے اور آج ہم ہیں کہ ہر لمحہ، ہر وقت دنیا کی فکر میں لگی رہتی ہیں۔ کاش! ہم اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اِس مختصر سی زندگی میں ہمیشہ رہنے والی زندگی یعنی آخرت کے لیے نیکیوں کے ذریعہ تیاریاں کرتیں۔ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ہماری آنکھیں بند ہونے سے پہلے آخرت کی تیاریاں کرتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے تین حصے

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کیے ہیں:

☆ ایک حصہ مومن کے لیے ہے کہ وہ اسے زادِ راہ یعنی آخرت کا توشہ بناتا ہے۔

☆ دوسرا حصہ منافق کے لیے ہے کہ وہ اس سے زیب و زینت کرتا ہے۔

☆ تیسرا حصہ کافر کے لیے ہے کہ وہ اس سے نفع اُٹھاتا ہے۔

(احیاءعلوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیز و! اس فرمان کو بار بار پڑھو اور اپنا محاسبہ کرو کہ ایک مومن کا

کام یہ ہے کہ وہ دنیا سے آخرت کا توشہ تیار کرے اور منافق کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا سے زیب و زینت اختیار کرے اور کافر کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا سے نفع اٹھائے۔ آج ہم میں سے اکثر خواتین وہ کام نہیں کر رہی ہیں جسے مومن کا کام فرمایا گیا بلکہ ان کاموں میں لگی ہوئی ہیں جنہیں منافقوں اور کافروں کا کام فرمایا گیا ہے۔

آخرت کا غم کم

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: تم جس قدر دنیا کے لیے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے اور جس قدر آخرت کا غم کھاتے ہو اسی قدر دنیا کا غم مِٹ جاتا ہے۔ آپ کا یہ قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، ایک کو جتنا راضی کرو گے دوسری اتنی ہی ناراض ہوگی۔

(احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۰۷)

حضرت حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بخدا رب نے ایسی قومیں بھی پیدا کی ہیں جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے وقار تھی، انہیں دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی، چاہے وہ اِس کے پاس ہو یا اُس کے پاس۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۰۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان دنیا کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ سوکن ایک شوہر کی دو بیویوں کو کہتے ہیں کہ شوہر اگر ان میں سے کسی ایک کو راضی کرنا چاہے تو دوسری ناراض ہوگی، پھر اسے جس قدر زیادہ راضی کرے گا اسی قدر دوسری زیادہ ناراض ہوگی۔ یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے کہ دنیا میں ہم جس قدر لگ جائیں گی ہماری آخرت اسی قدر تباہ ہوگی۔

حضرت امام شافعی کی نصیحتیں

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں حق گو

انسانوں میں سے تھے، انہوں نے اپنے بھائی کو خوفِ خدا کی نصیحت کی اور فرمایا:

☆ اے بھائی! یہ دنیا لغزش کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے۔

☆ اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں۔

☆ اس کی قلیل چیز بھی جُدا ہونے والی ہے۔

☆ اس کا تمول مفلسی کی طرف رواں دواں ہیں۔

☆ اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے۔

☆ اللہ کی طرف توجہ کرو اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جاؤ۔

☆ جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھو کیوں کہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے۔

☆ عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کر دے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۱۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت کے جلیل القدر امام ہیں، ان کی مذکورہ بالا ایمان افروز نصیحتیں جملہ خواتینِ اسلام کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر اُن پر عمل کر لیا جائے تو یقیناً ہماری زندگی میں ایک عظیم انقلاب آ سکتا ہے اور ہماری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال کر اپنی محبت بسا دے۔

دنیا کی بے وفائیاں

ایک تارکِ دنیا نے بادشاہ سے کہا کہ دنیا کی مذمت اور اسے چھوڑ دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو مالدار ہے اور دولت کے بل بوتے اپنے کام انجام دے رہا ہے، ہوسکتا ہے اس کے مال پر کوئی آفت نازل ہو کر اسے محتاج کرے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال و دولت کو پامال کرتا ہوا گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں سرایت کر جائے یا دنیا کی کوئی جان

سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں میں گرا دے اور یہ ایں طور بھی دنیا لائقِ مذمت ہے کہ یہ جو کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے۔ یہ ایک ہی وقت میں دو دو آدمیوں سے محبت کرتی ہے، یہ ہنسنے والوں پر ہنستی اور رونے والوں پر روتی ہے، دیتے وقت واپسی کا تقاضا بھی کر دیتی ہے، آج مال داروں کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے، چاہے جانے والا اسی کے غم میں مر گیا ہو اور زندہ اسی کے لیے زندہ ہو، وہ ہر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تغیر و تبدل کی پرواہ نہیں کرتی۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۱۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ یہ دنیا کوچ کی جگہ ہے، ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر اس پر اُتارا گیا تھا، اس لیے امیر المؤمنین اس سے دور رہیے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۱۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خلاصہ یہ ہے کہ اس دنیا کی محبت میں برائی ہی برائی ہے اور آخرت کی محبت میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ تو دنیا کی محبت کو چھوڑ کر آخرت کی محبت اپنا لو۔

گناهوں کی سزا

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب تو دولت مندی کو اپنی جانب آتا دیکھے تو سمجھ لینا کہ کسی گناہ کی سزا آ رہی ہے اور جب فقر و فاقہ کو دیکھے تو کہہ خوش آمدید، کیوں کہ یہ نیکیوں کی علامت ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۱۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا حدیث قدسی سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام کو دُنیا سے نفرت اور فقر و فاقہ سے محبت کی تعلیم فرماتا ہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے لیے غنیمت شمار کریں اور اُس

کے سلامت رہنے پر اپنے رب کا شکر بجالائیں کہ شکر کرنے والی بندیوں کو اللہ عزوجل مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں دنیا کی محبت سے بچائے اور فکر آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک ناصحانہ خطاب

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! تم ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو، اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو تو تم بے وقوف ہو کیوں کہ تمہارے اعمال ویسے نہیں ہیں اور اگر تم اسے جھٹلاتے ہو تو ہلاکت میں پڑ گئے ہو، تمہیں اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے، اے بندگانِ خدا! تم ایسے گھر میں رہتے ہو جس کا کھانا گلے میں پھندا ہے اور جس کا پینا اُچھُو (کھانسی) لگنا ہے، اگر تم ایک نعمت کے حصول میں خوش ہوتے ہو تو دوسری نعمت کی جُدائی تمہیں مغموم کر دیتی ہے، اس گھر کو پہچانو جس کی طرف تم کو لوٹنا ہے اور جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پھر آپ روتے ہوئے منبر سے اُتر آئے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۲۱۳)

حضرت علی کی وصیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں، دنیا تمہیں چھوڑنے والی ہے مگر تم اس سے چمٹے ہوئے ہو، وہ تمہارے بدن کو بوسیدہ کرتی جا رہی ہے اور تم اس سے بھلائی کی فکر میں ہو، تمہاری مثال ایک مسافر کی ہے، دنیا میں تم سفر آخرت کے لیے زادِ راہ (توشہ) تیار کرنے آئے ہو، جس طرح مسافر کو سفر کے درمیان آرام نہیں ہوتا اور وہ شب و روز منازل طے کرنے کے لیے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے، اسی طرح ہمیں بھی دُنیا میں قرار نہیں لینا چاہیے اور شب و روز اعمالِ صالحہ کے قدموں سے سفرِ آخرت طے کرنا چاہیے، بہت سے

انسان ایسے ہیں جن کی موت قریب آ گئی اور کچھ ایسے ہیں جن کی زندگیوں میں سے ابھی ایک ہی دن باقی ہے، اسے تلاش کرنے والا اس کی تمنا میں اسے چھوڑ جاتا ہے لہٰذا اس کے دُکھ، تکلیف پر واویلا مت کرو، کیوں کہ یہ سب چیزیں عن قریب ختم ہونے والی ہیں۔ اس کے مال و دولت پر خوشی نہ مناؤ کیوں کہ یہ عنقریب زائل ہو جائے گی۔ طالبِ دنیا پر حیرانگی ہے، وہ دنیا کو تلاش کر رہا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے، وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۲۱۳-۲۱۴)

اے خاتونِ جنت کنیزو! دنیا میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جانے کی عادت چھوڑ دو اور اللہ عزوجل کی یاد میں اپنے شب و روز گزارو، اس دنیا میں رہو لیکن اپنے خالق و مالک عزوجل کی یاد سے غافل نہ بنو کیوں کہ اس دنیا پر ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ اس کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور نہ ہی ہم باقی رہنے والی ہیں، صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات باقی رہے گی۔ اگر آپ نے آج سے اپنا تعلق باقی رہنے والی ذات یعنی خدائے تعالیٰ سے قائم کر لیا تو ان شاء اللہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو اپنی یاد میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆

آٹھواں باب

ذکر موت

موت ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قوم اس کا انکار نہیں کرتی، دنیا کا ہر انسان یہ جانتا اور مانتا ہے کہ ایک دن اس کا سلسلۂ حیات منقطع ہونے والا ہے، ایک وقت اُس پر ایسا بھی آئے گا کہ جب اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر جائے گی، غرضے کہ دُنیا کا ہر عقلمند اس بات پر متفق ہے کہ موت کا کڑوا گھونٹ ہر انسان کو پینا ہے اور پھر یہ بھی مسلّم ہے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے، موت اس وقتِ مقرر سے نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی ایک لمحہ تاخیر کر سکتی ہے۔ جب انسانی زندگی کی میعاد پوری ہو جاتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت موت کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی سائنسی حربہ اس کے لیے مانع بن سکتا ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ط اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا

یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ o (ترجمہ) ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے، جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ (سورۂ یونس، آیت:۴۹)

اسی طرح دنیا کا کوئی گوشہ، کوئی قلعہ، کوئی محل اس کے اور انسان کے درمیان حائل نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ. (ترجمہ) تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (سورۂ نسا، آیت:۷۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان تمام حقائق کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ موت کا آنا جس قدر یقینی ہے اسی قدر ہم اس کے بارے میں غفلت کی شکار ہیں، ہم یہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ہر آنے والا لمحہ ہمارے لیے موت کا پیغام لاسکتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم میں سے کسی کو بھی اس کی تیاری کی فکر نہیں، دنیا کی رنگینیوں اور اس کے حسین شب و روز میں ہم اس طرح گم ہیں گویا ہمارے نزدیک موت کا کوئی تصور نہیں، نہ ہمیں کبھی موت یاد آتی ہے اور نہ ہی کبھی اس کا تذکرہ کرتی ہیں جب کہ موت سے اس طرح ہمارا غافل ہونا تمام گناہوں کی اصل ہے۔ اسی لیے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ. (ترجمہ) دنیا کی لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔ اسی لیے موت کی یاد، موت کی حقیقت، نزع کا وقت، خاتمہ بالخیر وغیرہا عنوانات پر کچھ روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں اور موت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں نیز موت کی یاد کثرت سے کرتی ہوئی اپنے دل میں خوف خدا پیدا کریں۔

موت کی حقیقت

اے خاتون جنت کی کنیزو! انسان جسم اور روح کے مجموعے کا نام ہے اور روح کا انسان کے بدن سے جدا ہونے کا نام موت ہے۔ موت فنا کا نام نہیں ہے کیوں کہ فنا مٹ

جانے کو کہتے ہیں اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد مٹتی نہیں بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد روح اس کے بدن سے ایسی ہی دور ہوجاتی ہے جیسے تدفین کے بعد اس کا بدن اَقرِبا اور اَحِبّا سے دور ہوجاتا ہے لیکن یہ دوری ایسی بھی نہیں ہوتی کہ بدن کا اس سے تعلق بالکل ختم ہوجائے بلکہ بدن کی تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور بدن کی راحت سے اسے راحت پہنچتی ہے۔

مرنے سے قبل دنیوی زندگی میں روح پر جو حالات ظاہر نہیں تھے اب موت کے بعد اس پر ان میں سے بہت سے احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں مثلاً خدائے تعالیٰ کا عذاب، ملائکہ، اعمال وغیرہ۔

موت وحیات کی تخلیق کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o (ترجمہ) وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔

(سورۂ ملک، آیت:۲)

آیت میں فرمایا گیا کہ تمام موجودات اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اسی طرح وہ ممکنات جو موجود نہیں وہ بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس پر دلائل و شواہد پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے فرمایا کہ موت و حیات کا تسلسل قائم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کے حکم سے ہر چیز معرضِ وجود میں آتی ہے اور اسی کے حکم سے نیست و نابود ہوتی ہے۔ کوئی چیز نہ خود بہ خود موجود ہوسکتی ہے اور نہ ہی خود بہ خود معدوم ہوسکتی ہے۔ ساتھ ہی اس کی حکمت بھی بیان کردی کہ اس سے مقصد تمہارا امتحان لینا ہے کہ ہم نے سننے اور دیکھنے کی طاقت اور سمجھ، بوجھ کی جو عظیم صلاحیتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں پھر اسی

نظامِ کائنات میں تمہیں اعلیٰ وارفع مقام بخشا ہے اور تمہاری راہ نمائی کے لیے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان نعمتوں کی تم قدر کرتی ہو اور ان قوتوں کو اپنی خوشی سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صرف کرتی ہو یا دولت اور اقتدار، جوانی اور صحت کا نشہ تمہیں بدمست کر دیتا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنی قوتیں اور اپنا وقتِ عزیز خرچ کرتی ہو۔

موت کیسے آتی ہے

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانوں کی روح قبض کرتے ہیں، کچھ اور فرشتے آپ کے معاون ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا. (ترجمہ) اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔

(سورۂ زمر، آیت:۴۲)

اس لیے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اس کی مشیت کے بغیر کوئی بھی کسی پر موت مسلط نہیں کرسکتا یعنی اللہ تعالیٰ موت کا حکم فرماتا ہے۔ دوسرا ارشادِ گرامی ہے: تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا. (ترجمہ) ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ (سورۂ انعام، آیت:۶۱)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہوا: اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ. (ترجمہ) وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے۔

(سورۂ نحل، آیت:۲۸)

مذکورہ بالا آیات سے پتہ چلا کہ روح قبض کرنے والے کئی فرشتے ہوتے ہیں۔ تفسیر کبیر اور روح المعانی میں ذکر کیا گیا ہے کہ روح تو فقط مَلَکُ المَوت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض کرتے ہیں البتہ چھ اور فرشتے ان کے معاون ہوتے ہیں، تین فرشتے مومن کی روح کو قبض کرنے کے بعد اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں اور تعظیم وتکریم سے اس کو ریشمی

کپڑے میں لپیٹ کر عِلِّیِّیْنَ (جنتی مقام) میں پہنچا دیتے ہیں اور باقی تین فرشتے کفار کی روحوں کو ایک ٹاٹ نما کپڑے میں لپیٹ کر سِجِّیْنُ (دوزخی جگہ) میں پہنچا دیتے ہیں۔

(الدرالمنثور، حصہ ہشتم، ص:۴۴۳)

موت کا فرشتہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ o (ترجمہ) تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔ (سورۂ سجدہ، آیت:۱۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس سے واضح ہوا کہ موت کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا لقب ہی مَلَکُ المَوت ہے اور اس کا نام عزرائیل ہے، جس کا کام ہی روح قبض کرنا ہے۔ وہ ہماری روحیں قبض کر کے لے جاتا ہے۔

موت کی قسمیں

چوں کہ زندگی کی تین قسمیں ہیں اسی لیے اس کے مقابل موت کی بھی تین ہی قسمیں ہیں۔

اول: زندگیِ حسی، جو محسوس ہو اور اس کے مقابل موتِ حسی جو بہ ظاہر معلوم ہو۔ اسی لحاظ سے فرمایا گیا: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ o (ترجمہ) بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (سورۂ زمر، آیت:۳۰)

یہاں موت سے مراد حسی موت ہے جو بہ ظاہر دیکھنے میں آئے اور جسم بے حس و حرکت نظر آئے۔

دوم: زندگیِ حقیقی، جیسے روح کی زندگی کہ وہ جسم سے جدا ہو کر بھی برقرار رہتی ہے۔ اس کے مقابل موتِ حقیقی ہے جیسے کہ قیامت کے دن جانوروں کو آپس میں بدلہ دلا کر فنا کر دیا

جائے گا اور کہا جائے گا ''کُوْنُوْا تُرَابًا'' مٹی ہو جاؤ۔ اس دن ان کی روحیں بھی فنا ہوں گی۔

سوم: زندگیِ حکمی، جو دیکھنے میں نہ آئے مگر اس پر زندگی کے بہت سے احکام جاری ہوں جیسے کہ انبیائے کرام کی وفات کہ اس پر بہت سے زندگی کے احکام شرعیہ جاری ہیں، مثلاً میراث تقسیم نہ ہونا اور ان کی ازواج کا کسی سے نکاح جائز نہ ہونا وغیرہ اور کچھ احکام موت کے بھی جاری ہوتے ہیں جیسے کفن ودفن وغیرہ اسی طرح شہدا پر بقائے جسم اور اعطائے رزق وغیرہ زندگی کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کفن ودفن، نماز جنازہ وغیرہ احکامِ موت جاری ہوتے ہیں۔ اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابل موت حکمی ہے جیسے مرتد کہ بہ ظاہر وہ زندہ ہوتا ہے چلتا پھرتا نظر آتا ہے لیکن اس پر موت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔

ہر کسی کو موت کا مزہ چکھنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (ترجمہ) ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے تو جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت: ١٨٥)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ہر زندہ و جانور کو فرشتہ ہو یا حیوان یا جن ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے تو کسی کو اس کی شدت، کسی کو موت سے چارہ نہیں۔ خیال رکھو! موت تو سب کو آنی ہے، جان تو سب کی جانی ہے، سزا و جزا اے انسانو! صرف تمہارے لیے ہے اور

یہ بھی خیال رکھو کہ سزا و جزا کی جگہ نہ دنیا ہے نہ برزخ، اس کی جگہ قیامت اور اس کا وقت روزِ قیامت ہے، اس دن ہی نیکو کاروں کو پورا ثواب اور بدکاروں کو پورا عذاب دیا جائے گا، دنیا کی مصیبت و آرام تو معمولی چیزیں ہیں، پورا کامیاب وہی ہے جو قیامت کے دن دوزخ سے بچا لیا جائے کہ وہاں بالکل سایہ نہ پائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، دنیا کی یہ کامیابیاں معمولی ہیں، دھیان رکھو کہ دنیاوی زندگی جو غفلت میں کٹے، وہ تو صرف پونجی ہے جو برت کر چھوڑ دی جائے گی اور پونجی بھی کیسی؟ دھوکا فریب کی جس کو شیطان دل کش، دل فریب، خوب صورت، حسین وجمیل دکھایا ہے، لوگ اس کے فریب میں آ گئے جب موت آ جائے گی تو اس کی حقیقت کھل جائے گی، جس نے اس زندگی کو اپنی غرض و غایت بنایا، اس نے دھوکا کھایا کہ خالی ہاتھ یہاں سے گیا، جو یہاں غافل نہ رہا اور نیکی کے بیج بوتا رہا وہ کامیاب گیا۔

(تفسیر نعیمی، جلد چہارم، ص: ٤٣٣)

بھاگ نہیں سکتے

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ۝ (ترجمہ) تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔ (سورۂ جمعہ، آیت: ٨)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قرآن پاک کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ ہم کسی بھی صورت میں موت سے بچ نہیں سکتیں۔ چاہے ہم موت سے کتنا ہی بھاگیں لیکن ایک دن موت ہمیں دبوچ ہی لے گی۔ خیال رہے کہ اگرچہ یہ آیۂ کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی لیکن عمومِ الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے حکم کو عام رکھا جائے گا۔ مسلمان ہوں یا کافر، یہودی ہوں یا نصرانی موت سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔

ایک اور جگہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۝ (ترجمہ) تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط

قلعوں میں ہو۔ (سورۂ نسا، آیت: ۷۸)

صاحب تفسیر نعیمی اس آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں: اے منافقین و یہود! تم غازیان وشہدائے اُحد پر زبانِ ملامت کیوں دراز کرتے ہو اور کیوں کہتے ہو کہ اگر یہ لوگ میدان جنگ میں نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے اور زندہ رہتے۔

ہر شخص کی موت کا وقت اور موت کی جگہ مقرر ہے، کوئی اس سے کسی تدبیر اور کسی حیلے سے بچ نہیں سکتا، تم جہاں کہیں ہو اپنے وقت پر موت ضرور پہنچے گی اگر چہ تم کتنے ہی مضبوط قلعوں یا آسمان کے بُرجوں میں پہنچ جاؤ، زندگی کے لیے حفاظت کے سامان بنا لو مگر مروگے ضرور۔ (تفسیر نعیمی، جلد پنجم، ص: ۲۷۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا آیۂ کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حادثات میں جو اموات ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اگر وہاں نہ جاتے تو موت نہ ہوتی، اگر ایسا نہ کرتے تو زندہ رہتے، کیوں کہ یہ تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کے ایمان میں استحکام عطا فرمائے۔

موت کی جگہ متعین ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بدر میں مرنے والوں کی جگہیں دکھائی اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، وہ کل یہاں مرے گا اور یہ فلاں کی جگہ ہے اسے کل یہاں مقتول ہونا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جن جگہوں کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حد بندی فرمائی تھی اس سے ذرّے بھر بھی کوئی آگے پیچھے نہیں ہوا بلکہ ہر شخص ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ وہیں مرے جہاں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم نے نشان لگائے تھے۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۲۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ابوجہل کو موت بدر میں بلا رہی تھی اسی وجہ سے وہ کسی کی کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ اس کو یہ کہہ کر روکا جا رہا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ آ گیا ہے، اب ہمیں جنگ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن وہ خانۂ کعبہ کے اوپر کھڑا ہو کر آواز لگا رہا تھا کہ لوگو! جلدی کرو، جلدی نکلو، آخر کار اس کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں پہنچا ہی دیا اور اس متکبر کو دونو عمر لڑکوں حضرت مَعاذ اور حضرت مُعوَّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں سے قتل کرا کے اس کے تکبر کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملا دیا، اس طرح اسلام کا بدترین دشمن اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

موت لے چلی

ابن ابی شیبہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو گھور کر دیکھنے لگے جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ ملک الموت تھے۔ اس نے کہا حضور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دے۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا اس کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئی، پھر ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے یہ ہند کیسے پہنچے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، حصہ ہفتم، ص: ۷۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو جہاں مرنا ہوتا

ہے وہ موت کے وقت وہاں جانے کے لیے بے تاب ہوتا ہے اور ہر حال میں کسی طرح وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے ملک میں تھا لیکن سرزمین ہند پہنچنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور جوں ہی وقتِ مقرر پر وہاں پہنچا اسی وقت اس کی روح قبض کر لی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری موت کا وقت اور جگہ متعین ہے کہ ہم دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہیں جب ہماری موت کا وقت آ جائے گا تو مقررہ جگہ پر ہم خود بہ خود پہنچ جائیں گی۔

موت کی یاد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ فَاِنَّهٗ مَا ذَكَرَهٗ اَحَدٌ فِيْ ضَيْقٍ مِّنَ الْعَيْشِ اِلَّا وَسَّعَهٗ عَلَيْهِ وَ لَا فِيْ سَعَةٍ اِلَّا ضَيَّقَهٗ عَلَيْهِ. (ترجمہ) لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس لیے کہ جو بھی اسے تنگی کے زمانے میں یاد کرے گا تو اس کے لیے وسعت پیدا ہوگی اور اگر وسعت (خوش حالی) میں موت کو یاد کرے گا تو اس پر تنگی ہوگی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ہشتم، ص:۲۵۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم زمانۂ تنگی و مفلسی میں موت کو یاد کریں گی تو ہمیں موت کی سختیاں اور مابعد الموت کے معاملات یاد آئیں گے جس کی وجہ سے ہم دنیاوی مصیبتوں کو معمولی سمجھیں گی اور پھر ہمارا یہ احساس کہ ہماری موجودہ پریشانیاں آخرت کی پریشانیوں کے مقابلے میں بہت آسان ہیں ہمارے لیے وسعت کا باعث ہوگا اور جب ہم خوش حالی میں موت کو یاد کریں گی تو ہماری یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ہم خوش حالی میں گم ہو کر آخرت سے غافل اور گناہوں کی مرتکب نہیں ہوں گی بلکہ موت کی سختیوں کو یاد کر کے ہم خوش حالی اور عافیت کے زمانے میں تنگی محسوس کریں گی جو ہمارے لیے آخرت کا بہترین سرمایہ ثابت ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ موت کا ذکر ہر وقت مفید ہی ہے، چاہے زمانہ خوش حالی کا ہو یا تنگی کا۔ اس لیے ہر حال میں موت کو یاد کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہر حال میں موت کو یاد کرتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑی عقلمندی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ایمان والوں میں کون سا شخص سب سے زیادہ عقل مند ہے؟ آپ نے فرمایا: اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَّ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَادًا اُولٰٓئِكَ الْاَكْيَاسُ. (ترجمہ) جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرے اور جو مابعد الموت کے لیے سب سے بہتر تیاری کرے ایسے ہی لوگ عقل مند ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۲۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قربان جائیے اس فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ آج دنیا والے سب سے زیادہ مال حاصل کرنے والے کو عقل مند کہتے ہیں چاہے وہ آخرت کی فکر کرے یا نہ کرے، چاہے وہ حلال وحرام کے مابین تمیز ہی نہ کرے۔ ہمارے آقا مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عقل مند وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے، بعد موت پیش آنے والے معاملات کے لیے تیاری کر لے اور آخرت کے لیے اعمالِ حسنہ کی ذخیرہ اندوزی کر لے۔ آج کے دور میں ان خواتین کو بے چاری، عاجز اور مجبور جیسے خطاب دیے جاتے ہیں جو موت کا بار بار تذکرہ کرتی ہیں، انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ دنیا والوں کی نظر میں اگرچہ وہ عاجز و مجبور ہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک وہ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔

ذکرِ موت کے فائدے

مفسرِ شہیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض علما سے

منقول ہے کہ جو کوئی موت کو کثرت سے یاد رکھے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ تین باتوں کی توفیق مرحمت فرماتا ہے:

(۱) **توبہ میں عجلت**: اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ جلد از جلد توبہ کرکے گناہ معاف کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں توبہ کے بغیر موت نہ آجائے۔

(۲) **قناعت پسندی**: موت کو یاد رکھنے والا حرص وطمع میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ بھی اسے میسر ہوتا ہے اسی پر راضی رہتا ہے اور یہ قناعت اسے طبعی سکون اور دلی راحت عطا کرتی ہے کیوں کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مختصر سی زندگی جس طرح بھی گزر جائے گزار لیں گے، زیادہ کی فکر بے سود رہے گی۔

(۳) **عبادت میں یکسوئی**: موت کو ذہن نشیں کرکے جب عبادت کی جاتی ہے تو پوری دل جمعی اور مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس کیفیت کے ساتھ نماز پڑھنے والا ہمیشہ یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ پتہ نہیں آئندہ عبادت کا موقع ملے یا نہ ملے، لہٰذا ابھی اسے جتنا اچھا بنالیں غنیمت ہے نیز اسے عبادت پر ملنے والے عظیم اخروی بدلے کا کامل یقین ہوتا ہے، جس کی بنا پر اسے عبادت میں کیف وسرور نصیب ہوتا ہے۔

ذکر موت سے بے توجہی کے نقصانات

مفسرِ شہیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض علما سے منقول ہے کہ جو کوئی موت کو یاد نہیں کرتا اس کو تین قسم کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

(۱) **توبہ میں ٹال مٹول**: یعنی اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں ٹال مٹول کرتا رہتا ہے اور استغفار میں جلدی نہیں کرتا اور بسا اوقات اسی حالت میں اس کی موت آجاتی ہے۔

(۲) **لالچ کا بڑھ جانا**: جب موت کی یاد نہیں رہتی تو آدمی کی ہوس بڑھ جاتی ہے

اور وہ ضرورت کے مطابق روزی پر راضی نہیں رہتا بلکہ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ" کا نعرہ لگانے لگتا ہے موت سے غفلت کی بنا پر منصوبوں پر منصوبے بنائے چلا جاتا ہے، جس کا انجام یہ نکلتا ہے کہ آرزوئیں رہ جاتی ہیں اور موت آکر زندگی کا تسلسل ختم کردیتی ہے۔

(۳) **عبادت میں سستی**: جب آدمی موت سے غافل رہتا ہے تو عبادت کرنے میں قدرتی طور پر سستی ظاہر ہوتی ہے اور نشاط کافور ہو جاتا ہے، اوّل تو عبادت کرتا ہی نہیں اور کرتا بھی ہے تو وہ طبیعت پر نہایت گراں گزرتی ہے۔ یہ گرانی صرف اس بنا پر ہے کہ آدمی کو یہ استحضار نہیں رہتا کہ ہم سے مرنے کے بعد ان ذمے داریوں کے بارے میں سوال کیا جانا ہے۔ اگر خدانہ خواستہ وہاں رضائے خداوندی کے مطابق جواب نہ ہوا تو ایسی رسوائی ہوگی جس کے مقابلے میں دنیا کی ساری رسوائیاں اور بے عزتیاں ہیچ ہیں۔

موت کی تمنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یُمَنِّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ اَصَابَہٗ. (ترجمہ) تم میں سے کوئی بھی مصیبت وضرر پہنچنے پر موت کی ہرگز تمنا نہ کرے۔ اگر کسی کو بہت ہی مجبوری ہو کہ موت طلب کرنا ہی ہے تو پھر اس طرح دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ. (ترجمہ) اے اللہ! مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اُس وقت مجھے موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔

(بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص:۱۲۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! تقدیر پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہیں ہوسکتیں اور رنج والم، مصیبت وتکلیف کے وقت موت کی تمنا کرنا تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے، اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا اور مصائب وآلام

کے نا قابل برداشت ہونے اور پیمانہ صبر لبریز ہو جانے کی صورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگنے کی رخصت عطا فرمائی تا کہ تقدیر پر ایمان میں فرق بھی نہ آئے اور بے صبری اور مایوسی کا اظہار بھی نہ ہو نیز موت کی تمنا نہ کرنے کا ایک اور فائدہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیک ہوا تو ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کی نیکیوں میں اضافہ کرے اور اگر گنہ گار رہا تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔ (بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص:۱۲۱)

آج ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہمارا حال یہ ہے کہ ذرا سی تکلیف پہنچی نہیں کہ ہم بے تاب ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے موت کی دعائیں مانگنے لگتی ہیں۔ ہمیں اس قسم کی حرکتوں سے لازمی طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

موت آرام کا ذریعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزر رہا تھا آپ نے فرمایا: مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ. (آرام پا گیا یا آرام دیا گیا) صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! "مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ" سے کیا مراد ہے؟ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ مومن بندہ ہے تو دنیا کی مشقتوں اور اذیتوں سے نجات پا کر رب تعالیٰ کی رحمت کی جانب چلا گیا اور اگر یہ شخص فاسق و فاجر تھا تو اس سے انسانوں، شہروں، درختوں اور چوپایوں کو آرام مل گیا۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۰۷)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! معلوم ہوا کہ موت مومنین و مومنات کے لیے راحت و آرام کا سامان مہیا کرتی ہے کیوں کہ مومن بندوں اور بندیوں کو موت کے بعد دنیا کی تمام تر تکالیف سے نجات مل جاتی ہے جب کہ ایک گنہ گار انسان مرنے کے بعد خود تو آرام

نہیں پاتا بلکہ اس کی موت کے سبب روئے زمین کے نیک انسان بلکہ درخت اور چوپائے تک آرام محسوس کرتے ہیں کیوں کہ جب تک وہ گنہگار انسان زندہ تھا اور روئے زمین پر چلتا پھرتا تھا اس کے گناہوں کے سبب نیک انسان حتّٰی کہ درخت اور جانور بھی تکلیف محسوس کرتے تھے، اس کے مرنے کے بعد وہ تکلیف دور ہوگئی۔ اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرنے والے انسان کے تعلق سے فرماتے ہیں: موت سے یا تو وہ خود آرام پاتا ہے یا اس کے سبب دوسرے آرام پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصیحت حاصل کر کے دوسروں کو تکلیف دینے والے عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور دائمی زندگی میں ہمیشہ آرام پانے والوں میں ہمارا نام شامل فرمائے۔

مَلَکُ الْمَوت کی شکل

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت سے فرمایا: تم مجھے وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو۔ حضرتِ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجیے۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم سے اور اس کے مساموں اور منہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لیے یہی تکلیف کافی ہے اگر چہ اسے اور کوئی تکلیف و رنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ نے فرمایا: وہ صورت دکھاؤ جس میں تم مومنوں کی روحیں نکالتے ہو؟ ملک الموت نے کہا: آپ ذرا منہ پھیریے۔ آپ نے منہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے

ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا جس کے کپڑے سفید تھے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لیے کافی ہے۔ (شرح الصدور عربی، حصہ اول، ص:۵۲، ناشر: دارالمعرفۃ، لبنان)

شیطان کا آخری وار

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور کبھی بھی وہ انسان کا خیر خواہ اور دوست نہیں ہو سکتا دنیا میں وہ انسان کے سامنے مختلف انداز میں آ کر دھوکا دیتا ہے۔ میٹھی میٹھی باتیں کر کے ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتا ہے ہمیشہ کسی ایسے موقع کی تاک میں رہتا ہے کہ فرصت ملے تو اسے ذلت ورسوائی کے تاریک گڑھے میں پہنچا دے اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا o (ترجمہ) بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ دنیا میں تو وہ انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا لیکن مرتے وقت بھی وہ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ چلا جائے۔ چناں چہ جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے اس وقت اس پر پیاس کی اتنی شدت ہوتی ہے کہ وہ سوچتا ہے کہ کاش مجھے تمام دریاؤں کا پانی مل جائے تو پی جاؤں۔ ایسے حال میں شیطان اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی کا پیالہ میں تجھے دے دیتا ہوں صرف ایک لمحے کے لیے تو خدا کا منکر ہو جا لیکن پختہ ایمان والا مومن کہتا ہے کہ اے مردود شیطان! تو یہاں سے بھاگ جا، مجھے تیری اور تیرے پانی کی ضرورت نہیں۔ شیطان یہ جھڑک سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب شیطان کا آخری وار بھی خطا ہو جاتا ہے۔

موت کی شدت

موت کے وقت کی شدت اور سختی ناقابلِ بیان ہے، اس کی اصل کیفیت وہی جان

سکتا ہے جو اس حالت سے دوچار ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں غافل انسانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا گیا: وَ جَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ o (ترجمہ) اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (سورۂ ق، آیت:۱۹)

موت کی سختی اور شدت کو سکرات الموت کہتے ہیں یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اور اس پر جاں کنی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو اس وقت حقیقت حال عیاں ہو جاتی ہے۔ جو لوگ آج تک انکار اور نافرمانی کی روش پر گامزن رہے تھے وہ اپنی آنکھوں سے آنے والے جہاں کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور دوزخ کے لپکتے ہوئے شعلے انہیں نظر آنے لگتے ہیں۔ اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ یہ عالم آخرت ہے جس سے تم منہ موڑتے تھے اور جس کو تم تسلیم کرنے سے پرہیز کرتے رہے اب یہ حق اور سچ بن کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

ارشادِ ربانی ہے: وَ اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ o کِرَامًا کَاتِبِیْنَ o یَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ o (ترجمہ) اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔ (سورۂ انفطار، آیت:۱۰-۱۲)

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

ہم نے ایسے فرشتے مقرر کر دیے ہیں جو تمہارے جملہ اعمال کی یادداشت تیار کر رہے ہیں۔ ہمارے یہ کارندے جن کو یہ اہم کام سپرد کیا گیا ہے معمولی قسم کے اہل کار نہیں بڑے بزرگ اور بلند پایہ حضرات ہیں، نہ انہیں رشوت دی جا سکتی ہے، نہ انہیں مرعوب کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ تمہارے اعمال کو ضبطِ تحریر میں لانے میں کاہلی کر سکتے ہیں، نہ ان کی کسی سے ذاتی دوستی ہے نہ عداوت، جو کچھ تم کرتے ہو بلا کم وکاست وہ حرف بہ حرف لکھ رہے ہیں، ان کا علم ادھورا اور ان کی معلومات ناقص نہیں، تمہاری ہر بات تمہارا ہر کام بلکہ اس کے پس

پردہ تمہارے جو جذبات اور نیتیں ہیں وہ ان سے بھی باخبر ہیں۔تم خود غور کرو ایسے جان دار،
دیانت دار اور ہر بات سے خبر دار تمہارے اعمال کا جو ریکارڈ تیار کریں گے ان کو تم کس طرح
جھٹلاؤ گے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد پنجم، ص:۵۱۰-۵۱۱)

سب سے کم تکلیف

حضرت شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
موت کی تکلیف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: موت کی آسان تر تکلیف کی
مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اُون میں ڈالے اور پھر کھینچے تو شاخ کے ساتھ اُون
بھی نکل آئے گی۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۳۹)

جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے
نے ان سے کہا کہ اے ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقل مند آدمی مجھے نزع کے عالم
میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات دریافت کروں، تو آپ سے زیادہ عقل مند
کون ہوگا؟ براہ کرم اب آپ ہی مجھے موت کے حالات بتا دیجیے، آپ نے فرمایا: خدا کی قسم
اے بیٹے! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے
کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدم سے سر کی طرف
کھینچی جا رہی ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۴۰)

سو سال تک تکلیف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو کیوں کہ ان میں عجیب عجیب باتیں ہوئی ہیں۔
پھر آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان میں گئی اور انہوں نے مشورہ کیا کہ
دو رکعت پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر دے جو ہم کو حالات بتائے،

چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا تو اچانک ایک سیاہ شخص نمودار ہوا اس کی پیشانی پر سجدوں کے
نشانات تھے، اس نے کہا کہ اے لوگو! تم نے مجھے کیوں پریشان کیا؟ مجھے مَرے ہوئے سو
سال ہوئے ہیں، لیکن موت کی تکلیف ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔اب تم اللہ تعالیٰ سے دعا
کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بغیر تکلیف کے) پہلی حالت پر لوٹا دے۔

(شرح الصدور، حصہ اول، ص:۳۷-۳۸)

حضور ﷺ پر سکراتِ موت کی وجہ

موت کے وقت کی سختی کافر تو کافر مومن پر بھی طاری ہوتی ہے، حتّٰی کہ ہمارے آقا
ومولیٰ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی سکرات موت کا عالم طاری ہوا۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی
شدت کے سبب سامنے رکھے ہوئے برتن سے پانی لے کر اپنے چہرۂ انور پر چھڑکتے تھے اور
زبان اقدس پر یہ کلمات جاری تھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ (ترجمہ) اللہ کے
علاوہ کوئی معبود نہیں اور بلا شک وشبہ سکراتِ موت حق ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۱۳۰)

یہاں پر یہ بات ذہن نشیں کر لینی چاہیے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ساری تکالیف، فقر وفاقہ امت کے لیے نمونۂ عمل اور آسانی وسہولت کے لیے تھا، اسی
طرح سکراتِ موت جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طاری ہوئے وہ صرف اور صرف اس
لیے کہ ہر مرنے والا یہی سمجھے کہ یہ تکلیف بھی سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔پھر یہ
تکلیف اس کے لیے راحت بن جائے گی ورنہ تو احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں کہ آپ کے
صدقے میں آپ کے کچھ غلاموں پر موت کی یہ سختیاں طاری ہی نہیں ہوتیں، مثلاً شہید کی
جاں کنی چیونٹی کے کاٹنے کی طرح ہوتی ہے۔

شرح الصدور میں ہے کہ موت کے وقت کی شدت کا معاملہ عام ہے، یہ حالت

مومن پر بھی طاری ہوتی ہے اور کافر پر بھی۔ البتہ اس کے اثرات الگ الگ مرتب ہوتے ہیں کہ مومن کے لیے یہ شدت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے جب کہ کافر اور فاجر کے لیے عذاب کی شروعات ہوتی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی غلطیوں کو معاف کرنے کے لیے اسے دنیوی تکالیف میں مبتلا فرماتا ہے اور اگر کوئی کسر رہ جاتی ہے تو موت کے وقت کی شدت سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔ جب کہ فاجر اگر کوئی نیکی والا عمل کرتا ہے تو اس کا بدلہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے حتّٰی کہ اس عمل کی وجہ سے کبھی موت میں اسے آسانی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص: ۳۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! لہٰذا کسی کافر کی آسان موت دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ ہوگا اور مومن کی شدت کو دیکھ کر ہرگز یہ نہ خیال کرو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ شدت ہوگی، البتہ اپنی کمزوری اور ناتوانی کا خیال کرتے ہوئے ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں موت کے وقت آسانی نصیب ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی موت کی آسانی کی دعا مروی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جاں کنی کی سختیوں کو ہم پر آسان فرمائے۔

خاتمہ بالخیر

ہمیں اپنے ظاہری اعمال پر کبھی اطمینان نہ کرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں اس بات کا خوف ہونا چاہیے کہ آخر میں انجام کیا ہوگا؟ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انسان پر زندگی میں خوفِ خدا کا غلبہ رہنا چاہیے اور مرتے وقت رحمتِ خداوندی کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اصل اعتبار آخری انجام کا ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ یَخْتِمُ لَہٗ عَمَلُہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ یَخْتِمُ لَہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ.

(ترجمہ) آدمی ایک طویل زمانے تک جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے مگر اس کی عملی زندگی کا اختتام جہنمیوں والے عمل پر ہوتا ہے اور کبھی آدمی طویل عرصے تک جہنمیوں والے عمل میں مبتلا رہتا ہے مگر اس کا خاتمہ جنتیوں والے اعمال پر ہوتا ہے۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۰۴۲)

بخاری شریف کی روایت میں ہے: وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ.

(ترجمہ) اعمال کی قبولیت کا دار و مدار انجام پر ہے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص: ۱۲۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زندگی میں کیے گئے اعمال اُسی وقت ہمارے لیے کارآمد ہوں گے جب موت کے وقت ہمیں کلمہ نصیب ہو اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ ہو، اسی لیے بزرگانِ دین اپنی دعاؤں میں خاتمہ بالخیر کی دعا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہمیں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور سکرات کے عالم میں بھی ہماری زبان پر کلمۂ طیبہ جاری وساری فرمائے اور ہمیں موت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے۔

کس بات کا خطرہ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے دلوں کے پلٹنے والے رب! میرے دل کو اپنی اطاعت پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کثرت سے یہ دعا کیوں مانگتے ہیں؟ کیا آپ کو کسی بات کا خطرہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا: عائشہ! مجھے اپنے آپ پر کیسے اطمینان ہوسکتا ہے جب کہ تمام انسانوں کے دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جب چاہے اپنے جس بندے کے دل کو چاہے پھیرنے پر قادر ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حصہ ششم، ص: ۲۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم میں سے کوئی بڑی سے بڑی عبادت گزار خاتون بھی

ہو وہ بھی اس بات کی حتمی طور پر ضمانت نہیں دے سکتی کہ مرتے وقت اس کا انجام کیا ہوگا، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سوئے خاتمہ سے بچائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

سوئے خاتمہ کے چند اسباب

بد نظری: مصر میں ایک شخص برابر مسجد میں رہتا تھا، پابندی سے اذان دیتا اور جماعت میں شرکت کرتا، چہرے پر عبادت اور اطاعت کی رونق بھی تھی، اتفاق سے ایک دن جب اذان دینے کے لیے مسجد کے مینار پر چڑھا تو قریب میں ایک عیسائی شخص کی خوب صورت لڑکی پر نظر پڑی جسے دیکھ کر وہ اس پر دل و جان سے فریفتہ ہوگیا اور اذان چھوڑ کر وہیں سے سیدھے اس مکان میں پہنچا، لڑکی نے پوچھا کیا بات ہے؟ میرے گھر میں کیوں آیا؟ اس نے جواب دیا: میں تجھے اپنا بنانے آیا ہوں اس لیے کہ تیرے حسن نے میری عقل کو ماؤف کر دیا ہے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ میں کوئی تہمت والا کام نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ اس نے پیش کش کی کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا۔ لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان اور میں عیسائی ہوں، میرا باپ اس رشتے پر تیار نہ ہوگا۔ اس شخص نے کہا میں خود ہی عیسائی بن جاتا ہوں، چناں چہ اس نے محض اس لڑکی سے نکاح کی خاطر عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

لیکن ابھی وہ دن بھی پورا نہ ہوا تھا کہ یہ شخص اس گھر میں رہتے ہوئے کسی کام کے لیے چھت پر چڑھا اور کسی طرح وہاں سے گر پڑا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی یعنی دین بھی گیا اور لڑکی بھی ہاتھ نہ آئی۔ (التذکرۃ باحوال الموتیٰ ص:۴۳)

شراب نوشی: معبد جُہنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ملک شام میں ایک شرابی شخص کو مرتے وقت کلمہ کی تلقین کی گئی تو اس نے جواب میں کلمہ پڑھنے کے بجائے یہ الفاظ کہنے شروع کیے: اِشْرَبْ وَ اَسْقِنِیْ۔ (ترجمہ) خود پی اور مجھے بھی پلا۔ یعنی اس کے دماغ پر

شراب نوشی ہی مسلط رہی۔ (التذکرۃ باحوال الموتیٰ ص:۴۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ بہ کثرت شراب نوشی سے بھی آدمی بدانجامی سے دوچار ہوتا ہے، یہ گناہ تمام تر گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اور سوئے خاتمہ کا بڑا سبب ہے، لیکن افسوس صد افسوس آج بے شمار مسلمان اس بدترین جرم کے مرتکب ہیں اور رفتہ رفتہ خواتین میں بھی یہ برائی عام ہوتی جارہی ہے۔ خاص کر نوجوان دوشیزائیں شوق میں شراب اور سگریٹ نوشی کرتی ہیں اور اسے فخر محسوس کرتی ہیں جب کہ یہ عمل ان کی دنیا، دین اور خاتمہ بھی برباد کر دے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ عظیم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گستاخی کا انجام: ایک شخص جس کا نام زرعہ تھا اس نے میدان کربلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر پانی کی طرف جانے سے روک دیا تھا اور اپنے تیر سے آپ کی گردن کو زخمی کر دیا تھا، اس کے اس عمل پر سیدنا امام حسین کی زبان سے یہ دعا نکلی کہ ''اے اللہ اسے پیاسا کر دے، اے اللہ اسے پیاسا کر دے'' راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو زرعہ کے مرض الموت میں اس کے پاس حاضر تھا کہ اس کا عبرت ناک انجام یہ تھا کہ وہ بہ یک وقت پیٹ کی طرف سخت گرمی اور پیٹھ کی طرف سخت سردی محسوس کر کے چیخ رہا تھا۔ اس کے سامنے لوگ پنکھا جھل رہے تھے جبکہ اس کی پیٹھ کی طرف انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اور وہ کہے جارہا تھا کہ ''مجھے پانی پلاؤ پیاس سے میں مرا جارہا ہوں'' چناں چہ ایک بہت بڑا ٹب لایا گیا جس میں ستو یا دودھ تھا، وہ اتنا زیادہ تھا کہ پانچ آدمی مل کر بھی نہ پی پاتے مگر وہ سب اکیلا ہی پی گیا اور پھر بھی پیاس پیاس پکارتا رہا، اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑا ہوگیا تھا۔ (مجانی الدعوۃ ص:۵۱)

بہتان اور بد دُعا: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات

صحابہ میں سے تھے، آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ کے گورنر تھے۔ اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں کچھ شکایتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائیں جن میں یہ شکایت بھی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھاتے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ بلا کر تحقیق فرمائی تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واقعی آپ سے یہی امید تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو مزید تحقیق کے لیے کوفہ بھیجا کہ وہ مسجد مسجد جا کر معلوم کریں کہ کوفہ والوں کا حضرت سعد کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ چناں چہ ان لوگوں نے جس مسجد میں بھی تحقیق کی وہاں کے لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، مگر جب یہ لوگ بَنِی عَبَس میں پہنچے تو وہاں ایک شخص جس کا نام اُسامہ اور کنیت ابوسعدہ تھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ جب آپ اللہ کا واسطہ دے کر تحقیق کرتے ہیں تو سنیے! سعد نہ تو جہاد میں جاتے ہیں اور نہ غنیمت کو تقسیم کرنے میں برابری کرتے ہیں اور نہ فیصلوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اس کے یہ الزامات سن کر حضرت سعد نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اب میں تین بددعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو اور محض ریاکاری اور شہرت کے لیے اس نے یہ جھوٹے الزام لگائے ہوں تو (۱) اس کی عمر لمبی فرما (۲) اس کے فقر و فاقہ کو طویل کر دے اور (۳) اسے فتنوں میں مبتلا فرما دے۔

اس روایت کے راوی عبدالملک کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس شخص کو اس حال میں دیکھا کہ انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں تک اس کی آنکھوں پر لٹک آئی تھیں لیکن وہ راستہ چلتی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز نہ آتا تھا اور جب اس سے اس کا حال پوچھا جاتا تو جواب میں کہتا: شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ مَّفۡتُوۡنٌ اَصَابَتۡنِیۡ دَعۡوَۃُ سَعۡدٍ. (ترجمہ) فتنے میں مبتلا بوڑھا ہوں، مجھے حضرت سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۵۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس طرح کے بے شمار عبرت ناک واقعات تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن بدنصیبوں نے بھی اللہ کے نیک بندوں کو ستایا، ان کی توہین کی، انہیں رسوا کرنے کی کوشش کی ان کا حشر بہت برا ہوا۔ تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لیے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ناراض کر کے اپنی آخرت کو برباد کر لیا۔ یہ ذہن میں محفوظ کر لینا چاہیے کہ برے خاتمے کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب اولیائے کرام اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ بغض و عداوت بھی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے: مَنۡ عَادٰی لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُہٗ بِالۡحَرۡبِ. (ترجمہ) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر رہا ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۰۵)

اس لیے ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اللہ کے برگزیدہ بندوں کی شان میں گستاخی اور زبان درازی سے پوری طرح احتراز کریں تاکہ ہمیں خاتمہ بالخیر کی دولت سے محرومی نہ ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں زندگی کے آخری لمحے تک اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سارے بزرگوں سے محبت رکھنے اور ان کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

خاتمہ بالخیر نعمتِ عُظمٰی

جس کسی کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ دنیا سے رحلت نصیب ہو جائے گویا اسے ایسی عظیم دولت مل گئی جس کے مقابلے میں کائنات کی ہر دولت ہیچ ہے۔ اس لیے ان تمام اسباب کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو اچھے خاتمے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید چیز عالمات اور نیک خواتین سے تعلق ہے اس لیے کہ عالمات، صالحات اور نیک بندیوں سے لگاؤ رکھنا قیامت کے دن سعادت مندی کا باعث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ.

(ترجمہ) آدمی کا حشر اس کے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۳۹)

یاد رکھیں! اگر ہماری محبت اللہ کی نیک بندیوں کے ساتھ ہوگی تو ان شاء اللہ ہمارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت یزید ابن شجرہ ارشاد فرماتے ہیں کے مرتے وقت آدمی کے سامنے اس کے اہل مجلس پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ لہو ولعب والی سوسائٹی میں پڑا رہا تو وہی لوگ پیش ہوتے ہیں اور اگر اہل خیر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا تو انہیں کو پیش کیا جاتا ہے۔

(شرح الصدور، حصہ اول، ص:۸٦)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہ ہر حال اللہ کے نیک بندوں اور بندیوں سے عقیدت رکھنا خاتمہ بالخیر کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے، ہمیں اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

خاتمہ بالخیر سے مراد محض موت کا آسانی سے آجانا ہی نہیں ہے کیوں کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صالح اور بزرگ حضرات کبھی کبھی خطرناک حادثے سے دوچار ہوکر اچانک وفات پا جاتے ہیں اور کبھی کوئی بد عمل شخص بڑی آسانی اور اچھی حالت میں رحلت کر جاتا ہے بلکہ خاتمہ بالخیر کا مطلب یہ ہے کہ ہماری موت کے وقت ہمارا ایمان سلامت ہو اور ہم اپنے بہترین اعمال اور رحمتِ خداوندی کی امیدوار ہوکر بارگاہ الٰہی میں پہنچیں، ایسی مبارک کیفیات کے ساتھ اگر کسی بندی کو بستر مرگ پر تکلیف کے ساتھ یا اچانک کسی حادثے میں موت واقع ہو بھی جائے تب بھی اسے خاتمہ بالخیر ہی کہیں گے۔

زبان پر کلمۂ طیبہ

رسولِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے مٹھاس عطا فرما دیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ مٹھاس عطا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ اسے انتقال سے قبل ایسے اعمال خیر کی توفیق عطا کرتا ہے کہ اس کے پاس پڑوس میں رہنے والے اس سے خوش ہوتے

ہیں اور بعد میں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۴۵۰)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا مرتے وقت آخری کلام کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیبہ ہو اور دل کے کامل یقین کے ساتھ وہ اسے پڑھے تو ان شاء اللہ اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ (ابوداؤد، حصہ سوم، ص:۱۹۰)

میت کے کپڑے

قریب الموت خواہ مرد ہو یا عورت اس کا لباس پاکیزہ اور صاف ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس کے اہل خانہ کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اگر مرنے والے کا لباس مَیلا یا کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اسے فوراً اتار کر صاف ستھرا لباس پہنا دیں۔ جیسا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان فرمایا: جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگا کر پہنے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مرنے والا ان کپڑوں میں ہی اٹھایا جائے گا جن میں اس نے وفات پائی ہوگی۔ (ابوداؤد، حصہ سوم، ص:۱۹۰)

جمعہ کو مرنا

جمعہ کے دن موت آنا باعثِ نجات ہے لیکن دن اور وقت چوں کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اس لیے مرنے والوں کی سعادت مندی کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم پر مبنی ہے۔ بہ ہر حال جس کسی کو جمعہ کے دن موت آئی ہو تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں وہ نیک انسان تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ. (ترجمہ) جو مسلمان (مرد یا عورت) جمعہ کے دن (یا شب جمعہ میں) مر جائے اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۳۷۸)

پیر کے دن سُنّت

پیر کے دن کی موت بھی باعث فضیلت ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اسی دن ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ اہل محبت پیر کے دن کو افضل سمجھتے ہیں۔ اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آخری بار حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی جب آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے کھڑے تھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخری حصے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہ پیر کا دن تھا۔ (نسائی شریف، حصہ چہارم، ص:۷)

مومن کی روح کیسے قبض ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ج وَ لَکُمْ فِیْھَا مَاتَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ o نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ o (ترجمہ) بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو، مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (حٰم السجدہ، آیت:۳۰-۳۲)

اس آیۂ مبارکہ کی مزید وضاحت حدیث پاک سے ہوتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت جب کسی نیک اور صالح بندے کی روح قبض کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں تو اس شان کے ساتھ آتے ہیں کہ ان کے ساتھ حسین اور خوب صورت چہروں والے فرشتوں کی ایک مقدس جماعت ہوتی ہے۔ یہ فرشتے جنّتی کفن اور جنّتی خوش بو لے کر آتے ہیں اور حضرت مَلک الموت علیہ السلام اپنے نرم وشیریں لہجے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: اُخْرُجِیْ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَۃً وَّ اَبْشِرِیْ بِرُوْحٍ وَّ رَیْحَانٍ وَّ رَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ. (ترجمہ) نکل جا اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی نکل، تو قابلِ تعریف ہے اور تجھے راحت اور خوش بو اور اس رب کی بشارت ہے جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس روح کو جنتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آسمانی ملائکہ کی جماعت یہ کہہ کر اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے: خوش آمدید اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی، داخل ہو جا، تو قابلِ تعریف ہے اور تجھ کو راحت وریحان اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے جو تجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ پھر فرشتوں کے اس نعرہ ہائے مبارکباد کی گونج میں یہ مبارک روح دربارِ الٰہی تک باریاب ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۲۳)

کافر کی روح کیسے نکلتی ہے؟

اللہ عزوجل قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَ لَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ o (ترجمہ) اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا، بدلہ اس کا کہ

اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔ (سورۂ انعام، آیت:۹۳)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ملک الموت جب کسی بُرے اور بدکار کی روح قبض کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں ان کے ساتھ کالے کالے چہروں والے ڈراؤنی شکل والے، عذاب کے فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے جن کے ساتھ ایک ٹاٹ ہوتا ہے اور ملک الموت اس بدکار انسان کے سرہانے بیٹھ کر نہایت تلخ اور سخت لہجے میں یہ کہتے ہیں: اُخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَةً وَّ اَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّ غَسَّاقٍ وَّ اٰخَرَ مِنْ شَکْلِهٖ اَزْوَاجٍ. (ترجمہ) نکل اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی، نکل تو لائقِ مذمت ہے اور تجھ کو گرم گرم پانی اور جہنمیوں کے پیپ اور اسی طرح کے قسم قسم کے عذابوں کی وعید ہے۔

پھر عذاب کے فرشتے اس روح کو جب جہنمی ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمانوں کا رُخ کرتے ہیں تو اس کے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور آسمانوں کے فرشتے اس روح کو یہ کہہ کر دھتکارتے اور پھٹکارتے ہیں کہ اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی ہم تیرے لیے خوش آمدید نہیں کہتے، تو واپس لوٹ جا، تو قابلِ مذمت ہے، اس لیے تیرے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور تو اس قابل نہیں کہ دربارِ الٰہی تک تیری رسائی اور باریابی ہو سکے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۲۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! غور کریں کہ جب ہم نیک بن جائیں گی اور نیکیاں کرنا ہماری عادت بن جائے گی تو ہم پر خصوصی کرم ہوگا کہ موت کے وقت ہمیں راحت ملے گی، فرشتے ہمارا خیر مقدم کریں گے اور آسمانوں میں مبارک بادیاں اور خوش خبریاں دی جائیں گی اور خدا نہ کرے! اگر ہم میں سے کوئی بدکار ہو تو اسے زندگی میں بھی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، موت کے وقت بھی فرشتوں کی ڈراؤنی شکلیں اور ترشیاں برداشت کرنی ہوں گی، بعدِ موت

قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا اور فرشتوں کی دھتکار و پھٹکار بھی کھانی ہوگی۔ اللہ کی پناہ! معلوم ہوا کہ ایک مومن کے مرنے اور ایک کافر کے مرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ماتم کرنا حرام ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُیُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ. (ترجمہ) وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر ضرب لگائی، گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کے الفاظ کا استعمال کیا۔ (غم کی وجہ سے)

(بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۸۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حدیث شریف میں ”لَیْسَ مِنَّا“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں، وہ ہمارے دین پر نہیں۔ ان الفاظ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اہلِ خانہ پر لازم ہے کہ افرادِ خانہ میں کسی کے انتقال پر زمانۂ جاہلیت کی طرح ماتم اور غم نہ منائیں کہ ایسا کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے۔ مصیبت کے وقت جس کسی نے بھی اپنے رخساروں پر طمانچے مارے یا گریبان پھاڑا یا اپنے سر کو دیوار پر مارا یا بال کاٹ دیے یا زمانۂ جاہلیت کی طرح ہائے مصیبت، ہائے ہلاکت، اس طرح ہائے ہائے کیا یا سینہ پیٹا اس نے جاہلوں والے کام کیے اور یہ سب دین سے دور ہونے کی علامات ہیں۔ خاص کر عورتوں میں یہ ساری باتیں زیادہ پائی جاتی ہیں، خواتین ہی بے صبری کی زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خدا سے ڈریں۔

اظہارِ غم یوں کریں

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحب زادی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا وفات کے قریب ہے آپ

تشریف لائیں۔نبیِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کے ساتھ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ جو چیز عطا فرماتا ہے وہ واپس بھی لے لیتا ہے لہٰذا صبر کیا جائے اور ثواب کی امید کی جائے۔آپ کی صاحب زادی نے پھر قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔

اب نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اُبَی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ اور کچھ افراد بھی تھے۔جب آپ تشریف لائے تو بچے کو آپ کے سامنے لایا گیا، بچے کی سانس مُضطرب تھی یعنی وفات کا وقت بہت قریب تھا (آپ نے جب اس حالت کو دیکھا) تو آپ کی آنکھوں نے آنسو بہانا شروع کر دیا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ (یعنی رونے کی کیا وجہ ہے) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۷۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اپنی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحب زادے حضرت علی بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اَشک بار ہوئے اور فرمایا کہ یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے تعلق سے ڈالی ہے۔معلوم ہوا کہ آنسو بہانا اگر دلی محبت کے نتیجے میں ہو اور چلاّ کر نہ ہو نیز دکھاوے کے لیے بھی نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ باعثِ نزولِ رحمت ہے۔

غسل دینے کی فضیلت

میت کو غسل دینے کا اجر بہت ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق میت کو غسل دینے والی گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتی ہے جیسے کہ آج ہی ماں کے

پیٹ سے پیدا ہوئی ہو۔چناں چہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میت کو غسل وکفن دیا اور خوش بو لگائی، کاندھا دیا، اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیوب ظاہر نہ کیے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہوجاتا ہے جیسے پیدائش کے دن پاک تھا۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۶۹)

قبر کی حقیقت

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ. (ترجمہ) قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۶۴۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اعمالِ حسنہ کے ذریعے تم اپنی قبر کو باغِ جنت بنا سکتی ہو اور اعمالِ بد تمہاری قبر کو جہنم کا ایک حصہ بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا نیک عمل کر کے اپنی قبروں کو جنت کا باغ بناؤ اور بُرے عمل سے اجتناب کر کے اپنی قبروں کو جہنم کا گڑھا ہونے سے بچاؤ۔اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں برے خاتمے اور قبر و حشر کے عذاب سے بچائے۔

اب ضمناً جنازے کے اہم مسائل اور غسل وکفن کا طریقہ بھی ملاحظہ کر لیں تاکہ میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے جیسے عظیم کارِ خیر کی انجام دہی کر کے اس کے فضائل اور اس پر ملنے والا اجرِ عظیم حاصل کر لیں۔یاد رکھیں کہ ایک مسلمان خاتون کو ان مسائل سے بھی واقف ہونا ضروری ہے۔

جب موت قریب آجائے

جب موت کا وقت قریب آجائے اور نشانیاں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ اسے دائیں کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف اس کا منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چِت لٹا کر اس کا پیر

قبلے کی طرف کر دیں کہ اس طرح بھی چہرہ قبلے کی طرف ہو جائے گا لیکن اس صورت میں سر کے نیچے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ دیں۔ اگر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں اسے تکلیف ہو تو جس حال پر ہے اسی حال پر چھوڑ دیں۔

جاں کنی کی حالت میں جب تک روح گلے تک نہ پہنچ جائے اسے کلمے کی تلقین کریں، اس طرح کہ اس کے پاس بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں لیکن اسے اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیں۔ جاں کنی کے وقت وہاں کچھ عورتیں یا گھر کے لوگ سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں اور مرنے والی کے ارد گرد نیک اور پرہیزگار عورتیں ہوں۔ جاں کنی کے وقت اس کمرے میں لوبان، اگر بتی یا اس جیسی کسی خوشبو کا ہونا مستحب ہے۔ اس وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس جگہ حاضر ہو سکتی ہیں لیکن وہ عورت جس کا حیض یا نفاس منقطع ہو گیا ہو اور اب تک اس نے غسل نہ کیا ہو اسی طرح جنبی مرد یا عورت اس جگہ موجود نہ ہوں۔ اس کمرے میں کسی جان دار کی تصویر بھی نہ ہو، اگر ہو تو فورا نکال دیں۔ اس لیے کہ جس جگہ تصویر، کتا یا جنبی مرد یا عورت ہوتے ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اگر نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت کریں۔

(ملخص از قانون شریعت، حصہ اول)

جب روح نکل جائے

جب روح نکل جائے تو آنکھیں بند کر دیں، ہاتھ، پیر اور ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی کر دیں۔ آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں "اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهَا اَمْرَهَا وَ سَهِّلْ عَلَيْهَا مَا بَعْدَهُ وَ اَسْعِدْهَا بِلِقَآئِكَ وَ اجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ" میت اگر مرد ہے تو عَلَيْهَا کی جگہ عَلَيْهِ اور اَسْعِدْهَا کی جگہ اَسْعِدْهُ کہیں۔ میت کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ اس کا پیٹ پھول نہ جائے لیکن اتنی بھاری نہ ہو کہ اس کی تکلیف کا

سبب بنے۔ حاملہ عورت کا انتقال ہوا اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے۔

میت کے ذمے قرض وغیرہ ہو تو جلد سے جلد ادا کر دیں یا قرض خواہ سے معاف کروالیں۔ اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک دین ادا نہ کر دیا جائے اس وقت تک میت کی روح معلق رہتی ہے۔ غسل اور کفن دفن میں جلدی کریں اس لیے کہ حدیث شریف میں اس کی بڑی تاکید وارد ہے۔ (ملخص از قانون شریعت، حصہ اول)

غسل دینے کا طریقہ

جس جگہ غسل دینا ہو وہاں اچھی طرح پردہ کر لیں کہ غسل دینے والی اور معاون عورتوں کے علاوہ کوئی اور نہ دیکھ سکے اور جس تختے پر نہلانا ہو سب سے پہلے اسے تین، پانچ یا سات مرتبہ دھونی دے لیں پھر اس پر میت کو لٹا کر گردن سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے چھپا دیں۔ لٹانے میں کوئی قید نہیں چاہیں تو اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلے کی طرف پیر کر کے یا جس طرح بھی آسانی ہو۔ نہلانے والی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کی جگہ دھلے، پھر نماز کی طرح وضو کرائے یعنی چہرہ اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھل کر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے۔ میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا، کلی کرانا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے البتہ کوئی کپڑا یا روئی بھگو کر دانتوں، مسوڑوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر کے بال کو خطمی (ایک قسم کی مٹی) یا پاک صابن یا بیسن یا اس جیسی کسی چیز سے اور اگر ایسی کوئی چیز نہ ہو تو صرف پانی سے دھو دیں۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پیر تک بیر کے پتے ڈال کر ابالا ہوا پانی بہائیں اور اگر بیر کے پتے والا پانی نہ ہو تو خالص نیم گرم پانی بھی کافی ہے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں پھر اپنی جانب ٹیک لگا کر بٹھا دیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کی جانب پیٹ پر ہاتھ پھیریں، اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام سے کچھ نکلے تو اسے دھو دیں اور وضو یا

غسل دوبارہ کرانے کی حاجت نہیں پھر اخیر میں سر سے پیر تک کافور کا پانی بہائیں اس کے بعد میت کے بدن کو کسی پاک وصاف کاٹن کے کپڑے سے دھیرے دھیرے پونچھ دیں۔

(ملخص از قانون شریعت، حصہ اول)

کفن کیسا ہو؟

اے خاتون جنت کی کنیزو! کفن کے تین درجے ہیں (۱) کفنِ ضرورت (۲) کفنِ کفایت (۳) کفنِ سُنّت۔ عورت کے لیے کفنِ سنت پانچ کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند۔ عورت کے لیے کفنِ کفایت تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار یا قمیص (۳) اوڑھنی۔ کفن ضرورت یہ ہے کہ جو میسر آئے اس سے کفن کیا جائے اور کم از کم اتنا ہو کہ پورا بدن ڈھک جائے۔

لفافہ: لفافہ کو چادر بھی کہتے ہیں، لفافہ ایسا ہونا چاہیے کہ میت کے قد سے اتنا زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

ازار: ازار کو تہہ بند بھی کہتے ہیں، سر سے پیر تک ہو یعنی لفافے سے اتنا چھوٹا جو لفافے میں باندھنے کے لیے زیادہ تھا۔

قمیص: قمیص کو کفنی بھی کہتے ہیں، کفنی گردن سے گھٹنوں تک ہو اور آگے اور پیچھے دونوں جانب برابر ہو۔ جاہلوں میں جو یہ رواج ہے کہ آگے زیادہ رکھتے ہیں اور پیچھے کم، یہ محض نادانی ہے۔ کفنی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ گردن سے گھٹنوں تک جتنا کپڑا ہوتا ہے اس کا دوگنا لے کر اسے ایک مرتبہ دُہر لیں اور سینے کی طرف چیر کر اس میں میت کی گردن ڈال دیں۔

اوڑھنی: اوڑھنی تین ہاتھ کی ہو یعنی ڈیڑھ گز کی۔

سینہ بند: سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

(ملخص از قانون شریعت، حصہ اول)

کفن پہنانے کا طریقہ

سب سے پہلے کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دے لیں پھر کفن اس طرح بچھائیں کہ سب سے پہلے بڑی چادر پھر تہہ بند پھر کفنی بچھائیں پھر میت کو اس کے اوپر لٹائیں اور کفنی پہنائیں، اس کے پورے بدن پر خوشبو ملیں اور سجدے کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں، کفنی پہنانے کے بعد عورت کے بالوں کے دو حصے کر کے اس کے دونوں کندھوں کی طرف سے سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر نقاب کی طرح ڈال دیں کہ سینے پر رہے، زندگی کی طرح اوڑھنی اڑھانا خلاف سنت ہے۔ اس کے بعد ازار یعنی تہہ بند پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹیں، اس کے اوپر لفافہ پہلے دائیں طرف سے پھر بائیں طرف سے لپیٹیں تا کہ دایاں جانب اوپر رہے پھر سب سے اوپر سینہ بند پستان کے اوپر سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

چند ضروری مسائل

☆ عورت کا انتقال ہو جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ دیکھنا جائز ہے، دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

☆ میت کے غسل کے لیے نئے گھڑے وغیرہ کی ضرورت نہیں، گھر کے استعمال کی بالٹی وغیرہ سے غسل دے سکتی ہیں۔

☆ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ میت کو جن برتنوں سے غسل دیا گیا ہے اسے توڑ دیا جاتا ہے اور گھر میں رکھنا نحوست سمجھا جاتا ہے، یہ سراسر جہالت اور ناجائز وحرام ہے۔ ہاں اگر میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے فقیر وغیرہ کو دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ نو سال سے زیادہ عمر کی بچی ہو تو اسے پورا کفن دیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ نو برس سے کم عمر والی بچی کو بھی پورا کفن دیا جائے اور اگر چاہیں تو دو کپڑے میں بھی کفن دینا جائز ہے۔

☆ میت کے غم میں کپڑے پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر دھول ڈالنا، چھاتی پیٹنا، ران پر ہاتھ مارنا وغیرہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔

☆ آواز سے رونا منع ہے اور آواز نہ نکلے تو اس میں حرج نہیں، ایسا رونا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آنسو اور دل کے غم پر اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا، البتہ زبان کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور رونے والوں کی وجہ سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے کہ مردہ بھی روتا ہے۔

☆ تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (ملخص از قانون شریعت، حصہ اول)

☆☆☆

نواں باب

عالَم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس وجن کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ (بہار شریعت)

قبر میں انسان کی روح کو لوٹا دیا جائے گا اور فرشتے اس سے سوال کریں گے، رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ. (ترجمہ) انسان کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جائے گا، اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اس شخص کو بٹھائیں گے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص: ۲۳۹)

روح کو لوٹانا، فرشتوں کا آکر اس شخص کو بٹھانا اور سوال و جواب یہ مومنوں، کافروں، نیک، بُرے سب لوگوں سے ایک جیسا ہوگا، البتہ مومنین اور کفار کے جوابات میں فرق ہوگا اور قبر میں راحت وعذاب میں بھی فرق ہوگا۔

مُنکَر نَکیر کیسے ہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، دونوں کے رنگ سیاہ ہوں گے، دونوں کی آنکھیں نیلی ہوں گی، ان میں سے ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ مردے کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں۔

(سنن نسائی، حصہ چہارم، ص: ۹۷)

اللہ تعالیٰ ان کو اس صفت (یعنی رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی) پر اس لیے بھیجے گا تاکہ ان میں دہشت اور ہولناکی پائی جائے اور ان کو دیکھ کر کفار حیران ہو جائیں اور ان سے ڈریں۔ اس طرح وہ جواب دینے میں حیران ہوں گے۔ مومنوں کی صرف آزمائش ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے گا، وہ کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مومن دنیا میں عذابِ قبر اور منکر ونکیر سے ڈرتا ہے تو اس وجہ سے قبر میں اللہ تعالیٰ اسے منکر ونکیر سے امن میں رکھ کر دنیا میں جو انہیں خوف رہا ہے اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

مُنکَر و نکیر نام کیوں؟

منکر ''اَنکَرَ'' سے اور نکیر ''نکر'' سے لیا ہوا ہے اور ان دونوں کا معنیٰ ''نہ پہچانا ہوا'' ہے، یعنی اجنبی۔ ان کا نام منکر نکیر اس لیے ہے کہ میت ان کی صورتیں پہلی مرتبہ دیکھے گا، ان کا چہرہ میت کے لیے بالکل اجنبی ہوگا بس اسی اجنبیت کی وجہ سے انہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

ضروری وضاحت

ارشادِ ربانی ہے: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ o

(ترجمہ) تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

(سورۂ تکاثر، آیت: ۱)

اس آیت سے ہمیں یہ احساس دلایا جارہا ہے کہ تم مرتے دم تک حرص وہوس میں گرفتار رہتی ہو جب کہ تمہارا اصل ٹھکانہ قبر ہے۔

میت کو اس کی قبر میں اپنے اعمال کے اعتبار سے عذاب یا ثواب ہوگا۔ یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ عذاب وثواب کا تعلق صرف قبر ہی سے نہیں ہے کہ جو قبر میں دفن کیا جائے بس اسی پر عذاب اور اسی کے لیے ثواب ہے بلکہ اگر بدن گل جائے یا خاک میں مل جائے تو بھی اس پر عذاب وثواب ہوگا کیوں کہ اس کے اصلی اجزا قیامت تک باقی رہیں گے اور انہیں پر عذاب وثواب ہوگا اور انہیں اجزا سے بہ روزِ قیامت بدن تیار کیا جائے گا۔ یہ اجزا ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اور اتنے چھوٹے ہوتے ہیں جو کسی مائیکرو اِسکوپ (Microscope) یعنی خُرد بین سے بھی نہیں دیکھے جاسکتے، یہ اجزا ایسے ہوتے ہیں کہ نہ انہیں زمین گلاسکتی ہے اور نہ ہی آگ جلاسکتی ہے۔

قبر کے سوالات

دُنیا کی زندگی میں ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرنے والی اور اُس کے لیے ہر طرح کی کوشش میں لگی رہنے والی بندی دنیا کی تمام عیش وعشرت کی چیزوں کو چھوڑ کر محض سفید وسادہ لباس میں ایک ایسے اندھیرے مکان میں آکر زمین پر سوگئی ہے جہاں نہ شوہر ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور، بس وہ ہے اور اُس کی تنہائی، اندھیرا ہے اور اِس اجنبی مکان میں ہونے والا ایک ایسا امتحان جس کا پرچہ آج سے چودہ سو برس پہلے ہی نکل چکا ہے۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بے بس ومجبور، بے یار ومددگار ہوکر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ اور مددگار کا

انتظار کر رہی ہوگی کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراؤنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں میت سے تین سوالات کرتے ہیں۔

پہلا سوال: ''مَنْ رَّبُّکِ؟''
تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال: ''مَا دِیْنُکِ؟''
تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال: ''مَا کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ فِی هٰذَا الرَّجُلِ؟''
ان کے بارے میں تو کیا کہتی تھی؟

مومنہ کے جوابات

اے خاتون جنت کی کنیزو! جیسا کہ مذکورہ بیان سے آپ نے معلوم کیا کہ قبر میں ہونے والے امتحان کے سوالات کا پرچہ چودہ سو سال پہلے نکل چکا ہے۔ تو اگر دُنیا میں میت نے اُس امتحان کے دینے کی فکر کر کے اسلام کی نصابی کتاب ''قرآنِ مقدس'' کا مطالعہ کیا ہوگا، نیز احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے ارشادات سے زندگی کو سنوارنے کی کوشش کی ہوگی تو اُس امتحان کے موقع پر ان شاء اللہ بلا جھجک مُنکر نکیر کے ہر سوال کا بڑی آسانی سے خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دے گی:

پہلے سوال کا جواب: ''رَبِّیَ اللّٰهُ''
میرا رب اللہ ہے۔

دوسرے سوال کا جواب: ''دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ''
میرا دین اسلام ہے۔

تیسرے سوال کا جواب: ''هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ''

وہ اللہ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

فرشتے کہیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ مومنہ بندی اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے کہے گی: قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُ. (ترجمہ) میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لائی اور تصدیق کی۔ سبحان اللہ!

مومنہ بندی کے اس پیارے جواب پر غیب سے ندا آئے گی اور فرشتہ رب تعالیٰ کی جانب سے یوں اعلان کرے گا: صَدَقَتْ اَمَتِیْ فَاَفْرِشُوْهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبِسُوْهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَ افْتَحُوْا لَهَا بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ. (ترجمہ) میری بندی نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنت کے کپڑے پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو۔

پھر اس کی قبر میں جنتی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی، قبر اس کی حدِّ نگاہ تک کشادہ کر دی جائے گی اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے یوں کہیں گے: نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ. (ترجمہ) اے بندی! اس طرح سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے کہ اسے صرف وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے بڑھ کر اس کا محبوب ہے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۲۳۹)

کافرہ کے جوابات

اے خاتون جنت کی کنیزو! چوں کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے عیش وعشرت کا گھر اور جنت نما ہے تو اگر دنیا میں (معاذ اللہ) بندی کافرہ رہی اور اسی کفر پر اُس نے زندگی گزار دیا یہاں تک کہ اُس کی نظر میں دُنیا کی ہوس، لالچ، ظلم، زیادتی، دھوکہ دہی، اسلام دشمنی، بغاوت، شانِ رسالت میں گستاخی اور نہ جانے کیسے کیسے افعالِ قبیحہ، خُرافات، واہیات بسے رہے اور من مانی زندگی نے اُس کے دل سے مرنے کا احساس تک مٹا دیا۔

حد یہ کہ وہ اب دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھنے لگی اور قبر اور اُس میں ہونے والے امتحان نیز اس کے سوال و جواب کو بھی فراموش کر بیٹھی ۔ نہ اُس کے دل نے دینِ اسلام کی دعوت کا اثر قبول کیا اور نہ ہی اس نے پیغمبرِ اسلام کی دعوت کا خیال کیا، محض پتھروں کی دنیا میں کھوئی رہی، ایک سے زائد جھوٹے خداؤں کی مت والی بن کر انہیں نجات دہندہ یقین کرتی رہی، شیطان کے مکر و فریب میں ایسی پھنس گئی کہ خداوندِ ذوالجلال کی شان میں بھی گستاخیاں کرنے لگی (معاذ اللہ) خُدائے واحد عزوجل کے لیے کبھی جھوٹ بولنے کا امکان ثابت کی، خُدا کی مخلوق کو الوہیت اور عبادت میں خُدا کا شریک ٹھہرائی، خُدا کو کبھی کسی کا باپ کہا، کبھی کسی کا بیٹا کہا، فرشتوں جیسی معصوم مخلوق کو خُدا کی بیٹیاں کہا، خدائے واحد کی بارگاہ میں آوارہ پیشانیوں کو خالص اُسی کی عبادت کا شوق دلانے کے لیے جو پیغمبر تشریف لائے ان کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتی رہی کہ اچانک موت کے جھٹکے نے اُسے برزخی گڑھے میں پہنچا دیا، جہاں نہ شوہر ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بے بس و مجبور بے یار و مددگار ہو کر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ کا انتظار کر رہی ہوگی کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراؤنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں وہی تین سوالات کریں گے۔

منکر نکیر کے سوالات سُن کر وہ کافرہ حیران و پریشان ہو جائے گی اور ہیبت زدہ ہو کر بڑبڑانے لگے گی اور اس کے منہ سے بے ساختہ ”ھَاہُ ھَاہُ لَا اَدْرِیْ“ کے الفاظ نکلیں گے یعنی ہائے افسوس، ہائے افسوس! مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔

اس کافرہ میت کا یہ جواب سُن کر آسمان سے مُنَادِی فرشتہ ندا دے گا: کَذَبَتْ فَافْرِشُوْهَا مِنَ النَّارِ وَ افْتَحُوْا لَهَا بَابًا اِلَى النَّارِ. (ترجمہ) یہ جھوٹی ہے، اس کے لیے قبر میں جہنمی بچھونا بچھاؤ اور اس کی قبر میں جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔

چناں چہ اس کی قبر میں جہنم کی گرمی اور لُو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دب کر دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۲۳۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! عبرت کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دُنیا کی زندگی اسی لیے عطا فرمائی ہے کہ ہم یہاں رہ کر اُخروی زندگی کی فکر کریں تا کہ قبر میں آسانیاں ہوں، حشر میں مشکلات سے چھٹکارا ملے اور ہم جنت کی مستحق بن جائیں۔ اگر ہم نے اِس زندگی میں عبرت حاصل نہیں کی تو ہمارے لیے قبر میں تنگی اور حشر میں پریشانی ہوگی اور ہمارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ساری مصیبتوں سے بچائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دنیا میں رہتی ہوئی آخرت میں پیش آنے والے حالات کا آج ہی جائزہ لیں، اُس میں کامیاب ہونے کی دنیا ہی میں کوشش کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

تو ہم اس کھیتی میں کچھ ایسے بیج بوئیں کہ عالم برزخ میں اس کی فصل سایہ فگن ہو جائے اور آخرت میں اُس کے پھل ہمارے لیے باعثِ تسکین ہوں، اس طرح ہم اللہ کی نوازش اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ پا کر نعمتِ دارین سے مالا مال ہو جائیں گی۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے دنیا میں ہمیں سرخ روئی نصیب فرمائے، انتقال کے بعد قبر کے امتحان میں بھی ہمیں کامیابی نصیب فرمائے، حشر میں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔

اچھی صورت

اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (مومنہ میت) کے

پاس ایک شخص آئے گا جس کا چہرہ خوبصورت ہوگا، لباس حسین ہوگا جس سے خوش بو مہک رہی ہوگی، وہ کہے گا: تمہیں بشارت ہو اس چیز کی جو تمہیں خوش کررہی ہے، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا، وہ (مومنہ میت) اس شخص سے پوچھے گی تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بھلائی لا رہا ہے، وہ کہے گا: میں تمہارا نیک عمل ہوں، وہ عرض کرے گی: اے میرے رب! قیامت قائم فرمادے یہاں تک کہ میں اپنے اہل وعیال اور اس کو حاصل کرلوں جس کی میں مستحق ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ سوم، ص:۵۴)

بُری شکل

قبر میں کافرہ کے پاس ایک شخص آئے گا جو بہت بُری صورت والا ہوگا، اس کے کپڑے نہایت ہی گندے ہوں گے، ان سے بدبو آرہی ہوگی، وہ اس سے کہے گا کہ آج تم خوش ہوجاؤ، تمہیں پریشان کُن عذاب ملنے والا ہے، یہی وہ دن ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا رہا اور عذاب کا وعدہ کیا جاتا رہا، وہ کہے گی: تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو بہت ہی بدصورت ہے، جو شر ہی شر بتا رہا ہے۔ وہ کہے گا: میں تمہارا بُرا عمل ہوں، وہ کافرہ عرض کرے گی: اے میرے رب! قیامت کبھی قائم نہ ہو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ سوم، ص:۵۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان کے اعمال کو جسم کی شکل دے دی جائے گی اور جیسے اعمال ہوں گے ویسی ہی شکل ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمالِ بد گندگی اور میل ہیں تو جس طرح گندگی اور میل سے ہم بچتے ہیں ویسے ہی ہمیں بُرے اعمال سے بھی بچنا چاہیے۔

ایک عبرت ناک خواب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر ہماری طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے

کوئی خواب دیکھا؟ تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا اور آپ اس کی مناسب تعبیر بیان فرماتے، ایک دن آپ نے اسی طرح سوال فرمایا تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم میں سے کسی نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، تو اس پر آپ نے اپنا طویل خواب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا کہ آپ کو دو شخص ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور امت کے گنہ گاروں پر برزخی زندگی میں جو عذاب ہورہے ہیں ان کا تفصیل سے مشاہدہ کرایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جھوٹ کا انجام

آپ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک دوسرا شخص لوہے کا زَنبُور (ایک قسم کا ہتھیار) لیے ہوئے کھڑا ہے اور وہ اس زَنبُور سے بیٹھے ہوئے شخص کے ایک گلّے کو گُدّی تک چیر دیتا ہے، پھر دوسرے گلّے کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے، اتنے میں پہلا گلّہ صحیح ہوجاتا ہے، برابر اس کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جارہا ہے۔ بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جس کا گلّہ چیرا جارہا ہے وہ جھوٹا شخص ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے لوگ اس کی بات دنیا میں عام کردیتے تھے۔

بے عمل عالِم کا انجام

ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ گُدّی کے بل لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے سر کے پاس بڑا سا پتھر لیے ہوئے کھڑا ہے جس سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا ہے پتھر لڑھک کر کچھ دور چلا جاتا ہے تو اتنے میں کہ اسے وہ اٹھا کر لائے اس کا سر پھر ویسا ہی صحیح وسالم ہوجاتا ہے پھر اس کو مارتا ہے اور یہی سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اس کے تعلق سے معلوم ہوا کہ وہ عالم دین تھا جو نہ تو رات میں علمی مشغولیت میں رہتا تھا اور نہ دن میں اس پر عمل کرتا تھا۔

حرام کار کا انجام

اسی خواب میں آپ نے ایک بڑا گڑھا دیکھا جو آگ کے تنور کے مانند تھا، جس کا

اوپری حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ بہت کشادہ تھا جس میں آگ دہک رہی تھی، اس میں ننگے مرد و عورت تھے جو جل بھن رہے تھے، جب آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو وہ اُوپر آکر نکلنے کے قریب ہوجاتے پھر نیچے تہہ میں چلے جاتے۔ ان سے متعلق پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ حرام کار وزنا کار لوگ ہیں قیامت تک ان کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔

سود خور کا انجام

اسی طرح آپ نے دیکھا کہ خون کی نہر کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے کنارے پر دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لیے موجود ہے، جب نہر والا شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ شخص پتھر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا ہے۔ اس سے متعلق جب آپ نے دریافت کیا تو بتلایا گیا کہ یہ سُود خور شخص ہے، قیامت تک اسے خون کی نہر میں رہنا پڑے گا۔

(بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۱۵۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی چوں کہ وحی کے درجے میں ہوتے ہے لہٰذا خواب میں جو حالتیں دکھائی گئیں ہیں ان کے سچے ہونے میں کسی شک وشبہ کا امکان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو برزخ میں ہونے والے عذاب کے یہ حالات بتائے ہیں جو مذکورہ جرائم میں مبتلا لوگوں کے ساتھ نہ معلوم کب تک ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مومنین ومومنات کو ان اَسباب سے محفوظ رکھے جن کی وجہ سے عذابِ جہنم واجب ہوجاتا ہے۔

گھر جیسا پیٹ

سفر معراج سے متعلق بعض روایتوں میں ہے کہ اس سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے انسان کے رہنے کے گھر ہوتے ہیں اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ سود کھانے والے بدنصیب لوگ ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۶۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ ہے حرام کمائی کا بدترین وبال، اس لیے ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اپنی آمدنی خالص حلال رکھنی چاہیے۔

گستاخ کا عبرت ناک انجام

اِبن عساکر نے حضرت اَعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور پر پاخانہ کر دیا، وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی قبر سے چیخنے اور کتوں کی طرح بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۷۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کے محبوب بندوں کی گستاخی سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ بزرگوں سے عقیدت رکھیں اور ہرگز ہرگز ان کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی نہ کریں۔

زینت کرنے والے کا انجام

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کچھ مردوں کو دیکھا جن کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ مرد ہیں جو حرام (اجنبی عورتوں) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے زیب وزینت کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ میں نے ایک بدبودار کنواں دیکھا جس سے چیخ وپکار کی آواز آرہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو مَردوں کو رِجھانے کے لیے زیب وزینت کرتی تھیں جو اُن کے لیے حلال نہیں ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۶۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج اکثر خواتین کا یہ حال ہے کہ اپنے شوہر کے لیے

کبھی شاذ و نادر ہی زینت کرتی ہیں لیکن اگر باہر نکلنا ہو تو خوب اچھی طرح میک اَپ وغیرہ کر کے نکلتی ہیں تاکہ ان کا چہرہ جاذبِ نظر ہو جائے۔ ایسی خواتین کو اس روایت سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔

آج ہمارے معاشرے میں زنا کاری بھی عام ہوتی جا رہی ہے، اس کی متعدد وجہیں ہیں، جن میں سے چند وجہیں اس طرح کی ہیں (۱) اچھے سے اچھا رشتہ ڈھونڈنے کے چکر میں بچوں اور بچیوں کی شادی میں دیر کرنا (۲) بے پردگی (۳) مردوں اور عورتوں کا اختلاط (۴) فلموں اور سیریلوں کا دیکھنا جن سے ذہن خراب ہوتے ہیں (۵) فرینڈ شپ کے نام سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ملنا (۶) کالجوں اور آفسوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا مل جل کر رہنا (۷) فیشن پرستی (۸) دینی علوم سے ناآشنائی (۹) اسلامی قوانین سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی کوئی پرواہ نہ کرنا وغیرہ۔ یہ سب آخرت کے عذاب سے بے فکری کا نتیجہ ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کے تقاضوں کے قطعاً خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اخلاق وآداب خود سیکھنے اور اپنے بچوں کو سکھانے اور اُن پر عمل کرکے اپنی دُنیا وآخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بے نمازی کا انجام

بعض روایتوں میں یہ تفصیل ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کی کھوپڑی کو ایک بڑے پتھر سے اس زور سے مارا جاتا ہے کہ اس کا مغز نکل کر باہر آجاتا ہے اور پتھر دور جاکر گرتا ہے، جب آپ نے اس بدنصیب شخص کے بارے میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جو عشا کی نماز سرے سے پڑھتا ہی نہیں تھا اور دیگر نمازیں بھی وقت سے بے وقت پڑھتا تھا لہٰذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

(شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۶۹)

چُغل خُور کا انجام

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک بڑے قینچے سے اس کے کلے چیرے جا رہے ہیں، اس سے متعلق معلوم کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص لوگوں کی چغلیاں کھاتا تھا جس سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو جاتا تھا۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۶۹)

زنا کار کا انجام

اور امت کے زنا کاروں کو آپ نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ ننگے ہونے کی حالت میں آگ کے بڑے کمرے میں بند ہیں اور وہاں سے اتنی سخت بدبو اور تعفن اٹھ رہا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ناک شدید بدبو کی وجہ سے بند کرنی پڑی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ زنا کار مرد وعورت ہیں اور یہ شدید ناقابل برداشت بدبو ان کی شرم گاہوں سے آرہی ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۶۹)

سفرِ معراج میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک طرف ایک تازہ دسترخوان پر حلال گوشت رکھا ہے اور دوسری طرف دوسرے طشت میں سڑا ہوا گوشت موجود ہے مگر لوگ حلال گوشت چھوڑ کر حرام سڑا بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال راستہ کو چھوڑ کر حرام راستہ اختیار کرتے ہیں۔ (مثلاً مرد کے پاس حلال اور طیب بیوی موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر ایک زانیہ بدکار فاحشہ کے ساتھ شب باشی کرتا ہے یا عورت کے پاس حلال شوہر موجود ہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہ کر غیروں کے پاس رات گزارتی ہے)

اور آپ نے کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پستانوں کے ذریعہ لٹکا دی گئی ہیں اور وہ چیخ وپکار کر کے اللہ سے فریاد کر رہی ہیں، ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بھی زنا کار عورتیں ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، حصہ دوم، ص:۳۹۰، ناشر: دار الکتب العلمیۃ)

واعظوں کا انجام

معراج کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، آپ نے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ امت کے بے عمل فتنہ میں مبتلا واعظ ہیں۔ (جو دسروں کو تو نصیحت کرتے تھے مگر خود اس پر عامل نہیں تھے)

(مشکوٰۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۴۲۵)

خیانت کا انجام

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم راہ بقیع کے قبرستان سے گزرا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُف، اُف فرمایا: مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ مجھ سے یہ ناگواری کا کلمہ فرما رہے ہیں، چناں چہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضور! مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مطلب؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے دیکھ کر ''اُف'' فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں دیکھ کر میں نے یہ کلمہ نہیں کہا بلکہ اس قبر والے فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلے کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے وہاں ایک کُرتا خیانت کر کے چھپا لیا تھا اب اسی جیسا آگ کا کرتا اسے قبر میں پہنا دیا گیا ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۳۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یہ روایت قومی وملی کام کرنے والی خواتین کے لیے سخت خطرے کا پتہ دیتی ہے کہ اگر مالی ذمے داری کی ادائیگی میں کوتاہی برتی گئی تو قبر میں ہولناک عذاب کا اندیشہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

دھوکے بازی کا انجام

عبد الحمید ابن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے

ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ''ذَاتُ الصَّفاح'' (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، چناں چہ ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی، وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کر دو، اللہ کی قسم! اگر تم اس کے لیے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہ ہر حال اسے اسی حالت میں دفن کر دیا گیا۔ سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا، اس نے بتایا کہ اس کا معمول تھا کہ وہ غلّہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھُس ملا دیتا تھا۔ (دھوکے سے بھُس کو غلے کی اصل قیمت پر فروخت کرتا تھا) (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۷۴)

غسل نہ کرنے کا انجام

ابان ابن عبد اللہ بَجَلی کہتے ہیں کہ ہمارے ایک پڑوسی کا انتقال ہو گیا، چناں چہ ہم اس کے غسل اور تجہیز وتکفین میں شریک رہے مگر جب ہم اسے قبرستان لے کر پہنچے تو اس کے لیے جو قبر کھودی گئی تھی اس میں بلی جیسا ایک جانور نظر آیا، لوگوں نے اسے وہاں سے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ وہاں سے نہیں ہٹا، مجبور ہو کر دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی جانور موجود ملا، تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا، عاجز آ کر لوگوں نے اسی کے ساتھ اس کو دفن کر دیا۔ ابھی قبر برابر ہی کی گئی تھی کہ قبر سے ایک زبردست دھماکے کی آواز سنی گئی، لوگوں نے اس کی بیوی کے پاس آ کر اس کے حالات معلوم کیے تو پتہ چلا کہ وہ غسلِ جنابت نہیں کرتا تھا۔

(شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۷۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ عادت عورتوں میں سب سے زیادہ عام ہے کہ جنابت کی حالت میں کئی کئی دن گزار دیتی ہیں اور غسل نہیں کرتیں جس کی وجہ سے انہیں قبر کا عذاب بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

جاسوسی کا انجام

حضرتِ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مدینے میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہوگیا، بھائی نے کفن دفن کا انتظام کیا پھر اسے یاد آیا کہ دفن کرتے وقت اس کی ایک تھیلی قبر میں رہ گئی ہے، چناں چہ وہ اپنے ایک ساتھی کو لے کر قبرستان گیا اور قبر کھود کر اپنی تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم ذرا ہٹ جاؤ میں بغلی قبر کی اینٹ ہٹا کر اپنی بہن کو دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے جیسے ہی اینٹ ہٹائی تو دیکھا کہ پوری قبر آگ کے شعلوں میں گھری ہوئی ہے، اس نے جلدی سے قبر بند کی اور اپنی والدہ سے آکر بہن کا حال معلوم کیا تو والدہ نے بتایا کہ وہ نماز دیر کر کے پڑھتی تھی اور جب پڑوسی سو جاتے تو وہ کمروں کے دروازے پر کان لگا کر ان کے چُھپے ہوئے راز حاصل کیا کرتی تھی۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۱۷۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ دونوں برائیاں آج ہمارے درمیان بہت عام ہیں، اکثر خواتین دوسروں کے بھید چوری چھپکے معلوم کرتی ہیں اور پھر آپس میں انہیں بیان کرتی ہیں اور اسے فخر محسوس کرتی ہیں۔ دوسری چیز جو اس روایت میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز تاخیر سے پڑھنا بھی اس کی عادت تھی یعنی وہ نماز پڑھتی تو تھی لیکن سستی کی وجہ سے موخر کر دیتی تھی جس کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم تو پوری کی پوری نماز چھوڑے بیٹھی رہتی ہیں اور ہمیں اس کی بالکل پرواہ نہیں رہتی۔

عذابِ الٰہی کی ہولناکیوں کے یہ چند عبرت ناک واقعات تھے، انہیں بار بار پڑھیں اور ان سے عبرت حاصل کریں اور یہ بھی ذہن نشیں کر لیں کہ دنیا کی معمولی عزت اور

اس کے فانی عیش کے حصول میں ہم بڑے بڑے گناہوں کی مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کی شکار ہوتی رہتی ہیں جس کا نتیجہ عذابِ قبر اور عذابِ قیامت ہے۔

☆☆☆

ساتواں حصہ

فضائل و آداب

اس امت پر اللہ عزوجل کا غایت کرم ہے
کہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر بڑے بڑے
ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایسے بہت سے

مختصر اعمال ہیں جن کی انجام دہی ثوابِ
عظیم کی باعث ہے۔

پہلا باب

فضائلِ "بسم اللّٰہ"

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی فضیلتیں، برکتیں اور خوبیاں بہت زیادہ ہیں۔ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس کی چند خوبیوں اور برکتوں کو قرآن و احادیث کے ذریعہ واضح کرتے ہیں تا کہ مسلمان عورتیں اس کی برکتوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھا سکیں۔

قرآن کی کنجی

قرآن مقدس اللہ عزوجل کی عظیم کتاب ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے۔اس کی آیتیں مومنوں کے لیے شفا ہیں اس کے ایک ایک حرف میں دس دس نیکیاں اللہ عزوجل نے مقرر فرمائی ہیں۔قرآن مقدس دنیا و آخرت کی پریشانیوں کا علاج ہے۔قرآن مقدس رحمتوں کا خزانہ ہے لیکن اس عظیم رحمت والے خزانے سے مالا مال ہونے کے لیے پہلے سچے دل

سے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھیں پھر اس خزانے کو کھولیں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی رحمتوں کو حاصل کریں۔

جائز کام کی ابتدا

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر جائز کام سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ضرور پڑھ لیا کریں۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر خدانخواستہ اس کام میں کوئی عیب یا نقص رہنے والا ہو تو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی برکت سے وہ نقص یا عیب دور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر سایہ فگن ہوگی اور خدائے قدیر اس کام میں برکتیں عطا فرما دے گا۔

اس لیے کہ جو عورت اپنے جائز کام کی ابتدا میں اپنے رب کو نہ بھولی تو بھلا اس کی رحمت اسے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی اہم کام "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے شروع نہ کیا جائے وہ کام ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔ (تفسیر در منثور، حصہ اول، ص:۲۶)

لہٰذا جو عورت اپنے کام کو مکمل کرنا چاہتی ہو وہ اپنے کام کی ابتدا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے ہی کرے۔

بخشش کا ذریعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" بڑی عمدگی اور خوبی سے لکھا اس کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔
(شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۲۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" تو پڑھتے ہی ہیں

لیکن عمدگی اور خوبی سے ایک بار پڑھ لیں تو بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ لہٰذا جب بھی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھیں تو نہایت ہی عمدگی اور خوبی سے پڑھا کریں۔ اس میں خدائے کریم کے تین اسمائے حُسنیٰ ہیں۔ ایک اسمِ ذات "اللّٰه" اور دو اسمائے صفات "الرَّحْمٰن" اور "الرَّحِيْم" ان اسما کو عمدگی اور خوبی سے پڑھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور جو دل اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرے گا اللہ تعالی اسے اپنے قربِ خاص سے ضرور سرفراز فرمائے گا۔

نرالا انداز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی آقا رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اللہ کی تعظیم کے لیے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" عمدہ شکل میں تحریر کرے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ (تفسیر دُرِّ منثور، حصہ اول، ص:۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ذرا غور تو کریں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم گناہ گار عورتوں کا کتنا خیال ہے، آپ کی خواہش ہے کہ کسی طرح ہماری بخشش ہو جائے، لیکن ہم کتنی غافل ہیں کہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا خیال نہیں رکھتیں۔ افسوس! آج ہماری ماں اور بہنیں اپنے بچوں کو انگریزی لکھنا، پڑھنا تو ضرور سکھاتی ہیں لیکن قرآن شریف پڑھنا اور لکھنا نہیں سکھاتیں۔ اگر ہمیں یا ہماری اولاد کو عربی پڑھنا آتا تو مذکورہ حدیث پاک پر عمل پیرا ہو کر اپنی نجات تلاش کرتیں اور "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ادب کے ساتھ لکھتیں تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پروردگار عزوجل ہمیں بخش دیتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علاج

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ایک بار علیل ہو گئے اور شکم میں شدید درد ہوا آپ نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا، اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ

الصلوۃ والسلام کو جنگل کی ایک گھاس بتائی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کھایا۔ اللہ کے فضل سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفا مل گئی، پھر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام اسی مرض میں مبتلا ہوئے، آپ نے پھر وہی گھاس کھائی لیکن اس مرتبہ مرض بڑھ گیا، آپ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے پروردگار! میں نے پہلے اسے کھایا تو فائدہ ہوا اور اب کھایا تو مرض بڑھ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار گھاس کے لیے تم میرے حکم سے گئے تھے لہٰذا شفا ملی اور دوسری بار تم خود گئے اس لیے مرض میں اضافہ ہو گیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پوری دنیا زہرِ قاتل ہے اور اس کا تریاق (علاج) میرا نام ہے۔

(تفسیر کبیر، حصہ اول، ص:۱۵۲)

ہلاکت سے حفاظت

مروی ہے کہ فرعون نے اپنی خدائی کے دعویٰ سے پہلے ایک محل بنوایا تھا اور اس کے باہر دروازہ پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجے گئے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی، لیکن اس کی سرکشی اور شرک و کفر کو دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے پروردگار! میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں لیکن اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تم اس کی ہلاکت چاہتے ہو۔ اے موسیٰ تم تو اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس نے کلمۂ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اپنے باہری دروازے پر لکھ لیا وہ ہلاکت سے بے خوف ہو گیا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھلا اس مسلمان مرد اور عورت کا عالم کیا ہو گا

جنھوں نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ''کو ساری زندگی اپنے قلب کی حیات کا ذریعہ بنائے رکھا ہو۔ (تفسیر کبیر حصہ اول،ص:۱۵۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج اکثر عورتیں پریشانی کی شکایت کرتی ہیں لیکن اس کا سبب تلاش نہیں کرتی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان عورتوں کے گھروں کے باہری دروازوں پر ان کے شوہروں اور ان کے لڑکوں کے نام کی پلیٹ تو لگی ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نام کی پلیٹ نہیں لگی ہوتی۔ ہمیں چاہیے کہ خوبصورت طریقے سے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھوا کر اس کی تختی باہر کے دروازہ پر لگادیں ان شاءاللہ گھر کی بھی حفاظت ہوگی اور گھر والوں کی بھی حفاظت ہوگی۔

تباھی سے چھٹکارہ

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تباہی میں پڑ جاؤ تو''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' پڑھو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کئی طرح کی مصیبتیں دور فرماتا ہے۔

(کنز العمال، حصہ دوم، ص:۱۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سب سے بڑی تباہی مال و دولت کی قلت نہیں بلکہ عورتوں کا گناہوں کے دلدل میں دھنسنا ہے۔ اگر تباہی اور ذلت وخواری کے دلدل سے باہر نکلنا چاہتی ہو تو''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کو زندگی بھر کے لیے اپنا وظیفہ بنالو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جتنا فاصلہ ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۱۸)

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی احترام اور تعظیم کے سبب زمین سے کوئی کاغذ اٹھاتا ہے جس میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھا ہو تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے والدین کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔

(تفسیر درمنثور، حصہ اول، ص:۲۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا کاغذ تعظیم کے سبب زمین سے اٹھایا جائے تو صدیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا گھروں میں اخبار وغیرہ میں جو نام باری تعالیٰ لکھے ہوتے ہیں ان کی تعظیم کرنی چاہیے بلکہ جہاں کہیں بھی ایسا پرچہ نظر آئے یا اخبار نظر آئے اس کو فوراً اٹھالیں اسے اونچی، پاک وصاف اور بلند جگہ پر رکھ دیں یا مسجد کے صندوق میں احتیاط سے ڈلوادیں۔

جھنم سے نجات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب استاذ بچے سے کہتا ہے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ استاد، بچے اور اس کے والدین کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (تفسیر درمنثور، حصہ اول، ص:۲۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہماری مائیں اور بہنیں اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم تو دلاتی ہیں جس کا فائدہ تو صرف دنیا میں ہوسکتا ہے آخرت میں نہیں، لیکن اگر وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لیے مدرسہ میں بھیجتی ہیں تو بچے کی زبان سے نکلے ہوئے پہلے لفظ کی برکت سے بخشش کا پروانہ مل جاتا ہے لہٰذا اپنے بچوں کو دین کی طرف مائل کریں اور آخرت سنواریں۔

کامل وضو

جب کوئی ایمان والا مرد یا عورت وضو کرنے سے قبل "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" پڑھ لیتا ہے تو وہ اعضائے وضو پانی سے دھل جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ان کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اور اعضائے وضو کے سوا بدن کے دوسرے حصے پر جہاں وضو کا پانی نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ اسے اپنے رحم و کرم کے پانی سے دھو دیتا ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! دیکھا آپ نے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کی برکت؟ تمام اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ وضو کرنے سے قبل "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" نیز ہر عضو کو دھوتے وقت "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" ضرور ضرور پڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے طفیل میں ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

ایمان کی دولت نصیب ہوئی

سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام سے جب ہُدہُد نے ملکۂ صبا بلقیس کے تخت شاہی اور فرماں روائی اور کفر و الحاد کا ذکر کیا تو سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے بلقیس کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی اور اطاعت گزاری کا حکم دیا۔ اس خط کی ابتدا آپ نے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" سے فرمائی۔ جس کا تذکرہ بلقیس نے اپنے درباریوں میں اس طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں فرمایا: (ترجمہ) بلقیس بولی اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔ اور اس طرح بلقیس نے اللہ کے نام اور اس کے نبی کے بھیجے ہوئے خط کی تعظیم کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس تعظیم کی برکت سے ایمان کی دولت نصیب فرمائی اور سیدنا سلیمان کے زوجیت میں داخل ہونے کا موقع نصیب فرما کر قربتِ نبی سے سرفراز فرما دیا۔ (تفسیر کبیر، حصہ اول، ص:۱۵۳)

علاج دردِ سر

قیصر شاہِ روم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے مستقل دردِ سر رہتا ہے۔ آپ میرے لیے کوئی دوا بھیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جب بھی اس ٹوپی کو وہ اپنے سر پر رکھتا اس کا دردِ سر جاتا رہتا اور جب اسے اتار دیتا پھر دردِ سر شروع ہو جاتا۔ اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک کاغذ ملا جس پر "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر کبیر، حصہ اول، ص:۱۵۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بڑے بڑے طبیب جس بیماری کے علاج سے عاجز ہیں ان بیماریوں کا علاج اللہ عزوجل کے کلام میں ہے۔ اے کاش! ہماری بہنوں کا لگاؤ قرآن مقدس سے ہو جاتا اور اپنی بیماریوں کا علاج دواؤں کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کے کلام سے بھی کرتیں جو یقیناً شافی ہے، لیکن افسوس ہماری بہنوں کا عالم یہ ہے کہ وہ طبیبوں کی دوا پر تو بھروسہ کرتی ہیں لیکن اللہ کے کلام پر کامل بھروسہ نہیں کرتیں جس کی وجہ سے تاثیر نظر نہیں آتی۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو قرآن مقدس سے فیض حاصل کرنے اور "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زہر بے اثر

کسی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی نشانی طلب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں ہمیں کوئی نشانی دکھائیے تاکہ ہم اسلام قبول کر سکیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے پاس زہر قاتل لاؤ۔ اس کا ایک طشت لایا گیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" پڑھ کر سب پی لیا اور اللہ کے فضل سے سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ دیکھ کر مجوسیوں نے کہا کہ یہ دین حق ہے۔ (تفسیر کبیر، حصہ اول، ص:۱۵۵)

سبحان اللّٰہ ! کیا ایمان تھا ان بزرگوں کا اور ذات باری تعالیٰ پر کتنا اعتماد تھا؟ اللہ ان بزرگوں کے ایمان کا صدقہ ہماری بہنوں کو بھی نصیب فرمائے اور صحابۂ کرام کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔

حجاب ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی آدم اپنے کپڑے اتارتے ہیں اس وقت اگر وہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ لیں تو یہ ان کی شرمگاہوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔ اس طرح شیطانی نگاہیں انسانی شرمگاہوں تک پہنچ نہیں سکتیں۔

اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب یہ اسم الٰہی انسان اور دشمن جنوں کے درمیان حجاب اور پردہ بن سکتا ہے تو کیا یہی اسم الٰہی آخرت میں ہمارے اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان حجاب نہ بن سکے گا۔ (تفسیر رازی، حصہ اول، ص:۱۵۵)

وہ شخص ملعون ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جہاں زمین پر ایک تحریر تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے اپنے ساتھ کے ایک شخص سے فرمایا: زمین پر گرے ہوئے اس کاغذ پر کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سرکار صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ کیا (گرایا) وہ ملعون ہے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا جو مقام ہے وہی اسے دو۔

(تفسیر درمنثور، حصہ اول، ص:۲۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سے ثابت ہوا کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی توہین کرنے والا ملعون ہے۔ لہٰذا خدارا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"

لکھا ہوا کاغذ زمین پر ہرگز نہ پھینکیں بلکہ کہیں نظر آئے تو اسے ادب اور تعظیم کے ساتھ بلند مقام پر رکھیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں قرآن مقدس کی تعظیم کرکے اس کے فیوض وبرکات سے مالامال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

تین ہزار نام

تفسیر کبیر کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے تحت ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار کو صرف انبیا علیہم السلام جانتے ہیں اور ایک ہزار میں سے تین سو نام توریت شریف میں اور تین سو نام انجیل شریف میں اور تین سو نام زبور شریف میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں حق تعالیٰ کے جو تین نام آئے ان تین میں تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہٰذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کرلیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کرلیا۔ (تفسیر نعیمی)

چار نہریں

صاحبِ تفسیر روح البیان نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور جنتوں کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں ملاحظہ فرمائیں ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شرابِ طہور کی اور چوتھی شہد کی۔ جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ دوسرے فرشتے نے کہا ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ ایک جگہ لے گیا، وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازہ پر قفل (تالہ) لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا دروازہ کھولو۔ عرض کیا اس کی چابی ہمارے پاس نہیں بلکہ

آپ کے پاس ہے یعنی ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ کر قفل کو ہاتھ لگایا دروازہ کھل گیا۔اندر جا کر ملاحظہ فرمایا
کہ اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم
۱ ۲ ۳ ۴

اور بسم اللہ کی (میم) سے پانی جاری ہے اور اللّٰہ کی (ھا) سے دودھ جاری ہے
اور رحمٰن کی (میم) سے شراب طہور جاری ہے اور رحیم کی (میم) سے شہد۔اندر سے
آواز آئی اے میرے محبوب! آپ کی امت میں سے جو شخص ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ'' پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر روح البیان، جلد یازدہم، ص:۹)

''بِسْمِ اللّٰہِ'' کیوں؟

(۱) جس کام کی ابتدا اچھی ہو اس کی انتہا بھی اچھی ہوتی ہے۔بچے کے پیدا ہوتے ہی
اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اس کی ابتدا اللہ کے نام پر ہو اور اس کی تمام زندگی
بخیریت گزرے۔

(۲) دکان دار اپنی پہلی بکری کے وقت زیادہ بھاؤ تاؤ نہیں کرتا تاکہ سارا دن تجارت
کے لیے اچھا گزرے۔اسی طرح ہماری بہنوں کو چاہیے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ
کے نام سے کریں تاکہ بخیر وخوبی انجام کو پہنچے۔

(۳) حکومت کے مال پر حکومت کی کوئی علامت لگا دی جاتی ہے تاکہ کوئی چور اس کو لیتے
وقت خوف کرے اور چُرا نہ سکے کیوں کہ حکومت کے مال کی چوری ایک قسم کی بغاوت ہے۔
اسی طرح مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ'' پڑھ لیں تاکہ وہ رب العالمین کی نشانی بن جائے اور شیطان چور اس میں اپنا دخل نہ

دے سکے۔اور حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ جس جائز کام کی ابتدا میں ''بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' نہ پڑھی جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔اور ''بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کے پڑھ لینے سے وہ کام محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۴) آدمی جس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اس کو اسی کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔اگر ہماری
بہنیں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' زیادہ پڑھیں گی تو ان شاء اللہ دونوں جہاں میں رحمت
الٰہی ان کے ساتھ رہے گی کیوں کہ ہماری بے شمار بہنیں صبح سے لے کر رات تک بے شمار جائز
اور ناجائز کام کرتی ہے اور اگر جائز کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھیں تو صبح سے شام تک رب کا
ذکر ان کی زبان پر جاری رہے گا۔جس کی وجہ سے رحمت الٰہی ان کے ساتھ رہے گی۔البتہ
ناجائز کام کی ابتدا میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

(۵) دنیا کے سارے کام عورت کے لیے زہر قاتل ہوتے ہیں کیوں کہ یہ رب تعالیٰ سے
غافل کرنے والے ہیں اور اس کا تریاق رب عزوجل کا نام ہے تو جو عورت رب عزوجل کے
نام سے اپنے کام شروع کرے گی۔خدا چاہے تو اس کا کوئی کام ذکر الٰہی وخوف خدا سے اسے
غافل نہ کرے گا۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی نے مرتے وقت وصیت کی تھی
کہ میرے کفن میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھ کر رکھ دینا۔لوگوں نے اس کی وجہ
پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قیامت کے دن میری دستاویز ہوگی جس کے ذریعہ میں
رحمت الٰہی کی درخواست کروں گا۔ (تفسیر نعیمی، جلد اول، ص:۴۲)

بِسْمِ اللّٰہ کے ۱۹/ حروف

تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' میں ۱۹/ حروف ہیں
اور دوزخ پر عذاب کے فرشتے بھی انیس ہیں۔امید ہے کہ اس کے ایک حرف کی برکت

سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دور ہوجائے گا۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر لیے اور انیس گھنٹوں کے لیے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے انیس حروف عطا فرمائے گئے جو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا ورد کرتا ہے ان شاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شمار ہوگا اور ہر وقت کے گناہ معاف ہوں گے۔ (تفسیر رازی، جلد اول، ص:۱۵۶)

ترازو کا پلہ

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی کوئی دعا رد نہیں ہوتی جس کے آغاز میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہو۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن بلاشبہ میری امت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور میزان میں اس کی نیکیاں وزنی ہوجائیں گی۔ اس وقت دوسری امتیں کہیں گی کہ امت محمدیہ کے ترازو میں کس قدر وزنی اعمال ہیں؟ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے جواب میں فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کا آغاز اللہ کے تین ایسے ناموں سے ہے کہ ان کو اگر ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں (گناہ) دوسرے پلے میں رکھ دی جائیں تب بھی یقیناً نیکیاں ہی بھاری ہوں گی۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۱۸)

کھانے اور گھر میں داخل

کھانے سے قبل اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھنے کی حدیث شریف میں بڑی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نہ پڑھی جائے شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہوجاتا ہے۔ (مسلم شریف، حصہ سوم، ص:۱۵۹۸)

یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم نے اتنی برکت کسی بھی کھانے میں نہیں دیکھی تھی۔ مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کیوں ہوا۔ ارشاد فرمایا: ہم سب نے کھانے کے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھے کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۳۸، ص:۵۰۴)

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ساتھ چند خواتین کھانا کھائیں اور ان میں سے ایک نے بھی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نہ پڑھی تو پورے کھانے کی برکت چلی جاتی ہے اور اس ایک کے نہ پڑھنے کی وجہ سے شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" بلند آواز سے پڑھیں تاکہ ساتھ والوں کو بھی یاد آجائے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذُریت (اولاد) سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنے کو ملے گا، نہ کھانا اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو اپنی ذُرّیت سے کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی بھی جگہ ملی اور کھانا بھی ملا۔ (مسلم شریف، حصہ سوم، ص:۱۵۹۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! پتہ چلا کہ اگر ہم ذرا سی غفلت برتیں اور بسم اللہ نہ پڑھیں تو شیطان اپنی ذرّیت (اولاد) کے ساتھ ہمارے گھر میں بھی گھس آتا ہے اور کھانے

میں بھی شریک ہوجاتا ہے جس سے کھانے کی برکت بھی چلی جاتی ہے اور پورے گھر میں بے برکتی رہتی ہے اور اگر بسم اللہ پڑھنا ہمارا معمول رہا تو ہمارے کھانے میں بھی برکتیں نازل ہوں گی، گھر بھی خیر و برکت سے معمور رہے گا اور شیطان کی ذریت سے مکان وسامان سب محفوظ ہوجائیں گے۔

لہٰذا ہمیں بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ اس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرسکیں اور ہرگز اس سے غفلت نہ برتیں ورنہ شیطان ہمارے کام میں شریک ہوجائے گا۔

بسم اللہ شریف کے فوائد وفضائل بہت زیادہ ہیں طوالت کے خوف سے ہم نے ان میں سے کچھ یہاں ذکر کیا اس امید پر کہ ہماری اسلامی بہنیں اس کی افادیت واہمیت کو سمجھیں گی اور اس کے پڑھنے لکھنے کی جانب پوری توجہ دیں گی اور خیر و برکت سے مالا مال ہوں گی۔ ربِ پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے اسے ذریعۂ نجات بنائے۔

بسم اللہ سے متعلق چند مسائل

بسم اللہ قرآن مقدس کی پوری آیت ہے مگر کسی سورت کا جز نہیں بلکہ سورتوں میں فاصلہ کرنے کے لیے اتاری گئی ہے۔ اسی لیے نماز میں اس کو آہستہ ہی پڑھتے ہیں۔

مسئلہ: سوا سورۂ توبہ کے باقی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کرے لیکن اگر کوئی شخص سورۂ توبہ سے ہی تلاوت شروع کرے تو وہ تلاوت کے لیے بسم اللہ پڑھ لے۔

مسئلہ: ہر جائز کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے، ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ اگر کوئی بسم اللہ کہہ کر، غیبت کرے، جھوٹ بولے تو کفر کا اندیشہ ہے۔ شامی میں ہے کہ بدبودار چیزیں (جیسے پیاز، لہسن وغیرہ) کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: برہنہ ہوکر یا پاخانے میں پہنچ کر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ: نمازی نماز میں جب کوئی سورت پڑھے، آہستہ بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جو جائز کام بھی بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے گا اس میں برکت نہ ہوگی۔

☆☆☆☆

دوسرا باب

تلاوتِ قرآن کے فضائل

قرآن مقدس اللہ عزوجل کی نازل کردہ کتاب اور دنیا کی ہر کتاب سے افضل ہے۔ تلاوت قرآن مقدس پر اللہ عزوجل متعدد نیکیاں عطا فرماتا ہے جس سے متعلق بہت ساری احادیث مبارکہ موجود ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جارہی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے۔ قرآن پاک کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو مخلوق پر۔ جو عورت قرآن پاک کی تعظیم کرتی ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتی ہے اور جو قرآن پاک کی تعظیم نہیں کرتی وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو کوئی حیثیت نہیں دیتی۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول ہوگی اور ایسا مخالف ہے جس کی مخالفت سنی جائے گی۔

جوعورت قرآن کو اپنے آگے کرے گی قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گی اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔ کلام الٰہی کی تعلیم حاصل کرنے والے مرد اور عورت سے جو عداوت و دشمنی کرتا ہے وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے کتابُ اللہ کو اپنے پاس رکھنے والو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی کتاب کی تعظیم کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ تم اس کی دعوت پر لبّیک کہو وہ تم سے مزید محبت فرمائے گا اور تم کو اپنی مخلوق میں مقبول و محبوب بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت رفع فرماتا ہے اور یقیناً کتابُ اللہ کی ایک آیت سننے والوں کی جزا ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے والوں کا اجر زیرِ آسمان کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں ''عظیم'' کہا جاتا ہے۔ یہ سورت قیامت کے دن اپنے یاد کرنے والوں کے لیے قبیلۂ ربیعہ و مُضَر کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کرے گی اور یہ سورۂ یٰسٓ ہے۔

(تفسیر قرطبی، حصہ پانزدہم، ص: ۲-۳، ناشر: دار الکتب المصریۃ)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! قرآن مقدس کی تعظیم کریں اور اس کی تلاوت کریں ان شاءاللہ دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

تلاوت کے آداب

تلاوت کرنے والی عورت کو چاہیے کہ اپنے سر کو قبلہ رو جھکا کر ادب اور وقار کے ساتھ تلاوت کرے۔ نماز کے اندر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے۔ بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پڑھنے میں بھی ثواب ہے مگر کم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے ''اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ

وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''

(ترجمہ) وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت: ۱۹۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تینوں حالتوں میں ذکر کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے مگر کھڑے ہو کر ذکر کرنے والوں کو سب پر مقدم کیا ہے۔ پھر بیٹھ کر اور پھر سو کر ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: جو کوئی نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اس کے لیے ہر حرف پر سو نیکیاں ہیں اور جو کوئی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے لیے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو کوئی نماز کے باہر باوضو پڑھتا ہے اس کے لیے پچیس نیکیاں ہیں اور جو کوئی بغیر وضو پڑھتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص: ۲۷۵)

قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا حفظ سے تلاوت کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ قرآن کا اٹھانا، چھونا اور اس کا دیکھنا یہ سب عبادت ہے۔ قرآن دیکھ کر پڑھنے کے فضائل اپنے مقام پر آئیں گے۔ یہاں صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

دو ہزار درجہ

طبرانی نے ''معجم'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پاک حفظ سے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا وہی درجہ رکھتا ہے جو فضیلت فرض کو نفل پر حاصل ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص: ۵۰۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کھڑے رہ کر بیٹھ کر بلکہ ہمیشہ اپنے رب عزوجل کے کلام کو پڑھتے رہنے کی کوشش کرو۔

تلاوت کی مقدار

تلاوت کس مقدار میں کرنا چاہیے، صحابۂ کرام اوراسلاف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ اس میں مختلف رہا ہے۔ بعض حضرات رات دن میں ایک قرآن ختم کرتے، بعض دو اور بعض تین تک تلاوت کرتے اور بعض ایک ماہ میں ایک قرآن ختم کرتے۔ لیکن عام لوگوں کے لیے تین دن سے کم میں ختم کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ فِي اَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ۔ جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اس کو سمجھا نہیں۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۹۶)

اس حدیث کا مصداق یہی ہے کہ عام طور پر ذہن کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والی قرآن سمجھ نہ سکے گی۔ اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا گویا اس میں عام حال کی خبر دی گئی ہے۔ لیکن خاصانِ خدا، اولیاء اللہ کی شان نرالی ہے وہ حضرات قرآنِ عظیم کم سے کم وقت میں یوں ختم فرماتے ہیں کہ آیت پوری صحت کے ساتھ ادا بھی کرتے اور خوب سمجھتے اور دل میں محفوظ بھی رکھ لیتے ہیں جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے اور مسائلِ شرعیہ کا بھی ان آیتوں سے استنباط فرماتے یہ ان کی کرامت ہے۔ بعض حضرات دس دن میں ختم کرتے اور بعض سات دن میں اکثر صحابہ اور اسلاف کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر عمل رہا ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتی ہوئی کم از کم قرآن مقدس کو ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ختم کرلیا کریں۔

حصوں میں تلاوت کرنا

جو عورت ہفتہ میں ایک بار ختم کرسکتی ہے وہ قرآن مقدس سات حصوں میں تقسیم کرے کہ یہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی شب میں ''سورۂ بقرہ'' سے شروع کرکے ''سورۂ مائدہ'' تک پڑھتے اور سنیچر کی شب میں ''سورۂ انعام'' سے ''سورۂ ھود'' تک اور اتوار کی شب میں ''سورۂ یوسف'' سے ''سورۂ مریم'' تک اور پیر کی شب میں ''سورۂ طٰہٰ'' سے ''سورۂ قصص'' تک اور منگل کی شب میں ''سورۂ عنکبوت'' سے ''سورۂ صٓ'' تک۔ اور بدھ کی شب میں ''سورۂ تنزیل'' سے ''سورۂ رحمٰن'' تک اور جمعرات کی شب میں ''سورۂ واقعہ'' سے ''سورۂ ناس'' تک اس طرح قرآن ختم کردیتے۔

دوران تلاوت رونا

تلاوت کے ساتھ رونا مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اگر نہ روسکو تو رونے جیسا انداز اختیار کرلیا کرو۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۲۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ'' وہ اہل ایمان روتے ہوئے سجدہ ریز ہوجاتے ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۱۰۹)

بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قراءت کررہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۱۹۶)

حقوق آیات کا لحاظ رکھنا

سجدہ کی آیت آئے تو تلاوت کرنے والی سجدہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور ہائے ہلاکت کہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت، ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ سجدہ ریز ہو گیا اور اس کو جنت مل گئی۔ مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اس لیے میرے حصے میں جہنم ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۱،ص:۵۷۷)

چودہ سجدے

(۱)سورۂ اعراف (۲) سورۂ رعد (۳) سورۂ نحل (۴) سورۂ بنی اسرائیل(۵)سورۂ مریم (۶)سورۂ حج (۷)سورۂ فرقان (۸) سورۂ الٓم تنزیل (۹) سورۂ صٓ (۱۰)سورۂ نمل (۱۱) سورۂ حٰمٓ السجدہ (۱۲)سورۂ نجم (۱۳) سورۂ انشقاق (۱۴) سورۂ اقرا

آیت سجدہ پڑھتے یا سنتے ہی فوراً سجدہ کر لے اگر کوئی چیز مانع ہو تو اس وقت صرف یہ آیت ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ'' پڑھ لے اور بعد میں جب بھی موقع ملے فوراً سجدہ کر لے۔

سجدہ کیسے کرے

یہ وہ سجدہ ہے جو آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے واجب ہو جاتا ہے اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کھڑی ہو کر ''اللہ اکبر'' کہتی ہوئی سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہے پھر ''اللہ اکبر'' کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے۔

سجدہ کب کرے

سجدۂ تلاوت کے لیے تکبیرِ تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔

مثلاً طہارت، استقبالِ قبلہ، نیت، وقت، سترِ عورت وغیرہ۔

مسئلہ: اگر آیتِ سجدہ نماز ہی میں تلاوت کی گئی تو سجدۂ تلاوت فوراً نماز ہی میں کرنا واجب ہے۔

سجدہ کب نہ کرے

طلوعِ آفتاب یعنی سورج نکلنے کے وقت، غروبِ آفتاب یعنی سورج ڈوبنے کے وقت اور نصف النہار یعنی زوال کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا جائز نہیں۔ اس وقت اگر کسی کی تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ آ جائے تو ان اوقات کے گزرنے کے بعد سجدہ ادا کرے۔

تلاوت کی ابتدا

تلاوت کی ابتدا ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' سے کرے اور اس کے بعد ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' بھی مستحب ہے۔

تعوذ کب پڑھے ؟

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' ترجمہ: اللہ کی پناہ چاہتی ہوں شیطان مردود سے۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے پہلے چونکہ استعاذہ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' یعنی جب تم قرآن پڑھو تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے۔ اسی لیے قرآن پاک کی ابتدا سے پہلے ''اعوذ باللّٰہ'' پڑھنے کا حکم ہے، اس کے پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ کا حفظ و امان حاصل ہوتا ہے اور شیطانی مکر و کید سے نجات مل جاتی ہے۔ جس بہن کو شیطانی وسوسے زیادہ آتے ہوں اسے چاہیے کہ اس کا کثرت سے ورد کرے۔

فضائل تعوذ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو حضورِ قلب کے ساتھ ''اَعُوْذُ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" پڑھے تو رب تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی، جلد اول، ص:۳۱)

اور "بستان التفاسیر" میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی روزانہ دس بار "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" پڑھ لیا کرے۔ حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو کہ اس کو شیطان سے بچاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی، جلد اول، ص:۳۱)

اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص پر غصہ بہت وارد تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی، جلد اول، ص:۳۱)

مسائلِ تعوذ

مسئلہ: شروع تلاوت میں "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: جب کوئی عورت اپنی ٹیچر سے قرآن عظیم یا کوئی دوسری کتاب پڑھتی ہو تو اس کے لیے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" آہستہ پڑھنا سنت نہیں۔

مسئلہ: شیطان چوں کہ اللہ و رسول اور اہل ایمان کا دشمن ہے اس لیے اس سے بیزاری کا اظہار کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

مسئلہ: عزازیل کا نام لینا بھی قرآن نے گوارہ نہیں کیا بلکہ شیطان، رجیم، ملعون وغیرہا القابِ بد سے ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا و رسول کے دشمن کی اہانت علی الاعلان جائز و درست اور تعلیم قرآن کے مطابق ہے۔ (بہار شریعت)

تلاوت کیسے ختم کریں

تلاوت سے فارغ ہوتے وقت ان کلمات کو ادا کرنا بہتر ہے "صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ اَللّٰھُمَّ انْفَعْنَا بِہٖ وَبَارِکْ لَنَا فِیْہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعَالَمِیْنَ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمَ" ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے ہم تک اسے پہنچایا۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لیے اس میں برکت دے۔ تمام حمد و ثنا اللہ عزوجل کے لیے جو سارے عالم کا رب ہے اور میں اللہ عزوجل حیّ و قیوم سے مغفرت کا سوال کرتی ہوں۔

خوش آوازی سے تلاوت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ" تم اپنی (اچھی) آواز سے قرآن کو مزین کرو۔ (سنن ابوداؤد، حصہ دوم، ص:۴)

مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتظار فرما رہے تھے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاخیر سے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کیسے تاخیر ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ میں قراءت سن رہی تھی میں نے اس سے اچھی آواز نہیں سنی۔ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور اس شخص سے بہت دیر تک سنتے رہے پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش ہے کہ جس نے میری امت میں ایسے شخص کو بھی پیدا فرمایا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۲۵)

اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بار قراءت سنی تو فرمایا کہ ان کو آلِ داؤد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔ (سنن نسائی، حصہ دوم، ص:۱۸۰)

جب حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ تعریفی

کلمات پہنچے تو انہوں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سرکار سن رہے ہیں تو میں اور حسین وجمیل آواز میں پڑھتا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص:۴۶۷)

معمولی سمجھنے والے کو تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ قَرَأالْقُرْاٰنَ ثُمَّ رَاٰی اَنَّ اَحَدًا اُوْتِیَ اَفْضَلَ مِمَّا اُوْتِیَ فَقَدِ اسْتَصْغَرَ مَا اَعْظَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی'' جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کو جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب مل سکتا ہے تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تلاوتِ قرآن کا اتنا عظیم ثواب ہے کہ تلاوت کرنے والی نے اگر یہ سمجھا کہ اس کے جیسا ثواب کسی اور عبادت پر ملا تو اس نے اسے معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت عظیم ترین عبادت ہے۔

اور اس حدیث میں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے اجر وثواب کو ہرگز ہرگز کوئی معمولی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست ثواب مقرر فرمایا ہے۔ پروردگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں تلاوتِ قرآن کے ثوابِ عظیم سے مالا مال فرمائے اور ہمیں قرآن مقدس کی شفاعت نصیب فرمائے۔

قرآن کا انعام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآنِ پاک قیامت کے دن آئے گا اور کہے گا اے پروردگار اسے آراستہ فرمادے۔ چنانچہ اسے عزت وشرف کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے

پروردگار اسے اور نواز دے اس کے بعد اسے عزت وشرف کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب اس سے راضی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر قرآنِ مقدس کی تلاوت کرنے والے سے کہا جائے گا تم قرآن پڑھتے جاؤ اور بلندی پر چڑھتے جاؤ یہاں تک کہ وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۷۸)

روز قیامت قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والیوں کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ قرآن کی سفارش سے ان کو عزت وشرف کے تاج اور اعزاز کے لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتی چلی جائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند ہوگا۔

مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اُتْرُجَّہ کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ تلخ ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل (اندرائن) کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۴۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اُتْرُجَّہ ایک بہت ہی عمدہ قسم کا میوہ ہوتا ہے۔ اس حدیث میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے والوں کو اترجہ کی طرح بتایا گیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ تمام ممالک کے پھلوں میں سب سے بہتر اور عمدہ پھل ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ یہ پسندیدہ اوصاف کا جامع ہوتا ہے اس کی

بہت سی خصوصیات ہیں۔ مثلاً یہ بڑا اور خوبصورت ہوتا ہے چھونے میں نرم اور ملائم، رنگ باعث کشش کہ دیکھنے والے خوش ہو جائیں کھانے سے پہلے طبیعت اس کی خواہش مند ہوتی ہے۔ کھانے والے کو کھانے کی لذت سے محظوظ کرنے کے ساتھ ساتھ عمدہ خوشبو معدہ کی نرمی اور ہضم کی قوت دیتا ہے بہ یک وقت یہ میوہ چار حواس دیکھنے چکھنے سونگھنے اور چھونے کے فائدے دیتا ہے اس کے علاوہ اس کی تاثیراتی خصوصیات اور فوائد طب کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری عربی، حصہ ۲۵، ص: ۲۰۰)

اُمّت کو بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۂ ''طٰہٰ و یٰسٓ'' پڑھی۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا اس امت کو بشارت ہو جس پر قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کے لیے خیر وخوبی ہو جو اسے اپنے اندر محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لیے خوش خبری ہو جن سے قرآنی الفاظ ادا ہوں گے۔

(مشکوۃ شریف حصہ اول، ص: ۲۶۲)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اسی نے اسے ظاہر فرمایا اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان فرمایا۔ اس حدیث سے جہاں قرآن پاک کی عظمت ثابت ہوتی ہے وہیں اُمتِ محمدیہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ فرشتوں نے آسمان وزمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے اس قرآن کی حامل امت کو مبارکباد پیش کی اور حافظِ قرآن کو بشارت دی اور جن زبانوں سے قرآنی الفاظ نکلتے ہیں انہیں بھی خوش خبری دی۔

سُبْحَانَ اللّٰہ ! کتنا احسان ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ان کے صدقے

میں قرآن ملا اور ان کے صدقے میں رحمٰن ملا اور فرشتے بھی سرکار کے صدقے میں اس امت پر رشک کرتے ہیں۔ اب ہماری ذمے داری ہے کہ قرآن مقدس کی تلاوت کر کے اس کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوں۔

چودھویں کے چاند کے مثل

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے اور وہ اس میں غور وفکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو اپنی اولاد کو چند آیتوں کی تعلیم دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے گا اور ان کی اولاد سے کہا جائے گا پڑھو۔ چنانچہ جیسے جیسے وہ آیت پڑھیں گے اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند فرمائے گا اور وہ وہاں تک پہونچیں گے جہاں تک قرآن کا حصہ ان کا ساتھ دے گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ دوم، ص: ۲۶۴)

جن کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرتی ہے ان کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ وہ تاج اگر دنیا میں نمودار ہو جائے تو ہماری آنکھیں اس کے دیدار کی تاب نہ لاسکیں اور ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو قیمت میں پوری دنیا سے بڑھ کر ہوں گے اور ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور وہ کل قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے جائیں گے اور ہر آیت کے ساتھ ان کے درجے بلند ہوں گے۔ لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی اولاد اس عظیم سعادت سے محروم رہی وہ خود بھی اس بڑے اعزاز سے محروم ہوں گے۔ (اللہ کی پناہ) وہ ماں باپ غور فرمائیں جو دنیاوی مال کے حصول کے لیے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم سے ہٹا کر دوسری راہوں پر لگا دیتے ہیں۔ وہ خود بھی اس محرومی کا شکار ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کی محرومی کے ذمہ دار بھی بنتے ہیں۔

دعوتِ فکر

بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ''، یعنی تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور جن کی ذمے داری ان کے سر ہے ان کے بارے میں ان سے سوال ہوگا۔ (بخاری شریف، حصہ دوم، ص:۵)

لہٰذا ہر کسی پر اپنی اولاد کی تعلیم واصلاح کی ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ جنھوں نے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم اور علوم دینیہ کی طرف متوجہ کیا قیامت کے دن ان کے سروں پر نور کا تاج بھی ہوگا اور وہ اپنی ذمے داری سے سبکدوش بھی ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے اپنی اولاد کو غلط راہوں پر لگایا بظاہر ان کو بہت ساری دولت تو حاصل ہوگئی دنیاوی اعزازات بھی مل گئے لیکن ان میں اگر اسلامی تعلیمات کی روح باقی نہ رہی اور وہ بے راہ روی کے شکار ہوگئے تو اس کا خمیازہ خود اولاد کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی بھگتنا ہوگا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ حدیث پاک ہم سب کو دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ ہم اپنی اولاد کو وقتی خوشی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں یا دائمی سعادت کے راستہ پر چلاتے ہیں؟

قبر کا ساتھی

بزاز کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کر جاتا ہے اور اس کے اہل خانہ تجہیز وتکفین میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت قرآن حسین وجمیل شکل میں آتا ہے اور اس قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب تک وہ کفن میں لپیٹ نہ دیا جائے پھر جب وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر ہوتا ہے پھر جب اس کو قبر کے اندر رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس سے اس کے رشتے دار رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں اتنے میں قرآن آتا ہے اور اس میت اور ان فرشتوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ وہ

دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں ہٹو تاکہ ہم اس سے سوال کریں۔ تو قرآن کہتا ہے کہ رب کعبہ کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ یہ میرا ساتھی اور دوست ہے اور اس کی حمایت وحفاظت سے کسی حال میں باز نہیں آسکتا (اس کی پوری حمایت کرتا رہوں گا) اگر تمھیں کسی اور چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس حکم کی تعمیل کے لیے جاؤ اور میری جگہ چھوڑ دو کیوں کہ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرلوں گا اس سے رخصت نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا کہ میں قرآن ہوں جسے تم آواز یا بلا آواز پڑھتے تھے۔

(مسند بزار، حصہ ہفتم، ص:۹۷، ناشر: مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قرآن کی جس عورت نے کماحقہٗ قدر کی اس سے شغف رکھا اس کا مطالعہ کیا اس کی تلاوت کی اور اخلاص کے ساتھ عمل کیا تو ان شاء اللہ قرآن یقیناً اس کا حمایتی اور سفارشی ہوگا۔ لیکن اگر قرآن پڑھنے والیوں میں یہ باتیں نہ رہیں تو قرآن ان کے خلاف جنگ کرے گا۔ اللہ اکبر! جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ ''اَلْقُرْآنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ''، قرآن تیرے موافق یا تیرے خلاف حجت ثابت ہوگا۔

(مرقاۃ المفاتیح، حصہ اول، ص:۲۰۳)

یعنی جس نے قرآن کے حقوق ادا نہ کیے قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے خلاف جنگ کرے گا۔ العیاذ باللہ!

شفاعت قبول ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم فخر آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ رَبِّ اِنِّی مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَ الشَّھْوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِی فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ رَبِّ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِی فِیْہِ قَالَ فَیُشَفَّعَانِ. (ترجمہ) روزہ اور قرآن بندے کے لیے شفاعت

کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا تھا اس لیے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو رات میں نیند سے روک رکھا تھا اس لیے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ یازدہم، ص:۱۹۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قیامت کا دن کتنا ہولناک ہوگا اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا، ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا ایسے نازک وقت میں دو قسم کے لوگوں کے لیے دو عبادتوں کی شفاعت قبول ہوگی (۱) روزہ کی شفاعت روزے دار کے لیے (۲) قرآنِ پاک کی شفاعت تلاوت کرنے والے کے لیے۔

دربار الٰہی جس کا حال دنیاوی دربار جیسا نہ ہوگا۔ بلکہ ''اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ'' اقتدار و بادشاہی اس دن صرف اللہ ہی کی ہوگی کوئی بغیر اجازت دم مارنے والا نہ ہوگا۔ ایسے دربار میں روزہ رکھنے والی کے لیے روزہ عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کے لیے دن میں کھانے پینے وغیرہ پر پابندی لگا رکھی تھی اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کی پابند رہی اس لیے اسے بخش دے اور جنت میں ٹھکانہ مرحمت فرمادے۔ اسی طرح قرآن تلاوت کرنے والی کے لیے بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے رات کی میٹھی نیند سے اسے بیدار رکھا یہ راتوں کو جاگ کر میری تلاوت میں مشغول رہتی تھی اس لیے اسے درگزر فرما اور جنت الفردوس میں اس کا ٹھکانہ بنا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں دو عظیم عبادتوں کا تذکرہ فرمایا گیا خصوصا رات کی تنہائی میں تلاوتِ قرآن سے بندہ کے جنت کا مستحق ہونے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں عبادتوں کی پابندی کر کے شفاعت کے مستحق ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن اَوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ سرکارِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کا قرآن بغیر دیکھے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجہ رکھتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ اول، ص:۲۲۱)

قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے۔ علامہ طیبی علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا دیکھنا اس کا اٹھانا اس کا چھونا قرآن پر غور وفکر کا موقع فراہم ہونا اور اس کے معنیٰ ومفہوم کا سمجھنا ان سب کی وجہ سے اس کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرحِ مشکوٰۃ المصابیح، حصہ چہارم، ص:۱۴۸۷)

دلوں کا علاج

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جِلاؤُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلاوَۃِ الْقُرْآنِ'' بے شک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے۔ عرض کیا گیا ان کی صفائی کس طرح ہوتی ہے۔ فرمایا موت کا کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص:۳۹۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جب کوئی بندی خواہشات میں ڈوب جاتی ہے اور طرح طرح کے گناہ کرنے لگتی ہے اور وہ اللہ عزوجل کی یاد سے غافل ہو جاتی ہے اور اپنی زندگی کے مقصد کو فراموش کر دیتی ہے تو اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کے دل پر تہہ بہ تہہ زنگ چڑھ جاتا ہے اور یہ زنگ پورے جسم کے فساد کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا: جسم میں ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہوتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے۔ سن لو یہ ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۰)

ایک اور موقع پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلا شبہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ واستغفار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کا دل قلعی کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ اور زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے۔ اس حد تک کہ اس کا دل اس سے ڈھک جاتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ''ران'' کہا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۴۳۴)

اسی لیے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس زنگ کا علاج اور اس کی صفائی کی دوا دریافت کی کیوں کہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر دل زنگ آلود ہوں گے تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا عکس کیسے آ سکے گا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دلوں کی صفائی کیسے ہوگی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو خوب خوب یاد کرنے سے ہوگی۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! موت ایک خاموش واعظ ہے۔ ہر قدم اور ہر موڑ پر رشد واصلاح کا درس دیتی ہے پھونک کر قدم رکھنے کی تلقین کرتی ہے غلط روی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے سے روکتی ہے۔ دوسری مشہور حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ'' تم لذتوں کو ختم کردینے والی موت کو خوب یاد کرو۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۵۵۳)

سفارش قبول ہوگی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَّمَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ مَّنْ جَعَلَهٗ اِمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهٗ اِلَی النَّارِ . (ترجمہ) قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور مخالفت بھی کرنے والا ہے اس کی مخالفت بھی قبول ہوگی۔

جو کوئی اسے اپنا پیشوا بنائے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دہم، ص:۱۹۸)

اس حدیث پاک سے پتا چلتا ہے کہ اگر کسی عورت نے قرآن کی کماحقہٗ قدر کی اس کے آداب ملحوظ رکھے عمل کے میدان میں اس نے اس کو اپنا رہبر بنائی اور اس کی تعلیمات واحکام پر پوری طور پر عمل پیرا ہوئی ایسی عورت کی قرآن شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔

زمین کھا نہیں سکتی

ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جب حافظ قرآن مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (پوست) نہ کھانا۔ زمین عرض کرتی ہے میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جب کہ اس کے سینے میں تیرا کلام موجود ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۱۷۸)

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا: قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ عزوجل سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔ (کنز العمال، حصہ اول، ص:۵۵۵)

اچھی آواز کا معیار

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ یَقْرَاُ حَسِبْتُمُوْهُ یَخْشَی اللّٰهَ ''یعنی بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جس سے تم جب پڑھتے سنو تو تم یہ خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۲۵)

قاری کی قرأت سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت ظاہر ہو یہی خوش آوازی کا صحیح معیار ہے۔

چنانچہ حضرت ابن طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا ''اَلَّذِیْ اِذَا سَمِعْتَہٗ رَاَیْتَہٗ خَشِیَ اللّٰہَ'' وہ شخص کہ جب اس سے (قرآن) سنو تو خیال ہو کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔ (عمدۃ القاری، حصہ بستم، ص:۴۱)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں یہ حدیث روایت کی ہے ''لَا یُسْمَعُ الْقُرْاٰنَ مِنْ رَجُلٍ اَشْھٰی مِنْہُ مِمَّنْ یَّخْشَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ'' یعنی کسی سے بھی اتنا عمدہ قرآن نہیں سنا جا سکتا جتنا اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔ (کنز العمال، حصہ اول، ص:۶۱۰)

ویران گھر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ'' بلا شبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۷۷)

جو دل قرآن سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے اور باطن کی زینت حق اور صحیح عقائد اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے سے ہوتی ہے اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دل ویرانے میں ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح، حصہ چہارم، ص:۱۴۷۰)

جن گھروں میں انسان آباد نہیں رہتے وہ گھر جنوں اور شیطانوں کا بسیرا بن جاتے ہیں۔ گویا حدیث شریف میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ جن دلوں میں قرآن نہیں ان پر

شیطانوں کا دَور، دَورہ ہو جاتا ہے۔ جس سینے میں قرآن ہوتا ہے وہ آباد و آراستہ ہوتا ہے۔ اور جو دل قرآن سے خالی ہوتا ہے تو وہ ویران گھر کی طرح ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو گھر قرآن سے خالی ہے وہ سب سے خالی گھر ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ''اِنَّ اَصْفَرَ الْبُیُوْتِ بَیْتٌ لَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ'' یقیناً گھروں میں سب سے خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ عزوجل کی کتاب کا کوئی حصہ نہیں۔

جس گھر میں قرآن نہیں اور نہ ہی اس میں کسی اور طرح قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ دنیا کے گھروں میں سب سے خالی گھر ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں بلا شبہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل خانہ کے ساتھ وسیع ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے، اس میں فرشتے آتے اور شیاطین نکل بھاگتے ہیں اور وہ گھر جس میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں ہوتی وہ اہل خانہ کے ساتھ تنگ ہو جاتا ہے، اس کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے اور اس سے فرشتے چلے جاتے ہیں اور اس میں شیطان آ جاتے ہیں۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۷۳-۲۷۴)

قرآن سے غفلت کا نتیجہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تَعَاھَدُوْا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا'' یعنی تم قرآن سے تعلق رکھو اس کو مستقل پڑھتے رہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگے ہوئے اونٹوں سے نکل بھاگنے میں کہیں زیادہ تیز ہے۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۱۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قرآن ذہنوں سے بہت تیز نکل جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو

ایک مؤثر مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے کہ جن اونٹوں کے پاؤں رسی سے بندھے ہوں انہیں اگر تھوڑی مہلت مل جائے تو کتنی تیزی سے کسی طرف نکل بھاگتے ہیں۔اسی طرح قرآن بھی ذہنوں سے بہت تیزی سے نکلتا ہے۔اس لیے تم اس سے برابر تعلق رکھو،اس کو مسلسل اور مستقل پڑھتے رہو،اس سے ہمیشہ وابستگی اور ربط باقی رکھو ورنہ جہاں تعلق ٹوٹا وہ ذہن سے نکلا۔حافظ قرآن اس حدیث کو آسانی سے سمجھتے ہیں اس کا تو ہم آپ بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔لہٰذا بلاناغہ تلاوتِ قرآن کی پابندی کرتے رہنا چاہیے تاکہ قرآنِ پاک ہمیشہ کے لیے ذہنوں میں محفوظ رہے۔

فضائل سورۂ فاتحہ

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ہے: اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ ''اللہ ورسول کے پاس حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔پھر فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے وہ بتادوں گا اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔جب نکلنے کا ارادہ ہوا میں نے عرض کی حضور نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۱۷)

ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے اُم القرآن یعنی سورۂ فاتحہ کو پڑھا۔حضور نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نہ اِس کے مثل توریت میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل

میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں، وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔
(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۵۵)

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ کہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اوپر سے ایک آواز آئی انہوں نے سر اٹھایا اور کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، ایک فرشتہ اترا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور کو بشارت ہو کہ دو نور حضور کو دیے گئے اور حضور سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے، وہ دونور یہ ہیں، سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا خاتمہ، جو حروف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۵۴)

فضائل سورۂ بقرہ

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۳۹)

اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمکدار سورتیں سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو اَبر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔سورۂ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۵۳)

فضائل آیت الکرسی

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالمنذر ر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا: اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، حضور نے فرمایا: اے ابوالمنذر ر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیت الکرسی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمنذر ر! تم کو علم مبارک ہو۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۵۶)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج وعیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی مجھے رحم آ گیا، چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کی اس نے حاجتِ شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اسے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کے انتظار

میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑا اور کہا تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا ہے تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تم کو نفع دے گا جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ آیۃ الکرسی ''اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' آخر آیت تک پڑھ لو، صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نفع دے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں، حضور نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ (بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۱۰۱)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو کوئی رات میں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۱۹۴)

اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ اللہ نے مجھے یہ دو آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہے اور اللہ سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۶۲)

سورۂ کہف کے فضائل

صحیح مسلم میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں جو کوئی یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۵۵۵)

اور جو کوئی سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۸۶)

سورہ یٰسٓ کے فضائل

ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے جس نے یٰسٓ پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۶۲)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ و یٰسٓ پڑھا جب فرشتوں نے سنا یہ کہا: مبارک ہو اس امت کے لیے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو ان جوفوں کے لیے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو ان زبانوں کے لیے جو اس کو پڑھیں۔

(سنن دارمی، حصہ دہم، ص:۳۵۷)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے "یٰـــــسٓ" پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ چہارم، ص:۹۳)

سورۂ حٰمٓ اور سورۂ المومن

جو شخص سورۂ "حٰم" اور سورۂ "المومن" کو "اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ" تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۵۷)

سورۂ دخان کی فضیلت

جو شخص "حٰم الدخان" شب جمعہ میں پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۶۳)

سورۂ اخلاص کے فضائل

جو ایک دن میں دو سو مرتبہ "قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے گا اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۶۸)

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے سنا فرمایا کہ جنت واجب ہوگئی۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۱۶۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یہ تو وہ فضائل اور برکتیں ہیں جو ہم جانتی ہیں ان کے علاوہ بہت سے فضائل و فوائد ہیں جن کا ہمیں علم نہیں۔ بس اتنا سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے وہ اپنی بندیوں کی نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا ہے۔ روزانہ تلاوت قرآن مقدس کے لیے کچھ وقت خاص کر لیں اور پابندی سے تلاوت کیا کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں تلاوت قرآن کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے فضائل سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

☆☆☆☆

تیسرا باب

فضائل علم و عالمات

علم خدا کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس نعمت کے سبب بندی نقطۂ عروج کو پہنچتی ہے اور یہی وہ علم ہے جو ایک گناہ گار بندی کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں بندگی کا انداز سکھاتا ہے اور پھر علم کی بنیاد پر عورت اپنے رب کی ایسی معرفت اور خشیت حاصل کرتی ہے کہ جس کا ذکر خود رب ذوالجلال فرماتا ہے: اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (سورۂ فاطر، آیت: ۲۸) یہاں یہ لفظ علما عام ہے جو عورتوں کو بھی شامل ہے یعنی اگر کوئی عالمہ ہوگی تو یقیناً اپنے خدا سے ڈرے گی۔

علم کے حوالے سے قرآن پاک میں بہت سی آیتیں موجود ہیں جو ہماری زندگی کو

ہدایت کے نور سے روشن کر رہی ہیں۔ ہم چند آیتوں کا ذکر مناسب سمجھ رہے ہیں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا میں انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے خالقِ کائنات نے محسنِ انسانیت، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا نائبِ مطلق بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ بھٹکی ہوئی قوم کو علم وعرفان کے ذریعہ راہِ ہدایت مل سکے۔ چنانچہ قرآنِ پاک خود ارشاد فرماتا ہے: رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹)

اس آیۂ کریمہ میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ نبیِ آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے تین مقاصد ہیں۔

(۱) کلام اللہ کی تلاوت فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ فرمانا۔

(۲) علم وحکمت کی تعلیم فرمانا۔

(۳) نفوس انسانیہ کو گناہوں اور برائیوں سے پاک فرمانا۔

معلوم ہوا کہ علم دین بھی عظیم مقصد ہے جس کی تکمیل کے لیے خالقِ کائنات نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا لیکن افسوس صد افسوس ہماری ماں اور بہنیں علم دین سے کس قدر دور ہوتی جا رہی ہیں کہ اپنے بچوں کو دنیوی علوم سے آراستہ کرنے کی فکر تو کرتی ہیں لیکن یہ نہیں سوچتیں کہ انہیں علومِ دینیہ سے کیسے آراستہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علمِ دین حاصل کرنے اور بچوں کو دینی علوم سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم ایک عظیم دولت

خالقِ کائنات عزوجل صاحبِ علم کو علم کے ذریعے بے شمار کمالات ومناصب عطا کیے، تاکہ وہ زمین پر پیش آنے والے مسائل کو بخوبی حل کرسکے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک حکمراں حضرت طالوت کا تذکرہ فرماتے ہوئے رب قدیر نے یوں ذکر فرمایا: **وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا. قَالُوْا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ. قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ.وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ.** اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیوں کر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

(سورۂ بقرہ، آیت: ۲۴۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ غور کریں حضرتِ طالوت جو کہ معمولی کاروبار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا انہیں یہ اعزاز کیوں عطا کیا گیا؟ کیا ان کے پاس مال کی فراوانی تھی؟ کیا وہ بہت ہی اعلیٰ حسب ونسب والے تھے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لیے منتخب فرمایا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کے پاس علم کی عظیم دولت موجود تھی وہ تبحرِ علمی سے فیضیاب تھے جیسا کہ مذکورہ آیتِ کریمہ سے واضح ہے۔ یہیں سے یہ درس مل جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم نعمت بھی علم کے صدقے میں عطا کر دی جاتی ہے۔ علم وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس کے سبب بلند مقام عطا کیے جاتے ہیں۔ آپ سوچیں جو خالقِ کائنات علم کی بنیاد پر سلطنت عطا کرسکتا ہے کیا وہ علمِ دین حاصل کرنے والوں کو روزگار

سے محروم رکھے گا؟ ہرگز نہیں، جو عورتیں یہ سوچ رکھتی ہیں کہ ان کے لڑکوں کو اچھی نوکری نہیں ملے گی انہیں اپنی فکر پر نظرِ ثانی کرلینی چاہیے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر علمِ دین کے حصول میں خود بھی کوشش کریں اور اپنے بچوں اور بچیوں کو بھی علم دین کی طرف مائل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

فضلِ عظیم

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: **وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً۔** ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(سورۂ نسا، آیت: ۱۱۳)

حضرت علامہ ابن رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ تو اللہ نے علم کو عظیم فضل فرمایا۔ آیۂ کریمہ ”**وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْراً كَثِيْراً**“، حکمت کو خیر کثیر فرمایا اور حکمت علم ہی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (سورۂ رحمٰن، آیت: ۱) تو خدائے تعالیٰ نے اس نعمت کو ساری نعمتوں پر مقدم فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ علم سب سے افضل ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے اور اس عطا کو فضلِ عظیم سے تعبیر کیا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ دنیا جس کی وسعتوں کا کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا، جس کی نعمتوں کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اس کے تعلق سے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ** ۔ کہ دنیا کی دولت قلیل ہے لیکن جب عطائے علم کی بات آئی تو اس نے اسے فضلِ عظیم اور خیر کثیر فرمایا۔ اب جب ہم اللہ کی

قلیل (دنیاوی) نعمتوں کو شمار نہیں کرسکتیں تو پھر اللہ کی عظیم نعمت (علم) کا کیسے اندازہ لگا سکتی ہیں؟ پتہ چلا کہ کوئی عورت علم کی برکتوں اور وسعتوں کو اپنے ادراک وتصور میں نہیں لا سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں علم کی برکتیں عطا فرمائے۔

علم زیادہ عطا فرما

ایک مقام پر ارشاد ہوا: فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْکَ وَحْیُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ترجمہ: تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو لے اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۴، پارہ ۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب آپ باوجود عالمِ علومِ کثیرہ ہونے کے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے میرے رب مجھے مزید علم عطا فرما، یہاں سے یہ درس دیا جا رہا ہے کہ چاہے کوئی کتنی بڑی عالمہ کیوں نہ ہو جائے اس پر یہ ضروری ہے کہ اپنے خالق ومالک سے یہ دعا کرتی رہے کہ اے اللہ! میرے علم میں برکتیں عطا فرما، میرے علم میں زیادتی عطا فرما کیوں کہ علم بحرِ ناپیدا کنار ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کے نزول کے بعد حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ عَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اے اللہ تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہنچا اور مجھے اس چیز کا علم دے جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔

اہلِ علم کے درجات

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَکُمْ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ یعنی اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلس میں جگہ دو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والے کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (سورۂ مجادلہ، آیت ۱۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ اہلِ علم خواتین کو اس نے دیگر تمام عورتوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے بلکہ علم والیوں کو کئی درجوں بلند کیا۔ کتنا بلند کیا؟ کتنے مراتب عطا کئے؟ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آج دنیا پسند خواتین، مال دار خواتین کو دیگر عورتوں کی بہ نسبت زیادہ اہمیت دیتی ہیں لیکن قربان جاؤ اہلِ علم خواتین کی عظمت پر کہ انہیں دیگر خواتین پر عظمت عطا کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ خالقِ کائنات ہے۔ جو عورتیں اہلِ علم خواتین کو حقیر سمجھتی ہیں انہیں اس آیتِ کریمہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح ایک دوسری آیتِ کریمہ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ: علم والے اور بے علم کیسے برابر ہوسکتے ہیں؟

اس میں یہی بتایا جا رہا ہے کہ علم والی اور بے علم کبھی برابر نہیں ہوسکتی ان کا مقام و مرتبہ ان سے کئی درجے افضل ہے۔ آپ خود سوچیں کہ علم وہ عظیم دولت ہے کہ جس میں بقا ہے، جس کے لیے زوال نہیں ہے۔ تو پھر وہ عورت جس کے پاس یہ عظیم سرمایہ نہیں ہے وہ اس کے برابر کیسے ہوسکتی ہے جس کے قلب میں اس باقی اور لازوال نعمت کا چراغ جگمگا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نورِ علم سے منور فرمائے اور ظلمتِ جہالت سے محفوظ رکھے۔

علم اور قرآن

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھواور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔(سورۂ علق، آیت ۵،۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ سب کو معلوم ہے کہ سورۂ اقراٗ کی جو آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں انہیں میں ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ'' بھی ہے۔قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی ان آیات میں علم کا ذکر کر کے رب کائنات نے یہ واضح فرمادیا کہ اسلام تعلیم و تعلم کا مذہب ہے، اسلام تعلیم وتربیت کا دین ہے اور جو عورتیں مسلمان ہو کر بھی علم سے دور ہیں وہ اسلامی مقاصد کے خلاف زندگی گزار رہی ہیں۔ حالاں کہ تعلیم وتعلم کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں لہٰذا مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ جہالت کی تاریکیوں کو چھوڑ کر اب علم کے اجالے میں آجائیں۔اللہ عزوجل تمام مسلمان عورتوں کو علم کی دولت سے مالامال فرمائے۔

اللہ کا انعام

معلم انسانیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُّفَقِّھْہُ فِیْ الدِّیْنِ ۔یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یاد رکھیں جس عورت کے پاس علم نہیں وہ یقیناً خسارے میں ہے اور جس عورت کو اللہ عزوجل نے علم کی دولت عطا فرمادی مبارک ہو کہ اللہ عزوجل نے اس سے بھلائی کا ارادہ فرمایا۔

اسلام کی زندگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: علم اسلام کی

زندگی ہے اور دین کا ستون ہے۔ (کنزالعمال حصہ دہم، ص:۱۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان عالیشان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کو زندہ رکھنے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ہم نماز روزہ وغیرہ سے خود کو عابدہ تو بنا سکتی ہیں لیکن اسلام کو غالب نہیں کر سکتی۔غلبۂ اسلام علم سے ہوگا۔

علم عبادت سے بہتر

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم عبادت سے بہتر ہے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۲) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہترین عبادت علم کا حاصل کرنا ہے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عبادت سے عابدہ کو فائدہ پہنچتا ہے اور علم سے بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچتا ہے۔''علم عبادت سے بہتر ہے'' سے مراد نفل کاموں میں مصروف رہنے سے بہتر ہے کہ علم حاصل کرنے میں لگی رہیں۔اس لیے کہ علم کے سبب سے انسان کو اللہ کا خوف، حلال وحرام کی تمیز پیدا ہوتی ہے جو عبادت کی حفاظت کا سبب ہے۔

اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور دین کی اصل پرہیزگاری ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ یازدہم، ص:۳۸)

انبیا کی وراثت

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِیْ وَ مِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ'' علم میری میراث ہے اور مجھ سے پہلے جو انبیا گزرے ہیں ان کی بھی میراث ہے۔(کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے قبل

جتنے بھی انبیا تشریف لائے سب نے اس دارِفانی سے ظاہری طور پر پردہ فرمانے سے قبل علم کو اپنے پیچھے چھوڑا نہ کہ مال کو، لہٰذا جو علم حاصل کرتی ہیں وہ گویا انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام کی وراثت کو پالیتی ہیں۔

علم اور جہالت میں فرق

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۶)

اورحضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم بہترین عمل ہے۔علم کے ساتھ عمل تجھے تھوڑا بھی ہوتو زیادہ فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ نہ تھوڑا عمل فائدہ دے گا اور نہ زیادہ۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کی ذات وصفات کا علم بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس کی وجہ سے شرک اور شرک کے شبہ وغیرہ سے بندی کا دامن بچ جاتا ہے جو سب سے بہترین عمل ہے۔ آج اللہ عزوجل کے لیے کم علمی کی وجہ سے مسلمان عورتیں ایسی ایسی باتیں اپنی زبان سے نکالتی ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہوتیں۔اس طرح گنہ گار ہوتی ہیں اور بعض اوقات کافر بھی ہوجاتی ہیں۔

علم اور سلطنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام مال، سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دیے گئے تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا پھر علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کیے گئے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۳)

مومن کا دوست

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِکون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: عَلَيْكُمْ بِالعِلْمِ فَاِنَّ العِلْمَ خَلِيْلُ المُؤْمِنِ ۔علم کو لازم پکڑو اس لیے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ مصیبت کے وقت اچھی اچھی سہیلیاں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ جس مال کو حاصل کرنے میں وہ رات ودن ایک کر دیتی ہیں وہ مال بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے یہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا، زمین کے اوپر بھی ساتھ دیتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ دے گا۔لہٰذا آج ہی سے علم کو دوست بنائیں تا کہ اس کی دوستی قبر وحشر ہر جگہ ہمیں کام آئے۔اللہ عزوجل ہم سب کو علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت کا راستہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: لِكُلِّ شَيْئٍ طَرِيْقٌ وَّ طَرِيْقُ الجَنَّةِ العِلْمُ۔ ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

(کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۵۶)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْماً سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقاً مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ ۔یعنی جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے۔ طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں۔اور اس میں اس بات کی جانب بھی اشارہ ہے کہ جنت کے راستے علم کے راستوں میں محدود ہیں اس لیے کہ نیک عمل بغیر علم کے متصور نہیں۔ (مرقاۃ، حصہ اول، ص:۳۲۶)

سبحان اللہ! مجھے بتاؤ وہ کون عورت ہوگی جو جنت میں جانا نہیں چاہتی؟ یقیناً ہر عورت جنت میں جانا چاہتی ہے۔لیکن کیا وہ جنت کے راستے پر چلتی بھی ہے؟ مجھے بتاؤ جنت کے راستے پر چلو گی نہیں تو جنت میں جاؤ گی کیسے؟ لہٰذا آؤ دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جنت کے راستے پر دن رات چلنے یعنی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شب بیداری سے بہتر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا ۔ایک گھڑی علم حاصل کرنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔ (سنن دارمی، حصہ اول،ص:۴۸۴)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک ساعت آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاد سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا، یا ان کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔(مرقاۃ، حصہ اول،ص:۳۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج بے شمار عورتیں گھنٹوں T.V کے سامنے بیٹھ کر وقت برباد کرتی ہیں یا پھر دوسری عورتوں کے ساتھ گپ شپ میں وقت گزارتی ہیں اور آج مسلمان لڑکیاں بھی ہفتے کی رات کو خاص طور پر لہو ولعب اور گناہوں میں گزارنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر ان سے عورتوں کے اجتماع میں شرکت کے لیے کہا جائے تو کہتی ہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔کاش! ایسی عورتیں رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث شریف پر عمل کرنے کی جدوجہد کرتیں تو مولیٰ پوری شب عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمادیتا۔

سب سے بڑی دولت

حضرت مصعب بن زبیر ارشاد فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگر تمہارے لیے مال بھی ہوگا تو علم تمہارے لیے خوبصورت ہوگا اور اگر

تمہارے لیے مال نہیں ہوگا تو علم ہی تمہارے لیے مال ہوگا۔(تفسیر کبیر، حصہ دوم،ص:۳۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حصول علم میں بہر حال دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اس لیے خوب علم حاصل کرو اور خیر و برکت سے مالا مال ہو جاؤ۔

جنت صاحبِ علم کی تلاش میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں ہوگا جنت اس کی تلاش میں ہوگی اور جو شخص گناہ کی کھوج میں ہوگا جہنم اس کی کھوج میں ہوگی۔

(کنز العمال، حصہ دہم،ص:۱۶۲)

طالبِ علم کی فضیلت

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں انسان کو جو فضیلت بخشی اس کی بہت بڑی وجہ علم ہے، فرشتوں کے مقابلے میں حضرتِ آدم علیہ السلام کی جنت میں جو فضیلت ثابت ہوئی اس کا سبب بھی علم ہے۔

علم کی راہ میں چلنے والی، علم حاصل کرنے والی عورت پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کا سایہ کیے ہوئے رہتے ہیں، عام عورت کامیابی ڈھونڈتی ہے لیکن علم حاصل کرنے والی عورت کو کامیابی ڈھونڈتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علم کی تلاش میں نکلا تو واپسی تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم،ص:۲۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کیا اللہ کے راستے سے بہتر بھی کوئی راستہ ہے؟ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج کی مسلمان عورتیں صبح وشام شیطان کے راستے پر چلنا چاہتی ہیں۔ کاش علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلتیں اور چلتیں تو مولیٰ کے راستے پر چلنے کا شرف

حاصل ہوتا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنے راستے کا مسافر بنائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد، مدرسہ، خانقاہ وغیرہ میں) جمع ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھتی اور پڑھاتی ہے تو ان پر خدا سکینہ نازل فرماتا ہے، خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۷۴)

انکارِ حدیث کا عبرت ناک انجام

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احمد بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: ہم نے شہرِ بصریٰ میں اس حدیث شریف یعنی ''جوشخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے اور ''طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں'' کو ایک مُحدِّث سے بیان کیا جب کہ اس مجلس میں ایک بدمذہب معتزلی بھی بیٹھا ہوا تھا جو علم حاصل کرنے کے لیے آیا تھا اس نے اس حدیث شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کل ہم جوتا پہن کر چلیں گے اور اس سے فرشتوں کے پروں کو روندیں گے جب اپنے کہنے کے مطابق دوسرے دن وہ جوتا پہن کر چلا تو دھڑام سے گر گیا اور اس کے پیروں میں مرض آکلہ پیدا ہوگیا جس سے اس کے دونوں پیر سڑ گئے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، حصہ اول، ص:۲۹۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جو کچھ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا وہ حق ہے۔ اللہ عزوجل ہماری تمام ماں اور بہنوں کو بدعقیدوں کی بدعقیدگی سے محفوظ فرمائے۔ خدارا!

نہ ان سے علم حاصل کریں اور نہ ان کو علم سکھائیں، نہ ان کے ساتھ تعلق رکھیں اور نہ ان سے دوستی کریں۔ اللہ عزوجل گستاخوں کے مکروفریب سے ہم سب کو بچائے، بدمذہب معتزلی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر شک کر کے مذاق اڑانا چاہا تو انجام آپ نے سن لیا۔ لہٰذا تمام عورتوں کو چاہیے کے نبیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی حدیث سنیں تو دل وجان سے اسے تسلیم کرلیں۔ گستاخوں کی طرح شک وشبہ نہ کریں۔

طبرانی نے کہا کہ میں نے ابن یحییٰ ساجی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک محدّث کے یہاں جانے کے لیے بصریٰ شہر کی گلیوں میں گزر رہے تھے تو ہمارے ساتھ ایک مسخرہ آدمی تھا جو اپنے دین میں متہم تھا (جس پر تہمت لگی ہو) اس نے کہا: اِرْفَعُوْا اَرْجُلَکُمْ عَنْ اَجْنِحَةِ الْمَلٰئِكَةِ وَ لَا تُكَسِّرُوْهَا۔ اپنے پیروں کو فرشتوں کے پروں سے اٹھالو انہیں نہ توڑو یعنی اس حدیث شریف کا مذاق اڑایا تو اسی جگہ پر اس کے پیروں نے اس کو پچھاڑ دیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، حصہ اول، ص:۲۹۶)

گناھوں کا کفارہ

حضرت سنجرہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم حاصل کیا تو یہ حاصل کرنا اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔

(ترمذی، دارمی)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہی سے علم دین کو حاصل کرنے میں لگ جائیں تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے ہماریں گناہوں کو معاف فرمادے۔

علم کا بھوکا سیر نہیں ھوتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے سیر نہیں ہوتے ہیں، ایک علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا، دوسرا دنیا کا

بھوکا دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ دہم، ص:۱۸۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیر یعنی علم کی باتیں سننے سے مومن کبھی سیر نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ طالبِ علم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا ہے اوران میں جس کا پیٹ بھرا ہے وہ علم کو تلاش نہیں کرتا۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۵)

علمِ دین کی تلاش

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے علم دین تلاش کیا اور اسے پالیا تو اس کے لیے ثواب کا دہرا حصہ ہے اور جس نے اس کو نہیں پایا تو اس کے لیے ایک حصہ ہے۔ (سنن دارمی، حصہ اول، ص:۳۵۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر کوئی عورت کسی عالمہ سے کوئی مسئلہ پوچھنے کی غرض سے گئی مگر وہ عالمہ نہ ملی اور وہ یوں ہی آگئی تو ایک نیکی، لیکن اگر وہ مل گئی اور مسئلہ کا حل بھی مل گیا تو اللہ عزوجل اس کو دوہرا ثواب عطا فرماتا ہے۔ کتنا کرم ہے علم حاصل کرنے والی پر! اللہ عزوجل ہم سب کو طلب علم کا جذبۂ صادق عطا فرمائے۔

شہادت کی موت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب کسی طالبِ علم کو موت آجائے اور وہ طلب علم کی حالت پر مرے تو وہ شہید ہے۔
(کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سبحان اللہ، شہادت کا وہ عظیم رتبہ جس کو حاصل کرنے کے لیے زندگی قربان کرنا ضروری ہے مگر علمِ دین کو طلب کرنے میں موت آنے پر متعلمہ کو

شہادت کا درجہ عطا کیا جارہا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے والوں کی کتنی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ علم طلب کرنے والی اور اس پر عمل کرنے والی بنائے رکھے۔

روزی اللہ کے ذمۂ کرم پر

حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقِهٖ۔ یعنی جس نے علم دین حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل علم حاصل کرنے والوں پر کس قدر کرم کی نظر فرماتا ہے کہ اس کی روزی اور کفالت کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے۔ ویسے تو اللہ ہی سب کو روزی عطا فرماتا ہے، لیکن جس نے علم حاصل کیا اس سے رب اتنا خوش ہوتا ہے کہ اسے تسلی دی جارہی ہے کہ تو فکر نہ کر تیرا مولیٰ تیری کفالت اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا ہے۔ لہٰذا تو صرف علم حاصل کرنے پر توجہ دے اور فکر نہ کر۔ اللہ ہم سب کی اولاد کو بھی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زندہ مردوں کے بیچ

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم کا حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طالب علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۴۳)

کسی بھی عمر میں علم حاصل کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے بچپن میں علم نہیں حاصل

کیا اور بڑی عمر کا ہو کر اس کو حاصل کیا پھر مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (کنز العمال، حصہ دہم، ص:۱۶۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حصول علم کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔ بچپن میں اگر کسی وجہ سے علم حاصل نہ کر سکی ہوں تو اب حاصل کریں۔ اگر اسی عالم میں موت واقع ہوگی تو شہادت کا مرتبہ مولیٰ عطا فرمائے گا۔ لہٰذا عمر کی پروا کیے بغیر علم حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھائیں۔

انبیا کے ساتھ

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دینی مسئلہ کہ مسلمان اس کو سیکھے، ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام کو آزاد کرنے سے بہتر ہے اور بے شک طالبِ علم اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرماں بردار ہے اور وہ لڑکا جو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یہ سب انبیائے کرام کے ساتھ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال، حصہ دہم، ص:۱۶۰)

جنت میں شہر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جہنم سے اللہ کے آزاد کیے ہوئے لوگوں کو دیکھنا پسند کرے تو وہ طالب علموں کو دیکھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کوئی طالب علم جب کسی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر تیار کرتا ہے اور وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ زمین اس کے لیے مغفرت طلب کرتی ہے اور صبح و شام اس حال میں کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور ملائکہ طالب علموں کے لیے گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۰)

جہنم حرام

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے قدم علم کی طلب

میں گرد آلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام فرمائے گا اور خدائے تعالیٰ کے فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور اگر علم کی طلب میں مر گیا تو شہید ہوا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی اور اس کے پڑوسیوں پر روشن کر دی جائے گی۔ چالیس قبریں اس کے داہنے، چالیس اس کے بائیں، چالیس اس کے پیچھے اور چالیس قبریں اس کے آگے۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۸)

ورنہ تو ہلاک

نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو عالم بن یا طالب علم بن، یا علم کی مجلس میں شامل ہو یا علما یا طلبا سے محبت کرنے والا بن، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

(تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج مسلمان کیوں ہلاک ہو رہے ہیں اس کی وجہ مذکورہ حدیث شریف سے واضح ہو گئی۔ بے شمار مسلمان عورتیں علم، عالمات کے درس اور ان کی محبت سے دامن بچائے ہوئے ہیں اس لیے اگر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانا چاہتی ہو تو علم حاصل کرو، علم کی مجلس میں شامل ہو، عالمات اور طالبات سے محبت کرو۔ ان شاء اللہ ہلاکت سے بچ جاؤ گی۔

دو چیزوں میں ہلاکت

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے علم کا چھوڑ دینا اور مال کا جمع کرنا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص۵۸۶)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم آج اپنی ہلاکت کے اسباب پر غور کرتی ہیں اور وجہ تلاش کرتی ہیں لیکن آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے وجہ بیان فرما

دیا تھا۔ یقیناً آج مسلمان جہالت کے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں اور مال کی لالچ میں اندھے ہو چکے ہیں جس نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو علم کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

چھرہ دیکھنا عبادت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ دیکھنا، مصحف کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ مصحف کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، ماں باپ کو دیکھنا، زمزم کے اندر نظر کرنا اور اس سے گناہ اترتے ہیں، اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص:۵۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں حدیثوں میں عالم کی زیارت کو عبادت قرار دیا گیا ہے، یہ مرد لوگوں حضرات کے لیے ہے اسی طرح عورتیں اگر عالمہ کو دیکھیں تو ان کا فعل عبادت میں شمار ہوگا۔

شیطان پر بھاری

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ دین کی سمجھ رکھنے والا ایک شخص (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلہ میں زیادہ بھاری ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۸۱)

قبر میں بھی نیکیاں جاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقۂ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۶۵۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج ہم دولت جمع کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتیں جب کہ یہ سب زمین پر ہی رہ جائیں گے لیکن ہم نے اگر علم کے فروغ کے لیے کچھ کام کیے یا خود ہم نے کچھ طالبات کو تیار کر دیا تو ان شاء اللہ مرنے کے بعد بھی سب کا ثواب ہم کو ملتا رہے گا۔

کیا حسد جائز ہے؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزوں کے سوا کسی میں حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہِ حق میں خرچ کرے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم عطا فرمایا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حسد مرد و عورت کی فطرت میں شامل ہے۔ عورت بھی کسی کو مال و جاہ، شہرت و بلندی پر دیکھ کر اس کے زوال کی تمنا دل میں پیدا کرتی ہے اور دل ہی دل میں یہ چاہتی ہے کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو کر مجھے حاصل ہو اور اسی کا نام حسد ہے، عورت کو چاہیے کہ ایسی تمنا کبھی بھی اپنے دل میں نہ لائے کہ اس قسم کی خواہش سے اس کی ساری نیکیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ہاں یہ تمنا ضرور کر سکتی ہے کہ اے اللہ! جو نعمت تو نے اسے عطا فرمائی ہے وہ نعمت اپنے فضل سے مجھے بھی عطا فرما یہ حسد نہیں بلکہ رشک ہے۔

اہمیت علم

کسی شخص نے حضرت فضیل علیہ الرحمہ سے اس قول کی تشریح چاہی تو انہوں نے

جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلب ومقصود بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہو جاتا ہے۔ حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس چیز کی طلب میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور کبھی اس مقصد کے حصول کے لیے تیرا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑے گا جب وہ تیری ضرورتیں پوری کریں گے تو تیری ناک میں نکیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔ وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہو جائے گا اور اسی محبتِ دنیا کے باعث جب بھی تو ان کے سامنے سے گزرے گا انہیں سلام کرے گا اور جب وہ بیمار ہوں گے تو عیادت کو جائے گا۔ اور یہ تیرے تمام افعال خدا کی رضا کے لیے نہیں ہوں گے۔ تیرے لیے بہت اچھا ہوتا اگر تو ان کا محتاج نہ ہوتا۔

(مکاشفۃ القلوب،ص۲۶۰،۲۵۹)

تعظیمِ علما و عالمات

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ (المعجم الکبیر للطبرانی،حصہ ہشتم،ص:۲۰۲)

میری امت سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں۔

(کنز العمال،حصہ سوم،ص:۱۶۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! علما و عالمات کا مقام اور ان کے رتبے جب تک ہم نہیں سمجھیں گی اس وقت تک ان کا حق ادا نہیں کر سکیں گی۔ یاد رکھیں علما و عالمات کا حق یہ ہے کہ ان کا احترام کریں، ادب بجا لائیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کی غیبت نہ کریں، ان کے احکام جو قرآن وسنت کے مطابق ہوں بجا لائیں، ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔

اگر علما و عالمات کا حق ادا نہ کیا گیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو سکتے ہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے حقوق ہمیشہ ادا کرتی رہیں تا کہ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے مستحق بنیں۔ اللہ عز وجل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہیں تشریف فرما ہوئے، صاحبِ خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی، آپ اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

(کنز العمال،حصہ نہم،ص:۱۵۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جب کوئی عزت دے تو اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں اگر عالمات موجود ہوں اور کوئی دوسری عورت مسند پیش کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کر کے عالمات کی خدمت میں پیش کر دیا جائے کہ یہ ان کا زیادہ حق ہے کہ اس طرح اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے راضی ہو جائیں گے اور ان شاء اللہ اس خدمت کا صلہ دونوں جہاں میں ملے گا۔

وہ منافق ہے

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، کھلا منافق۔ از آں جملہ، ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا مسلمان بادشاہِ عادل، تیسرا عالم کہ مسلمانوں کو نیک بات بتائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،حصہ ہشتم،ص:۲۰۲)

عارف باللہ عاشق رسول سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر عالم کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہِ علم

اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے، مریض القلب، خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۱، ص:۱۲۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یوں تو عام مسلمان بندی کے سلسلے میں دل کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا گیا لیکن خصوصاً علما و عالمات کی عزت اور ان کے لیے اپنے دل کو صاف رکھنا اور ان سے محبت کرنا یہ ایسے اعمال ہیں کہ ان شاء اللہ ان سے ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

عالم اور جاہل

سیدی وسندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے علما و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے۔ اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً وخلفاً شائع و ذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب و مطلوب ہے ہاں علما و سادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر مَلِک جبار جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ کے سوا کسی کو لائق نہیں۔ بندے کے حق میں گناہ اکبر ہے۔ "اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ" کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔ جب سب علما کے آقا، سب سادات کے باپ، حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی درجہ کے تواضع فرماتے اور مقام و مجلس خورش وروش کی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علما و سادات کا اعزاز و امتیاز کریں، یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لیے قیام مندوب، پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۳، ص:۷۲۱)

قیامت میں رُسوائی

نور مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے عالم کی توہین کی تحقیق اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علمِ دین کی توہین کی تحقیق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی اور جس نے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یقیناً اس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی اور جس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی تحقیق اس نے اللہ کی توہین کی اور جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد دہم، ص:۲۸۱)

عالم کی عیب جوئی سبب ہلاکت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہیں تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہوگیا۔ (کنز العمال، حصہ دہم، ص:۱۳۴)

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جس نے عالم کو حقیر سمجھا اس نے اپنے دین کو ہلکا کیا۔ (تفسیر کبیر، جلد دہم، ص:۲۸۲)

علما کے پاس بیٹھنا عبادت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ: یعنی عالموں کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، حصہ دہم، ص:۱۴۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آج صحبتِ عالمات سے استفادہ کا جذبہ بالکل ختم ہو چکا ہے بلکہ تھوڑے سے عمل پر آج کی مسلمان عورت اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ بیٹھتی ہے، خدارا اپنی اصلاح کریں اور عالمات کی صحبت اختیار کریں۔ اس لیے کہ عالمات کی مجلس میں بیٹھنے سے جہاں عبادت کا ثواب ملے گا وہیں علم میں اضافہ بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں عالمات سے خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت کا باغ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چرلیا کرو، عرض کیا گیا جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: عالموں کی مجلس۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۳۸)

سال بھر کی عبادت سے بہتر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شریعت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ (کنزالعمال، حصہ دہم، ص:۱۶۰)

سب سے بڑی مجلس علما کی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عالموں کی مجلسوں سے الگ نہ رہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر عالموں کے بیٹھنے کی جگہ سے بڑھ کر کسی مٹی کو نہیں پیدا فرمایا۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۱۰)

کس عالمہ کی صحبت میں بیٹھیں

غوث صمدانی، قطبِ ربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دے، دنیا کی رغبت نکال کر زہد کی ترغیب دے، ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی سے بچا کر وعظ ونصیحت کرنے کی ترغیب دے اور جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

(غنیۃ الطالبین، مترجم، ص۴۵۱)

اور حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص عالم کے پاس بیٹھے اور علم

کی بات یاد نہ رکھ سکے اس کے لیے بھی سات خوبیاں ہیں۔

اول — علم حاصل کرنے والوں کا ثواب پائے گا۔

دوم — جب تک عالم کے پاس بیٹھا رہے گا گناہ سے بچے گا۔

سوم — جب علم حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلے گا اس پر رحمت نازل ہوگی۔

چہارم — جب علم کے حلقے میں بیٹھے گا اور ان پر رحمت نازل ہوگی تو اس کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔

پنجم — جب تک دین کی باتیں سنے گا اس کے لیے فرماں برداری لکھی جائے گی۔

ششم — جب وہ سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو ادراک علم سے محرومی کے سبب اس کا دل تنگ ہوگا۔ تو وہ غم اس کے لیے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ کا وسیلہ بن جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ۔ یعنی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میرے لیے ٹوٹنے والے ہیں۔ (حدیث قدسی)

ہفتم — وہ مسلمانوں سے عالموں کی تعظیم اور فاسقوں کی توہین دیکھے گا تو اس کا دل فسق سے نفرت کرے گا اور علم دین کی طرف مائل ہوگا۔ اسی لیے نیک لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۳)

آٹھ قسم کے آدمی

حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے آدمیوں کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزیں بڑھا دے گا۔

- جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس کے دل میں دنیا کی محبت ورغبت زیادہ ہوگی۔
- جو درویشوں کے ساتھ بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی تقسیمِ نعمت پر شکر ورضا کی توفیق ہوگی۔
- جو بادشاہ کے پاس بیٹھے گا اس میں سختی وتکبر زیادہ ہوگا۔

O جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا اس میں شہوت و جہالت بڑھے گی۔

O جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں ہنسی مذاق زیادہ ہوگا۔

O جو فاسقوں کے پاس بیٹھے گا اس میں گناہوں پر جرأت بڑھے گی۔

O جو نیکوں کے پاس بیٹھے گا اس میں فرماں برداری کی رغبت زیادہ ہوگی۔

O جو عالموں کے پاس بیٹھے گا اس کا علم اور تقویٰ بڑھ جائے گا۔ (تفسیرِ کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۳)

زبان کی رکاوٹ دور

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے: جو شخص علما کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، ذہن کی الجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے لیے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۵۸۷)

تلاوت قرآن سے بہتر

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلس علمی میں حاضر ہونا ہزار رکعت پڑھنے اور ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: تلاوت قرآن سے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قرآن بغیر علم کے کب مفید ہے؟ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ اپنے اوقات کا کچھ حصہ فہم قرآن کے لیے خاص کر لیں جس کے لیے ترجمۂ قرآن کنز الایمان اور اس کے تفسیری حاشیے کا پابندی کے ساتھ مطالعہ کرنا بہت سود مند ثابت ہوگا اور عالمات کی مجالس میں حاضری کو بھی لازم کر لو ان شاء اللہ اس کا فائدہ آپ کو دونوں جہاں میں نظر آئے گا۔ یقین جانو علم کی وجہ سے بہت سی دنیوی و اخروی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کو مجلس علم پسند

ایک دن حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے دو مجلس دیکھی پہلی مجلس والے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور اس کی طرف راغب تھے، دوسری مجلس والے لوگوں کو علم سکھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجلس اول کے لوگ تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اگر وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو نہ دے، مگر دوسری مجلس والے، لوگوں کو تعلیم کرتے ہیں اور مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے تعلیم کرنے والا ہی بھیجا ہے پھر آپ دوسری مجلس والوں کے پاس تشریف لے جا کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ سیزدہم، ص:۵۱)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے یعنی ہدایت اور علم کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے زمین کا ایک قطعہ ایسا ہو کہ پانی جذب کرے اور گھاس وغیرہ بہت اگائے اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس سے نفع دے کہ جو پئیں اور کھیتی کو سیراب کریں اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لیکن اس کے لیے گھاس وغیرہ نہ اُگے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۲۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! علم کی محفل میں تشریف لے جا کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ واضح فرما دیا کہ یہ محفل مجھے دوسری تمام محفلوں سے زیادہ پسند ہے۔ لہٰذا ہم کو بھی چاہیے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدہ محفل یعنی تعلیم و تعلّم کی محفلوں میں حاضر ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت لقمان کی وصیت

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحب زادے کو وصیت کی کہ اے بیٹے! علما کے پاس بیٹھ اور اپنا زانوں ان کے زانوں سے ملا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نورِ حکمت سے دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے زمین کو بارش سے سرسبز کرتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۸)

سَتّر مجلسوں کا کفارہ

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ علم کی گفتگو والی ایک مجلس ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہزار شب بے دار روزہ دار عابدوں کا مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام میں ماہر ہو۔

(احیاء علوم الدین، حصہ اول ،ص:۹)

علم کی اہمیت اسلاف کی نظر میں

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے۔علم خزانے ہیں اوران کی کنجی سوال کرنا ہے،سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ (کنز العمال، حصہ دہم ،ص:۱۴۳)

یتیم کون

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ بھی فرمایا:

لَیْسَ الْجَمَالُ بِاَثْوَابٍ تُزَیِّنُنَا   اِنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَ الْاَدَبِ

لَیْسَ الْیَتِیْمُ الَّذِیْ قَدْ مَاتَ وَالِدُہٗ   بَلِ الْیَتِیْمُ یَتِیْمُ الْعِلْمِ وَ الْحَسَبِ

(ترجمہ) جو کپڑے ہمیں زینت دیتے ہیں ان سے حقیقی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ خوبصورتی علم اورادب سے ہے،جس بچے کے والد کا انتقال ہو جائے وہ حقیقی یتیم نہیں ہے بلکہ علم اور حسب سے جو خالی ہے وہ حقیقی یتیم ہے۔ (مجانی الادب ،ص:۲۲،ناشر:مطبعۃ اباء الیسوعیین ، بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج لباس کے ذریعے عورت اپنے کو خوبصورت ظاہر کرنا چاہتی ہے جبکہ عورت کی خوبصورتی علم اورادب سے ہے۔عورت اس کو یتیم سمجھتی ہے جس کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے لیکن مولائے کائنات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یتیم وہ ہے جس کے پاس علم وحسب نہیں۔کاش! ہم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد کو سامنے رکھتیں اور طالب علم کی ہر ممکن کوشش کر کے اپنے آپ کو سنوارتیں۔

مال فانی، علم باقی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا فرمان عالیشان ہے۔

رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا   لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْجُھَّالِ مَالٌ

فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنِیْ عَنْ قَرِیْبٍ   وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَّا یَزَالُ

ہم خدائے تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں   کہ ہم کو علم دیا اور گنواروں کو مال دیا

کیوں کہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا   اور علم باقی رہے گا ختم نہیں ہو گا۔

(مجانی الادب،ص:۲۲)

پتہ چلا کہ مالدار عورتوں کو عیش وعشرت کی زندگی گزارتے دیکھ کر افسردہ ہونا سچی عالمہ کا شیوہ نہیں بلکہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں جسے علم کی دولت اللہ عزوجل سے مل جائے اسے خوش ہو جانا چاہیے کہ اللہ عزوجل نے فنا ہو جانے والی چیز کی بجائے باقی رہنے والی چیز اور دونوں جہاں میں فائدہ پہنچانے والی چیز عطا فرمادی۔

افضل دولت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مال سے علم سات وجہوں سے افضل ہے۔

۱) علم انبیا علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

۲) علم خرچ کرنے سے نہیں گھٹتا اور مال گھٹتا ہے۔

۳) مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے۔

۴) جب آدمی مرجاتا ہے اس کا مال دنیا میں باقی رہتا ہے اور علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔

۵) مال مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے۔

۶) سب لوگ اپنے دینی معاملے میں عالم کے محتاج ہیں اور مالدار کے محتاج نہیں۔

۷) علم سے پل صراط پر گزرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے

گا۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے علم کی فضیلت نہایت ہی عمدہ اور آسان مثالوں کے ذریعہ بتادی۔ کیا اب اس کے بعد بھی کوئی عقل مند عورت علم حاصل کرنے میں سستی کرسکتی ہے؟ آج ہم اپنی عقل سے عزت کو حاصل کرنے نکل پڑی ہیں اور پھر سمجھتی ہیں کہ ہم سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں۔ کیا آج عورتیں نہیں کہتیں کہ جس کے پاس مال نہیں تو کچھ نہیں۔ مال ضروری ہے لیکن وہ علم سے بہتر نہیں اور کیوں بہتر نہیں وہ آپ ملاحظہ کرچکی ہیں۔ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فائدہ مند چیز کے بارے میں کون بتاسکتا ہے۔

مردہ دل کی زندگی

حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اَلْقَلْبُ مَيِّتٌ وَّ حَيَاتُهُ بِالْعِلْمِ۔ دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہے۔ (تفسیر کبیر، حصہ اول، ص:۴۱۱)

اور حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جیسے بارش مردہ شہر میں زندگی پیدا کردیتی ہے ایسے ہی دین کے علوم مردہ دل میں زندگی ڈالتے ہیں۔

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی، حصہ اول، ص:۱۷۷، ناشر: دار المعرفۃ)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دل بھی شہر کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ شہر میں انسان اور فنا ہونے والی چیزوں کا بسیرا ہے اور دل، رب قدیر کی جلوہ گاہ ہے۔ لہٰذا اس کو زندہ رکھنا ہو تو دین کے علوم ہی سے زندہ رکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح بارش سے شہر میں تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے ویسے ہی دین کے علوم سے قلب زندہ ہوجاتا ہے۔

ان پڑھ کو پڑھانے کا اجر

تفسیر رازی میں ہے کہ علم کا طلب کرنا از خود عبادت ہے۔ علمی مُذاکرے تسبیح و تقدیس کی مانند ہیں۔ علمی بحث جہاد کی طرح ہے اور ان پڑھ کو پڑھانا صدقہ ہے۔ اور اہل پر

صرف کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے۔ علم سے حلال اور حرام کا پتہ چلتا ہے۔

(تفسیر رازی، حصہ دوم، ص:۴۰۹)

کون سی مجلس بہتر

سرکار کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کے جھُرمٹ میں بیٹھے ہوئے ارشاد فرمایا: علمی مجالس میں شامل ہونا ہزار رکعت نوافل، ہزار مریض کی عیادت اور ہزار جنازوں میں شامل ہونے سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا قرآن کریم پڑھنے سے بھی افضل؟ آپ نے فرمایا: قرآن پڑھنا بلا علم ہوگا؟ قرآن کی تعلیم از خود علم ہے۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غمخوار امت شفیع رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے کا کتنا عظیم ثواب بیان فرمایا ہے، آپ بتائیں کہ کیا کوئی شخص ہزار رکعت، اور ہزار مریض کی عیادت آج کے دور میں کرپاتا ہے تو آپ کہیں گی کہ نہیں۔ اب اگر اتنا ثواب حاصل کرنا ہو تو آج سے علم حاصل کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ اور نامۂ اعمال کو نیکیوں سے بھر لو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امام شافعی کے اقوالِ زریں

☆ جس نے قرآن کا علم سیکھا اس کی قیمت بڑھ گئی۔

☆ جس نے علم فقہ سیکھا اس کی قدر بڑھ گئی۔

☆ جس نے حدیث سیکھا اس کی دلیل قوی ہوئی۔

☆ جس نے حساب سیکھا اس کی عقل پختہ ہوئی۔

☆ جس نے نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت نرم ہوئی۔

☆ جس نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص:۵۸۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول میں کتنی جامعیت ہے اور مختصر جملوں میں حضرت امام علیہ الرحمہ نے علم قرآن، علمِ فقہ، علمِ حدیث، علمِ ریاضی وغیرہ کے فائدے بتادیے لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج جن عورتوں کے پاس علم قرآن موجود ہے ان کو دنیا حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور جن کے پاس دنیوی علوم ہے ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیوی علوم وفنون سے دامن بچایا جائے بلکہ ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ دینی و دنیوی دونوں علوم حاصل کرو۔ لیکن جب عزت ووقار کی بات آئے تو دونوں میں عالمِ قرآن کو زیادہ عزت دی جائے تا کہ صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خوش ہو جائیں اور دنیوی علوم کے ماہرین کو بھی عزت واحترام سے نوازا جائے۔

مومن کی چھ خوبیاں

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوسکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے بچ نہیں سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر نہیں کرسکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر انصاف نہیں کرسکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس پر صبر نہیں کرسکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے دشمنی نہیں کرسکتا۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۰۴)

نا اهل کو تعلیم دینا کیسا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۸۱)

علم حاصل کرو جهاں بهی هو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ لَوْ بِالصِّيْنِ. (ترجمہ) علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین جانا پڑے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص:۱۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک سے علم دین کی بے انتہا اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ ہوائی جہاز، ریل اور موٹر نہیں تھے، لوگ پیدل یا اونٹ اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے، قدم قدم پر مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ایسے حالات میں عرب سے ملک چین پہنچنا کتنا مشکل کام تھا۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں اگرچہ تم کو عرب سے ملک چین جانا پڑے لیکن علم دین ضرور حاصل کرو اور اس سے غفلت ہرگز نہ برتو۔

طلبه کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اور علم کے لیے ہیبت اور وقار سیکھو اور جو لوگ تم سے علم حاصل

کریں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۲۰۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! عالمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی عظیم نعمت کی قدر کرے۔ اس لیے کہ علم کے ساتھ وقار اور متانت نہ ہو تو عالمہ کے پاس آنے والی طالبات کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ طالبات پر شفقت کا بھرپور مظاہرہ کریں تاکہ وہ تعلیم کے لیے مستعد رہیں، طالبات پر جتنی زیادہ شفقت ہوگی اتنا ہی زیادہ طالبات کا ذوق و شوق بڑھے گا۔

حصولِ علم نفل نماز سے بہتر

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو علم کا ایک حصہ سیکھے اگرچہ اس پر عمل کرے یا نہ کرے یہ تیرے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ ہزار رکعت نفل نماز پڑھے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۷۹)

جاں کنی کے وقت علم حاصل کرنے کی تلقین

حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صحابی سے گفتگو فرما رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ یہ شخص جو آپ سے بات کر رہا ہے اس کی عمر صرف ایک ساعت اور باقی رہ گئی ہے اور وہ عصر کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو اس بات سے آگاہ فرمایا تو وہ بے قرار ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو اس وقت میرے لیے زیادہ مناسب ہو۔ حضور نے فرمایا "اِشْتَغِلْ بِالتَّعَلُّمِ"، علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ تو وہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے انتقال کر گئے۔ راوی نے کہا کہ اگر علم سے افضل کوئی اور چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی وقت میں اس کے کرنے کا حکم فرماتے۔ (تفسیر کبیر، حصہ دوم، ص:۴۱۰)

فرامین محدّثِ دہلوی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں علم سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمانوں کو وقت پر ضرورت پڑے مثلاً

☆ جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کو پہچاننا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔

☆ جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہِ رمضان آ گیا تو روزے کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا۔

☆ جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے پہلے مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گناہ گار نہ ہوا۔

☆ جب عورت سے نکاح کیا تو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کا میاں بیوی سے تعلق ہے، مسلمان پر جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وغیرہ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص:۱۶۱)

تاجر کو دُرّے مارتے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُکان داروں کو دُرّے مار کر علم سیکھنے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص خرید و فروخت کے احکام نہ جانے وہ تجارت نہ کرے کہ لاعلمی میں سود کھائے گا اور اسے خبر نہ ہوگی۔ اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے یہاں تک کہ اگر حجام ہے تو اس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور کیا چیز کاٹنے کے لائق نہیں۔ اور یہ علوم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہیں۔ لہٰذا بزاز (کپڑا بیچنے والا) پر حجامت سیکھنا فرض نہیں۔

(کیمیائے سعادت، ص:۱۲۸-۱۲۹)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''علم اور علما'' میں فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے عالموں کی جو بہت سی فضیلتیں ثابت ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقیقت میں علم والے ہیں۔ چاہے وہ سند یافتہ ہوں یا نہ ہوں کہ سند کوئی چیز نہیں۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ جاہلوں کو عالم وفاضل کی سند دی جارہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ سند کوئی چیز نہیں کہ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۳، ص:۶۸۶)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ سند حاصل کرنا تو کچھ ضروری نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور نیم ملا خطرۂ ایمان ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۳، ص:۲۱۷)

علم سے مراد کیا ہے؟

قرآنِ پاک، احادیث کریمہ اور بزرگانِ دین کے اقوال جو فضیلتِ علم سے متعلق ہیں ان سے مراد علم دین ہے۔ جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شارحین حدیث نے فرمایا: علم سے مراد وہ علمِ مذہب ہے جس کا حاصل کرنا بندے کے لیے ضروری ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت، اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے جاننا۔ مسلمان کے لیے ان چیزوں کا علم فرض عین ہے۔ اور فتویٰ، اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، حصہ اول، ص:۳۰۱)

رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہماری تمام بہنوں کو زیور علم سے آراستہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

☆☆☆

چوتھا باب

فیضان درود و سلام

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مشکل جو سر پر آپڑی تیرے ہی نام سے ٹلی مشکل کشا تیرا ہی نام تجھ پر درود اور سلام

اے خاتون جنت کی کنیزو! سرکارِ مدینہ، رحمتِ عالم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بکثرت بھیجا کرو کہ یہی وہ واحد عمل ہے جو سنتِ الٰہیہ ہے کہ اللہ رب العزت جل جلالہ اپنے حبیب پر بکثرت درود وسلام کے پھول نچھاور فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستہ پیش کرتے ہیں اور اللہ عزوجل ہم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم بھی اس کی اطاعت وفرماں برداری کریں اور پیارے محبوب پر درود وسلام پڑھیں۔

چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا

الَّـذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ‘‘ بے شک اللہ اوراس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پراے ایمان والوتم بھی ان پر درود اورخوب سلام بھیجو۔ (سورۂ احزاب، آیت: ۵۶)

آیتِ کریمہ کا پس منظر

اے خاتون جنت کی کنیزو! اسلام کو مٹانے کے لیے کفار کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکّہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبۂ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے وطن، گھر بار، اہل وعیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا لیکن دامن مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کرّ وفر کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار اہل ایمان کی مختصر سی جماعت سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انہوں نے حضور کی ذاتِ اقدس واطہر پر طرح طرح کے بے جا الزامات تراشنے شروع کر دیے تا کہ لوگ رشد وہدایت کی اس شمع سے نفرت کرنے لگیں اور اس طرح اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان امیدوں کو خاک میں ملا دیا کہ یہ میرا ایسا حبیب اور ایسا پیارا رسول ہے جس کی وصف وثنا میں خود کرتا ہوں اور میرے سارے فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ پیش کرتے ہیں تم (کافر) چند لوگ اگر میرے محبوب کی شان میں ہرزہ گوئی کرتے بھی رہو تو، سنو جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب وخاسر رہو گے۔ (ملخص از تفسیر ضیاء القرآن، جلد چہارم، ص: ۸۸)

اسی آیتِ کریمہ کے تحت علامہ انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ حیدر آبادی مصنف انوار احمدی نے چند نکات تحریر کیے ہیں جن سے رب کی بارگاہ میں سرکار کی عظمت وتکریم ظاہر ہوتی ہے۔ ایک مسلمان بندی کے لیے یہ ضروری ہے کہ درود وسلام پڑھنے سے قبل سرکار صلی اللہ

علیہ وسلم کی عظمت کو جانے اور قلب وجگر میں ان کی عظمت کو بٹھا لے اور پھر درود وسلام پڑھے، واللہ لطف آئے گا اور عشق بھی بڑھے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوب درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلا نکتہ

آیتِ کریمہ ’’اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا‘‘ اگر آپ اس آیتِ کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اللہ کے کلام کا آغاز ’’اِنَّ‘‘ سے ہوا ہے۔ عربی زبان میں ’’اِنَّ‘‘ ازالۂ شک کے لیے آتا ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کے شک اور تردّد کے ازالہ کو اس کلام قدیم میں ملحوظ رکھا گیا ہے اور ’’اِنَّ‘‘ کے ذریعہ اُن کے شک اور تردد کا ازالہ کیا گیا ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جس زمانے میں اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا اس وقت تین قسم کے لوگ تھے۔

پہلا گروہ اسلام کے ماننے والے یعنی صحابۂ کرام کا تھا۔ دوسرا گروہ اسلام کا انکار کرنے والا یعنی کفار ومشرکین کا تھا اور تیسرا گروہ منافقین کا تھا جو اندر سے کافر ومرتد اور اوپر سے اسلام کے دعوے دار تھے۔ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابۂ کرام کا ایمان تو اتنا پختہ اور مستحکم تھا کہ وہاں شک اور تردد کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ اب رہ گئے کھلے کفار ومشرکین تو وہ سرے سے اس آیتِ کریمہ میں مخاطَب ہی نہیں ہیں اس لیے کہ ان کے کفر کے سبب ان کے انکار وشک کے ازالے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب رہ گیا ایک گروہ منافقین کا کہ یہ طبقہ ایسا تھا کہ ایک طرف تو وہ قرآن پر ایمان لانے کا مدّعی بھی تھا اور دوسری طرف اپنے دلوں میں کفر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے انکار کا عقیدہ بھی چھپا کر رکھتا تھا اور اس طبقہ کے افراد کی اب بھی کمی نہیں ہے بہر حال اس دور کے منافقین ہوں یا بعد کے آنے والے اسی خصلت کے لوگوں کو اس

آیتِ کریمہ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ جب سب کا حاکم و مالک اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو سلطنتِ اسلامیہ کی وفادار رعایا کا فرض کیا ہونا چاہیے اور اس کے محبوب کی عظمت ان کے دلوں میں کس قدر راسخ ہونی چاہیے اور کس درجہ درود وسلام کا انہیں اہتمام کرنا چاہیے۔ جب کہ صراحت کے ساتھ دربار سلطانی سے حکم بھی صادر ہو گیا تو اب شک کی کیا گنجائش رہ گئی؟ اتنی تاکید کے بعد بھی اگر کسی کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے آگے نہ جھکے تو سمجھ لیجیے کہ اس کے انجام پر بدبختی کی مہر لگ گئی ہے۔ (اللہ کی پناہ)

دوسرا نکتہ

اگر آپ اس آیتِ کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے والے فرشتوں کا ذکر کیا تو انہیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنا فرشتہ کہا ہے حالاں کہ دیکھا جائے تو سارے فرشتے اللہ ہی کے ہیں مگر جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا ذکر کیا وہاں صرف ''فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ'' فرمایا کہ سارے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہاں فرشتوں کا تذکرہ اپنی طرف منسوب فرما کر نہیں فرمایا۔

اس اندازِ بیان سے دربارِ خداوندی میں حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مقامِ تقرُّب کا پتہ چلتا ہے کہ جو فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں وہ بھی اپنے ہو گئے۔ یہ شان صرف محبوب ہی کی ہو سکتی ہے کہ جسے ان کی طرف کسی طرح کی نسبت حاصل ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جائے اور خاص بات یہ ہے کہ جب لفظِ صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔

اور اگر لفظِ صلوٰۃ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنیٰ دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لیے دعا میں مصروف رہتے ہیں۔ سبحان اللہ، درود پڑھنے والے بندے اور بندیوں پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے درود پڑھنے کی برکتوں سے پڑھنے والے کی رفعت شان کے لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ تو اے ایمان والو! تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لیے دعا مانگا کرو کہ اے اللہ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما، ان کے دین کو غلبہ دے اور ان کی شریعت کو باقی رکھ، ان کی شان کو اس دنیا میں بلند فرما اور روزِ محشر ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کے درجات کو بلند فرما۔

امت کو درود کا حکم کیوں؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ''اَسْرَارُ التَّنْزِیْلِ'' میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے حکم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ روحِ انسانی اپنے جِبلّی ضعف کی وجہ سے انوار تجلّی الٰہی کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کرلے لیکن جس وقت یہ فیضان حاصل کرنے کا تعلق اپنے اور انبیاے کرام کے ارواح کے درمیان مضبوط ہو جاتا ہے تو عالمِ غیب سے فیضان کے انوار وارد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دان سے اندر جھانکتی ہیں تو مکان کی دیواریں اور فرش تو روشن نہیں ہوتے ہاں! اگر اس مکان کے اندر پانی کا طشت یا ایک آئینہ رکھ دیا جائے تو روشن دان سے آئی ہوئی یہ آفتاب کی کرنیں اس پر پڑنی شروع ہو جائیں تو اس کے عکس سے چھت اور در و دیوار چمک اٹھتے ہیں۔ اسی طرح انبیاے کرام علیہم السلام کی ارواح ہیں جن میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ منور کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ کائنات کی ہر شَے کا ادراک کر لیتی ہے، گویا اس میں کائنات کی ہر شَے کا عکس موجود ہے اور امت کے

ارواح اپنی جبلت اورضعف کی وجہ سے ظلمت آباد میں پڑے ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آفتاب سے روشن تر روحِ انور کے ان ذرّات سے فائدہ حاصل کر کے اپنے اندر استعداد پالیتے ہیں۔ یہ استفادہ صرف درود پاک کے ذریعے سے ہوتا ہے اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَوْلَی النَّاسِ بِیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً'' قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب زیادہ درود شریف پڑھتا ہے۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۱۸)

فرشتے درود کیوں بھیجتے ہیں

فرشتوں کو درودِ پاک پڑھانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ کر دیا جائے اور وہ اپنے آپ کو حضورِ اکرم نورِ مجسم کا خادم، مطیع وفرماں بردار سمجھنے لگیں۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ انسان مصائب وتکالیف میں پھنسا ہوا تھا، فرشتوں کو یہ وہم تھا اور خدشہ لگا رہتا تھا کہ ان کا حشر بھی ابلیس، ہاروت و ماروت جیسا نہ ہو جائے، انہوں نے اطمینان قلب اور پناہ خداوندی حاصل کرنے کے لیے حضور پر درود پاک پڑھنا اپنا شعار بنالیا تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے ان خطرات سے محفوظ ہو جائیں۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۱۶)

فضائل درود احادیث کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوٰتٍ وَحَطَّ عَنْہُ عَشَرَ خَطِیْئَاتٍ ۔ (ترجمہ) جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ دوم، ص:۲۵۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف

کے عوض اللہ عزوجل جو دس رحمتیں نازل فرماتا ہے وہ اپنی شان کے مطابق نازل فرماتا ہے۔ دیکھئے! سخی جب کچھ دے گا تو اپنی شان کے مطابق ہی دے گا اور جب خطا معاف فرمائے گا تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق ہی تو معاف فرمائے گا۔ درحقیقت مولائے کریم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ اس کی رحمت اپنے محبوب کی امت کو بخشنے کے مختلف بہانے ڈھونڈتی رہتی ہے تاکہ امت کی نجات پر محبوب کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، ان بہانوں میں سب سے موثر، مفید اور رب کی رحمت کو متوجہ کرنے والا عمل درود مبارکہ ہے جس پر جملہ اولیائے کاملین اور علمائے متقدمین ومتاخرین پابند رہے، لہٰذا اپنے دفتر سے اگر گناہوں کو مٹانا ہو اور اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کو بڑھانا ہو تو درود شریف کی کثرت کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشَرُ خَطِیْئَآتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُ دَرَجَاتٍ'' یعنی جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (سنن نسائی، حصہ سوم، ص:۵۰)

سُبْحَانَ اللّٰہِ! آج ہر کوئی بلندی چاہتا ہے، ہر شعبے میں بلندی چاہتا ہے، ہر مقام پر بلندی چاہتا ہے، اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر تمہیں بلند مقام چاہیے تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے درود پاک پڑھنے کی عادت بنالو، ان شاء اللہ دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی بلندی حاصل ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ: مَنْ صَلّٰی

عَلٰی النَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ مَلٰئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً.

(ترجمہ) جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار درودِ پاک پڑھے، اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستّر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ یازدہم، ص:۱۷۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت کے مطابق اللہ عزوجل ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض ستّر رحمتیں نازل فرماتا ہے، گویا مولیٰ اپنے محبوب سے اتنا پیار فرماتا ہے کہ جو بھی اس کے محبوب پر ایک بار درود پڑھے تو ربِ قدیر اس سے اس طرح پیار فرماتا ہے کہ اس پر ستر (۷۰) رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ درود شریف ایک ایسا عمل ہے کہ جو کوئی اس کی کثرت کرے اللہ عزوجل کی رحمت اس پر برسنے کے لیے تیار رہتی ہے۔

کنز العمال میں ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے خبر دی کہ جو امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور دس بار اس کے درجے بلند فرماتا ہے اور ایک فرشتہ درود پڑھنے والے کے حق میں وہی الفاظ کہتا ہے جو وہ آپ کے حق میں کہتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ فرشتہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جب سے آپ کو پیدا کیا اسی وقت سے وہ فرشتہ اس کام پر مقرر ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر درود پڑھے وہ فرشتہ جواب میں کہے کہ تجھ پر بھی خدا اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (کنز العمال، حصہ دوم، ص:۲۸۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ خود دیکھیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم ۲ھ میں صادر ہوا، لیکن درود پڑھنے کا صلہ دینے کے لیے وہ فرشتہ پہلے ہی سے موجود ہے، اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درود شریف کی کیسی قدر و قیمت ہے اور اس کی عظمت شان کے اظہار کے لیے حق تعالیٰ نے کتنا اہتمام کیا ہے۔

کثرت درود کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً یعنی قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود و سلام پیش کرتا ہوگا۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۵۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دنیا کے انسانوں کا یہ مزاج ہے کہ بڑوں سے قریب اور چھوٹوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں آپ دیکھتی ہوں گی کہ مالداروں، اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والوں سے ہر کوئی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ دنیا کے نام نہاد بڑے لوگوں سے قریب ہو کر انسان کے ہاتھ کیا آتا ہے؟ کچھ روپیہ، کچھ شہرت اور اقتدار کی کرسی لیکن دنیا میں بڑے کہلانے والے یا سمجھے جانے والے لوگ اکثر خود ہی کنگال ہوتے ہیں لیکن اللہ عزوجل نے انسانوں میں سب سے زیادہ بڑا جسے بنایا ہے وہ ہیں ہمارے پیارے آقا جن کی شان یہ ہے۔ ''وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی'' ہر لحہ جن کا مرتبہ بلند ہوتا ہی جاتا ہے وہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔

سبحان اللہ! کتنا آسان کر دیا حضور نے امتی کو خود سے قریب ہونا۔ درود شریف کی کثرت کرنے والا ان شاء اللہ وہاں سب سے زیادہ قریب ہوگا جہاں پر ہر کوئی نفسی نفسی کہہ رہا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ''اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْعَلُ ثُلُثَ صَلٰوتِیْ عَلَیْکَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ

قَالَ اَلثُّلُثَیْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلَاتِیْ کُلُّھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَنْ یَّکْفِیْکَ اللّٰہُ مَا اَھَمَّکَ مِنْ اَمْرِ دُنْیَاکَ وَاٰخِرَتِکَ" یعنی رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی تہائی دعا حضور کے لیے کرتا ہوں فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی فرمایا ہاں، عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کرتا ہوں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا وآخرت کے سب کام بنادے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ چہارم، ص:۳۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ذوق وشوق کا اندازہ لگائیں کہ تاجدار کائنات پر جتنا بھی وقت ہے اس میں درود شریف پڑھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور آقائے کائنات صحابی کی تمنا اور ان کے عمل سے خوش ہوکر ارشاد فرماتے ہیں اگر مکمل وقت درود پڑھنے پر خرچ کروگے تو میرا رب دنیا وآخرت کے سب کام بنادے گا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! دونوں جہاں میں اگر اپنے کام بنانا ہے تو اپنے قیمتی اوقات کو فضول گوئی میں نہیں بلکہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں خرچ کرو۔ ان شاء اللہ دونوں جہاں کے کام آسان ہوجائیں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سونے کا قلم، چاندی کی دوات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو جمعہ کی رات اور دن کے وقت آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کی دوات اور کاغذ بھی ہوتے ہیں اور ان کا کام صرف یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود شریف لکھتے رہیں گے۔ (تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص:۲۳۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جمعۃ المبارکہ کو درود شریف پڑھنے کی بہت سی فضیلتیں حدیث مبارکہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک حدیث شریف آپ نے ملاحظہ کیا کہ سونے کا قلم چاندی کے دوات اور کاغذ ہوتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا یہ معمولی عمل نہیں بلکہ اتنا اہم ہے کہ اس کو سونے کے قلم سے اور چاندی کے دوات وکاغذ پر بھی لکھا جانا چاہیے اس سے عظمتِ درود وسلام ظاہر کرنا مقصود ہے اور اپنے پیارے محبوب کی شان ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔

جمعہ کو کثرت سے درود پڑھو

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُلِّ الْجُمُعَۃِ، فَمَنْ کَانَ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبُھُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً ۔ یعنی مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کہ میری امت کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے گا وہ مجھ سے زیادہ قریب رہے گا۔ (الترغیب والترہیب، حصہ دوم، ص:۳۲۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ضرور ضرور یومِ جمعہ اور شب جمعہ کو درود شریف کی کثرت کیا کرو کہ گناہ بھی معاف ہوں گے، تنگ دستی بھی دور ہوگی اور کرم بالائے کرم خود مدنی آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف بنفس نفیس سنیں گے اور پہچانیں گے بھی۔ ان شاء اللہ، آؤ آج ہی اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کو حاصل کرنے اور شبِ جمعہ نیز یوم جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی نیت کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں جمعۃ المبارکہ کو درود شریف پڑھنے کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے، سنیے اور عادت بنالیجیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن اَسّی بار درود پاک پڑھتا ہے اس کے اسّی سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو مجھ پر روزانہ پانچ سو بار درود شریف پڑھتا ہے وہ کبھی تنگ دست نہ ہوگا۔ (تفسیر روح البیان عربی، جلد ہفتم، ص: ۲۳۱)

بعض علما فرماتے ہیں: شب جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو شخص آپ پر اس رات میں صلاۃ وسلام عرض کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس صلاۃ وسلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (جذب القلوب، ص: ۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَۃِ وَ ثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا۔**

(ترجمہ) جو مجھ پر شب جمعہ میں سو مرتبہ درود پڑھے۔ اس کی سو حاجتیں پوری ہوں من جملہ ان کی ستر حاجتیں دنیوی اور تیس حاجتیں آخرت کی۔ (تفسیر الدر المنثور، حصہ ششم، ص: ۶۵۴)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اس درود کو پڑھے جب تک اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے گا دنیا سے خالی نہ اٹھایا جائے گا اور وہ درود یہ ہے۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ۔**

(جذب القلوب، ص: ۲۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم اپنی حاجتوں کو لے کر ہر طرف جاتی ہیں اور امیدیں لگاتی ہیں کبھی ایک حاجت پوری ہوئی اور باقی ناتمام لیکن یوم جمعہ کو اگر سو مرتبہ درود شریف ہم نے پڑھا تو ستر حاجتیں دنیا کی اور تیس حاجتیں آخرت کی اللہ عزوجل پوری فرمائے گا۔

جمعہ کے روز درود پڑھنے کے سبب بخشش

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن کثیر کے تکیے کے نیچے سے ان کی روح نکلنے سے پہلے ایک پھٹا ہوا کاغذ ملا جس میں لکھا تھا: **بَرَآءَۃٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ۔** یعنی خالد ابن کثیر کی جہنم سے نجات ہوگئی، ان کے گھر والوں سے دریافت کیا گیا کہ یہ کون سا عمل کرتے تھے جو یہ کرامت حاصل ہوئی؟ تو گھر والوں نے کہا ان کا عمل یہ تھا کہ ہر جمعہ کو ہزار مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔ (جذب القلوب، ص: ۲۷۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یقیناً درود شریف دونوں جہاں کی مصیبتوں کا علاج ہے۔ خوش نصیب ہے وہ بندی جو پورے یقین کے ساتھ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی ہے۔ ابھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ یوم جمعہ کو پابندی سے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض دنیا ہی میں جہنم سے نجات کی سند مل گئی اور کیوں نہ ہو کہ جب رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا تو وہ حق ہے، کیا ہم سب کو نجات کی فکر نہیں ہے؟ اگر ہے تو ہر جمعہ کو جتنا زیادہ ہو سکے اتنا درود شریف پڑھ کر دوزخ سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کثرت درود کا صلہ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کعبہ کا طواف کر رہے تھے، ایک شخص کو دیکھا کہ بجائے لبیک پڑھنے کے ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے، میں نے کہا یہ کیا تسبیح وتہلیل چھوڑ کر تم درود شریف پڑھتے ہو؟ تمہارے پاس اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت بخشے، آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے سفیان ثوری کہتے ہیں، اس نے کہا اگر آپ مسافر ہوتے اور مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ میرا راز فاش نہیں کریں گے تو آپ کو یہ حال بتا دیتا، بہر حال حقیقت یہ ہے کہ میں اور میرے والد حج

کو آرہے تھے، راستے میں میرے والد بیمار ہو کر مر گئے اور بدقسمتی سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، آنکھیں نیلی ہو گئیں اور پیٹ پھول گیا اس پر میں خوب رویا اور ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا افسوس کہ میرے والد کی موت سفر میں ہوئی اور ایسی بری کہ جسے بتایا نہیں جا سکتا۔ میں اپنے والد کا چہرہ چادر سے ڈھانپ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص آیا ہے جس کی شکل وصورت کبھی نہ دیکھی تھی اور نہایت خوب صورت لباس میں ملبوس تھا اور خوشبو سے معطّر میرے والد کے قریب ہو کر ان کے چہرے سے کپڑا اتار کر چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہو گیا اور ان کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہو گئے اس کے بعد وہ حسین وجمیل ہستی واپس جانے لگی، میں نے بڑھ کر عرض کیا آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے والد کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ ہیں کون؟ فرمایا: میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اگرچہ تیرا باپ بہت گناہ گار تھا لیکن مجھ پر درود شریف بکثرت پڑھتا تھا جب اسے یہ مصیبت پہنچی تو اس نے مجھے پکارا میں نے اس کی حاجت پوری کی جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے تو میں دنیا میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد کا چہرا سفید اور پیٹ صحیح وسالم تھا۔ حضرت سفیان نے یہ واقعہ سن کر فرمایا تم صحیح کہتے ہو اور اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو امتِ رسول کو سنائیں اور اپنی کتابوں میں لکھیں تاکہ لوگ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک کی برکت سے دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پالیں۔

(تفسیر روح البیان عربی، جلد ہفتم، ص: ۲۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ واقعہ سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر مصیبت کا علاج رحمت عالم پر درود پڑھنا ہے۔ دنیا میں کون ہے جو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو، یہ دنیا ہے ہی مصیبتوں کا گھر، یہاں پر ہم امتحان دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں اور تخلیق

انسانی کا مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں واضح فرمادیا ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً۔ موت وزندگی کی تخلیق کا مقصد تم کو آزمانا ہے کہ تم میں کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے۔ یقیناً ہمارے اعمال صالحہ قابلِ قدر و منزلت ہیں لیکن جو عمل خود اللہ تعالیٰ کا ہو وہ عمل کتنا اچھا ہوگا؟ وہ عمل جو اللہ عزوجل کرتا ہے وہ درود شریف ہے لہٰذا درودِ پاک کی عادت بنانے والی بندی خواہ کتنی ہی گناہ گار ہو درود شریف کی برکتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا کرم ہو ہی جائے گا جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

کثرت درود کی تعداد

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف الغمہ'' میں بیان کیا ہے کہ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کا مطلب ہر رات سات سو بار درود پڑھنا ہے اور دن میں سات سو بار ہے اور ایک عالم نے کہا ہے کہ کثرت درود روزانہ ساڑھے تین سو بار اور ساڑھے تین سو بار رات میں ہے۔ (افضل الصلوات ص/۳۹۔۷۰)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تعداد مخصوص میں ہر روز کا وظیفہ کرے تو بہتر ہے کہ ہزار سے کم نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے، تو پانچ سو پر اکتفا کرے، یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر سو سے کم کبھی نہ کرے۔ بعض نے تین سو کو پسند کیا ہے مومن کثرت درود کی عادت کرتا ہے تو پھر اس پر آسان بھی ہو جاتا ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! درود کے متعلق تعداد کے تعین سے درحقیقت ایک عادت بنانا مقصود ہے اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کی عادت بنالے تو وہ کام اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ اور بزرگانِ دین کا منشا ہر ایک مسلمان کو درود کا عادی بنا کر ان کی آخرت کو سنوارنا ہوتا ہے۔ لہٰذا کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ۱۰۰/تا ۳۰۰ سو مرتبہ ضرور درود شریف پڑھیں۔

ان شاءاللہ رفتہ رفتہ کثرت درود شریف کی عادت پڑ جائے گی۔اللہ عزوجل ہم سب کو کثرت درود کی توفیق عطا فرمائے۔

بزرگانِ دین اور درود شریف کی کثرت

الشیخ محمد ابوالمواہب شاذِلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ علمائے راسخین سے ہیں۔آپ دن میں ہزار بار اور رات میں ہزار بار درود پاک پڑھتے، امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی ''طبقات'' میں کہا کہ آپ بکثرت درود پڑھا کرتے تھے۔آپ سرکار کی بکثرت زیارت کیا کرتے تھے آپ نے بیداری کے عالم میں بھی اپنی آنکھوں سے ۸۲۵ھ میں جامع ازہر کے میدان میں سرکار کو دیکھا سرکار نے اپنا دست اقدس آپ کے دل پر رکھا یہ ساری برکتیں کثرت درود کی وجہ سے تھیں۔ (سعادۃ الدارین)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نورالدین شوفی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے آپ جہاں جاتے مجلس ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ'' قائم کرتے، مکہ، مدینہ، بیت المقدس، مصر، شام، یمن وغیرہ میں اس مجلس کے موجد آپ ہی ہیں حتی کہ ۸۹۷ھ میں جامع ازہر میں بھی آپ نے مجلس ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ'' منائی۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں ہی درود پاک کا شوقین تھا آپ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کو جمع کرتا اور صبح کا کھانا دیتا اور کہتا اسے کھاؤ اور ہم سب مل کر سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ہم دن کا اکثر حصہ درود پاک پڑھنے میں گذارتے۔آپ ہر روز دس ہزار بار نہایت ادب سے درود پاک پڑھا کرتے تھے اور شیخ احمد زواری رحمۃ اللہ علیہ ہر روز چالیس ہزار بار درود پاک پڑھتے۔امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جب سے میں

نے اللہ کا ذکر اور سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھا ہے میرا سینہ کھول دیا گیا پس جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر کو اپنا مقصد حیات بنایا وہ اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں کامیاب ہوا۔آپ فرماتے ہیں کہ سلسلۂ طریقت میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہیے، درود پڑھتے پڑھتے ہی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہوتی ہے، درود کی کثرت سے عالمِ بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھے کثرتِ درود پاک کی برکت سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح حاضری نصیب ہوتی جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو حضوری ملتی تھی۔

(شفاء القلوب، ص:۱۵۴-۱۵۵)

دیدار کا شرف

حضرت مسعود رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو کہ مُلکِ فارس کے صلحا میں سے تھے ان کا کام یہ تھا کہ وہ موقِف (مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہ) میں جاتے اور جتنے مزدور مل جاتے ان کو اپنے مکان میں لے آتے، ان مزدوروں کو یہ گمان ہوتا کہ شاید کوئی تعمیر وغیرہ کا کام لیا جائے گا، لیکن حضرت موصوف ان کو بٹھا کر فرماتے ''درود پاک پڑھو'' اور خود بھی ساتھ بیٹھ کر پڑھتے اور جب عصر کے وقت چھٹی ہوتی تو آپ ان کو پوری مزدوری دے کر رخصت فرماتے۔آپ کو سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی بنا پر عالم بیداری میں بھی سرکارِ کون ومکاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

(آب کوثر، ص:۱۸۶)

فرشتہ قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے

آقائے نامدار مدنی تاجدار ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزو جل نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ مشرق ومغرب کو گھیرے ہوئے ہے اوراس کا سر زیر عرش ہے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں، روئے زمین پر آباد مخلوق کے برابر اس کے پیر ہیں، میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود پڑھتے ہیں تو اس فرشتہ کو اذنِ الٰہی ہوتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے بحرِ نور میں غوطہ زن ہو، وہ غوطہ لگاتا ہے اور باہر نکل کر جب وہ اپنے بازوؤں (پروں) کو جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے جس قدر قطرات ٹپکتے ہیں ان میں سے ہر ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس درود پڑھنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

(معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۰۴-۳۰۵)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ رتبے دیے ہیں جو کسی نبی کو نہیں ملے ہیں اور مجھ کو سارے نبیوں پر فضیلت دی اور میری امت کے کئی اعلیٰ درجے مقرر فرمائے کہ وہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں اور میری قبر کے پاس ''منطوش'' نامی ایک فرشتہ متعین فرمایا وہ اتنا طویل القامت اور عظیم الجثہ ہے کہ اس کا سر عرشِ الٰہی کے نیچے اور اس کا پاؤں تحت الثریٰ میں ہے اور اس کے اسّی ہزار بازو ہیں، اسّی ہزار پر ہیں اور ہر پر کے نیچے اسّی ہزار رونگٹے ہیں اور ہر رونگٹے کے نیچے ایک زبان ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتا ہے اور اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرتا ہے جو مجھ پر درود پڑھے۔ (انوار احمدی، ص:۷۴-۷۵)

سُبحَانَ اللّٰہ کتنا عظیم فیضان ہے درود پاک کا کہ فرشتوں میں جو عظیم الجثہ فرشتہ ہے وہ دعائے مغفرت کرے گا۔ اگر اس کے باوجود کوئی عورت درود پاک پڑھنے میں سستی کرے تو کتنی کم نصیب ہوگی۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ان شاء اللہ زندگی کی آخری سانس تک

درودِ مبارکہ پڑھنے کی پابندی کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آسمانوں میں تعارف

امامِ اجل سراج الملت والدین ابواحمد زید بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھتا ہے اس کے بعد آسمانِ دنیا کے رہنے والوں کو اس شخص کے درود سے متعارف کرایا جاتا ہے اور انہیں اس درود کے پڑھنے میں شریک کیا جاتا ہے۔ پھر آسمانِ دوم والوں سے اس درود پاک پڑھنے والے کا تعارف کرایا جاتا ہے اور وہ لوگ اس درود پڑھنے والے پر ۲۲ر بار درود پڑھتے ہیں۔ پھر آسمانِ سوم کے لوگوں کو اس درود سے واقف کرایا جاتا ہے اور وہاں کے لوگ اسی طرح اس شخص پر ہزار بار درود شریف پڑھتے ہیں اور اس درود کو آسمان چہارم کے لوگوں کو سنایا جاتا ہے تو وہ دو ہزار بار درود پاک پڑھتے ہیں۔ اس درود کو جب آسمانِ پنجم کے لوگ سنتے ہیں تو وہ جواب میں پانچ ہزار بار درودِ پاک پڑھتے ہیں، جب آسمانِ ششم والے اس درود وسلام کو سنتے ہیں تو چھ ہزار بار درود وسلام پڑھتے ہیں۔ آسمانِ ہفتم کے لوگ اس درود کے جواب میں سات ہزار بار درود پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تمام درود وسلام کا ثواب میرے اس بندے کو عطا کیا جائے جس نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اس کے تمام گناہ بخش دیے گئے۔ یہ اعزاز وبرکات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے ہے۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۲۹۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کتنا کرم ہے اللہ عزوجل کا اور کتنا فیضان ہے رحمت عالم

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا۔ مذکورہ حدیث شریف پڑھ کر درود شریف پڑھنے کا جذبہ پیدا
ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ یقیناً ایک مومنہ کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ
اِدھر وہ درود پڑھے اور اُدھر ساتوں آسمانوں پر فرشتے اس کے درود کو سن کر اس کے لیے سلامتی
کی دعا کریں اور اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقہ وطفیل درود پڑھنے والی کی بخشش
فرمادے۔ آیئے ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر محبت سے ایک بار درود شریف
پڑھ لیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مرتے دم تک درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سرکار ﷺ کا تحفہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن
آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی امت کا تحفہ تو درود پاک ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا
ہے۔ آپ کی طرف سے اس تحفہ کے جواب میں کیا عطا کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: عمر! تم
نے بہت اچھا سوال کیا ہے "اَلصَّلٰوۃُ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَیَّ تُحْفَۃٌ لِّیْ وَتُحْفَۃُ اُمَّتِیْ مِنِّیْ
غَداًفِیْ الْجَنَّۃِ" میری امت کا تحفہ تو مجھ پر درود پاک ہے اور میں اسے کل بروزِ قیامت اپنی
جانب سے جنت کا تحفہ دوں گا۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۰۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف میں امت کے درود پڑھنے کا بدلہ
اللہ کے پیارے حبیب نے جنت کی صورت میں عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ رحمت عالم جو
وعدہ فرمادیں اس پر سارے امتیوں کو یقین ہے کہ وہ یقیناً پورا فرمائیں گے۔ لہٰذا درود پڑھو
اور آخرت میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں جنت حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

خاک آلود ناک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے
پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ پڑھے، اس کی ناک گرد آلود ہو جس پر رمضان آئے پھر اس
کی بخشش سے پہلے گزر جائے اور اس کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے
کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور ان کے ذریعے جنت کو حاصل نہ کر سکے۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۵۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جس عمل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض
ہوتے ہیں اس کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا
جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے اس کی ناک خاک آلود ہو۔

اللہ اکبر! پتہ چلا کہ جب بھی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے ضرور
ہم کو حضور پر درود پڑھنا چاہیے ورنہ آپ کی خوشی جس طرح ہمارے لیے جنت کی ضمانت ہے
ویسے ہی آپ کی ناراضگی ہماری تباہی کا ذریعہ ہے۔ (اللہ کی پناہ) اللہ عزوجل ہم سب کو ان
تمام چیزوں سے بچائے جن سے ہمارے آقا ناراض ہوتے ہوں، مثلاً ماں باپ کی خدمت
میں کوتاہی اور ماہِ صیام میں روزے سے غفلت اور ذکر رسول سن کر درود شریف پڑھنے میں
سستی وغیرہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بڑا بخیل کون؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ یعنی بڑا کنجوس وہ

ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۵۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھیں تو اس مجلس پر قیامت تک حسرت برستی رہتی ہے۔ اگر وہ اہل مجلس کسی دوسری نیکی کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو ان درجات اور ثواب سے محروم رہیں گے جو درود پڑھنے والوں کو حاصل ہوں گے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص:۱۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج عورتیں اپنی مجلسوں میں دنیا بھر کی باتیں کرتی ہیں اور تھکتی نہیں لیکن درود شریف پڑھنے میں کوتاہی اور کاہلی کرتی ہیں جس کا نقصان آخرت میں پتہ چلے گا۔ مذکورہ روایت سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مجلس میں ضرور درود پڑھ لینا چاہیے تاکہ محشر میں افسوس نہ ہو اور اللہ عزوجل درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند فرمائے۔ جب درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند ہوں گے تو کیا دنیا میں نہیں ہوں گے؟ کاش ہم اپنی عادت بنالیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی ایسی مجلس میں بیٹھے گا جس میں مجھ پر درود نہ پڑھا جائے تو اگرچہ وہ قیامت کے دن جنت میں داخل کر دیا جائے اسے حسرت ہوگی اور مجھ پر درود پڑھنے والے کی طرح اسے ثواب بھی نہیں ملے گا۔

(نزہۃ المجالس، حصہ دوم، ص:۸۴)

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا: جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے گویا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (نزہۃ المجالس، حصہ دوم، ص:۸۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہشت میں جانے کا حکم تو مل جائے گا لیکن راہ جنت پر چل نہ سکیں گی اور بہشت کا راستہ بھول جائیں گی وہ عورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر سن کر درود شریف نہیں پڑھتیں۔ آپ غور کریں کہ اچھی محفل میں بیٹھی بھی ہیں اور اچھی باتیں سن بھی رہی ہیں لیکن صرف بھول کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ سکیں تو اِتنا بڑا خسارہ اٹھائیں گی کہ بہشت کا راستہ نہ ملے گا۔ لہٰذا جب بھی کسی محفل میں یا کسی شخص سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنو تو کم از کم ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ضرور کہہ لیا کرو تاکہ بروز حشر اس نقصان سے بچ سکو۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں کثرت درود کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سرکار کے دیدار سے محروم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا یَرَیٰ وَجْھِیَ ثَلَاثَۃُ اَقْوَامٍ اَحَدُھَا الْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالثَّانِیُ تَارِکُ سُنَّتِیْ وَالثَّالِثُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ تین گروہ قیامت کے دن میرے دیدار سے محروم ہوں گے۔

(۱) والدین کا نافرمان۔

(۲) میری سنت کا تارک۔

(۳) جو میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (روح البیان جلد ہفتم، ص:۲۲۷)

مذکورہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین کم نصیبوں کا ذکر فرمایا ہے جو اپنی بے عملی کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ ایک مومنہ کے لیے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے بڑھ کر دولت کیا ہوگی؟ ہم کو چاہیے کہ ہم ان اعمال سے پرہیز کریں جو دیدار رسول سے محروم کر دیتے ہیں یعنی والدین

کی نافرمانی۔سنت کا ترک کرنا،اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن کر درود نہ پڑھنا۔اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ تینوں گناہوں سے بچائے اور والدین کی فرمانبرداری، سنت کی ادائیگی اور درود شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔

چار چیزیں ظلم ہیں

حدیث شریف میں ہے :اَرْبَعٌ مِّنَ الْجَفَاءِ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ وَ ھُوَ قَائِمٌ وَاَنْ یَّمْسَحَ جَبْھَتَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ وَاَنْ یَّسْمَعَ النِّدَآءَ فَلَا یَشْھَدُ مِثْلَ یَشْھَدُ الْمُؤَذِّنُ وَاَنْ اُذْکَرَ عِنْدَہٗ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ.'' یعنی چار اُمور ظلم میں شامل ہیں۔

(۱) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۲) نماز کی فراغت سے پہلے ماتھے سے مٹی جھاڑنا۔

(۳) اذان سننا اور نماز کے لیے حاضر نہ ہونا۔

(۴) میرا نام سننا اور مجھ پر درود نہ پڑھنا۔ (روح البیان،جلد ہفتم،ص:۲۲۷)

شفیعِ اُمت رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں پھر وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جاتے ہیں وہ مردار کی بد ترین بدبو پر کھڑے ہوتے ہیں۔(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ،حصہ دوم،ص:۱۸۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ درود شریف خوشبو ہے۔لہٰذا کسی بھی مجلس کو درود شریف کے بغیر ختم نہ کرو بلکہ درود شریف پڑھ کر معطر کرو،ان شاء اللہ درود شریف کی برکت سے محفل بھی معطر ہوگی اور قبر بھی معطر ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا تو وہ آگ میں داخل ہوا۔(تفسیر روح البیان،جلد ہفتم،ص:۲۲۷)

اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

رسولِ رحمت نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور مجھ پر درود وسلام نہ پڑھا اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جو میرے ساتھ ہوا اس کے ساتھ ہو اور جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو۔ (افضل الصلوات علی سید السادات،ص:۵۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ذکرِ آقا سن کر اگر کوئی بندی درود نہیں پڑھتی تو حضور کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے اس کا اندازہ مذکورہ حدیث شریف سے لگائیں کہ تاجدار کائنات اللہ عزوجل کے حضور اس غافل کے متعلق ناراضگی کا اظہار اس طرح سے فرماتے ہیں کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور اے اللہ جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو جا، اللہ اکبر! حضور کی کوئی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔لہٰذا اگر ہم چاہتی ہیں کہ ہمارے پیارے آقا سے ہمارے تعلقات منقطع نہ ہوں تو ضرور بالضرور ذکرِ آقا سن کر درود شریف پڑھ لیا کریں اور آپ کی ناراضگی سے بچنے کا سامان کریں۔

درود نہ بھیجنے والے سے حضور کا اعراض

ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا۔ایک رات اس نے خواب میں حضور کو دیکھا،آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لیے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں، میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں۔عرض کیا حضور مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ علما کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: علما نے سچ کہا ہے،تو نے مجھ پر درود بھیج کر مجھے اپنی یاد نہیں دلائی، میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اسے اتنا ہی پہچانتا ہوں۔اس شخص کے دل میں یہ بات

بیٹھ گئی اور اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود بھیجنا شروع کر دیا کچھ مدت بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے پھر خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا: اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور تیری شفاعت کروں گا کیوں کہ وہ رسول خدا کا محبّ بن گیا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸۰-۸۱)

زبان گونگی ہوگئی

ایک شخص جب کبھی نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک سنتا تو درود پاک پڑھنے میں بخل کرتا تو اس کی زبان گونگی ہوگئی اور آنکھوں سے اندھا ہو گیا پھر وہ حمام کی نالی میں گر گیا اور پیاسا مر گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا.

(سعادۃ الدارین، ص:۱۴۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم نے بہت سے نام نہاد مسلمانوں کو دیکھا ہے جو درود شریف کے حوالے سے کچھ نہ کچھ بکواس کرتے رہتے ہیں مثلاً اتنے درود کیوں پڑھاتے ہو؟ اور اذان سے پہلے کیوں پڑھتے ہو فلاں وقت کیوں پڑھتے ہو، وغیرہ وغیرہ۔ ان کو مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور بخل سے بچنا چاہیے تا کہ خاتمہ اچھا ہو اور بری موت سے اللہ عزوجل بچالے۔ یاد رکھو! درود شریف کی کثرت کرنے والی کا خاتمہ ان شاء اللہ بہتر ہی ہوگا، اور بخل سے کام لینے والی کا خاتمہ برا ہو سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کا قُرب

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے قریب تر ہو جاؤں جیسا کہ تمہارا کلام تمہاری زبان سے قریب ہے یا جس طرح کہ وسوسہ تمہارے قلب کا وسوسہ تمہارے دل سے، تمہاری روح تمہارے بدن سے اور تمہاری روشنیِ چشم تمہاری آنکھ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں یہی چاہتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو تب تمہیں یہی نسبت حاصل ہو جائے گی۔ (نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص:۸۴)

ایک روایت میں آیا ہے کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تشنگی سے تم کو تکلیف نہ پہنچے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! ایسا ہی چاہتا ہوں حکم باری ہوا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ حافظ ابونعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے۔ (جذب القلوب، ص:۲۶۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل سے قریب ہونے کی آرزو کس کو نہیں ہے یقیناً ہر بندی یہی چاہتی ہے۔ لیکن اس کا قرب کیسے حاصل ہو؟ تو مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمارہا ہے کہ آنکھ سے جتنی قریب روشنی اور دل سے وسوسہ قریب ہے اس سے بھی اگر قریب تر ہونا ہو تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا وظیفہ بنالو قرب کی دولت نصیب ہو جائے گی۔

چار سو حج کے برابر ثواب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فریضۂ حج ادا کرے اس کے بعد جہاد کرے تو یہ چار سو حج کے برابر ہے۔ اب وہ لوگ جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہیں رکھتے تھے شکستہ دل ہوئے، حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص آپ پر درود شریف بھیجے اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص:۸۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ہم غریبوں پر اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ غربت اور کمزوری کی وجہ سے اگر کوئی حج اور جہاد جیسے اہم فریضہ کو ادا نہیں کرسکتی اور چار سو حج کا ثواب حاصل نہیں کرسکتی تو اس کو بھی اللہ عزوجل نے محروم نہیں رکھا بلکہ فرمادیا کہ اے ثواب

کی طلبگار رو! آؤ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھ لو اور اپنے دامن میں چار سو حج کا ثواب جمع کرلو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

جاں کنی میں آسانی

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک مالدار آدمی تھا جس کا کردار اچھا نہیں تھا لیکن اسے درود پاک پڑھنے کا بہت شوق تھا کسی وقت وہ درود پاک سے غافل نہیں رہتا تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا اور جاں کنی طاری ہوئی تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا اور بہت زیادہ تنگی لاحق ہوئی حتی کہ جو دیکھتا ڈر جاتا تو اس نے جاں کنی کی حالت میں ندا دی۔ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور درود پاک کی کثرت کرتا ہوں۔

ابھی اس کی ندا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آسمان سے آیا اور اس نے اپنا پر اس کے آدھے چہرے پر پھیر دیا۔ فوراً اس کا چہرہ چمک گیا اور کستوری کی سی خوشبو مہک گئی اور وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگیا اور جب اس کی تجہیز وتکفین کر کے قبر کی طرف لے گئے اور اسے لحد میں رکھا تو غیب سے ندا آئی ہم نے اس بندے کی قبر میں رکھنے سے پہلے ہی کفایت کی اور اس درود پاک نے جو وہ میرے حبیب پر پڑھتا تھا اسے قبر سے اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا ہے۔

یہ سُن کر لوگ بہت متعجب ہوئے اور پھر جب رات ہوگئی تو کسی نے دیکھا کہ وہ زمین وآسمان کے درمیان چل رہا ہے اور پڑھ رہا ہے "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (درۃ الناصحین، ص:۱۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! دیکھا آپ نے پیارے آقا پر درود شریف پڑھنے کا فائدہ

کہ جاں کنی کے وقت درود مبارک کتنا کام آگیا۔ لہٰذا آؤ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جاں کنی کے وقت کلمہ نصیب فرمائے اور کثرت درود کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قبر کے سوال کے جواب میں آسانی

شیخ احمد بن ابی بکر رواد صوفی محدث حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا تھا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا کیا پوچھتے ہو، بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے، منکر نکیر کے سوال کے جواب کا وقت تو مجھ پر نہایت ہی دشوار ہوا، میں نے دل میں کہا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہے۔ آواز آئی، دنیا میں تو نے زبان کو بیکار رکھا یہ سختی اسی وجہ سے ہے، جب عذاب کے فرشتے نے میری طرف آنے کا قصد کیا تو ایک حسین وجمیل شخص خوشبو میں معطر میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہوا، مجھ کو ایمان کی محبت یاد دلائی، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو تو کثرت سے درود پڑھتا تھا میں اسی سے پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہر سختی اور بے چینی میں میں تیرا مددگار رہوں۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم، ص:۸۷)

اہل قبرستان کی بخشش

حضرت حافظ سخاوی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ یا شیخ! میری بیٹی فوت ہوگئی ہے میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چار رکعت نفل پڑھ اور یہ عمل عشا کی نماز کے بعد ہو پھر لیٹ جا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

درود پڑھتی رہ یہاں تک کہ تو سو جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا اس نے اسے خواب میں دیکھا اس حال میں کہ وہ عذاب وعقوبت میں تھی اور اس پر تارکول کا لباس تھا اور دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور دونوں پاؤں آگ کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصہ ان کو بتایا انہوں نے بتایا کہ کوئی خیرات کر، ممکن ہے اللہ اسے بخش دے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ اس رات سوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک تخت پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نور کا تاج ہے۔ اس نے کہا اے حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا میں اس عورت کی لڑکی ہوں جسے آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو کہا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تیری والدہ نے تیرا حال اس سے مختلف بیان کیا تھا۔ اس نے کہا ہم ستر ہزار نفوس عذاب میں تھے جیسا کہ میری والدہ نے بیان کیا ایک نیک آدمی کا ہمارے قبرستان سے گزر ہوا اور اس نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا اور ہم سب کو اس عذاب اور عقوبت سے اس نیک مرد کی برکت سے آزاد کر دیا اور مجھے یہ حصہ ملا جو آپ نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرے میں اسے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ (معارج النبوۃ، ص:۳۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک درویش، کسی اجنبی قبرستان سے گزریں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں تو سارے قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا جائے تو وہ خدا کی بندی جو اپنی زندگی کے پچاس یا ساٹھ سال صدق وصفا کے ساتھ دن رات آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھی ہو اگر اسے عذاب آخرت سے آزادی اور شفاعت رسول کی بشارت میسر آئے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔

پل صراط پر نور عطا ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ۔ (ترجمہ) مجھ پر درود پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم الشان نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔

(دلائل الخیرات شریف، ص:۱۵، مطبوعہ فیضان سنجری فاؤنڈیشن، ممبئی)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پل صراط دوزخ پر بنا ہے اور دوزخ کی آگ سرخ نہیں بلکہ سخت سیاہ ہے جس کی وجہ سے پل صراط پر گھٹاٹوپ تاریکی ہوگی۔ اب آپ غور کریں کہ اس مصیبت کے موقع پر درود شریف پڑھنے والی بندی پر اللہ عز جل کتنا کرم فرمائے گا کہ اسے ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے پل صراط پار کرنا آسان ہو جائے گا۔ لہٰذا زمین پر درود شریف پڑھو اور پل صراط پر نور حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

درود پاک ذریعۂ نجات

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہوگا وہ روتے ہوئے کہے گا: یَا مَلٰئِکَۃَ الرَّحْمٰنِ! مجھے کہاں پھینکنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ جہنم میں، وہ کہے گا کہ چند لمحات مجھے مہلت دو تاکہ میں اپنے حالات پر رو سکوں۔ فرشتے کہیں گے اے شخص، یہ گریۂ ندامت تو تجھے اپنی زندگی میں کرنی چاہیے تھی تاکہ تجھے کوئی فائدہ ہوتا آج رونے سے کیا حاصل ہوگا۔ وہ شخص کہے گا میں حضرت آدم کی اولاد میں سے ہوں آتشِ دوزخ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں

سے ہوں مجھے اپنے اللہ سے یہ گمان بھی نہیں تھا، فرشتے پوچھیں گے اے اللہ کے بندے تمہیں اپنے اللہ سے کیا گمان تھا؟ وہ کہے گا مجھے اپنے اللہ سے یہ امید تھی کہ مجھے یہود ونصاریٰ کے ساتھ جہنم میں نہیں رکھے گا، فرشتے کہیں گے وہ دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہیں انہیں پکار، تا کہ وہ تیری شفاعت کر سکیں ورنہ تجھے ''ھَاوِیَۃُ'' (دوزخ) میں پھینک دیا جائے گا، بندہ نہایت بے خودی میں چلا جائے گا اور میدانِ حشر میں حضور تک فریاد پہنچائے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی دردناک آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے اسے فرشتوں کے قبضہ میں پائیں گے اور عذاب کے ملائکہ نے اسے جکڑا ہوگا، حضور فرمائیں گے اسے میرے حوالہ کر دیا جائے تا کہ اس کے اعمال کو دوبارہ تولا جاسکے اس کے حالات کی چھان بین کروں، فرشتے کہیں گے یا رسول اللہ! ہم اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کے حکم کے تحت کر رہے ہیں جب تک اللہ کا فرمان نہ ہو ہم اسے آزاد نہیں کر سکتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت سجدے میں گر جائیں گے اور عرض کریں گے یا اللہ! آج تیرے فرشتے میرے اور تیرے ایک بندے کے درمیان حائل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: اے فرشتو! میرے بندے کو میرے پیغمبر کے حوالے کر دو۔ حضور اس گنہ گار اُمتی کو لے کر میزان کے پاس تشریف لائیں گے، صحیفۂ بیضہ نکالیں گے، اس میں نور کے قلم سے لکھا ہوگا، نیکیوں کی چھٹی میزان میں رکھیں گے جس سے برائیاں دب کر رہ جائیں گی، فرمانِ الٰہی آئے گا، اسے بہشت میں لے جاؤ۔ جب اس بندے کو بہشت کی طرف لے جایا جائے گا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہشت کے دروازے پر کھڑے نظر آئیں گے، آپ مسکرا کر فرمائیں گے مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں: وَمَا اَحْسَنَ وَجْھَکَ وَمَا اَطْیَبَ رِیْحُکَ ۔ فرمائیں گے میں ہی تمہارا

پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں، وہ صحیفہ جس میں نیکیوں کا دفتر تھا جو تمہاری ساری برائیوں پر چھا گئیں وہ درود پاک تھا جو تم دنیاوی زندگی میں میرے لیے پڑھا کرتے تھے۔ وہ شخص اسی وقت حضور کی بارگاہ میں گر جائے گا قدم بوسی کا شرف حاصل کرے گا اور کہے گا: لَوْلَا اَنْتَ وَصَلَوَاتِیْ عَلَیْکَ طُوِیْتُ فِیْ النَّارِ مَعَ مَنْ ھَوٰی ۔ اگر آج آپ نہ ہوتے آپ کی شفاعت میری دستگیری نہ کرتی میرا درود آپ کی ذات پر نہ ہوتا تو میں دوسرے دوزخیوں کی طرح آتش جہنم میں ہوتا اور صدیوں اس درد بلا میں رہتا۔ (معارج النبوۃ، ص:۳۰۲-۳۰۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ واقعہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ درود شریف اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح محشر میں دستگیری فرمائیں گے۔ وہ عورتیں جو گانا اور غزلیں گاتی ہیں اور بے ہودہ اشعار کی Cassets خرید کر سنتی اور گنگناتی ہیں۔ کاش! ان کو یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ گانے اور غزلوں سے تباہی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا جب کہ درود شریف اور تلاوت قرآن مقدس میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ خدارا! گانے اور غزلوں سے زبان کی حفاظت کرتے ہوئے زبان کو درود شریف سے تر رکھنے کی کوشش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

غلام آزاد کرنے سے بہتر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹاتا ہے کہ ٹھنڈا پانی آگ کو بجھائے آپ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، حصہ دوم، ص:۷۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! گناہوں کی سزا آگ میں جلنا ہی تو ہے، کیا ہم گنہگار نہیں؟ کیا ہمارے دامن پر گناہوں کے داغ اور دھبّے نہیں؟ میری عزیز بہنوں! صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے ہمارا پورا دفتر سیاہ ہے ایسے میں اللہ عزوجل اگر گرفت فرمائے تو انجام کتنا

بھیانک ہوگا؟ لہٰذا آؤ اور اس کے فضل و رحمت کی برسات سے گناہوں کی آگ کو ٹھنڈا کر لو یعنی درود شریف پڑھو اور غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قرض ادا ہوگیا

حضور اکرم نور مجسم فداہ ابی و امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے ایک زاہد پر پانچ سو درھم قرض تھا، مگر اس کے حالات ایسے تھے کہ قرض ادا نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: تم ابو الحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو روپئے دے وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے، ہر سال دس ہزار غربا کو کپڑے پہناتا ہے اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہنا کہ تم ہر روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سو بار درود کا تحفہ بھیجتے ہو مگر کل تم نے یہ تحفہ نہیں بھیجا اور درود نہیں پڑھا۔ اس درویش نے ابوالحسن کیسائی کے پاس جاکر اپنا حال زار بیان کیا اور حضور کا پیغام بھی دیا۔ مگر ابوالحسن نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ پھر اس نے پوچھا تمہارے پاس اس واقعہ کی نشانی ہے؟ درویش نے بتایا ہاں! مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور یہ نشانی دی ہے کہ تم ہر روز حضور کی بارگاہ میں سو بار درود کا تحفہ بھیجتے ہو مگر کل تم نے یہ تحفہ نہیں بھیجا۔ ابوالحسن یہ سنتے ہی تخت سے زمین پر گر پڑا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا: اے درویش یہ میرے اور خدا کے درمیان ایک راز تھا کوئی دوسرا اس سے واقف نہ تھا واقعی کل رات میں درود پاک کی دولت سے محروم رہا۔

ابوالحسن نے حکم دیا کہ اس درویش کو دو ہزار پانچ سو درہم دیے جائیں۔ پھر عرض کی کہ ہزار درہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام و بشارت لانے کا شکرانہ ہے، ہزار درہم یہاں قدم رنجہ فرمانے کا شکرانہ ہے اور پانچ سو درہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

حکم کی تعمیل ہے اس نے مزید کہا کہ جب بھی آپ کو کوئی مشکل درپیش ہو میرے پاس چلے آؤ۔

(معارج النبوۃ جلد ۱/ص ۳۲۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! قرض خواہ کو قرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوجائے تو آپ جانتی ہیں کہ عزت چلی جاتی ہے۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے کرم فرما ہیں کہ سچے دل سے درود شریف پڑھنے والے کی آبرو بچا لیتے ہیں اور عزت سے مالا مال بھی کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ آیئے ہم اپنا معمول بنائیں اور روزانہ بلاناغہ درود پڑھیں۔ پڑھئے درود شریف۔

درود پڑھنے والی مچھلیاں

زہرۃ الریاض میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے یہ سنا ہے کہ کوہ کاف کے اس پار ایک دریا ہے جس میں بے عدد بے حساب مچھلیاں ہیں وہ صرف رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہتی ہیں۔ جو شخص اس مچھلی کو پکڑتا ہے اس کے ہاتھ شل ہوجاتے ہیں اور مچھلی بھی اس کے ہاتھ میں آکر پتھر بن جاتی ہے۔

(معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۰۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غور کریں کہ ایک مچھلی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی ہے تو صیاد کے ہاتھ سے آزاد رہتی ہے تو اگر ایک مومنہ دن ورات وجود مسعود پر درود پڑھی اور دوزخ کے فرشتوں سے نجات پالی تو اس میں کیا تعجب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دوزخ سے نجات

امام طبرانی نے ''اوسط'' میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی

پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص آج سے نفاق سے پاک کر دیا گیا ہے اسے دوزخ کی آگ سے نجات مل گئی ہے اور یہ میدان محشر میں شہدا کے مجمع میں اٹھایا جائے گا۔
(المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ہفتم، ص: ۱۸۷)

لہٰذا اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ بھی درود شریف پڑھیں تا کہ کرم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شہدا کی جماعت میں اٹھیں۔

بلند آواز سے درود پڑھا کرو

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً وَّجَھَرَ بِھَا شَھِدَ لَہٗ کُلُّ حَجَرٍ مَّدَرٍ وَّرَطْبٍ وَّیَابِسٍ ۔یعنی جو بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں ان کے لیے زمین کی ہر چیز پتھر، مٹی، خشک و تر گواہ بن جاتے ہیں۔(نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص: ۸۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! محفل میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آئے، تو بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ بلند آواز سے مقصود یہ ہو کہ دوسری عورت سنے تو اسے بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سرکار ﷺ کا نام سن کر درود پڑھا کرو

”روضۃ العلما“ میں آیا ہے کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عصمہ بن نوح بن مریم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس نیکی پر؟ اس نے بتایا کہ جب کبھی بھی کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو میں آپ کی ذات اقدس پر درود پڑھ لیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی برکت سے بخش دیا۔
(معارج النبوۃ، ص: ۳۳۰)

حدیث شریف میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت آواز بلند کرو اس لیے کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا صیقل ہے یعنی اس سے منافقت کا زنگ اور مخالفت کی غبار اڑتی ہے اور قلوب کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ (روح البیان، جلد ہفتم، ص: ۲۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے ہم بندیوں کو زبان اپنے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ہی کے لیے عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے لیے کہا جائے یا پھر آیت درود آئے تو بلند آواز سے درود شریف پڑھ کر دل کو جلا بخشیں لیکن یاد رہے کہ آپ کی آواز غیر محرموں تک نہ پہنچے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بخشش ہوگئی

ایک شخص جو کہ آزاد طبع نفسانی خواہشات کا پیرو کار تھا وہ فوت ہوگیا۔ بعد وفات کسی صوفی بزرگ نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ پوچھا کس سبب سے بخشش ہوئی؟ اس نے کہا میں نے ایک محدث کے یہاں ایک حدیث باسند پڑھی۔ حضرت شیخ محدث نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور جب اہل مجلس نے سنا تو انہوں نے بھی درود پاک پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے درود پاک کی برکت سے ہم سب کو بخش دیا۔(القول البدیع، حصہ اول، ص: ۱۴۴، ناشر: دار الریان للنشرات)

امام عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ محدث حدیث شریف بیان فرما رہے تھے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے یہ سن کر اس نے بلند آواز سے درود پڑھا۔

نیز آپ نے ”المورد العذاب“ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو بہ خوشی بلند آواز سے مجھ پر درود وسلام پیش کرتا ہے، بلند و بالا آسمانوں میں فرشتے مسکرا مسکرا کر بلند

آواز سے سلام پیش کرتے ہیں۔ نیز امام نووی علیہ الرحمہ نے کتاب الاذکار میں بلند آواز سے درود وسلام پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔ حضرت خطیب بغدادی وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص:۸۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! درود پاک بلند آواز سے پڑھنا چاہیے مگر یاد رہے معتدل اور متوسط بلند آواز ہو۔ آواز دلکش، نرم وملائم، اور خوش گلو ہونا چاہیے، بلند آواز کا یہ مطلب نہیں کہ اذان کی طرح پڑھا جائے۔

درود لکھنے کا اجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلْ صَلَاتُہٗ جَارِیَۃً لَّہٗ مَادَامَ اِسْمِی فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ۔ یعنی جو مجھ پر درود شریف پڑھ کر کتاب میں لکھے تو جب تک وہ درود اس کتاب میں لکھا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔
(روح البیان، جلد ہفتم، ص:۲۲۸)

حضرت عبداللہ بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں کہا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا: اللہ نے مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور جنت میرے لیے اس طرح آراستہ کی جیسے دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے اور مجھ پر موتی نچھاور کیے جس طرح دلہن پر کیے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا میں کس وجہ سے اس کمال کو پہنچا ہوں۔ مجھے قائل نے کہا تیرے کتاب الرسالہ میں اسی درود کی وجہ سے "وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفِلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ" جب صبح ہوئی میں نے رسالے کو دیکھا تو معاملہ اسی طرح تھا جیسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ (اعانۃ الطالبین، حصہ اول، ص:۳۹۱، ناشر: دار الفکر للطباعۃ والتوزیع)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس سے پتہ چلا کہ درود شریف پڑھنا اور لکھنا دونوں

باعث نجات اور حصول ثواب کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود پڑھنے اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

پورا درود لکھا جائے

حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا اور حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صرف "صلی اللہ علیہ" لکھا کرتا تھا، ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: مَالَکَ لَا تُتِمُّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ ؟ (ترجمہ) کیا بات ہے کہ تم مجھ پر پورا درود نہیں لکھتے؟ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے ہمیشہ کے لیے نام اقدس کے ساتھ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ" لکھنے کا التزام کرلیا۔ (فتح المغیث، حصہ سوم، ص:۴۷، ناشر: مکتبۃ السنۃ، مصر)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج دعوتِ دین کے نام پر قائم ہونے والی بہت سی تنظیموں کے افراد اور نام نہاد مولوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پورا درود لکھنے کے بجائے صرف "ص" یا "صلعم" یا "؏" پر اکتفا کرتے ہیں۔ انہیں اس حکایت سے درس عبرت حاصل کرکے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

کاتب کی بخشش

کوفہ میں ایک ایسا شخص تھا جو کتابت کیا کرتا تھا، مگر اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر کسی کی کتاب لکھتا اور اس میں کہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک آجاتا تو اپنی طرف سے "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ" کا اضافہ کر دیتا تھا اور زبان پر درود پاک لاتا اس کی موت کے بعد لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا اور بخشش کا سبب صرف یہ تھا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود پاک لکھ دیا کرتا تھا اور اس میں میں نے کبھی کوتاہی نہ کی تھی۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۲۱)

یہ ناپسند ہے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے رمز و اشارہ مکروہ ہے مثلاً ایک دو حرف پر اکتفا کیا جائے یا لکھا جائے جیسے ''عم'' یا بعض لوگ لکھتے ہیں ''صلعم'' اور اس سے حضور کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص:۲۲۸)

مسئلہ: صلوٰۃ وسلام میں کسی ایک کو حذف کر کے ایک پر اکتفا کرنا بھی مکروہ ہے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! خبردار اپنے پیارے آقا کے نام پاک کے ساتھ درود و سلام لکھنے میں کوتاہی قطعی طور پر نہ کریں بلکہ خوشی خوشی لکھیں اور خوشی خوشی پڑھیں اور دل میں سرور بھی محسوس کریں۔ یقین جانیے کہ اللہ تعالیٰ درود مبارکہ کی برکتوں سے ضرور دونوں جہاں میں سرور کی دولت عطا فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور حافظ ابن صلاح نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ وسلام لکھنے پر اصرار کرے اور اس کے بار بار آنے سے آزردہ نہ ہو کیوں کہ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے اور عوام اور کاہل لوگوں کے طریقے سے بچو کہ وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے ''صلعم'' لکھتے ہیں اور اس شخص کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے کہ جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا جب تک کتاب میں میرا نام لکھا ہے اس کے لیے ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے۔

(افضل الصلوات علی سید السادات، ص:۵۴)

ابن محمود نے اپنا واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میں احادیث لکھا کرتا تھا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام آتا تھا تو میں ''صلعم'' کا لفظ لکھا کرتا تھا۔ مجھے ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ہمارے درود کے بغیر تمہارا لکھنا فضول ہے میں اس کے بعد پورا درود لکھنے لگا۔ (شفاء القلوب، ص:۳۲۶)

محدثِ جلیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا واقعہ کے تحت فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چالیس نیکیوں سے کس واسطے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے یعنی لفظ ''وسلم'' میں چار حروف ہیں اور ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ہیں تو اس حساب سے اس لفظ کے ثواب میں چالیس نیکیاں ہوئیں اور اسی قبیل میں یہ بھی داخل ہے کہ بعض لوگ رمز و اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں جیسے بعض لکھنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علامت ''ص وم یا صلعم'' بنا دیتے ہیں اور علیہ السلام کی طرف اشارہ ''عین ومیم'' سے کرتے ہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ (جذب القلوب، ص:۲۷۶)

درود کے بغیر دعا معلق رہتی ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔

(ترجمہ) دعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کوئی چیز نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:۳۵۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ سوار کے پیالے والا معاملہ نہ کرو، سوار اپنا پیالہ بھر کر رکھ دیتا ہے اور اپنا سامان اٹھا لیتا ہے، اب اگر اسے پانی پینے کی حاجت ہو تو پی لیتا ہے یا وضو کی حاجت ہو تو وضو

کرلیتا ہے ورنہ اسے انڈیل دیتا ہے تم دعا کی ابتداء، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو، یعنی مجھ پر درود شریف بھیجو۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ سوم، ص:١٣٧)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ جب میں بیٹھا تو حمد سے ابتدا کی پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا پھر میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مانگ دیا جائے گا مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ دوم، ص:٤٨٨)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا الٰہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی! تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی مانگ قبول ہوگی۔

(ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:٥١٦)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد وصلوٰۃ کے قبول نہیں ہوتی یہ دونوں قبولیت دعا کی شرطیں ہیں۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دعائیں آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں جن دعاؤں کے ساتھ درود کے پر ہوں گے وہ بارگاہ الٰہی میں پہنچیں گی۔

(معارج النبوۃ، جلد اول، ص:٣٣٣)

ورنہ دعا واپس

دعا کے وقت ضروری ہے کہ حمد کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔

حدیث شریف میں ہے: مَامِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ اِنْخَرَقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ وَاِذَا لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ رَجَعَ الدُّعَاءُ۔ یعنی جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود شریف نہ پڑھا جائے اس وقت تک بندے کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب رہتا ہے۔ جب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور قبولیت حق میں دعا داخل ہو جاتی ہے ورنہ دعا واپس آجاتی ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص:٢٣٠)

حضرت ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس دعا کے اول وآخر درود ہوتا ہے وہ جناب الٰہی میں مقبول ہوتی ہے۔ دنیا میں دوسرے نیک اعمال مقبول بارگاہ الٰہی ہوں یا نہ ہوں مگر درود پاک ایسی چیز ہے جو ہر حال میں مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ''کتاب الشفاء'' میں لکھا ہے: اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ لَا یُرَدُّ۔ یعنی دو درودوں کے درمیان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، حصہ دوم، ص:٦٦)

درود کیسے پڑھیں؟

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ تُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَآئِکُمْ وَعَشَائِرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔ یعنی جب تم مجھ پر درود شریف پڑھو تو حسین وجمیل صورت میں پڑھو اس لیے کہ تم میرے سامنے اپنے اسما اور اپنے آبا کے اسما اور قبائل واعمال کے اسما کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو۔

فائدہ: حسین وجمیل کا معنیٰ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں دل کی گہرائیوں سے درود پڑھا جائے۔ (تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص:۲۲۴)

ادب سے قلب کو حاضر کر کے درود شریف پڑھیں۔ اس دوران غفلت اور سستی کو قریب نہ آنے دیں بلکہ یہ تصور کریں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں حاضر ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو سامنے رکھیں حتی کہ نماز میں درود کے وقت بھی یہی کیفیت ہو۔

اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں دادِ تحقیق دیتے ہیں کہ جس وقت تو التحیات کے بعد یہ عرض کرے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر جان اور حضور کی ذاتِ اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کرے اے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اس ناچیز کی طرف سے یہ سلامِ عقیدت پیش ہے۔ زبان سے یہ کہے اور دل میں یہ یقینِ کامل رکھے کہ تیرا یہ سلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور وہ اپنی شایانِ شان تمہیں اس سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔

(سیرت ضیاء النبی جلد پنجم، ص:۹۲۴-۹۲۵، ناشر: المجمع المصباحی، مبارکپور)

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام طاعت و قربت ووسیلہ واستجابت ہے جب بندہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقرب ووسیلہ کی نیت سے پڑھتا ہے تو اسے سرکار کی قربت نصیب ہوتی ہے جیسے چاند کے قرب سے سورج کا قرب حاصل ہوتا ہے کیوں کہ چاند سورج کا آئینہ ہے اور سورج کے انوار چاند پر چمکتے ہیں۔

نیاز مندانہ طریقہ

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

درود نہایت نیاز مندانہ طریقہ سے پڑھا جائے اس میں گنتی کو دخل نہ دیا جائے اس لیے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حساب کیسا؟ (مگر اس نیت سے گنتی کہ متعینہ عدد سے کم نہ ہو کوئی مضائقہ نہیں) اور ساتھ میں یہ یاد رہے کہ دل میں کبھی یہ تصور بھی نہ لائے کہ اس طرح میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کر رہا ہوں بلکہ تصور کرے کہ اس کے صدقے میں رحمت سے مالا مال ہو جاؤں گا۔ (تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص:۲۲۴)

حضورِ قلب کے ساتھ درود پڑھنے کا اجر

درود شریف ایسی عبادت ہے جو بغیر حضورِ قلب سے پڑھے تب بھی مقبول ہے جیسا کہ حضرت ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس بار صلوۃ بھیجتا ہے جو آپ پر ایک بار درود بھیجے کیا یہ اس شخص کے لیے ہے جو حضورِ قلب سے بھیجے؟ فرمایا: نہیں یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو صلوۃ بھیجے خواہ غفلت کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ پہاڑوں کی مانند ملائکہ عطا کرتا ہے جو اس کے لیے دعا مانگتے اور استغفار کرتے ہیں لیکن جب وہ حضورِ قلب سے درود بھیجے تو اس کے اجر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(افضل الصلوات علیٰ سید السادات، ص:۱۵۰)

سیدنا کا اضافہ

لفظ سیدنا بڑھا دینا مستحب ہے اس لیے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقع میں ہو وہ عین ادب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام بنی نوع انسان کا سردار ہونا اور قیامت کے روز شارے جہاں کی سرداری کے منصب پر فائز ہونا ایسی حقیقتیں ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت ہیں اس لیے حضور کو سیدنا کہنا مستحب ہے۔ (سیرت ضیاء النبی، جلد پنجم، ص:۹۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ . (ترجمہ) قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں۔ (بخاری شریف، حصہ ششم، ص:۸۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ . (ترجمہ) قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سردار ہوں میں یہ فخر یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۱۷۸۲)

تمام عبادات سے افضل

اور حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود قطعی طور پر قبول ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ (افضل الصلوات، ص:۱۴)

حضرت ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ درود شریف باقی عبادات سے افضل ہے تو اس آیت پر غور کرو کہ باقی عبادات کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا لیکن درود شریف پہلے خود بھیجا پھر فرشتوں کو حکم دیا پھر تمام ایمان داروں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا۔ (تفسیر سمرقندی عربی، جلد سوم، ص:۷۲)

حضرت علامہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر عاقل سے کہا جائے کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے تمام مخلوقات کی نیکیاں تیرے نامۂ اعمال میں ہوں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر صلوٰۃ (رحمت) تو وہ اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہ کرے گا۔ (افضل الصلوات، ص:۳۲)

ذکر الٰہی سے افضل

"ریاض الحسن" میں ہے کہ درود شریف ذکر الٰہی سے بھی اعلیٰ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ذکر خداوندی کے بارے میں فرمایا گیا: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ"، تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا مگر درود پاک کے معاملہ میں فرمایا گیا تم ایک بار درود پاک پڑھو میں دس

بار درود پاک پڑھوں گا یعنی اگر تم میری حمد وثنا کرو گے تو میں ایک بار تمہارا چرچا کروں گا لیکن اگر تم میرے حبیب کی حمد وثنا کرو گے تو میں تمہارا دس بار چرچا کروں گا کیوں کہ محبوب کا نام مبارک محبّ کے پاس لینا اور اس کے اوصاف بیان کرنا، نعت وثنا پڑھنا، درود بھیجنا، مراتب میں کہیں زیادہ ہیں اس بات سے کہ خود اس کی ذات کی تعریف کی جائے کیوں کہ محبوب کی تعریف محبّ کو زیادہ پسند ہوتی ہے۔ (معارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۲۶)

شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ صغراوی میں فرماتے ہیں میں نے بعض ایسے صوفیہ دیکھے جنہیں مرشد کامل نہ مل سکا مگر ایسے صوفیہ نے کثرت درود سے وہ مقام حاصل کر لیا جو مرشد کامل کی رہنمائی میں حاصل ہوتے ہیں۔ (شفاء القلوب، ص:۲۰۰)

قرب خدا کی دولت

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بارگاہ خداوندی میں پہنچنے کا قریب ترین راستہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے جس شخص نے خصوصیت کے ساتھ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا اور اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو درود نہ پڑھنے کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی کا حجاب اس بندے کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ (افضل الصلوات، ص:۴۱)

جھولیاں بھرتے ہیں

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک بزرگ نے بیان کیا: اَللّٰھُم" سے لے کر "وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ" تک درود پاک ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے، جس میں اہل محبت غوطہ زنی کر کے لعل و جواہرات سے جھولیاں بھرتے رہتے ہیں اس دریائے رحمت میں جس قدر زیادہ گہرائی میں جائے گا اتنی ہی دولتِ روحانیت حاصل ہوگی۔ (شفاء القلوب، ص:۳۵۷)

حضرت عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پاک انسان کو بغیر مرشد کے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے کیوں کہ باقی اذکار (وظائف) میں شیطان دخل اندازی کر لیتا ہے اس لیے مرشد کے بغیر چارہ نہیں لیکن درود پاک میں مرشد خود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لہٰذا شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ (آب کوثر، ص: ۴۸)

سرکار ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوگا

حضرت خضر والیاس علیہما السلام نے فرمایا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام سے آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور ضعیف ہو کر نابینا بھی ہو گیا ہے چلنے کی قوت نہیں جو یہاں آئے اور اس کی دلی خواہش ہے کہ وہ آپ کے دیدار سے مشرف ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا شب کو ایک ہفتہ تک صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا کرے، ہمیں خواب میں دیکھ لے گا اور کہنا کہ مجھ سے اس حدیث کو روایت کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ (جذب القلوب، ص: ۲۶۸)

طوفان سے بچاتا ہے

شفاء الاسقام میں ہے کہ حضرت فاکہانی اپنی کتاب فجر منیر میں شیخ ابو موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے، اچانک بادِ مخالف جو نہایت تیز اور سخت آندھی کی شکل میں تھی چلی، جس نے کشتی کو تہہ و بالا کر دیا، ملاحوں نے اعلان کر دیا کہ بچنے کی صورت مشکل ہے، کشتی والوں سے آہ و فغاں کا شور اٹھا اور سب نے موت کے منہ میں جانے کی تیاری شروع کر دی، مجھے اسی اثنا میں نیند آگئی خواب میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ملا اور مجھے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ کشتی والوں سے کہئے کہ درود مذکورہ کو ہزار بار پڑھیں نجات مل جائے گی۔ میں نے بیدار ہو کر کشتی والوں

سے کہا، تو سب نے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ ہوا ٹھہر گئی اور کشتی بہ سلامت کنارے لگی، وہ درود یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئٰاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصٰی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

(تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص: ۲۳۵)

ایک رقت انگیز واقعہ

امام طبرانی نے ایک نہایت رقت انگیز واقعہ نقل کیا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر سے نکلے، جب مدینے کے ایک چوراہے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے سامنے سے چلا آرہا ہے، جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس طرح سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ اسی درمیان ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دیہاتی میرا اونٹ چُرا کر لیے جارہا ہے۔ اس پر اونٹ نے اپنے منھ سے ایک آواز نکالی جسے سنتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے سامنے سے دفع ہو جا، اونٹ خود گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ جس وقت تو میری طرف آرہا تھا اس وقت تو کیا پڑھ رہا تھا۔ اس نے عرض کیا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت میں یہ درود شریف پڑھ رہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلٰوۃٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَکَۃٌ

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی سَلَامٌ

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی رَحْمَۃٌ

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ تیرے منہ سے نکلے ہوئے درود کے الفاظ وصول کرنے کے لیے آسمانوں سے اتنے فرشتے نازل ہوئے کہ مدینہ کے آسمان کا سارا اُفق فرشتوں سے بھر گیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حصہ پنجم، ص:۱۴۱)

کھڑے ہونے سے پہلے بخشش

شروح دلائل میں ہے کہ استاذ ابو بکر محمد جبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ" کہا اور وہ کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

(فضائل درود، ص:۸۱)

بے حساب ثواب

ایک دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اصحاب کرام اور احباب عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آتے ہی سلام کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَھْلَ الْقُرٰی الْمَشَائِخُ وَالْکِرَامُ السَّاذِجُ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آنے والے کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے پاس بٹھایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے یہ یقین ہے کہ آپ تمام روئے زمین پر مجھے سب سے عزیز رکھتے ہیں مگر آج آپ نے اس شخص کو اپنے قریب بٹھالیا ہے اس تقدیم و ترجیح کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ اے ابوبکر! ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ اعرابی مجھ پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے اور ان الفاظ میں درود پڑھتا ہے کہ آج تک کسی دوسرے نے نہیں استعمال کیے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون سا درود پاک ہے؟ آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَئِکَۃِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اس درود پاک کے ثواب کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر دنیا بھر کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں، دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں، تمام ملائکہ کاتب بن جائیں، سمندر خالی ہو جائیں گے، قلم ٹوٹ جائیں گے مگر اس درود پاک کا ثواب لکھا نہ جاسکے گا۔

(الحجۃ القاطعۃ، جلد اول، ص:۱۵، ناشر: مکتبۃ الحقیقیۃ، استنبول)

ساٹھ ہزار درود کا ثواب

حضرت سلطان محمود غزنوی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں عرصۂ دراز سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق رکھتا تھا اور خواہش تھی کہ کبھی خواب میں زیارت ہو اور دل کے تمام درد سناؤں، تمام رات میں نے آنکھیں بند رکھیں اس امید پر کہ ممکن ہے دیدار ہو، قضائے الٰہی سے مجھے سعادت ملی کہ گزشتہ شب دیدارِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا ہوں۔ اس رخسار جہاں آرا کو دیکھا جو چودھویں کی رات اور لیلۃ القدر کی روح کی مانند تھا حضور کو مسرور پا کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ہزاروں درہم کا مقروض ہوں اس کی ادائیگی سے

عاجز ہوں ڈرتا ہوں اگر موت آجائے تو وہ قرض میری گردن پر ہوگا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جاؤ وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔ میں نے عرض کی وہ کب اعتماد کرتے ہیں ان کے لیے کوئی نشانی دیجیے۔ آپ نے فرمایا: اسے جا کر کہو اے محمود! تم رات کے اول حصہ میں تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور پھر بیدار ہو کر رات کے آخری حصہ میں تیس ہزار بار پڑھتے ہو۔ اس نشانی کے بتانے سے وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔

محمود غزنوی نے جب یہ پیغام سنا تو رونے لگا اور تصدیق کرتے ہوئے اس کا قرض اتار دیا اور ہزار درہم اور پیش کیا۔ ارکانِ دولت متعجب ہوئے کہ اس شخص نے ایک محال امر سنایا ہے لیکن آپ نے اس کی تصدیق کر دی حالانکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ نے کبھی اتنی مقدار میں درود شریف نہیں پڑھا اور نہ ہی کوئی رات میں اتنی بار درود شریف پڑھ سکتا ہے۔ سلطان محمود نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے علما سے سنا ہے کہ جو شخص درج ذیل درود شریف ایک بار پڑھتا ہے تو گویا وہ ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے۔ میں اول شب میں اس درود شریف کو تیس بار پڑھ لیتا ہوں اور آخر شب میں بھی تیس بار پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح سے میرا گمان تھا کہ گویا میں نے رات کو ساٹھ ہزار بار درود شریف پڑھا جب اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا ہے مجھے اس درود کی تصدیق ہوگئی اور علما کا فرمان بھی صحیح ثابت ہوا۔ وہ درودِ پاک یہ ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَکَرَّ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقْبَلَ الْفُرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَہٗ وَاَرْوَاحَ اَھْلِ بَیْتِہٖ مِنَّا التَّحِیَّۃُ وَالسَّلَامُ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ کَثِیْرًا''

(تفسیر روح البیان، جلد ہفتم، ص: ۲۳۴)

کب درود بھیجنا مستحب ہے

بعض مواقع ایسے ہیں جن میں درود پاک مستحب ہونے کے بارے میں نص وارد ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات، بعض نے ہفتہ، اتوار اور جمعرات کا اضافہ کیا کہ ان تینوں کے بارے میں نص وارد ہے۔ صبح اور شام کے وقت، روضۂ مبارکہ کی زیارت کے وقت صفا اور مروہ پر، پہلے التحیات میں کیوں کہ اس میں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے، تلبیہ سے فارغ ہوکر، ملاقات کے وقت، رخصت ہوتے وقت، وضو کے وقت، جب کوئی چیز بھول جائے۔ ایک قول کے مطابق چھینک آنے پر، وعظ اور تبلیغ علم کے وقت، حدیث شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں، استفتا اور اس کا جواب لکھتے وقت، ہر مصنفہ، مدرسہ، درس دینے والی، رسائل میں، بسم اللہ شریف کے بعد، نبیِ کریم کا ذکر کرنے یا ذکر شریف سننے کے وقت یا لکھنے کے وقت، نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کے وقت درود شریف پڑھنے کے بارے میں بہت حدیثیں وارد ہیں۔ امام بخاری نے کہا اظہر یہ ہے، کواشی نے فرمایا کہ ادب اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو درود پاک پڑھا جائے۔ (جذب القلوب، ص: ۲۷۴-۲۷۵)

کون سا درود افضل

درود شریف کے وہ الفاظ جو احادیث میں آئے ہیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ ان کا پڑھنا اس اعتبار سے کہ وہ الفاظ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے ہیں افضل ہے۔ بعض علما نے کہا کہ تمام درودوں میں افضل وہ درود ہے جو التحیات کے بعد نماز میں پڑھا جاتا ہے اور وہ درود صحیح حدیثوں میں مخصوص کیفیتوں کے ساتھ آیا ہے۔ ہر مقصد کے حصول کے لیے کافی ہے۔ سب سے مشہور یہ درود شریف ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ اور یہی درود شریف جو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف روایتوں میں آیا ہے ان کو حضرتِ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جگہ جمع فرمایا ہے جن کی تعلیم سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے لہٰذا ان تمام درودوں کو بھی ضرور پڑھنا چاہیے کیوں کہ یہ سرکار کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ ☆اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

☆اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّكَمَا يَلِيْقُ بِعَظَمَتِهٖ وَ شَرَفِهٖ وَكَمَا لِهٖ وَرِضَاكَ عَنْهُ وَكَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَرِضٰى نَفْسَاتِ وَزِنَةَ عَرْشِكَ اَفْضَلَ صَلٰوةً وَّاَكْمَلَهَا وَ اَتَمَّهَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَذَالِكَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ○ (جذب القلوب،ص ۲۷۷)

ضروری ہدایت

بہتر یہ ہے کہ جب درود شریف پڑھے لفظ ”صلوٰۃ“ کے ساتھ لفظ ”سلام“ بھی ضرور پڑھے خصوصاً اس آیت کی تلاوت کے بعد کہ جس میں درود وسلام پڑھنے کا حکم ہے۔

حضرت ابراہیم نسفی کہتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ اپنے سے ناراض پایا، میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو حدیث کے خدمت گاروں میں سے ہوں، اہل سنت سے ہوں، مسافر ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ حضرت ابراہیم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرا معمول ہوگیا کہ میں درود شریف میں ”صلوٰۃ“ کے ساتھ ”سلام“ بھی لکھنے لگا یعنی ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ“۔

☆☆☆

کچھ اور الفاظِ درود مع فضائل

درود رضویہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

فضائل وفوائد درود رضویہ

اس کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں ان میں سے چند ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆ جو بندی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گی، جو ان کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گی، جو ان کی شان گھٹانے والوں سے، ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گی دل سے بیزار ہوگی۔ ایسی کوئی مسلمان بندی اس درود شریف کو پڑھے گی اللہ تعالیٰ تین ہزار نعمتیں اس پر اتارتا رہے گا۔

☆ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

☆ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دے گا۔

☆ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

☆ اس کے ماتھے پر یہ لکھ دے گا کہ یہ منافقہ نہیں۔
☆ اس کے ماتھے پر تحریر فرما دے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔
☆ اس کے مال میں ترقی دے گا۔
☆ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔
☆ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
☆ دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔
☆ کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگی۔
☆ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
☆ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے واجب ہوگی۔
☆ اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی اس سے ناراض نہ ہوگا۔اس درود شریف کی تمام سنی عورتوں کے لیے اجازت ہے۔بہ شرطیکہ بدمذہبوں سے بچتی رہیں۔

درود رضویہ پڑھنے کا طریقہ

اس درود مقبول کو اکثر حضرات درود جمعہ بھی کہتے ہیں۔خواتین جمعہ کے دن بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کی جانب منہ کر کے دست بستہ کھڑی ہو کر سو بار پڑھیں۔یہ ایک درود دس کے برابر ہے اور ہر درود کا ثواب دس گنا ہے گویا جو اس درود کو ایک بار پڑھے گی۔سو درود کا ثواب پائے گی اسے اگر دس عورتیں مل کر ایک ایک بار پڑھیں گی تو ہر ایک عورت ایک ہزار کا ثواب پائے گی ایک ہزار گناہ مٹے گا،ایک ہزار نیکیاں ملیں گی،ایک ہزار بار اس پر رحمت ہوگی۔یہ تو صرف ایک بار پڑھنے کا ثمرہ ہے اسی طرح ہر ایک نے سو سو بار پڑھا تو کتنا اجر ملے گا۔

جن خواتین تک یہ چیز پہنچے انہیں چاہیے کہ اپنے دوست واحباب رشتہ داروں اور نماز جمعہ پڑھنے والوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں تا کہ درود پڑھنے والیوں کی بھی جماعت

کثیر ہو جایا کرے گی کیوں کہ جتنی خواتین شامل ہوں گی ان کا دس گنا ثواب ہر ایک کو ملے گا۔اور جو توجہ دلائے گا اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر اس تنہا عورت کو ثواب ملے گا اور پڑھنے والیوں کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔اس کو یوں سمجھئے کہ دس عورتوں نے شامل ہو کر ایک ایک بار پڑھا تو ہر ایک کو ایک ہزار کا ثواب ملا اور جس نے دوسروں کو توجہ دلائی اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر دس ہزار کا ثواب ملے گا۔مولیٰ تعالیٰ توفیق بخشے۔آمین

جب درود ختم کرے تو دعا کے لیے جس طرح ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اٹھا کر دعاے شجرہ منظوم پڑھیں اور سب آمین کہیں۔اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام ودیگر بزرگان دین کی روح کو ثواب بخشیں اس کے بعد مناجات منظوم پڑھیں اور اپنے لیے دعا کریں۔ساتھ میں تمام سنی مسلمانوں کے لیے بھی ایمان پر خاتمہ اور بخشش کی دعا کریں۔مدینہ منورہ کا رخ یہاں سے مغرب اور شمال کے درمیان پڑتا ہے۔اس لیے قبلہ سے داہنے ہاتھ ترچھے ہو کر کھڑی ہوں تو آپ کا رُخ مدینہ منورہ کی جانب ہو جائے گا۔

درود شفا شریف

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا وَعَافِیَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَ ضِیَآئِھَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ“

ترجمہ: یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفا ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیج۔(تطہیر الجنان،جلد اول،ص:۳۴،ناشر:وزارۃ الشؤن الاسلامیۃ)

فضیلت: مذکورہ درود پڑھنے سے جسمانی وروحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

صلوٰۃُ حلّ المُشکلات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ

اُدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ترجمہ: یااللہ عزوجل ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور برکتیں بھیج ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دستگیری کیجئے میرا حیلہ اور کوشش تنگ آچکے ہیں۔

فضیلت

مفتیٔ دمشق حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سخت مشکلات میں گرفتار ہوگئے، وہاں کا وزیران کا سخت دشمن ہوگیا، وہ رات کو نہایت درجہ کرب وبلا میں تھے کہ آنکھ لگ گئی، نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، تسلی دی اور یہ درود شریف سکھایا کہ جب تو اس کو پڑھے گا، اللہ کریم تیری مشکل حل فرمادے گا، آنکھ کھل گئی، یہ درود شریف پڑھا تو مشکل حل ہوگئی۔ (افضل الصلوت علی سید السادات، ص:۱۵۴)

پڑھنے کا طریقہ

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھیں، پہلی رکعت میں **الحمد** شریف کے بعد سورۂ **قل یاایھا الکافرون** اور دوسری رکعت میں بعد ''**الحمد**'' اور سورۂ اخلاص پڑھیں، فارغ ہوکر قبلہ رُو ایسی جگہ بیٹھیں جہاں سونا ہو اور صدق دل سے توبہ کرتی ہوئی ایک ہزار بار **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمُ** پڑھیں، اس کے بعد دوزانو مؤدبانہ بیٹھ کر یہ تصور باندھ لیں کہ رسول کریم کے حضور میں حاضر ہوں اور عرض کررہی ہوں، سوبار، دوسوبار، تین سوبار غرضیکہ پڑھتی جائے جب نیند کا غلبہ ہوتو اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کرکے سوجائیں۔ جب پچھلی رات جاگے تو پھر اسی جگہ مؤدبانہ بیٹھ کر صبح کی نماز تک درود شریف پڑھتی رہے، پڑھتے وقت اپنی حاجت یا حل مشکلات کا تصور رکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ایک رات میں یا تین راتوں میں مراد برآئے گی، آخری رات جمعہ کی ہوتو بہتر ہے۔

صلٰوۃ کمالیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْکَامِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ کَمَا لَانِھَایَةَ لِکَمَالِکَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ'' (افضل الصلوات علی سید السادات، ص:۱۹۱)

فضائل

☆ ایک بار پڑھنے سے ستر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

☆ اگر کسی کو نسیان کی بیماری ہوتو نماز مغرب اور عشا کے درمیان بلاتعداد اس درود شریف کو پڑھا کریں ان شاء اللہ یہ بیماری دور ہوجائے گی اور حافظہ بڑھ جائے گا۔

صلٰوۃ السعادۃ

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ مَافِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً
دَآئِمَةً م بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ''

یااللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہے، ایسا درود جو اللہ تعالیٰ کے دائمی ملک کے ساتھ دوامی ہو۔

فضیلت

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو چھ لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (افضل الصلوات علی سید السادات، ص:۱۴۹)

☆☆☆

پانچواں باب

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo

اورتم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ۴،رکوع۲،۱۰۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ دینِ اسلام جس نے عالمِ بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ واشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے اگر اس ملت میں ایسے عورتیں نہ ہوں جو اسلام کے پیغام کو اپنے معاشرے میں پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیں تو بے شمار عورتیں اسلامی تعلیمات سے نا آشنا رہ جائیں گی بلکہ ایک پوری قوم جہالت وتاریکی میں بھٹکتی رہیں گی۔

اور یہ پیغام سے بھی نا انصافی ہوگی۔اس کے لیے جس بڑی سے بڑی مالی قربانی، ایمانی فراست،قلبی بصیرت، روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیے اگر عورتیں اپنے اس اہم ترین فریضے کوادا نہ کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کے لیے جوابدہ ہوگی۔

تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے عورتیں تیار ہوتی رہیں گلشنِ اسلام میں فصل بہار رہی، جب تک اسلامی گھروں میں حضرت عائشہ،ام سلمہ،حفصہ، رابعہ رضی اللہ عنہن وعن امثالھم جیسی ہستیاں رہیں کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے، اوراسلامی تعلیمات عام ہوتی رہی اوران کی گود بے شمار فقہا پیدا ہوتے رہیں لیکن اب موجودہ حال اتنا دردانگیز ہے کہ نہ مجھ میں بیان کرنے کی ہمت اور نہ آپ میں سننے کی تاب اوراے اللہ! ہم پر رحم فرما،اے گنبدخضرا کے مکین! چارہ سازی فرمایے۔

امت کی ذمے داری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ o

ترجمہ۔تم بہتر ہوان سب امتوں میں جولوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہواور برائی سے منع کرتے ہواوراللہ پرایمان رکھتے ہو۔ (پارہ۴،رکوع۳آیت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کوکسی خاص مقصد کے لیے بھیجا گیا، وہ خاص مقصد بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، آج اس مقصد کی تکمیل یہ امت کرتی نظر نہیں آتی بلکہ بھلائی سے نفرت اور برائی سے محبت اس امت میں نظر آتی ہے ایسے میں ہماری ماں اور بہنوں کی ذمے داری ہے کہ ہم اپنے اس مقصد کو سمجھیں اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی کوشش کریں، ورنہ جوقوم اپنے مقصد کو بھول جاتی ہے وہ قوم بھلادی جاتی ہے آج

ہمارا جو حال ہے اس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے غفلت کا بھرپور دخل ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی کا حکم دیتی رہیں اور برائی سے روکتی رہیں۔ پروردگار جل جلالہ ہم پر ضرور کرم کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں میں سرخروئی عطا فرمائے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دعوت الی الخیر کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرتِ لقمان کی نصیحت

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَأمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ (سورۂ لقمان، آیت:۱۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت سے پتہ چلا کہ بحیثیت والدین اپنی اولاد کو حق کاموں کے لیے آمادہ اور پابند کرنا چاہیے جس میں نماز قائم کرنا اور بھلائی کا حکم دینا وغیرہ شامل ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس! آج اگر بیٹا دین کے راستہ پر چلتا ہے تو ماں کو اچھا نہیں لگتا، دین کی دعوت لوگوں کو پیش کرنے لگ جائے تو بھی اچھا نہیں لگتا، آج حالات اتنے خراب ہوگئے ہیں کہ اللہ رحم وکرم فرمائے۔ کچھ ماں قرآن مقدس کی تلاوت تو کرتی ہیں لیکن اپنی اولاد کو اس کا پابند بنانے کی کوشش نہیں کرتی جس سے بچہ اپنی من مانی کرنے لگتا ہے اور آخر کار والدین کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنی اولاد کی تربیت قرآن و حدیث کے فرمودات کی روشنی میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خود کو بھولتے ہو؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ

تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۴۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ آیت کریمہ سے ہم کو یہ سبق ملا کہ ہم حق باتوں کا دوسری عورتوں کو حکم دیں اور اس کے مطابق خود بھی عمل کریں، دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود کو نصیحت کریں، دوسروں کی آخرت کا فائدہ سوچنے کے ساتھ اپنے انجام پر بھی غور کریں۔ عام طور پر ہماری بہنوں کا حال یہ ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتے وقت خود کو بھول جاتی ہیں۔

آیت کریمہ سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت بہت کم عقل ہے جو جگہ جگہ دوسروں کو دعوت دین دیتی پھرے لیکن خود اپنی اصلاح کی جانب توجہ نہ دے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل قرآن مقدس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان مرد و عورت کی ذمے داری

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ ورسول کا حکم مانیں یہی ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ (سورہ توبہ، آیت:۷۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک مسلمان عورت کی دوسرے مسلمان عورت سے دوستی صرف زبانی نہیں ہونی چاہیے بلکہ مومنات عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مظاہرہ اپنے عمل سے کرتی ہیں کہ وہ دوسروں کو اچھائی کی طرف بلانا اپنا فرض منصبی سمجھتی ہیں اور

معاشرے سے برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اپنا مقصدِ زیست مانتی ہیں اور ہر ایک کو بھلائی کا پیکر دیکھنا چاہتی ہیں خواہ اس کے لیے دوسروں کی طرف سے ہزار ہا مصیبتوں کو جھیلنا پڑے کیونکہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا یہی تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی اپنے آقا کی خوشی کو اپنی کل کائنات سمجھتی ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے جان تک قربان کر دیتی ہے۔کیا بے شمار صحابیات نے برائی کے خاتمہ کے لیے اپنا گھر بار قربان نہیں کیا اور جان دے کر دنیا والوں کے سامنے حق و باطل کو اجاگر نہیں کیا؟ کاش! ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتیں اور ہماری زندگی اچھائیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے میں گزرتی۔

برے کام سے نہ روکنے کا انجام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ترجمہ: جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔ (سورۂ مائدہ، آیت:۷۹)

آج عورتیں جہاں جمع ہوئیں، غلط باتیں، خلاف شریعت باتیں کرتی تھکتی نہیں۔

اب ایسے میں ایک مومنہ کی ذمے داری یہ ہے کہ بری بات کرنے والیوں کو روکے، انہیں سمجھائے۔ان کو اللہ عزوجل کا خوف دلائے تاکہ وہ بری باتوں سے باز آئیں اگر روکنے کی بجائے خود اس میں شامل ہوگی تو وہ بھی بری بات کرنے والی کی طرح ہو جائے گی۔اللہ عزوجل ہم سب کو قرآن مقدس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کمزور ترین ایمان

داعیِ اعظم نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ قوتِ بازو سے مٹا دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے

روکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(مسلم شریف، حصہ اول، ص:۶۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ معاشرہ ہمیشہ پر امن رہے، معاشرے میں جتنی بھی برائیاں، جھگڑے اور فساد پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کے سبب ہوتے ہیں۔اس لیے فرمایا جا رہا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو برائیوں کو معاشرے سے دور کرو۔

آج ہم معاشرے کا جائزہ لیں تو کمزور ایمان والی عورتوں کی تعداد بھی برائے نام نظر آتی ہے، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ عورتیں برائی کو دل سے برا بھی نہیں جانتیں، بلکہ یہ کہتے نظر آتی ہیں کہ سب چلتا ہے۔معاذ اللہ! یا کہہ دیتی ہیں کہ اللہ معاف فرما دے گا۔خدارا اپنے حالِ زار پر رحم کرو اور اپنے ایمان کے تحفظ کے لیے برائیوں کو دل سے برا جانو۔

مومنہ پر فرض ہے

پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بھی رسول دنیا میں تشریف لائے ان کے حواری یعنی اصحاب ہوتے تھے جو اس رسول کے بعد اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت کے مطابق کام کرتے تھے یہاں تک کہ ان اصحاب کے بعد ایسے لوگ آئے جو منبروں پر بیٹھ کر نیک اور اچھی بات تو کرتے تھے لیکن خود برے معاملات کیا کرتے تھے تو اس وقت ہر مومن پر فرض ہے اور اس پر حق ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھوں سے جہاد کرے اور اگر ہاتھوں سے جہاد نہ کر سکے تو زبان سے کرے اور اگر زبان سے بھی نہ کر سکے تو وہ کمزور ایمان والا ہے۔

(احیاء علوم الدین، جلد دوم، ص:۳۰۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ

فرمان کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکیوں کی دعوت دینے والی اور برائی سے روکنے والی اگر خود اپنے دامن کو نیکیوں سے نہیں بچاتی اور برائیوں سے آلودہ کرتی ہے تو عورتوں پر فرض ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس کی اصلاح کریں۔ کیوں کہ اگر داعیہ خود بے عملی کی شکار ہوگی تو دوسری عورتیں بھی اس کے نقش قدم پر چل پڑیں گی اور آخر کار معاشرہ برائی کے دلدل میں پھنس جائے گا۔ اگر برے کام سے کو روکنے کی صلاحیت نہیں ہے تو کم از کم اس کے غلط کاموں کو دل سے برا جانیں کہ یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہماری ماں اور بہنوں کو نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سدِ باب کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھے گی تو اسلام کی ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (احیاء علوم الدین، حصہ اول، ص:۲۸۴)

آج عورتوں میں مذکورہ تینوں خامیاں نظر آتی ہیں دنیا سے اتنی محبت پیدا ہوگئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھتی نہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور دنیا ہی سے جانا ہی نہیں ہے۔ ساری قوت وتوانائی طلب دنیا کے پیچھے خرچ کرتی ہیں اور آخرت فراموشی کا حال تو یہ ہے کہ مرنے کا تصور اور مر کر جواب دینے کا تصور تک دل سے نکل چکا ہے۔ آپ روزمرہ کی زندگی میں نمایاں طور پر یہ چیز دیکھ رہی ہوں گی۔ اسی طرح کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکنا اور کسی کو بھلائی کی طرف نہ بلانا اور نہ بھلائی کا حکم دینا یہ بھی ہماری ماں اور بہنوں کی عادت بن چکی ہے اور آپس میں گالی گلوچ بھی ہماری پہچان ہے، **الا ماشاء اللہ**۔

دعا قبول نہ ہوگی

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم معاملہ پیش آیا ہے۔ حضور رحمۃٌ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے گفتگو نہ فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے، میں حجرے کی دیوار سے سننے کے لیے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آقائے دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور تمہاری مدد نہ کی جائے، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کلمات مبارکہ ارشاد فرمانے کے بعد منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۳۷۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج مسلمان جن مصیبتوں میں بھی گھرے ہوئے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہے ہم رو رو کر دعائیں کر رہی ہیں لیکن ہماری دعا بابِ اجابت سے ٹکراتی نہیں۔ ہم نصرت الٰہی کا سوال کرتی ہیں لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے مدد نہیں ہوتی، آخر ایسا کیوں؟ اس حدیث شریف میں تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان فرما دی ہے کہ ہم حق باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکنے کی ذمے داری پوری نہیں کر رہی ہیں تو اللہ عزوجل ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتا۔

نیکیوں کا حکم دیتی رہو

مشہور صحابیٔ رسول حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہیے جب ہم

مکمل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہو جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگر چہ مکمل طور پر عمل نہ کرسکو اور برائیوں سے روکتے رہو اگر چہ تم مکمل طور پر گناہوں سے کنارہ کش نہ ہو سکے ہو۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ ششم، ص:۳۶۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکی کا حکم دیتی رہنا چاہیے اور برائی سے روکتی رہنا چاہیے اس لیے کہ جب نیکی کا حکم دیتی رہو گی تو ایک نہ ایک دن ضرور نیکی کا خیال بھی پیدا ہوگا اور برائی سے روکتی رہو گی تو دل ضرور برائی سے رکنے کو کہے گا۔ لہٰذا ہمیں ہر حال میں اپنے دامن کو برائی سے روکنا چاہیے اور دوسروں کو برائی سے رکنے کی دعوت دینا چاہیے اور نیکی کا حکم دینا چاہیے۔

مبلغہ صبر لازم کرلے

ایک نیک شخص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے اور اللہ عزوجل سے ثواب کی امید رکھے کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے وہ کبھی تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۱۲۰)

نیکی کا حکم دیتے وقت کسی بھی قسم کی فکر نہ کریں کہ عورتیں کیا سوچیں گی، کیا بولیں گی؟ راہِ دعوت وتبلیغ میں آپ کو بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، کبھی اندازِ دعوت کا تمسخر اڑایا جائے گا تو کبھی دعوت کے مطابق عمل میں کمی وغیرہ سے طعنہ سننے کی نوبت بھی آئے گی لہٰذا ہر چیز کو برداشت کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں، صبر کا دامن تھامے رکھیں، ہر مصیبت سے اللہ محفوظ رکھے گا نیز دونوں جہاں کی برکتوں سے نوازے گا، لیکن خبردار! لوگوں کے طعنے سن کر دعوت کا کام بند نہیں کرنا بلکہ ہر تکلیف کو برداشت کرکے کام

کرتی رہنا۔ دونوں جہاں کی سرخروئی اللہ عزوجل عطا کرے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ہمت اور صبر عطا فرمائے۔

جنت سنواری جاتی ھے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مشرکین سے لڑنے کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہدا سے افضل ہیں، زمین پر چلتے پھرتے ہیں، رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ ان کے لیے جنت سنواری جاتی ہے جیسے اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سنوارا گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ شہنشاہ کونین نے فرمایا: وہ نیکی کا حکم کرنے والے، برائیوں سے روکنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۸-۱۱۹)

دریا اور قطرہ

یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں گناہ نہ ہوتا ہو اور وہ اس بات کا انکار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب نازل کرنے والا ہے جو سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام نیک کام جہاد کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے بڑے دریا کے سامنے ایک قطرہ اور امر بالمعروف (اچھی

باتوں کا حکم دینے) کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے دریائے عظیم کے مقابلے میں ایک قطرہ۔

(کیمیائے سعادت، ص:۴۲۳)

بہترین جہاد

سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو برائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ (تفسیر کبیر، جلد اول، ص:۳۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بہترین زندگی گزارنے کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخۂ کیمیا عطا فرمایا وہ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، یقیناً ایسی عورت کی زندگی بخیر گزرتی ہے کیونکہ لوگوں کا بھلا چاہنا ان کو اچھی باتوں کی تعلیم دینا اور ان کے اندر سے برائیوں کی محبت کو نکالنا، اس کے لیے کوشش کرنا، سمجھانا، ان کاموں کی وجہ سے عورتوں کے دلوں میں اس بندی کے لیے محبت پیدا ہوتی ہے اور ہر عورت اس سے دلی لگاؤ رکھتی ہے، اس کے ہر کام کو آسان کرنے کی کوشش کرتی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ معاشرے میں ایسی عورتوں کی بے پناہ عزت ہوتی ہے اور ہر عورت ان کی خدمت کرنے کو سعادت مندی سمجھتی ہے، بشرطے کہ اخلاص سے سارا کام کرتی ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دعوت کی ذمے داری بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھلائی کی کنجیاں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خیر کے خزانے ہیں اوران خزانوں کی کنجیاں انسان ہیں اس بندے کو خوش خبری ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر خواہی کو کھولنے کی اور برائی کو بند کرنے کی

کنجی بنایا ہے اور اس بندے کے لیے ہلاکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے برائی کو کھولنے اور بھلائی کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔ (ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۸۷)

مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی بندی بھلائی کا حکم دیتی ہے تو گویا وہ خیر کے خزانے کو کھولتی ہے اور برائی سے روکتی ہے تو گویا اس بندی کو اللہ عزوجل نے برائی بند کرنے کی کنجی بنا دیا ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہیے کہ بھلائی کے خزانے کو کھولیں اور برائی کو بند کر دیں، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ہر کلمے کے عوض ایک سال کی عبادت

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اے رب! اس شخص کا بدلہ کیا ہوگا جس نے اپنے بھائی کو بلایا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ہر کلمے کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۶)

اللہ عزوجل کا کتنا کرم اور احسان ہے کہ ایک کلمہ کے عوض میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اور کرم بالائے کرم ایسے بندیوں کو جو بھلائی کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں مولیٰ کی رحمت کو انہیں جہنم میں جلانے پر شرم آتی ہے۔ آؤ نیت کریں کہ ان شاء اللہ ضرور آج ہی سے اس کی کوشش کریں گیں، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

پورا ثواب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہدایت کی طرف بلانے والے کے لیے اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور برائی کی طرف بلانے والے کو اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہوتا ہے جب کہ

اس کے گناہوں میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔ (مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۶۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نیکی کی دعوت دینے کا فائدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اللہ اکبر! آپ کی نصیحت پر اگر کوئی عورت عمل کرتی رہی، دوسروں تک آپ سے سنا ہوا پیغام پہنچاتی رہی اور جتنی عورتیں اس پر عمل کرتی رہیں گی ان سب کا ثواب اللہ تعالیٰ آپ کو بھی عطا فرمائے گا، ایسے ہی برائی کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اگر کوئی عورت آپ کے کہنے پر برا عمل کرتی رہی اور جتنی عورتیں اس پر عمل کرتی رہیں گی آپ کو ان سب کا گناہ ہوگا، اللہ عزوجل ہم سب کو صرف نیکی کرنے اور نیکی کا حکم دینے کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پچاس مسلمانوں کے اعمال کے برابر اجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمہیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کرلو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں) تمہارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگار لینا۔ عمل کرنے والے کیلیے اس زمانہ میں عمل کرنے والے پچاس اشخاص کے برابر اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! مسلمان میں سے پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا؟ فرمایا: تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۲۵۷)

افضل الجہاد

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ .
(ترجمہ) جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق بہترین جہاد ہے۔ (ابوداؤد شریف، حصہ چہارم، ص:۱۲۴)

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اس کو دور کردے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مسلمان عورتوں کو دیکھ کر اسلام کی تعلیم کا اندازہ لگتا ہے، اگر مسلمان عورتیں اچھی طرح زندگی گزاریں اور قانونِ الٰہی کا خیال رکھیں اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کریں تو انہیں دیکھ کر دوسری مسلمان عورت کو بھی سنورنے اور اسلام کے اصول واحکام کی پابندی کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اسی لیے فرمایا گیا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے جس طرح آئینہ پر داغ لگا ہو تو ہم اس کو فوراً صاف کردیتی ہیں تاکہ ہمارا چہرہ صاف نظر آئے یوں ہی مسلمان عورتوں میں اگر کوئی کمی دیکھیں تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا کرے۔

سب کو عذاب

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ جل شانہ سب لوگوں کو عذاب نہیں دے گا مگر جب کہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام وخاص سب کو عذاب ہوگا۔

(مشکوۃ شریف، حصہ سوم، ص:۱۴۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج بہت ساری جگہوں پر ہم برائی روکنے پر قادر

ہونے کے باوجود روکتی نہیں محض اس وجہ سے کہ ہمارے اور ان کے تعلقات خراب نہ ہوں،خبردار! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عذابِ الٰہی کا جب نزول ہوگا تو اس کی زد میں صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ وہ نیکوکار بندیاں بھی ہوں گی جو طاقت رکھنے کے باوجود برائی سے روکنے کی کوشش نہیں کرتی تھیں،لہٰذا عذابِ الٰہی سے بچنا ہو تو اپنی استطاعت کے مطابق ضرور برائی سے روکنے کی جدوجہد کرو۔

ملعون ہونے کا سبب

بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علما نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علما ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے،علما کے دل بھی انہی کے جیسے کردیے اور حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری باتوں سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کردے گا پھر تم سب پر لعنت کردے گا جس طرح ان سب پر لعنت کی۔

(ترمذی شریف،حصہ پنجم،ص:۲۵۲)

شہر کو زیروزبر کردیا گیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:اَوۡحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبۡرَئِیۡلَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اَنۡ اَقۡلِبۡ مَدِیۡنَۃَ کَذَاوَکَذَا بِاَھۡلِھَا، فَقَالَ یَارَبِّیۡ اِنَّ فِیۡھِمۡ عَبۡدَکَ فُلَانًا لَمۡ یَعۡصِکَ طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ قَالَ فَقَالَ اَقۡلِبۡھَا عَلَیۡہِ وَعَلَیۡھِمۡ فَاِنَّ وَجۡھَہٗ لَمۡ یَتَمَعَّرۡ فِیۡ سَاعَۃٍ قَطُّ۔(ترجمہ)اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں بستی کو اس کے باشندوں پر الٹ دو،

عرض گزار ہوئے کہ اے رب! اس میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی: فرمایا کہ اس پر اور دوسرے سب پر الٹا دو کیوں کہ میری خاطر اس کا چہرہ ایک ساعت بھی متغیر نہیں ہوا تھا۔ (شعب الایمان للبیہقی،حصہ دہم،ص:۷۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر ہم خود تو نیکیوں کی عادی ہیں اور دوسروں کو برائی کرتے دیکھ کر ان برائیوں سے گھن نہیں کرتیں اور انہیں روکنے کی جدوجہد اپنی استطاعت کے مطابق نہیں کرتیں تو اللہ عزوجل جو حشر بری بندیوں کا فرمائے گا وہی نیک بندیوں کا بھی فرمائے گا۔لہٰذا ہماری ذمے داری یہ ہے کہ صرف خود ہی نیک نہ رہیں بلکہ پورے معاشرے کو نیکی کے ماحول سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں،جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَھۡلِیۡکُمۡ نَارًا۔یعنی اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

☆☆☆

چھٹا باب

عبادت کی راتیں

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ مخصوص راتیں عطا فرمائی ہیں جن میں عبادت کر کے ہم معبودِ حقیقی کا قرب حاصل کر سکتی ہیں۔ بہت ساری خواتین ان راتوں کی فضیلتوں اور ان میں عبادت کرنے کے ثواب سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے عبادت سے محروم رہ جاتی ہیں اس لیے اگلے صفحات میں ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی جارہی ہے تا کہ ہم ان راتوں کی برکتوں سے واقف ہوں اور ان میں عبادت کر کے اپنے نامۂ اعمال میں نیکیاں جمع کرلیں۔

شبِ معراج

یہ رجب کی ستائیسویں رات ہے۔اس میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو خدائے پاک کا وہ قربِ خاص حاصل ہوا جو کسی نبی، رسول اور فرشتۂ مقرب کو بھی حاصل نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بارگاہِ خاص میں بڑے ہی اعزاز کے ساتھ بلایا، آپ سے گفتگو فرمائی، اپنے دیدار سے نوازا اور آپ کو امت کے لیے نماز جیسی پاکیزہ واہم عبادت کا تحفہ عطا فرمایا۔ قرآن کریم میں واقعۂ معراج کی منظر کشی یوں کی گئی ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا. (ترجمہ) پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت:۱)

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰی مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوۡنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَ لَقَدۡ رَاٰهُ نَزۡلَةً اُخۡرٰی.

(ترجمہ) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ (اور واقعاتِ معراج کا انکار کرتے ہو) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ (سورہ النجم، آیت:۸۔۱۳)

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡکُبۡرٰی. (ترجمہ) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(سورۃ النجم آیت:۱۷-۱۸)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شبِ معراج کی خصوصیات کا تذکرہ فرماتے ہوئے بیان فرمایا: فَاَوۡحَی اللّٰهُ اِلَیَّ مَا اَوۡحٰی، فَفَرَضَ عَلَیَّ خَمۡسِینَ صَلَاةً فِی کُلِّ یَوۡمٍ وَلَیۡلَةٍ. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے (بلاواسطہ) مجھے وحی فرمائی جو کچھ بھی وحی فرمائی اور مجھ پر ایک

دن رات میں پچاس وقت کی نمازیں فرض کیا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۱۴۵)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گزارش پر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں نو مرتبہ نمازوں میں کمی کی درخواست کی اور ہر دفعہ پانچ وقت کی نماز کم ہوتی رہی، یہاں تک کہ پانچ وقت کی باقی رہ گئی۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! یہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، لیکن ہر نماز پر دس وقت کی نماز کا ثواب ملے گا، تو یہ پانچ وقت کی نمازیں ثواب میں پچاس وقت کی نمازوں کے برابر ہیں۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۸)

مومنوں کی معراج

خدائے پاک نے شبِ معراج میں خاص طور پر ہمیں نمازوں کا تحفہ عطا فرما کر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ دیدارِ الٰہی وقربِ خداوندی تو رسول کی معراج ہے اور نمازوں کے ذریعہ اس پاک مولیٰ سے راز و نیاز مومنوں کی معراج ہے۔ اسی لیے نماز کی ادائیگی میں خشوع وخضوع کا یہ حکم دیا گیا۔ چنانچہ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ. (ترجمہ) تم اللہ کی عبادت یوں کرو جیسے کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو سکے تو (کم از کم) دل میں یہ خیال پیدا کرو کہ وہ معبود برحق یقیناً تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری شریف حصہ اول، ص:۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے تو سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۳۵۰)

شبِ معراج کی عبادت ونماز

نماز: رات میں جاگ کر دو، دو یا چار، چار رکعت کی نیت سے نفل نمازیں پڑھیں، ایک بار صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھیں۔ اور خاص طور پر یہ بارہ رکعت نماز ضرور پڑھ لیں جس کی حدیث

میں رغبت دلائی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے اس رات میں بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر قرآن حکیم کی کوئی سورہ پڑھے اور دو رکعت پر تشہد (التحیات للہ آخر تک) پڑھ کر (بعد درود) سلام پھیرے اور بارہ رکعتیں پڑھنے کے بعد سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ. پھر سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور سو مرتبہ درود شریف پڑھے، تو دنیا وآخرت کے اُمور سے متعلق جو کچھ چاہے دعا کرے اور صبح میں روزہ رکھے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے گا، مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کی دعا کرے۔ (تو یہ دعا قبول نہ ہوگی)

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۴۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ کی رحمت ہم پر برسنے کے لیے بہانے تلاش کرتی ہے۔ خاص کر ان مخصوص راتوں میں تو رحمتِ الٰہی خوب چھما چھم برستی ہے۔ ہماری کچھ خوش نصیب بہنیں ان راتوں میں عبادت کر کے رحمتِ خداوندی کو حاصل کر لیتی ہیں، مگر اکثر اس رات میں بھی غفلت کی وجہ سے محروم رہ جاتی ہیں۔ یاد رکھیں! سونے کے لیے تو پورے سال کی رات ہے ہی ہمارے پاس، مگر ان راتوں میں کم از کم کچھ شب بیداری کر کے رحمتِ خداوندی کو حاصل کرنے میں سستی نہیں برتنی چاہیے۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لیں کہ جہاں کہیں دعا کے لیے کہا گیا ہے وہاں پر دعا کے شروع اور اخیر میں درود شریف بھی پڑھ لیا کریں کہ اس سے دعا کی قبولیت کی مزید راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ راتوں میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں

رات، جمعہ کی رات، عید کی رات اور بقر عید کی رات۔ (مکاشفۃ القلوب عربی ص:۲۴۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث میں ان راتوں کا تذکرہ ہے، جن میں کی جانے والی دعائیں رد نہیں کی جاتی ہیں۔ انہیں میں رجب کی پہلی رات بھی ہے۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ رجب کی ستائیسویں رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک عظیم معجزہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے رجب کی دیگر راتوں سے بھی افضل ہے۔ اس لیے ستائیسویں رات دعا کی قبولیت میں دوسری راتوں سے زیادہ اہم کہلائی گئی۔

روزہ: ۲۷؍رجب کو دن میں روزہ رکھیں۔ بہتر یہ ہے کہ ۲۶؍رجب کو بھی روزہ سے رہیں اور ممکن ہو، تو یوم معراج کے روزے کے ساتھ ماہِ رجب میں ہی مزید چودہ روزہ رکھیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رجب وہ پُر عظمت مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کا ثواب کئی گنا زیادہ دیتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے اور جس نے اس ماہ میں سات دن کے روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے سات دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جس نے اس ماہ میں آٹھ دن روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس ماہ میں دس دن کے روزے رکھنے والا اللہ سے جو مانگے گا وہ اسے عطا کرے گا اور جو اس ماہ میں پندرہ روزے رکھے تو آسمانی منادی آواز دیتا ہے: اے روزہ دار تیرے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے اب نیک عمل شروع کر دے، جو زیادہ اچھے عمل کرے گا اسے زیادہ ثواب دیا جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۳۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! روزے کبھی بھی رکھے جائیں اجر عظیم کے باعث ہیں مگر مخصوص ایام میں مخصوص اجر و ثواب کے حامل ہوتے ہیں۔ سات، آٹھ یا دس روزے رکھنے میں یہ کوئی ضروری نہیں کہ پے در پے رکھے جائیں، بلکہ الگ الگ رکھ لیے جائیں تب بھی کوئی

قباحت نہیں۔ البتہ اگر کوئی بہن صرف ایک روزہ رکھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور روزہ ملا لیں۔ مثلاً ستائیسویں دن کے ساتھ ساتھ چھبیسویں یا اٹھائیسویں دن کا روزہ بھی رکھ لیں۔ اس لیے کہ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ نفلی روزہ صرف ایک رکھنا مکروہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے وہ (اس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ جو رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔ (فضائل الاوقات للبیہقی، حصہ اول، ص:۹۰، ناشر: مکتبۃ المنارۃ، مکہ)

مسئلہ: عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔ (بہار شریعت)

شبِ براءت

اس رات کے چار نام ہیں: لَيْلَةٌ مُّبَارَكَةٌ (شب مبارک) لَيْلَةُ الرَّحْمَةِ (شب رحمت) لَيْلَةُ الْبَرَاءَةِ (شب براءت) لَيْلَةُ الصَّكِّ (شب پروانۂ نجات)

اس رات میں چوں کہ بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس لیے اس کو شب مبارک اور شب رحمت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ براءت کا معنی بَری ہونا، رہا ہونا اور نجات پانا ہے اور صَکّ کا معنی پروانہ ہے۔ چوں کہ اس رات میں خدائے غفور و رحیم بندوں کو جہنم سے بری کر کے نجات کا پروانہ دے دیتا ہے اس لیے اس شب کو شب براءت اور شب پروانۂ نجات کہتے ہیں۔

اس کے پانچ اہم خصائص کشاف اور فتوحاتِ الٰہیہ میں یہ بتائے گئے (۱) تقسیم امور (۲) نزول رحمت (۳) فیضان بخشش (۴) قبولِ شفاعت (۵) فضیلت عبادت۔

اب ان خصائص کی الگ الگ تشریح کی جا رہی ہے، جس سے شب براءت کی فضیلت مزید واضح ہو جائے گی۔

تقسیم امور

اس رات میں سال بھر میں ہونے والے دنیوی تمام امور عروج وزوال، فتح وشکست، فراخی وتنگی، موت وحیات کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اور فرشتوں کو الگ الگ ان کی ڈیوٹی تقسیم کی جاتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

حٰمٓ o وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ o اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ o فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ o اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا. (ترجمہ) قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے۔ (سورۂ دخان، آیت:۱-۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کام بانٹنے کا مطلب یہ بیان کیا کہ سال بھر میں جو کچھ ہوگا وہ سب لوحِ محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے۔ رزق، موت، حیات، بارش، یہاں تک کہ یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے فلاں فلاں حج کرے گا۔ (الدر المنثور، حصہ ہفتم، ص:۳۹۹)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہوتا ہے؟ (یعنی کیسے اہم، بابرکت اور نادر امور انجام پاتے ہیں؟) انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ارشاد فرمائیے کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس رات میں انسان کا ہر بچہ جو اس سال پیدا ہوگا، لکھ دیا جاتا ہے۔ جتنے آدمی اس سال وفات پائیں گے انہیں بھی درج کر دیا جاتا ہے اور لوگوں کے سارے اعمال (نیک وبد) پیش کیے جاتے ہیں (۳) اور ان کی روزیاں بھی اتار دی (لکھ دی) جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، حصہ اول، ص:۴۰۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک مدت حیات کا ختم ہونا لکھ دیا

جاتا ہے، یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے، اس کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے، حالاں کہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھ چکا ہوتا ہے۔ (الدر المنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزہ رکھتے یہاں تک کہ اسے رمضان المبارک سے ملا دیتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ماہِ شعبان کے روزے آپ کو دوسرے مہینوں کے بہ نسبت زیادہ محبوب وپسندیدہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اے عائشہ! جو بھی سال بھر میں فوت ہوتا ہے اس کی وفات کا وقت شعبان ہی کے مہینے میں لکھ دیا جاتا ہے تو یہ بات مجھے محبوب ہے کہ میرے وصال کا وقت اس حال میں لکھا جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور نیک کام میں مشغول ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اسی مہینے میں مَلک الموت فوت ہونے والوں کے نام لکھ لیتے ہیں تو مجھے یہ پسند ہے کہ میرا نام روزہ کی حالت میں لکھا جائے۔ (الدر المنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر وبرکت کے دروازے کھول دیتا ہے (انہیں میں سے ایک رات) شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات میں وفات کے اوقات، روزیاں اور حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ (الدر المنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۲)

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو فرشتۂ موت کو ایک فہرست دے کر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اس میں جس جس کا نام درج ہے اس کی روح قبض کرو تو بندہ بستر بچھاتا ہے، شادی کرتا ہے، گھر بناتا ہے اور اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ (الدر المنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وہ نورانی رات جس کو

قرآن حکیم میں لَیۡلَۃٌ مُّبَارَکَۃٌ (شب مبارک) کہا گیا ہے یا وہ رات جس میں نظام کائنات کی تقسیم ہوتی ہے وہ ہم گنہگاروں کی رہائی و چھٹکارے کی رات "شبِ براءت" ہے۔ تو اس رات ذکر و عبادت میں مشغول رہنا چاہیے اور اللہ عزوجل کی خوب عبادت کرکے اس کی رضا مندی حاصل کرنی چاہیے۔

نزولِ رحمت و فیضان بخشش

اس رات میں خدائے پاک دن ڈوبنے کے بعد سے ہی اپنی بے پناہ رحمتیں دنیا والوں پر نازل کرتا ہے اور بے شمار لوگوں کو اپنے فضل خاص سے بخش دیتا ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو تم لوگ رات میں عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس رات میں دن ڈوبنے کے وقت سے آسمان دنیا پر تجلّی رحمت کا نزول فرما کر یہ اعلان کرتا ہے: اَلَا مِنۡ مُسۡتَغۡفِرٍ لِی فَاَغۡفِرَ لَہٗ، اَلَا مُسۡتَرۡزِقٌ فَاَرۡزُقَہٗ اَلَا مُبۡتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا،حَتّٰی یَطۡلُعَ الۡفَجۡرُ" (ترجمہ) کوئی بھی مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اسے بخش دوں اور کوئی روزی کا چاہنے والا ہے کہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی گرفتارِ بلا کہ میں اسے عافیت بخشوں، ہے کوئی ایسا اور ایسا؟ (یعنی آج رحمتوں کے خزانے لٹائے جا رہے ہیں کوئی بھی شخص میری کسی رحمت کا طالب ہے کہ میں اسے فضل و احسان سے نوازدوں) رحمت عامہ کی داد و دہش کا یہ اعلان رات بھر ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر نمودار ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۴۴)

مغفرت ھی مغفرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ اپنی باری کے روز ایک

رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا، میں نے دیکھا کہ وہ (مدینہ طیبہ کے قبرستان) بقیع میں موجود ہیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تمہیں اندیشہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہارے ساتھ عدل نہ کریں گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بات نہیں۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں، تو سرکار نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَنۡزِلُ لَیۡلَۃَ النِّصۡفِ مِنۡ شَعۡبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنۡیَا فَیَغۡفِرُ لِاَکۡثَرَ مِنۡ عَدَدِ شَعۡرِ غَنَمِ کَلۡبٍ۔

(ترجمہ) بے شک اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں رات میں آسمانِ دنیا کی طرف تجلیٔ رحمت کا نزول فرماتا ہے تو قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بال سے بھی زیادہ بندوں کو بخش دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۴۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نفل) نماز پڑھنے لگے تو سجدہ اتنا دراز کیا کہ مجھے یہ شبہ ہوا کہ آپ کی روح قبض کرلی گئی۔ میں نے جب یہ حال دیکھا تو جاکر آپ کے انگوٹھے کو ہلایا، وہ ہلا تو میں لوٹ آئی۔ جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا اے عائشہ! کیا تجھے یہ خدشہ ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تیری باری میں) تیرے ساتھ وفادارانہ سلوک نہ کریں گے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ خدا کی قسم ایسا نہیں۔ ہاں آپ کے دیر تک سجدے میں پڑے رہنے کی وجہ سے میں یہ سمجھنے لگی تھی کہ آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

تو آپ نے فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، بے شک اللہ عزوجل اس رات میں اپنے بندوں پر لطف و کرم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے تو مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم کی التجا کرنے والوں پر رحم و مہربانی کرتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو

(اپنی رحمت سے) دور رکھتا ہے جیسے وہ لوگ (اللہ سے دور) ہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۳۶۱)

درمنثور کی ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بقیع تک اپنے جانے، وہاں سے آنے پھر خواب گاہ میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا ایک تفصیلی واقعہ ذکر کیا ہے۔ جس میں سرکار نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی کی مانند نافرمانوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ لیکن مشرک، کینہ دار، بدعتی جو جماعت اہل سنت سے خارج ہو، رشتہ کاٹنے والے، کپڑا گھسیٹ کر چلنے والے، ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف اس رات میں بھی نگاہِ رحمت نہیں فرماتا۔ (الدرالمنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! عرب میں سب سے زیادہ بکریاں قبیلۂ کلب میں پالی جاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ بکریوں کی تعداد جہاں زیادہ ہوگی، وہاں ان کے بالوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوگی۔ احادیث کریمہ میں بکریوں کے بالوں کا ذکر حصر کے لیے نہیں بلکہ محض کثرت بیان کرنے کے لیے ہے تو مطلب یہ ہوا کہ خدائے پاک شب براءت میں بے شمار لوگوں کو بخش دیتا ہے اور انہیں جہنم سے آزاد کرکے جنت کا حقدار بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات میں تجلیٔ رحمت (دنیا والوں پر) نازل کرتا ہے تو اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔ لیکن مشرک یا کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا، بیہقی کی روایت میں ہے کہ جس کے دل میں عداوت یا جذبۂ انتقام ہو، نہیں بخشا جاتا۔ امام

احمد کی روایت میں ہے کہ دو شخصوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ بدعتی جو جماعت اہل سنت سے خارج ہو اور جس نے کسی کو (ناحق) قتل کر دیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ یازدہم، ص:۴۴۵)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نگاہِ رحمت فرماتا ہے تو ایمان والوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ والوں کو ان کے کینے کی وجہ سے چھوڑے رہتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ چھوڑ دیں۔ (الدرالمنثور، حصہ ہفتم، ص:۴۰۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام شعبان کی پندرہویں رات میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اے صاحبِ مدحِ کثیر! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائیے۔ میں نے پوچھا یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور کافروں، مشرکوں کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ جادوگر ہو، یا کاہن ہو، یا شراب کا عادی ہو، یا سود کا عادی ہو، یا زنا کا عادی ہو کہ ان مجرموں کی اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے بخشش نہیں ہوتی۔ پھر جب رات کا چوتھائی حصہ ہوا تو جبرئیل علیہ السلام اترے اور عرض کیا۔ اے صاحبِ مدحِ عظیم! اپنا سر اٹھائیے۔ سرکار نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے سب دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ پہلے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو بشارت ہو۔ دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کے لیے بشارت ہو۔ تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں دعا کرنے والوں کے لیے بھلائی ہو۔ چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں ذکر کرنے والوں کو مبارک ہو۔ پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں خدا کے ڈر کی وجہ سے رونے والوں کو مبارک ہو۔

چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں تمام مسلمانوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی کچھ مانگنے والا کہ اسے منہ مانگی مراد دی جائے اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: شروع رات سے فجر کے نمودار ہونے تک پھر فرمایا: اے حمد والے! اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص:۳۴۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! کس قدر مبارک ہے یہ رات اور کس قدر خوش قسمت ہیں ہم کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی رات عطا فرمائی ہے۔ اس رات ہم سے جس قدر ہو سکے نمازیں پڑھنی چاہیے۔ خوفِ خدا سے رونا اور گڑگڑانا چاہیے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر بارگاہِ الٰہی میں توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔ اس رات اس کی رحمتیں ساری دنیا پر برستی ہے۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سوتی رہ جائیں اور اس کی رحمت سے محروم ہو جائیں۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی پندرہویں رات میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے جس نے دعا کی اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور جس نے بخشش کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا، بشرطیکہ دعا کرنے والا عشار (ناجائز، چنگی، انکم ٹیکس، ہاؤس ٹیکس وغیرہ لینے والا) جادوگر نہ ہو۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۲۶، ص:۲۰۸)

اللہ کی رحمت جب بندں پر چھما چھم برستی ہے اس وقت جہاں اس سے فیضیاب ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد ہے، وہیں کچھ ایسے بھی نافرمان ہیں جو رحمتوں کی اس برسات میں ایک قطرے سے بھی محروم رہتے ہیں۔ احادیث کریمہ کے مطابق ان کی فہرست یہ ہے:

(۱) مشرک (۲) ماں کے نافرمان (۳) باپ کے نافرمان (۴) کاہن جو آئندہ کی پوشیدہ باتیں اٹکل پچو سے بتائے یا بتانے کا مدعی ہو۔ (۵) نجومی جو غیب کی خبر دے۔ (۶) جادوگر۔ (۷) فال نکالنے والے (۸) بدعتی جو جماعتِ اہل سنت سے خارج ہو۔ (۹) قاتل جو کسی محترم ومعصوم جان کو ناحق مار ڈالے۔ (۱۰) جلاد۔ (۱۱) قرابت داروں سے رشتہ کاٹنے والے۔ (۱۲) کینہ دار (۱۳) عادی سود خور، جس نے تین بار سود لیا ہو (۱۴) بلاضرورت شرعیہ سود دینے کے عادی (۱۵) ناجائز محصول (چنگی انکم ٹیکس وغیرہ) وصول کرنے والے (۱۶) زنا کے عادی، مرد ہوں خواہ عورت (۱۷) شراب کے عادی (تین بار کوئی کام کرنا اصرار وعادت ہے اور کرنے والا مصر وعادی) (۱۸) باجہ بجانے والے (۱۹) گویے (۲۰) زمین پر تکبر کی وجہ سے کپڑا گھسیٹ کر چلنے والے۔ کپڑا تہبند ہو، یا پاجامہ، یا پتلون، یا چادر یا جبہ یا کرتا وغیرہ۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ بیس قسم کے لوگ ہیں جو ان بابرکت راتوں میں بھی رحمتِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور ان میں سے کوئی خصلت ہمارے اندر موجود ہے تو اس سے توبہ کرنا چاہیے۔ خواتین میں عموماً والدین کی نافرمانی، جادو اور کینہ جیسی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ اس حدیث سے ہمیں درس حاصل کرنا چاہیے اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

قبولِ شفاعت

اس مبارک رات میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری امت کی شفاعت کے عطیۂ خاص سے نوازا گیا۔ یہ عطیہ کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ ذیل کی احادیث سے ہوگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے ایسے فضائل ملے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملے اور مجھے شفاعت دی گئی۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص:۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایک دعا خاص جناب باری تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو بے شک دیا جائے گا۔ تمام انبیا، آدم سے عیسیٰ (علیہم السلام) تک سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے وہ دعا آخرت کے لیے اٹھا رکھی وہ دعا خاص قیامت کے دن میری امت کے لیے میری شفاعت ہے۔ میں نے اسے ساری امت کے لیے بچا رکھا ہے جو دنیا سے ایمان پر اٹھی۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور خطا کار ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۴۴۱)

امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہ نعمتِ عظمیٰ خدائے کریم نے اسی عظیم رات شبِ براءت میں عطا فرمائی تھی چنانچہ حدیث میں ہے کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کی تیرہویں رات کو بارگاہِ خداوندی میں اپنی امت کے لیے شفاعت کی درخواست کی تو ایک تہائی امت کی شفاعت مقبول ہوئی پھر چودہویں رات میں دعا کی تو دو تہائی امت کی شفاعت کی گئی۔ پھر پندرہویں رات شب براءت میں دعا کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی سوائے ان نافرمانوں کے جو اللہ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کر بھاگتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۴۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر کس قدر

مہربان ہیں اس کا اندازہ گزری ہوئی تینوں روایتوں سے لگایا جا سکتا ہے جب کبھی آپ اللہ کی بارگاہ سے کچھ طلب فرماتے تو اپنی امت کی بخشش اور مغفرت طلب فرماتے۔ آخری روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شب براءت میں شفاعت عامہ سے نوازا ہے۔

فضیلت عبادت

شب براءت میں عبادت کا اجر وثواب عام راتوں کی بہ نسبت زیادہ ہے اور خدائے پاک کے لطف وکرم سے اس عبادت کو شرف قبولیت بھی حاصل ہے۔ حضور رحمت عالم صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس رات میں بیدار رہ کر عبادت کرنے کا حکم دیا ہے اور خود بھی شب بیداری فرما کر اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ارشاد رسالت ہے: قُوْمُوْا لَیْلَهَا وَ صُوْمُوْا نَهَارَهَا. شب براءت میں جاگ کر عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۴۴۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں شبِ براءت جیسی رات عطا فرمائی ہے۔ اس رات کی مکمل قدر کریں اور اس میں جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ عبادت اور تلاوت قرآن مقدس کریں۔ واضح ہو کہ اس رات میں کسی مخصوص طریقے پر ہی نماز پڑھنا کوئی ضروری نہیں بلکہ جس طرح عام نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح اس رات میں بھی نفل نمازیں پڑھی جائیں البتہ قیام لمبا کرنا زیادہ افضل ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہے (انہیں میں ایک رات) شعبان کی پندرہویں رات شب براءت ہے۔ (الترغیب والترہیب، حصہ دوم، ص:۹۸)

نیز ارشادِ نبوت ہے کہ شبِ براءت میں عبادت کرنے والوں کو فرشتے ندا دیتے

ہیں: اس رات میں رکوع کرنے والوں کے لیے بشارت اور رحمت ہے۔ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کے لیے بھلائی اور سعادت ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۱۶۹)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! فرشتوں کی بشارت ان کے لیے ہے جو قیام و عبادت میں اس رات کو گزاریں۔ نہ ان کے لیے جو سو کر گزاریں یا بیدار تو ہوں مگر بات چیت اور گپ ہانکنے میں گزار دیں۔ متعدد خواتین ایسی ہیں جو اس رات میں جاگتی تو ہیں مگر انہیں جاگنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ جب اللہ کی رحمتوں کے خزانے کھلے ہوئے ہیں تو ان میں جس قدر ممکن ہو استفادہ کر لیں۔

شب براء ت کا خیر مقدم

اس رات کی آمد سے پہلے افضل و مستحب یہ ہے کہ ایک دوسرے سے اپنا قصور معاف کرائیں اور خاص طور سے ان خطا کاروں پر لازم ہے کہ ان جرائم کے ارتکاب سے باز آجائیں جو اس مبارک رات میں بھی انہیں خدائے پاک کی رحمتوں سے دور رکھتے ہیں اور اس کی بخشش کے قریب نہیں ہونے دیتے۔ چودھویں شعبان کو حلوہ یا جو شیرینی بھی ممکن ہو اس کا اہتمام کریں۔ اگر ہو سکے تو قرآن خوانی کر کے اپنے گھر کے مرحومین کے نام سے فاتحہ کرائیں۔ مغرب کی نماز کے فوراً بعد دو دو رکعت کر کے چھ رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی دو رکعت میں درازیٔ عمر کی نیت کریں دوسری میں رزق میں کشادگی کی اور تیسری میں آفات و بلیات سے حفاظت کی۔ ہر دو رکعت کے بعد ایک مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھیں، عشا کی نماز کے بعد سے لے کر نفل نمازوں، قضاؤں کی ادائیگی، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار، درود شریف اور دعا میں مصروف رہیں خصوصاً صلوٰۃ التسبیح کم از کم ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ اس کا طریقہ نوافل کے بیان میں مذکور ہے۔ رات کے آخری حصے میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے رشتے داروں، دوستوں

اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے دعا کریں۔ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے سحری سے فراغت حاصل کر لیں اور پندرہویں شعبان کا روزہ رکھیں۔ ایک دن کی یہ محنت ان شاء اللہ ضرور ہمارے لیے نفع بخش ثابت ہوگی۔

آتش بازی

آج کل اکثر جگہوں پر شب براءت میں یہ ماحول بن گیا ہے کہ ہر گھر میں دیے جلائے جاتے ہیں، پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں، پھلجھڑیاں جلائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت ساری ایسی خرافاتیں ہیں جو ہمارے معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کا حال یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لیے ان چیزوں کا اہتمام کرتی ہیں، سب سے پہلے تو اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ آتش بازی تو سراسر اسراف ہے اور اسراف کرنے والوں کو قرآن مقدس نے شیطان کا بھائی کہا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔ بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

(سورۂ اسراء، آیت: ۲۷)

اور دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتا ہے: کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(سورۂ اعراف، آیت: ۳۱)

اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے گھر کے بچوں کو اس سے سختی سے منع کریں اور اپنے محلے کی دیگر خواتین کو بھی یہ بتائیں کہ یہ گناہ کا کام ہے اور اس میں اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔

شب قدر کا بیان

اے خاتون جنت کی کنیزو! شب قدر کی فضیلت قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت

ہے۔شب قدر عظمت و تقدیس، فضائل و کمالات کا مخزن ہے۔شب قدر کو تمام راتوں پر فوقیت حاصل ہے کیوں کہ اس رات میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور شب قدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ خالق لیل ونہار جل جلالہ نے اس کی تعریف وتوصیف میں مکمل سورت نازل فرمادیا۔ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ٥ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے۔صبح چمکنے تک۔ (سورۂ قدر، پارہ:۳۰)

وجہ تسمیہ

مفسر شہیر حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ امام زہری کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: سُمِّيَتْ بِهَا لِلْعَظْمَةِ وَالشَّرَفِ . (ترجمہ) اس کا نام "لیلۃ القدر" عظمت اور شرافت کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

(التفسیر المظہری عربی، حصہ دہم، ص:۱۱، ناشر: مکتبۃ الرشدیۃ، پاکستان)

علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے "قِيْلَ سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهُ اَنْزَلَ فِيْهَا كِتَاباً ذَا قَدَرٍ عَلٰى رَسُوْلٍ ذِيْ قَدَرٍ عَلٰى اُمَّةٍ ذَاتِ قَدَرٍ" یعنی اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر ومنزلت والی کتاب، بڑے قدر ومنزلت والے رسول پر اور بڑی قدر ومنزلت والی امت کے لیے نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی، حصہ بستم، ص:۱۳۱، ناشر: دار الکتب المصریۃ، قاہرہ)

شب قدر احادیث کے آئینہ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔جو شب قدر میں ایمان ویقین کے ساتھ قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۲۶)

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی محض ثواب کی نیت اور اللہ کی رضا کے لیے قیام کرے یعنی نوافل، تلاوت، ذکر واذکار وغیرہ میں مصروف رہے تو خدائے غفار اس کے پچھلے گناہ صغائر کو معاف فرمادیتا ہے اور رہے گناہ کبائر تو وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

شب قدر کون سی رات ہے

شبِ قدر کون سی رات ہے؟ یہ متعین نہیں البتہ احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔لہٰذا ماہِ رمضان المبارک کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ رویں راتوں کو شب بیداری کریں اور ان راتوں کو قیام وتلاوت وذکر و درود میں گزاریں اگر ذمہ میں قضا نمازیں باقی ہوں تو قضا نمازوں کو ادا کریں کیوں کہ ان راتوں کے شبِ قدر ہونے کی زیادہ امید ہے جیسا کہ مالکِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ . (ترجمہ) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(بخاری شریف، حصہ سوم، ص:۴۷)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔اکثر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہی ہے

اورالفاظ قرآن سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔مثلاً سورۃ القدر میں ''لیلۃ القدر'' تین جگہ ارشاد ہوااور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں،نو کو تین سے ضرب دینے میں حاصلِ ضرب ستائیس ہوتا ہے۔ (۹X۳=۲۷)

شبِ قدر کی علامتیں

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ رات اکائی کی ہے (یعنی اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا آخری رات) یہ رات بالکل صاف اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا چاند چڑھا ہوا ہے،اس میں سکون اور دل جمعی ہوتی ہے، نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی،صبح تک ستارے نہیں جھڑتے،اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ چودھویں رات کی طرح صاف نکلتا ہے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث شریف میں جو شبِ قدر کی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کے ذریعہ شبِ قدر کو تلاش کرنا بالکل آسان ہو گیا ہے،اب ہماری ذمے داری بنتی ہے کہ مذکورہ علامتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے شب قدر کو تلاش کریں اوراس میں خوب دل جمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔آمین

شبِ قدر کو پوشیدہ رکھنے کی حکمتیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اس غرض سے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس لیے آیا تھا تاکہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اٹھالی گئی،کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔

(بخاری شریف،حصہ اول،ص:۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر براعمل ہے کہ اس کی وجہ سے نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے اللہ عزوجل نے لیلۃ القدر کی تعیین اٹھالی،یعنی کون سی رات لیلۃ القدر ہے،اس کی تخصیص تو ہوگئی تھی لیکن اس کو اٹھالیا گیا۔

مگر بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کے چند فائدے ہیں۔

☆ لیلۃ القدر کی تعیین باقی رہتی تو بعض آرام پسند اور کوتاہ طبیعتوں کی خواتین دوسری راتوں میں عبادت وریاضت نہ کرتیں۔اب عدمِ تعیین پر طاق راتیں بندیاں عبادت وریاضت میں گزارنے کی کوشش کریں گی۔

☆ تعیین کی صورت میں ممکن تھا کہ کوئی بندی باقی راتوں کو سوسکتی تھی مگر عدمِ تعیین کی صورت میں پانچ راتیں بندی عبادت میں گزارے گی،جس کی وجہ سے اسے شبِ قدر کی فضیلت تو حاصل ہوگی ہی ساتھ ہی ساتھ دیگر راتوں میں عبادت کرنے کا بھی اجر ملے گا اور شبِ قدر کو تلاش کرنے کا بھی اجر اسے حاصل ہوگا۔

☆ لیلۃ القدر سال میں ایک ہی رات ہے،اگر اس کی تعیین ہوجاتی تو اس میں عبادت کر لینے کے بعد دیگر راتوں کی عبادت میں اتنا لطف نہیں ملتا جتنا عدمِ تعیین کی صورت میں ملتا ہے۔

لہٰذا اللہ عزوجل نے اس کی تعیین کو اٹھالیا تاکہ اس کے بندے اور بندیاں ماہِ رمضان المبارک کی راتوں میں خوب خوب عبادت کرکے اپنے مولیٰ کی خوشنودی حاصل کرسکیں۔

شب قدر کیوں عطا ہوئی

اے خاتون جنت کی کنیزو! شبِ قدر عطا کیے جانے کے بارے میں کئی روایتیں ملتی ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کونین صاحبِ قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شمعون نامی عابد تھے جنہوں نے ہزار ماہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور عبادت کی۔ اس پر صحابۂ کرام کو تعجب ہوا اور کہا کہ پھر ہمارے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایک رات عطا فرمائی جو اس غازی کی مدتِ عبادت سے بہتر ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۶۰)

اسی سلسلے میں ایک اور روایت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا امام مالک کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچھلی امتوں کی عمریں دکھائی گئیں، آپ نے دیکھا کہ ان کے مقابل میں آپ کی امت کی عمریں کم ہیں اس سے آپ کو خوف ہوا کہ میری امت کے اعمال ان امتوں کے اعمال تک نہ پہنچ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمایا جو ان امتوں کے ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ۔ (تفسیر قرطبی، حصہ بستم، ص:۱۳۳)

اسی طرح ایک اور روایت حضرت علی بن عروہ سے ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار اشخاص کا ذکر فرمایا جنہوں نے اللہ عزوجل کی اَسّی برس عبادت کی اور ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں گزرا، آپ نے ان چار اشخاص میں حضرت ایوب، حضرت حزقیل، حضرت یوشع اور حضرت زکریا علیہم السلام کا ذکر فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ سن کر تعجب ہوا تو جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ کی امت کو ان لوگوں کی اَسّی سال کی عبادت سے تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس سے بہتر چیز نازل کر دی ہے اور سورۂ قدر پڑھی اور کہا یہ اس چیز سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی امت کو تعجب ہوا تھا۔ (تفسیر قرطبی، حصہ بستم، ص:۱۳۲)

فرشتوں کا نزول

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! سورۂ قدر میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِيۡهَا۔ اس رات فرشتے اور روح آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ شب قدر میں سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں یا ان میں سے بعض، اس سلسلے میں مفسرینِ کرام کے چند اقوال ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے بعض نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ کے سارے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ نزولِ ملائکہ کے حوالے سے حدیث پاک میں بھی ذکر ہے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا كَانَ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ يَنۡزِلُ جِبۡرِيۡلُ فِيۡ كُبۡكُبَةٍ مِّنَ الۡمَلَائِكَةِ يُصَلُّوۡنَ عَلٰى كُلِّ عَبۡدٍ قَائِمٍ اَوۡ قَائِدٍ يَذۡكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی لیلۃ القدر کو جبریل امین فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اس بندے کے لیے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۲۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ جب شب قدر آتی ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ وہ فرشتے بھی اترتے ہیں جو سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے ہیں اور وہ اپنے ساتھ چار جھنڈے لاتے ہیں، ایک گنبد خضریٰ پر نصب کرتے ہیں، ایک بیت القدس کی چھت پر، ایک مسجد حرام کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور ایک طور سینا کے اوپر، اور ہر مومن مرد و عورت کے گھر پر تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں، اس رحمت سے شرابی، قاطع رحم اور سود کھانے والے محروم رہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۶۵)

ایک عجیب الخلقت فرشتے کا نزول

صاحبِ تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ ایسا ہے کہ جس کا سر عرش کے نیچے ہے اور دونوں پاؤں ساتوں زمینوں کی جڑوں میں، اس کے ایک ہزار سر ہیں اور ہر سر عالم دنیا سے بڑا ہے اور ہر سر میں ایک ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ، ہر منہ میں ہزار زبانیں، ہر زبان سے ہزار قسم کی تسبیح و تحمید پڑھتا ہے، ہر زبان کی بولی دوسری زبان سے نہیں ملتی، وہ منہ سے زبان کھولتا ہے تو تمام آسمان کے فرشتے اس کے ڈر سے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں کہ کہیں اس کے چہرے کے انوار انہیں جلا نہ دیں۔ ہر صبح و شام ان تمام مونہوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ یہ فرشتہ شب قدر میں زمین پر اتر کر رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اہلِ ایمان روزہ دار مردوں اور عورتوں کے لیے طلوعِ فجر تک استغفار کرتا ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد دہم، ص:۴۸۴)

فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! آپ یہ سوچتی ہوں گی کہ آخر شب قدر میں فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں؟ جب کہ فرشتے خود تسبیح و تقدیس اور تہلیل کے تونگر ہیں، قیام، رکوع اور سجود ساری عبادات سے سرشار ہیں پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کر کے زمین پر نازل ہوتے ہیں؟ آیئے اس سلسلے میں چند باتیں ملاحظہ کرتے ہیں تا کہ اس رات عبادت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

محدثینِ کرام نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا دے یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی، گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گڑگڑانا، اللہ سے معافی چاہنا، اپنی طبعی نیند چھوڑ کر اللہ کی یاد کے لیے رات کے پچھلے پہر اٹھنا اور خوفِ خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا، یہ وہ عبادتیں ہیں جن کا فرشتوں کے

یہاں کوئی تصور نہیں کیوں کہ نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ گناہ کرتے ہیں، نہ سوتے ہیں۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: گناہ گاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز مجھے تسبیح و تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے فرشتے یادِ خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کو دیکھنے اور خوفِ خدا سے نکلنے والی آہوں کو سننے کے لیے زمین پر اترتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ علما اور صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خشوع و خضوع سے عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو آؤ اب ملائکہ کی مجلسوں میں خضوع اور خشوع سے عبادت کرو۔

فرشتوں کے نزول کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے استفسار کیا تھا کہ اسے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے جو زمین میں فسق و فجور اور خونریزی کرے گا؟ لہٰذا اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی امیدوں سے بڑھ کر اجر و ثواب کا وعدہ کیا، اس رات کے عبادت گزاروں کو زبانِ رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی، فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی تا کہ اس کے لیے یہ رات جاگ کر گزاریں، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستروں اور آرام سے دور رکھیں تا کہ جب فرشتے آسمان سے اتریں تو ان سے کہا جا سکے یہی وہ ابنِ آدم ہیں جن کی خونریزیوں کی تم نے خبر دی تھی، یہی وہ شرر خاکی ہے جس کے فسق و فجور کا تم نے ذکر کیا تھا، اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کے لیے رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے۔

شب قدر اور تدابیرِ امور

علامہ قرطبی مجاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں زندگی، موت

اور رزق وغیرہ کے احکام مُدَبِّراتِ اُمور (فرشتوں) کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل علیہم السلام۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اس سال جس قدر بارش ہونی ہے، جس قدر رزق ملنا ہے اور جن لوگوں کو جینا یا مرنا ہے اس کو لوحِ محفوظ سے نقل کر کے لکھ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ لیلۃ القدر میں یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ کون کون شخص اس سال بیت اللہ کا حج کرے گا، ان کے نام ان کے آباء کے نام لکھ دیے جاتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی کمی کی جاتی ہے نہ کوئی اضافہ۔ (تفسیر قرطبی، حصہ بستم، ص:۱۳۰)

شب قدر کی دعائیں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص:۵۳۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور روایت اس طرح ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا: اس سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگنا۔ اس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دعاے مبارک کی طرف اشارہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ۔ اے اللہ! میں تجھ سے عفو وعافیت اور دین و دنیا و آخرت میں معافات (عافیت) مانگتا ہوں۔ (تفسیر روح البیان، جلد دہم، ص:۴۸۱)

مذکورہ احادیثِ کریمہ میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو دعائیں تعلیم فرمائیں وہ بڑی ہی معنی خیز ہیں۔

مذکورہ دعاؤں میں بندے اور بندیاں اپنے رب کی شان عفو وکرم کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں: اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے بس مجھے بھی معاف فرما۔ اور دوسری دعا میں دین، دنیا اور آخرت میں عفو، عافیت، اور معافات کو طلب کرتا ہے۔

ماہِ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت کی شانِ رحیمی و کریمی جوش پر ہوتی ہے اس لیے ہماری تمام ماں اور بہنوں کو چاہیے کہ اس سنہرے موقع کو ضائع نہ ہونے دیں اور رب کی رحمت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے عفو وکرم کی بھیک مانگنی چاہیے اور شبِ قدر میں خاص اس دعا کی کثرت کرنی چاہیے کیوں کہ شب قدر کی فضیلت قرآنِ مقدس سے ثابت ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہم اگر شبِ قدر میں شب بیداری کا خاص اہتمام کریں اور قیام وتلاوت میں مصروف ہو جائیں تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ضرور ہمارے گناہوں کو معاف بھی فرمائے گا اور کرم کی نظر بھی فرمائے گا۔

شب قدر کی نفل نماز

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لیلۃ القدر بیدار ہو کر گزاری اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے، اسے اپنی رحمت میں جگہ دیتا ہے اور جبریل علیہ السلام اس پر اپنے پر پھیرتے ہیں اور جس پر جبریل نے اپنے پر پھیرے وہ جنت میں داخل ہوا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۴۹-۶۵۰)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے ابا جان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا: کیا وہ تکیہ نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۴۹)

شب قدر سے محرومی کا نقصان

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جہاں شبِ قدر میں شب بیداری اور عبادت کرنے کے بے شمار فوائد ہیں وہیں اس میں سستی برتنے اور غفلت کا مظاہرہ کرنے میں بے شمار نقصانات بھی ہیں۔ اگر ہم نے لیلۃ القدر میں یعنی رمضان المبارک کی طاق راتوں میں قیام و تلاوت کا اہتمام نہ کیا تو اس کا نقصان بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا: مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ" یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہو گیا گویا پوری بھلائی سے محروم ہو گیا اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ اول، ص:۵۲۶)

حدیث شریف سے یہ واضح ہو گیا کہ شبِ قدر میں غفلت نہیں برتنی چاہیے بلکہ اپنے آپ کو عبادت کے لیے خوب تیار کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ کریم چند گھنٹوں کی عبادت کے عوض اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ کم نصیب ہیں وہ بندیاں جو چند گھنٹے بھی اپنے رب کے حضور عبادت کے لیے قربان کرنے کو تیار نہیں رہتی ہیں۔

اگلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور وہ عبادت و ریاضت کی کثرت کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس امت پر کرم فرمایا کہ ان کو شبِ قدر عطا فرما دی اور ایک شبِ قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ کم وقت اور محنت بھی کم لیکن ثواب میں لمبی عمر والوں سے بھی زیادہ یہ انعام و اکرام صرف رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہی ہے اگر کوئی بندہ یا بندی اس کے باوجود بھی غفلت برتے تو اس پر افسوس ہے۔

لیلۃ القدر میں خوب عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی اس پر آمادہ کریں۔ ان شاء اللہ لیلۃ القدر میں جاگنا اپنی قسمت کو جگانے کا ذریعہ بن جائے گا اور جو

دعا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اس دعا کی کثرت کریں یعنی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے گناہوں سے معافی مانگیں اس لیے کہ آخرت کا معاملہ بہت ہی کٹھن ہے ان شاء اللہ شب قدر کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ آخرت کی ساری پریشانیوں کو آسان فرما دے گا۔

شب عید

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ماہِ رمضان المبارک میں ہم روزہ رکھتی ہیں، نوافل پڑھتی ہیں، تراویح کا اہتمام کرتی ہیں، قرآن مقدس کی تلاوت کرتی ہیں، غریبوں کی مدد کرتی ہیں، روزہ داروں کو افطار کراتی ہیں۔ یقیناً ان اعمال میں بے حد ثواب اور بہت سارے فوائد ہیں لیکن جیسے ہی ہم عید کا چاند دیکھتی ہیں یہ تصور کرتی ہیں کہ سارے اعمال خیر سے ہمیں چھٹکارا ملا، عید کا چاند دیکھتے ہی ہم بازار کی طرف نکل جاتی ہیں اور قسم قسم کی اشیا خریدنے میں مشغول ہو جاتی ہیں اور اکثر عورتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ عید کا چاند دیکھتے ہی گویا وہ اللہ عزوجل کو بھول گئی ہوں، رمضان المبارک کا پورا مہینہ عبادت اور نیکی میں گزارنے کے بعد عید کا چاند دیکھتے ہی نمازوں کو ترک کر کے دیگر اعمال میں مشغول ہو جاتی ہیں۔

ہمیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ کیا ہم نے ماہِ رمضان المبارک کی اس طرح قدر کی ہے جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق بنتا ہے، کیا ہم نے اس میں اس طرح عبادت کی ہے جس طرح عبادت کرنی چاہیے۔ شبِ عید ماہِ رمضان المبارک میں کی جانے والی نیکیوں کا بدلہ لینے کی شب ہے اگر ہم اسی شب میں اللہ سے غافل ہو جائیں گی تو یہ کتنی کم نصیبی کی بات ہو گی۔ لہٰذا اس حدیث کو پڑھو اور شبِ عید میں ماہِ رمضان المبارک میں اپنے سارے اعمال کا تجزیہ اور احتساب کرو۔

اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کی رات

آتی ہے ملائکہ خوشی مناتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہِ ملائکہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کرلیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۷۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث سے ہمیں یہ پیغام مل رہا ہے کہ شب عید ہمارے لیے خود احتسابی کی شب ہے اس میں ہمیں اس بات کا احتساب کرنا چاہیے کہ ہم نے رمضان المبارک میں کتنی نیکیاں کی ہے اور آج جو نیکیوں کا صلہ ملنے کی شب ہے اس میں ہم کتنے اجر کی حق دار ہیں۔ اگر ہم نے ماہِ رمضان المبارک میں بھرپور عبادت کی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر ہم سے عبادت میں کوتاہی ہوگئی ہے اور یقیناً ہوتی ہے تو پھر اب کون سی خوشی ہمیں ہے جس کی ہم اس قدر دھوم دھام سے تیاری کرنے جا رہی ہیں، ہمیں تو اپنی کوتاہیوں پر افسوس وندامت کرنا چاہیے تھا کہ افسوس صد افسوس ہم سے ماہِ محترم رمضان کا حق ادا نہیں ہوسکا۔

صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کی حیاتِ طیبہ کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ہم پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ حضرات رمضان المبارک کے مہینے میں بہت ساری نیکیاں کرنے کے باوجود عید کے دن کتنا افسوس کیا کرتے تھے اور ان کو یہ فکر ستایا کرتی تھی کہ ہم نے رمضان المبارک کا حق ادا نہیں کیا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ عید کے دن گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اتنا روئے کہ ریشِ مبارک تر ہوگئی۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا: جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے روزے قبول ہوئے یا نہیں وہ عید کیسے منائے۔ (مواعظِ حسنہ)

اسی طرح حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ وہ عید کے دن

اپنے اہل وعیال کو اکٹھا کرتے اور سب مل کر روتے، لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ فرمانے لگے: میں غلام ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ہم سے پورا ہوا یا نہیں، عید کی خوشی منانا اسے مناسب ہے جو عذابِ الٰہی سے امن میں ہو۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جن کے حوالے سے سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان حضرات کا یہ حال ہے کہ اس تصور سے رو رہے ہیں کہ کیا خبر ماہِ رمضان المبارک کے روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، اللہ کے حکم کی تکمیل ہوئی یا نہیں، اللہ ہم سے راضی ہوا یا نہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے دل میں کبھی یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا اور ہم رمضان کے رخصت ہوتے ہی دنیوی عیش و عشرت میں مدہوش ہو کر اللہ عزوجل کو بھول جاتی ہیں۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عید نہ منائی جائے۔ ضرور عید منانی چاہیے مگر ساتھ ہی ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے چاہے خوشی کا موقع ہو یا غم کا۔ جیسا کہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي الْبَاْسَاءِ وَ الضَّرَّاءِ.
(ترجمہ) جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی وغم میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ سوم، ص:۲۴۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس شب میں یاد کرنے کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے کہ جو کوئی عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل

مریں گے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۲۸۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نبیِ صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا احادیث کریمہ میں شبِ عید میں قیام یعنی رات میں جاگ کر عبادت کرنے کی فضیلت بیان فرمادی، پہلی حدیث میں یہ ارشاد فرمایا کہ جب سارے لوگوں کے دل مردہ ہوں گے اس وقت اس کا دل زندہ رہے گا جو اس رات میں جاگ کر عبادت کرے اور دوسری روایت میں یہ فرمایا کہ جو اس رات میں عبادت کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ اب مجھے بتائیے کہ کسے زندہ دلی کی تمنا نہیں ہے؟ یقیناً ہر کسی کی یہ تمنا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے، اسی طرح ہر کسی کے دل میں جنت کی خواہش ہے۔ جنت حاصل کرنے کے لیے گناہ نہیں بلکہ نیکیاں کام آتی ہیں۔ ہمارا تو یہ حال ہے کہ گناہ پہ گناہ کرتی جاتی ہیں اور یہ تصور کرتی ہیں کہ جنت ہمارے نام سے ہی بنائی گئی ہے۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ نے نافرمان بندوں اور بندیوں کے لیے جہنم بھی تیار فرما دیا ہے۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

تَصِلُ الذُّنُوْبَ اِلَی الذُّنُوْبِ وَ اَنْتَ تَرْتَجِی
دَرْکَ الْجِنَانِ بِهَا وَ فَوْزَ الْعَابِدِ
وَ نَسِيْتَ اَنَّ اللّٰهَ اَخْرَجَ آ
دَمًا مِنْهَا بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ

(ترجمہ) تم گناہ پہ گناہ کیے جا رہے ہو اور اس سے جنت اور عبادت کرنے والے کی طرح کامیابی کی امید رکھتے ہو، کیا تم یہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فقط ایک خطائے اجتہادی کی وجہ سے جنت سے نکال دیا تھا۔

لہٰذا ہمیں شبِ عید بھی اللہ کی یاد میں اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتی ہوئی گزارنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

ساتواں باب

ایصال ثواب کا بیان

کچھ عبادتیں جن کا تعلق صرف بدن سے ہے، انہیں بدنی عبادت کہتے ہیں جیسے نماز، روزہ، دعا، استغفار، تسبیح، تلاوتِ قرآن وغیرہ۔ کچھ عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق مال سے ہے انہیں مالی عبادت کہتے ہیں مثلاً زکوٰۃ، صدقات وغیرہ اور کچھ وہ ہیں جن کا تعلق بدن سے بھی ہے اور مال سے بھی، انہیں عباداتِ مرکّبہ کہا جاتا ہے مثلاً حج وعمرہ وغیرہ۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اخلاص کے ساتھ کسی بھی قسم کی عبادت کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور جس میت کو ثواب پہنچانے کے لیے ان اعمال کو کیا جائے اسے بھی۔ چناں چہ مذہبِ حنفی کی مشہور اور مستند کتاب ہدایہ میں ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلٰوةً

اَوْ صَوْمًا اَوْ غَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ. (ترجمہ) اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزے کا ہو یا صدقہ وخیرات وغیرہ کا۔ (ہدایہ، جلد اول، ص: ۱۷۸، ناشر: داراحیاء النشر ات العربیۃ، بیروت)

اسی طرح مذہب حنفی کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرحِ مشکٰوۃ میں فرماتے ہیں: اِتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّةِ عَلٰی اَنَّ الْاَمْوَاتَ یَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْیِ الْاَحْیَاءِ. (ترجمہ) اہلِ سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مُردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی مُردوں کو ثواب پہنچانے کے لیے اعمالِ حسنہ کرے تو مُردوں کو ان سے نفع پہنچتا ہے۔ اسی عقیدے کے ثبوت میں ہم اگلے صفحات میں کچھ آیتیں، احادیث اور بزرگان دین کے اقوال پیش کریں گے جن سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایصالِ ثواب کا عقیدہ حق اور درست ہے۔

ایصالِ ثواب قرآن کی روشنی میں

اللہ عزوجل قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ الَّذِیْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ o (ترجمہ) اور وہ جوان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورۂ حشر، آیت: ۱۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیۂ کریمہ میں مسلمانوں کے اپنے ماقبل گزرنے والے مسلمانوں کے لیے دعاے مغفرت کرنے کو بہ طورِ تعریف بیان فرما رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ. (ترجمہ) دعا خود عبادت ہے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ دوم، ص: ۶۷) ایک اور حدیثِ پاک میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ. (ترجمہ) دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ پنجم، ص: ۴۵۶)

جب یہ معلوم ہو گیا کہ دعا عبادت ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ زندہ لوگ اپنے مُردوں کے لیے یہ عبادت کرتے ہیں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچتا ہے کیوں کہ اگر اس سے فائدہ نہ پہنچتا تو یہ دعا لغو اور بے کار ہوتی اور پھر یہ بھی کہنا پڑتا کہ قرآنِ کریم نے ایک لغو چیز کو بہ طورِ تعریف بیان کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک زندہ مسلمان کا کسی مسلمان میت کے لیے دعاے مغفرت کرنا ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

انبیاے کرام کی دعایں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے کی جانے والی دعا کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o (ترجمہ) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (سورۂ ابراہیم، آیت: ۴۱)

ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے بھی دعا فرمائی، جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ. (ترجمہ) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (سورۂ نوح، آیت: ۲۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضرت ابراہیم وحضرتِ نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک و

تعالیٰ کو یہ دعائیں پسند تھیں۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنے والدین اور تمام مؤمنین ومومنات کے لیے دعائے مغفرت کی، جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو دوسروں کا عمل فائدہ دیتا ہے کیوں کہ دعا ایک عبادت ہے (جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا) جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام نے کی۔

ملائکہ کا استغفار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ. (ترجمہ) اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔

(سورۂ شوریٰ، آیت: ۵)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. (ترجمہ) اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (سورۂ مومن، آیت: ۷)

ان آیاتِ مقدسہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کا نیک عمل اور دعا انسان کے لیے فائدہ بخش ہے کیوں کہ فرشتے اللہ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں اور وہ معصوم ہیں، تو جو دعائے مغفرت وہ کرتے ہیں یقیناً اس کے سبب بخشش ہوتی ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ فرشتے (معاذ اللہ) ایسے کام میں لگے رہتے ہیں جس کی ضرورت نہیں اور ایسا نہیں ہوسکتا کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بھی بے کار کام کا حکم نہیں دیتا اور جب یہ ثابت ہوا کہ ملائکۂ عظام علیہم السلام بھی مؤمنین ومومنات کے لیے دعائے خیر مانگا کرتے ہیں تو ہمارا زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم اپنے مرحوم مومن بھائیوں اور بہنوں کے لیے دعائے خیر مانگیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے لیے بھلائی کی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایصالِ ثواب احادیث کی روشنی میں

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ. (ترجمہ) میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور اُس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندوں کا مُردوں کے لیے تحفہ اُن کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص: ۳۰۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُردہ اپنے اہلِ خانہ اور اپنے احباب کی جانب سے دعائے خیر کے تحفے کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ گنہ گار مؤمنین ومومنات تو اپنے گناہوں کی وجہ سے منتظر ہوں گے مگر نیکوکار مؤمنین ومومنات اس لیے تمنا کریں گے کہ ان کے درجات اور مراتب میں اضافہ ہو۔ بہ ہر حال قبر والوں کو جب کبھی کوئی عملِ خیر تحفۃً پہنچتا ہے تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں نیاز، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کا جو رواج ہے اس کا یہی مقصد ہے کہ اگر میت گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے تو ان اعمالِ خیر کی برکت سے اسے نجات ملے اور اگر عذاب میں مبتلا نہیں ہے تو ان کی برکت سے اس کے درجات بلند ہوجائیں۔

میت کا تعجب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشادفرمایا:اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ. (ترجمہ)اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرمائے گا تو بندہ عرض کرے گا اے مولیٰ! مجھے یہ بلند درجہ کہاں سے ملا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا: تیرے بچے کی دعاے مغفرت سے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ ششدہم،ص:۳۵۶)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُتْبَعُ الرَّجُلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اَنّٰی ھٰذَا؟ فَیُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ. (ترجمہ) قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے نامۂ اعمال میں شامل کردی جائیں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب ہے جو انھوں نے تمہارے لیے کیا۔ (شرح الصدور، حصہ اول،ص:۲۹۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! معلوم ہوا کہ اولاد کی دعاے مغفرت سے اللہ تبارک و تعالیٰ والدین کے درجات بلند فرماتا ہے اور یہ عنایت صرف نیک لوگوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولاد اور دیگر مومنین کے استغفار سے گنہ گاروں کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

گناہوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اُمَّتِیْ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَا ذُنُوْبَ عَلَیْھَا تُمَحَّصُ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ. (ترجمہ) میری امت امتِ مرحومہ ہے، گناہوں کے ساتھ قبروں میں داخل ہوگی اور قبروں سے اس حال میں نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے دعاے بخشش کرنے کے سبب گناہوں سے پاک و صاف کردے گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حصہ دوم،ص:۲۴۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! زندوں کی دعاؤں سے گنہ گاروں اور سیہ کاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فاتحہ وغیرہ کی وہ تمام محفلیں جو مرحومین کے لیے دعاے مغفرت کرنے کی غرض سے منعقد ہوتی ہیں بلاشبہ جائز ہیں اور صرف جائز نہیں بلکہ ان سے مرحومین کو فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اس لیے اپنے گھر اور خاندان کے مرحومین کے نام سے وقتاً فوقتاً ایصال ثواب کرتی رہنا چاہیے۔

والدین کے لیے نفل عبادتیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے والدین جب تک زندہ تھے میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تھا، اب جب کہ وہ وفات کر گئے ہیں تو میں ان کے ساتھ کس طرح بھلائی کر سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَھُمَا مَعَ صَلٰوَاتِکَ وَ اَنْ تَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صِیَامِکَ. (ترجمہ) اب (تیری ان کے ساتھ) نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نمازوں کے ساتھ ان کے لیے بھی (نفل) نمازیں پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے بھی (نفل) روزے رکھ۔

(البنایۃ شرح الھدایۃ، حصہ چہارم،ص:۴۶۶، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالکل واضح انداز میں فرما رہے ہیں کہ نفلی روزوں اور نمازوں کا ثواب والدین کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے ذمے جو فرائض ہیں ہم پابندی سے انہیں بھی ادا نہیں کر پا رہی ہیں، بھلا بتائیں پھر ہم اپنے مرحوم والدین کے لیے ایصالِ ثواب کیسے کر سکیں گی؟ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم پہلے تو پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں اور پھر اپنے والدین کی جانب سے بھی چند رکعتیں پڑھ لیا کریں تا کہ ان کو اس

کا اجر ملے اور ہمیں ان کے ساتھ نیکی کرنے کا اجر ملے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مرنے کے بعد حج

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَیْہِ بَعْدَ وَفَاتِہِمَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَ کَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْھُمَا اَجْرَ حَجَّۃٍ تَامَّۃٍ مِّنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمَا شَیْءٌ.** (ترجمہ) جو کوئی والدین کی وفات کے بعد ان کی جانب سے حج کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کو حج کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۳۰۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کی طرف سے حج کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی حج کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم میں سے اگر کسی کے والدین اپنی زندگی میں حج نہ کرسکیں تو استطاعت کی صورت میں ہمیں چاہیے کہ ان کی جانب سے خود حج کریں یا اپنی جانب سے خرچ کر کے کسی دوسرے کو حج کرائیں کیوں کہ اس سے نہ صرف ہمارے والدین کو حج کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس کے سبب ہمارا نام صالحین کی فہرست میں شامل کرلیا جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَیْہِ وَ لَمْ یَحُجَّا جَزٰی عَنْھُمَا وَ بُشِّرَتْ اَرْوَاحُھُمَا فِی السَّمَاءِ وَ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ بَرًّا.** (ترجمہ) جو کوئی اپنے ان والدین کی طرف سے حج کرے جنھوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج ان کے لیے کافی ہوگا اور ان کی روحوں کو

آسمان میں بشارت دے دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرماں بردار لکھا جائے گا۔

(شرح الصدور، حصہ اول، ص:۳۰۰)

عذاب میں تخفیف

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُوْرَۃَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یَوْمَئِذٍ وَ کَانَ لَہٗ بِعَدَدِ حُرُوْفِھَا حَسَنَاتٌ.** (ترجمہ) جو قبرستان میں جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمام قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے اور اس (پڑھنے والے) کو اس کے حروف کی تعداد کے مطابق نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، حصہ پانزدہم، ص:۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیثِ پاک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا برسوں سے قبروں پر قرآن خوانی کا جو دستور چلا آرہا ہے وہ بالکل فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور اس میں قبر والوں اور پڑھنے والوں سب کے لیے ثواب و بھلائی ہے۔

مُردوں کے برابر ثواب

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ مَّرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ.** (ترجمہ) جو کوئی قبرستان کے پاس سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

(شرح الصدرور، حصہ اول، ص:۳۰۳)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زندوں کے ذریعہ کی جانے والی عبادتوں کا اجر میّت کو ملتا ہے نیز پڑھنے والے بھی برابر ثواب کے حق دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے مرحومین کی ارواح کو خوب خوب ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام احمد بن حنبل کا فرمان

آپ فرماتے ہیں: اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُوْا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ الْمُعَوَّذَتَيْنِ وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّ اجْعَلُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ. (ترجمہ) جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور معوّذتین اور سورۂ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبور کو پہنچاؤ، بلاشبہ وہ انہیں پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص: ۳۰۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! یہ بھی ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ ہے کہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور معوّذتین یعنی سورۂ فلق و سورۂ ناس پڑھ کر ان کا ثواب مردوں کو نذر کیا جائے۔ آپ کے اس فرمان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قبروں پر قرآن خوانی کا رواج نیا نہیں ہے بلکہ دوسری صدی ہجری میں بھی علما وائمہ اس کے قائل بھی تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لِاَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْتَمِعُوْنَ فِيْ كُلِّ مِصْرٍ وَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ يَهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ لِمَوْتَاهُمْ و لَمْ يُنْكِرْ مُنْكِرٌ فَكَانَ اِجْمَاعًا. (ترجمہ) اس لیے کہ مسلمان ہر شہر میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن مقدس کی تلاوت کر کے اس کا ثواب اپنے مردوں کو نذر کرتے ہیں، اس کا کسی نے انکار بھی نہیں کیا تو اس پر اجماع ہو گیا۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ، حصہ چہارم، ص: ۴۶۷)

صحابہ کا معمول

امام شَعْبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ

اِخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَئُوْنَ لَهُ الْقُرْاٰنَ. (ترجمہ) جب کبھی انصار کا کوئی مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لیے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص: ۳۰۳)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! معلوم ہوا کہ قبر کے پاس تلاوت کرنا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی سنت ہے۔ ماقبل میں مذکور آیات، احادیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے یہی ثابت ہوا کہ ایک انسان کے نیک عمل سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے، مُردوں کے لیے قرآن خوانی کے ذریعے یا کھانا کھلا کر یا کوئی دوسرا نیک عمل کر کے مثلاً بہ طورِ صدقۂ جاریہ مسجد یا مدرسہ بنا کر یا دینی کتابیں تقسیم کر کے ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔ ایصالِ ثواب پر صحابہ سے لے کر تابعین تک اور تابعین کے بعد سے ساری امت کا اتفاق بھی ہے اور عمل بھی۔

نور کی بارش

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا، میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے، میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انہوں نے قبر والوں کو بھیجا ہے، میں نے کہا: تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتلاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟ اس نے کہا: ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا اور کہا: اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے اہلِ ایمان کو بخشا۔ پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرما دی ہے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات کو اہل ایمان کو بخشتا۔

ایک رات میں نے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے مالک بن دینار! بے شک اللہ نے تجھے بخش دیا، جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اتنا ہی اللہ نے تیرے لیے ثواب کیا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام ''غَیُف'' ہے۔ میں نے عرض کیا ''غیف'' کیا ہے؟ فرمایا: جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔ (شرح الصدور، حصہ اول، ص:۲۹۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس واقعے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کے عمل سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نفل نماز اور تلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبروں کو منور فرما کر وسیع اور کشادہ فرما دیا۔ اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاص جمعرات کو ایصالِ ثواب کرنا بھی بزرگوں سے ثابت ہے۔ (جیسا کہ آج مسلمان کرتے ہیں)

واضح ہو کہ جہاں کہیں قبرستان میں یا باہر کسی مقام پر کوئی خاص عمل کرنے کے بارے میں تذکرہ ہے اس سے مراد مَردوں کے اعمال ہیں، عورتیں وہ اعمال گھر کے اندر ہی کریں کہ ان کے لیے اسی میں زیادہ فضیلت ہے۔

بخشش کا سامان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْ لَهٗ. (ترجمہ) جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین اعمال (۱) صدقۂ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) صالح بیٹا جو اس کے لیے دعا مانگتا رہے۔ (ترمذی شریف، حصہ سوم، ص:۶۵۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد نیکیوں کا دفتر بند کردیا جاتا ہے، اس میں پھر کسی نیکی کا اندراج نہیں ہوتا، مگر تین ایسی نیکیاں ہیں جو

مرنے کے بعد بھی نیکیوں کے دفتر میں لکھی جاتی ہیں، جن میں سے ایک صدقۂ جاریہ ہے یعنی مرنے والی کوئی ایسی نیکی کر گئی جو باقی رہی، مثلاً اس نے مرنے سے پہلے مسجد تعمیر کروادیا، پُل بنوادیا، کنواں کھُدوادیا اور اس کے مرنے کے بعد وہ مسجد قائم رہی، پُل سے مخلوق خدا گزرتی رہی، کنویں سے لوگ پانی پیتے رہے، تو جیسے اسے اپنی زندگی میں ثواب ملتا تھا اُس کے مرنے کے بعد بھی اُسے ثواب ملتا رہے گا۔

اسی طرح اگر کوئی مرنے والی کسی کو ایسا فن یا ہنر سکھا گئی جس سے وہ سیکھنے والی فائدہ حاصل کرتی رہی تو مرنے والی کو اس کا بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔ تیسرا وہ نیک بچہ جو والدین کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے۔

یہاں ایک بات اور عرض کردوں کہ آج کل ہمارے درمیان اپنے بچوں کو صرف ڈاکٹر یا انجینئر بنانے کی ایک عجیب سے ہوا چل گئی ہے کہ جس سے بھی پوچھو آپ اپنے بچے کو کیا بنائیں گی تو جواب یہی ملتا ہے کہ میں اپنے بچے کو ڈاکٹر یا انجینئر بناؤں گی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بار بار پڑھیں اور اپنی ذہنیت میں تبدیلی لائیں کہ ہمارا بچہ ڈاکٹر یا انجینئر تو وہ محض دنیا میں ہمیں فائدہ پہنچا سکتا ہے کہ اس کی آمدنی اچھی ہوگی اور یہی ہماری نیت بھی ہوتی ہے۔ وہ ڈاکٹر یا انجینئر جسے استنجا کرنے کا طریقہ بھی نہیں معلوم، جو صحیح طور پر اپنے والدین کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتا ہے وہ مرنے کے بعد والدین کے لیے کیا نیکی کرے گا اور اس سے اس کے والدین کو مرنے کے بعد کیا فائدہ پہنچے گا؟ بچوں کو ڈاکٹر یا انجینئر بنانے کے ساتھ ساتھ دین کی ضروری تعلیم ضرور دیں۔

اس لیے اپنی اولاد کو دینی تعلیم دیں، مبلغ حافظ بنائیں، عالم بنائیں، مفتی بنائیں اپنی بچیوں کو مبلغہ بنائیں، عالمہ بنائیں۔ اس لیے کہ اپنی اولاد میں سے جسے ہم نے دینی تعلیم دیا ہے ہمارے مرنے کے بعد وہی ہمارے کام آئے گی۔

مَیّت کو ضرور پہنچے گا

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں ایک شخص عاص بن وائل فوت ہوگیا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں، چناں چہ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے اور دوسرے بیٹے عمر نے کہا کہ میں اپنے حصے کے پچاس غلام حضورِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آزاد نہیں کروں گا۔ چناں چہ وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے والد فوت ہوچکے، انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کیے جائیں اور میرے بھائی نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے ہیں اور میرے حصے کے پچاس رہ گئے ہیں۔ آقا! اگر میں اپنے والد کے لیے ان کی وصیت کے مطابق اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردوں تو کیا میرے والد جو کہ فوت ہوچکے ہیں، ان کو کوئی نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال سن کر ارشاد فرمایا: **لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِکَ.** (ترجمہ) اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے وہ اسے پہنچتا۔ (ابوداؤد شریف، حصہ سوم، ص:۱۱۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے صدقہ کیا جائے، حج کیا جائے یا غلام آزاد کیے جائیں تو اس کو ثواب پہنچتا ہے بہ شرطیکہ جسے پہنچایا جارہا ہے وہ مسلمان ہو۔

اُمِّ سعد کے لیے کُنواں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں آپ کے ایک غلام حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا،

انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّاتَتْ فَاَیُّ صَدَقَةٍ اَفْضَلُ؟** (ترجمہ) یارسول اللہ! میری ماں اُمِّ سعد کا انتقال ہوگیا ہے، تو ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمِّ سعد کے لیے ہے۔ (ابوداؤد، حصہ دوم، ص:۱۳۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کے ایصالِ ثواب کے لیے اگر لوگوں کو پانی پلایا جائے تو وہ مرنے والے کے لیے بخشش اور ترقیِ درجات کا موجب ہے تو اب اگر کوئی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل لگائے تو وہ یقیناً ایک اچھا تحفہ ہے جو امام عالی مقام کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک اور مسئلہ معلوم ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے صدقہ و خیرات کیا جائے اگر اس صدقہ و نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے تو جائز و درست ہے، مثلاً اگر حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ کرنا ہے اور اسے یوں کہا جائے کہ یہ امام حسین کے لیے ہے یا امام حسین کی نیاز ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسا کہنے سے وہ ناجائز و حرام نہیں ہوجائے گا۔ گیارہویں شریف، چھٹی شریف اور میلاد شریف وغیرہ کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔

دو قبروں میں عذاب

بخاری شریف میں ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے اور کسی بڑی غلطی کی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا ہے بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغل خوری کیا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے جب اُن دوقبروں میں عذاب دیکھا تو آپ نے کھجور کی ایک سبز شاخ لے کر اس کے
دو ٹکڑے فرمائے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دیا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے اس عمل کو دیکھا تو عرض کیا: یارسول
اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک یہ
شاخیں خشک نہ ہوں گی اُن پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غور کیجیے کہ
آپ نے دوقبروں پر ہری شاخیں لگانے کے بعد فرمایا: اس سے قبر والوں کے عذاب میں اس
وقت تک تخفیف ہوگی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی، اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن حکیم میں ارشاد
ہے: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ. (ترجمہ) اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان
اور زمین میں ہے۔ یہ شاخیں جب تک ہری رہیں گی اللہ کا ذکر کریں گی اور اس سے صاحبِ
قبر کو نفع پہنچے گا، اس لیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر ہری
شاخ لگائی جاتی ہے اور قبر پر پھول ڈالے جاتے ہیں، اس کی اصل یہی حدیث پاک ہے۔

اب آپ خود غور فرمائیں کہ ایک درخت کی ٹہنی اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ذکر کی
وجہ سے قبر والوں کا عذاب کم ہو جائے، تو اگر کوئی انسان قرآن مقدس کی تلاوت کر کے
مردوں کے نام سے ایصال ثواب کرے تو کیا اس سے اس کو نفع نہ پہنچے گا؟ یقیناً اس کا نفع قبر
والے کے لیے بخشش اور بلندئ درجات کا ذریعہ ہوگا۔

ایصالِ ثواب کا طریقہ

بزرگانِ دین یا مرحومین کو ثواب پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب
کسی کو پہنچانا ہو اُس سے فارغ ہو کر اخیر میں یوں کہیں: اے اللہ عزوجل! اس عبادت کو اپنی
بارگاہ میں قبول فرما کر اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے فلاں کی

روح کو پہنچا۔ (فلاں کی جگہ اُس کا نام لیں جس کو ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہو)

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کرنے والی ایصالِ ثواب کے وقت حضور نبی اکرم نورِ مجسم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اولاً تمام انبیائے کرام، صحابۂ کرام وصحابیات، تابعین و
تابعات، تبع تابعین و تبع تابعات، صدیقین، شہدا، صالحین، ائمۂ مجتہدین، فقہا، محدثین،
مشائخ حتّٰی کہ کُل مومنین وکُل مومنات کا بھی اسی انداز میں ذکر کرے، اب اُن کا بھی نام
لے جن کے لیے ایصالِ ثواب مقصود ہے۔

فاتحہ کیسے دیں؟

سب سے پہلے قرآنِ پاک کی جو سورتیں آپ کو یاد ہوں، ان میں سے جس قدر ہو
سکے پڑھیں یا کوئی سورت یا کوئی رکوع پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ
اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی
چند آیتیں "هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک، نیز آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھ کر
اس طرح دعا کریں۔

اے اللہ! اس کلام کا ثواب (اور اگر کوئی شیرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہو تو پھر یوں کہیں:
اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شیرینی وغیرہ کا ثواب) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پیش ہے۔ اے اللہ! اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
صدقے اور آپ کے توسل سے آپ کی آل پاک، اصحاب پاک، آپ کی ازواج مطہرات،
تابعین و تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین، سارے بزرگانِ دین اور جمیع مومنین و مومنات کی
روحوں کو عطا فرما۔ اے اللہ! اس کا ثواب خصوصاً فلاں (یہاں پر جس کو ایصالِ ثواب کرنا
ہے، اس کا نام ذکر کریں) کی روح کو عطا فرما۔ پھر بزرگان دین کے توسل سے اپنے لیے،
اپنے اہل خانہ، دوست واحباب، اساتذہ اور متعلقین کے لیے دعائے خیر کریں۔ اس کے بعد

کہیں: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؁ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ ؁ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ؁ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ؁ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؁

اگر وقت کی تنگی کی بنیاد پر فاتحہ مختصر کرنی ہو تو ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مذکورہ بالا طریقے پر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو بھی کافی ہے۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مومن کے انتقال کے بعد اس کے اہلِ خانہ کی اخلاقی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے مرحومین کو صدقۂ جاریہ نیز ثواب کے دیگر ذرائع اختیار کر کے ہمیشہ یاد کریں کہ یہ اہلِ خانہ کی سعادت مندی ہے اور یہی ماحول اپنے گھر میں عام کرتی رہیں تو آپ کی نسلیں بھی آپ کے انتقال کے بعد ضرور آپ کو ایصالِ ثواب کرتی رہیں گی۔ چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرا کہ اہلِ اسلام ایسا مبارک عمل کرتے آئے ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت یہ عمل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم مذہبِ اہل سنت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ہمیں استقامت عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆

آٹھواں حصہ

معاشرتی ذمے داریاں و برائیاں

ہر عورت پر معاشرتی طور پر کچھ ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی ادائیگی بھی ضروری ہے اور معاشرے میں کچھ

برائیاں بھی عام ہو رہی ہیں جن کا سَدِّ
باب بھی ہم پر لازم ہے۔

پہلا باب

معاشرتی ذمے داریاں

اے خاتون جنت کی کنیزو! معاشرے میں بسنے والے ہر فرد پر کچھ ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں کہ اگر ہر فرد اپنی اُن ذمے داریوں کو بہ خوبی نبھانے لگے تو معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور اگر ذمے داریوں سے غفلت برتی جائے تو معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات سے آشنا ہوں کہ ہم پر معاشرتی طور پر کون کون سی ذمے داری عائد ہوتی ہے تاکہ ان کی ادائیگی ہمارے لیے آسان ہو۔

پہلی فصل

تربیتِ اولاد

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک عورت کی سب سے پہلی ذمے داری والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت ہے، پھر شوہر کی فرماں برداری، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی وغیرہ۔ یہ ساری باتیں تفصیل سے پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔ ان ذمے داریوں کے بعد سب سے اہم ذمے داری ایک شادی شدہ خاتون کے لیے اپنی اولاد کی تربیت ہے۔ ہماری بہت ساری بہنیں لاعلمی کی وجہ سے اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کر پاتیں جس کی وجہ سے ان کے بچے اوباشوں کا ساتھ پکڑ کر بگڑ جاتے ہیں اور ان سے خود ان کے والدین، اہل خانہ اور معاشرے کے لوگ بھی بیزار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم تربیت اولاد کے اسلامی ضوابط سے آشنا ہوں تاکہ ہم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر سکیں۔

یاد رکھیں! چھوٹا بچہ ایک ننھے پودے کی طرح ہوتا ہے اور اس کی اچھائی اور برائی والدین کی تربیت پر منحصر ہوتی ہے۔ جس طرح ایک پودا جب ٹیڑھا اگتا ہے تو اگر اسی وقت

اسے درست کر دیا جائے تو درست ہو جائے گا لیکن جب وہ بڑا ہو کر ایک تناور درخت ہو جائے تو اسے سیدھا کرنا نہایت مشکل کام ہوگا۔ چھوٹے بچوں کا ذہن سادہ کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس پر بچپن میں جو لکھ دیا جائے وہی لکھا رہے گا۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں اور ان کے ذہن پر بچپن ہی سے اسلامی تعلیمات نقش کریں تا کہ بڑا ہو کر وہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہو صرف نام کا مسلمان نہ ہو۔۔

تربیت کی ابتدا

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! درحقیقت جب بچہ شکمِ مادر میں ہوتا ہے وہی وقت بچے کی تربیت کا سب سے پہلا وقت ہے۔ والدہ کے اخلاق و کردار اور اس کی عبادت، تلاوت قرآن وغیرہ کا اثر بچے پر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں حالتِ حمل میں نماز، تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، اوراد و وظائف اور درود شریف کے ورد کی پابندی کرتی ہیں ان کے بچے اس کی برکت سے نیک اور صالح ہوتے ہیں اور جو عورتیں حمل کے ایام میں سنیما اور سیریل دیکھنے میں مشغول رہتی ہیں اور نماز وغیرہ کی فکر نہیں کرتیں ان کی اولاد بد اخلاق، بدزبان اور بدتمیز ہوتی ہیں۔ اس لیے ہمیں اسی وقت سے اپنی اولاد کی فکر کرنی چاہیے اور حمل کے دوران نیک اعمال کی پابندی کرنی چاہیے تا کہ ہماری اولاد پر اس کا اچھا اثر پڑے۔

سب سے پہلی تربیت گاہ

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! بچے کی ولادت کے بعد اس کی سب سے پہلی تربیت گاہ اس کی ماں کی گود ہے۔ چنانچہ مروی ہے: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ.
(ترجمہ) ماں کی گود سے قبر کی گود تک علم حاصل کرو۔ (تفسیر روح البیان عربی، جلد: ۵، ص: ۲۷۰)

اس روایت سے پتہ چلا کہ ماں کی گود ہی سے اولاد کی تربیت شروع ہو جانی چاہیے۔ ماں اپنی اولاد کو جس رنگ میں چاہے ڈھال سکتی ہے اور جس سانچے میں چاہے

ڈھال سکتی ہے۔ ماں کی تربیت سے اولاد سنورتی بھی ہے اور بگڑتی بھی ہے۔ ماں کی گود سے اولاد بھلائی بھی سیکھتی ہے اور برائی کی عادی بھی ہوتی ہے۔ ماں کی تربیت سے اولاد اچھے اخلاق کی پیکر بنتی ہے۔

سب سے پہلی بات

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی ایک کتاب میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند حدیثیں بیان کیا تھا اسی میں میں نے یہ لکھا ہوا پایا کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو ان کو کلمۂ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ پھر ان کی موت آنے تک فکر مت کرو اور جب ان کے دودھ کے دانت گرنے لگیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔
(عمل الیوم واللیلۃ، حصہ اول، ص: ۳۷۳، مطبوعہ دار القبلہ بیروت)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس حدیث میں فرمایا گیا کہ جب چھوٹے بچے یا بچی کی زبان چلنے لگے اور وہ اپنی زبان سے کچھ کلمات ادا کرنے لگے تو اس کو کلمۂ طیبہ سکھائیں۔ بچپنے ہی میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچوں کو کلمۂ طیبہ سکھانے کی اس لیے تعلیم فرمائی کہ جب اس کی زبان پر بچپن ہی سے کلمۂ اسلام جاری ہوگا تو وہ بچہ بڑا ہو کر سچا مسلمان بنے گا۔ صرف یہی نہیں کہ بچوں کو کلمۂ طیبہ سکھائیں بلکہ اس کا مطلب بھی بتائیں اور بچے جیسے جیسے ہوش سنبھالنے لگیں انہیں اسلامی عقائد اور اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بتائیں۔ افسوس! آج ہمارے معاشرے کا حال بہت مختلف ہو چکا ہے، بچہ جب بولنے لگتا ہے تو گھر والے اسے گانا اور فلمی ڈائیلاگ سکھا دیتے ہیں اور جب وہ گانا گاتا ہے یا ناچتا ہے یا کسی فلم اسٹار کی اسٹائل کرتا ہے تو گھر والوں کو بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے بچے میں یہ فن موجود ہے جب کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں تربیتِ اولاد کس انداز میں کرنی چاہیے اس کا ذکر مذکورہ بالا حدیث پاک میں موجود

ہے۔اس حدیث کو اچھی طرح ذہن میں محفوظ کرلیں اس لیے کہ تربیت اولاد میں یہ حدیث اصل اصیل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ جب ہماری اولاد بولنا سیکھ لے تو سب سے پہلے ان کی زبان پر کلمۂ طیبہ، درود شریف اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جاری کرائیں۔

نماز کا حکم دو

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَ ھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَ اضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَ ھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ. (ترجمہ) جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہوجائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔

(سنن ابی داؤد، حصہ اول، ص:۱۳۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دینے کے لیے فرمایا گیا اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے بچے جوان ہو جاتے ہیں مگر ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ بچوں کو اسکول بھیجنے، ان کے لیے ٹفن تیار کرنے، ان کے آنے سے پہلے ان کے لیے کھانا تیار کرنے، ان کے کپڑے، جوتے، موزے وغیرہ دنیوی معاملات کی ہمیں فکر ہوتی ہے لیکن ان کے دینی معاملات کی ہمیں بالکل فکر نہیں ہوتی۔اس لیے اکثر بچے بڑے ہوکر اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نافرمان ہو جاتے ہیں اور اس میں ہم سے بھی مواخذہ ہوگا اس لیے کہ اگر ہم نے بچپن ہی سے ان کی ذہنی تربیت کی ہوتی تو وہ نیک ہوتے۔

صدقے سے افضل

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم نے ارشاد فرمایا: لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ. (ترجمہ) انسان کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۳۷)

اسی طرح حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے اپنے بچے کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۳۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلا کہ اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں بڑی فضیلت ہے اور اچھی تربیت سے مراد انہیں شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی سکھانا ہے۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم خود پابندی کریں اگر ہم نے پابندی کی تو ہماری اولاد خود بہ خود پابندی کرنے لگے گی۔

آج ہم میں بہت سی ایسی خواتین ہیں جو اولاد کی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتیں۔گھر کے افراد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں اور بچے گلی کوچوں میں بھٹکتے رہتے ہیں اور پھر بروں کی سنگت اختیار کر کے خود بھی برے بن جاتے ہیں۔متعدد ایسے والدین ہیں جو بچوں کے لیے روٹی اور کپڑے کا انتظام تو کر دیتے ہیں مگر اپنے آپ کو کاروبار یا ملازمت میں اس قدر مصروف کر لیتے ہیں کہ اولاد کو بالکل وقت نہیں دے پاتے۔ ایسے گھرانے کے بچے بھی عام طور پر بگڑ ہی جاتے ہیں۔

بہت سی ایسی خواتین بھی ہیں جو اولاد پر توجہ دیتی ہیں مگر دینی اعتبار سے نہیں بلکہ دنیوی اعتبار سے،ایسی عورتوں کی اولاد بیس سال سے زائد کی ہو جاتی ہے مگر انہیں کلمہ تک نہیں معلوم ہوتا ہے،نماز پڑھنے کا طریقہ تک نہیں آتا۔

دس وصیتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ (۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر اگرچہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جا۔ (۳) فرض نماز ہرگز قصداً نہ چھوڑ کیوں کہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ بریٔ الذمہ ہو گیا۔ (۴) شراب ہرگز مت پی کیوں کہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔ (۵) گناہ سے بچ کیوں کہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی حاصل ہوتی ہے۔ (۶) میدان جہاد سے مت بھاگ اگرچہ تیرے دوسرے ساتھی ہلاک ہو جائیں۔ (۷) جب لوگوں میں وبائی موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا۔ (۸) جن کا خرچ تجھ پر لازم ہے ان پر اپنا مال خرچ کرنا۔ (۹) اپنی اولاد کو ادب سکھانے کے لیے ان سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا۔ (۱۰) اپنی اولاد کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرنا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۳۶، ص:۳۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ دس نصیحتوں میں سے اخیر کی تین نصیحتیں اولاد کے تعلق سے ہیں۔ آٹھویں نصیحت خصوصاً ان خواتین کے لیے ہے جو حیثیت والی ہونے کے باوجود اپنی اولاد کے ضروری اخراجات میں تنگی برتتی ہیں۔ اگر اللہ عزوجل نے مال و دولت عطا فرمایا ہے تو اپنی اولاد پر بہ قدر ضرورت فراخ دلی سے خرچ کرو مثلاً ان کی اچھی تعلیم کا بند و بست کرو، ان کے لیے اچھے کپڑوں کا انتظام کرو، ان کے رہنے، کھانے اور مطالعہ وغیرہ کے لیے بہتر اہتمام کرو۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ کسی بھی معاملے میں فضول خرچی نہ ہو بلکہ اعتدال کی راہ اپناؤ۔ بہت سی خواتین اپنے بچوں کی خوشی کے لیے حرام کاموں میں بھی پیسے خرچ کرنے سے گریز نہیں کرتیں مثلاً پورے گھر والے مل کر سنیما دیکھنے نکل جاتے ہیں یا والدین بچوں کی ضد پر ایسے سامان خرید لاتے ہیں جو ان کے

اخلاق کے لیے مضر ہیں مثلاً ویڈیو گیم وغیرہ۔ اسلام نے فراخ دلی سے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے مگر اعتدال کی راہ اپنائی جائے کہ بہ قدر ضرورت خرچ کیا جائے اور فضول کاموں میں نہ خرچ کیا جائے۔

نویں نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی عورت اپنی اولاد سے شریعت مطہرہ کی پابندی کروانے میں کسی بھی وقت غافل نہ ہو، انہیں بچپن سے عادی بنائے، اگر ان کی عادتیں درست نہیں ہیں تو موقع کی مناسبت سے ان کو سزا بھی دے اور دین کے معاملے میں ان کی کوئی رعایت نہ کرے۔

دسویں نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ محض غصے اور ڈنڈے ہی سے کام نہ چلاؤ بلکہ اپنی اولاد کی ذہن سازی کرو اور دین کے احکام پر عمل کرنے کے فضائل و فوائد اور خوف خدا اس قدر ان کے دلوں میں بٹھا دو کہ ان کے اندر خود احکام خداوندی پر عمل کرنے کی تڑپ پیدا ہو جائے۔

ایک بات خاص طور پر ذہن نشین کر لیں کہ اپنی اولاد کو بچپن ہی سے شریعت مطہرہ کی پابندی سکھائیں۔ آج ہم نے جو یہ ذہنیت بنالی ہے کہ ہمارے سامنے ہی ہمارے بچے کوئی غلطی کرتے ہیں اور ہم یہ سوچ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے جب سمجھ دار ہوگا تو خود ہی سیکھ جائے گا، اس ذہنیت کو بدلنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ جب وہ بچہ بچپن سے برے اخلاق کا عادی ہو جائے گا تو سمجھ دار ہونے کے بعد اسے ان بری باتوں سے روکنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے جب کوئی بچہ کوئی غلطی کرے فوراً اس کی اصلاح کریں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اور ہماری اولاد کو سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا عاشق بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسری فصل

اولاد کے حقوق

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! ماں ہونے کی حیثیت سے ہر عورت پر اس کے بچوں کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اس پر لازم ہوتی ہے۔ اگلے صفحات میں مختصراً چند حقوق بیان کیے جا رہے ہیں۔

(۱) اپنے بچوں سے ہمیشہ پیار و محبت کریں، ہر معاملے میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کریں، ان کی دل جوئی میں لگی رہیں اور ان کی پرورش اور تربیت کی پوری پوری کوشش کریں۔

(۲) اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو خود ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر ہوتا ہے۔

(۳) بچوں کی صفائی ستھرائی ان کی تندرستی اور سلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

(۴) بچوں کو ہر قسم کے رنج و غم اور تکلیفوں سے بچاتی رہیں۔

(۵) بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے اس لیے ماں کے لیے ضروری ہے کہ

بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات پوری کرتی رہیں۔

(۶) بعض عورتیں چلّا کر یا بلّی کی آواز نکال کر یا سپاہی کا نام لے کر یا کوئی دھماکہ کر کے چھوٹے بچوں کو کھلاتی ہیں یہ بہت ہی بُری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑے ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جایا کرتے ہیں۔

(۷) بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہیے کہ انہیں بار بار اللہ و رسول کا نام سنائے، ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے، یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

(۸) جب بچے تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔

(۹) بچوں کو اسلامی آداب و اخلاق اور دین و مذہب کی باتیں سکھائیں۔

(۱۰) اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔

(۱۱) تعلیم و تربیت پر خاص طور پر توجہ دیں اور اخلاق و کردار پر ہمیشہ دھیان رکھیں کیوں کہ بچے سادہ ورق کے مانند ہوتے ہیں سادہ کاغذ پر جیسے بھی نقش و نگار بنائے جائیں بن جاتے ہیں اور اولاد کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لیے ماں کی تعلیم و تربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، لہٰذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین تربیت کرے، اگر ماں اپنے اس حق کو ادا نہ کرے گی تو گنہ گار ہو گی۔

(۱۲) جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں، نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور انہیں پاکی و ناپاکی، حلال و حرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل سکھائیں۔

(۱۳) خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل

تماشوں کے دیکھنے سے، ناچ گانے، سینما تھیٹر وغیرہ لغویات سے بچوں اور خاص طور پر بچیوں کو بچائیں۔

(۱۴) ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو تمام برے کاموں سے بچائیں اور ان کو اچھے کاموں کی رغبت دلائیں تا کہ بچے اور بچیاں اسلامی اخلاق و آداب کے پابند اور ایمان داری و دینداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

(۱۵) یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور ان کا کوئی اچھا نام رکھیں، خبردار خبردار! ہرگز ہرگز بچوں اور بچیوں کا برا نام نہ رکھیں۔

(۱۶) جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تا کہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوہارہ وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تا کہ بچہ شیریں زبان اور بااخلاق ہو۔

(۱۷) نیا میوہ، نیا پھل پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

(۱۸) چلّا کر بولنے اور جواب لڑانے سے ہمیشہ بچوں کو روکیں بچیاں اگر ایسا کریں تو انہیں سختی کے ساتھ تنبیہ کریں ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل وخوار بنی رہیں گی۔

(۱۹) غصّہ کرنا اور بات بات پر ناراض ہو کر منہ پھلانا، بہت زیادہ اور بہت زور سے ہنسنا، خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کھانا، گالی بکنا وغیرہ بری حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کریں۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لیے

رسوائی کا سامان بن سکتا ہے۔

(۲۰) اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھا لائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو اسے سمجھائیں اور یہ بتائیں کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت نہیں لینی چاہیے۔ اگر دوبارہ ایسا کرے تو اسے اس پر عار دلائیں اور اگر تیسری بار ایسا کرے تو چوری سے نفرت دلانے کے لیے اس کا ہاتھ دھلائیں اور کان پکڑوا کر اس سے توبہ کروائیں تا کہ یہ چیز اسے بری محسوس ہو۔

(۲۱) بچے غصّے میں اگر کوئی چیز توڑیں پھوڑیں یا کسی کو مار بیٹھیں تو انہیں ڈانٹیں بلکہ مناسب سزا دیں تا کہ دوبارہ ایسا نہ کریں۔

(۲۲) کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کریں مگر خبردار! عاشق معشوق کے قصّے کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں اور نہ ہی ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دیں جن سے اخلاق خراب ہوں۔

(۲۳) لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دیں جس سے ضرورت کے وقت وہ کچھ کما کر زندگی گزار سکیں مثلاً سلائی، سوٹر بننا وغیرہ۔ یہ ہنر سکھانے میں شرم وعار محسوس نہ کریں۔

(۲۴) لڑکیوں کو شروع ہی سے برتن مانجھنے، جھاڑو لگانے، گھر کی صفائی ستھرائی رکھنے اور کھانا پکانے وغیرہ کی تعلیم دیں اور کام کے دوران انہیں بھی اپنے ساتھ لیے رہیں۔

(۲۵) بچوں اور بچیوں دونوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھوں سے کریں۔ اپنے بستر خود بچھائیں، صبح کو خود اپنے ہاتھ سے لپیٹ کر صحیح جگہ رکھیں، اپنے کپڑے خود دھلیں اور خود پریس وغیرہ کریں۔

(۲۶) ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تا کہ بچوں کے دلوں میں باپ کا رعب رہے۔

(۲۷) بچّے یا بچّیاں کوئی بھی کام چھپ چھپا کر کریں تو ان پر روک ٹوک کریں کہ یہ اچھی عادت نہیں اور انہیں الگ الگ کمرے میں بھی نہ رکھیں کہ تنہائی میں وہ بہت سی ایسی بری عادتوں کے عادی بن جائیں گے جو ان کے مستقبل کے لیے مضر ہوں گی۔

(۲۸) بچوں اور بچیوں کو کھانے، پینے، پہننے، لوگوں سے ملنے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لیے ضروری ہے۔

(۲۹) کم عمری میں موبائل فون، ذاتی کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ، موٹر سائیکل یا کار وغیرہ انہیں نہ دیں اور اگر دیں تو ان پر کڑی نگرانی رکھیں کہ کہیں وہ ان چیزوں کا غلط استعمال نہ کریں۔ خاص کر موبائل فون اور کمپیوٹر کی کبھی کبھی اچانک چیکنگ کیا کریں کہ اس سے وہ ان چیزوں کے غلط استعمال سے گریز کریں گے۔

(۳۰) چند بچے بچیاں ہیں تو جو چیز دیں سب کو یکساں اور برابر دیں ہرگز کمی بیشی نہ کریں ورنہ بچوں کی حق تلفی ہوگی، بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں بلکہ بچیوں کی دل جوئی کا خاص طور پر خیال رکھیں کیوں کہ بچیوں کا دل بہت ہی نازک ہوتا ہے۔

(۳۱) لڑکیوں کو لباس اور زیور سے آراستہ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رکھیں تاکہ لوگ رغبت کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں۔ بچیوں کو بالا خانہ پر نہ رہنے دیں کہ اس میں بے حیائی کا خطرہ ہے۔

(۳۲) صحیح عمر میں مناسب رشتہ دیکھ کر بچوں کی شادی کر دیں مگر خبر دار ہرگز ہرگز کسی بد دین یا بد مذہب مثلاً وہابی، غیر مقلّد، اہل حدیث وغیرہ فرقہ ہائے باطلہ کے ماننے والوں کے یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی نہ کریں ورنہ اولاد کی بہت بڑی حق تلفی ہوگی اور ماں باپ کے سروں پر بہت بڑا گناہ کا بوجھ ہوگا اور وہ عذابِ جہنّم کے حق دار ہوں گے۔ اسی طرح فاسقوں اور فاجروں، شرابیوں اور بدکاروں، حرام کی کمائی کھانے

والوں، سودخوروں اور ناجائز کاروبار کرنے والوں کے یہاں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں نہ کریں اور رشتہ تلاش کرنے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اہل سنت اور دین دار ہونے کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔ (ملخص از جنتی زیور)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کی جانب والدین کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور خاص کر والدہ کی زیادہ ذمے داری بنتی ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کا مکمل خیال رکھے۔ اللہ کے پیارے رسول تاج دارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ الاِمَامُ رَاعٍ وَّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَ الرَّجُلُ رَاعٍ فِي اَهْلِهٖ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَ الْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا. (ترجمہ) تم میں سے ہر کوئی محافظ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام محافظ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، مرد اپنے بیوی بچوں کا محافظ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں محافظ ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ (بخاری شریف، جلد دوم، ص:۵)

ہمیں اپنے ماتحتوں کی ذمے داری ملی ہے اور اگر ہم نے اپنی ذمے داری صحیح طور پر ادا نہیں کی تو قیامت کے دن ہم سے اس کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اس لیے اپنی اولاد کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو نیک اور صالح بنائے اور ہمیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

تیسری فصل

امانت و خیانت کا بیان

اے خاتون جنت کی کنیزو! امانت داری کی مذہب اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور خیانت پر اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ آئندہ صفحات میں امانت داری کی فضیلت اور خیانت کی مذمت ملاحظہ فرمائیں۔

ارشادِ ربانی ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا. (ترجمہ) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سُپرد کردو۔

(سورۂ نسا، آیت: ۵۸)

اسی مضمون کو قرآنِ مقدس میں دوسرے مقام پر یوں ذکر کیا گیا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے

مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (سورۂ انفال، آیت: ۲۷-۲۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیۂ کریمہ میں ایمان والے مومنین و مومنات کو خیانت سے باز رہنے کی ہدایت دی جارہی ہے، چاہے وہ خیانت اللہ اور اس کے پیارے رسول سے ہو یا اللہ کے بندوں یا بندیوں سے۔ یہ ہدایت اس لیے جاری فرمائی گئی کہ خیانت ایک ایسا بدترین عمل ہے جو خائنہ کو اللہ اور اس کے رسول سے دور اور سوسائٹی میں ذلیل وخوار کردیتا ہے اور اگر یہ عمل پوری قوم میں عام اور مشہور ہوجائے تو ایسی قوم اقوام عالم کی نظروں میں نہایت کمزور قرار پاتی ہے جسے بہ آسانی خریدا اور غلام بنایا جاسکتا ہے۔ خائنہ اللہ کی نظروں سے گرجاتی ہے اور بہ روزِ قیامت اللہ اسے سخت سزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا o (ترجمہ) بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز گنہگار کو۔ (سورۂ نسا، آیت: ۱۰۷)

ایک مقام پر فرمانِ الٰہی ہے: وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْۢبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ o (ترجمہ) اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر، بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

(سورۂ انفال، آیت: ۵۸)

حقیقتِ امانت

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

امانت ایمان سے مشتق ہے، جو شخص امانتِ خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پاس داری نہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کا دوسرا قول ہے کہ امانت امن سے ماخوذ ہے اور کوئی شخص حق

کو چھوڑ کر مامون نہیں رہتا، امانت کی ضد خیانت ہے جو خَوْنٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کم کرنا کیوں کہ کسی چیز میں خیانت کی جائے تو اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! قولِ مذکور سے امانت و خیانت کی حقیقت واضح ہو گئی، اگر کوئی اس تعریف میں مذکورہ حقیقت کو ذہن میں رکھ کر امانت کی حفاظت کرے تو امید کامل ہے کہ پروردگارِ عالم اسے دونوں جہاں میں سرخ روئی عطا فرمائے گا، آج امانت میں خیانت عام ہو چکی ہے اور کوئی اسے برا بھی نہیں سمجھتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمیں امین بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طرف داری مت کرو

قرآنِ مقدس میں رب ذوالجلال ارشاد فرما رہا ہے: وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا○ (ترجمہ) اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔ (سورۂ نسا، آیت: ۱۰۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! بہ واسطۂ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جن لوگوں کا خائن و بد دیانت ہونا ثابت ہو جائے ان کی حمایت وطرف داری ہرگز نہ کرو چاہے وہ تمہارے اپنے ہوں یا غیر ہوں، مسلم ہوں یا غیر مسلم، عزیز ہوں یا دوست، امیر ہوں یا غریب، با اثر ہوں یا عام شہری کہ ان کی حمایت وطرف داری ایک تو عدل و انصاف کے خلاف ہے دوسرے اس طرح معاشرے میں یہ مرض بڑھے گا اور یوں پوری قوم کا کردار داغ دار ہو جائے گا۔ (یا یہا الذین اٰمنوا، جلد دوم، ص: ۲۷، ناشر: فاروقیہ بک ڈپو)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اچھی طرح یاد رکھیں کہ امانت میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے جرم کے مرتکب انسان کی حمایت وطرف داری گناہ میں تعاون کے مترادف ہے۔ جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے اس کی حمایت اسلام کی رو سے جائز نہیں بلکہ ایسے کی حمایت اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی ہوگی اور رب کے جلال و غضب کو دعوت دینا ہوگا۔

جب کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ص وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ○ (ترجمہ) نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (سورۂ مائدہ، آیت: ۲)

تین نشانیاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۱۶)

منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا اور منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔ لہٰذا اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر آپ کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو قطعی طور پر اس میں خیانت نہ کریں بلکہ امانت کی حفاظت کر کے اللہ عزوجل کے غضب سے محفوظ ہو جائیں۔

اللہ عزوجل ہم سب کو منافقوں کی عادتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادت غیر مقبول

والیِ لاہور نے ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سو دینار آپ کے دوست شہاب الدین غزنوی کے ہاتھ سے بھیجے، شہاب الدین نے پچاس دینار اپنے پاس رکھ لیے اور پچاس حضرت کے نذر کیے۔ آپ نے قبول فرما کر فرمایا: شہاب الدین خوب برادرانہ نصفا نصفی تقسیم کی، درویشوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں۔ شہاب الدین بڑا شرمندہ ہوا اور بقیہ دینار پیش کیے۔ آپ نے تمام دینار ان کو دے دیے، فرمایا: یہ بات صرف اس لیے کی گئی کہ خیانت بڑا گناہ ہے، خائن کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ شہاب الدین نے دوبارہ آپ کی بیعت کی۔ (مغنی الواعظین، ص: ۲۲۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل کے دوست دولت سے نہیں بلکہ لوگوں کو گناہوں سے بچانے سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے مذکورہ واقعہ سے یہ سبق حاصل کیا ہوگا کہ اللہ کے ولی سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی، جب اللہ کے ولی سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تو اللہ سے کیوں کر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ وہ تو دلوں کے حالات سے باخبر اور عالم الغیب والشہادہ ہے۔

اس کا ایمان نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبے کے دوران فرمایا: لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ.

(ترجمہ) اس کا ایمان کامل نہیں جس میں امانت نہیں اور جو شخص عہد کا پابند نہیں اس کا بھی ایمان کامل نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ ششم، ص: ۱۶۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایمان کے کمال کے لیے ضروری ہے کہ ہم امانت اور ایفاے عہد کو لازم پکڑیں۔ خیانت کرنے والی اور وعدہ خلافی کرنے والی کامل مومنہ نہیں ہو سکتی اور ظاہر سی بات ہے کہ جب ایمان کامل نہ ہوگا تو کامیابی بھی نہیں مل سکتی۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ وعدہ کریں تو اسے نبھائیں اور کوئی امانت رکھیں تو اس کی حفاظت بھی کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو وعدہ وفا کرنے اور امانت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بندر اور سُوَر بنا دیے گئے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل میں روٹی اور گوشت کی صورت میں آسمان سے مائدہ نازل فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ خیانت نہ کریں اور آنے والے دن کے لیے جمع نہ کریں لیکن انہوں نے خیانت کی اور جمع بھی کیا اور آنے والے دن کے لیے بچا کر رکھا پس انہیں بڑی ہی عبرتناک سزا دی گئی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور سُوَر بنا دیا۔

(یا یہا الذین امنوا، جلد دوم، ص: ۲۳۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غور کیجیے کہ خیانت کرنے والوں کی صورت تبدیل کر کے انہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے انہیں خیانت کی کتنی سخت سزا دی۔ کیا جس جرم کی سزا اتنی سخت ترین ہو ہم اس جرم کا ارتکاب کرنا پسند کریں گی؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ لہٰذا خیانت کے داغ سے اپنے دامن کو بچائیں اور امانت دار بن کر رہیں اس لیے کہ خیانت میں اگرچہ دنیوی اعتبار سے کچھ فائدہ ہوتا ہے لیکن خیانت کرنے والے مردوں اور عورتوں پر اللہ عزوجل کا غضب ہوتا ہے اور اس کی دنیا وآخرت برباد ہو جاتی ہے۔

اولاد بھی امانتِ الٰہی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سفر میں تھے، آپ کی غیر حاضری میں آپ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا، ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر واپس آئے تو پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے؟ آپ کی بیوی اُمِ سُلیم نے جواب دیا آرام میں ہے، یہ کہہ کر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے کھانا رکھا، جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو امِ سلیم بولیں کہ ایک مسئلہ تو بتائیے، میرے پاس اگر کسی نے کوئی امانت رکھی اور کچھ دنوں بعد وہ شخص اپنی امانت واپس طلب کرے تو کیا مجھے واپس دے دینا چاہیے یا نہیں؟ حضرت ابوطلحہ فرمانے لگے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ فوراً واپس دے دینا چاہیے۔ اُمِ سلیم نے کہا کہ واپس دے کر اس کا رنج وغم تو نہیں کرنا چاہیے؟ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے نہیں۔ وہ بولیں تو پھر سنیے ہمارا لڑکا جو خداوندِ کریم نے ہمیں امانت دی تھی وہ اس نے واپس لے لی ہے اور لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے، اب صبر کیجیے۔ حضرت ابوطلحہ صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا، آپ نے فرمایا: خدائے تعالیٰ آج رات تمہارے لیے بابرکت کرے، چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خدائے تعالیٰ نے

ایک لڑکا عطا فرمایا، جب وہ پیدا ہوئے تو ابوطلحہ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے، آپ نے ان کی پیشانی پر دستِ مبارک پھیرا اور ان کا نام عبداللہ رکھا، عبداللہ جب تک زندہ رہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پھیرنے کی جگہ یعنی پیشانی بہت نورانی اور روشن نظر آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۵۸۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ امانت کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت اور جامعیت رکھتا ہے۔ اے کاش! آج کی ہماری خواتین کی سوچ و فکر حضرت اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی ہو جائے اور اللہ کی امانت نیز رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت اور عوام کی امانت سمجھ سکیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہم میں سے کسی کی اولاد کا انتقال ہو جائے تو ہم آپے سے باہر ہو جاتی ہیں اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے لگتی ہیں جب کہ اولاد اللہ کی امانت ہے اور امانت لوٹانے کے بعد افسوس نہیں کرنا چاہیے۔

عابد بہتر یا تاجر

ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار، انہوں نے فرمایا تاجر امانت دار بہتر ہے اس لیے کہ وہ جہاد میں ہے کیوں کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے میں اس کے درپے رہتا ہے لیکن وہ اس کے خلاف کرتا ہے۔

(کیمیائے سعادت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جانا یا خود کو عبادت میں مصروف کر کے ترک دنیا اختیار کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ عبادت کے ساتھ ساتھ دنیوی معاملات میں بھی شریعت مطہرہ کی پابندی لازم ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے چالیس سال کی عمر تک لوگوں کے ساتھ دنیوی معاملات اور لین دین فرمائی اور جب لوگوں نے انہیں صادق وامین مان لیا تب آپ نے دعوتِ اسلام پیش فرمائی۔

امانت اُٹھا لی جائے گی

حضرت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عن قریب امانت اٹھا لی جائے گی، لوگ باہم تجارت کریں گے مگر امین کوئی نہیں ہوگا، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی امین ہے، یعنی امین آدمی ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا۔ (سنن ابن ماجہ، حصہ دوم، ص:۱۳۴۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! فرمان رسول حق ہے کہ آج امانت دار تاجروں کا ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ آج ہماری تباہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم معاملاتی زندگی میں صفر ہیں اور ہم میں بڑی مشکل سے کوئی خاتون ایسی ہوں گی جو مکمل طور پر امانت دار ہوں۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مذکورہ حدیث شریف کے پیش نظر اپنے آپ کو امانت دار بنانے کی کوشش کریں۔

توبہ کی توفیق ملی

کسی مال دار نے ایک امین شخص کے پاس بہت سا سامان بہ طورِ امانت رکھا اور سفر پر نکل گیا، واپسی پر اسے معلوم ہوا کہ وہ امین شخص فوت ہو چکا ہے اور اس کے عیاش لڑکے نے باپ کا مال برباد کیا ہے۔ صاحبِ مال کو اپنے مال کی بربادی کا خطرہ لاحق ہوا تاہم وہ اس کے پاس گیا، دریافت کرنے پر لڑکے نے کہا تمہارا مال بالکل محفوظ ہے۔ صاحبِ مال نے حیرانگی سے پوچھا کہ وہ کیسے محفوظ رہا، نوجوان کہنے لگا: میں نے سوچا میرا دین تو ضائع ہوا کم از کم امانت تو برباد نہ کروں۔ یہ سن کر صاحبِ مال نے اسے پانچ ہزار درہم بہ طورِ انعام دیا۔ جب نوجوان نے اس عنایت کو دیکھا تو فوراً گناہوں سے توبہ کر لیا۔ (کیمیائے سعادت)

اے خاتون جنت کی کنیزو! امانت کی حفاظت کے صلے میں اللہ عزوجل نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ یاد رکھیں اللہ کریم ہے، اس کو اپنے بندوں یا بندیوں کی کوئی ادا پسند آجاتی

ہے تو وہ ان پر کرم کی نظر فرما دیتا ہے۔

اللہ عزوجل ہم سب پر بھی رحم وکرم کی نظر فرمائے اور ہمیں بھی گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنی فرماں برداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بھی امانت ہے

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غسلِ جنابت امانت ہے۔ حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرم گاہ کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں، اسے بے راہ روی سے بچانا۔ اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا۔ لہٰذا شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ اور پیر امانت ہے اور جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ ارشاد سے یہ بات آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ صرف مال ہی امانت نہیں بلکہ جسم کے سارے اعضا اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، بالخصوص شرم گاہ کا ذکر کر کے یہ واضح کر دیا گیا کہ بدکاری اور زنا سے اپنے آپ کو بچاؤ، ورنہ امانت میں خیانت کے جرم کی سزا دونوں جہاں میں ملے گی اور اگر بندی نے اس امانت کی حفاظت کی تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم مژدہ اور کیسی پیاری خوش خبری ہے امانت کی حفاظت کرنے والیوں کے لیے کہ اللہ عزوجل اس کی حفاظت فرمائے گا اور یقیناً اللہ جس کی حفاظت فرمائے اس کو دنیا کی کوئی طاقت ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

خیانت جھنمیوں کا طریقہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دھوکہ، فریب کاری اور خیانت جہنمیوں کا شیوہ ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں کے ساتھ معاملات میں ظلم نہیں کیا اور ان

سے جھوٹی باتیں نہیں کہیں اس کی مرادیں مکمل ہوگئیں، عدالت ظاہر ہوگئی اور اس سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہوگیا۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! انسانوں کے ساتھ دھوکہ اور فریب کتنا بڑا جرم ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جہنمیوں کا شیوہ بتایا، یعنی اس برائی کی وجہ سے انسان جہنم کا مستحق ہوجاتا ہے، اسی لیے ہر مسلمان عورت کو چاہیے کہ اپنے کسی بھی مسلمان بھائی یا بہن کو دھوکہ نہ دے اور نہ ہی فریب کاری کرے اور ہرگز ہرگز کسی کی امانت میں خیانت نہ کرے ورنہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلے خیانت کرنے کی وجہ سے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں امانت دار بنائے اور خیانت سے محفوظ فرما کر اپنے غضب اور جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چوتھی فصل

عفوو در گزر

اے خاتون جنت کی کنیزو! عفواور درگزر کا مطلب ہے کہ اگر کوئی ہم پرظلم یا زیادتی کرے تو ہم بدلہ لینے کی طاقت ہونے کے باوجود اسے معاف کردیں اور اس سے بدلہ نہ لیں۔ مذہب اسلام نے جہاں حاکموں کو یہ حکم دیا ہے کہ مظلوم کو ظالم سے ظلم کا بدلہ دلائیں وہیں مظلوم کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ عفوودرگزر سے کام لیں، ایسی صورت میں اللہ ظالم سے مواخذہ فرمائے گا اور مظلوم کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

حضور ﷺ کی صفت

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی نرم دل اور عفو و درگزر فرمانے والے تھے، آپ کی اس صفت کو اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرمایا ہے:
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ. (ترجمہ) تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل

ہوتے تو وہ ضرور تمہاری گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرواور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔ (سورۂ آل عمران، آیت:۱۵۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل سے نرم مزاج بنایا ہے اور آپ کو بھی اللہ عزوجل نے عفوودرگزر کا حکم فرمایا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عفو و درگزر تو ساری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ اہل مکہ جنہوں نے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑ دیا تھا، قسم قسم کی ایذائیں پہنچائی تھیں، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، آپ کی پشت مبارک پر اوجھڑی ڈال دی تھی، آپ کے قتل کی سازشیں رچی تھیں، ان کی وجہ سے آپ کو وطن عزیز سے ہجرت کرنی پڑی، ان سارے مظالم کے باوجود جب آپ فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے اور کسی نے کہا: اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ (ترجمہ: آج تو بدلے کا دن ہے) تو اس کے جواب میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ (ترجمہ: آج تو رحم وکرم کا دن ہے) اور پھر جو نتیجہ نکلا وہ ساری کائنات جانتی ہے کہ وہی لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور آپ کے نام پر اپنی جان قربان کرنے تک کے لیے تیار ہو گئے۔

سب سے بڑی برد باری

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: اِنَّ اَجْوَدَ النَّاسِ مَنْ جَادَ عَلٰى مَنْ لَا يَرْجُوْ ثَوَابَهٗ، وَ اِنَّ اَحْلَمَ النَّاسِ مَنْ عَفَا بَعْدَ الْقُدْرَةِ. (ترجمہ) سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اس پر خرچ کرے جس سے اس بدلہ ملنے کی امید نہ ہو اور سب سے بڑا بردبار وہ ہے جو قدرت کے باوجود معاف کر دے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ ہفتم، صفحہ:۲۳۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں فرمایا گیا کہ قدرت کے باوجود معاف کردینا سب سے بڑی بردباری کا کام ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسی نے ہمیں کوئی تکلیف پہنچائی اور ہمیں اس سے بدلہ لینے کی طاقت ہے اس کے باوجود ہم نے اس سے بدلہ نہیں لیا بلکہ اسے معاف کردیا۔ آج یہ کیفیت بہت کم خواتین کے اندر پائی جاتی ہے، آج حال یہ ہے کہ اگر کسی نے چھوٹی سی تکلیف پہنچادی تو ہم اس سے بدلہ لینے کے لیے طرح طرح کے پروگرام بناتی ہیں اور نہ جانے کیا کیا سازشیں رچنے لگتی ہیں جب کہ اگر ہم بردباری سے کام لیں اور اسے معاف کردیں تو اللہ عزوجل ہمیں اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

آسان حساب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے اندر تین خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس سے آسان حساب فرمائے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: وہ کون سی خصلتیں ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے رشتہ توڑے اس سے بھی رشتہ جوڑو، جو تمہیں نہ دے اسے بھی تم دو اور جو تم پر ظلم کرے اسے تم معاف کردو۔ (طبرانی اوسط، جلد اول، صفحہ:۲۷۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ حدیث معاشرت کے لیے اصولی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں فرمایا گیا کہ جسے یہ خواہش ہو کہ قیامت کے دن اس کے حساب میں آسانی ہو اور اسے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمادے اسے ان تین خصلتوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر یہ تینوں خصلتیں پیدا فرمائے۔ آمین

سب سے افضل عمل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا: اے عقبہ کیا میں تمہیں اہل دنیا اور اہل آخرت کا سب سے اچھا عمل نہ بتادوں؟ تم سے جو رشتہ توڑے تم اس سے بھی رشتہ جوڑو، تمہیں جو نہ دے اسے بھی تم دو اور تم پر جو ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔ (جامع ابن وہب، جلد اول، ص:۵۸۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں مذکورہ تینوں اعمال کو دنیا اور آخرت کے سب سے اچھے اعمال میں شمار کیا گیا ہے اس لیے ضرور ان اعمال کی پابندی کریں۔

برائی کا بدلہ بھلائی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صِلْ مَنْ قَطَعَکَ، وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْ عَلَی نَفْسِکَ، وَأَحْسِنْ إِلَی مَنْ أَسَاءَ إِلَیْکَ.

(ترجمہ) جو تجھ سے رشتہ توڑے اس سے رشتہ جوڑ، حق بات کہہ اگرچہ تیرے ہی خلاف ہو اور جو تیرے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کر۔

(معجم ابن اعرابی، حصہ دوم، ص:۷۴۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں تو اس کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جو ہمارے ساتھ برائی کرے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جو بھلائی کرتا ہے ہم بارہا اسی کو تکلیف پہنچادیتی ہیں۔ بہت سارے ایسے مواقع آتے ہیں کہ کسی نے ہم پر کوئی احسان کیا اور ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی جس سے اسے تکلیف پہنچ گئی۔ حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے کوشش یہ کریں کہ جو آپ کے ساتھ کوئی ناروا سلوک کرے اور کسی قسم کی تکلیف پہنچائے اس کے ساتھ بھی احسان اور بھلائی کرو تا

کہ اسے اپنے ظلم اور زیادتی کا احساس ہو۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ایک دن ضرور اس کو ندامت ہوگی۔ کم از کم اتنا تو ضرور کریں کہ جس کا آپ پر کچھ احسان ہوا سے آپ کی ذات سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

سب سے بڑی فضیلت

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی فضیلت والا کام یہ ہے کہ تو اس سے رشتہ جوڑے جو تجھ سے رشتہ توڑتا ہے اور اسے دے جو تجھے نہیں دیتا اور جس نے تجھے گالی دی اسے معاف کردے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد بستم، ص:۱۸۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمیں اگر کوئی گالی گلوچ کرے یا برا بھلا کہے تو فطری طور پر ہمارے دل کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن ایسی پوزیشن میں بھی اگر ہم نے اس پر صبر کرلیا تو اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم نے سب سے افضل کام کیا اور جب افضل کام ہوگا تو اللہ عزوجل اس کی جزا بھی اپنی شان کے مطابق افضل ہی عطا فرمائے گا۔

عزت بڑھتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مال کا صدقہ کبھی کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے سے بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور جو کوئی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔ (بخاری شریف، حصہ چہارم، ص:۲۰۰۱)

اے خاتون جنت کی کنیزو! فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم حق ہے کہ عفوودرگزر کرنے سے اللہ عزوجل عزت افزائی فرماتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) عفوودرگزر سے دنیا میں اللہ عزوجل انسانوں کی نظر میں اس کی عزت بڑھا دے گا۔ (۲) آخرت میں اس عمل پر اجر عظیم عطا فرما کر میدان محشر میں عزت افزائی فرمائے گا۔ دونوں میں سے جو بھی صورت ہو بہ ہر حال باعث فضیلت ہے۔

درجے کی بلندی

حضرت ابوالسفر نے بیان فرمایا کہ ایک قریشی شخص نے ایک انصاری کو گھونسا مارا جس سے ان کا دانت ٹوٹ گیا وہ شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مقدمہ لے کر آئے جب کہ حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں تشریف فرما تھے، حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کسی کو کسی کی جانب سے کوئی جسمانی تکلیف پہنچ جائے اور وہ اسے معاف کردے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا گناہ مٹائے گا۔ انصاری نے حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ انصاری شخص نے کہا: تو میں انہیں چھوڑ دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں نقصان میں نہیں رکھوں گا اور قریشی شخص سے فرمایا کہ انہیں کچھ پیسے دے دو۔

(ترمذی شریف، حصہ:۱۴، ص:۱۳۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اپنے درجات بلند کروانے اور اپنے گناہوں کے مٹانے کا کتنا جذبہ تھا کہ جیسے ہی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنے فوراً اس پر عمل کر کے فضیلت حاصل کرلی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ جذبہ عطا فرمائے۔

دن میں ستر مرتبہ معافی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنے خادم کو دن میں کتنی مرتبہ معاف کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۳۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! سب سے زیادہ ہمارا سابقہ اپنے نوکروں اور نوکرانیوں سے ہوتا ہے اور چوں کہ وہ کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں یا بالکل پڑھے لکھے نہیں ہوتے اس لیے ان سے روزانہ متعدد غلطیاں سرزد ہوتی ہیں مگر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر خادم دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی کریں تو انہیں ستر مرتبہ معاف کرو۔

ظلم نہ کرو

حضرت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دوسروں کی پیروی کرنے والے نہ ہو جاؤ کہ تم کہو: اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ تم اپنے آپ کو اس بات کی طرف مائل کرو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تب بھی ہم بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ہمارے ساتھ برائی کریں گے تب بھی ہم بھلائی کریں گے۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۶۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اگر کوئی بھلائی کرے تو اس کے ساتھ بھلائی کرنا کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ کوئی ہمارے ساتھ برائی کرے تب بھی ہم اس کے ساتھ بھلائی کریں۔ ہمارے دین اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی درس دیا ہے۔

آج سے عزم کریں کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کی رضامندی کے لیے عفوودرگزر سے کام لیں گی اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل پیرا

ہونے کی کوشش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

پانچویں فصل

صبر کے فضائل

اے خاتون جنت کی کنیزو! مصیبتوں اور جسمانی یا روحانی تکلیفوں پر اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ نہ زبان سے کوئی برا لفظ نکلے، نہ گھبرا گھبرا کر اور پریشان حال ہوکر اِدھر اُدھر بھٹکتی اور بھاگتی پھریں بلکہ بڑی سے بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے سامنے عزم و استقلال کے ساتھ جم کر ڈٹی رہنے کا نام ''صبر'' ہے۔ صبر سے متعلق قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔

اللہ کی معیت

اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o (ترجمہ) اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۵۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس آیۂ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ مصیبت کے وقت صبر کرنے اور نماز پڑھنے کی جانب رہ نمائی فرماتے ہوئے اس کی فضیلت میں یہ فرما رہا ہے کہ

اگر کوئی صبر کرے تو اسے اللہ عزوجل کی معیت حاصل ہوجاتی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی نماز میں مشغول ہوجاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقا وصلوٰۃ حاجت داخل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ذیل آیت مذکورہ)

یادرہے کہ چوں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لیے دنیا میں تشریف لائے اس لیے جب کبھی آپ کو کوئی حاجت پیش آتی تو آپ نماز حاجت پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرماتے اسی طرح جب سوکھا پڑ جاتا تو نماز استسقا پڑھ کر دعا فرماتے۔ یہی نماز سے مدد طلب کرنے کا اصل مفہوم ہے۔

آزمائش

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o

(ترجمہ) اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا، یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۵۵-۱۵۷)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: خوف سے اللہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوۃ وصدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے

کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب، پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں ہاں یارب، فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا، فرماتا ہے: اس کے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقتِ مصیبت صبر آسان ہوجاتا ہے، ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا اور مصیبت کے وقت صابر وشاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلا کی خبر سے اُکھڑ جائیں اور مومن ومنافق میں امتیاز ہوجائے۔ (خزائن العرفان، ذیل آیات مذکورہ)

اس آیت اور اس کی تفسیر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت میں صبر کرنا اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھنا اجر وثواب کا باعث ہے اور اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے اگر ہماری آزمائش ہوگی تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مصیبت کے وقت "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارۂ گناہ بناتا ہے۔

انعام خداوندی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ o قُلْ

اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ o

(ترجمہ) لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا۔ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں؟ پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

(سورۂ آل عمران، آیت: ۱۴-۱۵)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اس آیت میں فرمایا گیا کہ دنیوی عیش و عشرت کے سامان فطری طور پر انسان کے دل کو بھائیں گے لیکن یہ چیزیں دنیا ہی میں رہ جائیں گی اور اس کے مقابلے میں اگر کوئی پرہیزگاری اختیار کرے تو اسے اللہ کی جانب سے انعام میں جنت کے باغات ملیں گے اور سب سے بڑا انعام تو اسے یہ ملے گا کہ مولا تبارک وتعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ ایسوں کی صفت بیان فرماتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ آگے ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ o اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ o

(ترجمہ) وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور پچھلے پہر معافی مانگنے والے۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۱۶-۱۷)

اس آیت میں ان لوگوں کی صفت بیان کی گئی ہے جنہیں اللہ عزوجل مذکورہ انعامات سے نوازے گا۔ ان کی یہ صفتیں ہیں (۱) اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ (۲) اپنے گناہوں سے توبہ کرنا۔ (۳) عذاب دوزخ سے پناہ مانگنا۔ (۴) صبر یعنی اطاعتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا اور گناہوں سے باز رہنا۔ (۵) سچائی یعنی قول، ارادہ اور نیتیں سب سچی ہوں۔ (۶) ادب۔ (۷) اللہ کی رضامندی کے لیے اپنا مال خرچ کرنا۔ (۸) رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرنا اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مذکورہ صفتیں اپنے اندر پیدا کریں تاکہ ان کی برکت سے اللہ عزوجل ہمیں بھی ان انعامات سے نوازے۔

صبر میں آگے نکل جاؤ

اللہ عزوجل ایمان والوں کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟ قف وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o

(ترجمہ) اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۲۰۰)

صبر کے معنیٰ میں حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے۔

بعض حکما نے کہا: صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) ترکِ شکایت (۲) قبولِ قضا (۳) صدقِ رضا۔ (خزائن العرفان، ذیل آیۂ مذکورہ)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مختصر سے فرمان نے صبر کے سارے حقائق کو واضح کر دیا ہے کہ درحقیقت جو بات نفس پر ناگوار ہے نفس پر اس کا بوجھ ڈال دینا ہی صبر ہے اور یہ کیفیت پیدا کرنے کے لیے تین باتوں کو اپنانا ہوتا ہے، اول یہ کہ جو بات تکلیف دہ محسوس ہو رہی ہے اس پر کسی قسم کی شکایت اپنی زبان پر نہ لائی

جائے، دوم یہ کہ تکلیف دہ معاملات کو بھی یہ تصور کرتی ہوئی قبول کر لی جائے کہ یہ اللہ عزوجل کی منشا کے مطابق ہی یہ معاملہ درپیش ہے، سوم یہ کہ صدق دل سے اس پر رضامندی کا اظہار کیا جائے۔ مثال کے طور پر کسی کی اولاد کا انتقال ہو گیا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اولاد کے انتقال پر کوئی شکایت والا لفظ اپنی زبان پر نہ لائے، ذہن میں یہ خیال لائے کہ میرے اس بچے کی زندگی اسی قدر تھی اور اس بات پر راضی ہو کہ اللہ نے اس میں بہتری رکھی ہے۔

انبیا و رسل کا طریقہ

فرمان الٰہی ہے: وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا۔ (ترجمہ) اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی۔

(سورۂ انعام، آیت: ۳۴)

اس آیۂ کریمہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاے کرام علیہم السلام کو ایذائیں پہنچائی گئیں جن پر ان بزرگ ہستیوں نے صبر فرمایا گویا صبر کرنا انبیاے کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے اور اس طریقے کو اپنانے پر اللہ عزوجل کی جانب سے نصرت اور مدد ملتی ہے۔

سلامتی ہو تم پر

اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ o جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ o سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ o (ترجمہ) اور وہ جنھوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا

اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے، بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ (سورۂ رعد، آیت: ۲۲-۲۴)

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس آیت میں صبر سے مراد یہ ہے کہ) بدکلامی کا جواب شیریں سخنی سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے ہیں، جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے معاف کرتے ہیں، جب ان سے پیوند قطع کیا جاتا ہے ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں، جہل کے بدلے حلم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔

(خزائن العرفان، ذیل آیت مذکورہ)

صبر کا بدلہ

اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے: اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا o خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا o

(ترجمہ) ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی، ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔ (سورۂ فرقان، آیت: ۷۵-۷۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! صبر کے بدلے میں اللہ عزوجل جنت میں بالا خانہ عطا فرمائے گا اور اس بالا خانے کی کیفیت کیا ہوگی؟ سبحان اللہ! وہاں پر فرشتے تعظیم و تکریم کے ساتھ استقبال کریں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل ان پر سلامتی نازل فرمائے گا۔ جب یہ عمل اس قدر فضائل و برکات کا حامل ہے تو ہم کیوں نہ دنیا میں صبر

کریں تاکہ آخرت میں اللہ عزوجل اس کے بدلے میں ہمیں انعام واکرام سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کی علامت

ایک مرتبہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے دریافت فرمایا: تم لوگ کون ہو؟ ان حضرات نے جواب میں عرض کیا: ہم مومن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارے ایمان کی علامتیں کیا ہیں؟ ان حضرات نے عرض کیا: ہم مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، نعمتوں پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔ (نزہۃ المجالس عربی، حصہ اول، ص:۷۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس روایت میں صبر کو ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت بتایا گیا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مومنہ ہونے کا دعویٰ تو کرتی ہیں لیکن کیا کبھی ہم نے اپنا جائزہ لیا کہ ہمارے اندر ایمان کی علامتیں ہیں یا نہیں؟ اپنا محاسبہ کریں اور اپنے اندر صبر و رضا کا جذبہ پیدا کریں کہ یہ ایک سچی مومنہ کی صفت ہے۔

اللہ چُن لیتا ھے

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا ابْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ اجْتَبَاهُ فَاِنْ رَضِيَ اصْطَفَاهُ. (ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے (یا بندی) سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے، اگر اس نے صبر کیا تو اسے پسند فرمالیتا ہے اور اگر اس نے اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر پر رضامندی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ اسے چُن لیتا ہے۔

(نزہۃ المجالس عربی، حصہ اول، ص:۷۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم پر اگر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو ہمارے صبر کا پیمانہ چھلک جاتا ہے اور ہمارے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیالات آنے لگتے ہیں۔ ہم میں بعض خواتین ایسی بھی ہیں کہ ایسے وقت میں اپنی زبان سے نازیبا کلمات ادا کرنے لگتی ہیں۔ یاد رکھیں! مصیبت آنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت فرماتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی مصیبت آجائے تو گھبرانے کے بجائے ہمیں صبر وضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

صبر کے ایام

حضرت ابوثعلبہ خُشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بعد صبر کے دن آئیں گے کہ ان میں صبر کرنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے برابر ہوگا۔ ان دنوں میں عمل کرنے والوں کے لیے اس جیسے کام کرنے والوں کا پچاس گنا ثواب ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان میں سے پچاس کا اجر؟ فرمایا: نہیں، تم میں سے پچاس کا اجر۔

(سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۱۲۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج وہ زمانہ آگیا ہے جس کے بارے میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔ واضح ہو کہ عبادت واطاعت کرنا اور گناہوں سے بچنا بھی صبر میں داخل ہے۔ آج وہ زمانہ آچکا ہے کہ عبادت میں مشغول رہنا اور گناہوں سے پرہیز کرنا اپنی ہتھیلی پر انگارہ لینے کے برابر ہوگیا ہے، ایسے عالم میں اگر ہم عمل کریں گی تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہمیں پچاس گنا ثواب عطا فرمایا جائے گا۔

صبر والے کہاں ھیں؟

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ساری مخلوق

کو جمع فرمالے گا تو ایک منادی ندا دے گا: صبر والے کہاں ہیں؟ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ ندا سن کر کچھ لوگ اٹھیں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی اور تیزی کے ساتھ جنت کی طرف بڑھیں گے۔ فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور پوچھیں گے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہو، آپ لوگ کون ہو؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کی عبادت پر صبر کرتے تھے اور اللہ کی نافرمانی نہ کر کے صبر کرتے تھے، پھر ان سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۴۲۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! عبادت کرنا نفس پر گراں گزرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرنا بھی نفس پر گراں گزرتا ہے اور جو بات نفس پر گراں گزرے اسے برداشت کرنے کا نام صبر ہے۔ اگر نفس پر گراں گزرنے کے باوجود ہم اللہ کی اطاعت و عبادت کر رہی ہیں اور اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کر رہی ہیں تو اس کا صلہ ہمیں کیا ملے گا آپ نے مذکورہ حدیث میں ملاحظہ فرمایا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس حدیث کو پڑھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

ایمان کا سر

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: **الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، فَإِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْإِيمَانُ.** (ترجمہ) صبر ایمان کے لیے اس طرح ہے جیسے جسم کے لیے سر، تو اگر صبر ختم ہو جائے تو گویا ایمان چلا گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ ششم، ص:۱۷۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کا ایمان جس قدر پختہ ہوگا اس کے اندر اسی قدر صبر و تحمل کا جذبہ ہوگا اور اگر کسی کے اندر صبر نہ ہو تو گویا اس کا ایمان بالکل کمزور ہے۔ اس لیے اگر ہم مومنہ ہونے کا

دعویٰ کرتی ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم صبر کا مظاہرہ کر کے اپنے ایمان کی پختگی کا ثبوت بھی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں صبر کی عادت ڈالنے اور ہر حال میں صبر و تحمل سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

افضل صبر

حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: صبر دو طرح کے ہیں۔ مصیبت پر صبر کرنا وہ تو بہتر ہے لیکن اس سے افضل گناہوں سے پرہیز کرنے پر صبر کرنا ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، حصہ پنجم، ص:۱۵۳۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ صرف مصائب و آلام کو برداشت کر لینے کا نام صبر ہے جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق سب سے افضل صبر یہ ہے کہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مصیبتوں کے ذریعہ ہمیں آزماتا ہے، ایسے عالم میں اگر ہم صبر و تحمل سے کام لیں تو یقیناً ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں صبر کی عظیم دولت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

چھٹی فصل

پردے کی اہمیت

آج کا ماڈرن طبقہ خواتین اسلام کے ذہن وفکر کو حجاب کے تعلق سے بدلنے کی کوشش میں سرگرم ہے اور کافی حد تک کامیابی بھی حاصل کر چکا ہے۔ ہم میں سے اکثر خواتین کی ذہنیت یہ بن گئی ہے کہ اسلام نے پردے کے احکام نافذ فرما کر خواتین کو مقید کر دیا ہے اور ان کی آزادی چھین لی ہے جب کہ بے پردگی میں کس قدر نقصانات ہیں ہم آئے دن اس کا مشاہدہ کرتی ہیں اور پردے میں رہنے والی خواتین کس قدر محفوظ ہیں اس سے بھی کوئی بے خبر نہیں ہے۔ پردے کی ضرورت اور اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ذہن کو صاف کرنے کی کوشش کریں۔

شیطان تکنے لگتا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ وَ اَقْرَبُ مَا تَکُوْنُ مِنْ رَبِّھَا اِذَا کَانَتْ فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ. (ترجمہ) عورت چھپا کر رکھنے کی

چیز ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حصہ دوم، ص:۱۵۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں عورت کو اس کا مقام و مرتبہ بتایا گیا ہے کہ عورت کا مقام یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپی رہے لہٰذا اگر وہ سامنے آتی ہے تو گویا وہ اپنی فطرت کے خلاف کام کرتی ہے۔ پھر یہ فرمایا گیا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف تکتا ہے یعنی لوگوں کو اس بات کی طرف آمادہ کرتا ہے کہ اس کے خدوخال، حسن و جمال اور اس کے لباس و پوشاک کو دیکھ کر لطف اندوز ہوں۔ آپ نے ہمیشہ اس بات کا مشاہدہ کیا ہوگا کہ گھر سے بے پردہ باہر نکلنے والی خواتین پر لوگ اپنی نظریں جمائے رہتے ہیں اور ان کے دلوں میں اسے اپنی حرص و ہوس کا نشانہ بنانے کی خواہش پیدا ہونے لگتی ہے۔ اسلام نے حجاب کا جو نظام عطا فرمایا ہے یقیناً وہ عورتوں کے لیے رحمت ہے کہ اگر انہیں بہ وقت ضرورت گھر سے باہر نکلنا بھی ہو تو پردے میں نکلیں تا کہ لوگوں کی بد نظری سے محفوظ رہیں۔

مصیبت میں بھی پردہ

حضرت قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابیہ جن کو ام خلاد کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں، ان کا بیٹا کسی غزوے میں شہید ہو گیا تھا، جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئی تھیں، ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لیے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئی ہو؟ حضرت ام خلاد نے جواب دیا کہ اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہوگئی ہوں تو اپنی شرم و حیا کھو کر ہرگز

مصیبت زدہ نہ بنوں گی۔ (سنن ابوداؤد، حصہ سوم، ص:۵)

معلوم ہوا کہ پردہ ہر حال میں لازم ہے چاہے خوشی کا موقع ہو یا مصیبت آ پڑی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مختلف طور پر آزماتا ہے تو اگر ہم نے مصیبت کے وقت میں بھی شریعت مطہرہ کا دامن اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑا تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ہمیں بیش بہا اجر و ثواب سے نوازے گا۔

نابینا سے پردہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان سے پردہ کرو، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ رہے ہیں، اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۶۳)

حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عفت و پاک دامنی میں کیا عظیم شان تھی اور صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اولاً تو جلیل القدر صحابی تھے پھر نابینا بھی تھے اس کے باوجود اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ صرف مردوں کا عورتوں کو دیکھنا ہی باعث فتنہ نہیں ہے بلکہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا بھی باعث فتنہ ہے اور اسلام نے ہر اس راستے کو بند کر دیا ہے جو فتنے اور اللہ کی معصیت کی طرف جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنے اوپر پردہ لازم کر لینا چاہیے اور جب کسی خاص ضرورت کے لیے گھر سے

باہر نکلنا ہو تو پردے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت مطہرہ کے مطابق ہر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دونوں پر لعنت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۲۱۴)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! نظریں متعدد برائیوں کی باعث ہیں اور عام طور پر بد نظری زنا کاری تک لے جاتی ہے اسی لیے شریعت مطہرہ نے بدنگاہی پر پابندی لگائی اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدنگاہی کرنے والے مردوں پر اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جس کا بناؤ سنگار مردوں کی نظروں کو ان کی جانب مبذول کرے۔

کس قدر پردہ ہو؟

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَ لَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ. (ترجمہ) کوئی مرد کسی مرد کے اعضائے عورت کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے اعضائے عورت کو نہ دیکھے۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۲۶۶)

مردوں کو مردوں کے بدن کے ان اعضا کو دیکھنا حرام ہے جن کو چھپانے کا شریعت نے حکم دیا اور عورتوں کو بھی عورتوں کے ان اعضا کو دیکھنا حرام ہے جن کو چھپانے کا شریعت مطہرہ نے حکم فرمایا ہے۔ آج اس سلسلے میں ہمارا معاشرہ بالکل لاپرواہی کا

مظاہرہ کر رہا ہے اور خاص کر خواتین ایک دوسرے کے ان اعضا پر نظر ڈالنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتیں۔ یہ بات دل میں بٹھالیں کہ یہ عمل اللہ عزوجل کے غضب کو دعوت دینے والا ہے۔

قابل اقتدا خواتین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ "وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" شَقَقْنَ اَكْثَفَ مُرُوْطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں مکے سے مدینے کی جانب ہجرت کی، جب اللہ پاک نے یہ حکم نازل فرمایا "اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں" تو انہوں نے اپنی موٹی سے موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالیے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۶۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! قرونِ اُولیٰ کی خواتین ہمارے لیے لائق اقتدا ہیں کہ انہیں قرآن مقدس کے احکام پر عمل کا کس قدر جذبہ تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اسلام کی عظمتوں سے واقف تھیں اور انہیں اس بات کا اعتراف تھا کہ اسلام نے عورتوں کو ان اصل مقام و مرتبہ دیا ہے اور اسلام کے احکام میں عورتوں کی عزت و وقار کی حفاظت ہے اس لیے جب بھی اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی حکم سناتے وہ فوراً اس پر عمل کے لیے آمادہ ہو جاتی تھیں اسی طرح جب پردے کا حکم آیا تو انہوں نے سب سے موٹی چادر کو اپنے لیے دوپٹے کے طور پر استعمال کیا۔

جنت کی خوش بو سے بھی محروم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھی ہیں (ان کا ظہور

بعد میں ہوگا) ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو ماریں گے اور دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنی ہوئی ہوں گی مگر ننگی ہوں گی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر خوب بڑے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوش بو سونگھیں گی اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوش بو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔ (مسلم شریف، حصہ سوم، ص:۱۶۸۰)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور آج وہ زمانہ آگیا ہے جس میں اقتدار والے اپنے زیر دستوں پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں اور عورتیں فیشن کے نام پر ایسے کپڑے پہن رہی ہیں جن کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہے۔ آج وہ زمانہ بھی آگیا ہے کہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کر رہی ہیں اور خود بھی ان کی طرف مائل ہو رہی ہیں، زیب و زینت کے ساتھ جب عورتیں باہر نکلتی ہیں تو ان کی جانب مردوں کے دلوں کا میلان لازمی امر ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کام جس میں کوئی دنیوی فائدہ نہیں ہے اور آخرت میں اتنا بڑا عذاب کہ جنت کی خوش بو جو بڑی طویل مسافت سے سونگھی جائے گی، ایسی خواتین اس خوش بو سے بھی محروم ہوں گی جو فیشن کے نام پر اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں صحیح سوجھ بوجھ عطا فرمائے اور شرعی حدود کی پابندی کرتی ہوئی پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسرا باب

معاشرتی برائیاں

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہمارے معاشرے میں دن بہ دن بہت ساری برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں اور حد تو یہ ہے کہ اب ان برائیوں کو غلط بھی سمجھا نہیں جاتا۔ ایسے ماحول میں ہماری ذمے داری بنتی ہے کہ ہم ان برائیوں سے ہونے والے دینی و دنیوی نقصانات سے آشنا ہوں اور دوسروں کو بھی ان برائیوں سے ہونے والی خرابیوں کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ ہمارے معاشرے سے ان برائیوں کا خاتمہ ہو سکے۔

پہلی فصل

غیبت کی مذمت

خالق ارض و سما جل جلالہ نے قرآن کریم میں غیبت کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○ (ترجمہ) اے ایمان والو! بہت گمان سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈ و اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲)

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کی غیبت پسند نہیں کرتا تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیوں کہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے

اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت گوشت سے زیادہ آبرو پیاری ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان)

اِس آیۂ کریمہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے، وہ اسے کھلائیں، پلائیں، ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کیے گئے تھے۔ ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم مطبخ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ان کے پاس کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر یہی کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ نے بخل کیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں، مکی و مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (خزائن العرفان)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج شاید ہی کوئی عورت ایسی ہو جو غیبت کے گناہ میں مبتلا نہ ہو، ہر دو کی ملاقات پر کسی تیسرے کی غیبت کی جاتی ہے، گویا غیبت کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ آج کل آپس میں ناراضگی، دل آزاری، خون خرابہ اور دشمنی یہ سب اسی وجہ سے ہے۔ ہم ان برائیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں اور ان میں گرفتار ہوتی چلی جاتی ہیں جب کہ قرآن وحدیث کے فرامین کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کسی کی غیبت کی گویا اس نے اس کا گوشت کھایا۔ ایک سلیم الطبع اور حساس عورت کے لیے غیبت سے بچنے کے لیے ''اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ

لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتاً'' کا جملہ کافی ہے۔ ہمیں اپنی اہم ذمے داریوں میں سے یہ بھی سمجھنی چاہیے کہ ہمیں اپنے معاشرے سے غیبت کا خاتمہ کرنا ہے اور اس کے لیے عملی اقدامات کرنا اپنے لیے لازم کر لینا چاہیے۔

غیبت کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اُس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی: جو میں کہتا ہوں اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب تو وہ غیبت نہیں ہوگی؟ فرمایا: جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص: ۲۰۰۱)

غیبت زنا سے بھی بد تر

حضرت ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا. (ترجمہ) غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! غیبت زنا سے سخت کیوں کر ہے؟ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص: ۱۰۰)

اے خاتون جنت کی کنیزو! زنا جیسے فعل بد سے ہونے والی بربادی سے کون بے خبر ہے؟ ہم میں سے ہر کسی کو معلوم ہے کہ زنا کی وجہ سے رزق میں تنگی ہوتی ہے، چہرے کا نور

زائل ہوجاتا ہے اور دو خاندان تباہ و برباد ہوجاتے ہیں۔ زانیہ کی عزت معاشرے میں کچھ نہیں ہوتی ہے، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کو زنا سے بھی بدترین فرمایا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ غیبت کے نقصانات کتنے زیادہ ہوں گے اور اس کی سزائیں کتنی سخت ہوں گی۔ لہٰذا چند لمحوں کی زبان کی تھوڑی سی لذت کے لیے غیبت کر کے اپنی آخرت برباد نہیں کرنا چاہیے۔

حدیثِ معراج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شبِ معراج میں ایسی قوم پر گزرا جو اپنے چہرے اور سینے چھیلتے تھے، میں نے کہا یہ کون ہیں؟ بلبل سِدرہ نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی عزت وآبرو پر حملہ کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۲۶۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! غیبت کی سزا کتنی سخت ترین ہے کہ غیبت کرنے والی عورتیں قیامت کے دن اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی چہرے اور سینے چھیلتی ہوں گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب وہ کسی کی غیبت کی ہوں گی تو اس کو رسوا اور اس کے دل کو زخمی کی ہوں گی۔ اس لیے قیامت کے دن غیبت کرنے والیوں کو چہرہ اور سینہ چھیلنے کی سزا دی جائے گی تاکہ اسے اس کی تکلیف کا احساس ہو۔

غیبت کی بدبو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم ارواحُنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکات میں حاضر تھے، اچانک ایک بدبو اُٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ بدبو کیا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ھٰذِہٖ رِیْحُ الَّذِیْنَ یَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ. (ترجمہ) یہ اُن لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی

غیبت کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۲۳، ص:۹۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو بدبو فرمایا اس لیے کہ جب دو لوگ غیبت کرتے ہیں تو گویا ایک دوسرے سے مل کر اس کی نفرت و کدورت دل میں پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس شخص کا وقار مجروح ہوتا ہے اور وہ نفرتوں کا شکار ہوجاتا ہے اور معاشرے میں نفرتوں کا پھیلاؤ ہوتا ہے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدبو سے تعبیر فرمایا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس برائی سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش بھی کریں۔ اللہ ہم سب کو غیبت سے بچتی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب کیوں محسوس نہیں ہوتی؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غیبت کم کی جاتی تھی اس لیے اس کی بدبو آتی تھی مگر اب غیبت اتنی عام ہو گئی کہ مشام (دماغ میں سونگھنے کی قوت) اس کی بدبو کے عادی ہوگئے ہیں کہ وہ اسے محسوس ہی نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چمڑے رنگنے والوں کے گھر میں داخل ہو تو وہ اس کی بدبو سے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکے گا مگر وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے اور سوتے ہیں اور انھیں بو محسوس ہی نہیں ہوتی کیوں کہ ان کے مشام اِس قسم کی بُو کے عادی ہو چکے ہیں اور یہی حال اب اس غیبت کی بدبو کا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۶۱)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! آج شاید ہی کوئی محفل غیبت سے خالی ہو پھر بھی کثرتِ غیبت کی وجہ سے بدبو کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ آج ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اتنی دور ہوچکی ہیں کہ برائی کو برائی مان کر اور اس کی سزا کے بارے میں جان کر بھی بچنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ کاش ہمارے دلوں میں ذرا سا بھی خوف

خدا پیدا ہوجائے تو یقیناً ان برائیوں سے نفرت پیدا ہوجائے گی اور جب اس عمل میں اخروی نقصان کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے تو ہمیں لازماً اس سے بچنا چاہیے۔ اللہ اپنے اچھوں کے صدقے ہمیں بھی اچھی بنائے اور برائیوں سے بچائے۔

پیپ، خون اور مواد کی قے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن کے روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب شام ہوگئی تو لوگ آنا شروع ہو گئے اور ہر شخص حاضر ہو کر عرض کرتا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے دن میں روزہ رکھا مجھے اجازت دیجیے کہ میں افطار کروں، آپ اُسے اجازت مرحمت فرما دیتے، اسی طرح لوگ آتے گئے اور اجازت لیتے گئے یہاں تک کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے گھر کی دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے وہ آپ کی خدمت میں آتے ہوئے شرماتی ہیں انہیں افطار کی اجازت دے دیجیے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا: وہ شخص کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے؟ تم جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر تم روزے دار ہو تو کسی طرح قے کرو۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوتھڑے کی قے کی، اس شخص نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے اس کی بات کو سن کر فرمایا: اگر یہ چیز ان کے پیٹ میں موجود رہتی تو انہیں آگ جلاتی۔

ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ کچھ دیر بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! وہ دونوں مر چکی

ہیں یا مرنے کے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں میرے پاس لاؤ جب وہ آ گئیں تو آپ نے پیالہ منگوا کر ان میں سے ہر ایک سے فرمایا اس میں قے کرو۔ چنانچہ ایک نے پیپ، خون اور بدبودار مواد سے پیالہ بھر دیا پھر آپ نے دوسری سے بھی قے کرنے کو کہا تو اس نے بھی ویسے ہی قے کی۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے اللہ کے حلال کردہ رزق سے روزہ رکھا اور اللہ کی حرام کردہ اشیا سے افطار کیا، ان میں سے ایک دوسری کے پاس جا بیٹھی اور یہ دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حصہ:۳۹، ص:۵۹)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! بتاؤ اس سے بہتر بھی کوئی طریقہ ہوسکتا ہے جس سے غیبت کی اصلیت اور اس کی حقیقت کو سمجھا یا جائے؟ غور کریں کہ منہ سے کھایا بھی نہیں اور پیٹ سے گوشت اور پیپ وغیرہ قے میں نکل رہا ہے گویا غیبت کرنے والی عورتیں بظاہر لفظوں سے غیبت کرتی ہیں لیکن حقیقتاً جس کی غیبت کر رہی ہیں اس کا گوشت کھاتی ہیں جس کو تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قے میں نکلوا کر بتا دیا اس کے بعد بھی اگر آج ہم نہ سمجھیں تو کتنے افسوس کی بات ہے؟ بہر کیف ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہیں اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کا جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہیے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں غیبت سے بچائے۔

مردار گدھے کا گوشت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتِ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو جب سنگسار کیا گیا تو دو شخص آپس میں گفتگو کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو اللہ رب العزت نے اس کی پردہ پوشی کی تھی کہ اس کے جرم پر کوئی گواہ نہیں تھا مگر

اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتّے کی طرح سنگ سار کیا گیا............حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ان دونوں کی باتوں کو سن کر سکوت فرمایا، کچھ دیر تک چلتے رہے کہ راستے میں مرا ہوا گدھا
ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: جاؤ
اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ، انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اسے
کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: جو تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی وہ اس مردہ گدھے کے کھانے
سے بھی زیادہ سخت ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ
یعنی ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہے ہیں۔

(سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص: ۱۴۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توفیق
عطا فرمائی، انہوں نے دنیا کی سزا کو پسند فرمایا اور آخرت کی تکلیف سے بچ گئے۔ اس سچے
تائب اور فکر آخرت میں سرشار خدا کے بندے کی جب غیبت کی گئی تو غیبت کرنے والوں کو
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردار گدھے کے گوشت کھانے کا حکم دیا اور حضرت ماعز کے
بارے میں بھی بتا دیا کہ اس سچے تائب اور فکر آخرت میں سرشار کا مقام کیا ہے؟ پتہ چلا کہ اگر
اللہ عزوجل کسی کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے تو اس توبہ کرنے والے کو کبھی برا نہ کہا جائے اس لیے
کہ سچے دل سے توبہ کرنے والے پر مولا کریم کی نظر فرماتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان کی
حفاظت کریں، اپنے آپ کو بہت زیادہ پارسا اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں کہ اس میں اللہ اور
اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسی برائیوں سے اور
خصوصاً غیبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غیبت کی قدرے تفصیل

آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک ہر وہ بات غیبت میں

داخل ہے کہ اگر سننے والا سن لیتا تو اس کو بری لگتی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: صفیہ کے لیے یہ کافی
ہے کہ وہ ایسی ہیں (یعنی پستہ قد) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے
ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملایا جائے تو سمندر پر بھی وہ غالب آجائے۔

(سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص: ۲۶۹)

یعنی یہ بھی غیبت میں شمار ہے اور اس کی نحوست کا عالم یہ ہے کہ اگر سمندر میں ڈال
دیا جائے تو اس کو متأثر کر دے، اس سے ثابت ہوا کہ کسی پستہ قد کو ناٹی ٹھگنی اور بوُنی کہنا بھی
غیبت میں داخل ہے جب کہ بلا ضرورت ہو اور ضرورت یہ ہو کہ ایک ہی نام کی کئی عورتیں
ہوں تو شناخت کے طور پر کہہ سکتی ہیں مگر عام حالات میں ایسا کہنا جائز نہیں، یوں ہی کسی کی
آنکھ میں خرابی ہوتی ہے تو اس کو کانی اور پاؤں سے معذور ہو تو اسے لنگڑی کہتے ہیں یہ بھی
غیبت ہے اور ظاہر کرنے کی ضرورت ہو تو یوں کہنا مناسب ہے کہ فلاں عورت جس کی آنکھ
میں کچھ خرابی ہے یا جس کا پاؤں کچھ خراب ہے۔غرض کہ حتیّ الامکان ایک مسلمان مرد یا
عورت کو تکلیف دینے اور اس کا مذاق اڑانے سے پرہیز کریں۔ (عامۂ کتب فقہ)

بدن کی غیبت: یہ ہے کہ مثلاً کہا جائے یہ کتنی لمبی تڑنگی ہے یا یہ کہنا کہ یہ بلی کی آنکھوں
والی ہے وغیرہ۔ یہ بدن کی غیبت ہے۔

اخلاق کی غیبت: مثلاً کوئی اپنی مسلمان بہن کے بارے میں یوں کہے کہ بدخو ہے،
متکبر ہے، زبان دراز ہے، بزدل ہے، نکمّی ہے وغیرہ۔

لباس کی غیبت: اس کے کپڑے کتنے گندے ہیں، بڑے بھڑکیلے لباس پہنتی ہے
وغیرہ۔غرضیکہ ہر وہ بات غیبت میں داخل ہے کہ اگر سننے والی سن لیتی تو اس کو بری لگتی۔

غیبت یا حقیقت بیانی

حضرت مُعاوِیہ بن حَیدَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ لِلْفَاسِقِ غِیْبَۃٌ. (ترجمہ) فاسق وفاجر کے عیب بیان کرنا غیبت نہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دوازدہم، ص:۱۶۳)

فاسق کے عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس لیے اس کے عیب بیان کیے جائیں تا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں، اسی طرح مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب بیان کرنا تا کہ اس کی دادرسی ہو سکے، مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لیے کسی کے عیوب پیش کرنا۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لیا جائے بلکہ یوں کہے کہ ایک عورت نے ایک عورت کے ساتھ یہ کیا، بلکہ ہندہ و خالدہ جیسے فرضی ناموں سے تعبیر کیا جائے جیسا کہ اس زمانے میں استفتا کی یہی صورت ہے..........

پھر بھی اگر کسی نے نام لے لیا جب بھی جائز ہے اِس میں قباحت نہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔ ہندہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق حضور علیہ السلام کی خدمت میں شکایت پیش کی کہ وہ بخیل ہیں اُتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں۔ ارشاد فرمایا تم اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔ (بخاری شریف، حصہ ہفتم، ص:۶۵-۶۶)

اسی طرح مسلمانوں کو فتنے اور فساد سے بچانے کے لیے کسی کا عیب ظاہر کرنا اور جو شخص کھلے عام فسق و فجور اور طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب ہو مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، خیانت اور زنا جیسی برائیاں کسی میں ہوں تو اس کا بیان کر دینا اس نیت سے کہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اگر اس سے معاشرہ کی اصلاح مقصود ہو تو یہ غیبت نہیں۔ (کتب فقہ)

غیبت کا کفارہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے استغفار کرے اور یوں کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهٗ. (ترجمہ) اے اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے۔

(الدعوات الکبیرۃ للبیہقی، حصہ دوم، ص:۲۱۳، ناشر: غراس للنشر والتوزیع، کویت)

حکایت سعدیؔ علیہ الرحمۃ

بلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''گلستانِ سعدیؔ'' میں اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا، سنِ شعور کو نہ پہنچا تھا لیکن حال یہ تھا کہ میں عبادت بہت کرتا تھا، شب خیزی اور زہد و عبادت پر حریص تھا اور پرہیز گار بھی غضب کا تھا۔ ایک شب جب کہ والد مرحوم کی خدمت میں تھا ساری رات عبادت میں گزار دی اور تلاوت قرآن کرتا رہا۔ چند لوگ ہمارے قریب مزے سے سو رہے تھے، میں نے اپنے والد سے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے۔ خواب غفلت میں ایسے غرق ہیں گویا مردہ ہیں، والد گرامی نے فرمایا: بیٹے! اگر تم ساری رات سوتے تو اس عبادت سے بہتر تھا جسے تم نے ان کی غیبت کر کے ضائع کر دیا۔

(گلستانِ سعدی، باب دوم، ص:۲، ناشر: ہمہ رنگ کتاب گھر)

اے خاتون جنت کی کنیزو! یہ اللہ کے وہ نیک بندے تھے جو رضائے الٰہی کے لیے عبادت کرتے تھے لیکن اگر خودستائی اور کسی دوسرے کو حقیر جاننے والی بات منہ سے نکل جاتی تو فوراً تائب ہو جاتے اور لوگوں کو توبہ کی جانب راغب کر دیتے اور اگر غلطی سے کسی کو حقیر جان بھی لیا تو اس کا احساس ہوتے ہی رجوع بھی کر لیا کرتے لیکن ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو کسی سے کم نہیں سمجھتی ہیں، عبادت و ریاضت نہ کر کے بھی عابدوزاہد کہلوانا پسند کرتی ہیں اور اپنی تعریف اپنے ہی منہ سے کرنے کی عادت بنا چکی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں نیک بنائے اور نفسِ اَمّارہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔

غیبت سے بچنے کا ایک آسان طریقہ

محقق علی الاطلاق سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: جب کسی مجلس میں بیٹھو تو کہو ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ“ اس کی برکت سے اللہ عزوجل تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے بچائے رکھے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو ”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ“ پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔ (جذب القلوب، ص:۲۶۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ان کلمات کو یاد کرلیں، خود بھی اس کی پابندی کریں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دونوں جہاں میں اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

دوسری فصل

تَکَبُّر کی مذمت

اے خاتون جنت کی کنیزو! تکبر اور خود بینی فضائل سے دور کردیتے ہیں اور رذائل کے حصول کا سبب بنتے ہیں اور انسان کی ذلت و رسوائی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تکبر اسے نصیحت سننے نہ دے اور وہ اچھی عادتوں کے قبول کرنے میں پس و پیش کرے۔ تکبر کا معنی ہے ”دوسروں کو حقیر سمجھتی ہوئی اپنے آپ کو سب سے بڑی اور اعلیٰ تصور کرنا“۔

اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں تکبر کی مذمت کی ہے اور متکبر کو برا گردانا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ. (ترجمہ) البتہ میں ضرور ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ (سورۂ اعراف، آیت:۱۴۶)

ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ. (ترجمہ) وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں بہت جلد جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ (سورۂ مومن، آیت:۶۰)

جنت سے محروم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر اور غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج جو کچھ ٹوٹی پھوٹی عبادت یا اچھائی کرنے کی سعادت اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے وہ سب ہم جنت کے حصول کی غرض سے ہی کرتی ہیں کاش ہمارے کسی نیک عمل کو اللہ عزوجل قبول فرمائے اور جنت کا مژدۂ جانفزا ہمیں عطا کردے، لیکن اگر کسی کو اپنی عبادت اور تقویٰ پر غرور وتکبر پیدا ہوجائے اور وہ اکڑنے لگے، دوسری عورتوں میں اپنی بڑائی کی طلب گار رہے تو اللہ عزوجل اس کی عبادت وریاضت نہیں دیکھتا ہے بلکہ جو تکبر کرے خواہ مال واقتدار کی وجہ سے یا شہرت کی وجہ سے اللہ عزوجل اسے جنت میں نہیں جانے دے گا۔ لہٰذا ہر اس عمل سے بچنا چاہیے جو جنت میں جانے سے روکتا ہو۔ تکبر یقیناً جنت میں جانے سے روکنے والا عمل ہے، لہٰذا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کریں کہ پروردگار ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور ہمیں تکبر سے بچائے۔

متکبر پر نظرِ رحمت نہ ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا فقیر۔ (مسلم شریف، حصہ اول، ص:۱۰۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل اگر قیامت کے دن نظر رحمت نہ فرمائے تو ہماری نجات کیسے ہوگی اور ہمیں کس کی پناہ ملے گی؟ ہر کسی کی خواہش ہوگی کہ قیامت کے ہول

ناک دن رب کی رحمت ہماری طرف مائل ہو اور اللہ عزوجل ہم سے کلام فرمائے لیکن تین کم نصیبوں سے اللہ عزوجل کلام نہ فرمائے گا، نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا (۱) بوڑھا زانی، زنا تو ہر عمر میں گناہِ کبیرہ ہے لیکن بالخصوص بڑھاپے میں انسان کو اللہ عزوجل سے زیادہ ڈرنا چاہیے، اس لیے کہ وہ عمر کی اس منزل پر قدم رکھ چکا ہوتا ہے جہاں لوگ اسے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں، اگر ان کا اعتماد توڑ کر اپنی عمر کا لحاظ رکھے بغیر وہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس پر رحمت کی نظر کیسے فرمائے گا؟ (۲) جھوٹا بادشاہ، اس پر لوگ اعتماد کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ ہوکر بھی جھوٹ کیسے بولے گا لیکن بادشاہ جھوٹ بول کر دھوکا دیتا ہے تو مولیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔ تکبر اور گھمنڈ کسی کے لیے زیبا نہیں دیتا، لیکن جو شخص غربت اور افلاس سے پریشان ہونے کے باوجود اکڑتا ہو اور تواضع کے بجائے گھمنڈ اور تکبر کرتا ہو جیسا کہ آج ہم بہت سی ایسی خواتین کو دیکھتی ہیں جو مفلسی کے باوجود تکبر اور گھمنڈ کرتی ہیں، ایسی خواتین پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان سے کلام فرمائے گا۔

کُتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا: اے لوگو! تواضع اختیار کرو، میں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے خدائے رفیع اسے بلند فرمادیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کردیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوتا ہے اور اپنے تئیں خود کو بڑا سمجھتا ہے حالانکہ آخر کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سُوَر سے

بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ دہم، ص:۴۵۵)

اس روایت سے پتہ چلا کہ بلند وہ نہیں ہے جو خود اپنے آپ کو بلند سمجھے بلکہ بلند وہ ہے جسے اللہ رب العزت بلندی عطا فرمائے۔ خود کو بلند سمجھنے والے مردوں اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ کُتے اور سُوَر سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔ جس طرح انسان کتے اور سور کو ذلیل سمجھ کر کبھی پتھر مارتے ہیں، کبھی اپنی آبادی سے نکالنے کی ترکیبیں سوچتے ہیں ویسا ہی انجام متکبر شخص کا ہوتا ہے۔ ذرا سوچو اور غور کرو کہ خود کو بڑی سمجھ کر کیا حاصل ہوگا؟ اس سے بہتر ہے کہ تواضع اور عاجزی اختیار کیا جائے، انکساری کا دامن تھامی رہیں اور کبھی یہ خیال اپنے دل میں لائیں کہ ''ہم بھی کچھ ہیں''۔ خبردار! اللہ نہ کرے کہ ایسا خیال ہمارے دل میں آئے۔ یاد رکھو! جس دن ایسا خیال ہمارے دل میں آئے گا اسی دن ہم اپنی تباہی اور بربادی کو دعوت دے چکی ہوں گی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو متواضع بنائے۔

متکبر جہنمی ہے

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں دوزخیوں سے متعلق نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے خود بتایا کہ ہر متکبر اور بری عادت والا شخص جہنمی ہے۔ (صحیح ابن حبان، حصہ دوازدہم، ص:۴۹۲)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل نے جنت اور دوزخ دونوں پیدا فرمائی اور دونوں میں انسان جائیں گے۔ دوزخ میں جو ڈالے جائیں گے ان کے حوالے سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ درشت خُو یعنی بری عادت، برے اخلاق، ترش لب و لہجہ میں کلام کرنے والے اور متکبر شخص یعنی خود کو بڑا سمجھنے والے۔ آج کل بہت سی خواتین دولت کی فراوانی کی وجہ سے غریبوں کو حقیر سمجھتی ہیں اور ہمیشہ ان کی خواہش یہی رہتی ہے کہ غریب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوں (معاذ اللہ) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ایسی خواتین کو دوزخی قرار دیا ہے۔ لہٰذا خدانخواستہ ہم میں سے جس کسی کے اندر یہ برائیاں ہوں اسے چاہیے کہ ان سے باز آکر سچے دل سے توبہ کرلے تاکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی حاصل ہو سکے۔

تکبر صرف اللہ کو زیبا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث قدسی میں ہے: کبریائی اور بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا اِزار ہے۔ جو شخص اِن دونوں میں سے کسی پر میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور ذرا بھی پرواہ نہ کروں گا۔

(سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۵۹)

اس حدیث میں ایک مثال کے ذریعہ ایک بڑی حقیقت کو ہمارے ذہن و دماغ میں بسانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ کبریائی اور عظمت خدا کی ایسی صفتیں ہیں جو اس کے لیے خاص ہیں، اس کے بندوں یا بندیوں کے لیے جو چیز زیب دیتی ہے وہ عظمت و بزرگی نہیں بلکہ وہ عاجزی و انکساری ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا: جو کوئی ان دونوں میں سے کسی پر مجھ سے جھگڑا کرے میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو کبر و نخوت جیسی مذموم عادتوں سے بچائے۔ آمین

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی مبارک ہتھیلی پر لُعابِ دہن لگا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو غرور کر رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے اِس جیسے پانی سے پیدا کیا ہے یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مکمل کر دیا تو تو رنگ برنگے کپڑے پہن کر زمین پر دندناتا پھر رہا ہے حالانکہ تجھے اُسی زمین میں جانا ہے۔ تو نے مال جمع کر کے اسے روک لیا مگر جب موت تیرے سامنے آجاتی ہے تو صدقہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں؟ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ پنجم، ص:۱۳۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جن چیزوں کی وجہ سے انسان مغرور ہوتا ہے دنیا سے کوچ کے وقت انہیں چیزوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان مال کی وجہ سے مغرور ہوا اب مال دے کر اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ کاش! مال کو موت سے پہلے صدقہ وخیرات کرتا رہتا اور غرور نہ کرتا تو موت کے وقت بے چینی نہ ہوتی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ وہ انسان آخر غرور کس بات پر کرے جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک ناپاک قطرے سے پیدا کیا گیا ہے۔ مولا عزوجل ہم سب کو دونوں جہان میں عزت وسرخ روئی نصیب فرمائے اور ہر برائی سے بچائے۔

تین اشخاص پر جہنم کا مخصوص عذاب

نبیِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو کان، دو آنکھیں اور قوتِ گویائی رکھنے والی زبان ہوگی وہ کہے گی مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر سرکش متکبر کے لیے، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کے لیے اور تصویریں بنانے والے کے لیے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۱۰۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جہنم کے عذاب کے تصور ہی سے دل دہل جاتا ہے اور مزید برآں مخصوص قسم کا عذاب مخصوص لوگوں پر مذکورہ حدیث شریف میں جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کبر اور تصویر کشی کا عمل قومِ مسلم میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اللہ رحم و کرم فرمائے۔ آج ہر کوئی اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے چاہے وہ کچھ بھی نہ ہو جب کہ قرونِ اُولٰی کے مسلمان جو صحیح معنوں میں مسلمان تھے وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

اگر آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتی ہو تو باز آجاؤ ایسے اعمال سے اور آج ہی اپنے معبودِ برحق کی بارگاہ میں توبہ کرلو۔ وہ غفور ورحیم ہے ضرور رحمت کی نظر فرمائے گا۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو ان اعمالِ بد سے محفوظ فرمائے۔

متکبر چیونٹیوں کے مانند

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میدانِ محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ہر طرف سے ذلت ورسوائی ان پر چھا رہی ہوگی اور یہ لوگ گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اس قید خانے میں قید کردیے جائیں گے جس کا نام ''بُولَس'' (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جس کا نام ''نَارُ الْاَنْیَار'' ہے اور انہیں دوزخیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ دہم، ص:۷)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تکبر کا انجام بتا دیا۔ کتنا احسان ہے ہم پر سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کہ جن گناہوں کے سبب آخرت میں ذلت ورسوائی ہوگی ان کی نشان دہی دنیا ہی میں فرما دی۔ دنیا میں گردن اونچی کر کے چلنے، اپنے آپ کو بڑی سمجھنے اور اکڑ کر چلنے کی سزا کل بروز قیامت ذلت ورسوائی کی شکل میں دی جائے گی۔

ربِّ قدیر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆

تیسری فصل

جھوٹ کی لعنت

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جھوٹ بہت بڑا عیب اور بدترین گناہ کبیرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں اَن گنت برائیاں محض جھوٹ کی وجہ سے پروان چڑھتی ہیں۔ جھوٹ بہ ظاہر ایک گناہ ہے لیکن اس سے ہزاروں گناہ جنم لیتے ہیں۔ جھوٹی عورت پر کوئی اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا اور نہ اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔ جو عورت جھوٹی ہوتی ہے اس کی سچ بات بھی مشکوک و مشتبہ ہو جاتی ہے۔ غرض کہ جھوٹی عورت دنیا میں بھی بے اعتبار و ذلیل ہوتی ہے اور آخرت میں بھی عذابِ نار کی مستحق ہوتی ہے۔

جھوٹ کی برائی اور جھوٹ کی مذمت کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن حکیم میں ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. (ترجمہ) تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت:۶۱)

لعنت کا مطلب یہ ہے کہ بندی جھوٹ بول کر اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتی ہے۔ متعدد احادیث کریمہ جھوٹ کی مذمت اور جھوٹوں کے ملعون و مردود ہونے کے بارے میں موجود ہیں جن میں سے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مومنہ جھوٹی نہیں ہو سکتی

حضرت صفوان بن سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں، ہوسکتا ہے، پھر پوچھا گیا: کیا مومن کذّاب (جھوٹا) ہوسکتا ہے؟ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۴۵۶)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! جو عورت مومنہ ہوگی وہ یقیناً اپنے آپ کو جھوٹ سے بچائے گی کیوں کہ مومنہ اللہ سے ڈرتی ہے اور اس کی رحمت کی طلب گار رہتی ہے۔ مومنہ عورت پر دوسری عورتوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ واقعی جھوٹ اتنا برا فعل ہے کہ معاشرے میں جھوٹی عورتوں کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایمان اور جھوٹ دونوں کسی بندی میں جمع ہوں ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا بزدل ہونا ممکن ہے، مومن کا بخیل ہونا ممکن ہے لیکن مومن کذاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ نہ کرے صد بار نہ کرے کہ ہماری زبان سے جھوٹ نکل جاتا ہو تو ڈرنا چاہیے کہ ہمارا ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے لہٰذا جھوٹ سے بچنا گویا ایمان کو بچانا ہے۔ اللہ عزوجل صادق الوعد الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے جھوٹ سے بچنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۳۴۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، اسی طرح ذکر الٰہی اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں بھی فرشتے ہوتے ہیں، بازار میں بھی فرشتے ہوتے ہیں۔لیکن کوئی بندی جب جھوٹ بولتی ہے تو اس کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔غور کریں کہ جب جھوٹ بولنے والی کے ساتھ فرشتے نہیں رہنا چاہتے تو اللہ عزوجل کی رحمت اس کے ساتھ کیسے رہے گی؟ اور جب رحمت نہیں رہے گی تو برکت کہاں سے رہے گی، لہٰذا خدارا اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاؤ اور اللہ کی رحمت و برکت کے حصول کے لیے اپنے دامن کو جھوٹ کے داغ سے بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ہر حال میں سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نفاق کی علامت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے ایک پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہے جب تک کہ وہ اسے ترک نہ کردے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔ (۴) جب جھگڑا کرے تو بیہودہ باتیں یعنی گالی گلوچ کرے۔

(بخاری شریف، حصہ اول، ص:۱۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! منافقوں کی خصلت کا ذکر حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔ منافق کا ٹھکانہ قیامت میں کیا ہوگا، پہلے اسے جان لیں تاکہ نفاق سے بچنے کی کوشش کریں۔ قرآن مقدس میں رب قدیر نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. (ترجمہ) بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہیں۔

(سورۂ نسا، آیت:۱۴۵)

نفاق کی مذکورہ چار علامتیں آج تقریباً امت مسلمہ کے اکثر افراد میں نظر آتی ہیں۔ پہلی علامت خیانت کی بلا ہے جو ہمارے درمیان عام ہے، ہم امانتوں میں خیانت کو گناہ تصور ہی نہیں کرتیں۔ دوسری علامت وعدہ خلافی ہے جو تجارت کے میدان سے لے کر ہر محاذ پر عام ہے۔ تیسری علامت جھوٹ ہے یہ تو آج کے دور میں فن کا درجہ پا چکی ہے۔ (معاذ اللہ) اور چوتھی علامت جھگڑے میں بے ہودہ گوئی ہے یہ بھی خاص کر عورتوں میں ایک عام بات ہوگئی ہے، اس کو بھی اکثر خواتین برا نہیں سمجھتیں بلکہ بعض جگہوں پر تو فیشن کے طور پر بیہودہ کلمات استعمال کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ برائیاں ہم میں ہیں تو فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہمارے اندر نفاق کی نشانیاں پائی جارہی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ مذکورہ چاروں خصلتوں سے توبہ کریں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ دعا کریں کہ ہمیں ہر حال میں نفاق کی علامتوں سے بچائے۔

سب سے بڑا جھوٹ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انھوں نے نہیں دیکھیں۔ (بخاری شریف، حصہ نہم، ص:۴۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی خاتون جھوٹا خواب بیان کریں۔ آج ہمارے درمیان یہ برائی بھی عام ہوچکی ہے کہ خواتین آپس میں جھوٹے خواب بیان کرنے میں کسی بھی قسم کا خوف نہیں محسوس کرتی ہیں۔ اسی طرح اس سے مراد جھوٹی گواہی بھی ہوسکتی ہے کہ کوئی خاتون کسی کے بارے میں گواہی دے جب کہ اس

نے اسے وہ کام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کے مطابق اس قسم کے جھوٹ سب سے بڑے جھوٹ کہلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ہر قسم کے جھوٹ سے بچائے۔

جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں گناہِ کبیرہ میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہوں کو نہ بتادوں؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہوں میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ (۱) خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) ماں باپ کی نافرمانی اور ان کی اِیذا رسانی۔ یہ فرماتے وقت حضور تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند لگا کر لیٹے ہوئے تھے، آپ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ. (ترجمہ) خبردار! اور (۳) جھوٹ بات۔ پھر اسی لفظ کو اتنی دیر تک دہراتے رہے کہ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا: کاش! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بات کے فرمانے سے خاموش ہو جاتے اور اس سے آگے کوئی دوسری بات فرماتے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۴)

اے خاتون جنت کی کنیزو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کا ذکر کرتے ہوئے جب جھوٹ کا ذکر فرمایا تو کس طرح اچانک بیٹھ گئے اور آگاہ کرتے ہوئے خبردار کرتے ہوئے، جھوٹ کو گناہ کبیرہ میں بتایا تاکہ ہمارے دلوں میں جھوٹ بولنے سے نفرت پیدا ہو اور ہم اس گناہ کبیرہ سے اپنے آپ کو بچائیں۔

حضرتِ لقمان علیہ السلام کی نصیحت

آپ نے اپنے بیٹوں سے بہ طور نصیحت ارشاد فرمایا: جھوٹ مت بولنا اگرچہ جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن ذرا سے جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو

ہلاک و برباد کردیتی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ ششم، ص:۵۱۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹوں کو جھوٹ سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہیں جب کہ ہم اپنے بچوں کو خود جھوٹ بولنا سکھاتی ہیں۔ (اللہ کی پناہ) حضرت لقمان علیہ السلام نے مثال بھی کتنی اچھی دی کہ جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن معمولی جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو ہلاک و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ جس طرح گوشت کی لذت تھوڑی دیر کے لیے ہے یوں ہی جھوٹ کی لذت بھی تھوڑی دیر کے لیے ہے۔ کاش ہم سمجھنے کی کوشش کرتیں اور جھوٹ سے بچ کر خود کو ہلاک ہونے سے بچاتیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر کے تمام بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جھوٹ کی آفتوں سے آگاہ کرتے رہیں تاکہ بچوں کو جھوٹ کی برائی کا پتہ چل سکے۔ مولا ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑی خیانت

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے سچا جان رہا ہو حالاں کہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

(سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص:۲۹۳)

اے خاتون جنت کی کنیزو! مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہت کم لوگ اس سے محفوظ نظر آئیں گے۔ ہم کوشش کریں کہ ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں دونوں جہاں کی رسوائیوں سے بچالے گا اور خوب عزت اور برکتوں سے نوازے گا۔

جھوٹ سے بچنے کی برکت

سید الاولیا پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے پہاڑی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ ڈاکوؤں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقت ور قزاق احمد بَدْوِیْ تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خوں خوار قزاقوں سے مقابلے کی سکت نہ تھی، قزاقوں نے قافلے کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اُسے تقسیم کرنے کے لیے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ اطمینان سے کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر آپ پر پڑی اور اس نے آپ سے پوچھا: کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ حضور غوث اعظم نے بلا خوف و ہراس کے اطمینان کے ساتھ جواب دیا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہِ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا پھر ایک دوسرے ڈاکو نے پوچھا: لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس رہزن نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑا دی اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا، پہلا قزاق وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی، ان دونوں ڈاکوؤں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا: اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ، دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور غوث اعظم کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس نوجوان کو دیکھ کر پوچھا: سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے کہا: کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں واقعی چالیس دینار نکلے، ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے، قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے اِستعجاب کے عالم میں کہا: لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہ ڈرے اور اِن دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ سیدنا غوث اعظم نے فرمایا: میری پاک باز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے نکلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کبھی زبان پر نہ لانا۔ بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کو بچانے کی خاطر کیوں کر فراموش کر سکتا ہوں؟

یہ الفاظ احمد بدوی کے دل میں بیٹھ گئے، اس نے روتے ہوئے کہا: تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس ولحاظ رکھا اور مجھ پر افسوس ہے کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں، یہ کہہ کر وہ اتنا رویا کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر سیدنا غوث اعظم کے قدموں پر بے اختیار گر پڑا اور رہزنی سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بہ یک زبان کہا اے سردار! تو رہزنی اور ڈکیتی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی ہمارا پیش رَو ہے۔ (سچی حکایات، ص: ۴۳۰-۴۳۱)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! مذکورہ واقعہ سے ہمیں خوب نصیحت حاصل کرنی چاہیے، صرف ''غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے'' کے نعرے سے ہی نہیں بلکہ غوث اعظم کے کردار کو اپنا کر ان کی محبت کا ثبوت دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار و اعمال کا صدقہ عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆

چوتھی فصل

حسد کی مذمت

قرآن کریم میں خدائے وحدہٗ لاشریک کا فرمان عالی شان ہے: وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۝ وَ اسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (ترجمہ) اور اس کی آرزو نہ کر جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔ مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورۂ نسا، آیت: ۳۲)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ. (ترجمہ) (اور تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں) حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

اے خاتون جنت کی کنیزو! اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پناہ مانگنے کا حکم دے رہا ہے کس کی پناہ اور کس سے پناہ؟ تو فرمایا: میری پناہ مانگو حسد والے کی شر سے جب وہ جلے۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے جتنا نقصان بھی ممکن ہو پہنچانا چاہتا ہے اور اس میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا، اپنی ساری طاقت صرف کر دیتا ہے۔ اس لیے اللہ کی پناہ

مانگنے کا حکم دیا گیا تا کہ اس کی پناہ میں آنے کے بعد کوئی شر قریب نہ آ سکے۔ حسد کسے کہتے ہیں، اسے سمجھتی چلیں تا کہ اس گناہِ عظیم سے بچنے کی کوشش کر سکیں۔

غصے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینے سے حسد، حسد صرف نعمت اور عطائے خداوندی پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کسی بندی پر جب کوئی انعام فرماتا ہے تو اس کی بہن کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس نعمت کو ناپسند کرتی ہے اور اس کے زوال کی خواہش کرتی ہے یہ حالت حسد ہے۔

گویا حسد کہتے ہیں نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ نہ اس کی نعمت کے زوال کی خواہش کرتی ہے اور نہ اس کے وجود کے باقی رہنے کو برا جانتی ہے لیکن یہ ضرور چاہتی ہے کہ اسے بھی ایسی نعمت مل جائے اس کا نام غِبطہ اور رشک ہے۔ رشک کرنا جائز ہے جب کہ حسد کرنا سخت حرام۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابوداؤد، حصہ چہارم، ص: ۲۷۶)

اے خاتون جنت کی کنیزو! نیکی کرنا آج کے اس پرفتن دور میں کتنا دشوار ہے آپ بخوبی جانتی ہیں۔ اس بھیانک ماحول میں ہمارے پاس نیکی کرنے کا وقت مشکل سے نکلتا ہے بلکہ برائیوں کے اس سیلاب میں ہم نیکی کرنا بھی چاہیں تو وہ بھی بہت مشکل ہے، اگر بڑی مشکل سے ہم نے نیکی کر بھی لیا تو اس کا بچانا بہت مشکل امر ہے۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیکیوں کو تباہ کرنے والے اعمال کی نشان دہی فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

مذکورہ مثال سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ جس طرح آگ لکڑی کو جلانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتی اسی طرح حسد بھی نیکیوں کو جلانے میں کوئی کمی نہیں رکھتا۔ اس لیے اگر نیکیوں کی

حفاظت مقصود ہو تو حسد جیسے برے عمل سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ پروردگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو ہر برے عمل سے بچائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ بُغض اور حسد نہ رکھو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق اور اے خدا کے بندو! آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع کرے۔ (بخاری شریف، حصہ ہشتم، ص:۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! جن چیزوں سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچنے کا حکم دیا ہے ہم انہیں چیزوں کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ بغض سے منع فرمایا، حسد سے منع فرمایا، دشمنی اور قطع تعلق سے منع فرمایا مگر آج آپس میں بغض وحسد، دشمنی اور قطع تعلق جیسی برائیاں معاشرے کا ایک حصہ بن چکی ہیں۔ ہم اپنی ذاتی منفعت کے لیے حرام کردہ چیزوں کا خیال تک نہیں کرتیں۔ کاش ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتیں تو وہی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر کرم کی نظر فرما دیتے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہمیں ہر مسلمان عورت کو اپنی بہن سمجھنا چاہیے اور جس طرح ہماری اپنی سگی بہن کو کوئی نعمت ملے تو ہمیں خوشی ہوتی ہے اسی طرح کسی بھی مسلمان عورت کو کوئی نعمت ملے تو ہمیں خوشی ہونی چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندوں کے اعمال ہر ہفتے دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں، پیر اور جمعرات کو، پس ہر بندے کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے اس کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہو، اس سے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی

فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ باز آجائیں۔

(مسلم شریف، حصہ چہارم، ص:۱۹۸۷)

اے خاتون جنت کی کنیزو! پیر اور جمعرات کو ہمارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ کریم کی شانِ کریمی تو دیکھیے کہ وہ سب کو بخش دیتا ہے سوائے ان دو مردوں یا عورتوں کے جو آپس میں بغض وکینہ رکھیں ان کی بخشش نہیں فرماتا۔ اس سے بڑھ کر ان کی کم نصیبی کیا ہوگی کہ کریم تو بخشنا چاہتا ہے لیکن بغض وکینہ بخشش کے لیے مانع ہے۔

پتہ چلا کہ بغض وکینہ اتنا برا فعل ہے کہ اللہ عزوجل اسے سخت ناپسند فرماتا ہے اور اس مرض میں مبتلا رہنے والے مردوں اور عورتوں پر اتنا ناراض ہوتا ہے کہ فرشتوں کو ان کے حال پر چھوڑنے کا حکم دے دیتا ہے جب تک وہ باز نہ آجائیں۔

سابقہ امتوں کی بیماری

حضرت زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی ہے وہ بیماری حسد وبغض ہے جو مونڈنے والی ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔

(ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۶۶۴)

اللہ اکبر! اے خاتون جنت کی کنیزو! پچھلی امتوں نے دین کا پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا، آپ دیکھیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا اور اپنی مرضی کے مطابق آسمانی کتابوں میں ردّ و بدل کیا، بلکہ بغض وحسد کی انتہا کا یہ عالم کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق جو بشارتیں ان کی کتابوں میں موجود تھیں ان کا بھی انکار کر دیا۔ عظمتِ رسالت کا انکار یہود ونصاریٰ نے محض بغض وحسد کی وجہ سے کیا تھا اور اس طرح انہوں نے دین کو مونڈنے کا کام انجام دیا۔

تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ آپ نے دین برباد ہونے کے اسباب بیان فرمادیا اور دین کی حفاظت کے اصول بھی عطا فرمادیے۔ اللہ جل مجدہ الکریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

اللّٰہ کی نعمتوں کے دشمن

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں، عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو لوگوں سے ان کی نعمتوں کی وجہ سے جلتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہیں۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۱۸۸)

اے خاتون جنت کی کنیزو! آج حسد و جلن کی بیماری عام ہے اگر کسی کو ترقی یا عزت حاصل ہو جائے تو اس کے رشتے داروں اور دوستوں کو جلن ہونے لگتی ہے اور وہ اس نعمت کے زوال کی دعا اور انتظار کرنے لگتے ہیں۔ کاش کہ تھوڑی سی عقل استعمال کرتے تو کبھی نعمتوں کے ملنے پر حسد نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ نعمتیں دینے والا تو وہ اللہ ہے، جس کی شان یہ ہے کہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے مال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے خوشی دیتا ہے اور بندی جلن کر کے گویا عطائے خداوندی پر اعتراض کر رہی ہے۔ خبردار! آج ہی سے حسد و کینہ کو اپنے دلوں سے ختم کرو تا کہ اللہ عزوجل تمہیں بھی دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمادے۔

مصیبت پر خوش ہونے والا

حضرت واثِلَہ بن اَسْقَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش مت ہو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دے گا اور تجھے مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی شریف، حصہ چہارم، ص:۲۶۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! ایک مسلمان عورت کو یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ اپنی مسلمان بہن کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہو اگر چہ وہ اِسے ہزار ہا تکلیف پہنچاتی ہو بلکہ اگر ہماری کوئی مسلمان بہن کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو ہمیں حتی الامکان اس کی مدد اور اس کے لیے نجات کی دعا کرنی چاہیے۔

یاد رکھیں! اگر کسی کو تکلیف میں دیکھ کر آپ نے اس کے لیے نجات کی دعا کی تو ان شاء اللہ پروردگار عالم آپ کی دعا سے اس کو بھی مصیبت سے نجات دے گا اور آپ پر آنے والی مصیبت کو بھی ٹال دے گا۔ ٹھیک کہا ہے کسی نے کہ کر بھلا تو ہو بھلا۔ اللہ نہ کرے اگر کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر ہمیں خوشی محسوس ہوئی تو ڈر ہے کہ کہیں اللہ عزوجل اس سے مصیبت دور فرما کر ہمیں اس میں مبتلا نہ فرمادے۔ لہٰذا خود کو مصیبت سے بچانا ہے تو دوسروں کی مصیبت سے خوش نہیں ہونا چاہیے۔ پروردگار عالم جملہ مسلمانوں کو خوشیاں عطا کرے ان کے صدقے میں ہم سب کو بھی عطا کرے۔

حضور ﷺ کو اپنی امت میں حسد کا خوف تھا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ ان میں مال زیادہ ہو جائے اور آپس میں حسد کر کے کُشت و خون کریں۔ (احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص:۱۸۸)

حسد کا سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال کی کثرت بیان فرمائی اور یہ بھی کہ حسد کے سبب آپس میں خون خرابہ ہوگا، چنانچہ آج یہی ہو رہا ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کا خوف تھا کیا وہ آج اس امت میں نظر نہیں آ رہی ہے۔ یقیناً آج چند روپیوں کے لیے یا کسی کو ترقی کرتے دیکھ کر یا کسی کے پاس مال کی فراوانی دیکھ کر اسے تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور روز بہ روز یہ امت خون خرابے کی شکار ہوتی جا

رہی ہے۔کاش حسد جیسی بدترین بیماری سے ہم بچ جائیں تو یقیناً ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوجائیں اور آپس میں الفت ومحبت نیز اطمینان کی دولت حاصل ہوجائے۔آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہم سب کو حسد سے بچائے اور سب کو خوش دیکھ کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں جنت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔آپ نے فرمایا: ابھی اس راستے سے تمہارے سامنے ایک جنتی آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے، ان کے بائیں ہاتھ میں جوتے تھے اور داڑھی کے بالوں میں سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔انہوں نے ہم لوگوں کو سلام کیا، دوسرے روز بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور یہی صحابی سامنے آئے اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ ہوا۔جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان انصاری صحابی کا پیچھا کیا اور ان سے کہا: میرے اور میرے والد کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔آپ اجازت دیں تو میں یہ تین راتیں آپ کے پاس گزارلوں؟

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے تین راتیں ان کے گھر گزاریں۔انہوں نے دیکھا کہ وہ رات کو تھوڑی دیر کے لیے بھی نماز کے واسطے نہیں اٹھتے تھے البتہ جب کروٹ بدلتے تو اللہ کا نام ضرور لیتے مگر صبح کی نماز تک بستر پر ہی لیٹے رہتے تھے۔تاہم میں نے اس عرصے میں ان کی زبان سے خیر کے علاوہ کچھ نہیں سُنا۔جب تین روز گزر گئے اور مجھے ان کے اعمال کے معمولی ہونے کا یقین ہوگیا تو میں نے ان سے کہا: اے

بندۂ خدا! میرے اور والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی تھی اور نہ ہی بے بناؤ۔مگر میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں جنت کی بشارت دیتے ہوئے سنا تھا اس لیے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ تمہارے اعمال تو دیکھوں جن کی بناپر تمہیں دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری دی گئی ہے۔ان تین دنوں میں میں نے تو آپ کو کچھ زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر تم اس درجے تک کیسے پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے اعمال تو بس یہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔جب میں جانے لگا تو انہوں نے آواز دے کر بلایا اور کہنے لگے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے کدورت اور کینہ نہیں رکھتا ہوں اور نہ کسی سے حسد کرتا ہوں کہ اللہ نے اسے نعمت کیوں عطا کی ہے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: تمہاری انہیں خوبیوں نے تمہیں اس درجے تک پہنچایا ہے اور یہ باتیں ہمارے دائرۂ طاقت سے باہر ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص:۸)

عرشِ الٰہی کے سائے میں

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب خدائے تعالیٰ سے باتیں کرنے کو طور پر گئے تو ایک آدمی کو عرش کے سائے میں دیکھا، آپ کو اس شخص کے رتبے پر رشک آیا اور جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ مجھے اس کا نام معلوم ہوجائے۔ارشاد ہوا کہ نام کیا بتلائیں ہم تمہیں اس کے اعمال بتلاتے ہیں وہ کسی سے حسد نہیں کرتا تھا، اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا اور چغل خوری نہیں کرتا تھا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حصہ نہم، ص:۲۲)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نبی ہوکر اس بندے کے مرتبے پر رشک کررہے ہیں۔اس بندے کی قسمت پر قربان، عرش کے سائے میں جگہ پانے والے اس خوش نصیب کی عادت کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عطا فرمائے اور حسد وچغل خوری سے بچنے کے ساتھ ساتھ والدین کی فرماں برداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حسد کا وبال

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک شخص بادشاہ کے پاس جاتا اور اس کے سامنے جا کر یہ جملہ کہا کرتا: محسن کے ساتھ اس کے احسان کے جواب میں اچھا سلوک کرو، بدی کرنے والے کے لیے تو اس کی بدی ہی کافی ہے۔

ایک شخص کو اس کی جرأت اور بادشاہ کے یہاں اس کے مرتبے پر حسد ہوا اور اس نے بادشاہ سے چغلی کی کہ فلاں شخص جو کھڑا ہو کر آپ کے سامنے یہ جملہ کہا کرتا ہے آپ سے نفرت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن (بدبودار منہ والا) ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا: اس کی تصدیق کی صورت کیا ہے؟ چغل خور نے کہا: جب وہ دربار میں کھڑے ہو کر یہ جملہ کہتا ہے تو یہ سوچ کر اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ آپ کے منہ کی بدبو اسے پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا ہم اس کا امتحان لیں گے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو اسے دردناک سزا دیں گے۔ ایک طرف چغل خور نے بادشاہ کو بھڑکایا تو دوسری طرف اس حق گو کو ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن زیادہ تھا، وہ حسب معمول دربار میں پہنچا، بادشاہ نے اسے قریب بلایا، اس نے اس خیال سے کہ کہیں بادشاہ سلامت میرے منہ کی بدبو سونگھ نہ لیں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، اس کی اس حرکت سے بادشاہ کو چغل خور کی بات پر یقین آ گیا، اسی وقت اپنے عامل کو خط لکھا کہ جب یہ شخص تیرے پاس میرا یہ خط لے کر پہنچے تو اسے قتل کر دے اور اس کی کھال میں بھُس بھر کر ہمارے پاس بھیج دے۔ وہ شخص خط لے کر روانہ ہوا، راستے میں اسے وہی حاسد چغل خور ملا، اس نے دریافت کیا کہ تم یہ کیا لیے جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ یہ بادشاہ سلامت کا خط ہے فلاں عامل کے نام، اس میں میرے لیے انعام کی سفارش کی گئی ہے۔ چغل خور کو لالچ آ گئی اور اس نے کہا: یہ خط مجھے دے دو تمہارے بجائے میں انعام حاصل

کروں گا۔ اس نے بادشاہ کا خط اس کے حوالے کر دیا، چغل خور عامل کے پاس پہنچا، اس نے خط پڑھ کر بتلایا کہ اس میں تجھے قتل کرنے اور تیری کھال میں بھس بھر کر بھیجنے کا حکم ہے۔ اب اس کی آنکھیں کھلیں، اس نے کہا یہ خط میرے لیے نہیں ہے، تم بادشاہ سے رجوع کر سکتے ہو۔ عامل نے اس کی ایک نہ سنی اور بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی گردن ماردی۔

اِدھر وہ شخص اپنی عادت کے مطابق دربار پہنچا، بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی، خط سے متعلق استفسار کیا تو اس نے کہا: فلاں درباری نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں بادشاہ کا خط اسے ہبہ کر دوں، میں نے اسے دے دیا تھا۔ بادشاہ نے اسے خط کا مضمون بتایا اور کہا کہ اس شخص نے کہا تھا کہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہے، نیز یہ کہ میں گندہ دہن ہوں، چنانچہ میں نے تجھے قریب بلایا تھا اور تو نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا، اس نے اس الزام کی تردید کی اور لہسن ملا ہوا کھانا کھانے کا واقعہ سنایا اور بتلایا کہ میں نے اپنے منہ پر ہاتھ اس لیے رکھ لیا تھا کہ کہیں میرے منہ کی بدبو آپ کو پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو اس نے اپنے کیے کی سزا پالی اور تم سچ کہا کرتے ہو کہ بدی کرنے والے کے لیے اس کی بدی کافی ہے۔

(احیاء علوم الدین، حصہ سوم، ص: ۱۸۸)

اے خاتونِ جنت کی کنیزو! دیکھا آپ نے بے قصور شخص کو پریشان کرنے کا انجام؟ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ دنیا میں کوئی بھی انسان کسی کا برا سوچ کر یا برا کر کے اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ تاریخ میں ایک نہیں متعدد ایسے واقعات آپ کو ملیں گے لیکن آپ کبھی نہیں دیکھیں گی کہ کسی کا بھلا چاہنے والا انسان پریشان ہو۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں اور بندیوں کا بھلا چاہنے والوں کو سکون واطمینان کی دولت عطا کرتا ہے اور برا چاہنے والو کی ایسی پکڑ کرتا ہے کہ دنیا پکار اٹھتی ہے کہ یہ اسی لائق تھا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مذکورہ واقعے سے عبرت حاصل کریں اور ہمیشہ لوگوں کا بھلا چاہنے کی کوشش کریں۔

جائز حسد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: حسد صرف دو شخصوں میں ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہے اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کر رہا ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم عطا کیا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری شریف، حصہ اول، ص: ۲۵)

اے خاتون جنت کی کنیزو! اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے جو کہ جائز ہے اور خاص طور پر ان دو چیزوں میں رشک ایک دوسرے پر رشک کرنا چاہیے کہ اگر ہماری کوئی بہن اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے تو ہمیں اس سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اسی طرح اگر ہماری کوئی بہن اپنے علم سے خود فائدہ اٹھا رہی ہے اور دوسری خواتین کو فائدہ پہنچا رہی ہے تو ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں جتنا علم عطا فرمایا ہے اس سے ہم دوسری خواتین کو فائدہ پہنچائیں۔

حسد سے بچنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشادفرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن سے کوئی خالی نہیں ہے۔

۱) ظن: لہٰذا جب کوئی گمان دل میں آئے تو اسے صحیح نہ سمجھو۔

۲) بدفالی: لہٰذا جب بدفالی ہو تو اپنے کام میں لگے رہو۔

۳) حسد: لہٰذا جب حسد پیدا ہو تو اس کی خواہش نہ کرو۔

حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی نعمت و دولت برباد نہیں ہوسکتی اور میں جس پر حسد کر

رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بگڑ نہیں سکتا بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے کہ جس پر حسد کر رہا ہوں اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور میں اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں خداوند کریم کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان برباد کر رہا ہوں یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے، جو شخص جس کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوں کہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم، جلد سوم)

کلمہ پڑھنے کی توفیق نہ ملی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد پر نزع کا عالم طاری تھا، آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر یٰسٓ شریف پڑھنے لگے، شاگرد نے نزع کی حالت میں عرض کی: استاذِ گرامی، اسے مت پڑھیے (کیوں کہ کوئی فائدہ نہ ہوگا) استاذ نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی تلقین کی، شاگرد نے کہا: میں ابھی نہیں پڑھ سکتا اس لیے کہ میں اس سے برئُ الذمہ ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض گھر لوٹے، شاگرد کی اس غلطی پر چالیس روز تک روتے رہے اور اس غم سے گھر سے باہر نہ نکلے۔ چالیسویں روز خواب میں دیکھا کہ ان کے شاگرد کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا: کم بخت! تو کون سی نحوست کے سبب جہنم کا مستحق ہو گیا؟ حالاں کہ تو میرا شاگرد تھا، تجھ سے ایسی امید نہ

تھی۔عرض کی مجھ سے تین گناہ سرزد ہوئے ہیں۔

☆ چغل خوری کہ میں اپنے دوستوں کو کچھ کہتا اور آپ کو کچھ۔

☆ حسد کہ میں ہمیشہ اپنے ہمجولیوں سے حسد کرتا رہا۔

☆ مجھے ایک بیماری تھی میں نے کسی ڈاکٹر سے علاج پوچھا تو اس نے کہا: سال میں ایک مرتبہ شراب پی لیا کرو ورنہ بیماری تجھے ہرگز نہ چھوڑے گی۔ چنانچہ اس طبیب کے کہنے پر میں سال میں ایک بار شراب پی لیا کرتا تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد دوم،ص:۴۱۹)

اے خاتون جنت کی کنیزو! حضرت فضیل بن عیاض اللہ کے ولی تھے۔ان کی تلقین کے باوجود اس شخص کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا اور وہ جہنمی ہوگیا۔اندازہ لگائیں کہ جو تین برائیاں اس شخص کے اندر تھیں ان کا انجام کتنا بھیانک ہوا۔ دل میں جلن، چغل خوری اور شراب اللہ عزوجل کو کس حد تک ناپسند ہیں کہ ان تین جرموں کی وجہ سے مجرم کی زبان پر اللہ کے ولی کی تلقین کے باوجود کلمہ جاری نہ ہوا۔اس لیے ہم کو چاہیے کہ ہم ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنا حساب کرتی رہیں۔یاد رکھیں کہ صحیح معنوں میں کامیابی ایمان پر خاتمہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ایمان پر زندہ رکھے اور ایمان ہی پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور خصوصًا ہمیں مذکورہ تین گناہوں سے ہمیشہ بچائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیمِ

☆☆☆

لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاج دارِ حرم — نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم امامُ التُّقٰی و النُّقٰی — جلوۂ شانِ قُدرت پہ لاکھوں سلام

شافعی، مالک، احمد امامِ حنیف — چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

مآخذ و مراجع

شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع
۱	القراٰن الکریم		

کتب تفسیر

شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع
۲	کنز الایمان	امام احمد رضا قادری بریلوی	فاروقیہ بک ڈپو، دہلی
۳	تنویر المقباس	حضرت عبداللہ بن عباس	دارالکتب العلمیۃ، لبنان
۴	الدر المنثور	علامہ جلال الدین سیوطی	دارالفکر، بیروت
۵	التفسیر الکبیر	محمد بن عمر رازی	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۶	التفسیر المنیر	دوہبۃ بن مصطفیٰ زحیلی	دارالفکر المعاصر، بیروت
۷	تفسیر ابن کثیر	اسماعیل بن عمر بن کثیر	دارطیبۃ للنشر والتوزیع
۸	تفسیر القرطبی	محمد بن احمد قرطبی	دارالکتب المصریۃ، قاہرہ
۹	تفسیر روح البیان	اسماعیل بن مصطفیٰ حقی	دارالفکر، بیروت
۱۰	التفسیر المظہری	محمد ثناء اللہ مظہری	المکتبۃ الرشیدیۃ، پاکستان
۱۱	بحر العلوم	نصر بن محمد سمرقندی	بیروت
۱۲	تفسیر البغوی	محمد بن حسین بغوی	داراحیاء التراث العربی، بیروت

شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع
۱۳	تفسیر نعیمی	علامہ احمد یار خان نعیمی	مکتبہ رضویہ، دہلی
۱۴	تفسیر خزائن العرفان	علامہ نعیم الدین مرادآبادی	فاروقیہ بک ڈپو، دہلی
۱۵	تفسیر ضیاء القرآن	علامہ پیر کرم شاہ ازہری	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی

کتب حدیث

شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع
۱۶	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	دارطوق النجاۃ،
۱۷	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۱۸	سنن ابی داؤد	سلیمان بن اشعث سجستانی	المکتبۃ العصریۃ، بیروت
۱۹	سنن الترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی	مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر
۲۰	سنن النسائی	احمد بن شعیب خراسانی	مکتب المطبوعات الاسلامیۃ
۲۱	سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید قزوینی	داراحیاء الکتب العربیۃ
۲۲	مسند احمد بن حنبل	احمد بن محمد بن حنبل شیبانی	مؤسسۃ الرسالۃ
۲۳	صحیح ابن حبان	محمد بن حبان بن احمد دارمی	مؤسسۃ الرسالۃ
۲۴	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام صنعانی	المکتب الاسلامی، بیروت
۲۵	شعب الایمان للبیہقی	احمد بن حسین بیہقی	مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع
۲۶	السنن الکبری للبیہقی	احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
۲۷	دلائل النبوۃ للبیہقی	احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
۲۸	فضائل الاوقات للبیہقی	احمد بن حسین بیہقی	مکتبۃ المنارۃ، مکہ
۲۹	الدعوات الکبیرۃ للبیہقی	احمد بن حسین بیہقی	غراس للنشر والتوزیع

۳۰	المعجم الکبیر للطبرانی	سلیمان بن احمد طبرانی	مکتبۃ ابن تیمیۃ، قاہرہ
۳۱	المعجم الاوسط الطبرانی	سلیمان بن احمد طبرانی	دارالحرمین، قاہرہ
۳۲	المعجم الصغیر للطبرانی	سلیمان بن احمد طبرانی	المکتب الاسلامی، عمان
۳۳	مصنف ابن ابی شیبۃ	ابوبکر بن ابوشیبہ	مکتبۃ الرشد، ریاض
۳۴	سنن الدارمی	عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	دارالمغنی للنشر والتوزیع، سعودی
۳۵	الادب المفرد	محمد بن اسماعیل بخاری	مکتبۃ المعارف، ریاض
۳۶	مسند الحارث	حارث بن محمد تمیمی	مرکز خدمۃ السنۃ والسیر ۃ النبویۃ
۳۷	مسند البزار	احمد بن عمرو بزار	مکتبۃ العلوم والحکم
۳۸	عمل الیوم و اللیلۃ	احمد بن محمد (ابن السنی)	دارالقبلۃ، بیروت/جدہ
۳۹	مسند ابی یعلیٰ	احمد بن علی تمیمی	دارالمامون للتراث، دمشق
۴۰	صحیح ابن خزیمۃ	محمد بن اسحاق بن خزیمہ	المکتب الاسلامی، بیروت
۴۱	معجم ابن الاعرابی	ابوسعید بن اعرابی	دارابن الجوزی، سعودی
۴۲	سنن الدارقطنی	علی بن عمر بن احمد دارقطنی	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
۴۳	مشکوۃ المصابیح	محمد بن عبداللہ خطیب عمری	المکتب الاسلامی، بیروت
۴۴	الترغیب و الترھیب	عبدالعظیم بن عبدالقوی	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
۴۵	کنز العمال	علی بن حسام الدین	مؤسسۃ الرسالۃ

شروح حدیث

۴۶	اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	جیلانی بک ڈپو، دہلی
۴۷	فتح الباری	احمد بن علی بن حجر عسقلانی	لبنان

۴۸	شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
۴۹	نزھۃ القاری	مفتی شریف الحق امجدی	دائرۃ البرکات، گھوسی، مئو

کتب فقہ

۵۰	ھدایہ	علی بن ابوبکر مرغینانی	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۵۱	الدر المختار	شیخ علاء الدین حصکفی	دارالفکر، بیروت
۵۲	رد المحتار	محمد بن عمر بن عابدین دمشقی	دارالفکر، بیروت
۵۳	الفتاوٰی الرضویۃ	امام احمد رضا بریلوی حنفی	برکات رضا، پور بندر، گجرات
۵۴	بَھَارِ شریعت	علامہ امجد علی اعظمی	فاروقیہ بک ڈپو، دہلی
۵۵	قانون شریعت	مفتی شمس الدین جون پوری	مکتبہ شمسیہ، جون پور
۵۶	جنتی زیور	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی	جسیم بک ڈپو، دہلی

کتب تصوف

۵۷	احیاء علوم الدین	امام محمد بن محمد غزالی	دارالمعرفۃ، بیروت
۵۸	نزھۃ المجالس	عبدالرحمٰن صفوری	المطبعۃ الکاستلیۃ، مصر
۵۹	منھاج العابدین	امام محمد بن محمد غزالی	فیصل پبلی کیشنز، دہلی

متفرقات

۶۰	شرح الصدور بشرح حال الموتی و القبور	علامہ جلال الدین سیوطی	دارالمعرفۃ، لبنان
۶۱	الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	ابوالفضل عیاض بن موسیٰ	دارالفیحاء، عمان
۶۲	القول البدیع	محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی	دارالریان للتراث، لبنان

۶۳	فتح المغیث	محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی	مکتبۃ السنۃ، مصر
۶۴	اعانۃ الطالبین	ابو بکر بن محمد دمیاطی	دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع
۶۵	تطھیر الجنان	محمد بن سلیمان تمیمی	وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ، سعودی
۶۶	غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی	ارشد برادرس، دہلی
۶۷	کیمیاے سعادت	امام محمد بن محمد غزالی	ادبی دنیا، دہلی
۶۸	درۃ الناصحین	عثمان بن حسن بن احمد	ابنائے مولوی محمد غلام رسول سورتی
۶۹	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین گنج شکر	رضوی کتاب گھر، دہلی
۷۰	کشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش	رضوی کتاب گھر، بھیونڈی
۷۱	مدارج النبوۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	ادبی دنیا، دہلی
۷۲	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین گنج شکر	رضوی کتاب گھر، دہلی
۷۳	ضیاء النبی	پیر محمد کرم شاہ ازہری	المجمع المصباحی، مبارکپور
۷۴	سچی حکایات	مولانا ابو النور محمد بشیر	مکتبہ جام نور، دہلی
۷۵	یایھا الذین اٰمنوا	سید سعادت علی قادری	فاروقیہ بک ڈپو، دہلی
۷۶	انوار الحدیث	مفتی جلال الدین امجدی	رضا اکیڈمی، ممبئی
۷۷	سیرۃ المصطفٰی	علامہ عبد المصطفٰی اعظمی	رضا اکیڈمی، ممبئی
۷۸	معارج النبوۃ	حضرت مولانا ملا معین کاشفی	مکتبہ رضویہ، دہلی
۷۹	امام احمد رضا اور تصوف	مولانا محمد احمد مصباحی	المجمع الاسلامی، مبارک پور

☆☆☆